سُورَۃُ البَقَرَۃ

سات تراجم، سات تفاسیر

نُورُالقرآن

مرتبہ

مُحمد صدیق بخاری

www.KitaboSunnat.com

سُوئے حرم پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

عبد الرحمن سلام

سُورَةُ البَقَرَة

سات تراجم، سات تفاسیر

نور القرآن

مرتبہ محمد صدیق بخاری

مترجمین: شاہ عبدالقادرؒ، مولانا اشرف علیؒ تھانوی، مولانا احمد رضا خانؒ، مولانا محمدؒ جونا گڑھی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، مولانا امین احسنؒ اصلاحی، محترم جاوید احمد غامدی

مفسرین: مولانا شبیر احمدؒ عثمانی (تفسیر عثمانی)، مفتی محمد شفیعؒ (معارف القرآن)، مولانا محمد نعیم الدینؒ مراد آبادی (خزائن العرفان)، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (تفہیم القرآن)، محترم صلاح الدین یوسف (احسن البیان)، پیر محمد کرم شاہؒ الازہری (ضیاء القرآن)، مولانا عبدالماجدؒ دریابادی (تفسیر ماجدی)، مولانا امین احسنؒ اصلاحی (تدبر قرآن)، محترم جاوید احمد غامدی (البیان)

سُوئے حرم پبلیکیشنز، لاہور

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ملنے کا پتا

۱۔ سوئے حرم پبلی کیشنز، ۵۳۰ وسیم بلاک حسن ٹاؤن ملتان روڈ لاہور

042-37066664,0321-4021713

۲۔ المیزان، ناشران وتاجران کتب، الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور

042-37122981,37212762

۳۔ ڈاکٹر عبدالرزاق خان، آئیڈیل ڈویلپرز، مدینہ سنٹر، مدینہ روڈ، ٹاؤن شپ، لاہور

042-35124226,35124227, 0333-4222599

۴۔ شاہد احمد خان، گلوبل پاکستان (پرائیویٹ لمیٹڈ) سوٹ نمبر ۳۱۴ تھرڈ فلور ایڈن ٹاور مین بلیوارڈ گلبرگ ۳ لاہور

042-35755396,35752325

ناشر: سوئے حرم پبلی کیشنز، لاہور

طابع: سمٹ انٹرنیشنل، لاہور

طبع اول: ستمبر ۲۰۰۹

ہدیہ: ۵۰۰ روپے

Info@suayharam.org
www.suayharam.org

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نورالقرآن کامقصد

عربی زبان کے بعد، اردو، دنیا کی وہ واحد زبان ہے جس میں قرآن مجید کے ترجمے اور تفسیر پر سب سے زیادہ وقیع کام ہوا ہے۔نورالقرآن کا مقصد اسی وقیع کام کی تمام معتبر روایات کو قرآن مجید کے طالب علموں تک منتقل کرنا اور برصغیر کے تمام علمی دھاروں کو اس تک پہنچانا ہے۔

مرتب کے پیشِ نظر کسی خاص مکتبہ فکر کا ابلاغ یا ترویج نہیں بلکہ خالص علمی انداز میں تعلیم دینا ہے۔اس لیے مرتب نے کہیں بھی اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔تمام مکاتبِ فکر کی آرا، کا خلاصہ کم وبیش انہی کے الفاظ میں قاری تک پہنچانا پیشِ نظر ہے۔لیکن یہ خیال رہے کہ تمام آرا کو بیان کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مرتب کے نزدیک یہ سب صحیح ہیں۔ان میں بہتر، غیر بہتر یا صحیح اور غلط کا انتخاب قاری کے ذمہ ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ نورالقرآن کے قاری میں جستجو پیدا ہو، وہ حق کی تلاش میں آگے بڑھے، اہل علم سے رجوع کرے اور مطالعہ وتحقیق کے ذوق کو ترقی دے تاکہ دین سے اس کا شعوری تعلق قائم ہو نہ کہ وہ تعلق جو محض آباؤاجداد کی روایات، سنی سنائی باتوں اور چند تعصبات اور رسوم پر مشتمل ہوتا ہے۔

تراجم اور تفاسیر کے انتخاب پر مرتب سے اختلاف کیا جاسکتا ہے اور اس کے بارے میں دو آرا ہوسکتی ہیں مگر مرتب نے پوری دیانتداری سے اس بات کی کوشش کی ہے کہ موجود مسالک کی بہتر نمائندگی ہو جائے اور سب کا کام کم وبیش انہی کے الفاظ میں یکجا ہوجائے تاکہ قرآن کے طالب علموں کی راہیں روشن اور سفر آسان ہو جائے۔ہماری خواہش ہے کہ معاشرے میں دوسروں کی بات سننے، پڑھنے اور اس پر غور کرنے کے ساتھ ساتھ وسعت اور برداشت کی روایت جنم لے۔ مسالک اور مکاتب فکر کے درمیان فاصلے کم ہوں، نفرت کی دیواریں کمزور ہونا شروع ہوں اور شخصیات کے بجائے دلیل کی حکمرانی قائم ہو۔امید واثق ہے کہ اس سلسلہ میں نورالقرآن معاون ومددگار ثابت ہوگا۔

بعض احباب کی رائے ہے کہ نورالقرآن ایک قسم کی ''کھچڑی'' ہے اور تمام آرا کو بیان کرنا گویا قاری کے ذہن کو مختلط کرنا ہے مگر ہماری رائے میں نورالقرآن ایک قسم کا گلدستہ ہے جس میں گلشن محمدی کے رنگارنگ پھول کھلے ہیں اور تمام آرا کو بیان کرنا گویا قاری کے ذہن کو روشن اور کھلا کرنا ہے۔بہرحال آرا کا فرق موجود رہے گا۔نیتوں کا حال اللہ جانتا ہے۔دعا ہے کہ وہ کریم اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس کے ثمرات سے معاشرے کو بہرہ مند فرمائے۔

محمد صدیق بخاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١) (٥)

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ٧ رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿١﴾ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِيْمِ ۙ﴿٢﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿٣﴾

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿٤﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿٥﴾ صِرَاطَ

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬﴿٦﴾ غَيْرِ

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿٧﴾ ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٨٧) (٢)

سُورَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ٢٨٦ رُكُوْعَاتُهَا ٤٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓمّٓ ۚ ﴿١﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ
هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ ﴿٣﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ
قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۗ ﴿٤﴾

الجزء ۱ معانقة ۱ عند المتأخرين

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝٥
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ
لَا يُؤْمِنُونَ ۝٦ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰٓ
ع أَبْصَٰرِهِمْ غِشَٰوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝٧ وَمِنَ النَّاسِ
وقف لازم مَن يَقُولُ ءَامَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ۝٨
يُخَٰدِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ
وَمَا يَشْعُرُونَ ۝٩ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌۢ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝١٠ وَإِذَا قِيلَ
لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوٓا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝١١
أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝١٢ وَإِذَا
قِيلَ لَهُمْ ءَامِنُوا كَمَآ ءَامَنَ النَّاسُ قَالُوٓا أَنُؤْمِنُ كَمَآ ءَامَنَ
السُّفَهَآءُ ۗ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۝١٣
وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ ءَامَنُوا قَالُوٓا ءَامَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ
شَيَٰطِينِهِمْ قَالُوٓا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ ۝١٤
اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝١٥

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَٰلَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت
تِّجَٰرَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝١٦ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي
اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ أَضَآءَتْ مَا حَوْلَهُۥ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ
وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝١٧ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا
يَرْجِعُونَ ۝١٨ أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمَٰتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ
يَجْعَلُونَ أَصَٰبِعَهُمْ فِيٓ ءَاذَانِهِم مِّنَ الصَّوَٰعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ
وَاللَّهُ مُحِيطٌۢ بِالْكَٰفِرِينَ ۝١٩ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَٰرَهُمْ ۖ
كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَآءَ
اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَٰرِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝٢٠ ع
يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝٢١ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَٰشًا وَ
السَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ الثَّمَرَٰتِ
رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝٢٢ وَإِن
كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن
مِّثْلِهِۦ وَادْعُوا شُهَدَآءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۝٢٣

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُهَا
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٤﴾ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا
رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِىْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ
وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْىٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا
فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ
كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾
الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ
مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٢٧﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا
فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٨﴾
هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى
السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٩﴾ ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوٓا
أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ
بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّيٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ وَعَلَّمَ
اٰدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنْۢبِـُٔونِي
بِأَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿٣١﴾ قَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ
إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٣٢﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ أَنْۢبِئْهُمْ
بِأَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ أَنْۢبَأَهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّيٓ أَعْلَمُ
غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٣٣﴾
وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ ۖ أَبٰى وَ
اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿٣٤﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَ
زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۖ وَلَا تَقْرَبَا
هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِينَ ﴿٣٥﴾ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ
عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلٰى حِينٍ ﴿٣٦﴾ فَتَلَقّٰٓى
اٰدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٣٧﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ
هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع
يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا
بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ
مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ
ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ
تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ
اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا
بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ
يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ع
اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا
يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ
يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ
اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ
لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا
عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا
مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ
مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ
الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ
لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾
وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً
فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ
الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ
مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ
رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ
خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا
غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ
ع السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ع وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ
عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ
اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى
لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا
تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَ
بَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ
خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ
بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ
آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا
مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ
وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ
ذَٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾
وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ
كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا
وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا
هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا
ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا
فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ
إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ﴿٦٩﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا ۖ وَ
إِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ۝٧٠ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا
ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا ۚ
قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۝٧١ وَ ع
إِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ
تَكْتُمُونَ ۝٧٢ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِ اللَّهُ
الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝٧٣ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ
مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ
الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ
فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ
وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝٧٤ أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ
وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ
بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝٧٥ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا
آمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا
فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝٧٦

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ وَ
مِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتٰبَ إِلَّآ أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا
النصف يَظُنُّونَ ﴿٧٨﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ق ثُمَّ
يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا ط
فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا
يَكْسِبُونَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّآ أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ط
قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ
أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٠﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ
سَيِّئَةً وَّأَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَأُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ج
هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿٨١﴾ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ج هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿٨٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا ع
مِيثَاقَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ
إِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِينِ وَقُولُوا
لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط
ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٨٣﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ
اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾
ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ
مِّنْ دِيَارِهِمْ ز تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط وَاِنْ
يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط
اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ
مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَيَوْمَ
الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
بِالْاٰخِرَةِ ز فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ ع
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ز
وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط
اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ج
فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ز وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا
غُلْفٌ ط بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ
وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚۖ
فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ
مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٩٠﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَ
هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ
اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩١﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ
مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ
اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا
فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا
سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ
قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩٣﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ
دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ
يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۛۚ وَمِنَ
الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۛۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ
بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ ع قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى
قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّ
بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَ
رُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ
اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙۗ
كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا
كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ
السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ
وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا
تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ
زَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ
وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا
لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ
مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ
اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا
يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا ع
انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا
يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ
اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ
بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا ؕ اَلَمۡ
تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ
مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ
وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمۡ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَكُمۡ كَمَا
سُئِلَ مُوۡسٰى مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَمَنۡ يَّتَبَدَّلِ الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ
فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِيۡرٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ
لَوۡ يَرُدُّوۡنَكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِكُمۡ كُفَّارًا ۖۚ حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ
اَنۡفُسِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَقُّ ۚ فَاعۡفُوۡا وَ
اصۡفَحُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ
قَدِيۡرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوۡا
لِاَنۡفُسِكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ تَجِدُوۡهُ عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ
بَصِيۡرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوۡا لَنۡ يَّدۡخُلَ الۡجَنَّةَ اِلَّا مَنۡ كَانَ هُوۡدًا
اَوۡ نَصٰرٰى ؕ تِلۡكَ اَمَانِيُّهُمۡ ؕ قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ
كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ
فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ۖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۖ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى
لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ
الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ
مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ
اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۬ؕ لَهُمْ فِي
الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١١٤﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ
وَالْمَغْرِبُ ۗ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾
وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿١١٦﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا
قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿١١٧﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا
يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ
بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿١١٨﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿١١٩﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ
هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ
مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۱۲۰ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ
بِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۲۱ يٰبَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ ع
اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۲۲ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ
نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـــًٔـا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ
وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝۱۲۳ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ
قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا
يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۲۴ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ
اَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ
وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝۱۲۵
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَھْلَهٗ مِنَ
الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ
فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۲۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ
وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ ع
اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ
فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ
اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ
يَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ
الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا
نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا
وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا
كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرٰهٖمَ
حَنِيفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٣٥﴾ قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ
إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلٰى إِبْرٰهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَ
الْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ
رَبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٦﴾ فَإِنْ
آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ
فِي شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾ ؕ صِبْغَةَ
اللّٰهِ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَنَحْنُ لَهُ عٰبِدُونَ ﴿١٣٨﴾
قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَ
لَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿١٣٩﴾ أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ
إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا
هُودًا أَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ أَظْلَمُ
مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٠﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ
لَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤١﴾ ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ
كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٤٢﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا
شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا
جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ
مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى
الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤٣﴾ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ
فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۖ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا
اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٤﴾ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا
بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ
مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٥﴾

وقف لازم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ
فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤٦﴾ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ
فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١٤٧﴾ ع وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا
فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ
إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ
وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ
وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ
وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا
وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا
الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ
نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ
رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿١٥١﴾ فَاذْكُرُونِي
أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾ ع يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾

وقف منزل
ع
وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم
معانقہ ۳ عند المتاخرین ۱۲
ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ
وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿١٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَ
الْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ
الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَ
إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ
اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ
بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ
يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ
لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾
إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ
وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ
أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾
خَالِدِينَ فِيهَا ۖ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿١٦٢﴾
وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾ ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَ
الْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ
مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ
فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ
بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ ﴿١٦٤﴾ وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا إِذْ يَرَوْنَ
الْعَذَابَ ۙ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّأَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾
إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَ
تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ أَنَّ لَنَا
كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ
أَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ ع
يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٦٨﴾ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ
بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَأَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٦٩﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ
اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّ
لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ
يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ
فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا
رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ
عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ
لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ
اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ
فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا
يُزَكِّيْهِمْ ۖۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا
الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ
عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَ
اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ
لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ
وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ
الْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَ
اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا
عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ
بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ
لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ
بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى
بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ
يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ
اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖۚ الْوَصِيَّةُ
لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ؕ ﴿۱۸۰﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ط
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ط ﴿۱۸۱﴾ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا
فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ يٰٓاَيُّهَا ع
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ لا اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط فَمَنْ كَانَ
مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط وَعَلَى الَّذِيْنَ
يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ط فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ
لَّهٗ ط وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ
الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ
الْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط وَمَنْ كَانَ
مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط يُرِيْدُ اللّٰهُ
بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ
لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا
سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا
دَعَانِ لا فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ۭ هُنَّ
لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ
تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ
بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ
مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ
وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا
تَقْرَبُوْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾
وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى
الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ
اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ ع
لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ
ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠
وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ
يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ
مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ
فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿١٩١﴾ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ
غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٩٢﴾ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ
فَإِنِ انتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٩٣﴾ الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ
الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ
بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٩٤﴾
وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٩٥﴾ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ
فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ
أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا
اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ
إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَٰلِكَ لِمَن لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ ع

مع عند المتقدمین ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا
فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ
وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ
عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ
وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ
اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا
قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ
ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ
فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِي
الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ
فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ
اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

وقف النبي صلى الله عليه وسلم

النصف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ
اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي
الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا
يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ
بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا
جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ
اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ
الْاَمْرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ ع
اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا
جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا وقف لازم
فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ
وَمُنْذِرِيْنَ ص وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ
بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا
الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ج
فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ
بِاِذْنِهٖ ط وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢١٣﴾
اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ
خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ط مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا
حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ط
اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿٢١٤﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۵ قُلْ
مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ
اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢١٥﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ج وَ
عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ج وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا
شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢١٦﴾ ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ
وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ
اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا
يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ
وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ
حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ
جٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ
اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ
وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ
اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ
وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ
تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ
الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ
مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى
يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ
يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ
بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَ ع
يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ
فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ
فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ
وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى
شِئْتُمْ ۡ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ۭ
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ
اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾
لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا
كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ
تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَاۗءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٢٧﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ
يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ
يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ
اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪
وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٢٨﴾ اَلطَّلَاقُ ع
مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَ
لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ
يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا
حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ
حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٢٩﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ
مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ
اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٠﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ
سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ
يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۡ وَّ
اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ
الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٣١﴾ ع
وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ
اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ
كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ وَ
اللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٢﴾ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ
حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ
وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ
وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۤ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ
فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۭ
وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ
مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٣٣﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ
اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ
النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۗ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ
وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ؕ وَ
لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۗ وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ ع
تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ
قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾
وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ
فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ
بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۗ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۗ وَ
لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ
قٰنِتِيْنَ ﴿٢٣٨﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٩﴾ وَ
الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً
لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٤٠﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ
حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٤١﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ ع ﴿٢٤٢﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ ع
اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۖ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۫ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٢٤٣﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ
اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٤٤﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ
اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ
وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۖ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٤٥﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الۡمَلَاِ مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی
اِذۡ قَالُوۡا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابۡعَثۡ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ
اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلۡ عَسَیۡتُمۡ اِنۡ كُتِبَ عَلَیۡكُمُ الۡقِتَالُ
اَلَّا تُقَاتِلُوۡا ؕ قَالُوۡا وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ
وَقَدۡ اُخۡرِجۡنَا مِنۡ دِیَارِنَا وَاَبۡنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ
عَلَیۡهِمُ الۡقِتَالُ تَوَلَّوۡا اِلَّا قَلِیۡلًا مِّنۡهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیۡمٌۢ
بِالظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ لَهُمۡ نَبِیُّهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ قَدۡ بَعَثَ
لَكُمۡ طَالُوۡتَ مَلِكًا ؕ قَالُوۡۤا اَنّٰی یَكُوۡنُ لَهُ الۡمُلۡكُ
عَلَیۡنَا وَنَحۡنُ اَحَقُّ بِالۡمُلۡكِ مِنۡهُ وَلَمۡ یُؤۡتَ سَعَةً
مِّنَ الۡمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰٮهُ عَلَیۡكُمۡ وَزَادَهٗ
بَسۡطَةً فِی الۡعِلۡمِ وَالۡجِسۡمِ ؕ وَاللّٰهُ یُؤۡتِیۡ مُلۡكَهٗ مَنۡ
یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ لَهُمۡ نَبِیُّهُمۡ اِنَّ
اٰیَةَ مُلۡكِهٖۤ اَنۡ یَّاۡتِیَكُمُ التَّابُوۡتُ فِیۡهِ سَكِیۡنَةٌ مِّنۡ
رَّبِّكُمۡ وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوۡسٰی وَاٰلُ هٰرُوۡنَ تَحۡمِلُهُ
الۡمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲۴۸﴾ ع

وقف لازم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيكُمْ
بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ
فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا
مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا
مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالَ
الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ
قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ
مَعَ الصّٰبِرِينَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ
قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَ
انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ ﴿٢٥٠﴾ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ
اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَآتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ
الْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ
النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِينَ ﴿٢٥١﴾ تِلْكَ آيٰتُ اللّٰهِ
نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢٥٢﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ
اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۭ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ
وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ
بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ
مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۣ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝٢٥٣ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ ع
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ
وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٢٥٤ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ڬ
لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ
اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا
شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٢٥٥ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ڐ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ
الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝٢٥٦

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ۗ وَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى
ع الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ اَلَمْ تَرَ
اِلَى الَّذِيْ حَاۗجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ
قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ
قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ
فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ۚ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰي قَرْيَةٍ وَّهِيَ
خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ ھٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ
مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ قَالَ كَمْ
لَبِثْتَ ۭ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ
مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ
وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى
الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۭ فَلَمَّا
تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهٖمُ رَبِّ أَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ أَوَلَمْ
تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ ؕ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ
الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا
ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦٠﴾ ع
مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ
أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ
يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦١﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ
أَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ أَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ
أَذًى ۙ لَّهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ
يَّتْبَعُهَآ أَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيْمٌ ﴿٢٦٣﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذٰى ۙ كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ
النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ
عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ
عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦٤﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ
وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ
فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَإِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٦٥﴾ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ
نَّخِيلٍ وَّأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۙ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ
الثَّمَرَاتِ ۙ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ ۖ فَأَصَابَهَا
إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ
ع الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٦٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا
مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ ۖ
وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ
إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ ۗ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٢٦٧﴾
الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۚ وَاللَّهُ
يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦٨﴾
يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ
أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ
اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا
الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا
الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ
سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ
هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا
مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ
اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا
تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ
اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ
النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ
عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ
وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ
رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ
یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ
مِثۡلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنۡ جَآءَہٗ وقف لازم
مَوۡعِظَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ فَانۡتَہٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمۡرُہٗۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ
وَ مَنۡ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۷۵﴾
یَمۡحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَ یُرۡبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ
کَفَّارٍ اَثِیۡمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا
الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَ لَا خَوۡفٌ
عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۷﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ
وَ ذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنۡ لَّمۡ
تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ ۚ وَ اِنۡ تُبۡتُمۡ
فَلَکُمۡ رُءُوۡسُ اَمۡوَالِکُمۡ ۚ لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۹﴾ وَ اِنۡ
کَانَ ذُوۡ عُسۡرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیۡسَرَۃٍ ؕ وَ اَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَیۡرٌ
لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸۰﴾ وَ اتَّقُوۡا یَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِیۡہِ اِلَی
اللّٰہِ ٭۟ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفۡسٍ مَّا کَسَبَتۡ وَ ہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸۱﴾ ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ
وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ
كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ
وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ
عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ
فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ
فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ
الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَ
لَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ
صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ
لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً
حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا
تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ
وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ۬ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَ
اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ
فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ
وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا
فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ لِلّٰهِ مَا فِى ع
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ
تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ
يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ
اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ
اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا
لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ
اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا
مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۫ وَاغْفِرْ لَنَا ۫ وَارْحَمْنَا ۫
اَنْتَ مَوْلٰٮنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تراجم

۱۔شروع اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے نام سے شروع کرتا ہوں۔(مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔(مولانا مودودیؒ)

۶۔شروع خدائے رحمان و رحیم کے نام سے۔(مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔اللہ کے نام سے جو سراسر رحمت ہے، جس کی شفقت ابدی ہے۔(محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

'بسم اللہ' قرآن کی ایک آیت ہے

''اس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ 'بسم اللہ الرحمن الرحیم' قرآن میں سورۂ نمل کا جزو ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ سوائے سورۂ توبہ کے ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ لکھی جاتی ہے۔البتہ اس میں آئمۂ مجتہدین کا اختلاف ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا یا تمام سورتوں کا جز ہے یا نہیں؟ امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ بسم اللہ بجز سورۂ نمل کے اور کسی سورت کا جز نہیں، بلکہ ایک مستقل آیت ہے جو ہر سورہ کے شروع میں دو سورتوں کے درمیان فصل اور امتیاز ظاہر کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۷۳)

''مدینہ، بصرہ اور شام کے قرا اور فقہا کی رائے بھی یہی ہے۔اس کے برعکس مکہ اور کوفہ کے فقہا کا مسلک یہ ہے کہ یہ سورۂ فاتحہ کی بھی ایک آیت ہے اور دوسری سورتوں کی بھی ایک آیت ہے۔امام شافعی اور ان کے اصحاب کی رائے بھی یہی ہے۔مولانا حمید الدین فراہیؒ اس کو سورۂ فاتحہ کی ایک آیت اور دوسری سورتوں کے لیے بمنزلہ فاتحہ مانتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۴۹)

فضائل و مسائل

''نبی ابتدا میں ہر کام کو اللہ کے نام سے شروع کرنے کے لیے 'باسمك اللھم' کہتے اور لکھتے تھے۔جب آیت 'بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم' نازل ہوئی تو انھی الفاظ کو اختیار فرما لیا اور ہمیشہ کے لیے سنت جاری ہوگئی۔قرآن مجید میں جابجا اس کی ہدایت ہے کہ ہر کام کو اللہ کے نام سے شروع کیا جائے اور رسول کریمؐ نے فرمایا کہ ہر اہم کام جو بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت رہتا ہے۔کھانا کھانے، پانی پینے، وضو کرنے، سواری پر سوار ہونے اور اترتے وقت بسم اللہ پڑھنے کی ہدایات قرآن و حدیث میں بار بار آئی ہیں۔قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے وقت اول 'أعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم' اور پھر 'بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم' پڑھنا سنت ہے اور درمیان تلاوت بھی سورۂ برأت کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔پہلی رکعت کے شروع میں 'أعوذ باللّٰہ' کے بعد بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آواز سے پڑھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے یا آہستہ۔ امام ابوحنیفہؒ اور بہت سے دوسرے آئمہ آہستہ پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ پہلی رکعت کے بعد دوسری رکعتوں کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا چاہیے، اس کے مسنون ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور بعض روایات میں ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کو واجب کہا گیا ہے۔ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھنا چاہیے خواہ جہری نماز ہو یا سری، نبی کریمؐ اور خلفائے راشدین سے ثابت نہیں ہے۔ البتہ کوئی پڑھ لے تو مکروہ نہیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج۱ ص ۷۵ تا ۷۷)

بسم اللہ کی تفسیر

''حرف 'ب' عربی زبان میں بہت سے معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں تین معنی مناسبِ مقام ہیں۔ اول مصاحبت یعنی کسی چیز کا کسی چیز سے متصل ہونا۔ اس لحاظ سے معنی ہوں گے: اللہ کے نام کے ساتھ۔ دوم استعانت یعنی کسی چیز سے مدد حاصل کرنا۔ اس لحاظ سے معنی ہوں گے: اللہ کے نام کی مدد کے ساتھ۔ تیسرے تبرک، کسی چیز سے برکت حاصل کرنا۔ اس لحاظ سے معنی ہوں گے: اللہ کے نام کی برکت کے ساتھ۔ لیکن تینوں صورتوں میں یہ ظاہر ہے کہ یہ کلام نامکمل ہے جب تک کہ اس کام کا ذکر نہ کیا جائے جو اللہ کے نام کے ساتھ یا اس کی برکت سے کرنا مقصود ہے۔ اس لیے نحوی قاعدے کے مطابق یہاں کوئی فعل مناسب مقام محذوف ہوتا ہے۔ مثلاً شروع کرتا ہوں، یا پڑھتا ہوں وغیرہ۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج۱ ص ۷۵)

اللہ

''اللہ کا نام لفظ الٰہ پر الف لام تعریف داخل کر کے بنا ہے۔ یہ نام ابتدا ہی سے صرف اس خدائے برتر کے لیے خاص رہا ہے جو آسمان و زمین اور تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ نزولِ قرآن سے پہلے عرب جاہلیت میں بھی اس کا یہی مفہوم تھا۔ دوسرے دیوتاؤں کی پرستش وہ محض اس گمان کی بنا پر کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں اور اس کے ہاں ان کی سفارش کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کے یہ خیالات نقل ہوئے ہیں۔ 'ما نعبد هم الا ليقربونا الى الله زلفى' (زمر۔۳) (ہم نہیں پوجتے ان کو مگر اس لیے کہ یہ اللہ سے ہم کو قریب کر دیں)۔ 'ولئن سالتهم من خلق السموات والارض وسخر الشمس والقمر ليقولن الله فانى يوفكون' (عنکبوت۔۶۱)۔ (اگر تم ان سے پوچھو، کس نے بنایا آسمانوں اور زمین کو اور مسخر کیا سورج اور چاند کو؟ کہیں گیا اللہ نے۔ پھر کہاں ان کی عقل الٹ جاتی ہے؟)۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱ ص ۴۷)

الرحمٰن اور الرحیم

''یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ رحمٰن کے معنی ہیں عام الرحمہ کے اور رحیم کے معنی ہیں تام الرحمہ کے۔ عام الرحمہ کا مطلب ہے کہ وہ ذات جس کی رحمت سارے عالم اور ساری کائنات اور جو کچھ اب تک پیدا ہوا ہے اور جو کچھ پیدا ہوگا سب پر حاوی اور شامل ہو۔ اور تام الرحمہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کی رحمت کامل اور مکمل ہو۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج۱ ص ۷۶)

''خدا کی رحمت اور مہربانی اپنی مخلوق پر اتنی زیادہ ہے کہ اس کے بیان میں بڑے سے بڑا مبالغہ کا لفظ بول کر بھی جی نہیں بھرتا۔ اس لیے اس کی فراوانی کا حق ادا کرنے کے لیے پھر رحیم کا لفظ مزید استعمال کیا گیا۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ہم کسی شخص کی فیاضی کے بیان میں سخی کا لفظ بول کر جب تشنگی محسوس کرتے ہیں تو اس پر داتا کا اضافہ کرتے ہیں۔ رنگ کی تعریف میں جب گورے کو کافی نہیں پاتے تو اس پر چٹے کا لفظ اور بڑھا دیتے ہیں درازیِ قد کے ذکر میں جب لمبا کہنے سے تسلی نہیں ہوتی تو اس کے بعد تڑنگا بھی کہتے ہیں۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج۱ ص ۴۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اسم رحمان، غضبان اور سکران کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اور اسم رحیم علیم اور کریم کے وزن پر صفت کا۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رحیم کے مقابل میں رحمان میں زیادہ مبالغہ ہے اس وجہ سے رحمان کے بعد رحیم کا لفظ ان کے خیال میں ایک زائد لفظ ہے جس کی چنداں ضرورت تو نہیں تھی، لیکن یہ تاکید مزید کے طور پر آ گیا ہے، ہمارے نزدیک یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ عربی زبان کے استعمالات کے لحاظ سے فعلان کا وزن جوش وخروش اور ہیجان پر دلیل ہوتا ہے اور فعیل کا وزن دوام واستمرار پر، اس وجہ سے ان دونوں صفتوں میں سے کوئی بھی برائے بیت نہیں ہے، بلکہ ان میں سے ایک خدا کی رحمت کے جوش وخروش کو ظاہر کر رہی ہے، دوسری اس کے دوام وتسلسل کو۔ خدا کی رحمت اس خلق پر ہے بھی اس نوعیت سے، اس میں جوش ہی جوش نہیں ہے، بلکہ پائداری اور استقلال بھی ہے۔ اس نے یہ نہیں کیا کہ اپنی رحمانیت کے جوش میں دنیا پیدا تو کر ڈالی ہو لیکن پیدا کر کے پھر اس کی خبر گیری اور نگہداشت سے غافل ہو گیا ہو بلکہ اس کو پیدا کرنے کے بعد وہ اپنی پوری شانِ رحیمیت کے ساتھ اس کی پرورش اور نگہداشت بھی فرما رہا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص ۴۸)

''قرآن اللہ تعالیٰ کی جس صفت کا سب سے پہلے ذکر کرتا ہے، وہ صفت قہاریت وجباریت نہیں بلکہ صفت رحمانیت ورحیمیت ہے۔ یہ اس لیے کہ بندہ کا جو تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اس کا دار ومدار خوف وہراس اور رعب ودبدبہ پر نہ ہو بلکہ رحمت ومحبت پر ہو۔ بعض ناحق شناس کہتے ہیں کہ اسلام کا خدا خونی ہے اور اپنے ماننے والوں کو خونخواری سکھاتا ہے۔ کاش وہ اسلام کی مقدس کتاب کے پہلے صفحہ کی پہلی آیت ہی پڑھ لیتے تو انھیں پتا چل جاتا کہ اسلام کا خدا خونخوار نہیں الرحمٰن ہے، سفاک نہیں، بلکہ الرحیم ہے۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج۱، ص ۲۱)

''رحمان میں شانِ کرم کا عموم ہے، مومن وکافر سب کے لیے۔ اسی لیے اس کا ظہور اسی دنیا میں بھی ہو رہا ہے۔ رحیم میں تجلی رحمت ومغفرت کا خصوص ہے، اہل ایمان کے لیے۔ اس لیے اس کا ظہور آخرت میں ہوگا۔ اور اسی معنی میں یہ حدیث صحیح مسلم میں صحابی ابن مسعودؓ کے واسطہ سے آئی ہے کہ الرحمٰن، رحمٰن الدنیا والرحیم، رحیم الآخرۃ۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ج۱، ص ۳۵)

''بسم اللہ میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنٰی اور صفات کمال میں سے صرف دو صفتیں ذکر کی گئی ہیں اور وہ دونوں لفظ رحمت سے مشتق ہیں اور وسعتِ رحمت اور کمال رحمت پر دلالت کرنے والی ہیں۔ اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ تخلیق عالم اور آسمان اور زمین اور تمام کائنات کے پیدا کرنے اور ان کو پالنے وغیرہ کا منشا اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت ہے، نہ اس کو ان چیزوں کی خود کوئی ضرورت تھی، نہ کوئی دوسرا ان چیزوں کے پیدا کرنے پر مجبور کرنے والا تھا۔ صرف اس کی رحمت کے تقاضے سے یہ ساری چیزیں اور ان کی پرورش کے سارے انتظامات وجود میں آئے ہیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱، ص ۷۶)

بسم اللہ کی حکمت

''اسلام جو تہذیب سکھاتا ہے اس کے قواعد میں سے ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ہر کام کی ابتدا خدا کے نام سے کرے۔ اس قاعدے کی پابندی اگر شعور اور خلوص کے ساتھ کی جائے تو اس سے لازماً تین فائدے حاصل ہوں گے۔ ایک یہ کہ آدمی بہت سے برے کاموں سے بچ جائے گا، کیونکہ خدا کا نام لینے کی عادت اسے ہر کام شروع کرتے وقت یہ سوچنے پر مجبور کر دے گی کہ کیا واقعی میں اس کام پر خدا کا نام لینے میں حق بجانب ہوں؟ دوسرے یہ کہ جائز اور صحیح اور نیک کاموں کی ابتدا کرتے ہوئے خدا کا نام لینے سے آدمی کی ذہنیت بالکل ٹھیک سمت اختیار کر لے گی اور وہ ہمیشہ صحیح ترین نقطہ سے اپنی حرکت کا آغاز کرے گا۔ تیسرا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب وہ خدا کے نام سے اپنا کام شروع کرے گا تو خدا کی تائید اور توفیق اس کے شامل حال ہوگی۔ اس کی سعی میں برکت ڈالی جائے گی اور شیطان کی فساد انگیزیوں سے اس کو بچایا جائے گا۔ خدا کا طریقہ یہ ہے کہ جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندہ اس کی طرف توجہ کرتا ہے تو وہ بھی بندے کی طرف توجہ فرماتا ہے۔" (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۴۳)

بسم اللہ کی تاریخی حیثیت

"یہ فصیح و بلیغ الفاظ تو ممکن ہے پہلی مرتبہ قرآن مجید ہی میں نازل ہوئے ہوں، لیکن جہاں تک اس کے مضمون کا تعلق ہے وہ بہت قدیم زمانہ سے اہل مذاہب میں نقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے باایمان ساتھیوں کو جب کشتی میں سوار کرایا تو اس وقت اسی سے ملتے جلتے الفاظ کہے: 'قال ارکبوا فیھا بسم اللہ مجرىھا و مرسھا ان ربی لغفور رحیم' (ہود۔۴۱) اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو جو نامہ لکھا اس کا آغاز بھی انھی مبارک کلمات سے کیا۔ 'انہ من سلیمن و انہ بسم اللہ الرحمن الرحیم' (نمل۔۳۰)۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج ۱، ص ۴۵)

یہ آیت دعا ہے

"یہ کلام خبر یہ نہیں، بلکہ دعائیہ ہے۔ ایک سلیم الفطرت آدمی کے دل کی یہ ایک فطری صدا ہے جو ہر قابل ذکر کام کرتے وقت اس کی زبان سے نکلنی چاہیے۔ اسی فطری صدا کو وحی الٰہی نے الفاظ کا خوبصورت جامہ پہنا دیا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج ۱، ص ۴۶)

صحف سابقہ سے بسم اللہ کا تعلق

"اقرء علی الناس کا مفہوم اس میں عربیت کی رو سے، اصل میں، مقدر ہے، یعنی اللہ، رحمٰن و رحیم کے نام سے اس قرآن کو پڑھ کر سناؤ، اے پیغمبرؐ... چنانچہ اس لحاظ سے دیکھیے، تو قرآنِ مجید نبیؐ کے متعلق یہ تورات کی اس پیشین گوئی کا ظہور ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ آپ خدا کا کلام، خود اسی کے نام سے، لوگوں کے سامنے پیش کریں گے۔ تورات کی کتابِ استثنا کے باب ۱۸ میں ہے: "میں ان کے لیے، انھی کے بھائیوں میں سے، تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا، اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا، وہی وہ ان سے کہے گا۔ اور جو میری باتوں کو، جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا، نہ سنے گا، تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔" (۱۸۔۱۹)۔" (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ستمبر ۱۹۹۸، ص ۹)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الفاتحۃ

نام

''اس کا نام الفاتحہ اس کے مضمون کی مناسبت سے ہے۔ فاتحہ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی مضمون یا کتاب یا کسی شے کا افتتاح ہو۔ یوں سمجھیے کہ یہ نام دیباچہ اور آغازِ کلام کا ہم معنی ہے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، ج ا،ص ۴۲)

''اس کے اور بھی متعدد نام احادیث سے ثابت ہیں۔ مثلاً ام القرآن، السبع المثانی، القرآن العظیم، الشفا۔'' (احسن البیان، مکتبہ دار السلام، لاہور،ص ۲)

''اس سورہ کے متعدد نام ہیں۔ فاتحہ، فاتحۃ الکتاب، ام القرآن، سورۃ الکنز، کافیہ، وافیہ، شافیہ، شفا، سبع مثانی، نور، رقیہ، سورۃ الحمد، سورۃ الدعاء، تعلیم المسئلہ، سورۃ المناجاۃ، سورۃ التفویض، سورۃ السوال، ام الکتاب، فاتحۃ القرآن، سورۃ الصلوٰۃ۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور،ص ۲)

آیات وحروف کی تعداد

''اس سورہ میں سات آیتیں، ستائیس کلمے، ایک سو چالیس حروف ہیں۔ کوئی آیت ناسخ یا منسوخ نہیں ہے۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور،ص ۲)

زمانۂ نزول

''یہ نبوت محمدی کے بالکل ابتدائی زمانہ کی سورت ہے۔ بلکہ معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلی مکمل سورت جو محمدؐ پر نازل ہوئی وہ یہی ہے۔ اس سے پہلے صرف متفرق آیات نازل ہوئی تھیں۔ جو سورۂ علق، سورۂ مزمل، اور سورۂ مدثر وغیرہ میں شامل ہیں۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ا،ص ۴۲)

''یہ قرآن کی پہلی سورہ ہے جو ام القریٰ مکہ میں رسولؐ اللہ کی بعثت کے بعد آپؐ پر نازل ہوئی ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ستمبر ۱۹۹۸ء،ص ۲)

''عمرو بن شرجیل سے منقول ہے کہ نبی کریمؐ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ میں ایک ندا سنا کرتا ہوں جس میں اقرا کہا جاتا ہے، ورقہ بن نوفل کو خبر دی گئی عرض کیا، جب یہ ندا آئے آپ بااطمینان سنیں۔ اس کے بعد حضرت جبریل نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا، فرمایئے۔ 'بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین'۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول میں یہ پہلی سورت ہے، مگر دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ اقراء پہلے نازل ہوئی۔'' (خزائن العرفان،ص ۲)

سورہ کا مضمون

''دراصل یہ سورہ ایک دعا ہے جو خدا نے ہر اس انسان کو سکھائی ہے جو اس کی کتاب کا مطالعہ شروع کر رہا ہو۔ کتاب کی ابتدا میں اس کو رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم واقعی اس کتاب سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو پہلے خداوندِ عالم سے یہ دعا کرو اور یہ جان لو کہ علم کا سرچشمہ خداوندِ عالم ہے، اس لیے اسی سے رہنمائی کی درخواست کر کے پڑھنے کا آغاز کرو۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ا،ص ۴۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس سورہ میں پہلے اس جذبۂ شکر کی تعبیر ہے جو اللہ تعالیٰ کی پروردگاری، اس کی بے پایاں رحمت اور اس کائنات کے نظام میں اس کے قانونِ عدل کے مشاہدات سے ایک سلیم الفطرت انسان پر طاری ہوتا ہے یا ہونا چاہیے۔ پھر اسی جذبۂ شکر سے خدا ہی کی بندگی اور اسی سے استعانت کا جو جذبہ ابھرتا ہے یا ابھرنا چاہیے اس کو تعبیر کیا گیا ہے۔ پھر اسی جذبہ کی تحریک سے جو مزید طلب و جستجو، ہدایت و رہنمائی کے لیے پیدا ہوتی ہے یا پیدا ہونی چاہیے وہ ظاہر کی گئی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج ا، ص ۵۳)

''اپنے مضمون کے لحاظ سے یہ سورہ، پروردگار عالم کے حضور میں اس سیدھی راہ کے لیے ہدایت کی دعا ہے، جو زمانۂ بعثتِ نبوی میں، ہر سلیم الفطرت انسان کی تمنا تھی۔ یہود و نصاریٰ نے اپنے انحرافات اور ضلالتوں سے، دین کا چہرہ جس بری طرح بگاڑ دیا تھا، اس کے بعد اس راہ کی ہدایت گویا ہر دل کی صدا تھی، جسے اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کے بے مثل اور لافانی الفاظ میں اپنے پیغمبر کی زبان پر جاری فرمایا ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ستمبر ۱۹۹۸ء ص ۸)

''سورۂ فاتحہ کی سات آیتوں میں سے پہلی تین آیات میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے، اور آخری تین آیتوں میں انسان کی طرف سے دعا و درخواست کا مضمون ہے جو رب العزت نے اپنی رحمت سے خود ہی انسان کو سکھایا ہے، اور درمیانی ایک آیت میں دونوں چیزیں مشترک ہیں۔ کچھ حمد و ثنا کا پہلو ہے، کچھ دعا و درخواست کا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج ا، ص ۷۹)

''اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، ربوبیت، رحمت، مالکیت، استحقاق، عبادت، توفیق، خیر، بندوں کی ہدایت، توجہ الی اللہ، اختصاص عبادت، استعانت، طلبِ رشد، آدابِ دعا، صالحین کے حال سے موافقت، گمراہوں سے اجتناب و نفرت، دنیا کی زندگانی کا خاتمہ، جزا اور روزِ جزا کا مصرح و مفصل بیان ہے اور جملہ مسائل کا اجمالاً۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۳)

سورہ کا مرکزی مضمون

''تورات و انجیل کے بعد آں سوئے افلاک سے ایک نئی ہدایت کی ضرورت۔ یہی اس سورہ کا مرکزی مضمون ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ستمبر ۱۹۹۸ء ص ۸)

سورہ کا اسلوب

''اس سورہ کا اسلوب دعائیہ ہے، لیکن اندازِ کلام مخاطب کو سکھانے کا نہیں ہے کہ وہ یوں دعا کرے بلکہ اصل دعا ہماری زبان پر طاری کر دی گئی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۵۳)

سورہ کا قرآن سے تعلق

''قرآن اور سورۂ فاتحہ کے درمیان حقیقی تعلق کتاب اور اس کے مقدمہ کا سا نہیں، بلکہ دعا اور جوابِ دعا کا سا ہے۔ بندہ دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار، میری رہنمائی کر۔ جواب میں پروردگار پورا قرآن اس کے سامنے رکھ دیتا ہے کہ یہ ہے وہ ہدایت و رہنمائی جس کی درخواست تو نے مجھ سے کی ہے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ا، ص ۴۲)

''اس سورہ کو قرآنِ مجید کی ترتیب میں دیباچہ قرآن کی جگہ دی گئی ہے۔ اور اس کی تین وجوہات ہیں: پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس سورہ میں دین و شریعت کے نقطۂ آغاز کا پتا دیا گیا ہے۔ یہ سورہ ہمیں بتاتی ہے کہ خدا پرستی کا اولین محرک کیا ہے اور یہ محرک کن عوامل کا نتیجہ ہے۔ یعنی آفاق و انفس کے اندر خدا کی ربوبیت، اس کی رحمانیت اور رحیمیت اور اس کے عدل کی جو نشانیاں موجود ہیں وہ انسان کے اندر خدا کے شکر کا جذبہ ابھارتی ہیں۔ یہ جذبہ ایک زوردار محرک بن کر انسان کو خدا کی عبادت اور اسی سے استعانت کے لیے اکساتا ہے۔ اس کے بعد انسان میں اس سیدھے رستہ کی طلب و جستجو پیدا ہوتی ہے جو اس کو خدا تک پہنچائے۔ انسان کی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلب وجستجو کو پورا کرنے لیے اللہ تعالیٰ نے نبوت اور رسالت کا نظام قائم فرمایا اور اپنی ہدایت وشریعت نازل فرمائی۔ مذہب کی راہ میں انسان کا فطری ارتقا اسی طرح ہوا ہے اور اس سورہ میں یہ حقیقت چونکہ نہایت اجمال اور نہایت خوبی کے ساتھ واضح ہوئی ہے اس وجہ سے بھی اس کو دیباچہ قرآن کی جگہ ملی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن میں جو مطالب بیان ہوئے ہیں اگر ان کو سمیٹا جائے تو وہ تین عنوانوں کے تحت جمع کیے جاسکتے ہیں۔ توحید، قیامت، رسالت۔ یہ سورہ ان تینوں عنوانوں پر بنیادی رہنمائی دیتی ہے۔ اس وجہ سے اس نے گویا قرآن کے سارے علوم کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے باطن کی یہی پیاس، جو اس سورہ سے ظاہر ہورہی ہے، درحقیقت نزولِ قرآن کا سبب بنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت سے پہلے یہود ونصاریٰ کو صراطِ مستقیم دکھائی تاکہ وہ خود بھی اس پر چلیں اور دوسروں کو بھی اس پر چلنے کی دعوت دیں، لیکن وہ اس راہ پر نہ خود قائم رہے اور نہ دوسروں کے لیے انھوں نے اس کے نشانات باقی رہنے دیے۔ اس راہِ حق کو گم کرکے انھوں نے دنیا کو جاہلیت کے اندھیرے میں ڈال دیا تھا۔ یہ سورہ اسی اندھیرے سے نکلنے کی دعا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج ا، ص ۶۹)

"قرآن مجید کے سات ابواب ہیں۔ پہلا باب الفاتحہ سے المائدہ تک ہے۔ تمام ابواب مکی سورتوں سے شروع ہوتے ہیں اور مدنی پر ختم ہوتے ہیں۔ یہ پہلا باب بھی ایک مکی سورہ سے شروع ہوتا ہے اور مدنیات پر ختم ہوتا ہے۔ مضمون کے لحاظ سے ان کا باہمی تعلق اگر غور کیا جائے تو دعا اور جوابِ دعا کا بھی ہے اور اجمال اور تفصیل کا بھی۔ سورۂ فاتحہ میں ہم بالاجمال جن سلبی اور ایجابی حوالوں سے دعا کرتے ہیں اس کے بعد کی مدنیات میں انھی کی تفصیل کی گئی ہے۔" (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ستمبر ۱۹۹۸ء ص ۶)

سورہ کا تعلق بعد کی سورہ سے

"سورۂ فاتحہ کے آخری حصہ اور سورۂ بقرہ کی پہلی آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں سورتوں میں وہی تعلق ہے جو تعلق ایک دعا اور اس کے جواب میں ہوتا ہے۔ یعنی سورۂ فاتحہ میں جس آسمانی ہدایت اور رہنمائی کے لیے دعا کی گئی تھی سورۂ بقرہ میں وہ ہدایت سامنے آگئی۔ علاوہ ازیں سورۂ فاتحہ میں جس انعام یافتہ اور اس کے بالمقابل جس مغضوب گروہ کی طرف ایک اجمالی اشارہ تھا سورۂ بقرہ میں ان دونوں گروہوں سے متعلق پوری تفصیل سامنے آگئی۔ سورۂ فاتحہ کے بعد ترتیب قرآن میں بقرہ اور آل عمران جیسی بڑی سورتوں کا جگہ پانا اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ یہ بعد کی دونوں سورتیں سورۂ فاتحہ کی دعا کی مقبولیت اور اس کے آخری حصہ کے اجمالات کی شرح ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۷۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ(1)

تراجم

۱۔ سب تعریف اللہ کو ہے، جو صاحب سارے جہاں کا (ا)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)
۲۔ سب تعریفیں اللہ ہی کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے (ا)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)
۳۔ سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا (ا)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)
۴۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے (ا)۔ (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)
۵۔ تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے (ا)۔ (مولانا مودودیؒ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔شکر کا سزاوار حقیقی اللہ ہے، کائنات کا رب(۱)۔(مولانا امین احسن اصلاحیؒ)
۷۔شکر اللہ ہی کے لیے، عالم کا پروردگار(۱)۔(محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

حمد

''الحمد للہ کے معنی یہ ہیں کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، یعنی دنیا میں جہاں کہیں کسی چیز کی تعریف کی جاتی ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے، کیونکہ چیزوں کے پردے میں ایک ہی دستِ قدرت کارفرما نظر آتا ہے۔کسی نقش ونگار یا تصویر یا کسی صنعت کی تعریف کی جائے تو سب تعریفیں درحقیقت نقاش اور مصور کی یا صناع کی ہوتی ہیں۔اور یہ ظاہر ہے کہ جب ساری کائنات میں لائقِ حمد درحقیقت ایک ہی ذات ہے تو عبادت کی مستحق بھی وہی ذات ہوسکتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ 'الحمد للہ 'اگرچہ حمد وثنا کے لیے لایا گیا ہے،لیکن اس ضمن میں ایک معجزانہ انداز سے مخلوق پرستی کی بنیاد ختم کردی گئی ہے اور دل نشین انداز میں توحید کی تعلیم دی گئی ہے۔''(معارف القرآن،ادارۃ المعارف کراچی،ج۱،ص۷۹)

''ہر خوبی وکمال جس کا ظہور اختیار اور ارادہ سے ہو اس کی ستائش وثنا کو عربی میں حمد کہتے ہیں۔لفظِ حمد نے اس حقیقت کو بے حجاب کردیا کہ اللہ تعالیٰ کا صفاتِ کمال سے متصف ہونا اضطراری اور غیر اختیاری نہیں، بلکہ اس کی اپنی مرضی اور ارادہ کی جلوہ نمائی ہے۔کمال کہیں بھی ہو، جمال کسی بھی روپ میں ہو اسی کی کرشمہ سازی ہے۔سورۂ فاتحہ کا آغاز'الحمد' سے کیا،اس سے اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ سالک جب راہِ طلب میں قدم رکھے تو پہلے اپنے رب کی حمد کرے جس نے اس راہ پر گامزن ہونے کی اسے توفیق بخشی اور جس نے منزلِ مقصود کی لگن اس کے دل میں پیدا کی کیونکہ

میری طلب بھی ان کے کرم کا صدقہ ہے
یہ قدم اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں''

(ضیاء القرآن،ضیاء القرآن پبلی کیشنز،لاہور،ج۱،ص۲۲)

''حمد کا درجہ لغوی اعتبار سے،مدح اور شکر دونوں سے بلند تر ہے۔شکر تو کسی متعین نعمت کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے،اور مدح میں ممدوح کی خوبیوں کا ارادی واختیاری ہونا ضروری نہیں۔صرف حمد ہی ایسی چیز ہے، جو محمود کی عام اختیاری خوبیوں اور فضیلتوں کی بنا پر کی جاتی ہے۔''(تفسیر ماجدی،مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ،ج۱،ص۳۵)

''حمد کا ترجمہ عام طور پر تعریف سے کیا گیا ہے،لیکن میں نے اس کا ترجمہ شکر کیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی یہ لفظ اس ترکیب میں استعمال ہوا ہے اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔استعمالات کے لحاظ سے حمد کا لفظ شکر کے مقابل میں زیادہ وسیع ہے۔آدمی تعریف کسی بھی اچھی چیز کی کرسکتا ہے اگرچہ اس کی اپنی ذات سے اس کا کوئی دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔مزید برآں یہ کہ شکر کا لفظ کسی کی صرف انھی خوبیوں اور انھی کمالات کے اعتراف کے موقع پر بولا جاتا ہے جن کا فیض آدمی کو خود پہنچ رہا ہو۔برعکس اس کے حمد ہر قسم کی خوبیوں اور ہر قسم کے کمالات کے اعتراف کے لیے عام ہے۔خواہ ان کا کوئی فیض خود حمد کرنے والے کی ذات کو پہنچ رہا ہو یا نہ پہنچ رہا ہو،شکر کا مفہوم لفظِ حمد کا جزوِ غالب ہے۔''(تدبر قرآن،تاج کمپنی،نئی دہلی،ج۱،ص۵۵)

''اصل میں لفظ'الحمد' استعمال ہوا ہے۔عربی زبان میں، یہ کسی کی خوبیوں اور کمالات کے اعتراف کے لیے بولا جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پھر ان خوبیوں اور کمالات کا فیض اگر حمد کرنے والے کو بھی پہنچ رہا ہو تو اس میں شکر کا مفہوم آپ سے آپ شامل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سورۂ اعراف (۷) آیت ۴۳، سورۂ یونس (۱۰) آیت ۱۰ اور سورۂ ابراہیم (۱۴) آیت ۳۹ میں اس کے نظائر سے واضح ہوتا ہے کہ 'الحمد للہ ' کی ترکیب میں، بالعموم، اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، جسے ہم لفظِ شکر سے ادا کرتے ہیں۔ اس سورہ میں اگر غور کیجیے تو یہ اس جذبہ شکر و سپاس کی تعبیر ہے جو اللہ تعالیٰ کی عالم گیر ربوبیت اور بے پایاں رحمت کے مشاہدہ اور قیامت میں اس کی ہمہ گیر دینونت کے بارے میں انبیا علیہم السلام کی تذکیر سے پیدا ہوتا ہے یا پیدا ہونا چاہیے۔'' (البیان بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ستمبر ۱۹۹۸، ص ۲)

''الحمد میں 'ال ' استغراق یا اختصاص کے لیے ہے یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں یا اس کے لیے خاص ہیں۔ 'الحمد للہ ' کلمۂ شکر ہے جس کی بڑی فضیلت احادیث میں آئی ہے ایک حدیث میں 'لا الہ الا اللہ ' کو افضل الذکر اور 'الحمد للہ ' کو افضل الدعا کہا گیا ہے۔ (ترمذی، نسائی) صحیح مسلم اور نسائی کی روایت میں ہے کہ 'الحمد للہ تملاء المیزان ' کہ 'الحمد للہ ' میزان کو بھر دیتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ہر کھانے اور پینے پر بندہ اللہ کی حمد کرے۔ (صحیح مسلم)۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۸۰۱)

''ہر کام کی ابتدا میں تسمیہ کی طرح حمد الٰہی بجالانا چاہیے۔ حمد کبھی واجب ہوتی ہے جیسے خطبۂ جمعہ میں، کبھی مستحب جیسے خطبۂ نکاح و دعا اور ہر امر ذیشان میں اور ہر کھانے پینے کے بعد، کبھی سنت مؤکدہ ہوتی ہے جیسے چھینک آنے کے بعد۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۳)

رب العالمین

''لفظِ رب کے معنی عربی لغت کے اعتبار سے تربیت و پرورش کرنے والے کے ہیں، اور تربیت اس کو کہتے ہیں کہ کسی چیز کو اس کے تمام مصالح کی رعایت کرتے ہوئے درجہ بدرجہ آگے بڑھایا جائے یہاں تک کہ وہ حد کمال کو پہنچ جائے۔ یہ لفظ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لیے مخصوص ہے، کسی مخلوق کو بدونِ اضافت کے رب کہنا جائز نہیں۔ 'العالمین' عالم کی جمع ہے جس میں تمام مخلوقات، حیوانات، انسان، نباتات، جمادات سب ہی چیزیں داخل ہیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۸۰)

''رب کا لفظ عربی زبان میں تین معنوں میں بولا جاتا ہے۔ (۱) مالک اور آقا۔ (۲) مربی، پرورش کرنے والا، خبر گیری اور نگہبانی کرنے والا۔ (۳) فرمانروا، حاکم، مدبر اور منتظم، اللہ تعالیٰ ان سب معنوں میں کائنات کا رب ہے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۴۴)

''رب کے معنی پرورش کرنے والے اور مالک و آقا کے ہیں۔ مالک و آقا کا مفہوم اس لفظ پر ایسا غالب آ چکا ہے کہ اس سے الگ ہو کر محض پرورش کرنے والے کے لیے اس کا استعمال باقی نہیں رہا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۵۶)

''ہم دنیا میں قدم نہیں رکھتے کہ ہماری پرورش، نگہداشت اور تربیت کا پورا سامان اس مالک کی طرف سے بالکل تیار موجود ہوتا ہے۔ پھر جب تک ہم زندہ رہتے ہیں' صبح و شام اس حقیقت کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ سورج، چاند، ابر و ہوا، غرض یہ کہ کائنات کے سب چھوٹے بڑے عناصر ہماری ہی خدمت کے لیے سرگرم عمل ہیں اور اس لیے سرگرم عمل ہیں کہ ان کی باگ ایک ایسی ہستی کے ہاتھ میں ہے جو ان کے دائرۂ عمل اور ان کی غایت اور مقصود سے انھیں سر مو انحراف کی اجازت نہیں دیتی، 'رب العالمین ' یہاں اسی حقیقت کی تعبیر ہے۔'' (البیان، بحوالہ، ماہنامہ اشراق، لاہور، ستمبر ۱۹۹۸، ص ۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رب مصدر ہے،اس کا معنی ہے تربیت۔اور تربیت عربی میں کہتے ہیں کسی چیز کو اس کی ازلی استعداد اور فطری صلاحیت کے مطابق آہستہ آہستہ مرتبہ کمال تک پہنچانا۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں سے منعم علیہ کے اعتبار سے اعلیٰ ترین نعمت تربیت ہے۔عالمین عالم کی جمع ہے۔اس میں لطیف نکتہ ہے کہ اسلام کا خدا کسی خاص قوم،نسل اور وطن کا خدا نہیں بلکہ اس کی ربوبیت کا رشتہ کائنات کی ہر شے کے ساتھ یکساں ہے۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱، ص ۲۲)

''مجموعۂ مخلوقات کو عالم کہتے ہیں اور اس لیے اس کی جمع نہیں لاتے۔ یہاں اس لیے جمع لائے تا کہ جملہ افرادِ عالم کا مخلوقِ جنابِ باری ہونا خوب ظاہر ہو جائے۔'' (تفسیر عثمانی، پاک کمپنی، لاہور، ص ۲)

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ(2) مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ(3) اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ(4)

تراجم

۱۔ بہت مہربان، نہایت رحم والا (۲) مالک انصاف کے دن کا (۳) تجھی کو ہم بندگی کریں، اور تجھی سے ہم مدد چاہیں (۴)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ جو بڑے مہربان، نہایت رحم والے ہیں (۲) جو مالک ہیں روزِ جزا کے (۳) ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں (۴)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ بہت مہربان، رحمت والا (۲) روزِ جزا کا مالک (۳) ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں (۴)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ بہت بخشش کرنے والا، بڑا مہربان (۲) بدلے کے دن کا مالک ہے (۳) ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں (۴)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ رحمان اور رحیم ہے (۲) روزِ جزا کا مالک ہے (۳) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں (۴)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ رحمان اور رحیم (۲) جزا وسزا کے دن کا مالک (۳) ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں (۴)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ سراسر رحمت، جس کی شفقت ابدی ہے (۲) جو روزِ جزا کا مالک ہے (۳)۔ (پروردگار) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں (۴)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

لفظ رحمٰن اور رحیم میں فرق

''اصل میں رحمٰن اور رحیم کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یہ دونوں اگرچہ رحمت ہی سے عربی زبان کی صفات ہیں، لیکن معنی کے لحاظ سے دیکھیے، تو ان میں واضح فرق ہے۔ استاذ امام امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر 'تدبر قرآن' میں اس فرق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا رحمان کے بعد رحیم کا لفظ ایک زائد لفظ ہے؟

''اسم رحمان، غضبان اور سکران کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اور اسم رحیم، علیم اور کریم کے وزن پر صفت کا۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رحیم کے مقابل میں رحمان میں زیادہ مبالغہ ہے اس وجہ سے رحمان کے بعد رحیم کا لفظ ان کے خیال میں ایک زائد لفظ ہے جس کی چنداں ضرورت تو نہیں تھی، لیکن یہ تاکید مزید کے طور پر آ گیا ہے، ہمارے نزدیک یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ عربی زبان کے استعمالات کے لحاظ سے فعلان کا وزن جوش وخروش اور ہیجان پر دلیل ہوتا ہے اور فعیل کا وزن دوام واستمرار پر اس وجہ سے ان دونوں صفتوں میں سے کوئی بھی برائے بیت نہیں ہے بلکہ ان میں سے ایک، خدا کی رحمت کے جوش وخروش کو ظاہر کر رہی ہے۔ دوسری اس کے دوام وتسلسل کو۔ خدا کی رحمت اس خلق پر ہے بھی اس نوعیت سے، اس میں جوش ہی جوش نہیں ہے، بلکہ پائداری اور استقلال بھی ہے۔ اس نے یہ نہیں کیا کہ اپنی رحمانیت کے جوش میں دنیا پیدا تو کر ڈالی ہو، لیکن پیدا کر کے پھر اس کی خبر گیری اور نگہداشت سے غافل ہو گیا ہو، بلکہ اس کو پیدا کرنے کے بعد وہ اپنی پوری شانِ رحیمیت کے ساتھ اس کی پرورش اور نگہداشت بھی فرما رہا ہے۔'' (البیان، بحوالہ، ماہنامہ اشراق، لاہور ستمبر ۱۹۹۸ء ص۱۰)

''صفات کے بیان میں صفتِ ربوبیت کو سب سے پہلے لانا اور اس کے معاً بعد صفاتِ رحمانیت اور رحیمیت پر زور دینا خود اس امر کی ایک واضح شہادت ہے کہ عقائد اسلام میں ان صفات کا مرتبہ کتنا بلند اور ان کا درجہ کیسا اہم ہے، ان تصریحات کی موجودگی میں اور ان کی تکرار کے باوجود مسیحی پادریوں کا یہ کہے جانا کہ اسلام کا خدا صرف قوت اور قہرمانی کا خدا ہے، حقیقت پر کیسا ظلم کرنا ہے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ، ج۱، ص۳۷)

لفظِ مالک کی وضاحت

''مالک کہتے ہیں وہ ہستی جو اپنے مِلک میں جو چاہے کر سکے۔ اس لفظ سے ان عقائد باطلہ کی تردید ہو گئی جن میں ہندوستان کے مشرک اور کئی دوسری قومیں مبتلا تھیں، یعنی خدا ہر مجرم کو سزا دینے پر مجبور ہے، اسے معاف کرنے کا ہرگز اختیار نہیں۔ قرآن نے فرمایا وہ مالک ومختار ہے اور ہر جن وانس سب اس کی ملکیت ہیں، جیسے چاہے ان سے سلوک فرمائے۔ اگر مجرم کو سزا دینا چاہے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا اور اگر بخشنا چاہے تو اسے کوئی ٹوک نہیں سکتا۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج۱، ص۲۳)

''یہ ملک کے ظہورِ تام کا بیان اور یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں کیونکہ سب اس کے مملوک ہیں اور مملوک مستحقِ عبادت نہیں ہو سکتا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ دنیا دار العمل ہے اور اس کے لیے ایک آخر ہے۔ جہان کے سلسلہ کو ازلی وقدیم کہنا باطل ہے۔ اختتام دنیا کے بعد ایک جزا کا دن ہے۔ اس سے تناسخ باطل ہو گیا۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص۳)

لفظِ دین کی تشریح

''دین کا لفظ قرآن مجید میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ مذہب وشریعت کے معنی کے لیے: مثلاً 'افغیر دین اللّٰه یبغون' (آل عمران ۸۳) کیا خدا کے اتارے ہوئے مذہب کے سوا وہ کسی اور مذہب کے طالب ہیں۔

۲۔ قانونِ ملکی کے لیے: مثلاً 'ماکان لیاخذ اخاہ فی دین الملک' (یوسف۔۷۶) اس کو بادشاہ کے قانون کی رو سے یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ اپنے بھائی کو روک سکے۔

۳۔ اطاعت کے معنی کے لیے: مثلاً 'ولہ ما فی السموات والارض ولہ الدین واصبا' (نحل ۵۲) اسی کی ملکیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی اطاعت ہمیشہ لازم ہے۔

۴۔ جزا کے معنی کے لیے: مثلاً 'انما توعدون لصادق وان الدین لواقع' (ذاریات ۶) جس چیز کی تمھیں دھمکی سنائی جارہی ہے وہ سچ ہے اور جزا وسزا واقع ہو کر رہے گی۔

جزا سے مراد اس کے دونوں پہلو ہیں۔ نیک اعمال کا صلہ بھی اور برے کاموں کی سزا بھی۔ اسی وجہ سے ہم نے ترجمہ میں جزا کے ساتھ سزا کا لفظ بھی بڑھا دیا ہے۔ جزا وسزا کے دن کا تنہا مالک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس روز سارا زور اور سارا اختیار اسی کو حاصل ہوگا۔ کسی کی مجال نہ ہوگی کہ اس کی اجازت کے بغیر زبان کھول سکے۔ سارے معاملات کا تنہا فیصلہ وہی کرے گا۔ جیسا کہ فرمایا ہے: 'الملك یومئذ للّٰہ یحکم بینھم' (حج۔۵۶)۔ (اس دن سارا اختیار اللہ ہی کو ہوگا، وہی ان کے درمیان فیصلہ کرے گا)۔ 'لمن الملك الیوم للّٰہ الواحد القھار' (غافر۔۱۶)۔ (آج کے دن بادشاہی کس کی ہے؟ صرف خدائے واحد قہار کی)۔

اس آیت کے تین لفظوں میں جو بات پوشیدہ ہے وہ اگر پھیلا دی جائے تو پوری بات یوں ہوگی کہ ایک دن جزا اور سزا کا آنے والا ہے۔ اس دن سارا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہوگا اور اس کے آگے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوگی، لیکن کلام کے دعائیہ اسلوب میں یہ بات اس طرح لپیٹ دی گئی ہے کہ دعا کرنے والا ایک ثابت شدہ حقیقت کی حیثیت سے ان سب باتوں کا اعتراف کر جاتا ہے۔ گویا خدا کی ربوبیت و رحمت اور اس کے عدل و انصاف کے ان آثار و دلائل کے بعد جو اس کائنات کے ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں، ایک ہٹ دھرم کے سوا کون ہے جو اس حقیقت کے کسی جزو کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کر سکے؟'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۵۷)

اللہ مہربان ہی نہیں منصف بھی ہے

''اللہ کی تعریف میں رحمان اور رحیم کہنے کے بعد مالک روزِ جزا کہنے سے یہ بات نکلتی ہے کہ وہ نرا مہربان ہی نہیں ہے بلکہ منصف بھی ہے اور منصف بھی ایسا بااختیار منصف کہ آخری فیصلے کے روز وہی پورے اقتدار کا مالک ہوگا۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۴۴)

لفظِ مالک کی مزید وضاحت

''حاکم یا قاضی خواہ کیسے ہی وسیع اختیارات رکھتا ہو بہر حال اس کے اختیارات محدود ہی ہوتے ہیں۔ اور وہ مجرم کو حسب ضابطہ سزا دینے پر مجبور ہوتا ہے، برخلاف اس کے مالک وہ ہوتا ہے جسے پورے اختیارات حاصل ہوں، مجرم کو چاہے بخش دے چاہے سزا دے۔ کوئی اس سے باز پرس کرنے والا نہ ہو کوئی اس پر حاکم نہ ہو۔ ہندوستان کی بعض مشرک قوموں کا عقیدہ ہے کہ قانون مکافاتِ عمل (ہندی اصطلاح میں کرم) کے خلاف خدا بھی نہیں جا سکتا اور کسی خطاوار کو معاف نہیں کر سکتا۔ مسیحیوں کا بھی عقیدہ ہے کہ خدا انصاف کرنے پر مجبور ہے اور اسی لیے صفتِ عفو و رحم کے اظہار کے لیے اسے اپنے اکلوتے بیٹے کو بطور کفارہ کے سب گناہگار مخلوق کی طرف سے پیش کرنا پڑا۔ قرآن مجید کے ایک لفظ مالک میں ان سب باطل عقائد کی تردید آ گئی۔ اللہ تعالیٰ مالک تو آج بھی ہے۔ روزِ جزا کے ساتھ تخصیص کا مطلب یہ ہے کہ اس روز اس کی صفتِ مالکیت کا مشاہدہ و تحقق بڑے سے بڑے منکر کو بھی ہو کر رہے گا۔ ابن قیمؒ نے کہا کہ سورہ میں پانچ اسمائے الٰہی آئے ہیں اور پانچوں کی تشریح الگ الگ کی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اسم اللہ صفاتِ جلال و جمال کا جامع ہے اور اس کے اندر وہ سب، کچھ بالا جمال آ گیا جس کی تفصیل اسمائے حسنیٰ ہیں۔ اسم رب کے تحت میں سارے صفاتِ فعل و قدرت، ضرر و نفع، عطا و منع وغیرہ کے آ گئے۔ اسم رحمٰن کے تحت میں صفات جود و احسان، بخشش و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرم، لطف ورافت آ گئے۔ اور اسم الرحیم کے معنی ہیں اپنے بندوں پر رحم کرنے والا۔ اور اسم مالک کے تحت میں صفاتِ عدل، جزاو سزا، اور اعزاز واذلال وغیرہ آ گئے۔" (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنو، ج ا، ص ۳۸)

روزِ جزا کی وضاحت

دنیا دار العمل ہے، جزاوسزا کی جگہ نہیں

"روز جزا اس دن کا نام ہے جس کو اللہ نے نیک و بد اعمال کا بدلہ دینے کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ لفظِ روزِ جزا سے معلوم ہوا کہ دنیا نیک و بد اعمال کی جزاوسزا کی جگہ نہیں ہے، بلکہ دار العمل ہے۔ تنخواہ یا صلہ وصول کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ دنیا میں کسی کو عیش وعشرت، دولت وراحت سے مالا مال دیکھ کر یہ نہیں قرار دیا جا سکتا کہ وہ اللہ کے نزدیک مقبول ومحبوب ہے یا کسی کو رنج ومصیبت میں مبتلا پا کر یہ نہیں قرار دیا جا سکتا کہ وہ اللہ کے نزدیک معتوب ومبغوض ہے۔ جس طرح دنیا کے دفتروں اور کارخانوں میں کسی کو اپنا فرض ادا کرنے میں مصروفِ محنت دیکھا جائے تو کوئی عقلمند اس کو مصیبت زدہ نہیں کہتا اور نہ وہ خود اپنی مشقت کو مصیبت سمجھتا ہے۔ بلکہ وہ اس محنت ومشقت کو اپنی کامیابی تصور کرتا ہے۔ الغرض دنیا کی عیش وعشرت حق وصداقت کی اور رنج ومصیبت بدعملی کی یقینی علامت نہیں۔ راحت ومصیبت بعض اوقات تو امتحان اور آزمائش ہوتی ہے اور کبھی عذاب بھی ہوتی ہے مگر وہ عمل کا پورا پورا بدلہ نہیں ہوتا۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۸۴)

انسان کی ملکیت اور اللہ کی ملکیت میں فرق

"انسان کی ملکیت ابتدا وانتہا کے دائرے میں محدود ہے پہلے نہیں تھی اور پھر نہ ہوگی نیز اس کی ملکیت اشیا کے ظاہر پر ہے، باطن پر نہیں۔ زندہ پر ہے، مردہ پر نہیں۔ انسان کو یہ ناقص سی ملکیت محض آزمائش کے لیے دی گئی ہے۔ وہ اسی میں مغرور و بدمست ہو گیا۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے 'مالك یوم الدین' فرما کر غافل انسان کو آگاہ فرمایا کہ یہ ملکیتیں چندروز کے لیے ہیں ایک دن ایسا آنے والا ہے جس میں کوئی کسی چیز کا ظاہری طور پر بھی مالک نہ ہوگا۔ اس آیت کی پوری تفسیر اور روزِ جزا کی وضاحت سورۂ مومن کی ان آیات میں ہے: 'یوم هم بارزون لا یخفی علی اللہ منهم شئ لمن الملك الیوم للہ الواحد القهار. الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم ان اللہ سریع الحساب'۔ (جس دن سب لوگ (خدا کے) سامنے آموجود ہوں گے، ان کی کوئی بات خدا سے (صورۃ) بھی مخفی نہ رہے گی۔ آج کے روز کس کی حکومت ہوگی بس اللہ ہی کی ہوگی۔ جو یکتا اور غالب ہے، آج ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ دیا جائے گا، آج کسی پر ظلم نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے)۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۸۵)

لفظِ عبادت کا مفہوم

"عبادت کے اصلی معنی لغت میں انتہائی خضوع اور انتہائی عاجزی وفروتنی کے اظہار کے ہیں۔ لیکن قرآن میں یہ لفظ اس خضوع وخشوع کی تعبیر کے لیے خاص ہو گیا ہے جو بندہ اپنے مالک وخالق کے لیے ظاہر کرتا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۵۸)

عبادت کے ساتھ اطاعت کا تعلق

"اطاعت کا مفہوم بھی لفظِ عبادت کے لوازم میں داخل ہو گیا ہے کیونکہ یہ بات بالبداہت غلط معلوم ہوتی ہے کہ انسان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس ذات کو اپنے انتہائی خضوع وخشوع کا واحد مستحق سمجھے، زندگی کے معاملات میں اس کی اطاعت کو لازم نہ جانے۔ چنانچہ عبادت کی حقیقت کو قرآن مجید نے بعض جگہ کھول بھی دیا ہے۔ مثلاً 'انا انزلنا الیك الکتاب بالحق فاعبد اللہ مخلصا له الدین' (زمر۔۲)۔ (ہم نے تمھاری طرف کتاب اتاری ہے حق کے ساتھ تو اللہ ہی کی بندگی کرو اسی کے لیے اطاعت کو خاص کرتے ہوئے)۔ عبادت کے ساتھ اطاعت کا یہ تعلق اس قدر گہرا ہے کہ بعض جگہ یہ لفظ صاف صاف اطاعت کے مفہوم ہی کے لیے استعمال ہوگیا ہے۔ مثلاً 'ان لا تعبدوا الشیطن انه لکم عدو مبین' (یٰس۔۶۰)۔ (کہ شیطان کی عبادت نہ کرو کیونکہ وہ تمھارا کھلا ہوا دشمن ہے)۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۵۸)

اللہ کا حق اور بندوں کا حق

''اللہ تعالیٰ کا جو حق بندوں پر ہے، اس آیت میں وہ بھی بیان ہوگیا ہے اور بندے کا جو حق خود اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے، وہ بھی اس میں بیان ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق بندے پر یہ ہے کہ بندہ تنہا اسی کی بندگی کرے اور اسی سے التجا کرے۔ بندے کا حق اس نے اپنے اوپر یہ بتایا ہے کہ وہ اس پر رحمت نازل کرتا ہے اور اس کی مدد فرماتا ہے۔ آیت کے پہلے ٹکڑے میں بندہ اس حق کا اقرار کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا اس کے اوپر ہے اور اس کے دوسرے ٹکڑے میں اس حق کے لیے درخواست پیش کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر بندے کا بتایا ہے، لیکن پیش کرنے کا انداز نہایت مودبانہ ہے، بندہ اپنے کسی حق کی طرف کوئی اشارہ کرنے کے بجائے صرف اپنی احتیاج، اپنے اعتماد اور اپنی تمنا کا اظہار کر دیتا ہے کیونکہ بندے کے شایان شان یہی ہے کہ وہ اپنے رب سے التجا اور درخواست کرے نہ کہ اس پر اپنا کوئی حق جتائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ وہ بغیر کسی استحقاق کے بندے کو سب کچھ بخشتا ہے اور پھر اس فضل وکرم کو بندہ کا حق قرار دیتا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۵۸)

عبادت میں بھی بندہ خدا کی مدد کا محتاج ہوتا ہے

'''ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں'' کے الفاظ عام ہیں۔ یہ طلب مدد خاص عبادت کے معاملے میں بھی ہوسکتی ہے اور زندگی کے دوسرے معاملات میں بھی۔ عبادت میں بندہ خدا کی مدد کا محتاج توفیق ورہنمائی اور ثبات واستقامت کے لیے ہوتا ہے۔ کیونکہ عبادت بالخصوص جب کہ وہ زندگی کے ہر پہلو میں خدا کی اطاعت پر بھی مشتمل ہو، ایک بڑی ہی آزمائش کی چیز ہے۔ اس میں ایسے سخت مقامات بھی آتے ہیں جہاں بڑے بڑوں کے پائے ثبات بھی ڈگمگا جاتے ہیں۔ اس جملہ میں مفعول کی تقدیم نے حصر کا مضمون پیدا کر دیا ہے یعنی عبادت بھی صرف خدا ہی کی اور استعانت بھی تنہا اسی سے۔ اس حصر نے شرک کے تمام علائق کا یک قلم خاتمہ کر دیا کیونکہ اس اعتراف کے بعد بندہ کے پاس کسی غیر اللہ کو نہ کچھ دینے کے لیے رہا اور نہ اس سے کچھ مانگنے کی گنجایش باقی رہی۔ اس کے بعد دوسروں سے بندے کے تعلق کی صرف وہی نوعیت جائز رہ گئی ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے ہی قائم کر دی ہو۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۵۸)

لفظِ عبادت کے تین معنی

''عبادت کا لفظ عربی زبان میں تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ پوجا اور پرستش، اطاعت اور فرمانبرداری، بندگی اور غلامی۔ اس مقام پر تینوں معنی بیک وقت مراد ہیں۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج۱، ص۹۴)

سورہ کی پہلی تین آیات کا انسان کے ماضی، حال اور مستقبل سے تعلق

''انسان پر تین حالات گزرتے ہیں۔ ماضی، حال اور مستقبل۔ 'الحمد للہ رب العلمین' اور 'الرحمن الرحیم' میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کواس پر متنبہ کر دیا گیا کہ وہ اپنے ماضی اور حال میں صرف اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے کہ اس کو ماضی میں نابود سے بود کیا اور اس کو تمام کائنات سے زیادہ بہترین شکل وصورت اور عقل وبصیرت عطا فرمائی اور حال میں اس کی پرورش اور تربیت کا سلسلہ جاری ہے۔'ملك يوم الدين' میں یہ بتادیا کہ مستقبل میں وہ خدا ہی کا محتاج ہے کہ روزِ جزا میں اس کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا اور جب ان تینوں آیتوں نے یہ واضح کر دیا کہ انسان اپنی زندگی کے تینوں ادوار میں خدا ہی کا محتاج ہے تو اس کا طبعی اور عقلی تقاضا یہ ہوا کہ عبادت بھی صرف اسی کی کی جائے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا،ص ۸۶)

عبادت میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کا مطلب

''عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کے معنی یہ ہوں گے کہ نہ کسی کی محبت اللہ تعالیٰ کے برابر ہو، نہ کسی کا خوف اس کے برابر ہو، نہ کسی سے امید اس کی طرح ہو، نہ کسی پر بھروسا اللہ کے مثل ہو، نہ کسی کی اطاعت وخدمت اور کام کو اتنا ضروری سمجھے جتنا اللہ تعالیٰ کی عبادت کو، نہ اللہ کی طرح کسی کی نذر اور منت مانے، نہ اللہ کی طرح کسی دوسرے کے سامنے اپنی مکمل عاجزی اور تذلل کا اظہار کرے، نہ وہ افعال کسی دوسرے کے لیے کرے جو انتہائی تذلل کی علامات ہیں جیسے رکوع و سجدہ۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا،ص ۸۶)

''آیت کے جزو اول میں بیزاری ہے شرک سے، اور آخری جزو میں بندہ کی زبان سے اقرار ہے اپنی بے بساطی، بے قدرتی کا اور اقرار ہے اپنے کو حفاظت اور نصرت کے لیے ہر طرح اللہ کے ہاتھ میں سپرد کر دینے کا۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ، ج ا،ص ۴۰)

انبیا واولیا سے مدد چاہنا شرک نہیں

''ایاك نستعین میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ حقیقی مستعان وہی ہے باقی آلات وخدام واحباب وغیرہ سب عون الٰہی کے مظہر ہیں بندے کو چاہیے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دستِ قدرت کو کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیا وانبیا سے مدد چاہنا شرک ہے، عقیدہ باطلہ ہے کیونکہ مقربانِ حق کی امداد، امدادِ الٰہی ہے استعانت بالغیر نہیں۔ اگر اس آیت کے وہ معنی ہوتے جو وہابیہ نے سمجھے تو قرآن پاک میں 'اعینونی بقوۃ' اور 'استعینوا بالصبر والصلوۃ' کیوں وارد ہوتا اور احادیث میں اہل اللہ سے استعانت کی تعلیم کیوں دی جاتی؟'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۰۹۲)

کیا کسی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا شرک ہے؟

''عبادت کیا ہے؟ لغت وتفسیر کی ساری کتابوں میں اس کا یہ معنی ملے گا کہ حد درجہ کی عاجزی اور انکساری۔ مفسرین اس کی مثال سجدہ سے دیتے ہیں۔ حالانکہ صرف سجدہ ہی عبادت نہیں بلکہ حالتِ نماز میں تمام حرکات وسکنات عبادت ہیں۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ وہ کون سی چیز ہے جو ان حرکات وسکنات کو، اگر یہ نماز میں ہوں تو عبادت بنا دیتی ہے یعنی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا وغیرہ اور اگر یہی امور نماز سے خارج ہوں تو یہ عبادت نہیں ہوتے۔ تو اس کا امتیاز ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ جس ذات کے لیے اور جس کے سامنے آپ یہ افعال کر رہے ہیں، اس کے متعلق آپ کا عقیدہ کیا ہے۔ اگر آپ اس کو اللہ اور معبود یقین کرتے ہیں تو یہ سب اعمال عبادت ہیں۔ لیکن اگر آپ اس کو عبد اور بندہ سمجھتے ہیں، نہ خدا، نہ خدا کا بیٹا، نہ اس کی بیوی، نہ اس کا اوتار تو یہ اعمال عبادت نہیں کہلائیں گے۔ ہاں، آپ ان کو احترام، اجلال اور تعظیم کہہ سکتے ہیں۔ البتہ شریعت محمدیہ میں غیر خدا کے لیے سجدۂ تعظیمی بھی ممنوع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱، ص ۲۴)

محبوبانِ الٰہی کی طرف رجوع بھی اصل میں اسباب کی طرف رجوع کی مانند ہے

''اسباب کی طرف رجوع استعانت بالغیر نہیں ہوگی۔ جملہ اسباب میں قوی تر اور اثر آفریں سبب خود دعا ہے۔ محبوبانِ الٰہی کی جناب میں خصوصاً حبیبِ کبریا کے حضور میں کسی نعمت کے حصول یا کسی مشکل کی کشود کے لیے التماس دعا کرنا یہ بھی استعانت بالغیر اور شرک نہیں، بلکہ عین اسلام اور عین توحید ہے۔ ہاں اگر کسی ولی، شہید یا نبی کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ یہ مستقل بالذات ہے اور خدا نہ چاہے تب بھی یہ کر سکتا ہے تو یہ شرک ہے۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱، ص ۲۵)

استعانت اور شرک کی حقیقت

مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب استعانت میں فرق

''نہ عبادت اللہ کے سوا کسی اور کی جائز ہے اور نہ ہی استعانت کسی اور سے جائز ہے۔ ان الفاظ سے شرک کا سد باب کر دیا گیا ہے۔ لیکن جن کے دلوں میں شرک کا روگ راہ پا گیا ہے، وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب استعانت میں فرق کو نظر انداز کر کے عوام کو مغالطے میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو ہم بیمار ہو جاتے ہیں تو ڈاکٹر سے مدد حاصل کرتے ہیں، بیوی سے مدد چاہتے ہیں، ڈرائیور اور دیگر انسانوں سے مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ یہ باور کراتے ہیں کہ اللہ کے سوا اوروں سے مدد مانگنا بھی جائز ہے۔ حالانکہ اسباب کے ماتحت ایک دوسرے سے مدد چاہنا اور مدد کرنا یہ شرک نہیں ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے جس میں سارے کام ظاہری اسباب کے مطابق ہی ہوتے ہیں، حتیٰ کہ انبیا بھی انسانوں کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: 'من انصاری الی اللہ' (الصف۔۱۴)۔ (اللہ کے دین کے لیے کون میرا مددگار ہے؟)۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فرمایا: 'تعاونوا علی البر و التقوی' (المائدہ۔۲)۔ (نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو)۔ ظاہر ہے کہ یہ تعاون ممنوع ہے، نہ شرک، بلکہ مطلوب و محمود ہے۔ اس کا اصطلاحی شرک سے کیا تعلق؟ شرک تو یہ ہے کہ ایک ایسے شخص سے مدد طلب کی جائے جو ظاہری اسباب کے لحاظ سے مدد نہ کر سکتا ہو۔ جیسے کسی فوت شدہ شخص کو مدد کے لیے پکارنا، اس کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا، اس کو نافع و ضار باور کرنا، اور دور و نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننے کی صلاحیت سے بہرہ ور تسلیم کرنا، مافوق الاسباب طریقے سے مدد طلب کرنا اور اسے خدائی صفات سے متصف ماننا، اسی کا نام شرک ہے جو بدقسمتی سے محبتِ اولیا کے نام پر مسلمان ملکوں میں عام ہے۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۸۰۲)

توحید کی تین اہم قسمیں

''۱۔ توحید ربوبیت: اس کا مطلب ہے کہ کائنات کا خالق، مالک، رازق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس توحید کو ملاحدہ اور زنادقہ کے علاوہ تمام لوگ مانتے ہیں حتیٰ کہ مشرکین بھی اس کے قائل رہے ہیں۔

۲۔ توحید الوہیت: اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کی تمام اقسام کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عبادت ہر وہ کام ہے جو کسی مخصوص ہستی کی رضا یا اس کی ناراضی کے خوف سے کیا جائے، اس لیے نماز، روزہ، حج ہی عبادت نہیں بلکہ کسی مخصوص ہستی سے دعا و التجا کرنا، اس کے نام کی نذر و نیاز کرنا، اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا، اس کا طواف کرنا، اس سے طمع اور خوف رکھنا وغیرہ بھی عبادات ہیں۔ توحید الوہیت یہ ہے کہ یہ تمام کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کیے جائیں۔ عوام و خواص اس توحید الوہیت میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور مذکورہ عبادات کی بہت سی قسمیں وہ قبروں میں مدفون افراد اور فوت شدہ بزرگوں کے لیے بھی کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔توحید صفات: اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہیں ان کو بغیر کسی تاویل اور تحریف کے تسلیم کریں۔اور وہ صفات اس انداز میں کسی اور کے اندر نہ مانیں۔مثلاً جس طرح کا اس کا علم غیب ہے یا تصرف و اختیار ہے یا اس قسم کی اور صفاتِ الٰہیہ، ان میں سے کوئی صفت بھی اللہ کے سوا کسی نبی، ولی یا کسی بھی شخص کے اندر تسلیم نہ کی جائے۔اگر تسلیم کی جائے تو شرک ہوگا۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۸۰۲)

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (5) صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (6) غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّينَ (7)

تراجم

۱۔چلا ہم کو راہ سیدھی (۵) راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل کیا (۶) نہ وہ جن پر غصہ ہوا، اور نہ بہکنے والے (۷)۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔بتلا دیجیے ہم کو رستہ سیدھا (۵) رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے (۶) نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے (۷)۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ہم کو سیدھا راستہ چلا (۵) راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا (۶) نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا (۷)۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا (۵) ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا (۶) ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی (۷)۔(مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔ہمیں سیدھا راستہ دکھا (۵) ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا (۶) جو معتوب نہیں ہوئے، جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں (۷)۔(مولانا مودودیؒ)

۶۔ہمیں سیدھے رستے کی ہدایت بخش (۵) ان لوگوں کے رستے کی جن پر تو نے اپنا فضل فرمایا (۶) جو نہ مغضوب ہوئے اور نہ گمراہ (۷)۔(مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت بخش دے (۵) ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے عنایت فرمائی ہے (۶) جو نہ مغضوب ہوئے ہیں، نہ راہ سے بھٹکے ہیں (۷)۔(محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

اهدنا الصراط المستقيم

'اهدنا' کا مطلب

''اهدنا کا مطلب صرف اسی قدر نہیں ہے کہ ہمیں سیدھا رستہ دکھا دے، بلکہ اس کا مفہوم اس سے بہت زیادہ ہے۔اس میں یہ مفہوم بھی ہے کہ اس راستہ کی صحت پر ہمارے دل مطمئن کر دے، اس پر چلنے کا ہمارے اندر ذوق وشوق پیدا کر دے، اس کی مشکلیں ہمارے لیے آسان کر دے اور اس پر چلا دینے کے بعد دوسری پگڈنڈیوں پر بھٹکنے سے ہمیں محفوظ رکھ۔یہ سارا مضمون یہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلہ کو حذف کر دینے سے پیدا ہوتا ہے (یعنی 'اھدنا' 'الی' کے بغیر یہاں آیا ہے)۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج ا، ص ۵۹)

الصراط المستقیم

"اس پر الف لام عہد کا ہے، اس سے مراد وہ سیدھا رستہ ہے جو بندوں کے لیے خود اللہ تعالیٰ نے کھولا ہے۔ اسی سیدھے رستہ کو حضورؐ نے ایک مرتبہ اس طرح سمجھایا کہ زمین پر ایک سیدھا خط کھینچا، پھر اس کے داہنے بائیں آڑے ترچھے خطوط کھینچ دیے، پھر فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا رستہ ہے اور یہ آڑے ترچھے خطوط پگڈنڈیاں ہیں اور ان میں سے ہر پگڈنڈی کی طرف کوئی نہ کوئی شیطان بلا رہا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۵۹)

صراط الذین انعمت علیہم

"آدمی جس چیز سے جتنا گہرا لگاؤ رکھتا ہے اس کو اسی قدر وضاحت کے ساتھ خود بھی سمجھنا چاہتا ہے اور دوسرے کو بھی سمجھانا چاہتا ہے۔ اس وجہ سے صرف اتنے ہی پر بس نہیں کیا کہ ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت بخش بلکہ اس کی پوری وضاحت بھی کر دی ہے اور یہ وضاحت مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں سے ہے۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ رستہ ان لوگوں کا ہو جن پر تیرا انعام ہوا ہے اور منفی پہلو یہ ہے کہ جو نہ تو مغضوب ہوئے ہیں اور نہ گمراہ۔ اس ساری وضاحت کی ضرورت اس وجہ سے نہیں تھی کہ (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو دعا کا مدعا سمجھنے میں کوئی غلط فہمی پیش آنے کا امکان تھا، بلکہ صرف یہ ہے کہ طالب اپنے مطلوب حقیقی کی طلب کے ساتھ ساتھ ان لوگوں سے اپنی بیزاری کا اظہار بھی کر رہا ہے جنھوں نے اس محبوب و مطلوب سے منہ موڑا یا اس سے بھٹک گئے۔ نیز اپنے لیے استقامت کا بھی طلبگار ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۵۹)

انعمت علیہم

"انعمت علیہم میں نعمت سے مقصود دراصل ہدایت و شریعت کی نعمت ہے۔ فعل انعام یہاں اپنے کامل اور حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد درحقیقت وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شریعت کی نعمت عطا فرمائی اور انھوں نے دل و جان سے اس کو قبول کیا۔ اس نعمت کے دیے جانے پر وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہے، اس کی خود بھی قدر کی اور دوسروں کو بھی اس کی قدر کرنے پر ابھارا۔ اس کے تحفظ کے لیے انھوں نے اپنی قوتیں اور قابلیتیں بھی صرف کیں، مال بھی قربان کیے اور اگر ضرورت پیش آئی تو اس کی راہ میں جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کیا یہاں بات اجمال کے ساتھ کی گئی ہے اس وجہ سے واضح نہیں ہوتا کہ یہ اشارہ کس گروہ کی طرف ہے، لیکن ایک دوسری آیت میں اس انعام یافتہ گروہ کی وضاحت کی گئی ہے: 'فاولئك مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین و الشہداء والصالحین' (نساء۔۶۹)۔ (پس یہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام فرمایا، انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ)۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۵۹)

مغضوب علیہم

"اس سے مراد دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کی نعمت نازل فرمائی، لیکن انھوں نے اپنی سرکشی کے سبب سے نہ صرف یہ کہ اس کو قبول نہیں کیا، بلکہ اس کی مخالفت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ دوسرے وہ لوگ جنھوں نے قبول تو کیا، لیکن دل کی آمادگی کے ساتھ نہیں قبول کیا بلکہ مارے باندھے قبول کیا، پھر بہت جلد شہوات نفس میں پڑ کر انھوں نے اس کے کچھ حصہ کو ضائع کر دیا، کچھ حصہ میں کتر بیونت کر کے اس کو اپنی خواہشات کے مطابق بنالیا۔ اور جن لوگوں نے ان کو صحیح راستہ پر لانا چاہا انھوں نے ان میں سے بعض کو جھٹلا دیا اور بعض کو قتل کر دیا۔ پچھلی امتوں میں اس کی سب سے واضح مثال یہود ہیں۔ 'من لعنہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و غضب علیہ و جعل منھم القردۃ و الخنازیر' (مائدہ۔۶۰)۔(جن پر اللہ نے لعنت کی اور جن پر اس کا غضب ہوا اور جن کے اندر اس نے بندر اور خنزیر بنائے)۔'و ضربت علیھم الذلۃ و المسکنۃ و باؤوا بغضب من اللہ' (بقرہ۔۶۱)۔(اور ان کے اوپر ذلت تھوپ دی گئی اور وہ خدا کا غضب لے کر پلٹے)۔'مغضوب علیھم' میں فعل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح براہ راست نہیں ہے، جس طرح انعام کے ذکر میں ہے۔ اس کی ایک وجہ سوءِ ادب سے احتراز ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انعام ہمیشہ اور ہر حال میں بندہ پر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے، برعکس اس کے خدا کے غضب کا مستحق بندہ اپنے اعمال کے سبب سے خود بنتا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۵۹)

ضالین

''اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے دین میں غلو کیا جنھوں نے اپنے پیغمبر کا رتبہ اتنا بڑھایا کہ اس کو خدا بنا کر رکھ دیا۔ جو صرف انھی عبادتوں اور طاعتوں پر قانع نہیں ہوئے جو اللہ اور اللہ کے رسول نے مقرر کی تھیں، بلکہ اپنے جی سے رہبانیت کا ایک پورا نظام کھڑا کر دیا۔ پچھلی امتوں میں اس کی واضح مثال نصاریٰ ہیں۔'یا اھل الکتب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق و لا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل و اضلوا کثیرا و اضلوا عن سواء السبیل' (مائدہ۔۷۷)۔(کہہ دو اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشوں (بدعتوں) کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے گمراہ چلے آ رہے ہیں اور جنھوں نے بہتوں کو خدا کے رستہ سے بھٹکایا اور جو خود بھی اس کے رستہ سے بھٹکے)۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۵۹)

انسانی غضب اور غضبِ الٰہی میں فرق

''غضب الٰہی کو انسانی غصہ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ انسانی غصہ اور طیش نتیجہ ہوتا ہے نفس کی ایک انفعالی کیفیت کا، حق تعالیٰ ہر قسم کے انفعال اور تاثر سے پاک ہے، وہ صرف فاعل ہے، تمام تر موثر ہے۔ اس کے اصلاحی اقدامِ عمل، اس کی تعزیری حرکتِ ارادی کا نام بندوں کی زبان میں غضب الٰہی ہے، اس کی حاکمانہ قوت، مربیانہ شفقت دونوں کا عین مقتضا یہی ہے کہ وہ گناہگاروں، باغیوں، مجرموں کو ان کے جرم و بغاوت کے عملی نتائج تک پہنچائے۔ اس کا غیظ و غضب دراصل تتمہ اور ضمیمہ ہے اس کی رحمتِ بے حساب کا۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱، ص ۴۳)

'مغضوب علیھم' اور 'ضالین' کا اطلاق۔ رازی کی رائے

''رازی کی رائے میں بہتر یہ ہے کہ کل عملی غلطیوں والوں کو زمرہ 'مغضوب علیھم' میں رکھا جائے اور کل اعتقادی غلطیوں والوں کا شمار طبقہ ضالین میں کیا جائے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱، ص ۴۳)

انعام سے مراد

''انعام سے مراد وہ حقیقی اور پائدار انعامات ہیں جو راست روی اور خدا کی خوشنودی کے نتیجہ میں ملا کرتے ہیں نہ کہ وہ عارضی اور نمائشی انعامات جو پہلے بھی فرعونوں اور نمرودوں اور قارونوں کو ملتے رہے ہیں اور آج بھی ہماری آنکھوں کے سامنے بڑے بڑے ظالموں اور بدکاروں کو ملے ہوئے ہیں۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۴۵)

ہدایت کیا ہے

''صراط مستقیم کی ہدایت کی دعا کے مخاطب جس طرح تمام انسان اور مومنین ہیں اسی طرح اولیاء اللہ اور حضرات انبیا علیہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام بھی ہیں جو بلاشبہ ہدایت یافتہ، بلکہ دوسروں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ پھر اس حاصل شدہ چیز کی بار بار دعا مانگنے کا کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب ہدایت کی پوری حقیقت معلوم کرنے پر موقوف ہے۔ ہدایت کے اصلی معنی ہیں کسی شخص کی منزل مقصود کی طرف مہربانی کے ساتھ راہنمائی کرنا۔ ہدایت کرنا حقیقی معنی میں صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جس کے مختلف درجات ہیں۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۸۷)

ہدایت کے درجات

''ایک درجہ ہدایت کا عام ہے جو کائنات ومخلوقات کی تمام اقسام جمادات، نباتات، حیوانات وغیرہ کو شامل ہے۔ اسی ہدایت عامہ کا ذکر قرآن کریم کی آیت 'اعطی کل شئ خلقه ثم هدی' میں فرمایا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اس کی خلقت عطا فرمائی، پھر اس خلقت کے مناسب اس کو ہدایت دی۔ اسی ہدایت عامہ کا نتیجہ ہے کہ کائنات عالم کے تمام انواع واصناف اپنا اپنا مقررہ فرض نہایت سلیقہ سے ادا کر رہے ہیں۔

دوسرا درجہ ہدایت کا اس کے مقابلے میں خاص ہے۔ یعنی ان چیزوں کے ساتھ مخصوص ہے جو عرف میں ذوی العقول کہلاتی ہیں۔ یعنی انسان اور جن۔ یہ ہدایت انبیا اور آسمانی کتابوں کے ذریعہ پہنچتی ہے پھر کوئی اس کو قبول کر کے مومن ومسلم ہو جاتا ہے، کوئی رد کر کے کافر ٹھہرتا ہے۔

تیسرا درجہ ہدایت کا اس سے بھی خاص ہے کہ صرف مومنین اور متقین کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ ہدایت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاواسطہ انسان پر فائض ہوتی ہے اس ہدایت کا دوسرا نام توفیق ہے۔ یعنی ایسے اسباب اور حالات پیدا کر دینا کہ قرآنی ہدایات کا قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔ اس تیسرے درجے کی وسعت غیر محدود اور اس کے درجات غیر متناہی ہیں۔ اعمال صالحہ کے ساتھ اس درجہ ہدایت میں زیادتی ہوتی رہتی ہے قرآن کریم کی متعدد آیات میں اس زیادتی کا ذکر ہے، مثلاً 'والذین اهتدوا زادهم هدی و من یومن بالله یهد قلبه' جو شخص اللہ پر ایمان لائے اس کے دل کو ہدایت کر دیتے ہیں۔ 'الذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا'۔ جو لوگ ہمارے راستے میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستوں کی مزید ہدایت کر دیتے ہیں۔ یہی وہ میدان ہے جہاں بڑے سے بڑا نبی ورسول بھی آخر عمر تک زیادتی ہدایت وتوفیق کا طالب نظر آتا ہے۔ واضح ہوا کہ ہدایت ایک ایسی چیز ہے جو سب کو حاصل بھی ہے اور اس کے مزید درجاتِ عالیہ حاصل کرنے سے کسی بڑے سے بڑے انسان کو استغنا بھی نہیں۔ اس لیے سورۂ فاتحہ کی اہم ترین دعا ہدایت کو قرار دیا گیا۔

ہدایت کی اس تشریح سے چند امور واضح ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ قرآن میں کہیں تو ہدایت کو ہر مومن وکافر کے لیے بلکہ مخلوقات کے لیے عام فرمایا گیا ہے اور کہیں اس کو محض متقین کے ساتھ مخصوص لکھا گیا ہے جس میں تعارض کا شبہ ہوتا ہے۔ ہدایت کے خاص وعام درجات معلوم ہونے کے بعد یہ شبہ خود بخود رفع ہو جاتا ہے کہ ایک درجہ سب کو عام اور شامل ہے اور دوسرا درجہ مخصوص ہے۔ دوسرا یہ کہ قرآن میں ایک طرف تو جگہ جگہ یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالمین یا فاسقین کو ہدایت نہیں فرماتے اور دوسری طرف مکرر یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت فرماتے ہیں اس کا جواب بھی درجات کی تفصیل سے واضح ہو گیا کہ ہدایت عامہ سب کو کی جاتی ہے اور ہدایت کا تیسرا مخصوص درجہ ظالمین اور فاسقین کو نصیب نہیں ہوتا۔ تیسرا یہ کہ ہدایت کے تین درجات میں سے پہلا اور تیسرا درجہ بلاواسطہ حق تعالیٰ کا فعل ہے، اس میں کسی نبی یا رسول کو دخل نہیں۔ انبیا اور رسولوں کا کام صرف دوسرے درجہ ہدایت سے متعلق ہے۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں انبیا کو ہادی قرار دیا گیا ہے وہ اسی درجے کے اعتبار سے ہے اور جہاں یہ ارشاد ہے: 'انك لا تهدی من احببت' یعنی آپ ہدایت نہیں کر سکتے جس کو چاہیں تو اس میں ہدایت کا تیسرا درجہ مراد ہے یعنی توفیق دینا آپ کا کام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۸۷)

صراط مستقیم کتاب اللہ اور رجال اللہ دونوں کے مجموعہ سے ملتا ہے

''صراط مستقیم کی تعیین کے لیے بظاہر صاف بات یہ تھی کہ صراط الرسول یا صراط القرآن فرما دیا جاتا، لیکن قرآن نے اس جگہ نہ یہ فرمایا کہ قرآن کا راستہ اختیار کرو کیونکہ محض کتاب انسانی تربیت کے لیے کافی نہیں اور نہ یہ فرمایا کہ رسول کا راستہ اختیار کرو کیونکہ رسول کریم کی بقا اس دنیا میں دائمی نہیں اور آپ کے بعد کوئی دوسرا رسول اور نبی بھی نہیں اس لیے صراط مستقیم جن لوگوں کے ذریعے حاصل ہوسکتا ہے ان میں نبیوں کے علاوہ ایسے حضرات بھی شامل کر دیے جو تا قیامت موجود رہیں گے مثلاً صدیقین، شہدا اور صالحین۔ خلاصہ یہ ہے کہ سیدھا راستہ معلوم کرنے کے لیے حق تعالیٰ نے کچھ انسانوں کا پتا دیا کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا اس خاص طرز میں شاید اس طرف اشارہ ہو کہ انسان کی تعلیم و تربیت محض کتابوں اور روایتوں سے نہیں ہوسکتی بلکہ رجال ماہرین کی صحبت اور ان سے سیکھ کر حاصل ہوسکتی ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۹۳-۹۴)

صراط مستقیم

''صراطِ مستقیم پر چلنے کی خواہش رکھنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہود اور نصاریٰ دونوں کی گمراہیوں سے بچ کر رہیں۔ یہود کی بڑی گمراہی یہ تھی کہ وہ جانتے بوجھتے صحیح راستے پر نہیں چلتے تھے، آیات الٰہی میں تحریف اور حیلہ کرتے تھے اور اپنے علما کو حلال و حرام کا مجاز سمجھتے تھے۔ نصاریٰ کی بڑی غلطی یہ تھی کہ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں غلو کیا اور انھیں اللہ کا بیٹا قرار دیا۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۸۰۲)

رجال اللہ کی پہچان

''انسان کی صلاح و فلاح کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں۔ ایک کتاب اللہ، دوسرے رجال اللہ۔ لیکن رجال اللہ سے استفادے کی صورت یہ ہے کہ کتاب اللہ کے معروف اصولوں پر رجال اللہ کو پرکھا جائے جو اس معیار پر پورے نہ اتریں ان کو رجال اللہ ہی نہ سمجھا جائے اور جب رجال اللہ صحیح معنوں میں حاصل ہو جائیں تو ان سے کتاب اللہ کا مفہوم سیکھنے اور عمل کرنے کا کام لیا جائے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۹۴)

فرقہ وارانہ اختلاف کا بڑا سبب

''کچھ لوگوں نے صرف کتاب اللہ کو لے لیا، رجال اللہ سے قطع نظر کر لی، ان کی تفسیر و تعلیم کو کوئی اہمیت نہ دی اور کچھ لوگوں نے صرف رجال اللہ کو معیار حق سمجھ لیا اور کتاب اللہ سے آنکھیں بند کر لیں۔ اور ان دونوں طریقوں کا نتیجہ گمراہی ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ص ا، ص ۹۴)

سورہ پر دعا کے پہلو سے ایک نظر

''دعا کے پہلو سے اس سورہ کی جو اہمیت ہے اس کا اندازہ کرنے کے لیے تنہا یہی بات کافی ہے کہ یہ سورہ ہماری سب سے بڑی عبادت، نماز، کی خاص سورہ ہے۔ پھر اپنی تاثیر کے لحاظ سے اس کا جو درجہ ہے اس کا اندازہ اس حدیثِ قدسی سے ہوتا ہے جو مسلم میں موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بندہ پورے شعور اور اخلاص کے ساتھ نماز میں اس سورہ کی تلاوت کرتا ہے تو اس کا ایک ایک لفظ پڑھنے کے ساتھ ہی خدا کے ہاں شرفِ قبولیت پاتا ہے۔ حدیث ملاحظہ ہو:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابی هريرة عن رسول الله يقول الله تعالیٰ قسمت الصلوٰة بيني و بين عبدی نصفين فنصفها لی و نصفها لعبدی ولعبدی ما سئال اذا قال العبد الحمد لله رب العلمين قال الله حمدنی عبدی و اذا قال الرحمن الرحيم قال الله اثنی علی عبدی و اذا قال ملك يوم الدين قال مجدنی عبدی و اذا قال اياك نعبد و اياك نستعين قال هذا بينی و بين عبدی و لعبدی ما سأل فاذا قال اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم و لا الضالين قال هذا لعبدی و لعبدی ما سئل.

ابو ہریرہؓ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس کا نصف حصہ میرے لیے ہے اور نصف میرے بندہ کے لیے ہے اور میرے بندہ کو وہ بخشا گیا جو اس نے مانگا۔ جب بندہ 'الحمد لله رب العالمين ' کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرا شکریہ ادا کیا اور جب وہ 'الرحمن الرحيم ' کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف بیان کی ہے اور جب وہ 'مالك يوم الدين ' کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی اور جب بندہ 'اياك نعبد و اياك نستعين ' کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ حصہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور میں نے اپنے بندے کو وہ بخشا جو اس نے مانگا۔ پھر جب بندہ 'اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم و لا الضالين ' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میں نے اپنے بندے کو وہ بخشا جو اس نے مانگا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۶۸)

اس دعا کی خوبیاں

''اس دعا کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں جس چیز کے لیے دعا کی گئی ہے اس سے اعلیٰ اور اس سے برتر کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی۔ اس میں بندہ خدا سے خود اسی تک پہنچنے اور اسی کو پانے کے سیدھے رستہ کی ہدایت مانگتا ہے۔ یہ دعا اول تو ہر شائبہ نفس سے پاک ہے ثانیاً یہ عین اس مقصد کے لیے دعا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ دوسری چیز اس دعا کی تمہید ہے جو ہر پہلو سے ایک ایسی تمہید ہے جس سے بہتر تمہید کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ کریم کے دروازے سے سائل کو سب کچھ مل سکتا ہے بشرطیکہ مانگنے کا طریقہ صحیح ہو۔ اس تمہید کی پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کا آغاز اعترافِ شکر سے ہوا ہے اور یہ شکر ہی ہے۔ جس سے بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مستحق قرار پاتا ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جن صفتوں کے توسل سے یہ دعا کی گئی ہے وہ دوسری تمام صفات کے لیے بمنزلہ بنیاد کے ہیں۔ تیسری چیز یہ ہے کہ 'اياك نعبد و اياك نستعين' میں کامل سپردگی اور کامل حوالگی کا اظہار ہے۔ بندہ اپنے آپ کو اپنے رب کے دروازے پر ڈال دیتا ہے۔ ایک ہی ہے جس کی وہ بندگی کرتا ہے اور ایک ہی ہے جس سے وہ مدد کی درخواست کرتا ہے۔ جب اس طرح ساری دنیا سے کٹ کر بندہ اپنے آپ کو اپنے رب کے آگے ڈال دے گا تو آخر اس کی دعا کا ایک ایک حرف کیوں نہ شرفِ قبولیت پائے گا۔ اس دعا کے خاتمہ پر بھی غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ وہ بھی اس کی قبولیت کے لیے ایک بہترین سفارش فراہم کرتا ہے۔ صراط مستقیم کی وضاحت ایسے الفاظ سے کی گئی ہے۔ جن سے ان لوگوں کے ساتھ بندے کی محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ جو اسی رستے پر جیے اور مرے ہیں اور ان لوگوں سے انتہائی بیزاری کا اظہار ہے جنھوں نے شرارت یا حماقت کے سبب سے اس سے انحراف اختیار کیا ہے۔ اس دعا کی بے شمار بلاغتوں میں سے یہ چند ہیں جن کی طرف اجمالی طور پر ہم نے اشارہ کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ دعا نماز کی مخصوص دعا کیوں قرار دی گئی اور کیوں یہ بات ہے کہ زبان سے نکلتے ہی اس کا لفظ لفظ شرفِ قبولیت حاصل کرتا ہے۔ ایک طرف دعا کے ان الفاظ کو سامنے رکھیے اور دوسری طرف نماز کی مخصوص ہیئت اور اس کے مخصوص آداب کو ملحوظ رکھیے پھر تصور کیجیے کہ کتنی بہترین دعا ہے اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے خود اللہ تعالیٰ نے کتنا بہترین طریقہ ہمیں سکھایا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۶۸)

سورۂ فاتحہ سے متعلق بعض مسائل اور حکمتیں

دعا کرنے کا طریقہ

''اس سورہ کے خاص اسلوبِ کلام کے ذریعہ انسان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب اللہ سے کوئی دعا و درخواست کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کی حمد و ثنا کا فرض بجالا کر، پھر حلفِ وفاداری اس بات کا کرو کہ ہم اس کے سوا نہ کسی کو لائق عبادت سمجھتے ہیں اور نہ کسی کو حقیقی معنی میں مشکل کشا اور حاجت روا مانتے ہیں۔ اس کے بعد اپنے مطلب کی دعا کرو۔ اس طریقہ سے جو دعا کی جائے گی اس کے قبول ہونے کی قوی امید ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۹۴)

لفظِ رب اللہ تعالیٰ کا خاص نام ہے غیر اللہ کو رب کہنا جائز نہیں

''لفظ رب ایسے شخص کے لیے بولا جاتا ہے جو کسی چیز کا مالک ہو اور اس کی تربیت و اصلاح کی تدبیر اور پوری نگرانی بھی کرتا ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ساری کائنات و مخلوقات کا ایسا رب سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں ہوسکتا، اس لیے یہ لفظ حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، غیر اللہ کو رب کہنا جائز نہیں، صحیح مسلم کی حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے کہ کوئی غلام یا نوکر اپنے آقا کو رب کہے، البتہ کسی خاص چیز کی طرف اضافت کر کے انسان کے لیے بھی یہ لفظ بولا جاسکتا ہے مثلاً رب المال، رب الدار وغیرہ۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ستمبر ۱۹۹۸، ص ۱۰)

استعانت و توسل کی تحقیق

''کسی ذات کی انتہائی عظمت و محبت کی بنا پر اس کے سامنے اپنی انتہائی عاجزی اور تذلل کا اظہار عبادت ہے۔ یہ معاملہ کسی بھی مخلوق کے ساتھ کیا جائے تو وہ شرک ہے۔ شرک صرف اسی کو نہیں کہتے کہ بت پرستوں کی طرح کسی پتھر کی مورتی کو خدائی اختیارات کا مالک سمجھے، بلکہ کسی کی عظمت، محبت، اطاعت کو وہ درجہ دینا جو اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے یہ بھی شرک جلی میں داخل ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ستمبر ۱۹۹۸، ص ۱۲)

کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔

''قرآن مجید میں یہود و نصاریٰ کے شرک کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: 'اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللّٰہ'۔ یعنی ان لوگوں نے اپنے دینی عالموں کو اپنا رب بنالیا ہے۔ حضرت عدی بن حاتم جو مسلمان ہونے سے پہلے نصرانی تھے انھوں نے اس آیت کے بارے میں رسول کریم سے عرض کیا کہ ہم تو اپنے علما کی عبادت نہیں کرتے تھے، پھر قرآن میں ان کو معبود بنانے کا الزام ہم پر کیسے لگایا گیا۔ آپ نے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے کہ تمھارے علما بہت سی ایسی چیزیں حرام قرار دےدیتے ہیں جن کو اللہ نے حلال کیا ہے اور تم اپنے علما کے کہنے پر ان کو حرام ہی سمجھتے ہو، اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، تمھارے علما ان کو حلال کر دیتے ہیں تو تم ان کے کہنے کا اتباع کر کے حلال کر لیتے ہو، عدی بن حاتم نے عرض کیا کہ بیشک ایسا تو ہے، اس پر رسول کریمؐ نے فرمایا کہ یہی تو ان کی عبادت ہے۔ عام مسلمان جو قرآن و سنت کو براہ راست سمجھنے کی اور ان سے احکام شرعیہ نکالنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، اس لیے کسی مفتی یا عالم کے قول پر اعتماد کرتے ہیں ان کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ وہ درحقیقت قرآن و سنت پر ہی عمل ہے اور احکام خداوندی ہی کی اطاعت ہے۔ خود قرآن مجید نے اس کی ہدایت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون 'یعنی اگر تم خود احکام الٰہیہ کو نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۹۴۔۱۰۲)

اللہ کے نام کے سوا کسی اور کے نام کی نذر (منت) ماننا بھی شرک ہے

''جس طرح احکامِ حلال وحرام میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو شریک کرنا شرک ہے اسی طرح کسی کے نام کی نذر ماننا بھی شرک میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر اس سے دعا مانگنا بھی شرک ہے کیونکہ حدیث میں دعا کو عبادت فرمایا گیا ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۹۴۔۱۰۲)

علاماتِ شرک کو اختیار کرنا بھی شرک ہے

''ایسے افعال واعمال جو شرک کی علامت سمجھے جاتے ہیں ان کا اختیار کرنا بھی شرک ہے۔ حضرت عدیؓ بن حاتم مسلمان ہونے کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے گلے میں صلیب پڑی ہوئی تھی۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ اس بت کو گلے سے نکال دو۔ اگرچہ اس وقت عدی بن حاتم کا عقیدہ صلیب کے متعلق وہ نہ تھا جو نصرانیوں کا ہوتا ہے، مگر ظاہری طور پر بھی علامتِ شرک سے اجتناب کو ضروری سمجھ کر یہ ہدایت کی گئی۔ کسی کو رکوع وسجدہ کرنا یا بیت اللہ کے سوا کسی دوسری چیز کے گرد طواف کرنا بھی علاماتِ شرک میں سے ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۹۴۔۱۰۲)

استعانت اور توسل

''وہ مخصوص استعانت وامداد جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص اور غیر اللہ کے لیے شرک ہے، اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی فرشتے یا پیغمبر یا ولی یا کسی اور انسان کو خدا تعالیٰ کی طرح قادرِ مطلق اور مختارِ مطلق سمجھ کر اس سے اپنی حاجت مانگے، یہ تو ایسا کھلا ہوا کفر ہے کہ عام مشرکین، بت پرست بھی اس کو کفر سمجھتے ہیں، اپنے بتوں، دیوتاؤں کو بالکل خدا تعالیٰ کی مثل قادرِ مطلق اور مختارِ مطلق، یہ کفار بھی نہیں مانتے۔ دوسری قسم وہ ہے جس کو کفار اختیار کرتے ہیں اور قرآن اور اسلام اس کو باطل وشرک قرار دیتا ہے۔ 'ایاک نستعین' میں یہی مراد ہے کہ ایسی استعانت وامداد ہم اللہ کے سوا کسی سے نہیں چاہتے۔ اللہ کی کسی مخلوق، فرشتے یا پیغمبر یا ولی یا کسی دیوتا کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ اگرچہ قادرِ مطلق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کامل اختیارات اسی کے ہیں، لیکن اس نے اپنی قدرت واختیار کا کچھ حصہ فلاں شخص کو سونپ دیا ہے اور اس دائرے میں وہ خود مختار ہے یہی وہ استعانت ہے جو مومن وکافر میں فرق اور اسلام وکفر میں امتیاز کرتی ہے۔ قرآن اس کو شرک وحرام قرار دیتا ہے، بت پرست مشرکین اسی کے قائل اور اسی پر عامل ہیں۔

اس معاملے میں دھوکا یہاں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بہت سے فرشتوں کے ہاتھوں دنیوی نظام کے بہت سے کام جاری کرتے ہیں۔ دیکھنے والا اس مغالطے میں پڑ سکتا ہے کہ اس فرشتے کو اللہ نے یہ اختیار سپرد کیا ہے یا انبیاء علیہم السلام کے ذریعے بہت سے ایسے کام وجود میں آتے ہیں جو عام انسانوں کی قدرت سے خارج ہیں جن کو معجزات کہا جاتا ہے اسی طرح اولیاء اللہ کے ذریعے بھی ایسے ہی بہت سے کام وجود میں آتے ہیں جن کو کرامات کہا جاتا ہے۔ یہاں سرسری نظر والوں کو یہ مغالطہ لگ جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کاموں کی قدرت واختیار ان کے سپرد نہ کرتا تو ان کے ہاتھ سے یہ کیسے وجود میں آتے؟ اس سے وہ انبیاء واولیاء کے ایک درجے میں مختارِ کار ہونے کا عقیدہ بنالیتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یوں نہیں، بلکہ معجزات اور کرامات براہِ راست حق تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ صرف اس کا ظہور پیغمبر یا ولی کے ہاتھوں پر ان کی عظمت ثابت کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ پیغمبر اور ولی کو اس کے وجود میں لانے کا کوئی اختیار نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا۔قرآن مجید کی بے شمار آیات اس پر شاہد ہیں مثلاً آیت 'وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ' میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزے کا ذکر ہے جس میں آپؐ نے دشمن کے لشکر کی طرف ایک مٹھی کنکریوں کی پھینکی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ سارے لشکر کی آنکھوں میں جالگیں۔اس کے متعلق ارشاد ہے کہ یہ آپؐ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔جس سے معلوم ہوا کہ معجزہ جو نبی کے واسطہ سے صادر ہوتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کو جب ان کی قوم نے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو جس عذاب سے ڈرار ہے ہیں وہ بلا لیجیے تو انھوں نے فرمایا: 'انما یاء تیکم به اللہ ان شاء ' یعنی معجزہ کے طور پر آسمانی عذاب نازل کرنا میرے قبضے میں نہیں۔اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو یہ عذاب آجائے گا پھر تم اس سے بھاگ نہ سکو گے۔سورۂ ابراہیم میں انبیا ورسل کی ایک جماعت کا یہ قول ذکر فرمایا ہے: 'ما کان لنا ان ناتیکم بسلطان الا باذن اللہ' یعنی کسی معجزہ کا صادر کرنا ہمارے ہاتھ میں نہیں۔اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیت کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔اسی وجہ سے کوئی پیغمبر یا ولی جب چاہے، جو چاہے معجزہ یا کرامت دکھا دے یہ قطعاً کسی کے بس میں نہیں۔رسول کریمؐ اور دوسرے بہت سے انبیا سے بہت سے معین معجزات کا مطالبہ مشرکین نے کیا مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا ظاہر کر دیا جس کو نہ چاہا نہیں ہوا، پورا قرآن اس کی شہادتوں سے بھرا ہوا ہے۔

ایک محسوس مثال سے اس کو یوں سمجھ لیجیے کہ آپ جس کمرے میں بیٹھے ہیں اس میں بجلی کی روشنی بلب سے اور ہوا برقی پنکھے سے پہنچ رہی ہے۔مگر یہ بلب یا پنکھا اس روشنی اور ہوا پہنچانے میں قطعاً خود مختار نہیں۔بلکہ ہر آن اس جوڑ یا کنکشن کا محتاج ہے جو تار کے ذریعے پاور ہاؤس کے ساتھ اس کو حاصل ہے۔ایک سیکنڈ کے لیے یہ جوڑ ٹوٹ جائے تو نہ بلب آپ کو روشنی دے سکتا ہے نہ پنکھا ہوا دے سکتا ہے۔کیونکہ درحقیقت وہ عمل بلب اور پنکھے کا ہے ہی نہیں۔بلکہ بجلی کی رو کا ہے جو پاور ہاؤس سے یہاں پہنچ رہی ہے۔انبیا اور اولیا اور سب فرشتے ہر عمل میں، ہر کام میں، ہر آن حق تعالیٰ کے محتاج ہیں، اسی کی قدرت ومشیت سے سب کام وجود میں آتے ہیں۔اگر چہ ظہور اس کا بلب اور پنکھے کی طرح انبیا واولیا کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔اس مثال سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ ان چیزوں کے صدور اور وجود میں اگر چہ اختیار انبیا اور اولیا کا نہیں مگر ان کا وجود ان سے بالکل بے دخل بھی نہیں۔جیسے بلب اور پنکھے کے بغیر آپ کو روشنی اور ہوا نہیں پہنچ سکتی یہ معجزات وکرامات بھی انبیا واولیا کے بغیر نہیں ملتے۔اگر چہ یہ فرق ضرور ہے کہ پوری فٹنگ اور کنکشن درست ہونے کے باوجود آپ کو بغیر بلب کے روشنی اور بغیر پنکھے کے ہوا کا ملنا عادۃً ناممکن ہے اور معجزات وکرامات میں حق تعالیٰ کو سب کچھ قدرت ہے کہ بغیر واسطہ کسی پیغمبر یا ولی کے بھی اس کا ظہور فرما دیں، مگر اللہ کی عادت یہی ہے کہ ان کا صدور بغیر واسطہ اولیا وانبیا کے نہیں ہوتا۔کیونکہ خوارق عادات کے اظہار سے جو مقصد ہے وہ اس کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔اس لیے معلوم ہوا کہ عقیدہ تو یہی رکھنا ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت ومشیت سے ہورہا ہے، لیکن اس کے ساتھ انبیا واولیا کی عظمت وضرورت کا بھی اعتراف ضروری ہے، اس کے بغیر رضائے الٰہی اور اطاعت احکام خداوندی سے محروم رہے گا۔جس طرح کوئی شخص بلب اور پنکھے کی قدر نہ پہچانے اور ان کو ضائع کر دے تو روشنی اور ہوا سے محروم رہتا ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۹۴۔۱۰۲)

انبیا واولیا کو وسیلہ بنانا نہ مطلقاً جائز ہے اور نہ مطلقاً ناجائز

''انبیا واولیا کو وسیلہ بنانا نہ مطلقاً جائز ہے اور نہ مطلقاً ناجائز۔کسی کو مختارِ مطلق سمجھ کر وسیلہ بنایا جائے تو شرک وحرام ہے۔ اور محض واسطہ اور ذریعہ سمجھ کر کیا جائے تو جائز ہے۔اس میں عام طور پر لوگوں میں افراط وتفریط کا عمل نظر آتا ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۹۴۔۱۰۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعانت،توسّل اوروسیلہ،دوسرانقطۂ نظر

کیابزرگانِ دین کومدد کے لیے پکارناشرک نہیں؟

''ایک دعویٰ یہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو فاعلِ حقیقی تسلیم کرتے ہوئے بزرگانِ دین کو وسیلہ، امداد اور مظہر اعانت الٰہی قرار دیتے ہوئے ان سے استغاثہ کرنا اوران کو مدد کے لیے پکارنا جائز ہے۔ یہ پکارنا شرک نہیں ہے، البتہ ان کی عبادت و پرستش کرنا شرک ہے۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور،ص ۸۴۵ تا ۸۴۷)

مطلقاً پکارنا شرک نہیں ہے، مافوق الاسباب پکارنا شرک ہے

''بلاشبہ مطلقاً پکارنا شرک نہیں ہے۔ ہم اپنے بچے کو پکار کر بلاتے ہیں، کسی دوست کو آواز دیتے ہیں اور کسی کو زور سے ندا دیتے ہیں۔ یہ شرک نہیں ہے نہ یہ پکارنا اختلاف کا باعث ہے۔ مابہ النزاع پکارنا (جو شرک کی ایک صورت ہے) وہ ہے کہ جو لوگ قبروں میں مدفون لوگوں کو مافوق الاسباب طریقے سے پکارتے ہیں جیسے 'یا شیخ عبدالقادر شیاءً للّٰہ'، 'یا رسول اللّٰہ' اغثنا'، ''یا علی مدد'' وغیرہ پکارنا شرک ہی کے ذیل میں آتا ہے کیوں کہ پکارنے والا ان کی بابت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ہزاروں میل کے فاصلے کے باوجود یہ فوت شدہ بزرگ میری آواز کو سنتا ہے، میرے حالات سے باخبر ہے۔ وہ حاضرو ناظر ہے اور کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتا ہے اسی لیے یہ شخص اس بزرگ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس کے نام کی نذر نیاز دیتا ہے۔ اس کے نام پر جانور قربان کرتا ہے، اس کی قبر پر غلاف چڑھاتا ہے اور اس کی ناراضی سے ڈرتا ہے۔ اس کا اعتقاد ہوتا ہے کہ اگر میں نے گیارہویں نہ دی (یعنی اس بزرگ کے نام کی نیاز نہ دی) تو وہ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے، میرے کاروبار کو نقصان پہنچائیں گے۔ حالاں کہ عالم الغیب، نافع وضار، حاضرو ناظر اور متصرف فی الامور، صرف اللہ کی ذات ہے اور یہ تمام صفات اللہ کے لیے خاص ہیں۔ جن میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ لیکن 'یا علی مدد'، 'یا شیخ عبد القادر شیاءً للّٰہ' وغیرہ پکارنے والا یہ تمام صفاتِ خداوندی اس بزرگ میں تسلیم کرتا ہے اور اس بزرگ کو ان الوہی صفات میں شریک مانتا ہے۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور،ص ۸۴۵ تا ۸۴۷)

مافوق الاسباب طریقے سے کسی کو پکارنا دراصل عبادت ہے

''اس عقیدے کے ساتھ کسی بھی مردہ شخص کو پکارنا یہی اس کی عبادت و پرستش ہے۔ اسی کو قرآن نے ''یدعون'' کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جس کے معنی ''عبادت و پوجا'' کے ہیں۔ یہ کہنا آسان ہے کہ ہم تو بزرگوں کو صرف پکارتے ہیں ان کی عبادت و پرستش نہیں کرتے حالاں کہ اس طرح مافوق الاسباب طریقے سے کسی کو پکارنا، یہی اس کی عبادت ہے۔ اسی لیے دعا (پکارنا) بھی بلااختلاف عبادت ہی سمجھی جاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: 'الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَة' (مشکوٰۃ)۔ ''پکارنا (دعا کرنا) یہی عبادت ہے''۔ بلکہ دوسری روایت میں فرمایا: 'الدُّعاءُ مُخُ العِبَادَة' (مشکوٰۃ)۔ ''دعا (پکارنا) عبادت کا مغز ہے''۔ اور قرآنِ کریم نے بھی دعا کو عبادت ہی کہا ہے، فرمایا: 'وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ' (المومن۔ ۶۰)۔ ''اور تمھارے رب نے فرمایا۔ مجھے پکارو میں تمھاری پکار کو قبول کروں گا، بلاشبہ جو لوگ میری عبادت (یعنی مجھے پکارنے اور مجھ سے دعائیں کرنے) سے انکار کرتے ہیں، عنقریب وہ جہنم میں ذلیل و خوار ہو کر داخل ہوں گے''۔ یہاں 'یستکبرون عن دعوتی' کی جگہ اللہ تعالیٰ نے 'عن عبادتی' کے الفاظ استعمال فرمائے اور قرآن مجید کا یہ سیاق صاف بتلا رہا ہے کہ مافوق الاسباب طریقے سے کسی کو پکارنا اور حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر اس سے دعا کرنا اس کی عبادت ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس لیے مردہ بزرگوں کو مدد کے لیے پکارنا اور ان سے استغاثہ کرنا ان کی عبادت و پرستش ہی ہے۔ قیامت کے دن یہ بزرگ اپنی اس عبادت و پرستش کا بالکل انکار کر دیں گے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے کہ مولائے کریم ہم تو ان کی عبادت و پوجا سے (جو یہ دعا اور استغاثہ کی صورت میں ہماری کرتے تھے) بالکل بے خبر تھے۔ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِيْنَ (یونس۔۲۹)۔ یہاں بھی فوت شدہ بزرگوں سے دعا کو ان کی عبادت ہی کہا گیا ہے جس سے وہ روزِ قیامت انکار کریں گے اور کہیں گے کہ ہمیں تو ان کی عبادت (دعا و پکار) کا کوئی علم ہی نہیں۔ بہر حال کسی شخص کو مافوق الاسباب طریق سے اسے حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر پکارنا، اس سے استمداد کرنا اور اس سے دعائیں کرنا، یہ اس کی عبادت ہی ہے۔ اسے اگر مگر اور چونکہ چنانچہ سے جائز قرار دینا مغالطہ انگیزی ہے۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۸۴۵ تا ۸۴۷)

صحابہؓ و تابعینؒ نے کسی بھی فوت شدہ کو کبھی نہیں پکارا

''یہ دعویٰ کرنا کہ صحابۂ کرامؓ سے لے کر اب تک مسلمانوں کا اس پر اجماع و اتفاق رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو موثر حقیقی و فاعل حقیقی اعتقاد کرتے ہوئے فوت شدہ بزرگانِ دین کو بطورِ وسیلہ پکارنا، ان سے استغاثہ کرنا اور ان کو امداد کے لیے پکارنا جائز ہے۔ صحابہ کرامؓ اور امتِ مسلمہ پر بہت بڑا افترا اور بہتانِ عظیم ہے۔ سُبحانكَ هذا بُهْتَانٌ عَظِيم۔ امر واقعہ یہ ہے کہ صحابہ کرام اور ائمۂ عظام اور فقہائے احناف ان میں سے کسی نے بھی کسی مردہ کو امداد کے لیے نہیں پکارا۔ کبھی ان سے استغاثہ نہیں کیا کیونکہ ان کا عقیدہ یہ ہی تھا کہ مرنے کے بعد کوئی مردہ کسی کی فریاد نہیں سن سکتا۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۸۴۵ تا ۸۴۷)

فوت شدہ بزرگوں سے استغاثہ کرنا اور ان کا وسیلہ پکڑنا جائز نہیں، اس کے دلائل

''صحیح بخاری میں روایت موجود ہے: ''حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دور میں جب بھی قحط سالی ہوتی تو حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ سے بارش کی دعا کرواتے اور فرماتے اے اللہ! پہلے ہم تیرے نبیؐ سے بارش کے لیے دعا کرواتے (جب وہ زندہ ہم میں موجود تھے) تو تو ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب فرماتا۔ اب (جبکہ نبیؐ ہم میں موجود نہیں ہیں) تیرے نبیؐ کے چچا کو ہم تیری بارگاہ میں بطورِ وسیلہ (یعنی دعا کے لیے) پیش کر کے دعا کر رہے ہیں۔ یا اللہ! اس دعا کو قبول فرما۔ ہم پر بارش کا نزول فرما۔ (راوی کہتا ہے کہ) اس پر بارش ہو جاتی''۔ اور فتح الباری میں حضرت عباسؓ کی دعا کے یہ الفاظ منقول ہیں: (ترجمہ) ''یا اللہ بلاؤں کا نزول گناہوں کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ توبہ کے ذریعے سے وہ دور ہو جاتی ہیں۔ یا اللہ! تیرے نبیؐ کے ساتھ مجھ کو قریبی تعلق اور نسبت کی وجہ سے جو عزت و مقام حاصل ہے اس کے پیشِ نظر انھوں نے مجھے تیری بارگاہ میں ذریعہ بنایا ہے۔ (یعنی دعا کے لیے لائے ہیں) یا اللہ! یہ گناہ آلود ہاتھ تیری طرف پھیلے ہوئے ہیں اور ہماری پیشانیاں توبہ کے لیے تیری طرف جھکی ہوئی ہیں، یا اللہ! ہم پر بارش نازل فرما''۔ روایت کے الفاظ ہیں: ''اس دعا کے بعد آسمان نے پہاڑوں جیسے دہانے کھول دیے، زمین خوب شاداب ہوگئی اور لوگوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی''۔ اس واقعے سے صحابہ کرام کا طرزِ عمل واضح ہو جاتا ہے کہ انھوں نے کسی مردہ شخص سے دعا نہیں کرائی۔ حتیٰ کہ رسول اللہ سے استغاثہ بھی نہیں کیا۔ انھیں مدد کے لیے نہیں پکارا اور ان کا واسطہ دے کر دعا نہیں مانگی۔ بلکہ رسول اللہ کے بجائے آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ سے درخواست کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ استسقاء کی دعا اور نماز مجمع عام میں ہوتی ہے تو گویا صحابۂ کرام کا عام فعل یہ ہی قرار پایا۔ جب رسول اللہ کی وفات کے بعد آپ تک سے دعا کرانی جائز نہیں تو آپؐ سے زیادہ صاحبِ فضیلت کون ہے کہ جس سے اب دعا کرائی جائے؟

صحابۂ کرام ہی کے دور کا ایک اور واقعہ ہے جسے ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں دسویں صدی عیسوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شافعی فقیہ ابنِ حجر مکی کے حوالے سے نقل کیا ہے یعنی ابنِ حجر مکی کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت یزید بن اسودؓ کو ساتھ لے کر بارش کے لیے دعا کرائی اور فرمایا: ''اے اللہ! ہم میں جو بہتر اور افضل ہے اس کے ذریعے سے ہم تیری بارگاہ میں بارش کی دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم یزید بن اسودؓ کو ساتھ لائے ہیں اور استسقا کر رہے ہیں''۔ (پھر معاویہؓ نے کہا) اے یزید! بارگاہِ الٰہی میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھایئے انھوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے پس مغرب کی طرف سے ڈھال کی طرح ایک گھٹا اٹھی اور ہوا چلی اور ان کے لیے بارش کا اس طرح نزول ہوا کہ قریب تھا کہ لوگ اپنے گھروں کو نہ پہنچ سکیں''۔ اس واقعے سے بھی معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام کا عمل زندہ سے دعا کرانے کا تو تھا، لیکن فوت شدہ سے دعا کرانے کا ان کے ہاں کوئی تصور نہ تھا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت عباسؓ سے بارش کے لیے دعا کرانے کی حدیث ذکر کر کے فرماتے ہیں۔ یعنی اس واقعے سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام گزرے ہوئے (فوت شدگان) اور غائب لوگوں کا وسیلہ پکڑنا جائز نہیں سمجھتے تھے ورنہ حضرت عباس حضورؐ سے بہتر نہ تھے۔ (اگر وفات شدہ سے دعا کرانا جائز ہوتا تو) انھوں نے کیوں نہ کہا کہ یا اللہ! پہلے ہم تیرے نبیؐ کے ساتھ وسیلہ پکڑتے تھے، اب ہم تیرے نبی کی روح کے ساتھ وسیلہ پکڑتے ہیں۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۸۴۵ تا ۸۴۷)

امام ابوحنیفہ کا ایک واقعہ

''یہ تو واقعات ہوئے عہدِ صحابہ و تابعین کے، اب خاص امام ابوحنیفہ کا واقعہ ملاحظہ ہو جس کو شاہ محمد دہلوی کے ایک شاگردِ رشید مولانا محمد بشیر الدین قنوجی متوفی 1296 ہجری نے فقہ کی ایک کتاب ''غرائب فی تحقیق المذاہب'' کے حوالے سے لکھا ہے۔ امام ابوحنیفہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کچھ لوگوں کی قبروں کے پاس آ کر ان سے کہہ رہا تھا: ''اے قبر والو، کیا تمھیں کچھ خبر بھی ہے اور کیا تمھارے پاس کچھ اثر بھی ہے؟ میں تمھارے پاس کئی مہینوں سے آ رہا ہوں اور تمھیں پکار رہا ہوں۔ تم سے میرا سوال بجز دعا کرانے کے اور کچھ نہیں۔ تم میرے حال کو جانتے ہو یا میرے حال سے بے خبر ہو؟'' امام ابوحنیفہؒ نے اس کی آواز سن کر اس سے پوچھا: ''کیا (ان قبر والوں نے) تیری بات کا جواب دیا؟'' وہ کہنے لگا: ''نہیں'' تو آپ نے فرمایا: ''تجھ پر پھٹکار ہو، تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں، تو ایسے جسموں سے بات کرتا ہے جو نہ جواب دینے کی طاقت رکھتے ہیں نہ کسی چیز کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کی آواز (فریاد) سن سکتے ہیں''۔ پھر امام صاحب نے یہ آیت پڑھی: 'وما انت بمسمع من فی القبور' ''اے پیغمبر، تو ان کو نہیں سنا سکتا جو قبروں میں ہیں۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۸۴۵ تا ۸۴۷)

علامہ آلوسی بغدادیؒ کی وضاحت

''علامہ آلوسی حنفی بغدادی اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں: ''کسی شخص سے درخواست کرنا اور اس کو اس معانی میں وسیلہ بنانا کہ وہ اس کے حق میں دعا کرے اس کے جواز میں کوئی شک نہیں بشرطیکہ جس سے درخواست کی جائے وہ زندہ ہو... لیکن اگر وہ شخص جس سے درخواست کی جائے مردہ ہو یا غائب، تو ایسے استغاثے کے ناجائز ہونے میں کسی عالم کو شک نہیں اور مردوں سے استغاثہ ان بدعات میں سے ہے جن کو سلف میں سے کسی نے نہیں کیا۔'' (روح المعانی ج ۲، ص ۲۹۷) اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ اور تابعین، ائمہ کرام اور تمام اسلاف صالحین زندہ نیک لوگوں سے تو دعا کرانے کے قائل تھے، لیکن کسی مردہ کو انھوں نے مدد کے لیے نہیں پکارا۔ ان سے استغاثہ نہیں کیا۔ حتی کہ رسول اللہ تک سے استغاثہ نہیں کیا۔ اب آپؐ کے بعد اور کون سی ہستی ایسی ہے جو آپؐ سے زیادہ فضیلت رکھتی ہو کہ اسے مدد کے لیے پکارا جائے اور اس سے استعانت کی جائے؟'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۸۴۵ تا ۸۴۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورة البقرة

نام اور تعداد آیات

''اس سورہ کا نام بقرہ ہے اور اسی نام سے حدیث اور آثار صحابہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ تعداد آیات دو سو چھیاسی، کلمات چھ ہزار دو سو اکیس اور حروف پچیس ہزار پانسو ہیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۰۳)

''اس کے چالیس رکوع، دو سو چھیاسی آیات، چھ ہزار اکتیس الفاظ اور بیس ہزار حروف ہیں۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱، ص ۲۷)

وجہ تسمیہ

''اس سورہ کا نام بقرہ اس لیے ہے کہ اس میں ایک جگہ گائے کا ذکر آیا ہے۔ قرآن مجید کی ہر سورۃ میں اس قدر وسیع مضامین بیان ہوئے ہیں کہ ان کے لیے مضمون کے لحاظ سے جامع عنوانات تجویز نہیں کیے جا سکتے۔ نبیؐ نے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے قرآن کی بیشتر سورتوں کے لیے عنوانات کے بجائے نام تجویز فرمائے جو محض علامت کا کام دیتے ہیں۔ اس سورہ کو بقرہ کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس میں گائے کے مسئلے پر بحث کی گئی ہے، بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ سورہ جس میں گائے کا ذکر ہے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۴۶)

زمانۂ نزول

''اس سورہ کا بیشتر حصہ ہجرت مدینہ کے بعد مدنی زندگی کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوا ہے۔ اور کمتر حصہ ایسا ہے جو بعد میں نازل ہوا اور مناسبت مضمون کے لحاظ سے اس میں شامل کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ سود کی ممانعت کے سلسلہ میں جو آیات نازل ہوئی ہیں، وہ بھی اس میں شامل ہیں حالانکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بالکل آخری زمانہ میں اتری تھیں۔ سورہ کا خاتمہ جن آیات پر ہوا ہے وہ ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہو چکی تھیں، مگر مضمون کی مناسبت سے ان کو بھی اس سورۃ میں ضم کر دیا گیا ہے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۴۶)

''یہ سورہ مدنی ہے۔ اگرچہ اس کی بعض آیات مکہ مکرمہ میں حج کے وقت نازل ہوئی ہیں۔ اس کی ایک آیت 'واتقوا یوما ترجعون فیه الی اللّٰه' تو قرآن کی بالکل آخری آیت ہے جو ۱۰ ہجری کو منیٰ کے مقام پر نازل ہوئی جبکہ آنحضرتؐ حجۃ الوداع کے فرائض ادا کرنے میں مشغول تھے۔ اور اس کے اسی نوے دن کے بعد حضورؐ کا انتقال ہو گیا اور وحی الٰہی کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۰۳)

فضائل سورۂ بقرہ

''یہ قرآن کی سب سے بڑی سورہ ہے، بہت سے احکام پر مشتمل ہے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ سورۂ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت اور بدنصیبی ہے، اور اہل باطل اس پر قابو نہیں پا سکتے۔ قرطبی نے حضرت معاویہؓ سے نقل کیا ہے کہ اس جگہ اہل باطل سے مراد جادوگر ہیں، مراد یہ ہے کہ اس سورۃ کے پڑھنے والے پر کسی کا جادو نہیں چلے گا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ نیز فرمایا کہ اس کی ہر آیت کے نزول کے وقت اسی فرشتے اس کے جلو میں نازل ہوئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ اس سورہ کی ایک آیت ایسی ہے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام آیاتِ قرآن میں اشرف وافضل ہے۔اور وہ آیت الکرسی ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ سورۂ بقرہ کی دس آیتیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کو رات میں پڑھ لے تو اس رات کو جن،شیطان گھر میں داخل نہ ہوگا۔اور اس کو اور اس کے اہل وعیال کو اس رات میں کوئی آفت، بیماری، رنج وغم وغیرہ ناگوار چیز پیش نہ آئے گی،اور اگر یہ آیتیں کسی مجنون پر پڑھی جائیں تو اس کو افاقہ ہوجائے گا۔وہ دس آیتیں یہ ہیں۔چار آیتیں شروع بقرہ کی پھر تین آیتیں درمیانی یعنی آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں،پھر آخر سورۂ بقرۃ کی تین آیتیں۔''(معارف القرآن،ادارۃ المعارف،کراچی،ج ا،ص ۱۰۳،۱۰۴)

سورہ کا مرکزی مضمون،دعوت ایمان

''اس سورہ کا مرکزی مضمون دعوتِ ایمان ہے۔سورۂ فاتحہ میں ایمان باللہ کا ذکر ہے اوراس سورہ میں ایمان بالرسالت کا۔''(تدبر قرآن،تاج کمپنی،نئی دہلی،ج ا،ص ۷۵)

سورہ کا مرکزی مضمون،اہل کتاب پر اتمام حجت

''اس سورہ کا موضوع اہل کتاب پر اتمام حجت،ان کی جگہ ایک نئی امت کی تاسیس اوراس کے فرائض کا بیان ہے۔''(البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق،لاہور اکتوبر،۱۹۹۸ء،ص ۶)

سورہ میں خطاب

''اس سورہ میں اصل خطاب تو یہود سے ہے۔لیکن ضمناً اس میں جگہ جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو،مسلمانوں کو،اور بنی اسمٰعیل کو بھی مخاطب کیا گیا ہے۔یہود کو مخاطب کر کے ان کے تمام مزعومات وتوہمات کی تردید کی گئی ہے جن کے سبب سے وہ اپنے آپ کو پیدائشی حق دار امامت وسیادت سمجھے بیٹھے تھے اور کسی ایسے نبی پر ایمان لانا اپنی توہین سمجھتے تھے جو ان کے خاندان سے باہر امی عربوں میں پیدا ہوا ہے۔نبی کو خطاب کر کے آپ کو صبر واستقامت کی نصیحت کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ مخالفین کی تمام حاسدانہ سرگرمیوں کے علی الرغم اللہ تعالیٰ آپ کے دین کو غالب کرے گا۔مسلمانوں کو خطاب کر کے یہ بات کہی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق پر اپنے دین کی حجت تمام کرنے کے لیے ان کو ایک مستقل امت کی حیثیت سے مامور کیا ہے اور اپنی آخری شریعت کا ان کو امین بنایا ہے،انھیں چاہیے کہ اس امانت کی قدر کریں۔بنی اسماعیل کو مخاطب کر کے ان کے سامنے اصل دینِ ابراہیمی تمام بدعتوں اور خرابیوں سے پاک کر کے پیش کیا گیا ہے۔اور انھیں بتایا ہے کہ آخری نبی تمھارے اندر مبعوث کر کے اللہ نے بہت بڑا احسان کیا ہے،تم اس احسان کی قدر کرو۔''(تدبر قرآن،تاج کمپنی،نئی دہلی،ج ا،ص ۷۶)

الٓمّٓ(1) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ(2)

تراجم

۱۔الم(۱)اس کتاب میں کچھ شک نہیں۔راہ بتاتی ہے ڈر والوں کو(۲)۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔الم(۱)یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔راہ بتلانے والی ہے خدا سے ڈرنے والوں کو(۲)۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔الم(۱)وہ بلند رتبہ کتاب(قرآن)کوئی شک کی جگہ نہیں۔اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو(۲)۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔الم(۱)اس کتاب(کے اللہ کی کتاب ہونے)میں کوئی شک نہیں،پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے(۲)۔(مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمدؒ جوناگڑھی)
۵۔الف،لام،میم(۱)یہ اللہ کی کتاب ہے،اس میں کوئی شک نہیں،ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے(۲)۔(مولانا مودودیؒ)
۶۔یہ الف، لام، میم ہے(۱) یہ کتاب الٰہی ہے، اس کے کتاب الٰہی ہونے میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لیے(۲)۔(مولانا امین احسن اصلاحیؒ)
۷۔یہ سورۂ الٓمّٓ ہے(۱)یہ اللہ، پروردگارِ عالم کی کتاب ہے،اس بات میں کوئی شبہ نہیں،(اے پیغمبر)ہدایت ہے(تمھارے مخاطب ان اہل کتاب میں سے)خدا سے ڈرنے والوں کے لیے(۲)۔(محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

حروف مقطعات

حروفِ مقطعات کے مطلب کے ضمن میں کوئی مستند روایت موجود نہیں

''الم،انھیں حروفِ مقطعات کہا جاتا ہے یعنی علیحدہ علیحدہ پڑھے جانے والے حروف۔ان کے معانی کے بارے میں کوئی مستند روایت نہیں ہے۔واللہ اعلم بمرادہ۔''(احسن البیان،مکتبہ دارالسلام،لاہور،ص ۳)

حروف مقطعات عربی ادب کا ایک اسلوب ہیں

''جس زمانے میں قرآن نازل ہوا ہے اس دور کے اسالیب بیان میں اس طرح کے حروف مقطعات کا استعمال عام طور پر معروف تھا۔کلام جاہلیت میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کے خلاف نبیؐ کے ہم عصر مخالفین میں سے کسی نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ یہ بے معنی حروف کیسے ہیں جو تم بعض سورتوں کی ابتدا میں بولتے ہو۔صحابہ کرامؓ سے بھی ایسی کوئی روایت منقول نہیں کہ انھوں نے نبیؐ سے ان کے معنی پوچھے ہوں۔ بعد میں یہ اسلوب عربی زبان میں متروک ہوتا چلا گیا۔اس بنا پر مفسرین کے لیے ان کے معنی متعین کرنا مشکل ہو گیا۔ان حروف کا مفہوم سمجھنے پر قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کا انحصار ہے اور نہ یہ بات کہ اگر کوئی شخص ان کے معنی نہ جانے گا تو اس کے راہ راست پانے میں کوئی نقص رہ جائے گا۔لہٰذا ایک عام ناظر کے لیے کچھ ضروری نہیں کہ وہ ان کی تحقیق میں سرگرداں ہو۔''(تفہیم القرآن،مکتبہ تعمیر انسانیت،لاہور،ج ا،ص ۴۹)

حروف مقطعات ایک راز ہیں

''بعض مفسرین کے نزدیک یہ حروف سورتوں کے نام ہیں۔لیکن جمہور صحابہ،تابعین اور علمائے امت کے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ حروف رموز و اسرار ہیں جن کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔اور ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم بطور راز کے دیا گیا ہو جس کی تبلیغ امت کے لیے روک دی گئی ہو۔''(معارف القرآن،ادارۃ المعارف،کراچی،ج ا،ص ۱۰۷)

حروف مقطعات اللہ اور رسول کے درمیان ایک راز ہیں

''یہ وہ راز ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان ہیں۔ان کا صحیح مفہوم نبیؐ جانتے ہیں اور اولیائے کاملین۔ان کو یہ علم بارگاہ رسالت سے عطا ہوتا ہے۔بعض اوقات یہ حروف خود اپنے اسرار کو اولیا کرام سے بیان کر دیتے ہیں۔''(ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز،لاہور،ج ا،ص ۲۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ان حروف کو مقطعات کہتے ہیں۔ان کے اصلی معنی تک اوروں کی رسائی نہیں، بلکہ یہ بھید ہے اللہ اور رسول کے درمیان جو بوجہ مصلحت وحکمت ظاہر نہیں فرمایا۔اور بعض اکابر سے جو ان کے معنی منقول ہیں اس سے صرف تمثیل وتنبیہ وتسہیل مقصود ہے۔ یہ نہیں کہ مرادِ حق تعالیٰ یہ ہے۔'' (تفسیر عثمانی، پاک کمپنی، لاہور، ص ۳)

حروف مقطعات سورتوں کے نام ہیں

''الم، یہ ایک مستقل جملہ ہے اور عربی زبان کے قواعد کے مطابق یہاں مبتدا محذوف ہے، اس کو ظاہر کر دیا جائے تو پوری بات یوں ہوگی: 'ھذہ الم' (یہ الف لام میم ہے) یہ جس سورہ میں بھی آئے ہیں بالکل شروع میں آئے ہیں جس طرح کتابوں، فصلوں اور ابواب کے شروع میں ان کے نام آیا کرتے ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان سورتوں کے نام ہیں۔جو سورتیں ان ناموں سے موسوم ہیں اگرچہ ان میں سے سب اپنے انھی ناموں سے مشہور نہیں ہوئیں، بلکہ بعض دوسرے ناموں سے مشہور ہوئیں، لیکن ان میں سے کچھ اپنے انھی ناموں سے مشہور بھی ہیں۔ مثلاً طہ، یس، ق اور ن وغیرہ۔اگر نام رکھنے کا یہ طریقہ کوئی ایسا طریقہ ہوتا جس سے اہل عرب بالکل ہی نامانوس ہوتے تو وہ اس پر ضرور ناک بھوں چڑھاتے اور ان حروف کی آڑ لے کر کہتے کہ جس کتاب کی سورتوں کے نام تک کسی کی سمجھ میں نہیں آ سکتے، اس کے کتاب مبین ہونے کے دعوے کو کون تسلیم کرسکتا ہے۔قرآن پر اہل عرب نے بہت سے اعتراضات کیے اور ان کے یہ سارے اعتراض قرآن نے نقل بھی کیے ہیں، لیکن ان کے اس طرح کے کسی اعتراض کا کوئی ذکر نہیں کیا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان ناموں میں ان کے لیے کوئی اجنبیت نہیں تھی۔ جب ایک شے کے متعلق یہ معلوم ہوگیا کہ یہ نام ہے تو پھر اس کے معنی کا سوال سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ نام سے اصل مقصود مسمی کا اس نام کے ساتھ خاص ہو جانا ہے نہ کہ اس کے معنی۔کم از کم فہم قرآن کے نقطۂ نظر سے تو ان ناموں کے معانی کی تحقیق کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۸۲۔۸۳)

حروف مقطعات کے متعلق مولانا فراہی کا نقطۂ نظر

''حروف مقطعات سورتوں کے نام ہیں۔ان کے معنی کیا ہیں؟ اس بات میں سب سے قرین قیاس نظریہ برصغیر کے ایک جلیل القدر عالم اور محقق امام حمید الدین فراہی کا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ عربی زبان کے حروف تہجی چونکہ اصلاً عرب قدیم میں رائج وہی حروف ہیں جو صرف آواز ہی نہیں بتاتے تھے۔بلکہ چینی زبان کے حروف کی طرح معانی اور اشیا پر بھی دلیل ہوتے تھے۔اور جن معانی یا اشیا پر دلیل ہوتے تھے، انھی کی صورت پر لکھے بھی جاتے تھے۔اس لیے قرآن کی سورتوں کے شروع میں بھی یہ اپنے قدیم معنی کے لحاظ سے آئے ہیں۔اس کی نہایت واضح مثال سورۂ نون ہے۔حرفِ نون کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ یہ اب بھی اپنے قدیم معنی ہی میں بولا جاتا ہے اس کے معنی مچھلی کے ہیں اور جس سورہ کو یہ نام دیا گیا ہے اس کے بارے میں معلوم ہے کہ اس میں سیدنا یونس علیہ السلام کا ذکر صاحب الحوت یعنی مچھلی والے کے نام سے ہوا ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق لاہور، اکتوبر، ۱۹۹۸، ص ۷)

حروف مقطعات نبی کریمؐ کے نام ہیں

''حروف مقطعات اصل میں نبی اکرمؐ کے نام ہیں۔یہ بھی ایک رائے ہے۔ ہماری منتخب کردہ تفاسیر میں اس کا ذکر نہ ہونے کی وجہ سے اسے ہم نور القرآن میں شامل نہیں کر رہے۔تاہم اس پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔(تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں، سوئے حرم، شمارہ مارچ ۲۰۰۵)۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلک

'ذلک' کا اشارہ قرآن کی شان اور رتبہ بیان کرنے کے لیے آیا ہے

''ذلك عام طور پر اس مشار الیہ (جس کی طرف اشارہ کیا جائے) کے لیے استعمال ہوتا ہے جو دور ہو، لیکن ایسے مشار الیہ کے لیے بھی یہ استعمال ہوتا ہے جو حساً تو نزدیک ہو، لیکن اپنی شان اور رتبہ کے اعتبار سے بہت بلند اور دسترس سے دور ہو، اس لیے ترجمہ ہوگا، یہ ذی شان کتاب۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور ج ا، ص ۲۹)

'ذلک' اس صراط مستقیم کی طرف اشارہ کے لیے آیا ہے جس کی درخواست سورۂ فاتحہ میں کی گئی تھی

''موقع بظاہر اشارہ بعید کا نہیں تھا، کیونکہ اسی قرآن کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جو لوگوں کے سامنے ہے مگر اشارہ بعید سے اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ سورۂ فاتحہ میں جس صراط مستقیم کی درخواست کی گئی تھی یہ سارا قرآن اس درخواست کا جواب بصورت قبولیت اور صراط مستقیم کی تشریح وتفصیل ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج ا، ص ۱۰۷)

'ذلک' کا اشارہ سورہ کے نام کی طرف ہے

''اہل نحو کہتے ہیں کہ 'ذلك' اشارہ بعید کے لیے آتا ہے اور ھذا اشارہ قریب کے لیے۔ اس سے عام لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اگر کسی فاصلہ کی چیز کی طرف اشارہ کرنا ہو تو 'ذلك' لائیں گے اور اگر قریب کی کسی چیز کی طرف اشارہ کرنا ہو تو 'ھـذا' استعمال کریں گے۔ لیکن اہل نحو کا مطلب قریب اور بعید سے یہ نہیں ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز مخاطب کے علم میں ہے یا جس کا ذکر گفتگو میں ہو چکا ہے اگر اس کی طرف اشارہ کرنا ہو تو وہاں 'ذلك' استعمال کریں گے اور اگر کسی ایسی چیز کی طرف اشارہ کرنا ہو جس کا ذکر آگے آ رہا ہو تو وہاں 'ھـذا' لائیں گے۔ اہل زبان ان دونوں اشاروں کو اسی طرح استعمال کرتے ہیں۔ اور اگر کبھی ان کو اس عام ضابطہ کے خلاف استعمال کرتے ہیں تو بلاغت کے کسی نکتہ کو ملحوظ رکھ کر کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی سابق الذکر چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے 'ھـــذا' استعمال کر دیں تو مقصود اس شے کو نگاہوں کے سامنے حاضر کر دینا ہوگا۔ اسی طرح اگر کہیں 'ھذا' کی جگہ 'ذلك' استعمال ہوتا ہے تو اس سے عموماً مقصود اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی شان اس سے ارفع ہے کہ اس کو سامنے لا کھڑا کیا جائے۔ یہاں 'ذلك' کا اشارہ سورہ کے اس نام کی طرف ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور بتانا یہ مقصود ہے کہ یہ 'الــم' قرآن عظیم کا ایک حصہ ہے۔ قرآن میں اس قسم کے اشارات کی نظیریں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً 'حـــم عسق كـذلك يـوحى اليك والى الذين من قبلك الله العزيز الحكيم' (شوریٰ، ا۔۳)۔ (یہ حم عسق ہے اسی طرح خدائے عزیز وحکیم تمھاری طرف وحی کرتا ہے۔ اور اسی طرح اس نے ان لوگوں کی طرف وحی کی جو تم سے پہلے گزرے)۔ 'طـــس تـلـك ايـات الـقـرآن و كـتـاب مبين' (النمل)۔ (یہ طس ہے یہ قرآن اور ایک کتاب مبین کی آیتیں ہیں)۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۸۵)

الکتاب

''قرآن مجید میں کتاب کا لفظ پانچ مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ نوشتہ تقدیر، اللہ تعالیٰ کا وہ رجسٹر جس میں ہر چیز کا ریکارڈ ہے، خط اور پیغام، احکام وقوانین اور اللہ کے اتارے ہوئے کلام کے لیے۔ جس طرح کوئی لفظ اپنے مختلف معانی میں سے کسی ایک اعلیٰ اور برتر معنی کے لیے خاص ہو جایا کرتا ہے، اسی طرح یہ کتاب کا لفظ بھی خاص طور پر کتاب الٰہی کے لیے بولا جانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا۔ یہ استعمال قدیم زمانے ہی سے معروف ہے۔ یہود انبیا کے صحیفوں کو سِفر کہتے تھے جس کے معنی کتاب کے ہیں۔ عیسائی مترجموں نے ان صحیفوں کو بائبل کا نام دیا جس کے معنی یونانی زبان میں کتاب کے ہیں۔ اسی طرح ان صحیفوں کے لیے scriptures کا لفظ استعمال ہوا جس کے معنی لاطینی میں کتاب کے ہیں۔ قرآن نے بھی اسی معنی میں یہاں اسے استعمال کیا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۸۶)

'الکتاب' کا مصداق صرف قرآن ہے

"قرآن مجید اپنا پہلا تعارف اسی حیثیت سے کراتا ہے کہ وہ ضبط تحریر میں آیا ہوا ایک کتابی شکل میں مرتب صحیفۂ آسمانی ہے۔ محض زبانی یادداشتوں یا روایتوں کا مجموعہ نہیں ہے۔ وہ دوسرے مذاہب کی کتب الہامی کی طرح نہیں کہ صاحب مذہب کے دماغ میں ان کے صرف معانی ومطالب ہوں اور کوئی راوی ان سے کوئی ٹکڑا نقل کرے اور کوئی کچھ، اور یہاں تک کہ صدیوں بعد جب نوبت جمع وکتابت کی آئے تو صحت لفظی اور استنادِ حرفی تو دور کی بات ہے نفس مفہوم ومعنی تک مسخ ہو کر رہ جائے اور نام تو ایک کتاب کا ہو، لیکن اس کی ترتیب وتالیف میں خدا معلوم کتنے انسانی دماغ اور بشری قلم شریک ہو جائیں۔ 'الکتاب' کا مصداق تو صرف قرآن ہی ہے جو لفظ بہ لفظ، حرف بہ حرف نازل شدہ ہے۔ زمخشری نے کیا خوب بات کہی ہے کہ کتاب تو بس یہی ایک کتاب کامل ہے اور اس کے سامنے کتابیں جتنی بھی لائی جائیں گی وہ سب ناقص ہی ہوں گی۔" (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ج۱، ص۴۷)

لا ریب فیہ

اس کلام میں شک اصل میں سمجھنے والے کی فہم کا قصور ہوگا

"ریب کے معنی شک وشبہ کے ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ کسی کلام میں شک وشبہ کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ خود کلام میں غلطی ہو، دوسرے یہ کہ سمجھنے والے کی فہم میں غلطی ہو۔ اس صورت میں کلام محل شک وشبہ نہیں ہوتا۔ قرآن کے حوالے سے یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی کو شک ہوگا تو کلام محل شک وشبہ نہیں ہوگا، بلکہ سمجھنے والے کی فہم کا قصور ہوگا۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱، ص۱۰۸)

یہ کتاب علم حقیقت پر مبنی ہے اس لیے اس میں شک کے لیے کوئی جگہ نہیں

"دنیا میں جتنی کتابیں امور مابعد الطبیعیات اور حقائق ماوراء ادراک سے بحث کرتی ہیں وہ سب قیاس وگمان پر مبنی ہوتی ہیں، اس لیے خود ان کے مصنف بھی اپنے بیانات کے بارے میں شک سے پاک نہیں ہو سکتے خواہ وہ کتنے ہی یقین کا اظہار کریں۔ لیکن یہ ایسی کتاب ہے جو سراسر علم حقیقت پر مبنی ہے، اس کا مصنف وہ ہے جو تمام حقیقتوں کا علم رکھتا ہے اس لیے فی الواقع اس میں شک کے لیے کوئی جگہ نہیں، یہ دوسری بات ہے کہ انسان اپنی نادانی کی بنا پر اس کے بیانات میں شک کریں۔" (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج۱، ص۴۹)

قرآن کے واضح دلائل، روشن تعلیمات اور پیشن گوئیوں کی بنا پر اس میں شک نہیں کیا جاسکتا

"یہ نہیں فرمایا کہ 'لا یرتاب فیہ' کہ اس میں شک نہیں کیا جاتا کیونکہ اس میں شک وشبہ کی گرد اڑانے والوں کی نہ تب کمی تھی نہ اب ہے، بلکہ فرمایا کہ 'لا ریب فیہ' یعنی اس کے واضح دلائل، اس کی روشن تعلیمات، اس کے بیان کردہ تاریخی واقعات اور اس کی پیشن گوئیاں حق وصداقت کے وہ بلند مینار ہیں جہاں شک وشبہ کا غبار نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کوئی شبہ کرتا ہے تو یہ اس کی اپنی کج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہمی اور کور ذوقی ہے۔ اگر یرقان کے بیمار کو ہر چیز زرد دکھائی دے تو یہ اس کی آنکھوں کا قصور ہے، ہر چیز تو زرد نہیں۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج۱، ص۲۹)

اس کے منزل من اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں

''اس کے منزل من اللہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں جیسا کہ دوسرے مقام پر ہے 'تنزیل الکتاب لا ریب فیہ من رب العالمین'۔'' (احسن البیان، مکتبہ دار السلام، لاہور ص۳)

اس کتاب کے کتاب الٰہی ہونے میں کوئی شک نہیں

''عام طور پر لوگ 'لاریب فیہ' کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اس کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس میں کوئی شک کیا جا سکے۔ اگر چہ بجائے خود یہ ایک حقیقت ہے قرآن میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجایش ہو، لیکن ہمارے نزدیک اس جملہ کا یہ مطلب نہیں۔ اس کے کئی وجوہ ہیں۔ اولاً قرآن کے نظائر اس مطلب کے خلاف ہیں۔ مثلاً 'وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ' (بقرہ ۲۳)۔ (اور اگر تم اس کی طرف سے شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر اتاری ہے تو لاؤ اس کے مانند کوئی ایک سورہ)۔ 'الم تنزیل الکتاب لا ریب فیہ من رب العالمین' (حم السجدہ ۱۔۲)۔ (کتاب کی تنزیل جس کے کتاب الٰہی ہونے میں کوئی شک نہیں عالم کے خداوند کی طرف سے ہے)۔ 'حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم' (مومن ۱۔۲)۔ (کتاب کا اتارنا خدائے عزیز وعلیم کی طرف سے ہے)۔ ثانیاً شک وشبہ کتاب کی صفات میں سے نہیں ہے، بلکہ آدمی کے ذہن کی صفات میں سے ہے۔ ایک ٹیڑھے ذہن کا آدمی سیدھی سے سیدھی بات میں سے بھی کوئی نہ کوئی ٹیڑھ نکال ہی لیتا ہے اس وجہ سے اس بات کے کہنے کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہے۔ ثالثاً شک وشبہ کا سوال درحقیقت پیدا کسی دعوے سے متعلق ہوتا ہے یہاں دعویٰ یہ ہے کہ یہ کتاب الٰہی ہے اس وجہ سے، اگر شک کی نفی کی ضرورت ہے تو اس دعویٰ سے متعلق ہے نہ کہ کتاب سے متعلق۔ رابعاً کتاب سے متعلق شک کی نفی سے کتاب کی شان میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوتا کیونکہ اس طرح سے شک کی نفی ریاضی یا اقلیدس کی کسی کتاب کے بارہ میں بھی کی جا سکتی ہے۔ خامساً قرآن کے ابتدائی مخاطبین کی اصلی الجھن یہ نہیں تھی کہ قرآن کی کچھ باتیں ان کو مشکوک ومشتبہ معلوم ہوتی تھیں، بلکہ ان کی اصلی الجھن یہ تھی کہ اس کتاب کو اللہ کی اتاری ہوئی بتایا جاتا تھا اور وہ اس کو اللہ کی اتاری ہوئی ماننے کے لیے تیار نہیں تھے۔ چنانچہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کتاب الٰہی ہونے یا ایک کتاب منزل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج۱، ص۸۷)

خالق کا کلام بندے تک پہنچنے کے ذرائع بھی لاریب ہیں

''اس کتاب کی بیان کردہ حقیقتیں شک وشبہ سے بالاتر ہیں پھر اس رفع شک کے لیے اللہ کریم نے ان تمام واسطوں اور ذریعوں کی صداقت وامانت کی گواہی بھی دی ہے جو انسانوں تک اس کے پہنچنے کا سبب ہیں۔ سب سے پہلا واسطہ وہ فرشتہ ہے جو رسول اللہ تک اس کے پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اللہ نے فرمایا: 'ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین' کہ وہ بہت طاقتور اللہ کے نزدیک بہت معزز اور تمام فرشتوں کا سردار اور بہت امانت دار ہے۔ دوسرا واسطہ اللہ کا رسول ہے جو صدق مجسم ہے جن کی صداقت پر نہ صرف قرآن گواہ ہے بلکہ جس کی امانت پر اس کے بدترین دشمن بھی گواہ ہیں کہ وہ اسے صادق اور امین کہہ کر پکارتے ہیں۔ رسول اللہ اور امت کے درمیان ایک پورے طبقہ کا واسطہ ہے اور وہ صحابہ ہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ واسطہ اور ذریعہ ہی مجروح قرار پائے تو پھر بھی 'لاریب فیہ' ثابت نہ ہو سکے گا۔'' (اسرار التنزیل، مولانا اکرم اعوان، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ منارہ چکوال، ج۱، ص۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هدی للمتقین

یہاں ہدایت خاصہ کا ذکر ہے

''ہدایت کے تین درجے ہیں۔ایک درجہ تمام نوع انسان کے لیے، بلکہ حیوانات کے لیے بھی عام ہے، دوسرا درجہ مومنین کے لیے خاص ہے اور تیسرا درجہ مقربین کے لیے مخصوص ہے۔قرآن کریم نے مختلف مواقع پر کہیں ہدایت عامہ کا ذکر کیا ہے، کہیں ہدایت خاصہ کا۔اس جگہ ہدایت خاصہ کا ذکر ہے یعنی مخصوص ہدایت جو نجات آخرت کا ذریعہ بنے، وہ متقین ہی کا حصہ ہے۔''(معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج ۱، ص ۱۰۸)

قرآن ہدایت کی کتاب ہے اور عملاً اس سے نفع حق کے طالب ہی اٹھا سکتے ہیں

''قرآن مجید نے خود اپنا وصف بیان کر دیا کہ وہ تاریخ یا ریاضی یا علوم طبعیہ یا سائنس یا فلسفہ کی کتاب نہیں بلکہ ہدایت کی کتاب ہے۔اور اس سے عملاً نفع وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جن کے اندر حق کی طلب ہو۔زمین اگر مردہ ہو تو اس کے حق میں بڑی سے بڑی بارش بھی بے اثر ہو جاتی ہے۔قرآن مجید سے استفادہ کے لیے اولین شرط دل کے اندر کا تقویٰ ہے۔''(تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ ج ۱، ص ۹)

قرآن سے نفع متقی کے لیے ہے اور تقویٰ کا مفہوم

''اگرچہ قرآن کی ہدایت ہر ایک کے لیے عام ہے، لیکن چونکہ اس سے اصلاً انتفاع متقین کو ہوتا ہے اس لیے 'ھدی للمتقین' ارشاد ہوا۔جیسے کہتے ہیں: بارش سبزہ کے لیے ہے یعنی منتفع اس سے اصلاً سبزہ ہی ہوتا ہے اگرچہ برستی کلر اور زمین بے گیاہ پر بھی ہے۔تقویٰ کے کئی معنی آتے ہیں۔نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرف شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ متقی وہ ہے جو شرک و کبائر و فواحش سے بچے۔بعضوں نے کہا کہ متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔بعض کا قول ہے کہ تقویٰ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک تقویٰ ہے۔بعض نے کہا کہ تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں سے اس نے منع کیا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ حضورؐ اور صحابہ کی پیروی کا نام ہے۔یہ تمام معنی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مآل کے اعتبار سے ان میں کچھ مخالفت نہیں۔تقویٰ کے کئی مراتب ہیں۔عوام کا تقویٰ ایمان لا کر کفر سے بچنا، متوسطین کا اوامر و نواہی کی اطاعت، خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے۔''(خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۰۹۲)

ہدایت اور تقویٰ کے قرآنی مفاہیم

''ھدی کا لفظ قرآن مجید میں قلبی نور و بصیرت، دلیل و حجت، نشان راہ، سیدھے اور صاف رستے، اور فعل ہدایت کے لیے استعمال ہوا ہے۔قرآن مجید ان چاروں معنوں کے اعتبار سے 'ھدی' ہے 'للمتقین' میں حرف لام انتفاع کے لیے ہے۔یعنی اس کتاب سے فائدہ وہی اٹھائیں گے جو متقی ہیں۔جس طرح سورج چمکتا تو سب کے لیے ہے، لیکن اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھاتے ہیں جو آنکھیں رکھتے ہیں اور جو ان آنکھوں کو کھولتے بھی ہیں۔متقی کا لفظ اتقا سے ہے۔اور قرآن مجید میں یہ لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔جس چیز سے نقصان کا اندیشہ ہو اس سے بچنا۔مثلاً 'فکیف تتقون ان کفرتم یوما یجعل الولدان شیبا'۔(مزمل ۱۷)

۲۔کسی آفت کے ظہور سے اندیشہ ناک رہنا۔مثلاً 'واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة'(انفال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵)۔ ''اور اس آفت سے چوکنے رہو جو خاص طور پر انھی پر نہیں آئے گی جنھوں نے تم میں سے ظلم کا ارتکاب کیا ہوگا۔''

۳۔ رب سے برابر ڈرتے رہنا۔ مثلاً 'وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنة زمرا' (زمر ۷۳)۔ ''اور جو لوگ اپنے پروردگار سے برابر ڈرتے رہے ان کو گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔''

۴۔ اس کا چوتھا مفہوم مذکورہ تینوں مفہوموں کا جامع ہے یعنی گناہوں سے اس کے برے نتائج اور خدا کے غضب کے ڈر سے بچتے رہنا۔ جب یہ لفظ مفعول کے بغیر استعمال ہوتا ہے تو عموماً یہی معنی مراد ہوتے ہیں۔ مثلاً 'وان تومنوا و تتقوا فلکم اجر عظیم' (آل عمران ۱۷۹) ''اگر تم ایمان لاؤ گے اور اختیار کرو گے تو تمھارے لیے اجر عظیم ہے۔''

اس تشریح کی روشنی میں متقی وہ ہوگا جس کے دل میں خدا کی عظمت اور اس کے غضب کا خوف سمایا ہوا ہو اور جس کو گناہوں کے نتائج کا پورا پورا احساس ہو۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۸۸)

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (3) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (4) أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (5)

تراجم

۱۔ جو یقین کرتے ہیں بن دیکھا، اور درست کرتے ہیں نماز، اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں (۳) اور جو یقین کرتے ہیں جو کچھ اترا تجھ پر، اور جو اترا تجھ سے پہلے۔ اور آخرت کو وہ یقین جانتے ہیں (۴) انھوں نے پائی ہے راہ اپنے رب کی۔ اور وہی مراد کو پہنچے (۵)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ وہ خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں کہ یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ دیا ہے ہم نے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں (۳) اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں (۴) یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ملی ہے اور یہ لوگ ہیں پورے کامیاب (۵)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں (۳) اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمھاری طرف اتارا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں (۴) وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے (۵)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے (مال) میں سے خرچ کرتے ہیں (۳) اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں (۴) یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں (۵)۔ (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں (۳) جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں، اور آخرت پر یقین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہیں(۴)ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہِ راست پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں (۵)۔(مولانا مودودیؒ)

۶۔ان لوگوں کے لیے جو غیب میں رہتے ایمان لاتے ہیں، نماز کا اہتمام کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو بخشا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں(۳)اوران کے لیے جو ایمان لاتے ہیں اس چیز پر جو تم پر اتاری گئی ہے اور جو تم سے پہلے اتاری گئی ہے اور آخرت پر یہی لوگ یقین رکھتے ہیں(۴)۔یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (۵)۔(مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔یہ جو بن دیکھے مان رہے ہیں اور نماز کا اہتمام کر رہے ہیں اور جو کچھ ہم نے اِنھیں دیا ہے، اُس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کر رہے ہیں (۳) اور یہ جو اُسے بھی مان رہے ہیں جو تم پر نازل کیا گیا اور اُسے بھی جو تم سے پہلے نازل کیا گیا اور آخرت پر فی الواقع یقین رکھتے ہیں (۴) یہی ہیں جو (اِس سے پہلے بھی) اپنے رب کی ہدایت پر رہے ہیں اور یہی ہیں جو (اب بھی) فلاح پانے والے ہوں گے (۵)۔(محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

یومنون بالغیب

خشیت، توکل اور اعتقاد والا یقین، ایمان کہلاتا ہے

''ایمان، امن سے ہے۔ایمان کے اصل معنی امن دینے کے ہیں۔اگر اس کا صلہ لام کے ساتھ آئے تو اس کے معنی تصدیق کرنے اور ب کے ساتھ آئے تو یقین اور اعتماد کے ہو جاتے ہیں۔اس لفظ کی حقیقی روح یقین، اعتماد اور اعتقاد ہے۔جو یقین، خشیت، توکل اور اعتماد کی خصوصیات کے ساتھ پایا جائے اس کو ایمان کہتے ہیں۔''(تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج۱،ص۸۹)

مومن کون ہے

''جو شخص اللہ تعالیٰ پر، اس کی آیات پر، اس کے احکام پر ایمان لائے اور اپنا سب کچھ اس کے حوالے کر کے اس کے فیصلوں پر پوری طرح راضی اور مطمئن ہو جائے وہ مومن ہے۔''(تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج۱،ص۸۹)

مفعول کے ساتھ اور اس کے بغیر لفظ ایمان کے معنی

''یہ لفظ جب اپنے مفعول کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اس سے خاص اسی چیز پر ایمان لانا مراد ہوتا ہے جس کا اس کے مفعول کی حیثیت سے ذکر ہوتا ہے،لیکن اگر مفعول کے بغیر آئے تو اس کے تحت وہ ساری ہی چیزیں آسکتی ہیں جن پر ایمان لانے کا قرآن میں حکم دیا گیا ہے یا جن پر قرینہ دلیل بن سکتا ہے۔''(تدبر قرآن، تاج کمپنی دہلی، ج۱،ص۸۹)

کسی کی بات کو کسی کے اعتماد پر یقینی طور پر ماننا ایمان ہے

''لغت میں کسی کی بات کو کسی کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کا نام ایمان ہے۔اور اصطلاحِ شرع میں خبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر مشاہدہ کے محض رسول کے اعتماد پر یقینی طور پر مان لینے کا نام ایمان ہے۔''(معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱،ص۱۰۹)

تصدیق اور ایمان میں فرق

''محسوسات اور مشاہدات میں کسی کے قول کی تصدیق کرنے کو ایمان نہیں کہتے ،مثلاً کوئی شخص سفید کپڑے کو سفید یا سیاہ کو سیاہ کہہ رہا ہے اور دوسرا اس کی تصدیق کرتا ہے، اس کو تصدیق کرنا تو کہیں گے، ایمان لانا نہیں کہا جائے گا، کیونکہ اس تصدیق میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائل کے اعتماد کو کوئی دخل نہیں، بلکہ یہ تصدیق مشاہدہ کی بنا پر ہے۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۰۹)

جاننے اور ماننے میں فرق

"محض جاننے کو ایمان نہیں کہتے کیونکہ جہاں تک جاننے کا تعلق ہے وہ تو ابلیس و شیطان اور بہت سے کفار کو بھی حاصل ہے کہ ان کو آنحضرتؐ کے صدق کا یقین تھا، مگر اس کو مانا نہیں، اس لیے وہ مومن نہیں۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج ۱، ص ۱۰۹)

عمل، ایمان میں داخل نہیں

"جن چیزوں کی نسبت ہدایت و یقین سے معلوم ہو کہ یہ دین محمدی سے ہیں ان سب کو ماننے اور دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان صحیح ہے۔ عمل ایمان میں داخل نہیں اسی لیے 'یومنون بالغیب' کے بعد 'یقیمون الصلوٰۃ' فرمایا۔" (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۰۹۲)

ایمان، شک و تردد کی ضد ہے

"ایمان کی کیفیتِ نفسی شک و ریب، تردد و تذبذب کی بالکل ضد ہے، ایمان سے دماغ کو سکون، دل کو اطمینان، روح کو تسلی نصیب ہوتی ہے۔" (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱، ص ۴۹)

ایمانیات کا دائرہ اور تصریحاتِ نبویؐ

"ایمانیات کے دائرہ کے اندر جتنی چیزیں بھی ہیں سب کو تصریحات نبوی کے مطابق و ماتحت ہونا ضروری ہے کسی اور راہ سے آیا ہوا علم اس دائرہ میں نامقبول ہے۔" (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱، ص ۴۹)

قرآن مجید میں لفظ غیب کے معانی

"غیب کا لفظ قرآن مجید میں مندرجہ ذیل معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ وہ جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو۔ اس کا مدمقابل لفظ شہادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ عالم الغیب والشھادہ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان چیزوں سے بھی باخبر ہے جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں اور ان چیزوں سے بھی باخبر ہے جو ہمارے سامنے ہیں۔

۲۔ وہ چیز جس کے جاننے کا آدمی کے پاس کوئی ذریعہ نہ ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قرآن میں نقل ہوا ہے:

'ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر' "اگر مجھے غائب کا پتا ہوتا تو میں خیر میں بہت سا اضافہ کر لیتا۔"

۳۔ وہ جگہ جو آدمی کے سامنے نہ ہو یا وہ سمت جو متعین نہ ہو رہی ہو۔ 'ذلك من انباء الغیب نوحیه الیك وما کنت لدیهم اذ جمعوا امرهم' "یہ غیب کے واقعات میں سے ہے جس کو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں اور جب وہ اپنے فیصلہ پر متفق ہوئے تو تم ان کے پاس موجود نہ تھے۔"

۴۔ راز کے معنی میں بھی اس لفظ کا استعمال عام ہے۔ مثلاً نیک بیبیوں کی تعریف میں آتا ہے 'حفظت للغیب' وہ راز کی حفاظت کرنے والیاں ہیں۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، دہلی، ج ۱، ص ۸۹)

غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو نہ بدیہی طور پر معلوم ہوں نہ حواس خمسہ سے معلوم ہو سکیں

"لفظ غیب لغت میں ایسی چیزوں کے لیے بولا جاتا ہے جو نہ بدیہی طور پر انسان کو معلوم ہوں اور نہ انسان کے حواس خمسہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا پتا لگا سکیں۔قرآن میں لفظ غیب سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن کی خبر رسول اللہ نے دی ہے اور ان کا علم بداہت عقل اور حواس خمسہ کے ذریعہ نہیں ہوسکتا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج ۱ ص ۱۰۹)

غیب شہود کی ضد ہے

''لغت میں غیب شہود کی ضد ہے۔یعنی ہر وہ چیز جو نظر سے چھپی ہوئی ہو یا مشاہدہ وتجربہ سے باہر ہو۔آیت میں غیب سے مراد آئمہ تفسیر نے وہ عالم لیا ہے جو حواس وعقل سے ماوراء ہے اور جس کی بابت جو کچھ علم ہوتا ہے وہ حضرات انبیا کے توسط سے ہوتا ہے، مثلاً احوال حشر ونشر، حور وملائک، جنت ودوزخ وغیرہا۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱ ص ۵۰)

ہر شخص کا دائرہ غیب دوسرے سے مختلف ہوتا ہے

''جس طرح ہر شخص کا علم ومشاہدہ دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، اسی نسبت سے ہر ایک کا غیب بھی دوسرے سے جداگانہ ہوتا ہے۔طبیب کے لیے مرض ومریض سے متعلق بہت سے امور شہود میں ہوتے ہیں جو دوسروں کے لیے غیب کے حکم میں داخل ہوتے ہیں۔جس شخص کا دائرۂ علم جس قدر وسیع ہوگا، اسی نسبت سے اس کا دائرۂ غیب چھوٹا ہوگا یہاں تک کہ حق تعالی پر چونکہ ہر چیز روشن وعیاں ہے، اس لیے کوئی شے اس کے غیب میں داخل ہی نہیں۔اس کے لیے غیب وشہود بالکل ایک ہے۔پیغمبر چونکہ تمام دوسرے انسانوں سے دانا اور عالم تر ہوتے ہیں۔اس لیے قدرتاً انھیں بے شمار ایسی مخفیات کا علم ہوتا ہے جو غیر انبیا کے لیے تمام تر مجہول ہوتی ہیں، لیکن اس ساری وسعت کے باوجود کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی منزل پر پہنچ کر ان کے علم کی بھی انتہا ہو جاتی ہے اور ان کا بھی دائرۂ غیب شروع ہو جاتا ہے۔غیب پر ایمان لانا متقین کی سب سے پہلی علامت بیان کیا گیا ہے۔اب اگر کسی کا غیب ہے ہی نہیں تو وہ ایمان کس چیز پر لائے گا۔انبیائے کرام تو متقی ہی نہیں متقیوں کے بھی سردار وپیشوا ہوتے ہیں۔ان کا ایمان بھی اگر مغیبات ومخفیات پر نہ ہوگا تو اور کس کا ہوگا؟ ہاں البتہ ان کا غیب انھیں کے ظرف ومرتبہ کے موافق ہوتا ہے، ہما شما کا سا غیب ان کا نہیں۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱ ص ۵۰)

غیب کی دو قسمیں ہیں

''غیب کی دو قسمیں ہیں۔علم غیب ذاتی وہ ہوتا ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو۔اور 'عنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو' میں یہی مراد ہے۔ان تمام آیات میں جن میں علم غیب کی غیر خدا سے نفی کی گئی ہے وہ یہی ہے یہ غیب اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے۔دوسری قسم وہ ہے جس پر دلیل ہو جیسے صانع عالم اور اس کی صفات اور ان کے متعلقات احکام وشرائع وروز آخر اور اس کے احوال، بعث نشر حساب، جزا وغیرہ کا علم، جس پر دلیلیں قائم ہیں اور جو تعلیم الہی سے حاصل ہوتا ہے۔اس قسم کے غیب جو ایمان سے علاقہ رکھتے ہیں ان کا علم ویقین ہر مومن کو حاصل ہوتا ہے۔اللہ تعالی اپنے مقرب بندوں انبیا واولیا پر جو غیوب کے دروازے کھولتا ہے وہ اسی قسم کا غیب ہے۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۰۹۲)

'بالغیب' میں جو ''ب'' ہے اس کی وضاحت

''بالغیب کی 'ب' کے بارہ میں دو آرا ہوسکتی ہیں۔ایک یہ کہ اس کو ظرف کے معنی میں لیا جائے۔یعنی وہ غیب میں ہوتے ہوئے ایمان لاتے ہیں۔اس معنی کی متعدد مثالیں قرآن میں موجود ہیں۔مثلاً 'الذين يخشون ربهم بالغيب و هم من الساعة مشفقون' (انبیاء۔۴۹)۔(جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں غیب میں ہوتے ہوئے اور قیامت سے ڈرنے والے ہیں)۔ 'انما تنذر الذين يخشون ربهم بالغيب و اقاموا الصلوة' (فاطر۔۱۸)۔(تم انھی کو ڈرا سکتے ہو جو غیب میں ہوتے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے رب سے ڈریں اور نماز قائم کریں)۔اس صورت میں 'یومنون' عام رہے گا اور وہ تمام چیزیں اس کے تحت آسکیں گی جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔اور آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ایمان لانے کے لیے وہ اس بات کے منتظر نہیں ہیں کہ تمام حقائق کا آنکھوں سے مشاہدہ کرلیں، بلکہ وہ مشاہدہ کے بغیر عقل وفطرت کی شہادت اور پیغمبر کی دعوت کی بنا پر ان تمام چیزوں پر ایمان لاتے ہیں جن پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔دوسری رائے یہ ہوسکتی ہے کہ اس کو صلہ کی ''ب'' مانا جائے اور 'بالغیب' کو 'یومنون' کا مفعول قرار دیا جائے۔یہ رائے اگرچہ اکثریت کی رائے ہے اور زبان کے اعتبار سے بھی اس میں کوئی نقص نہیں، لیکن مندرجہ ذیل وجوہ سے ہمیں یہ رائے کچھ زیادہ قوی معلوم نہیں ہوتی:

۱۔اس صورت میں ایمان صرف غیب کے ساتھ مخصوص ہوکر رہ جاتا ہے۔غیب کے سوا بقیہ ساری چیزیں جن پر ایمان لانا ضروری ہے، ایمان کے دائرہ سے باہر رہ جاتی ہیں۔

۲۔دوسری وجہ یہ ہے کہ لفظ غیب کا اطلاق چاہے ان تمام چیزوں پر ہوتا ہو جن پر ایمان لانا ضروری ہے، لیکن نبی اور کتاب پر تو اس کا اطلاق نہیں ہوتا کہ یہ غیب میں نہیں۔ان دونوں چیزوں پر اللہ تعالیٰ کے بعد ایمان لانا سب سے زیادہ ضروری ہے۔لیکن اس صورت میں یہ ایمان سے خارج ہوجاتی ہیں۔

۳۔تیسری وجہ یہ ہے کہ غیب کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے بھی نہیں بولا گیا کیونکہ غیب اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے نہیں۔گویا اللہ تعالیٰ بھی ایمان کے اجزا میں شامل نہیں ہے۔اگر اللہ تعالیٰ بھی ایمان کے اجزا میں شامل نہیں ہے تو ایمان بالغیب کے تحت صرف آخرت اور فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ٹھہرتا ہے یا زیادہ سے زیادہ مستقبل کے حوادث پر۔آخر ایمان کے دائرہ کو اس قدر محدود کردینے کی وجہ کیا ہے؟

۴۔چوتھی وجہ یہ ہے کہ دوسری تاویل لینے والے حضرات کہتے ہیں کہ غیب سے مراد احوال آخرت ہیں۔اگر احوال آخرت ہی مراد ہیں تو آخرت کا ذکر تو آگے اسی سلسلہ میں مستقل طور پر آرہا ہے۔ایک ہی سلسلہ میں ایک ہی بات کو اس طرح دہرانے کی کیا ضرورت تھی؟

۵۔پانچویں وجہ یہ ہے کہ پہلی تاویل سے ایک بہت بڑی حقیقت سامنے آتی ہے کہ ایمان یا خشیت وہی معتبر ہے جو بصیرت اور تقویٰ سے پیدا ہو، جو ایمان یا خشیت گناہوں کے نتائج سامنے آجانے کے بعد پیدا ہو، خدا کے ہاں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

۶۔ظرفیت کے مفہوم کے خلاف ایک بات یہ کہی جاسکتی ہے کہ جہاں جہاں بھی قرآن میں لفظ ایمان کے ساتھ ''ب'' آئی ہے کہیں بھی ظرفیت کے مفہوم میں نہیں آئی۔لیکن اس بات کے جواب میں بالکل اسی کے برابر کی بات یہ کہی جاسکتی ہے کہ بالغیب کا لفظ قرآن میں جہاں جہاں بھی آیا ہے، ظرف ہی کے طور پر آیا ہے، کہیں بھی مفعول کے طور پر نہیں آیا۔اس وجہ سے جہاں تک قرآن کے نظائر کا تعلق ہے، وہ ظرفیت کے مفہوم کے حق میں زیادہ نمایاں ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، دہلی ج ۱ص۹۰)

یقیمون الصلوٰۃ

اقامت نماز اخلاص، خشوع وخضوع، ارکان نماز کی پوری پوری ادائیگی، اوقات نماز کی پابندی، نماز پر مداومت اور جمعہ وجماعت کے قیام واہتمام کا نام ہے۔

''اقامت کے معنی کسی چیز کو کھڑا کرنے یا اس طرح سیدھا کرنے کے ہیں کہ اس میں کوئی ٹیڑھ باقی نہ رہ جائے۔ اقامت نماز کا لفظ درج ذیل چیزوں کی طرف متوجہ کرتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔پہلی چیز جس کی طرف یہ لفظ متوجہ کرتا ہے وہ نماز میں اخلاص ہے یعنی نماز صرف اللہ ہی کے لیے پڑھی جائے کسی اور کو اس میں شریک نہ کیا جائے۔

۲۔دوسری چیز جس کی طرف یہ لفظ اشارہ کرتا ہے وہ نماز کے اصل مقصود پر دل کو پوری طرح جمانا ہے۔نماز کا اصل مقصود ذکر الٰہی میں خشوع وخضوع ہے۔

۳۔ارکان نماز کا ٹھیک ٹھیک ادا کرنا بھی اقامت نماز میں سے ہے۔اسی طرح صفوں کا درست کرنا اور نماز کو کسی کمی بیشی کے بغیر ادا کرنا بھی اس میں سے ہے۔

۴۔اوقات نماز کی پابندی بھی اقامت نماز کا حصہ ہے

۵۔پانچویں چیز نماز پر قائم رہنا ہے جیسا کہ فرمایا ہے:'هم علی صلاتهم دائمون'۔(وہ اپنی نمازوں پر برابر قائم رہتے ہیں)۔

۶۔چھٹی چیز جمعہ و جماعت کا قیام واہتمام ہے۔خصوصیت کے ساتھ جب امت یا امام کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے تو واضح طور پر جمعہ و جماعت کا قیام واہتمام ہی مدنظر ہوتا ہے۔'' (تدبر قرآن،تاج کمپنی،دہلی،ج۱،ص۹۲)

لفظِ صلوٰۃ کا مطلب

''صلوٰۃ کا لفظ اصل میں لغت میں کسی شے کی طرف متوجہ ہونے کے لیے آتا ہے۔پھر یہیں سے یہ لفظ رکوع کے معنی میں اور پھر تعظیم و تضرع اور دعا کے معنوں میں استعمال ہوا۔عبادت کے معنی میں اس کا استعمال بہت قدیم ہے۔کلدانی میں دعا اور تضرع کے معنی میں اور عبرانی میں رکوع اور نماز کے معنی میں یہ استعمال ہوا ہے۔قرآن میں یہ لفظ ایک اصطلاح کی حیثیت سے استعمال ہوا ہے جس کی وضاحت قرآن نے بھی کر دی ہے اور سنت نے بھی۔علاوہ ازیں امت کے قولی اور عملی تواتر نے اس کی شکل و ہیت اور اس کے اوقات بالکل محفوظ رکھے ہیں۔اگر اس کے کسی جزو میں کوئی اختلاف ہے تو وہ محض فروعی قسم کا ہے جس سے اصل حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔'' (تدبر قرآن،تاج کمپنی،دہلی،ج۱،ص۹۳)

نماز اہل عرب کے لیے اجنبی چیز نہ تھی

''نماز اہل عرب کے لیے کوئی اجنبی چیز نہ تھی۔دین ابراہیمی کی روایت کی حیثیت سے وہ اس کے اعمال واذکار سے نہ صرف یہ کہ واقف تھے، بلکہ ان کے صالحین اس کا اہتمام بھی کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اس کی کوئی تفصیلات بیان نہیں کی ہیں۔'' (البیان،بحوالہ ماہنامہ اشراق،لاہور،اکتوبر ۱۹۹۸ء،ص۸)

اقامت نماز کا مطلب نماز کا نظام قائم کرنا ہے

''اقامت صلوٰۃ ایک جامع اصطلاح ہے۔اس کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ آدمی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اجتماعی طور پر نماز کا باقاعدہ نظام قائم کیا جائے۔اگر کسی بستی میں ایک ایک شخص انفرادی طور پر نماز کا پابند ہو، لیکن جماعت کے ساتھ اس فرض کے ادا کرنے کا نظم نہ ہو تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہاں نماز قائم ہو رہی ہے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت،لاہور،ج۱،ص۵۰)

انفاق کا مطلب اللہ کی راہ میں ہر قسم کا خرچ ہے

''انفاق میں ہر قسم کا وہ خرچ داخل ہے جو اللہ کی راہ میں کیا جائے، خواہ فرض زکوٰۃ ہو یا دوسرے صدقات واجبہ یا نفلی صدقات و خیرات۔قرآن کریم میں جہاں کہیں لفظ انفاق استعمال ہوا ہے عموماً نفلی صدقات میں یا عام معنی میں استعمال کیا گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔زکوٰۃ فرض کے لیے عموماً لفظ زکوٰۃ ہی آیا ہے۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۱۱۰)

رزق سے مراد ہر قسم کی نعمتیں ہیں

"رزق کا لفظ کلام عرب میں بڑے وسیع معنی رکھتا ہے، اس کے اندر ہر قسم کی نعمتیں آ جاتی ہیں۔خواہ ظاہری و مادی ہوں مثلاً مال و صحت، اولاد یا معنوی و روحانی ہوں مثلاً علم و حکمت، فہم سلیم وغیرہ۔" (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ج ا، ص ۵۱)

والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک

یہ آیت مسئلۂ ختم نبوت کی دلیل ہے

"یعنی متقین ایمان رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں۔آیت کے طرز بیان سے ایک اہم اصولی مسئلہ بھی نکل آیا کہ حضورؐ آخری نبی ہیں اور آپ کی وحی آخری وحی، کیونکہ اگر قرآن کے بعد کوئی اور کتاب یا وحی نازل ہونے والی ہوتی تو جس طرح اس آیت میں پچھلی کتابوں اور وحی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے اسی طرح آئندہ نازل ہونے والی کتاب اور وحی پر ایمان لانے کا ذکر بھی ضروری ہوتا، بلکہ اس کی زیادہ ضرورت تھی۔کیونکہ تورات وانجیل اور تمام سابقہ کتب پر ایمان لانا تو پہلے سے جاری اور معلوم تھا۔اگر آنحضرت کے بعد بھی سلسلۂ وحی اور نبوت جاری ہوتا تو ضرورت اس کی تھی کہ اس کتاب اور اس نبی کا ذکر زیادہ اہتمام سے کیا جاتا جو بعد میں آنے والے ہوں تاکہ کسی کو اشتباہ نہ رہے۔مگر قرآن نے جہاں ایمان کا ذکر کیا تو آنحضرتؐ سے پہلے نازل ہونے والی وحی اور پہلے انبیا کا ذکر تو فرمایا، بعد میں آنے والی کسی وحی یا نبی کا کہیں قطعاً ذکر نہیں۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج ا، ص ۱۱۳)

پچھلی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب

"پچھلی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ جو کتابیں انبیا علیہم السلام پر نازل ہوئیں وہ سب سچی ہیں، گو اب ان پر عمل نہیں کیا جائے گا۔اب عمل صرف قرآن اور اس کی تشریح نبوی حدیث پر ہی کیا جائے گا۔" (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور ص ۳)

بروز، تمثل، حلول اور وحدۃ الوجود کا مسئلہ اور یہ آیت

"آیت کی عبارت سے یہ مسئلہ صاف ہو جاتا ہے کہ تین چیزیں الگ الگ ہیں۔ا، ایک کلام کا نازل کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ۔ ۲، دوسرے وہ شخص جس پر کلام نازل ہوا ہے یعنی اللہ کا رسول برحق۔۳، تیسرے خود کلام۔بروز، تمثل، حلول اور وحدۃ الوجود (اپنے عوامی مفہوم میں) ان سب مشرکانہ و نیم مشرکانہ عقائد کی جڑ اس سے کٹ جاتی ہے۔نہ کلام متمثل ہوا ہے اور نہ رسول (نعوذ باللہ) اللہ کے اوتار انسانی قالب میں خدا ہیں، بلکہ ایک مستقل انسانی شخصیت ہیں۔" (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ج ا، ص ۵۲)

حق جہاں بھی ہو اس کے آگے سر جھکانا بھی اس آیت کا تقاضا ہے

"قرآن کی ہدایت کا دروازہ ان سب لوگوں پر بند ہے جو سرے سے اس ضرورت کے قائل ہی نہ ہوں کہ خدا کی طرف سے ہدایت ملنی چاہیے یا اس ضرورت کے تو قائل ہوں مگر وحی و رسالت کی طرف رجوع کرنا غیر ضروری سمجھتے ہوں اور خود کچھ نظریات قائم کر کے انھی کو خدائی ہدایت قرار دے بیٹھیں، یا آسمانی کتابوں کے بھی قائل ہوں، مگر صرف اس کتاب یا ان کتابوں پر ایمان لائیں جنھیں ان کے باپ دادا مانتے چلے آئے ہوں۔رہیں اسی سرچشمے سے نکلی ہوئی دوسری ہدایات تو وہ ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیں۔ایسے سب لوگوں کو الگ کر کے قرآن اپنا چشمۂ فیض صرف ان لوگوں کے لیے کھولتا ہے جو اپنے آپ کو خدائی ہدایت کا محتاج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی مانتے ہوں اور یہ بھی تسلیم کرتے ہوں کہ خدا کی یہ ہدایت ہر انسان کے پاس الگ الگ نہیں آتی بلکہ انبیا اور کتب آسمانی کے ذریعے سے ہی خلق تک پہنچتی ہے اور پھر وہ کسی بھی نسلی وقومی تعصب میں بھی مبتلا نہ ہوں، بلکہ خالص حق کے پرستار ہوں، اس لیے حق جہاں جہاں جس شکل میں بھی آیا ہو، اس کے آگے سر جھکا دیں۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، ج ا ص ۵۱)

وبالآخرۃ ھم یوقنون

آخرت سے مراد، اور ایمان وایقان میں فرق

''آخرت سے مراد حیاتِ آخرت ہے۔ ایمان اور ایقان کے درمیان تھوڑا سا فرق ہے۔ ایمان کے معنی تصدیق کرنے اور مان لینے کے ہیں۔ اس کا ضد کفر، انکار اور تکذیب ہے۔ ایقان کے معنی یقین کرنے کے ہیں۔ اس کا ضد گمان اور شک ہے۔ جس طرح کسی چیز پر یقین رکھنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ آدمی اس پر ایمان بھی رکھتا ہو اسی طرح کسی چیز پر ایمان رکھنے کے لیے اس پر یقین کرنا شرط نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آدمی کا ایمان محض گمان غالب پر مبنی ہو اور وہ آہستہ آہستہ گمان کی منزل سے نکل کر یقین کی منزل تک پہنچے اور اس طرح اس کے ایمان کی تکمیل ہو جائے۔ یہاں ایقان کا ذکر ایمان اور ایمان کے چند معروف عملی مظاہر کے بعد ہوا ہے جس سے اس بات کا اشارہ نکلتا ہے کہ جو لوگ مذکورہ صفات کے حامل ہوں درحقیقت وہی لوگ ہیں جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، دہلی، ج ا ص ۹۳)

آخرت کے عقیدے میں پانچ باتیں شامل ہیں

''آخرت ایک جامع لفظ ہے۔ اس میں حسب ذیل عقائد شامل ہیں:

۱۔ یہ کہ انسان اس دنیا میں غیر ذمہ دار نہیں ہے، بلکہ اپنے تمام اعمال کے لیے خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔

۲۔ یہ کہ دنیا کا موجودہ نظام ابدی نہیں ہے، بلکہ ایک وقت پر، جسے صرف خدا جانتا ہے، اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

۳۔ یہ کہ اس عالم کے خاتمے کے بعد اللہ ایک دوسرا عالم بنائے گا اور اس میں پوری نوع انسانی کو بیک وقت دوبارہ پیدا کرے گا اور سب کو جمع کر کے ان کے اعمال کا حساب لے گا۔ اور ہر ایک کو اس کے کیے کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

۴۔ یہ کہ خدا کے اس فیصلے کی رو سے جو لوگ نیک قرار پائیں گے وہ جنت میں جائیں گے اور جو لوگ بد ٹھہریں گے وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

۵۔ یہ کہ کامیابی وناکامی کا اصلی معیار موجودہ زندگی کی خوشحالی وبدحالی نہیں ہے، بلکہ حقیقت میں کامیاب انسان وہ ہے جو خدا کے آخری فیصلے میں کامیاب ٹھہرے اور ناکام وہ ہے جو وہاں ناکام ہو۔

عقائد کے اس مجموعے پر جن لوگوں کا یقین نہ ہو وہ قرآن سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ا ص ۵۱)

فلاح نہال کر دینے والی کامیابی ہوتی ہے

''اس لفظ کی اصل روح انشراح اور انکشاف ہے اور اس سے مراد وہ کامیابی ہوتی ہے جو اگرچہ حاصل تو ہو ایک صبر آزما اور جاں گسل جدوجہد کے بعد، لیکن جب حاصل ہو تو محنت کرنے والے نہال ہو جائیں اور ان کی توقعات کے سارے پیمانے اس کے ناپنے سے قاصر رہ جائیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، دہلی، ج ا ص ۹۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاح وسیع معنی کا حامل ہے

''فلاح عربی میں بڑے ہی وسیع معنی میں آتا ہے، دنیا اور آخرت کی ساری خوبیوں کا جامع ہے۔ کلام عرب میں جامعیتِ خیر کے لیے فلاح سے بڑھ کر کوئی لفظ موجود نہیں۔'المفلحون' انھیں نہیں کہتے جنھیں کوئی نعمت از خود بلا مشقت ہاتھ آ جائے، بلکہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنھیں فلاح کامل، شرائط ایمان، اطاعت پوری طرح بجالانے کے بعد حاصل ہوگی۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱ ص ۵۴)

آیت ۳ تا ۵ کا خلاصہ تفاسیر

''سورۂ فاتحہ میں دعا بندوں کی زبان سے طلب ہدایت کی تھی 'اھدنا الصراط المستقیم'۔ دعا قبول ہوئی، کتابِ ہدایت نازل ہوگئی 'ھدی للمتقین'۔ اب ارشاد ہوا کہ فلاں فلاں علامتیں جن میں موجود ہوں وہی ہدایت یاب لوگ ہیں۔ اور ان ہدایت یافتہ لوگوں کی خصوصیات اور علامتیں یہ ہیں:

۱۔ 'المتقین'۔ ان کا ضمیر زندہ ہوتا ہے ان کے دلوں میں خوف خدا کی جگہ ہوتی ہے۔

۲۔ 'یومنون بالغیب'۔ ان کا اعتقاد اس مادی دنیا سے پرے ایک عالم غیب پر بھی ہوتا ہے۔

۳۔ 'یقیمون الصلوۃ'۔ ان کے تعلق مع اللہ کا عملاً اظہار یوں ہوتا ہے کہ یہ نماز پڑھتے رہتے ہیں اور نماز کا حق ادا کرتے رہتے ہیں۔

۴۔ 'مما رزقنھم ینفقون'۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو یہ اللہ کی مخلوق پر صرف کرتے رہتے ہیں۔

۵۔ 'یومنون بما انزل الیك'۔ یہ رسول کے رسول برحق اور بہترین معلم و ہادی ہونے اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔

۶۔ 'وما انزل من قبلك'۔ پورے سلسلہ وحی ونظام نبوت کی تصدیق کرتے رہتے ہیں۔

۷۔ 'وبالآخرۃ ھم یوقنون'۔ ان کا کامل اعتقاد یوم آخرت یا روز جزا پر رہتا ہے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱ ص ۵۴)

یہ صفات ان متقین کی ہیں جو قرآن کی ہدایت سے بہرہ ور ہوتے ہیں

''یہاں سے 'المفلحون' تک ان متقین کی صفات بیان کی گئی ہیں جو قرآن کی ہدایت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱ ص ۳۰)

ایمان، اقامت صلوٰۃ، انفاق، ایمان بالرسل اور ایقان بالآخرۃ کی صفات بیان کرنے کا مقصد

''یہ اور اس کے بعد جو صفات بیان ہوئی ہیں، ان سے مقصود نہ قرآن سے ہدایت پانے کی شرائط بیان کرنا ہے اور نہ اس ہدایت کے ثمرات ونتائج، بلکہ محض ان خصوصیات کو نمایاں کرنا ہے جن کے حاملین اہل کتاب میں سے اس وقت قرآن پر ایمان کی سعادت سے بہرہ مند ہو رہے تھے۔ یہ خصوصیات اگر غور کیجیے تو ٹھیک ان خصوصیات کی نقیض ہیں، جو یہود میں من حیث القوم پائی جاتی تھیں۔ قرآن نے اسی سورہ میں آگے ان کی یہ خصوصیات بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کی ہیں۔ اس نے بتایا ہے کہ خدا سے ڈرنے کے بجائے وہ اس کے مقابلے میں سرکش ہوئے۔ انھوں نے خدا پر ایمان لانے کے لیے اسے آنکھوں سے دیکھنے کا مطالبہ کیا۔ وہ نماز سے غافل ہوگئے اور خدا کی راہ میں انفاق کے بجائے لوگوں کو بخل کی ترغیب دینے لگے۔ انھوں نے محض تعصبات کی بنا پر خدا کے پیغمبروں کا انکار کیا اور آخرت ان کے لیے ایک رسمی عقیدہ بن کر رہ گئی۔ ان کے طرز عمل میں اس پر ایمان کی کوئی جھلک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیں دکھائی نہیں دیتی تھی۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، اکتوبر ۱۹۹۸ء ص ۸)

سورۂ بقرہ کی پہلی پانچ آیات اور ان کے حوالے سے چند سوالات

ا۔سوال: قرآن کے کتاب الٰہی ہونے کا دعویٰ محض ایک دعوے کی شکل میں سامنے رکھ دیا گیا ہے اس کی کوئی دلیل کیوں نہیں دی گئی؟

جواب: قرآن کے مخالفین قرآن کا انکار کر رہے تھے تو اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ قرآن کا کتاب اللہ ہونا ان پر واضح نہیں تھا، بلکہ قبول حق میں جو چیز مانع تھی وہ یہ تھی کہ طبیعتوں میں جس صلاحیت کی ضرورت تھی، وہ ان کے اندر موجود نہیں تھی۔ ایسی صورت میں ثابت کرنے کی بات یہ نہیں تھی کہ یہ کتاب الٰہی ہے اور اس کے کتاب الٰہی ہونے کی یہ دلیلیں ہیں، بلکہ کہنے کی بات یہی تھی کہ یہ کتاب الٰہی ہے، اس میں تو کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، لیکن اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے طبیعتوں میں ایک خاص صلاحیت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ قرآن نے یہاں 'ھدی للمتقین' کہہ کر اسی صلاحیت کی طرف اشارہ کیا ہے جو اس کتاب پر ایمان لانے کے لیے ضروری ہے۔ علاوہ بریں یہ نکتہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس سورہ میں اصلی خطاب یہود سے ہے۔ یہود آخری کتاب اور آخری نبی سے ناآشنا نہیں تھے۔ بالخصوص نبیؐ کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد تو وہ تمام آثار بالکل سامنے آ چکے تھے، جن کو دیکھ لینے کے بعد یہود کو یہ یقین ہو چکا تھا کہ تورات کی پیشین گوئی کے مصداق درحقیقت آنحضرتؐ ہی ہیں۔ ایسے حالات کے اندر 'ذلك الكتاب' کا دعویٰ محض دعویٰ نہیں ہے، بلکہ یہ الفاظ گویا انگلی اٹھا کر اشارہ کر رہے ہیں کہ یہ وہی موعود کتاب ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، جس کے تم منتظر رہے ہو اور جو ان تمام باتوں کی تصدیق کر رہی ہے جو اس کے بارے میں تمھیں پہلے بتائی جا چکی ہیں۔ اس پس منظر کو سامنے رکھ کر غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ یہاں اس دعوے پر دلیل کی ضرورت نہیں تھی، بلکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ یہود اپنے تعصب، اپنی ضد اور اپنے حسد سے باز آئیں اور اس کتاب کو، جس کے لیے وہ مدت ہائے دراز سے چشم براہ تھے، ہاتھوں میں لیں اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کا تجربہ کریں۔

۲۔سوال: اس کتاب کے متعلق فرمایا گیا کہ یہ متقیوں اور پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔ اگر یہ کتاب متقیوں ہی کے لیے ہدایت ہے تو پھر اس کے اترنے کا کیا فائدہ ہوا؟ ضرورت تو تھی کہ اس کی برکت سے جو بدکار تھے وہ پرہیزگار بنتے، لیکن جب بیماروں کو شفا دینے کے بجائے یہ تندرستوں ہی کو تندرست بنانے آئی ہے تو اس کے نازل ہونے کا کیا فائدہ؟

جواب: اس سوال کا جواب اگرچہ پہلے سوال کے جواب کے ذیل میں ایک حد تک آ چکا ہے، لیکن ہم اس کی مزید وضاحت کیے دیتے ہیں تاکہ اس کے وہ پہلو بھی سامنے آ جائیں جو نہیں آ سکے ہیں۔ انسان پر کسی بات کے اثر انداز ہونے کے لیے تنہا یہی بات کافی نہیں ہے کہ وہ چیز بجائے خود موثر ہو، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ آدمی کے اندر اثر پذیری کی صلاحیت بھی موجود ہو۔ سورج لاکھ چمکے، لیکن اگر ایک شخص اندھا ہو تو سورج کے چمکنے سے اس کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اسی طرح قرآن کا نور ہونا، بصیرت ہونا، سرچشمہ ہدایت ہونا مسلم ہے، لیکن ایک شخص نے اگر اپنی وہ صلاحیت ہی ضائع کر دی ہے جو اس نور اور سرچشمہ ہدایت سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے تو آخر قرآن کیا کرے گا۔ قرآن نے جگہ جگہ فرمایا ہے کہ 'ان فی ذلك لعبرة لمن یخشی' (نازعات۔۲۶)۔ (اس میں خدا سے ڈرنے والوں کے لیے درس عبرت ہے)۔ 'ان فی ذلك لذكری لمن كان له قلب او القی السمع وهو شهيد' (ق۔۳۷)۔ (بے شک اس کے اندر یاددہانی ہے اس کے لیے جس کے پاس بیدار دل ہو یا وہ پوری طرح متوجہ ہو کر بات سنے)۔ یہ انسان کی اسی فطری صلاحیت کی طرف اشارہ ہے جو قرآن سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے، اسی چیز کو یہاں تقویٰ کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس تقویٰ کے کئی درجے ہیں۔ ایک تو وہ تقویٰ ہے جو ہر انسان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فطرت میں ودیعت ہے جس کی طرف قرآن نے 'فالھمھا فجورھا وتقواھا' کے الفاظ سے اشارہ کیا ہے۔ یہ تقویٰ نیکی کی ہر بات اور بھلائی کی ہر دعوت سے فائدہ اٹھانے کے لیے ایک ضروری شرط ہے جس نے اپنے اندر سے یہ تقویٰ ضائع کر دیا گویا وہ اس معقولیت ہی سے خالی ہو بیٹھا جو اس کو نیکی اور بھلائی کی طرف راغب کر سکتی تھی۔ یہ تقویٰ جس طرح انسانیت اور شرافت کے سارے ہی کاموں پر آمادہ کرنے کے لیے ضروری ہے اسی طرح قرآن کی دعوت کی طرف مائل ہونے کے لیے بھی ضروری ہے۔ قرآن چیز ہی ایسی ہے کہ اس کی طرف بے فکرے اور اوباش قسم کے لوگ متوجہ نہیں ہو سکتے تھے۔ وہی لوگ متوجہ ہو سکتے تھے جن کے اندر نیکی اور شرافت کا جوہر موجود ہو۔ چنانچہ تاریخ کی شہادت بھی یہی ہے کہ قرآن کی دعوت نے عربوں میں سے ان لوگوں کو اپیل کیا جو سنجیدہ اور معقول تھے اور اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو جذب کیا کہ جو متقی اور خدا ترس تھے۔ دوسرا تقویٰ وہ ہے جو قرآن کی پیروی کے نتیجے اور ثمر کے طور پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بھی کئی درجے ہیں۔ لیکن یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں ہے۔ یہاں ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ 'ھدی للمتقین' میں تو اس تقویٰ کی طرف اشارہ ہے جو قرآن سے فائدہ اٹھانے کے لیے ایک شرط ضروری ہے۔ لیکن اس کے بعد 'الذین یومنون بالغیب' سے لے کر 'وبالاخرۃ ھم یوقنون' تک ان متقین کی صفات بیان ہوئی ہیں، وہ اس تقویٰ کا نتیجہ ہے جو قرآن کی پیروی سے پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ سوال: متقین کی پہلی تعریف یہ کی گئی ہے کہ وہ ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ ایمان بالغیب کے متعلق عام خیال تو یہ ہے کہ یہ محض عامیانہ تقلید یا وہمی پن یا خوش عقیدگی سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ قرآن اپنی تاثیر کا جوہر صرف انھی پر دکھا سکتا ہے جو وہمی اور خوش عقیدہ قسم کے لوگ ہوں، سوچنے سمجھنے اور غور و فکر سے کام لینے والوں پر اس کا بیان یا استدلال کارگر نہیں ہو سکتا۔

جواب: ایمان بالغیب ضعیف الاعتقادی یا وہمی پن کا ثبوت نہیں فراہم کرتا، بلکہ انسان کے عقلی اور روحانی ہستی ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ اور قرآن نے اسی پہلو سے اس چیز کا یہاں ذکر بھی کیا ہے۔ ایک تو وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی تمام تگ و دو صرف محسوسات تک ہی محدود ہوتی ہے، اس سے آگے کے لیے نہ ان کے اندر کوئی رغبت ہی ہوتی ہے اور نہ وہ اس سے آگے جانے کی کوئی کوشش کرتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے نزدیک حقیقی قدر و قیمت محسوسات یا مادیات کی نہیں، بلکہ عقل اور اس کے ادراکات کی ہوتی ہے اسی چیز کو وہ حیوان اور انسان کے درمیان فرق کرنے والی مانتے ہیں۔ قرآن نے اسی گروہ کی طرف یہاں 'یومنون بالغیب' کے الفاظ سے اشارہ کیا ہے۔ اس کے نزدیک یہی گروہ ہے جو اس کی بلندیوں کا ساتھ دے سکتا ہے۔ پہلے گروہ کو تو اس نے چوپایوں سے تشبیہ دی ہے، بلکہ ان کو چوپایوں سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔ فرمایا ہے: 'ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا' (فرقان۔ ۴۴)۔ (کیا تم گمان کرتے ہو کہ ان میں سے اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں، یہ تو بالکل چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے)۔ بس غیب میں رہتے ہوئے ایمان لانے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ محض محسوسات کے غلام اور مادیات کے پرستار نہیں ہیں، بلکہ وہ عقل کی رہنمائی میں چلتے ہیں اور جو باتیں عقل سے ثابت ہیں یا فطرت جن کی گواہی دیتی ہے، ان کو وہ تسلیم کرتے ہیں اور ان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اپنی جن محسوس اور مادی راحتوں اور لذتوں کو قربان کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے ان کو بے دریغ قربان کر دیتے ہیں۔

۴۔ سوال: یہاں متقین کی چند صفات بھی گنائی گئی ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ ایمان بالغیب لاتے ہیں، وہ نماز قائم کرتے ہیں، وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، وہ خدا کی اتاری ہوئی ہر کتاب پر ایمان لاتے ہیں، وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر وہ یہ سارے کام کر رہے ہیں تو اس کے بعد وہ کون سی ہدایت ہے جس کے یہ محتاج رہتے ہیں اور جو یہ کتاب فراہم کرتی ہے؟ کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایت ان چیزوں سے بالاتر کسی چیز کا نام ہے جس کا ان سارے کاموں کے کرنے کے بعد بھی آدمی محتاج ہی رہ جاتا ہے؟

جواب: چوتھے سوال کا جواب اگرچہ دوسرے سوال کے ضمن میں ایک حد تک آ گیا ہے، لیکن ہم اس کو بھی مزید واضح کیے دیتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ملحوظ رکھنے کی ہے کہ متقین کے بعد متقین کی جو صفات بیان ہوئی ہیں ان کی حیثیت توضیحی صفات کی ہے۔ یعنی اس لفظ کے جو مصداق اس زمانے میں قرآن کے سامنے تھے، قرآن نے بطور مثال ان کی طرف انگلی اٹھا دی ہے کہ یہ لوگ ہیں جن کے اندر تقویٰ موجود تھا، چنانچہ دیکھ لو، انھوں نے مجھ سے فائدہ اٹھایا۔ ان صفات کو آپ اس معنی میں نہ لیں کہ یہ سب قرآن سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے ابتدائی شرائط کی حیثیت رکھتی ہیں، بلکہ ان کی حیثیت قرآن کی پیروی کے ثمرات و برکات کی ہے۔ دوسری حقیقت یہ ہے کہ قرآن کو جس چیز نے 'ھدی' کہا ہے، وہ بہرحال ظاہری اعمال وعقائد سے ایک بالاتر حقیقت ہے۔ اعمال وعقائد یا تو اس 'ھدی' کے ثمرات و برکات ہیں یا اس کے حصول کے اسباب و ذرائع، وہ بعینہٖ 'ھدی' نہیں ہیں۔ اعمال وعقائد میں آدمی کا اہتمام اور انہماک جتنا بڑھتا جائے گا اتنا ہی اس کے لیے 'ھدی' میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ چنانچہ فرمایا ہے: 'والذین اھتدوا زادھم ھدی' (محمد۔۱۷)۔ (جو ہدایت کی راہ اختیار کرتے ہیں، خدا ان کی ہدایت میں اضافہ کرتا ہے)۔

۵۔ سوال: یہاں ایمان کے بعد عملی نیکیوں میں سے صرف دو ہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک نماز کا، دوسرے انفاق کا۔ آخر ان کی اہمیت کا وہ کیا خاص پہلو ہے جس کی وجہ سے ان کا ذکر کیا گیا ہے اور دوسری کسی نیکی کا ذکر نہیں کیا گیا؟

جواب: قرآن کے تدبر سے یہ بات صاف واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں بنیادی نیکیوں کی حیثیت نماز اور زکوٰۃ کو حاصل ہے۔ دوسری نیکیاں انھی دو بڑی نیکیوں کے تحت ہیں، بلکہ انھی سے پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ قرآن میں بے شمار مقامات میں ان دونوں کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ ان کا ذکر آ گیا تو گویا سب کا ذکر آ گیا۔ مثلاً 'فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین' (توبہ۔۱۱)۔ (پس اگر وہ توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمھارے دینی بھائی بن گئے) حضرت اسماعیلؑ کی تعریف میں فرمایا ہے: 'کان یامر اھلہ بالصلوۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیا' (مریم۔۵۵)۔ (اور وہ اپنے کنبے کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھا)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی منقول ہے: 'واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا' (مریم۔۳۱)۔ (اور اس نے مجھے نماز اور روزہ کی ہدایت کی جب تک جیوں)۔ مذکورہ بالا آیات میں اگرچہ ذکر نماز اور زکوٰۃ ہی کا ہے، لیکن ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ صرف یہی دو چیزیں مراد نہیں ہیں بلکہ دوسری نیکیاں بھی مراد ہیں، لیکن ان ساری نیکیوں کی جڑ چونکہ یہ دونوں چیزیں ہیں تو جب جڑ کا ذکر آ گیا تو شاخوں کا ذکر خود بخود ہو گیا۔ ان دونوں چیزوں کی حقیقت پر غور کیجیے تو معلوم ہو گا کہ فی الواقع دین میں ان کی یہ حیثیت ہونی بھی چاہیے۔ ایک آدمی کے اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جانے کے لیے جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ایک طرف وہ اپنے رب سے ٹھیک ٹھیک جڑ جائے اور دوسری طرف خلق سے اس کا تعلق صحیح بنیاد پر قائم ہو جائے؟ نماز انسان کو خدا سے صحیح طور پر جوڑ دیتی ہے اور انفاق سے خلق کے ساتھ اس کا تعلق بالکل صحیح بنیاد پر استوار ہو جاتا ہے۔ انھی دو نیکیوں پر تمام دین و شریعت کا مدار ہے اور ان کا بنیادی نیکیاں ہونا صرف قرآن ہی سے واضح نہیں ہوتا، بلکہ تورات، انجیل اور تمام انبیا کے صحیفوں میں بھی ان کی یہی حیثیت ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، دہلی، ج۱، ص۱۰۰، ۱۰۵)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (6) خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (7)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراجم

۱۔اور وہ جو منکر ہوئے، برابر ہے توان کو ڈراوے یا نہ ڈراوے، وہ نہ مانیں گے(۶) مہر کردی اللہ نے ان کے دل پر، اور ان کے کان پر۔اور ان کی آنکھوں پر ہے پردہ۔اور ان کو بڑی مار ہے(۷)۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔بے شک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہ لاویں گے(۶) بند لگا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے سزا بڑی ہے (۷)۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انھیں برابر ہے، چاہے تم انھیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ، وہ ایمان لانے کے نہیں(۶) اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کردی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے۔اور ان کے لیے بڑا عذاب(۷)۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔کافروں کو آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے، یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے(۶) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کردی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے، اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے(۷)۔(مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔جن لوگوں نے (ان باتوں کو تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا، ان کے لیے یکساں ہے، خواہ تم انھیں خبردار کرو یا نہ کرو، بہر حال وہ ماننے والے نہیں ہیں(۶) اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے۔وہ سخت سزا کے مستحق ہیں(۷)۔(مولانا مودودیؒ)

۶۔جن لوگوں نے کفر کیا، ان کے لیے یکساں ہے: انھیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ، وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں(۶) اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے۔اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔اور ان کے لیے عذابِ عظیم(۷)۔(مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔(اِس کے برخلاف) جن لوگوں نے (اِس کتاب کو) نہ ماننے کا فیصلہ کر لیا ہے، اُن کے لیے برابر ہے، تم اُنھیں خبردار کرو یا نہ کرو، وہ نہ مانیں گے(۶) اُن کے دلوں اور کانوں پر (اب) اللہ نے (اپنے قانون کے مطابق) مہر لگا دی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے۔اور (قیامت کے دن) ایک بڑا عذاب ہے جو اُن کے لیے منتظر ہے(۷)۔(محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

کفر کی تعریف

''کفر کے لفظی معنی چھپانے کے ہیں، ناشکری کو بھی کفر اس لیے کہتے ہیں کہ محسن کے احسان کو چھپانا ہے، اصطلاح شریعت میں جن چیزوں پر ایمان لانا فرض ہے ان میں سے کسی چیز کے انکار کا نام کفر ہے، جو شخص نبی کریمؐ کی ان تعلیمات میں سے جن کا ثبوت یقینی اور قطعی ہے کسی ایک کو بھی حق نہ سمجھے اور اس کی تصدیق نہ کرے، وہ کافر کہلائے گا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۱۷)

کفر کی حقیقت

''کفر کے معنی لغت میں ڈھانکنے اور چھپانے کے ہیں، قرآن میں یہ لفظ شکر کے ضد کی حیثیت سے بھی استعمال ہوا ہے اور ایمان کے ضد کی حیثیت سے بھی۔موقع کلام کا تقاضا یہ ہے کہ 'الذین کفروا' سے مراد یہاں انکار کرنے والوں کا کوئی مخصوص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گروہ مراد ہو۔ ہمارے نزدیک اس سے مراد قریش، اہل کتاب اور منافقین کے وہ لیڈر اور سردار ہیں جن پر قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت پوری طرح واضح ہو چکی تھی، لیکن اس وضاحت کے باوجود وہ محض ضد، ہٹ دھرمی، انانیت اور حسد و تکبر کے سبب سے مخالفت کر رہے تھے۔ سلف سے اس آیت کی تاویل میں جو اقوال منقول ہیں ان سے بھی ہمارے خیال کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس کے نزدیک اس سے اہل کتاب کے وہ ہٹ دھرم لوگ مراد ہیں جو ان تمام پیشگوئیوں کو جھٹلا چکے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان کے صحیفوں میں موجود تھیں۔ اور اس طرح سے انھوں نے اس عہد کو توڑ دیا تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان سے آخری نبی سے متعلق لیا تھا۔ ربیع بن انس کے نزدیک اس سے ان مختلف پارٹیوں کے لیڈر مراد ہیں جو اسلام کی مخالفت میں پیش پیش تھیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، دہلی، ج ۱، ص ۱۰۶)

انذار کے معنی

''لفظ انذار، ایسی خبر دینا جس سے خوف پیدا ہو، اردو میں اس کا ترجمہ ڈرانے سے کیا جاتا ہے، مگر درحقیقت مطلقاً ڈرانے کو انذار نہیں کہتے بلکہ ایسا ڈرانا جو شفقت و رحمت کی بنا پر ہو جیسے اولاد کو آگ سے، سانپ، بچھو اور درندوں سے ڈرایا جاتا ہے۔ اس لیے جو ڈاکو، چور، ظالم کسی انسان کو دھمکاتے ڈراتے ہیں اس کو انذار اور ان لوگوں کو نذیر نہیں کہا جاتا۔ انبیا علیہم السلام کو خصوصیت سے نذیر کا لقب اس لیے دیا جاتا ہے کہ وہ از راہ شفقت آیندہ آنے والے مصائب سے ڈراتے ہیں۔ اسی طرح مصلح، مبلغ کے لیے ضروری ہے کہ مخاطب کی خیر خواہی کے ساتھ ہمدردی سے گفتگو کرے، محض ایک کلمہ پہنچا دینا مقصود نہ ہو۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۱۷)

انذار کی حقیقت

''انذار ہو یا تبشیر دونوں کی حقیقت ان قدرتی نتائج سے آگاہ کرنا ہے جو ایمان یا کفر کے اندر مضمر ہیں۔ جس طرح ایک طبیب اپنے زیر علاج مریض کو دوا اور پرہیز کے فوائد اور بدپرہیزی اور مرض سے غفلت کے نتائج سے آگاہ کرتا ہے اسی طرح پیغمبر بھی اپنی قوم کو اپنی دعوت کے ماننے اور نہ ماننے کے فوائد اور نتائج سے آگاہ کرتا ہے۔ پیغمبر کو چونکہ اخلاقی اقدار کے ثمرات و نتائج کا اچھی طرح علم ہوتا ہے اس وجہ سے وہ لوگوں کو ان سے آگاہ کرتا ہے اور اسی انداز بیان سے آگاہ کرتا ہے جو انداز بیان اس کے علم و یقین کے شایان شان ہوتا ہے۔ اس چیز کو قرآن انذار کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔ لوگ اس بات سے تو واقف ہوتے ہیں کہ سنکھیا کھانے سے آدمی مر جایا کرتا ہے، لیکن یہ حقیقت ان کی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے کہ کفر، نفاق اور جھوٹ سے بھی انسان ہلاک ہو جایا کرتا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، دہلی، ج ۱، ص ۱۰۹)

'ختم' کا مفہوم

''ختم کے معنی عربی زبان میں موم یا مٹی یا کسی اسی طرح کی چیز پر ٹھپہ لگانے کے ہیں۔ یہیں سے یہ لفظ خط پر مہر لگانے اور کسی چیز کے منہ کو اس طرح بند کرنے کے لیے استعمال ہونے لگا جس کے بعد نہ اس میں کوئی چیز داخل ہو سکے اور نہ کوئی چیز اس سے نکل سکے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، دہلی، ج ۱، ص ۱۱۰)

کہا مہر اللہ لگاتا ہے؟

''قرآن مجید میں بعض جگہ جب اللہ تعالیٰ کسی فعل کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے تو اس سے مقصود اس فعل کو اپنی طرف منسوب کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس قانون یا اس سنت کو اپنی طرف منسوب کرنا ہوتا ہے جس قانون اور سنت کی تحت وہ فعل ظہور میں آتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔دلوں پر مہر لگانے کے فعل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے، لیکن مقصود اس سے، اس سنت اللہ کی اپنی طرف نسبت ہے جو اس نے ہدایت وضلالت کے لیے جاری کر رکھی ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، دہلی، ج ا،ص ۱۱۰)

ختم قلوب کا قانون اور سنت الٰہی

"ختم سے مراد ظاہری ختم نہیں ہے، بلکہ ختم معنوی مراد ہے۔ جہاں تک ظاہری چیزوں کے دیکھنے، سننے اور سمجھنے کا تعلق ہے، یہ لوگ ان کو دیکھتے، سنتے اور سمجھتے ہیں، لیکن ظواہر ومحسوسات کے پس پردہ جو حقائق ہیں ان کی طرف نہ تو یہ خود متوجہ ہوتے ہیں اور نہ کسی دوسرے توجہ دلانے والے کی بات پر کان دھرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس ختم قلوب سے یہ مراد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ان کی ماؤں کے پیٹوں ہی سے ان کے دلوں پر ٹھپے لگا کر پیدا کیا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے اپنی بداعمالیوں سے اپنے آپ کو اس قدر بگاڑ لیا ہے کہ ان کے دل پیغمبر کی بات سننے اور سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو گئے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے اس نے تو ہر انسان کو اچھی صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے، اس کو نیکی اور بدی کا امتیاز بخشا ہے اور ساتھ ہی انسان کو آزاد چھوڑا ہے کہ وہ چاہے تو نیکی کا راستہ اختیار کرے چاہے بدی کا۔ یہی اختیاری نیکی یا بدی ہے جو اس کی فطری صلاحیتوں کو بگاڑنے یا بنانے میں اصل دخل رکھتی ہے۔ اگر انسان نیکی اور بھلائی کی راہ اختیار کرتا ہے تو اس سے اس کی فطری صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو نیکی کی راہ میں ترقی کی توفیق ملتی ہے۔ اور اگر وہ خواہشات نفس کے پیچھے لگ کر بدی کے راستے پر چل پڑتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ اس کا دل برائی کا رنگ پکڑنا شروع کر دیتا ہے یہاں تک کہ یہ رنگ اس پر اس قدر غالب ہو جاتا ہے کہ پھر اس کے اندر نیکی کی کوئی رمق ہی نہیں رہ جاتی۔ یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے قانون کے تحت آدمی کے دل پر مہر لگ جاتی ہے یعنی اس کا مذاق طبیعت اس قدر بگڑ جاتا ہے کہ اس کی ساری دلچسپی صرف بدی ہی کے کاموں سے باقی رہ جاتی ہے، نیکی کے کام کرنا تو الگ رہا نیکی کی باتیں سننے سے بھی اس کو وحشت ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں یہ بات بار بار بیان ہوئی ہے کہ آدمی کے دل پر مہر اس کے گناہوں کی پاداش میں لگتی ہے۔ 'اولم یھد للذین یرثون الارض من بعد اھلھا ان لو نشاء اصبنھم بذنوبھم و نطبع علی قلوبھم فھم لا یسمعون' (اعراف۔۱۰۰)۔ "کیا ان لوگوں کو جو اگلوں کے بعد اس زمین کے وارث ہوئے اس بات سے کوئی سبق حاصل نہیں ہوتا کہ اگر ہم چاہتے تو ان کے گناہوں کی پاداش میں ان پر بھی آفت لاتے اور ان کے دلوں پر مہر کر دیتے پس وہ سننے سمجھنے سے رہ جاتے۔"

چنانچہ یہ واضح ہوا کہ:

ا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کے ماں کے پیٹ سے اس کے دل پر مہر کر کے نہیں بھیجتا، بلکہ یہ مہر جس کے دل پر بھی لگتی ہے اس کے گناہوں کے قدرتی نتیجہ کے طور پر لگتی ہے۔

۲۔ ہر درجہ کا گناہ وہ چیز نہیں ہے کہ جس کے نتیجہ میں کسی کے دل پر مہر لگ جایا کرتی ہے بلکہ کوئی فرد یا کوئی گروہ جب حق کو حق سمجھتے ہوئے، اپنے دل کی گواہی کے بالکل خلاف محض ضد، نفسانیت اور ہٹ دھرمی کے سبب سے اس کی مخالفت کرتا ہے اور اس مخالفت پر جم جاتا ہے تب اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔

۳۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کی مطلق مشیت کا بیان ہوا ہے۔ اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ اس کی مشیت کو اس کے سوا کوئی دوسرا روک نہیں سکتا، یہ معنی نہیں ہیں کہ اس کی مشیت سرے سے کسی عدل وحکمت کی پابند ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ عادل اور حکیم ہے، اس کا کوئی کام بھی عدل اور حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اس وجہ سے جہاں کہیں بھی اس نے اپنی مشیت کو بیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے، اس کو اس قانون عدل وحکمت کے تحت ہی سمجھنا چاہیے جس کے تحت اس نے اس دنیا کے نظام کو چلانا پسند فرمایا ہے۔ یہ خیال کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے کہ اپنی جو سنت اس نے خود جاری کی ہے اور جس قانون عدل کو اس نے خود پسند فرمایا ہے، اپنی مشیت کے زور سے خود ہی اس کو توڑ دے گا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے، گمراہ کرتا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس ہدایت وضلالت کے لیے اس نے عدل وحکمت کا کوئی ضابطہ سرے سے مقرر ہی نہیں کیا ہے، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ ہدایت وضلالت اس سنت کے مطابق واقع ہوتی ہے جو اس نے ہدایت وضلالت کے لیے مقرر کر رکھی ہے اور کوئی دوسرا اس سنت کے توڑنے یا بدلنے پر قادر نہیں ہے۔

۴۔ قرآن مجید میں بعض افعال اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمائے ہیں، لیکن اس سے اصل مقصود ان افعال کی نسبت نہیں ہے، بلکہ ان ضابطوں اور ان قوانین کی نسبت ہے جن کے تحت وہ افعال واقع ہوئے ہیں چونکہ وہ ضابطے اور قاعدے خود اللہ تعالیٰ ہی کے ٹھیرائے ہوئے ہیں، اس وجہ سے کہیں کہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے تحت واقع ہونے والے افعال کو بھی اپنی طرف منسوب کر دیا ہے، مثلاً فرمایا کہ فلما زاغوا ازاغ اللّٰہ قلوبھم '(جب وہ کج ہو گئے تو اللہ نے ان کے دل کج کر دیے)۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، دہلی، ج۱، ص۱۱۱)

جبر کی حقیقت

''ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس مخصوص گروہ کی نفسیاتی حالت کا تجزیہ کیا ہے جو محض تعصب اور ہٹ دھری کے باعث دانستہ کفر کی راہ میں دوڑے چلے جا رہے تھے۔ اس موقع پر بعض لوگ بلاوجہ جبر وقدر کی بحث چھیڑ دیا کرتے ہیں۔ جبر انسان کی بے بسی کی وہ حالت ہے جس میں وہ کسی بات کے کرنے پر مجبور ہو اور اسے چھوڑ کر کوئی دوسری چیز اختیار کرنے پر قادر نہ ہو۔ (جب کہ حقیقت میں انسان دنیا میں ایسے ہے نہیں، پھر جبر کی بحث کا کیا جواز ہے؟) دلوں کانوں پر مہر کا مطلب اصل میں وہ نتیجہ اور اثر ہے جو انسان کے اعمال پیدا کرتے ہیں۔ اگر انسان جسمانی صحت کے اصولوں کو لگاتار توڑتا رہے تو اس کا بلا نوش معدہ جو ہر چیز ہضم کر لیا کرتا تھا کیا غذا ہضم کرنے سے معذور نہیں ہو جاتا؟ کیا اس کا جگر خون پیدا کرنا نہیں چھوڑ دیتا؟ اگر ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہے تو روحانی صحت کے بھی چند اصول ہیں جن کی پابندی سے روحانی قوتیں نشو ونما پاتی ہیں اور جن کی پیہم خلاف ورزی سے وہ قوتیں ناکارہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اسی کیفیت کا اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ذکر فرمایا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ پہلے ہی انھیں ہوش وفہم سے محروم کر دیا گیا تھا تاکہ وہ حق کو سمجھ ہی نہ سکیں۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج۱، ص۳۴)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (8) يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (9) فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (10) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (11) اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (12) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ (13) وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ (14) اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (15) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (16)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراجم

۱۔اور ایک لوگ وہ ہیں، جو کہتے ہیں، ہم یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر، اور ان کو یقین نہیں (۸) دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے، اور ایمان والوں سے۔ اور کسی کو دغا نہیں دیتے، مگر آپ کو۔ اور نہیں بوجھتے (۹) ان کے دل میں آزار ہے، پھر زیادہ دیا اللہ نے ان کو آزار۔ اور ان کو دکھ کی مار ہے۔ اس پر کہ جھوٹ کہتے تھے (۱۰) اور جب کہیے ان کو، فساد نہ ڈالو ملک میں۔ کہیں، ہمارا کام تو سنوار ہے (۱۱) سن رکھو! وہی ہیں بگاڑنے والے، پر نہیں سمجھتے (۱۲) اور جب کہیے ان کو، ایمان میں آؤ، جس طرح ایمان میں آئے سب لوگ۔ کہیں، کیا ہم اس طرح مسلمان ہوں جیسے مسلمان ہوئے بے وقوف؟ سنتا ہے، وہی ہیں بے وقوف، پر نہیں جانتے (۱۳) اور جب ملاقات کریں مسلمانوں سے، کہیں، ہم مسلمان ہوئے۔ اور جب اکیلے جاویں اپنے شیطانوں پاس، کہیں، ہم ساتھ ہیں تمھارے، ہم تو ہنسی کرتے ہیں (۱۴) اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے، اور بڑھاتا ہے ان کو ان کی شرارت میں بہکے ہوئے (۱۵) وہی ہیں، جنھوں نے خریدی راہ کے بدلے گمراہی۔ سو نفع نہ لائی ان کی سوداگری، اور نہ راہ پائے (۱۶)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اور ان لوگوں میں سے بعضے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں (۸) چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں۔ اور واقع میں کسی کے ساتھ بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی ذات کے اور وہ اس کا شعور نہیں رکھتے (۹) ان کے دلوں میں بڑا مرض ہے سو اور بھی بڑھا دیا اللہ نے ان کو مرض اور ان کے لیے سزائے دردناک ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے (۱۰) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ فساد مت کرو زمین میں تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح ہی کرنے والے ہیں (۱۱) یاد رکھو بے شک یہی لوگ مفسد ہیں، لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے (۱۲) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایسا ہی ایمان لے آؤ جیسا ایمان لائے ہیں اور لوگ، تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لاویں گے جیسا ایمان لائے ہیں بیوقوف۔ یاد رکھو بے شک یہی ہیں بے وقوف، لیکن وہ اس کا علم نہیں رکھتے (۱۳) اور جب ملتے ہیں وہ (منافقین) ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب خلوت میں پہنچتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس تو کہتے ہیں کہ ہم بے شک تمھارے ساتھ ہیں ہم تو صرف استہزاء کیا کرتے ہیں (۱۴) اللہ تعالیٰ بھی استہزاء کر رہے ہیں ان کے ساتھ اور ڈھیل دیتے چلے جاتے ہیں ان کو، کہ وہ اپنی سرکشی میں حیران و سرگرداں ہو رہے ہیں (۱۵) یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے گمراہی لے لی بجائے ہدایت کے تو سودمند نہ ہوئی ان کی یہ تجارت اور نہ یہ ٹھیک طریقہ پر چلے (۱۶)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں (۸) فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انھیں شعور نہیں (۹) ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، بدلا ان کے جھوٹ کا (۱۰) اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو۔ تو کہتے ہیں کہ ہم تو سنوارنے والے ہیں (۱۱) سنتا ہے، وہی فسادی ہیں، مگر انھیں شعور نہیں (۱۲) اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کہ ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے، وہی احمق ہیں، مگر جانتے نہیں (۱۳) اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمھارے ساتھ ہیں، ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں (۱۴) اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) اور انھیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں (۱۵) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے (۱۶)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں (۸) وہ اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں (۹) ان کے دلوں میں بیماری تھی اللہ تعالیٰ نے انھیں بیماری میں مزید بڑھا دیا اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۰) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں (۱۱) خبردار ہو یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں، لیکن شعور (سمجھ) نہیں (۱۲) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (یعنی صحابہؓ) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بیوقوف لائے ہیں۔خبردار ہو جاؤ یقیناً یہی بے وقوف ہیں لیکن جانتے نہیں (۱۳) اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہیں ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں (۱۴) اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے اور انھیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھا دیتا ہے (۱۵) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خرید لیا پس نہ تو ان کی تجارت نے ان کو فائدہ پہنچایا اور نہ یہ ہدایت والے ہوئے (۱۶)۔(مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں، حالانکہ درحقیقت وہ مومن نہیں ہیں (۸) وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکا بازی کر رہے ہیں، مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انھیں اس کا شعور نہیں ہے (۹) ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ نے اور زیادہ بڑھا دیا، اور جو جھوٹ وہ بولتے ہیں، اس کی پاداش میں ان کے لیے دردناک سزا ہے (۱۰) جب کبھی ان سے کہا گیا کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو، تو انھوں نے یہی کہا کہ ”ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں“ (۱۱)___ خبردار، حقیقت میں یہی لوگ مفسد ہیں مگر انھیں شعور نہیں ہے (۱۲) اور جب ان سے کہا گیا کہ جس طرح دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں اسی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو انھوں نے یہی جواب دیا کہ ”کیا ہم بیوقوفوں کی طرح ایمان لائیں؟“___ خبردار، حقیقت میں تو یہ خود بیوقوف ہیں، مگر یہ جانتے نہیں ہیں (۱۳) جب یہ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں، اور جب علیحدگی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ اصل میں تو ہم تمھارے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے محض مذاق کر رہے ہیں (۱۴)___اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے، وہ ان کی رسی دراز کیے جاتا ہے، اور یہ اپنی سرکشی میں اندھوں کی طرح بھٹکتے چلے جاتے ہیں (۱۵) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے، مگر یہ سودا ان کے لیے نفع بخش نہیں ہے اور یہ ہرگز صحیح راستے پر نہیں ہیں (۱۶)۔(مولانا مودودیؒ)

۶۔اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں (۸) یہ لوگ اللہ کو اور ایمان لانے والوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں حالانکہ یہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکا دے رہے ہیں اور اس کا احساس نہیں کر رہے ہیں (۹) ان کے دلوں میں روگ تھا تو اللہ نے ان کے روگ کو بڑھا دیا۔اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے رہے ہیں (۱۰) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پیدا کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے لوگ ہیں (۱۱) آگاہ رہو کہ یہی لوگ فساد برپا کرنے والے ہیں، لیکن یہ محسوس نہیں کر رہے ہیں (۱۲) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس طرح ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں: کیا ہم اس طرح ایمان لائیں جس طرح بے وقوف لوگ ایمان لائے ہیں؟ آگاہ رہو کہ بے وقوف یہی لوگ ہیں، لیکن یہ جانتے نہیں (۱۳) اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم تو ایمان لائے ہوئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں (کی مجلسوں) میں پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم تو آپ لوگوں کے ساتھ ہیں، ہم تو ان لوگوں سے محض مذاق کرتے ہیں (۱۴) اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے اور ان کو ان کی سرکشی میں ڈھیل دیے جا رہا ہے، یہ بھٹکتے پھر رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں(۱۵) یہی لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی تو ان کی تجارت ان کے لیے نفع بخش نہ ہوئی اور یہ ہدایت پانے والے نہ بنے(۱۶)۔(مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔اور انھی لوگوں میں وہ (منافقین یہود) بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کو مانا ہے اور قیامت کے دن کو مانا ہے، دراں حالیکہ وہ اصلاً ان میں سے کسی چیز کو بھی نہیں مانتے (۸) وہ اللہ اور اہل ایمان، دونوں کو فریب دینا چاہتے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ اپنے آپ ہی کو فریب دے رہے ہیں، لیکن اِس کا شعور نہیں رکھتے (۹) اِن کے دلوں میں (حسد کی) بیماری تھی تو اللہ نے (اب) اِن کی اِس بیماری کو اور بڑھا دیا ہے، اور اِن کے اِس جرم کی پاداش میں کہ یہ جھوٹ بولتے رہے ہیں، اِن کے لیے ایک بڑا دردناک عذاب ہے(۱۰) اور جب اِن سے کہا جاتا ہے کہ (اپنے اِس رویے سے) تم اِس سرزمین میں فساد پیدا نہ کرو تو جواب میں کہتے ہیں کہ ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں(۱۱) خبردار، یہی فسادی ہیں، لیکن اِس کا احساس نہیں کر رہے(۱۲) اور جب اِن سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی اُسی طرح ایمان لاؤ، جس طرح (تمھارے سامنے) یہ لوگ ایمان لائے ہیں تو (بڑے تکبر سے) کہتے ہیں کہ ہم کیا اِن احمقوں کی طرح ایمان لائیں؟ سن لو، یہی احمق ہیں، لیکن نہیں جانتے (۱۳) اور جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے مان لیا اور جب علیحدگی میں اپنے شیطانوں کے پاس پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں، ہم تو مذاق کر رہے تھے(۱۴) اللہ اِن سے مذاق کر رہا ہے اور اِن کی سرکشی میں اِن کی رسی (اپنے قانون کے مطابق) دراز کیے جاتا ہے، اِس طرح کہ یہ بھٹکتے پھر رہے ہیں(۱۵) یہی ہیں جنھوں نے ہدایت پر ضلالت کو ترجیح دی تو اِن کا یہ سودا اِن کے لیے کچھ بھی نفع بخش نہ ہوا اور نہ یہ کوئی راستہ کہیں پا سکے ہیں(۱۶)۔(محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

'من الناس' میں 'الناس' سے مراد

'الناس' سے مراد یہود

''من الناس میں 'النا س' کا لفظ اگرچہ عام ہے، لیکن قرینہ دلیل ہے کہ یہاں اس عام سے ایک خاص گروہ مراد ہے اور وہ گروہ ہے یہود کا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج۱، ص۱۸)

'الناس' سے مراد منافقین یہود

''اس سے مراد وہ منافقین یہود ہیں جو اسلام کی کھلی مخالفت کے بجائے اس کے اور یہودیت کے درمیان ایک قسم کے سمجھوتے کی خواہش رکھتے تھے۔ ان کی مخالفت مصلحت اندیشی اور مصالحت پسندی کے پردے میں چھپی ہوئی تھی۔ ان کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ جس حد تک اپنے آبائی طریقے پر قائم رہتے ہوئے اسلام سے موافقت پیدا کی جاسکتی ہے کی جائے چنانچہ اللہ اور آخرت پر ایمان کو مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے اور ان سے یہ چاہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ اپنے لیے بے شک پیغمبر مانیں، لیکن یہود کے لیے آپ کو اپنا پیغمبر ماننے کا مطالبہ وہ ان سے نہ کریں۔ اور اتنے پر ہی اکتفا کرتے ہوئے دین داری اور خدا پرستی کا ایک مقام ان کے لیے بھی تسلیم کرنے پر راضی ہو جائیں۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح کفر وایمان کی جو کشمکش یثرب میں پیدا کر دی گئی ہے، اس کا خاتمہ ہو جائے گا اور دونوں فریق امن وسلامتی کے ساتھ وہاں رہ سکیں گے۔ اسی لحاظ سے یہ اپنے اس طرز عمل کو اصلاح کرنے کی کوشش سے تعبیر کرتے تھے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، جنوری ۱۹۹۹ء ص۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

'الناس' سے مراد منافقین

''یہ تیرہ آیتیں منافقین کے حال و مثال پر مشتمل ہیں، ان میں بہت سے احکام و مسائل اور اہم ہدایات بھی ہیں۔'' (معارف، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۱۳۶)

'من الناس' سے استنباط، بشر کہنا بے ادبی ہے

''من الناس فرمانے میں لطیف رمزیہ ہے کہ یہ گروہ صفات و انسانی کمالات سے ایسا عاری ہے کہ اس کا ذکر کسی وصف و خوبی کے ساتھ نہیں کیا جاتا، یوں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی آدمی ہیں۔ مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے، اس لیے قرآن پاک میں جابجا انبیا کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا اور درحقیقت انبیا کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۴)

یخدعون اللہ

خدع اور مخادعت کا مفہوم

''مخادعت کے معنی ہیں دھوکا دینے کی کوشش کرنا، عام اس سے کہ وہ دھوکا کامیاب ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ یہاں مخادعت کا لفظ بھی استعمال فرمایا ہے اور خدع کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے، جہاں لفظ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے وہاں تو مخادعت استعمال ہوا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینے کی خواہش تو کوئی شخص اپنی حماقت کے سبب سے کر سکتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اس کو دھوکا دے نہیں سکتا۔ برعکس اس کے خود ان کے لیے خدع کا لفظ استعمال ہوا ہے کیوں کہ جو شخص خدا کو دھوکا دینے کا ارادہ کرتا ہے وہ اپنی اس کوشش میں ناکام رہتا ہے، لیکن خود اپنے آپ کو وہ ضرور دھوکے میں ڈال دیتا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج ا، ص ۱۱۸)

'فی قلوبھم مرض' میں مرض سے مراد حسد ہے

''مرض کا لفظ قرآن میں عموماً دو معنوں میں استعمال ہوا ہے ایک کینہ اور حسد کے معنی میں، دوسرے نفاق کے معنی میں۔ جن مقامات میں یہ لفظ نفاق کے ساتھ استعمال ہوا ہے وہاں تو یہ واضح طور پر کینہ اور حسد کے معنی میں ہے۔ لیکن جن مقامات پر یہ تنہا استعمال ہوا ہے وہاں یا تو دونوں معانی اس کے اندر جمع ہیں یا قرینہ اس کے دونوں معانی میں سے کسی ایک معنی کو متعین کرتا ہے۔ یہاں واضح قرینہ اس بات کا موجود ہے کہ اس سے مراد حسد ہے کیوں کہ یہاں جس گروہ کا بیان ہے آگے چل کر واضح ہوگا کہ یہ یہود ہی کے اندر کا ایک گروہ ہے اور یہود کو نبیؐ اور آپ پر ایمان لانے والوں سے جو حسد تھا وہ معلوم و مشہور ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۱۱۹)

مرض سے مراد منافقت ہے

''بیماری سے مراد منافقت کی بیماری ہے اور اللہ کے اس بیماری میں اضافہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ منافقین کو ان کے نفاق کی سزا فوراً نہیں دیتا، بلکہ انھیں ڈھیل دیتا ہے اور اس ڈھیل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ منافق لوگ اپنی چالوں کو بظاہر کامیاب ہوتے دیکھ کر اور زیادہ منافق بنتے چلے جاتے ہیں۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ا، ص ۵۳)

مرض سے مراد مخفی کفر ہے

''اس آیت میں ان کے دلوں میں مخفی کفر کو مرض فرمایا گیا ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۱۲۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرض سے مراد عداوت، حسد اور غصہ ہے

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منافقین کے دل میں عداوت کے جو جذبات پرورش پا رہے تھے اور حسد اور غصہ کی جو چنگاریاں چیخ رہی تھیں ان کو قرآن نے مرض سے تعبیر فرمایا ہے۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج۱، ص۳۵)

مرض سے مراد بدعقیدگی ہے

''بدعقیدگی کو قلبی مرض فرمایا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ بدعقیدگی روحانی زندگی کے لیے تباہ کن ہے۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص۵)

لا تفسدوا فی الارض

فساد فی الارض کی حقیقت

''فساد فی الارض قرآن مجید کی ایک اصطلاح ہے جس کا مفہوم اس نظام حق کو بگاڑنا ہے یا اس کو بگاڑنے کی کوشش کرنا ہے جو اللہ واحد کی عبادت اور اس کے احکام و قوانین کی اطاعت پر مبنی ہوتا ہے اور جس کی دعوت انبیا علیہم السلام لے کر آتے ہیں۔ ہر وہ کوشش قرآن کے نزدیک فساد فی الارض کے حکم میں داخل ہے جو اس بگاڑ کا دروازہ کھولے اگرچہ یہ کوشش بہ ظاہر اصلاح کے نیک ارادے ہی کے ساتھ کیوں نہ کی جائے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۱۲۰)

فساد اصلاح کی ضد ہے

''فساد اصلاح کی ضد ہے۔ کفر و معصیت سے زمین میں فساد پھیلتا ہے اور اطاعت الٰہی سے امن و سکون ملتا ہے۔'' (احسن البیان، مکتبہ دار السلام، لاہور، ص۴)

فساد سے مراد مداہنت اور صلح کل بننا ہے

''کفار سے میل جول، ان کی خاطر دین میں مداہنت اور اہل باطل کے ساتھ تملق و چاپلوسی اور ان کی خوشی کے لیے صلح کل بن جانا اور اظہار حق سے باز رہنا شانِ منافق اور حرام ہے۔ اسی کو منافقین کا فساد فرمایا گیا۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص۵)

'کما آمن الناس' میں 'الناس' سے مراد صحابہ

''یہاں 'الناس' سے مراد وہ مسلمان ہیں جو نبیؐ پر ایمان لائے تھے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۱۲۰)

صحابہ کا ایمان کسوٹی

''اس میں لفظ ناس سے مراد باتفاق مفسرین صحابۂ کرام ہیں کیونکہ وہی حضرات ہیں جو نزول قرآن کے وقت ایمان لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی ایمان معتبر ہے جو صحابہ کرام کے ایمان کی طرح ہو۔ جن چیزوں میں جس کیفیت کے ساتھ ان کا ایمان ہے اسی طرح کا ایمان دوسروں کا ہوگا تو ایمان کہلائے گا۔ صحابہ کا ایمان ایک کسوٹی ہے جس پر باقی ساری امت کے ایمان کو پرکھا جائے گا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱، ص۱۳۵)

'الناس' سے مراد صحابہ یا مومنین

''یہاں 'الناس' سے یا صحابہ کرام مراد ہیں یا مومنین کیونکہ خدا شناسی فرمانبرداری و عاقبت اندیشی کی بدولت وہی انسان کہلانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مستحق ہیں۔" (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۵)

'آمنوا کما آمن الناس' سے استنباط

صالحین کا اتباع محمود و مطلوب ہے

"امنوا کما آمن سے ثابت ہوا کہ صالحین کا اتباع محمود و مطلوب ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ مذہب اہل سنت حق ہے کیونکہ اس میں صالحین کا اتباع ہے۔ باقی تمام فرقے صالحین سے منحرف ہیں لہٰذا گمراہ ہیں۔'قالوا انومن کما آمن السفھاء' سے معلوم ہوا کہ صالحین کو برا کہنا اہل باطل کا قدیم طریقہ ہے۔ آج کل کے باطل فرقے بھی پچھلے بزرگوں کو برا کہتے ہیں روافض خلفائے راشدین اور بہت صحابہ کو، خوارج حضرت علی اور ان کے رفقا کو، غیر مقلد آئمۂ مجتہدین کو، وہابیہ بکثرت اولیا و مقبولان بارگاہ کو، مرزائی انبیا سابقین کو، قرآنی (چکڑالی) صحابہ و محدثین کو، نیچری تمام اکابرین کو برا کہتے اور زبان دراز کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب گمراہی میں ہیں۔ اس میں دین دار عالموں کے لیے تسلی ہے کہ وہ گمراہوں کی بدزبانیوں سے بہت رنجیدہ نہ ہوں کہ یہ اہل باطل کا قدیم دستور ہے۔" (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۶)

لفظ شیطان کی تحقیق

شیطان سے مراد یہود

"شیطان کا لفظ 'شاط یشیط' سے فعلان کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے، اس کے معنی جلد باز، تندخو، مشتعل مزاج اور شریر و سرکش کے آتے ہیں۔ ان خصوصیات کے حامل جنوں میں سے بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں سے بھی۔ یہاں یہ لفظ یہود کے لیڈروں کے لیے استعمال ہوا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۲۰)

شیطان سے مراد کفار کے سردار

"یہاں شیاطین سے کفار کے وہ سردار مراد ہیں جو اغوا میں مصروف رہتے ہیں۔" (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۶)

شیطان سے مراد اسلام کے مخالف سردار

"شیطان عربی زبان میں سرکش، متمرد اور شوریدہ سر کو کہتے ہیں۔ انسان اور جن دونوں کے لیے یہ لفظ مستعمل ہے۔ اگرچہ قرآن میں یہ لفظ زیادہ تر شیاطین جن کے لیے آیا ہے، لیکن بعض مقامات پر شیطان صفت انسانوں کے لیے بھی استعمال کیا گیا ہے اور سیاق و سباق سے بآسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ کہاں شیطان سے انسان مراد ہیں اور کہاں جن۔ اس مقام پر شیاطین کا لفظ ان بڑے بڑے سرداروں کے لیے استعمال ہوا ہے جو اس وقت اسلام کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔" (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۵۴)

اللہ یستھزی بھم

لفظ استہزا کی تحقیق

"استہزا کا لغوی مطلب انتقام لینا ہے۔ اس کے مطابق 'اللہ یستھزی بھم' کا معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی شرارتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا انتقام لیتا ہے۔ اس معنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف استہزا کی نسبت میں کوئی قباحت نہیں۔ اہل عرب میں یہ عام محاورہ ہے کہ جب کوئی کام کسی فعل کی سزا دینے کے لیے کیا جائے تو اس کی تعبیر بھی اسی لفظ سے کر دیتے ہیں جس لفظ سے اس فعل کی تعبیر کی گئی ہو جس پر سزا یا عتاب کیا جا رہا ہے۔ مثلاً 'جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا'۔ یعنی برے فعل کی جزا بھی اسی طرح بری ہوا کرتی ہے۔ حالانکہ سزا جو عدل و انصاف کا عین تقاضا ہوتا ہے بری نہیں ہوتی۔ یا 'نسوا اللّٰہ فانسھم' انھوں نے خدا کو بھلا دیا اور خدا نے ان کو بھلا دیا حالانکہ خدا کی ذات بھول سے پاک ہے۔ لیکن ان کے بھلانے پر جو سزا دی گئی ہے اس کو بھلانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسی طرح استہزا پر منافقین کو جو سزا دی گئی ہے اس کو بھی استہزا سے بیان کر دیا ہے۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱، ص ۳۶)

اللہ کا مذاق

''اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ اپنے جس مذاق کا ذکر فرمایا ہے: 'یمدھم فی طغیانھم' کے الفاظ اسی کی وضاحت کر رہے ہیں۔ یہ لوگ خوش تھے کہ مسلمانوں کو بے وقوف بنانے اور اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ حالانکہ صحیح راہ بتانے والے کو اپنے خیال کے مطابق جو شخص دھوکا دے کر ایک غلط راہ اختیار کرتا ہے وہ راہ بتانے والے کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا، بلکہ وہ خود اپنے آپ ہی کو آوارہ گردی میں مبتلا کرتا ہے۔ اب یہ محض اس کی خود فریبی اور حماقت ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اس نے راہ بتانے والے کو دھوکا دیا ہے۔ دھوکا تو درحقیقت اس نے خود کھایا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۲۰)

دین کے ساتھ استہزا کفر ہے

''اظہار ایمان تمسخر کے طور پر کیا، یہ اسلام کا انکار ہے۔ انبیا علیہم السلام اور دین کے ساتھ استہزا کفر ہے۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۶)

کیا ان آیات میں منافقین کا ذکر ہے؟

''ان آیات سے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ منافقین کا گروہ مراد ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ منافقین کے لفظ سے جو گروہ سمجھا جاتا ہے وہ ظاہراً ہر پہلو سے اپنے آپ کو مسلمانوں کے اندر شامل رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی جو عداوت تھی وہ چھپی ہوئی تھی، جو صرف خاص خاص مواقع ہی پر ظاہر ہوتی تھی۔ لیکن یہاں جس گروہ کی خصوصیات بیان ہوئی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ یہ لوگ نہ تو باطناً مسلمانوں کے ساتھ تھے اور نہ زبانی ہی ان کے ساتھ اتفاق کے لیے آمادہ تھے (جبکہ منافقین زبانی طور پر تو مسلمانوں کے ساتھ ہونے کا دعویٰ کرتے تھے) مثلاً یہ لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان کا دعویٰ تو کرتے تھے، لیکن نبیؐ اور قرآن پر ایمان کا اظہار زبان سے بھی کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ علاوہ ازیں یہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے بالاتر سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب ان سے مطالبہ کیا جاتا تھا کہ اگر ایمان کے مدعی ہو تو مسلمانوں کی طرح ایمان لاؤ تو کھلم کھلا مسلمانوں کو بے وقوف ٹھیراتے تھے۔ اس وجہ سے ان لوگوں کو عام منافقین کے زمرے میں سمجھنا ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

یہ بھی دراصل یہود ہی کے اندر کا ایک گروہ تھا، لیکن اسلام کی مخالفت میں اس کا کردار منافقین کے کردار سے مختلف نوعیت کا تھا۔ یہ اسلام کی مخالفت مصلحت اندیشی اور مصالحت پسندی کے روپ میں کرنا چاہتے تھے۔ یہ اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لیے مجرد انکار اور ضد کی پالیسی کو صحیح نہیں سمجھتے تھے، بلکہ یہودیت اور اسلام کے درمیان ایک قسم کے سمجھوتے کے قائل تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ اسلام بھی اپنی جگہ پر رہے اور ایک مذہبی گروہ کی حیثیت سے خود ان کو جو مرتبہ اور امتیاز حاصل ہے وہ بھی باقی رہے۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمان اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر اور ان کی پیش کی ہوئی کتاب کو آسمانی کتاب کی حیثیت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماننا چاہتے ہیں تو مانیں، لیکن ان سے ان کے ماننے کے لیے اصرار نہ کریں۔ اگر انھوں نے دوسروں کی نجات بھی ان کے ماننے پر منحصر کر دی تو اس سے ان کے نزدیک اس ملک میں مختلف مذہبوں اور ان کے پیروؤں کے درمیان ایک سخت قسم کی منافرت اور کشمکش کی حالت پیدا ہو جائے گی اور مذہبی رواداری کی فضا ختم ہو جائے گی۔ اپنے اسی خیال کے تحت یہ لوگ اپنے آپ کو اصلاح کرنے والا بھی سمجھتے تھے یعنی ان لوگوں کا خیال تھا کہ ہم اگر محمدؐ اور قرآن کو نہیں مانتے تو یہ کسی فساد کی کوشش نہیں ہے بلکہ یہ عین اصلاح کی کوشش ہے کیوں کہ اس طرح ہم اس انتشار کو روک رہے ہیں جو اس نئی نبوت اور اس نئی دعوت سے پیدا ہو رہا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۱۲۱)

ایمان وکفر کی حقیقت

''ان آیات میں منافقین کی طرف سے ایمان کا دعویٰ ہے جبکہ قرآن نے ان کے اس دعوے کو غلط قرار دیا۔ حالانکہ اللہ اور روز قیامت پر ایمان لانا یہود کے مذہب میں مسلم ہے۔ بات یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنی من مانی صورتوں میں خدا تعالیٰ یا آخرت کا اقرار کر لینا ایمان نہیں۔ مشرکین بھی کسی نہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور قیامت کا ایک نمونہ بھی تسلیم کرتے ہیں مگر اللہ پر صرف وہ ایمان معتبر ہے جو قرآن کی بتائی ہوئی تمام صفات کے ساتھ ہو اور آخرت پر وہ ایمان معتبر ہے جو قرآن کریم اور رسول اللہ کے بتلائے ہوئے حالات واوصاف کے ساتھ ہو۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۱۲۷)

کفر وایمان کا ضابطہ

''آمنوا کما آمن الناس سے معلوم ہوا کہ ایمان کا دعویٰ صحیح یا غلط جانچنے کا معیار صحابہ کرامؓ کا ایمان ہے، جو اس کے مطابق نہیں وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کے نزدیک ایمان نہیں۔ اگر کوئی شخص قرآنی عقیدہ کا مفہوم قرآنی نص یا رسول اللہ کی تشریح کے خلاف قرار دے کر یہ کہے کہ میں تو اس عقیدہ کو مانتا ہوں تو یہ ماننا شرعاً معتبر نہیں جیسا کہ قادیانی گروہ کہتا ہے کہ ہم بھی عقیدہ ختم نبوت کو مانتے ہیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۱۲۸)

اہل قبلہ کو کافر نہیں کہا جا سکتا، اس کا مطلب

''اہل قبلہ سے مراد صرف وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر نہیں ورنہ یہ منافقین بھی قبلہ کی طرف سب مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے تھے، مگر صرف رو بہ قبلہ نماز پڑھنا ان کے ایمان کے لیے اس بنا پر کافی نہ ہوا کہ ان کا ایمان صحابۂ کرام کی طرح تمام ضروریات دین پر نہیں تھا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج ا، ص ۱۲۸)

کیا کفر ونفاق عہد نبویؐ کے ساتھ مخصوص تھا؟

''منافق کے نفاق کو پہچاننا اور اس کو منافق قرار، ینا دو طریقوں سے ہوتا تھا۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بذریعہ وحی بتلایا کہ فلاں شخص دل سے مسلمان نہیں، منافق ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کے کسی قول وفعل سے، کسی عقیدۂ اسلام کے خلاف کوئی بات یا اسلام کی مخالفت کا کوئی عمل ظاہر اور ثابت ہو جائے۔

رسول اللہ کی وفات کے بعد انقطاع وحی کے سبب ان کو پہچاننے کی پہلی صورت تو باقی نہ رہی مگر دوسری صورت اب بھی موجود ہے۔ جس شخص کے کسی قول وفعل سے اسلام کے قطعی عقائد کی مخالفت یا ان پر استہزا یا تحریف ثابت ہو جائے مگر وہ اپنے اسلام کا مدعی بنے تو وہ منافق سمجھا جائے گا۔ ایسے منافق کا نام قرآن کی اصطلاح میں ملحد ہے۔ مگر چونکہ اس کا کفر دلیل سے ثابت ہو گیا اس لیے اب اس کا حکم سب کفار جیسا ہو گیا، الگ اس کا کوئی حکم نہیں ہے اس لیے علمائے امت نے فرمایا کہ رسول اللہ کے بعد منافقین کا قضیہ ختم ہو گیا اب جو مومن نہیں کافر کہلائے گا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۱۲۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاح وفساد کی تعریف

''زمین میں فتنہ وفساد جن چیزوں سے پھیلتا ہے،ان میں سے کچھ چیزیں تو ایسی ہیں جن کو ہر شخص فتنہ وفساد سمجھتا ہے جیسے قتل، چوری، فریب واغوا وغیرہ اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جو اپنی ظاہری سطح کے اعتبار سے کوئی فتنہ وفساد نہیں ہوتیں، مگر ان کی وجہ سے انسانوں کے اخلاق برباد ہوتے ہیں۔ منافقین کا یہی حال تھا کہ یہ چوری، ڈاکہ، بدکاری وغیرہ سے بچتے تھے، اس لیے بڑے زور سے اپنے مفسد ہونے کا انکار اور مصلح ہونے کا اثبات کرتے تھے۔ مگر نفاق، کینہ، حسد یہ چیزیں انسان کے اخلاق کو ایسا تباہ کر دیتی ہیں کہ انسان حیوانوں کی سطح سے بھی نیچے آ جاتا ہے اور جب انسان اپنے انسانی اخلاق کھو بیٹھتا ہے تو انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں فساد ہی فساد آ جاتا ہے۔ نبی کریمؐ کی تعلیمات پر عمل کی روح اللہ تعالیٰ کا خوف، اور قیامت کے حساب کتاب کی فکر ہے، اس کے بغیر کوئی قانون و دستور اور کوئی محکمہ اور کوئی مدرسہ اور یونیورسٹی انسان کو جرائم سے باز رکھنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ انسانیت فراموش انسانوں کا فساد ہمیشہ برنگ اصلاح ہوتا ہے وہ کوئی دلچسپ ودلفریب اصلاحی اسکیم بھی سامنے رکھ لیتے ہیں اور خالص ذاتی اغراض کو اصلاح کا رنگ دے کر 'انما نحن مصلحون' کے نعرے لگاتے رہتے ہیں۔ اصلاح کے لیے صرف نیت کی اصلاح کافی نہیں، بلکہ عمل کا رخ بھی شریعت کے مطابق صحیح ہونا ضروری ہے بعض اوقات کوئی عمل پوری نیک نیتی اور اصلاح کے قصد سے کیا جاتا ہے، مگر اس کا اثر فساد وفتنہ ہوتا ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۳۰)

فساد سے مراد، فعل نتیجہ فعل کے معنی میں

''یہ لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی جو مخالفت کر رہے تھے، قرآن نے اس کو زمین میں فساد برپا کرنے سے تعبیر فرمایا ہے۔ یہ درحقیقت کسی فعل کو اس کے آخری نتائج سے تعبیر کرنے کا ایک معروف اسلوب ہے جو قرآن میں بہت سے مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ اس اسلوب کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مخاطب کے سامنے اس کے کسی فعل کا آخری نتیجہ آ جاتا ہے۔ یہ چیز کسی فعل سے باز رکھنے میں بھی مددگار ہوتی ہے، اگر فعل برا ہو، اور اس پر ابھارنے میں بھی مددگار ہوتی ہے، اگر فعل اچھا ہو۔ یہاں ان کی روش کا انجام ان کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اس زمین کے صلاح وفساد کا انحصار اس پر ہے کہ اس کے اندر کس کا قانون چلتا ہے اس کے حقیقی مالک کا یا کسی اور کا۔ اگر اس کے مالک کا ہے تو اس سے اس زمین پر امن وعدل قائم ہوگا اگر اس کے برعکس ہے تو فساد رونما ہوگا اگرچہ اس فساد کو تہذیب وتمدن کے کتنے ہی خوش نما ناموں سے موسوم کر دیا جائے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۲۴)

ان آیات میں سخت الفاظ کی حکمت

''ان آیات میں قرآن اور نبیؐ کے مخالفوں کے لیے سفہا، مفسدین اور شیاطین کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو بظاہر حکمت دعوت کے منافی ہیں۔ ایسا اس لیے ہے کہ یہ الفاظ دعوت کے دور میں استعمال نہیں ہوئے ہیں، بلکہ اس دور کے ہیں جب ان لوگوں نے اپنی مسلسل ہٹ دھرمیوں اور شرارتوں سے یہ ثابت کر دیا کہ اب ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اور یہ کسی طرح بھی ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اس سے مقصود غصہ اور نفرت کا اظہار نہیں ہے، بلکہ بیان واقعہ اور اظہار حقیقت ہے۔ سورۂ بقرہ بنی اسرائیل کے لیے صرف دعوت کی سورہ نہیں ہے، بلکہ ان کے لیے ملامت کی سورہ بھی ہے۔ اس میں بنی اسرائیل کے حقیقی چہرے سے نقاب بھی اٹھایا گیا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی یہود کے علما اور لیڈروں کے لیے جو سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں، وہ بھی اس طرح کے اتمام حجت کے بعد ہی استعمال فرمائے ہیں۔ آپ کے یہ الفاظ انجیلوں میں موجود ہیں۔ اگر قرآن کریم سے ان کا موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے الفاظ تو بہت نرم ہیں۔ حضرت مسیح نے تو ان کے لیے 'سانپ کے بچوں' اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

'سفیدی پھری قبروں' تک کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج ا، ص ۱۲۶)

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ أَضَآءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ (17) صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ (18) أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِيٓ اٰذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيطٌۢ بِالْكٰفِرِينَ (19) يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۭ كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۭ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (20)

تراجم

ا۔ان کی مثال جیسے ایک شخص نے سلگائی آگ۔ پھر جب روشن کیا اس کے گرد کو لے گیا اللہ ان کی روشنی اور چھوڑا ان کو اندھیروں میں، نظر نہیں آتا (۱۷) بہرے ہیں، گونگے، اندھے، سو وہ نہیں پھریں گے (۱۸) یا جیسے مینہ پڑتا ہے آسمانوں سے، اس میں ہیں اندھیرے اور گرج اور بجلی۔ ڈالتے ہیں انگلیاں اپنے کانوں میں، مارے کڑک کے، ڈر سے موت کے۔ اور اللہ گھیر رہا ہے منکروں کو (۱۹) قریب ہے بجلی، کہ اچک لے ان کی آنکھیں۔ جس بار چمکتی ہے ان پر، چلتے ہیں اس میں۔ اور جب اندھیرا پڑا کھڑے رہے۔ اور اگر چاہے اللہ، لے جائے ان کے کان اور آنکھیں۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۲۰)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ان کی حالت اس شخص کی حالت کے مشابہ ہے جس نے کہیں آگ جلائی ہو پھر جب روشن کر دیا ہو اس آگ نے اس شخص کے گرداگرد کی سب چیزوں کو (ایسی حالت میں) سلب کر لیا ہو اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنی کو اور چھوڑ دیا ہو ان کو اندھیروں میں کہ کچھ دیکھتے بھالتے نہ ہوں (۱۷) بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، سو یہ اب رجوع نہ ہوں گے (۱۸) یا (ان منافقوں کی ایسی مثال ہے) جیسے بارش ہو آسمان کی طرف سے اس میں اندھیری بھی ہو اور رعد و برق بھی ہو، جو لوگ اس بارش میں چل رہے ہیں وہ ٹھونسے لیتے ہیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں کڑک کے سبب اندیشۂ موت سے اور اللہ تعالیٰ احاطہ میں لیے ہوئے ہیں کافروں کو (۱۹) برق کی یہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ان کی بینائی اس نے لی جہاں ذرا ان کو (بجلی کی) چمک ہوئی تو اس کی روشنی میں چلنا شروع کیا اور جب ان پر تاریکی ہوئی (پھر کھڑے کے) کھڑے رہ گئے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے تو ان کے گوش و چشم سب سلب کر لیتے بلاشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں (۲۰)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ان کی کہاوت اس کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس جگمگا اٹھا اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیریوں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا (۱۷) بہرے، گونگے، اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں (۱۸) یا جیسے آسمان سے اترتا پانی کہ اس میں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں، کڑک کے سبب، موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے (۱۹) بجلی یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں اچک لے جائے گی جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے (۲۰)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آ ہی گئی تھیں کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا اور انھیں اندھیروں میں چھوڑ دیا جو نہیں دیکھتے (۱۷) بہرے، گونگے، اندھے ہیں، پس وہ نہیں لوٹتے (۱۸) یا آسمانی برسات کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح جس میں اندھیریاں اور گرج اور بجلی ہو، موت سے ڈر کر کڑا کے کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے (۱۹) قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اچک لے جائے، جب ان کے لیے روشنی کرتی ہے تو اس میں چلتے پھرتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے کانوں اور آنکھوں کو بیکار کر دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے (۲۰)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی اور جب اس نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کا نورِ بصارت سلب کر لیا اور انھیں اس حال میں چھوڑ دیا کہ تاریکیوں میں انھیں کچھ نظر نہیں آتا (۱۷) یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، یہ اب نہ پلٹیں گے (۱۸) یا پھر ان کی مثال یوں سمجھو کہ آسمان سے زور کی بارش ہو رہی ہے اور اس کے ساتھ اندھیری گھٹا اور کڑک اور چمک بھی ہے، یہ بجلی کے کڑاکے سن کر اپنی جانوں کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ٹھونسے لیتے ہیں اور اللہ ان منکرین حق کو ہر طرف سے گھیرے میں لیے ہوئے ہے (۱۹) چمک سے ان کی حالت یہ ہو رہی ہے کہ گویا عنقریب بجلی ان کی بصارت اچک لے جائے گی۔ جب ذرا کچھ روشنی انھیں محسوس ہوتی ہے تو اس میں کچھ دور چل لیتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں ـــــ اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور بصارت بالکل ہی سلب کر لیتا، یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے (۲۰)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے لوگوں کے لیے آگ جلائی۔ جب آگ نے اس کے اردگرد کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کی روشنی سلب کر لی اور ان کو ایسی تاریکی میں چھوڑ دیا جس میں ان کو کچھ سجھائی نہیں دے رہا ہے (۱۷) یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، اب یہ لوٹنے والے نہیں ہیں (۱۸) یا ایسی ہے جیسے آسمان سے بارش ہو رہی ہو، اس میں تاریکی ہو، کڑک ہو اور چمک ہو۔ یہ کڑکے کی وجہ سے، موت کے ڈر سے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونسے لے رہے ہوں حالانکہ اللہ کافروں کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے (۱۹) بجلی کی چمک ان کی آنکھوں کو خیرہ کیے دے رہی ہو۔ جب جب ان کے لیے چمک جاتی ہو، یہ چل پڑتے ہوں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہو رک جاتے ہوں۔ اگر اللہ چاہتا تو ان کے کانوں اور آنکھوں کو سلب کر لیتا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۲۰)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اِن کی مثال بالکل ایسی ہے، جیسے (اندھیری رات میں) کسی شخص نے الاؤ جلایا، پھر جب آگ نے اُس کے ماحول کو روشن کر دیا تو (جن کے لیے آگ جلائی گئی تھی)، اللہ نے اُن کی روشنی سلب کر لی اور اُنھیں اِس طرح اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ کچھ دیکھ نہیں سکتے (۱۷) بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، سو اب وہ کبھی نہ لوٹیں گے (۱۸) یا بالکل ایسی ہے جیسے آسمان سے بارش ہو رہی ہے۔ اِس میں اندھیری گھٹائیں بھی ہیں اور کڑک اور چمک بھی۔ وہ کڑک کے مارے اپنی موت کے ڈر سے کانوں میں انگلیاں ٹھونسے لے رہے ہیں، دراں حالیکہ اِس طرح کے منکروں کو اللہ ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے (۱۹) بجلی کی چمک اِن کی آنکھیں خیرہ کیے دے رہی ہے؛ جب چمکتی ہے، یہ اُس میں کچھ چل لیتے ہیں اور جب اِن پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اِن کے کان اور آنکھیں بھی اگر اللہ چاہتا تو سلب کر لیتا۔ بے شک، اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۲۰)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

تمثیل کے متعلق ایک اصولی حقیقت

''تمثیل اگرچہ تشبیہ ہی کی نوعیت کی ایک چیز ہے، لیکن تشبیہ اور تمثیل میں بڑا فرق ہے۔ ایک عام تشبیہ میں اصل نگاہ مشبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مشبہ بہ پر ہوتی ہے اور ان دونوں کے اجزا کو الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل میں رکھ کے دیکھا جاتا ہے، لیکن تمثیل میں اجزا کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہوتی، بلکہ اس میں صورت واقعہ کو صورت واقعہ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ اگر ایک صورت حال اور دوسری صورت حال میں پوری پوری مطابقت موجود ہے تو وہ تمثیل مکمل ہے اگرچہ تشبیہ کے وہ تمام ضوابط اس پر منطبق نہ ہو رہے ہوں جو ایک تشبیہ کے مکمل ہونے کے لیے اہل فن نے ضروری قرار دیے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص۱۲۹)

آیت کی تشبیہات سے مراد

''اس آیت میں کئی چیزوں کا ذکر آیا ہے: بارش، اندھیرے، بادل کی کڑک اور بجلی کی روشنی اور ایسے سمے میں سفر کرنے والا شخص۔ یہ سب مشبہ بہا ہیں۔ جب تک ان کے مشبہات (یعنی یہ کن چیزوں کی تشبیہیں ہیں) کا تعین نہ کرلیا جائے اس مثال کا حسن نکھر کر سامنے نہیں آتا۔ بارش سے مراد اسلام، اندھیروں اور بادل کی کڑک سے مراد وہ مصائب اور مشکلات ہیں جنھوں نے چاروں طرف سے اسلام کو گھیر لیا تھا اور بجلی کی روشنی سے مراد وہ فتوحات ہیں جو ان ناسازگار حالات میں اسلام کو حاصل ہوتی رہیں۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج۱،ص۳۸)

''یہ ان کی مثال ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے کچھ ہدایت دی یا اس پر قدرت بخشی پھر انھوں نے اس کو ضائع کر دیا اور ابدی دولت کو حاصل نہ کیا، ان کا مال حسرت وافسوس اور عبرت وخوف ہے۔ اس میں وہ منافق بھی داخل ہیں جنھوں نے اظہار ایمان کیا اور دل میں کفر رکھ کر اقرار کی روشنی کو ضائع کر دیا اور وہ بھی جو مومن ہونے کے بعد مرتد ہو گئے اور وہ بھی جنھیں فطرت سلیمہ عطا ہوئی اور دلائل کی روشنی نے حق کو واضح کر دیا، مگر انھوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور گمراہی اختیار کی اور جب حق سننے، ماننے، کہنے، راہ حق دیکھنے سے محروم ہوئے تو کان، زبان، آنکھ سب بیکار ہیں۔ ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنے والوں کی دوسری مثال ہے کہ جیسے بارش زمین کی حیات کا سبب ہوتی ہے اور اس کے ساتھ خوفناک تاریکیاں اور مہیب گرج اور چمک ہوتی ہے اسی طرح قرآن اور اسلام قلوب کی حیات کا سبب ہیں اور کفر وشرک ونفاق ظلمت کے مشابہ۔ جیسے تاریکی رہرو کو منزل تک پہنچنے سے مانع ہوتی ہے ایسے ہی کفر ونفاق راہ یابی سے مانع ہیں اور وعیدات گرج کے اور حجج بینہ چمک کے مشابہ ہیں۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص۷)

صیب کا مفہوم

''صیب کا لفظ سخت بارش کے لیے بھی آتا ہے اور زور کے ساتھ برسنے والے بادل کے لیے بھی۔ ہم نے پہلے معنی کو ترجیح دی ہے۔ یہاں اس لفظ سے مراد قرآن مجید ہے اور قرآن نے خود کو قرآن میں بارش سے جگہ جگہ تشبیہ دی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص۱۲۹)

'صم، بکم، عمی' کا مطلب

''حق بات سننے کے لیے بہرے، حق گوئی کے لیے گونگے، حق بینی کے لیے اندھے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج۱،ص۵۵)

تماثیل کا مطلب

''قرآن نے دو مخالف اسلام گروہوں کی ایک ایک تمثیل بیان کی ہے۔ پہلی تمثیل مختوم القلوب گروہ کی ہے جو اپنی فطرت کو اس قدر مسخ کر چکا ہے کہ اب اس کے لیے اسلام قبول کرنے کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہا ہے۔ دوسری تمثیل دوسرے گروہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو اسلام کی اعلانیہ مخالفت کے بجائے اس کے خلاف چالیں چل رہا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۳۰)

تمثیلات کی وضاحت

"پہلی تمثیل ایک ایسے شخص کی ہے جس نے اندھیری رات میں لوگوں کو روشنی دکھانے کے لیے آگ جلائی۔ لیکن جن لوگوں کے لیے اس نے آگ جلانے کی یہ محنت برداشت کی انھوں نے اس روشنی کی کوئی قدر نہیں کی۔ ان کی اس ناقدری کی سزا اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دی کہ ان کی روشنی سلب کر لی اور ان کو ایک ایسے گھٹا ٹوپ اندھیرے کے اندر چھوڑ دیا جہاں ہاتھ کو ہاتھ بھی سجھائی نہیں دے رہا پھر اس اندھیرے کے اوپر مزید غضب یہ ہے کہ یہ لوگ بہرے، گونگے اور اندھے بھی ہیں اور یہ تمام اوصاف ان کے اندر بیک وقت موجود ہیں۔ یہ تمثیل یہود کے اس گروہ پر منطبق ہو رہی ہے جن کے متعلق اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگ چکی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردے پڑ چکے ہیں۔ دوسری تمثیل ایک ایسے قافلے کی ہے جو رات کی تاریکی میں بارش میں گھر گیا ہے۔ گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے، بارش زوروں پر ہے، بارش کے ساتھ کڑک اور چمک بھی ہے۔ قافلے والوں کا یہ حال ہے کہ جب کڑکا ہوتا ہے مارے خوف کے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں، جب بجلی کوندتی ہے تو اس کی روشنی میں چند قدم چل لیتے ہیں، جب غائب ہو جاتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ تمثیل یہود کے اس دوسرے گروہ کی تصویر ہے جس کا ذکر 'و من الناس' والی آیات میں آیا ہے۔ اس میں بارش سے مراد قرآن مجید ہے۔ ظلمات سے مراد وہ مشکلات ہیں جن سے قرآن کی دعوت قبول کرنے والوں کو لازماً دوچار ہونا پڑتا ہے۔ رعد و برق سے مراد قرآن کی وہ دھمکیاں اور وعیدیں ہیں جو قرآن اپنے جھٹلانے والوں کو سنا رہا تھا۔ اور جن کی زد خاص طور پر یہود پر پڑ رہی تھی۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۳۰ تا ۱۳۳)

دونوں گروہوں میں فرق

مذکورہ دونوں تمثیلیں یہود ہی کے دو گروہوں کی ہیں، لیکن ان دونوں گروہوں میں فرق اور اختلاف کی نوعیت مختلف ہے۔ لوگ عام طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ ایک گروہ کٹر منکرین کا ہے اور دوسرا گروہ منافقین کا۔ جہاں تک پہلے گروہ کا تعلق ہے وہ تو بلاشبہ اسلام کے جامد مخالفین ہی کا ہے، لیکن دوسرے گروہ کو منافقین کا عام گروہ خیال کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں گروہ یہود ہی کے ہیں، لیکن دونوں کی مخالفت کا مزاج الگ الگ ہے۔ پہلے گروہ کی مخالفت کا مزاج جمود اور ہٹ دھرمی کا ہے یہ اندھوں اور بہروں کی طرح انکار پر جم گیا ہے۔ دوسرے کی مخالفت کا مزاج حاسدانہ، لیکن ساتھ ہی بزعم خود مصلحت اندیشانہ بھی ہے۔ یہ ان تمام خطرات کو بھانپ رہا ہے جو اسلام کے ظہور سے یہودیت اور نصرانیت سب کے لیے پیدا ہو گئے ہیں۔ اس کی خواہش اور کوشش یہ ہے کہ کسی طرح ان خطرات کا سدباب کرے۔ اس مقصد کے لیے جو تدبیر اس کی سمجھ میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ جس حد تک اپنے آبائی طریقہ پر قائم رہتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں سے ہم آہنگی کی جا سکے اتنی ہم آہنگی کی جائے اور ساتھ ہی ان سے یہ بھی مطالبہ کیا جائے کہ دین داری اور خدا پرستی کا کوئی مقام ان کے لیے بھی تسلیم کیا جائے۔ لیکن قرآن نے اس بات کو نہایت غیر مبہم الفاظ میں ظاہر کر دیا ہے کہ دین حق اس قسم کی سودے بازی کے لیے نہیں آیا ہے، جس کو ایمان لانا ہو وہ سیدھے سیدھے مسلمانوں کی طرح ایمان لائے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۳۰-۱۳۳)

تمثیل منافقین کی ہے

"پہلی مثال ان منافقین کی تھی جو دل سے منکر تھے اور کسی غرض و مصلحت سے مسلمان بن گئے تھے اور دوسری مثال ان کی ہے جو شک اور تذبذب اور ضعف ایمان میں مبتلا تھے۔ کچھ حق کے قائل تھے، مگر ایسی حق پرستی کے قائل نہ تھے کہ اس کی خاطر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکلیفوں اور مصیبتوں کو بھی برداشت کر جائیں۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۵۶)

''ان آیتوں میں منافقین کے حال کی دو مثالیں دے کر اس کا قابل نفرت ہونا بیان کیا گیا ہے۔ دو مثالیں اس بنا پر دی گئی ہیں کہ منافقین میں دو طرح کے آدمی تھے۔ ایک وہ جو اپنے کفر میں بالکل پختہ تھے، ایمان کا اظہار صرف دنیوی مصلحت کی وجہ سے کرتے تھے۔ دوسرے لوگ اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کبھی کبھی سچے مسلمان ہونے کا ارادہ بھی کر لیتے تھے، مگر پھر دنیوی اغراض سامنے آ کر ان کو اس ارادہ سے روک دیتی تھیں یعنی وہ ایک تذبذب اور تردد میں مبتلا تھے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج ۱، ص ۱۲۶)

آگ جلانے والے سے مراد موسیٰ ہیں

''تمثیل میں آگ جلانے والے شخص سے اشارہ حضرت موسیٰ کی طرف ہے۔ انھوں نے اپنی قوم کے لیے ہدایت کی شمع جلائی اور اس شمع نے پوری قوم کے لیے اجالا بھی کر دیا، لیکن زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ بنی اسرائیل کی اکثریت اس روشنی سے بیزار ہو گئی جس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر لعنت کر دی اور وہ ہدایت کی باتیں سمجھنے اور قبول کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو گئے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۳۰)

آگ جلانے والے سے مراد محمدؐ ہیں

''آگ جلانے والے سے اشارہ رسول اللہ کی طرف ہے جنھوں نے آگ جلا کر گویا راستہ بالکل روشن کر دیا، لیکن قافلے کے تمام افراد چونکہ اندھے، بہرے اور گونگے ہیں اس لیے نہ پکارنے والے کی پکار سن سکتے ہیں نہ اسے جواب دے سکتے ہیں اور نہ اس آگ کی روشنی میں اپنے لیے کوئی راہ تلاش کر سکتے ہیں۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، فروری ۱۹۹۹ء، ص ۸)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (21) الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (22) وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (23) فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ (24) وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ڎ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (25)

تراجم

ا۔ لوگو! بندگی کرو اپنے رب کی، جس نے بنایا تم کو، اور تم سے اگلوں کو، شاید تم پرہیزگاری پکڑو (۲۱) جس نے بنا دیا تم کو زمین بچھونا اور آسمان عمارت، اور اتارا آسمان سے پانی، پھر نکالے اس سے میوے، کھانا تمھارا۔ سو نہ ٹھہراؤ اللہ کے برابر کوئی، اور تم جانتے ہو (۲۲) اور اگر تم ہو شک میں اس کلام سے، جو اتارا ہم نے اپنے بندے پر، تو لے آؤ ایک سورۃ اس قسم کی۔ اور بلاؤ جن کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا، اگر تم سچے ہو (۲۳) پھر اگر نہ کرو، اور البتہ نہ کرو گے، تو بچو آگ سے، جس کی چھپٹیاں (ایندھن) ہیں آدمی اور پتھر۔ تیار ہے منکروں کے واسطے (۲۴) اور خوشی سنا ان کو، جو یقین لائے، اور کام نیک کیے، کہ ان کو ہیں باغ، بہتی نیچے ان کے ندیاں۔ جس بار ملے ان کو وہاں کا کوئی میوہ کھانے کو، کہیں، یہ مال ہے جو ملا تھا آگے، اور ان پاس وہ آوے گا ایک طرح کا۔ اور ان کو ہیں وہاں عورتیں ستھری، اور ان کو وہاں ہمیشہ رہنا (۲۵)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اے لوگو عبادت اختیار کرو اپنے (اس) پروردگار کی جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، عجب نہیں کہ تم دوزخ سے بچ جاؤ (۲۱) (وہ ذات پاک ایسی ہے) جس نے بنایا تمھارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت اور برسایا آسمان سے پانی پھر پردۂ عدم سے نکالا بذریعہ اس (پانی) کے پھلوں سے غذا کو تم لوگوں کے واسطے اب تو مت ٹھیراؤ اللہ پاک کے مقابل اور تم جانتے بوجھتے ہو (۲۲) اور اگر تم کچھ خلجان میں ہو اس کتاب کی نسبت جو ہم نے نازل فرمائی ہے اپنے بندہ (خاص) پر تو (اچھا) پھر تم بنا لاؤ ایک محدود ٹکڑا جو اس کا ہم پلہ ہو اور بلا لو اپنے حمایتیوں کو جو خدا سے الگ (تجویز کر رکھے) ہیں، اگر تم سچے ہو (۲۳) پھر اگر تم (یہ کام) نہ کر سکے اور (قیامت تک بھی) نہ کر سکو گے تو پھر ذرا بچتے رہیو دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ تیار ہوئی رکھی ہے کافروں کے واسطے (۲۴) اور خوشخبری سنا دیجیے آپ (اے پیغمبر) ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور کام کیے اچھے، اس بات کی کہ بے شک ان کے واسطے بہشتیں ہیں کہ چلتی ہوں گی ان کے نیچے سے نہریں۔ جب کبھی دیے جاویں گے وہ لوگ ان (بہشتوں) میں سے کسی پھل کی غذا تو (ہر بار میں) یہی کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم کو ملا تھا اس سے پیشتر اور ملے گا بھی ان کو (دونوں بار کا پھل) ملتا جلتا اور ان کے واسطے ان (بہشتوں) میں بیبیاں ہوں گی صاف پاک کی ہوئی۔ اور وہ لوگ ان (بہشتوں) میں ہمیشہ کو بسنے والے ہوں گے (۲۵)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اے لوگو! اپنے رب کو پوجو جس نے تمھیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا، یہ امید کرتے ہوئے، کہ تمھیں پرہیزگاری ملے (۲۱) اور جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل نکالے تمھارے کھانے کو۔ تو اللہ کے لیے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ (۲۲) اور اگر تمھیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (اس خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا، اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو، اگر تم سچے ہو (۲۳) پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، تیار رکھی ہے کافروں کے لیے (۲۴) اور خوشخبری دے، انھیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، کہ ان کے لیے باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں رواں۔ جب انھیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا، (صورت دیکھ کر) کہیں گے، یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا اور وہ (صورت میں) ملتا جلتا انھیں دیا گیا اور ان کے لیے ان باغوں میں ستھری بیبیاں ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (۲۵)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمھارا بچاؤ ہے (۲۱) جس نے تمھارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمھیں روزی دی خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو (۲۲) ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمھیں شک ہو اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ، تمھیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو (۲۳) پس اگر تم نے نہ کیا اور تم ہرگز نہیں کر سکتے تو (اسے سچا مان کر) اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے (۲۴) اور ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں کی خوشخبریاں دو جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جب کبھی وہ پھلوں کا رزق دیے جائیں گے اور ہم شکل لائے جائیں گے تو کہیں گے، یہ وہی ہے جو ہم اس سے پہلے دیے گئے تھے اور ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے بیویاں ہیں صاف ستھری اور وہ ان جنتوں میں رہنے والے ہیں (۲۵)۔ (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔ لوگو، بندگی اختیار کرو اپنے اس رب کی جو تمھارا اور تم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں ان سب کا خالق ہے، تمھارے بچنے کی توقع اسی صورت سے ہو سکتی ہے (۲۱) وہی تو ہے جس نے تمھارے لیے زمین کا فرش بچھایا، آسمان کی چھت بنائی، اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمھارے لیے رزق بہم پہنچایا۔ پس جب تم یہ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا مد مقابل نہ ٹھیراؤ (۲۲) اگر تمھیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے، یہ ہماری ہے یا نہیں، تو اس کے مانند ایک ہی سورۃ بنا لاؤ، اپنے سارے ہمنواؤں کو بلا لو، ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو، مدد لے لو، اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ (۲۳) لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا، اور یقیناً کبھی نہیں کر سکتے، تو ڈرو اس آگ سے، جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر، جو مہیا کی گئی ہے منکرین حق کے لیے (۲۴) اور اے پیغمبر، جو لوگ اس کتاب پر ایمان لے آئیں اور (اس کے مطابق) اپنے عمل درست کر لیں، انھیں خوشخبری دے دو کہ ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان باغوں کے پھل صورت میں دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے۔ جب کوئی پھل انھیں کھانے کو دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ ایسے ہی پھل اس سے پہلے دنیا میں ہم کو دیے جاتے تھے۔ ان کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی، اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے (۲۵)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اے لوگو! بندگی کرو اپنے اس خداوند کی جس نے تم کو بھی پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے گزرے ہیں تاکہ (دوزخ کی آگ سے) محفوظ رہو (۲۱) (اس کی بندگی) جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور اتارا آسمان سے پانی اور اس سے پیدا کیے پھل تمھاری روزی کے لیے۔ تو تم اللہ کے ہمسر نہ ٹھہراؤ درآنحالیکہ تم جانتے ہو (۲۲) اور اگر تم اس چیز کی جانب سے شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے تو لاؤ اس کے مانند کوئی سورہ اور بلا لو اپنے حمایتیوں کو بھی اللہ کے سوا، اگر تم سچے ہو (۲۳) پس اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن بنیں گے آدمی اور پتھر، جو تیار ہے کافروں کے لیے (۲۴) اور بشارت دو ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک کام کیے اس بات کی کہ ان کے لیے ایسے باغ ہوں گے جن میں نہریں جاری ہوں گی۔ جب جب اس کے پھل ان کو کھانے کو ملیں گے تو کہیں گے: یہ وہی ہے جو اس سے پہلے ہمیں عطا ہوا تھا! اور ملے گا اس سے ملتا جلتا۔ اور ان کے لیے اس میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۵)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (اِن کے پیچھے لگ کر تم اپنے آپ کو برباد کیوں کرتے ہو)، لوگو، تم اپنے اُس پروردگار کی بندگی کرو جس نے تمھیں پیدا کیا ہے اور تم سے پہلوں کو بھی۔ اِس لیے کہ تم (اُس کے عذاب سے) بچے رہو (۲۱) (وہی) جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا ہے اور اِسی آسمان سے پانی اتارا ہے، پھر اُس سے تمھاری روزی کے لیے طرح طرح کے میوے پیدا کر دیے ہیں۔ اِس لیے تم اللہ کے ہمسر نہ ٹھیراؤ، دراں حالیکہ تم (اِن سب باتوں کو) جانتے ہو (۲۲) (یہی اِس کتاب کی دعوت ہے، اِسے قبول کرو)، اور جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے، اُس کے بارے میں اگر تمھیں شبہ ہے تو (جاؤ اور) اِس کے مانند ایک سورہ ہی بنا لاؤ اور (اِس کے لیے) خدا کے سوا تمھارے جو زعما ہیں، اُنھیں بھی بلا لو، اگر تم (اپنے اِس گمان میں) سچے ہو (۲۳) پھر اگر نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن یہ لوگ بھی ہوں گے (جو نہیں مانتے) اور اِن کے وہ پتھر بھی (جنھیں یہ پوجتے ہیں)۔ وہ اِنھی منکروں کے لیے تیار کی گئی ہے (۲۴) اور اُن کو جو (اِس کتاب پر) ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کیے، اِس بات کی بشارت دو، (اے پیغمبر) کہ اُن کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اُن کا کوئی پھل جب اُنھیں کھانے کے لیے دیا جائے گا تو کہیں گے: یہ وہی ہے جو اِس سے پہلے ہمیں دیا گیا، دراں حالیکہ اُن کو یہ اُس سے ملتا جلتا دیا جائے گا، اور اُن کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے (۲۵)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفاسیر

یاایها الناس

یہ خطاب مشرکین سے ہے

''یاایھا الناس کا خطاب اگرچہ بظاہر عام ہے، لیکن یہاں مخاطب خاص طور پر مشرکین عرب ہیں۔اس خطاب کو مشرکین کے ساتھ مخصوص ماننے کی وجہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اس میں جو بات کہی گئی ہے، جو طرز استدلال اختیار کیا گیا ہے اور مخاطب سے جو مطالبہ کیا گیا ہے ہر چیز اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ یہاں خطاب کا اصلی رخ مشرکین ہی کی طرف ہے۔یہود کے ذکر کے بیچ میں یہ خطاب بطور ایک التفات کے آ گیا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۱۳۶)

تین گروہوں سے خطاب ہے

''یاایھا الناس میں انسانوں کے تینوں گروہوں کو خطاب ہے، اور ہر مخاطب کے لیے اس جملہ کا مطلب جدا ہے۔مثلاً جب کہا گیا کہ اپنے رب کی عبادت کرو تو کفار کے لیے اس خطاب کے معنی یہ ہوئے کہ مخلوق پرستی چھوڑ کر توحید اختیار کرو، اور منافقین کے لیے اس کے یہ معنی ہوئے کہ نفاق چھوڑ کر اخلاص پیدا کرو۔گناہگار مسلمانوں کے لیے معنی یہ ہوئے کہ گناہ سے باز آؤ اور کامل اطاعت اختیار کرو، اور متقی مسلمانوں کے لیے اس جملہ کے معنی یہ ہوئے کہ اپنی اطاعت وعبادت پر ہمیشہ قائم رہو اور اس میں ترقی کی کوشش کرو۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱، ص۱۳۳)

تمام انسان مخاطب ہیں

''اسلام چونکہ کسی خاص قوم، ملک اور وقت کا دین نہیں، بلکہ تمام بنی نوع انسان کا تا قیام قیامت دین ہے، اس لیے عام خطاب سے دعوت دی جا رہی ہے 'یاایھا الناس' (اے تمام انسانو!)۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ج۱، ص۳۹)

''قرآن مجید کا مخاطب سارا عالم انسانیت ہے، کوئی مخصوص نسل مثلاً بنی اسرائیل اور کوئی مخصوص قوم مثلاً اہل عرب نہیں۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ج۱، ص۴۷)

اعبدوا ربکم

خدا کی بندگی محمدؐ کے طریقے پر

''مشرکین کو صرف خدا کی بندگی کی دعوت دینا مقصود نہیں ہے، بلکہ یہ ہے کہ خدا کی بندگی کی اس دعوت کو قبول کریں جو محمدؐ دے رہے ہیں۔تم خدا کی جس بندگی کے مدعی ہو وہ درحقیقت خدا کی بندگی نہیں ہے، بلکہ خدا کی بندگی کا صحیح طریقہ وہی ہے جس کی دعوت یہ کتاب دے رہی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۱۳۷)

رب

''یہاں لفظ رب کا انتخاب کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اس مختصر سے جملے میں دعوے کے ساتھ دلیل بھی آ گئی، کیونکہ عبادت کی مستحق وہی ذات ہو سکتی ہے جو انسانوں کی پرورش کی کفیل ہو۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱، ص۱۳۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلقکم والذین من قبلکم

''خلقکم کے ساتھ' والذین من قبلکم ' کا اضافہ اس لیے فرمایا کہ مشرکین عرب اس بات کے تو قائل تھے کہ ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے، لیکن اپنے بزرگوں میں سے انھوں نے بعضوں کو خدائی صفات میں شریک قرار دے کر خالق کی صف میں کھڑا کر دیا تھا اور ان کے بت بنا کر ان کی پرستش کرنے لگ گئے تھے۔ یہاں قرآن مجید نے ان کے ساتھ ساتھ ان کے تمام اگلوں کو بھی عام مخلوقات میں شامل کر کے اشارۃً اس بات کی طرف بھی توجہ دلا دی کہ خدا کی بندگی کرنی ہے تو نہ صرف اپنے آپ کو مخلوق و مقہور مان کر خدا کے آگے جھکو بلکہ ان کو بھی خدا ہی کی مخلوق مانو جن کو تم نے اپنی حماقت سے خالق کا درجہ دے رکھا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۳۷)

ختم نبوت کی دلیل

''اس آیت میں 'خلقکم' کے ساتھ 'الذین من قبلکم' کا اضافہ کر کے ایک تو یہ بتلا دیا کہ تم اور تمھارے آباؤ اجداد کا خالق وہی پروردگار ہے، دوسرے صرف 'من قبلکم' کا ذکر فرمایا 'من بعد کم' یعنی بعد میں پیدا ہونے والے لوگوں کا ذکر نہیں کیا۔ اس میں اس کی طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے بعد کوئی دوسری امت یا دوسری ملت نہیں ہوگی کیونکہ خاتم النبیین ؐ کے بعد نہ کوئی نبی مبعوث ہوگا اور نہ اس کی کوئی جدید امت ہوگی۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۳۴)

لعلکم تتقون

اعمال نجات کا یقینی سبب نہیں

''اس جملہ میں لفظ 'لعل' استعمال فرمایا، جو رجا یعنی امید کے معنی میں آتا ہے اور ایسے مواقع پر بولا جاتا ہے جہاں کسی فعل کا وقوع یقینی نہ ہو۔ ایمان و توحید کے نتیجہ میں نجات اور جنت کا حصول یقینی ہے مگر اس یقینی شے کو امید و رجا کے عنوان سے بیان کرنے میں حکمت یہ بتلانا ہے کہ انسان کا کوئی عمل اپنی ذات میں نجات و جنت کی قیمت نہیں بن سکتا بلکہ فضل خداوندی اس کا اصل سبب ہے، ایمان و عمل کی توفیق ہونا اس فضل خداوندی کی علامت ہے، علت نہیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۳۸)

انداداً

ہم سر، مد مقابل

''انداداً، 'ند' کی جمع ہے جس کے معنی ہم سر، ہم پایہ، مدمقابل، مشابہ اور کفو کے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۳۷)

مثل و مشابہ

''ند عربی میں کہتے ہیں، مثل و مشابہ کو بھی، اور مخالف و مدمقابل کو بھی۔ چنانچہ انداد کے معنی اضداد اور اشباہ دونوں کے لیے گئے ہیں۔ لفظ کی جامعیت میں نکتہ یہ ہے کہ شرک دنیا میں دونوں قسم کا مروج رہا ہے۔ بہت سی قوموں نے اپنے دیوتاؤں کو محض ایک خدائے اصغر یا ماتحت خدا تسلیم کیا ہے اور مجوس نے اہرمن کو یزداں کے حریف و مدمقابل کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱، ص ۷۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادعوا شھداء کم

''شہید قوم کے اس لیڈر، ترجمان اور نمائندہ کو کہتے ہیں جو اہم مواقع پر اس کی ترجمانی اور نمائندگی کرتا ہے اور اس کا حمایتی بن کر کھڑا ہوتا ہے۔حمایتی انسانوں میں سے بھی ہو سکتے تھے اور اہل عرب کے اعتقاد کے مطابق جنوں میں سے بھی ہو سکتے تھے۔مشرکین عرب یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ہر شاعر کے ساتھ ایک جن ہوا کرتا ہے جو اس کو شعر الہام کرتا ہے چنانچہ وہ قرآن کے متعلق بھی یہ گمان رکھتے تھے کہ یہ بھی اسی قسم کے الہام کا کرشمہ ہے۔ان کے انھی خیالات کی بنا پر ان سے مطالبہ کیا گیا کہ اگر تم قرآن کو کسی انسان یا جن کی گھڑی ہوئی چیز سمجھتے ہو تو اپنے ان حمایتیوں کی مدد سے اس کے مانند ایک ہی سورہ پیش کر دو۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۳۸)

ان کنتم صادقین

''اگر تم سچے ہو، کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ایک یہ کہ تم قرآن کے بارے میں جو گمان رکھتے ہو اگر اس میں سچے ہو۔دوسرا یہ کہ اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو کہ خدا کے سوا تمھارے کچھ اور حمایتی اور مددگار بھی ہیں، اگر فی الواقع ہیں تو انھیں بلا لو۔میرا رجحان دوسرے مفہوم کی طرف ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پہلے مفہوم پر بھی حاوی ہو جاتا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۳۸)

وقودھا الناس والحجارۃ

''یہ الفاظ اس آگ کے مزاج کو ظاہر کر رہے ہیں جس سے قرآن کے جھٹلانے والوں کو ڈرایا گیا ہے۔اس آگ کا مرغوب ایندھن تو وہ لوگ ہوں گے جن کے اندر کفر اور شرک کا مواد موجود ہوگا۔انھی کے جسموں سے یہ آگ اپنے اصلی رنگ میں بھڑکے گی اور دوسرے درجے پر اس کا ایندھن وہ پتھر ہوں گے جو معبود کی حیثیت سے دنیا میں پوجے گئے۔'الحجارۃ' کا لفظ اگرچہ عام ہے، لیکن موقع کلام سے واضح ہے کہ اس سے مراد وہی تراشے ہوئے پتھر ہیں جن کی دیوی دیوتا کی حیثیت سے پرستش ہوتی ہے۔ان کو دوزخ میں پھینکنے سے مقصود ان کو عذاب دینا نہیں، بلکہ ان کے پرستاروں کے عذاب میں اضافہ کرنا ہے۔ان کو دکھایا جائے گا کہ جن کے آگے وہ دنیا میں ڈنڈوت کرتے رہے ان کی یہاں کیا درگت بن رہی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۳۹)

قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل

دنیا کی بشارتیں اور آخرت کی نعمتیں

''قالوا سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے دلوں میں خیال کریں گے کہ دنیا میں ہمیں قرآن اور پیغمبرؐ نے جن نعمتوں کے مزے اپنی بشارتوں سے چکھائے تھے وہی نعمتیں ہمارے سامنے اب حقیقی شکل وصورت میں آ رہی ہیں۔وہ خوش ہوں گے کہ الحمدللہ جن وعدوں پر وہ جیے اور مرے وہ سب سچے ثابت ہوئے اور جس جنت کی نعمتوں کے مزے اب وہ لوٹ رہے ہیں اس کی ایک تمثیلی سیر قرآن کی بدولت انھوں نے دنیا ہی میں کر لی تھی۔لفظ رزق عربی زبان میں بھی اور قرآن میں بھی رزق مادی اور روحانی دونوں ہی کے لیے استعمال ہوا ہے۔قرآن نے وحی کو بھی رزق کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۴۰)

جنت کی نعمتوں کا پہلو

''مطلب یہ ہے کہ وہ نہیں ہوگا، بلکہ اس سے ملتا جلتا ہوگا۔یہ جنت کی نعمتوں کے اس پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے کہ وہ ہر دفعہ نئے حسن، نئی لذت اور نئے ذائقے کے ساتھ سامنے آئیں گی۔ایک ہی پھل جب بار بار کھانے کو دیا جائے گا تو ہر مرتبہ لذت،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن اور ذائقے کی ایک نئی دنیا اپنے ساتھ لے کر آئے گا۔'' (البیان بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، مارچ ۱۹۹۹ء ص ۱۰)

شکل وصورت دنیاوی، ذائقہ نرالا

''جنت کے پھل شکل میں دنیا کے پھلوں کی طرح ہوں گے۔ جب اہل جنت کو ملیں گے تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل ہیں جو دنیا میں ہمیں ملا کرتے تھے، مگر ذائقہ اور لذت میں دنیا کے پھلوں سے ان کو کوئی نسبت نہ ہوگی صرف نام کا اشتراک ہوگا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۶۵)

''یعنی نرالے اور اجنبی پھل نہ ہوں گے جن سے وہ نامانوس ہوں۔ شکل میں انھی پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے جن سے وہ دنیا میں آشنا تھے، البتہ لذت میں وہ ان سے بدر جہا زیادہ بڑھے ہوئے ہوں گے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۵۸)

ازواج مطہرۃ

جوڑے

''زوج کے معنی جوڑے کے ہیں عورت کے لیے مرد جوڑا ہے اور مرد کے لیے عورت انسان کے اندر قدرت نے خود ایک خلا چھوڑا ہے جو اس جوڑے کے سوا کسی اور شکل سے پورا نہیں ہوتا۔ مطہرہ کی صفت اس حقیقت کو ظاہر کر رہی ہے کہ نہایت اہتمام کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے اور ان کا تزکیہ کیا گیا ہے۔ تطہیر کے معنی ہیں خاص اہتمام وتوجہ کے ساتھ کسی کے عادات وخصائل اور طبیعت ومزاج کو سنوارنا اور پاکیزہ بنانا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۴۱)

''عربی متن میں ازواج کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں جوڑے اور یہ لفظ شوہر اور بیوی دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ شوہر کے لیے بیوی زوج ہے اور بیوی کے لیے شوہر زوج ہے۔ مگر آخرت میں یہ ازواج پاکیزگی کی صفت کے ساتھ ہوں گے، اگر دنیا میں مرد نیک ہے اور اس کی بیوی نیک نہیں ہے تو آخرت میں ان کا رشتہ کٹ جائے گا اسی طرح اگر کوئی عورت نیک ہے اور اس کا شوہر بد تو وہاں کوئی نیک مرد اس کا شریک زندگی بنا دیا جائے گا۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۵۹)

پاکیزہ بیویاں

''بعض روشن خیالوں کو پاکیزہ بیویوں کے نام سے خدا معلوم کیوں اتنی شرم آئی کہ انھوں نے اس معنی ہی سے انکار کر دیا اور 'ازواج مطھرۃ' کی تفسیر عجیب توڑ مروڑ کر کی ہے گویا بہشت میں رضائے الٰہی کے مقام میں ہر قسم کی انتہائی لذت، مسرت راحت کے موقع پر بیویوں اور پھر پاکیزہ بیویوں کا ملنا بڑے ہی شرم وندامت کی بات ہے۔ جنت کے نفس وجود ہی سے اگر کسی کو انکار ہے تو اور بات ہے ایسے مخاطب کے سامنے پہلے جنت کا اثبات کیا جائے گا، لیکن اگر جنت کا اقرار ہے تو پھر وہاں کی کسی لذت، کسی نعمت، کسی راحت سے انکار کے کوئی معنی نہ نقل کے لحاظ سے صحیح ہیں، نہ عقل کے اعتبار سے۔ جنت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ وہ مادی اور روحانی ہر قسم کی لذتوں، مسرتوں اور راحتوں کا گھر ہوگا۔ یا پھر بیوی کے نعمت اور اعلیٰ نعمت ہونے ہی سے انکار ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس عقیدہ کا رشتہ اسلام سے کہیں زیادہ رہبانیت اور پولوس کی پھیلائی ہوئی مسیحیت سے ہے۔ زوجیت جب دنیا میں اللہ کا اعلیٰ انعام ہے تو آخرت میں کس جرم میں اس سے محرومی ہو جائے گی؟ حقیقت یہ ہے کہ جسمانی، مادی، حسی خصوصاً ازدواجی نعمتوں کو حقیر سمجھنا یا ان سے شرمانا تمام تر جاہلی مذہبوں خصوصاً پولوسی مسیحیت سے دماغی مرعوبیت کا نتیجہ ہے۔ اسلام تو حسی اور معنوی، مادی اور روحانی اور عقلی ہر قسم کی نعمت کی قدر کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ایسی خشک لذت جس میں کوئی شائبہ نہ لامسہ کا ہو، نہ باصرہ کا، نہ ذائقہ کا، نہ سامعہ کا اور صرف اسی پر قانع رہنا کمال نہیں نقص ہے، ہنر نہیں عیب ہے اور معلوم ہے کہ نقص وعیب جنت کے ساتھ جمع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو سکتے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ عمل زوجیت سے ایک دوسرا مقصود وجود دنیا میں حاصل ہوتا ہے یعنی بقائے نوع یا افزائش نسل وہ تو جنت میں موجود نہ ہوگا غذا کی طرح صحبت کی نفس لذت ہی وہاں مقصود رہ جائے گی۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ، ج ا، ص ۸۵)

آیات کی مجموعی تعلیمات، توحید، رسالت

توحید کی دلیل، اضداد میں ہم آہنگی

''اس مجموعہ آیات میں توحید اور رسالت کی دلیلیں بیان ہوئی ہیں۔ توحید کی دلیل اس توافق اور ہم آہنگی کے پہلو سے ہے جو اس کائنات کے تمام اضداد کے اندر پائی جاتی ہے۔ زمین آسمان، شب و روز، نور ظلمت، سردی گرمی، عورت مرد وغیرہ۔ بہ ظاہر یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید یہ کائنات اضداد اور باہم نبرد آزما قوتوں اور طاقتوں کی ایک رزمگاہ ہے۔ چنانچہ یہی دھوکا بعض قوموں کو ہوا جس کے سبب سے انھوں نے نور اور ظلمت، نیکی اور بدی کے الگ الگ خالق ٹھیرا لیے۔ اس قسم کی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اہل عرب بھی زمین کے لیے الگ اور آسمان کے لیے الگ دیوتا مانتے تھے۔ قرآن مجید نے اسی مغالطے کو یہاں رفع کیا ہے کہ اس کائنات میں جو تضاد نظر آتا ہے، وہ محض ظاہری ہے۔ حقیقتاً ان اضداد میں نہایت گہرے قسم کا توافق ہے۔ زمین بستر کی طرح بچھی ہوئی ہے اور آسمان شامیانے کی طرح تنا ہوا ہے۔ اس توافق کے ہوتے ہوئے یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ زمین کے اندر کسی اور دیوتا کا ارادہ کارفرما ہو اور آسمان میں کسی اور کی خدائی چل رہی ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو اختلاف کے نتیجے میں یہ دونوں خود بھی درہم برہم ہو جاتے اور ان کے ساتھ وہ بھی پس جاتے جو اس چکی کے دونوں پاٹوں کے بیچ آ جاتے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۱۴۹)

توحید ربوبیت سے توحید الوہیت پر استدلال

''یہاں توحید ربوبیت سے توحید الوہیت پر استدلال قائم کیا جا رہا ہے۔ یعنی تم اپنے رب کی عبادت کرو کیونکہ وہی ہے جس نے تمھیں پیدا فرمایا۔ پھر اس نے مزید کرم یہ فرمایا کہ تمھیں پیدا کر کے تمھاری حیات و بقا کے بھی سارے سامان فراہم کر دیے۔ اب جب کہ تمھارا وجود بھی اسی کے کرم کا صدقہ ہے اور تمھاری زندگی اور بقا بھی اسی کی نظر رحمت کی محتاج ہے اور کسی دوسرے کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ جب ایجاد و ربوبیت میں وہ وحدہ لاشریک ہے تو الوہیت میں کون اس کا شریک ہو سکتا ہے۔ جب 'لا خالق الا اللہ' اور 'لا رب الا اللہ' کو تسلیم کرنے میں انکار کی گنجائش نہیں تو لامحالہ 'لا الہ الا اللہ' بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ توحید کے نازک مسئلے پر قرآن کا استدلال فطری اور سادہ ہے۔ ایک ان پڑھ، عامی، ایک عالم، ایک محقق سب یکساں طور پر اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ا، ص ۴۰)

حق تعالیٰ کی صفات سے توحید پر استدلال

''انسانوں کو یہ کہا جا رہا ہے کہ تم کو نیست سے ہست کرنے والا، تمھاری تربیت اور پرورش کے سارے سامان مہیا کر کے ایک قطرہ سے حسین و جمیل انسان بنانے والا، تمھارے رہن سہن کے لیے زمین اور دوسری ضروریات کے لیے آسمان سے پانی برسانے والا، پانی سے پھل اور پھل سے غذا مہیا کرنے والا بجز حق تعالیٰ کے کوئی نہیں تو عبادت و بندگی کا مستحق دوسرا کون ہو سکتا ہے کہ اس کو تم خدا کا شریک و سہیم ٹھیراؤ۔ اس آیت میں حق تعالیٰ کی ایسی چار صفات کا بیان ہے جو سوائے اس کے اور کسی مخلوق میں پائی ہی نہیں جا سکتیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۱۳۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالت کی دلیل

''قرآن کے متعلق نبی کریمؐ کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو اس نے اپنے مقرب فرشتے جبرئیل کے ذریعہ سے بہ شکل وحی آپ پر اتاری ہے۔ آپؐ اس کتاب کو اپنی رسالت کے ثبوت میں پیش فرماتے تھے۔ مشرکین عرب اس دعوے کے مخالف تھے اور یہود بھی ان کے ہم نوا تھے۔ یہ لوگ اس مخالفت میں مختلف قسم کی باتیں کرتے تھے کبھی کہتے کہ یہ محمد کی خود اپنی تصنیف ہے کبھی کہتے کہ یہ جنات کا القا ہے کبھی کہتے کہ یہ کلام کوئی مافوق کلام نہیں ہے، ہم بھی چاہیں تو اس قسم کا کلام پیش کر سکتے ہیں۔ ان ساری باتوں کے جواب میں یہ فرمایا گیا کہ اگر تمھیں اس طرح کے شکوک وشبہات ہیں تو اس کا فیصلہ بڑی آسانی کے ساتھ ہوسکتا ہے کہ تم بھی اس کے مانند کوئی سورہ پیش کر دو۔ اس سے پہلے کہا گیا تھا کہ اس کے مانند کوئی کتاب پیش کرو پھر یہ کہا گیا تھا کہ اس کے مانند دس سورتیں پیش کرو جب وہ ان دونوں مطالبوں میں سے کوئی بھی پورا کرنے کی ہمت نہ کر سکے تو آخری بات کہہ دی گئی کہ چلو ایک ہی سورہ اس کے مانند پیش کر کے دکھاؤ۔ دوسری بات یہ کہی گئی کہ اگر تمھارے لیے تنہا یہ کام مشکل ہو تو ادیب، شاعر، کاہن، جنات، شیاطین، دیوی دیوتاؤں کی مدد بھی لے لو۔ تیسری بات یہ کہی گئی کہ ان میں سے کوئی ایک بات بھی نہ تم آج کر سکتے ہو اور نہ کبھی آیندہ کر سکو گے۔ قرآن کے اس چیلنج کے اصلی مخاطب اگرچہ اہل عرب تھے، غیر اہل عرب کے لیے اس قسم کے چیلنج کا سوال نہیں پیدا ہوتا تھا، لیکن قرآن کے ہر مخالف اور رسالت محمدی کے ہر منکر کے لیے یہ چیلنج آج تک موجود ہے جس کا جی چاہے وہ اپنے زور اور اپنی قابلیت کا امتحان کر لے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، جی دہلی، ج ۱، ص ۱۴۹)

رسالت محمدیؐ کا اثبات

''تیئسویں اور چوبیسویں آیت میں رسالت محمدیؐ کا اثبات ہے، اس سے پہلے دو آیتوں میں توحید کا اثبات تھا۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے چند مخصوص کام ذکر کر کے توحید ثابت کی گئی تھی ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کا کلام پیش کر کے رسول اللہ کی رسالت ثابت فرمائی گئی ہے۔ اور طریق اثبات دونوں کا ایک ہی ہے۔ پہلی دو آیتوں میں چند ایسے کام مذکور تھے جو سوائے حق تعالیٰ کے کوئی نہیں کر سکتا اور کہا کہ جب یہ کام اللہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں کر سکتا تو مستحق عبادت بھی اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ ان دو آیتوں میں ایک ایسا کلام پیش کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا نہیں ہوسکتا۔ جس طرح زمین وآسمان کی بناوٹ، پانی برسانے اور اس سے پھل پھول نکالنے سے انسانی طاقت کا عاجز ہونا اس کی دلیل تھی کہ یہ کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، اسی طرح کلام الٰہی کا مثل یا نظیر پیش کرنے سے پوری مخلوق کا عاجز رہنا اس کی دلیل ہے کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، کسی مخلوق کا نہیں۔ قرآن مجید کو رسول اللہ کا معجزہ بتلا کر آپ کی رسالت اور سچائی کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ رسولوں کے معجزے ان کے ساتھ ہی ظاہر ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ہی ختم ہو جاتے ہیں، مگر قرآن حکیم ایک ایسا معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ یہاں کوئی کہہ سکتا تھا کہ ہمارا عاجز ہونا تو اس کی دلیل نہیں، ہوسکتا کہ سبھی انسان عاجز ہیں۔ اس لیے ارشاد فرمایا کہ 'وادعوا شھداء کم من دون اللہ'۔

جو قوم اسلام اور قرآن کی مخالفت میں سب کچھ قربان کرنے پر تلی ہوئی تھی اس کو یہ آسان موقع دیا گیا کہ چھوٹی سی سورت کی مثال بنا لاؤ، مگر پوری قوم میں کوئی بھی اس کام کے لیے آگے نہ بڑھا۔ حالانکہ یہ آسان کام تھا۔ اس سے بڑھ کر کون سا اعتراف ان کے عجز اور قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے کا ہوسکتا ہے؟ گویا قرآن کریم نبی کریمؐ کا ایسا معجزہ ہے جس نے تمام سرکشوں کی گردنیں جھکا دیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۴۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کے معجزہ ہونے کی وجوہات

۱۔قرآن کہاں اور کس پر نازل ہوا

''سب سے پہلے غور کرنے کی چیز یہ ہے کہ قرآن کس جگہ، کس ماحول میں اور کس پر نازل ہوا؟ اور کیا وہاں کچھ ایسے علمی سامان موجود تھے جن کے ذریعہ دائرۂ اسباب میں ایسی جامع بے نظیر کتاب تیار ہو سکے۔عرب خشک پہاڑوں اور گرم ریگ کا علاقہ ہے۔آب وہوا کچھ ایسی خوشگوار نہیں کہ باہر کے آدمی وہاں پہنچنے کی رغبت کریں۔علم وتعلیم کا کوئی چرچا نہیں تھا، نہ کوئی سکول، نہ یونیورسٹی نہ دارالعلوم۔فصاحت وبلاغت کا ایک فن ضرور تھا،لیکن یہ سب کچھ ان کا فطری فن تھا جو کسی مکتب یا مدرسہ میں حاصل نہیں کیا جاتا۔پھر وہ ہستی جس پر نازل ہوا، یتیم پیدا ہوئی۔ہر قسم کی تعلیم وتعلم سے بے خبر، بالکل امی رہے کہ اپنا نام تک نہ لکھنا سیکھا۔نہ کبھی کوئی شعر کہا، نہ قصیدہ اور نہ کسی ایسی مجلس میں شریک ہوئے۔کسی دوسرے ملک کا سفر بھی نہیں کیا کہ وہاں کچھ عرصہ رہ کر یہ سیکھ لیا ہو۔ملک شام کے دو سفر ہوئے، وہ بھی چند یوم کے۔اس ماحول میں اس ہستی کی زبان سے چالیس سال بعد یک بیک ایسا کلام جاری ہو جائے تو اس کے معجزہ ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے؟

۲۔عربوں کا اعتراف

قرآن پاک کے بلاواسطہ اور پہلے مخاطب عرب تھے اور یہ چیلنج بھی بلاواسطہ انھی سے تھا۔وہ اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں جان، مال، آبرو، اولاد سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ تھے،لیکن اس کے مقابلے میں چند آیات نہ لا سکے۔عربوں کا اس چیلنج کے مقابلے میں سکوت اور عجز اس کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔عربوں نے صرف سکوت ہی اختیار نہیں کیا بلکہ اس بات کا اعتراف بھی کیا کہ ایسا کلام بنانا یا کہنا ان کی طاقت سے باہر ہے، مثلاً ولید بن مغیرہ، نضر بن حارث اور لبید کا اعتراف۔

۳۔غیب کی خبریں

قرآن نے غیب کی اور آئندہ پیش آنے والے واقعات کی بہت سی خبریں دیں اور یہ واقعات ہوبہو اسی طرح پیش آئے۔مثلاً روم وفارس کے مقابلہ میں یہ خبر کہ دس سال گزرنے نہ پائیں گے کہ پھر رومی اہل فارس پر غالب آجائیں گے اور بالکل ایسے ہی ہوا۔

۴۔پچھلی امتوں کے تفصیلی حالات

پچھلی امتوں اور ان کے شرائع اور تاریخی حالات کا ایسا صاف تذکرہ ہے کہ اس زمانے کے بڑے بڑے علما یہود ونصاریٰ کے پاس بھی اتنی معلومات نہ تھیں۔رسول اللہ نے تو کبھی کسی مکتب میں قدم رکھا نہ کسی عالم کی صحبت اٹھائی، نہ کسی کتاب کو ہاتھ لگایا۔پھر ابتداء دنیا سے آپ کے زمانہ تک کے تاریخی حالات اور شریعتوں کی تفصیلات کا بیان ظاہر ہے کہ بجز اس کے نہیں ہوسکتا کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہو۔

۵۔دل میں چھپی باتوں کی اطلاع

متعدد آیات میں لوگوں کے دل میں چھپی ہوئی باتوں کی اطلاع دی گئی اور پھر ان کے اقرار سے ثابت ہو گیا کہ وہ بات صحیح اور سچی تھی۔یہ کام عالم الغیب کا ہوسکتا ہے کسی بشر کا نہیں۔

۶۔پیشگوئیاں کہ فلاں کام نہ کرسکیں گے

قرآن نے کسی قوم یا فرد کے متعلق یہ پیشگوئی کی کہ وہ فلاں کام نہ کرسکیں گے اور پھر وہ لوگ باوجود ظاہری قدرت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کام کو نہ کرسکے۔ جیسے یہود کو کہا گیا کہ موت کی تمنا کر کے دکھائیں۔ لیکن کہا کہ وہ ہرگز نہ کرسکیں گے اور یہود باوجود قدرت کے یہ تمنا نہ کرسکے۔ اس چیلنج کے باوجود کسی یہودی کی ہمت نہ ہوئی کہ ایک مرتبہ زبان ہی سے تمنائے موت کا اظہار کر دیتا۔

۷۔ قرآن کے سماعی اثرات

وہ خاص کیفیت جو قرآن کے سننے والے ہر خاص و عام پر طاری ہوتی ہے، وہ بھی ثابت کرتی ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہوسکتا۔

۸۔ بار بار پڑھنے سے طبیعت اکتاتی نہیں

دنیا کی کوئی بہتر سے بہتر اور مرغوب کتاب لے لیجیے، دو چار بار کے بعد طبیعت اکتا جائے گی مگر قرآن کو جتنا پڑھا جائے اتنا ہی شوق اور بڑھتا ہے اور طبیعت اکتاتی نہیں۔

۹۔ اللہ کی حفاظت

اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے یہ اعزاز بھی کسی اور کتاب کو حاصل نہیں۔

۱۰۔ علوم و معارف

قرآن نے اپنے مختصر حجم اور محدود کلمات میں بہت سے علوم و فنون بھی جمع کر دیے ہیں جو تمام زمانوں کے لیے موثر اور سچے ہیں۔

۱۱۔ خود نبی بھی مثال نہ بنا سکے

صرف یہی نہیں کہ پورا عرب قرآن کی مثال پیش کرنے سے عاجز رہا، بلکہ خود وہ ذات اقدس جس پر یہ قرآن نازل ہوا وہ بھی اس کی مثال اپنی طرف سے پیش نہ کرسکی۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

بعض لوگوں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ بہت ممکن ہے کہ قرآن کے مقابلہ میں کتابیں اور مقالات لکھے گئے ہوں، مگر وہ محفوظ نہ رہے ہوں۔ اگر ذرا بھی انصاف سے کام لیا جائے تو اس احتمال کی بھی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ معلوم ہے کہ نزول قرآن سے لے کر آج تک قرآن کے ماننے والے کم اور منکرین زیادہ رہے ہیں اور منکرین کے پاس نشر و اشاعت کے ذرائع بھی زیادہ رہے ہیں۔ اگر انھوں نے قرآن کا چیلنج قبول کر کے کوئی چیز مقابلے میں پیش کی ہوتی تو کیسے ممکن تھا کہ وہ ساری دنیا میں شائع نہ ہوتی اور ہر زمانہ کے منکرین قرآن اس کو مسلمانوں کے مقابلے میں پیش نہ کرتے اور پھر مسلمانوں کی طرف سے بھی اس پر جرح و نقد کی سینکڑوں کتابیں نہ لکھی گئی ہوتیں۔ مسیلمہ کذاب نے جو کلمات بنائے تھے وہ خود اس کی قوم نے اس کے منہ پر دے مارے۔ قرآن کے اس چیلنج کے جواب میں مخالفین نے کچھ شریفانہ سکوت نہیں کرلیا، بلکہ جو کچھ ان کے منہ میں آیا وہ کہتے رہے۔ لیکن یہ پھر بھی کسی نے نہ کہا کہ ہم میں سے فلاں آدمی نے قرآن جیسا کلام لکھا ہے۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱ ص ۱۴۴)

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيٓ أَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَأَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ إِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (26) الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ أَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُّوصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ط اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (27) کَيْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا
فَاَحْيَاكُمْ ج ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ(28) هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا
ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ط وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ(29)

تراجم

ا۔اللہ کچھ شرماتا نہیں، کہ بیان کرے کوئی مثال، ایک مچھر یا اس سے اوپر۔ پھر جو یقین رکھتے ہیں سو جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے ان کے رب کا کہا۔ اور جو منکر ہیں، سو کہتے ہیں، کیا غرض تھی اللہ کو اس مثال سے؟ گمراہ کرتا ہے اس سے بہتیرے، اور راہ پر لاتا ہے اس سے بہتیرے۔ اور گمراہ کرتا ہے انھیں جو بے حکم ہیں (۲۶) جو توڑتے ہیں اقرار اللہ کا، مضبوط کیے پیچھے۔ اور توڑتے ہیں جو چیز اللہ نے فرمائی جوڑنی، اور فساد کرتے ہیں ملک میں۔ انھیں کو آیا نقصان (۲۷) تم کس طرح منکر ہو اللہ سے اور تھے تم مردے، پھر اس نے تم کو جلایا۔ پھر تم کو مارتا ہے، پھر جلاوے گا، پھر اسی پاس الٹے جاؤ گے (۲۸) وہی ہے، جس نے بنایا تمھارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے۔ سب۔ پھر چڑھ گیا آسمان کو تو ٹھیک کیا ان کو سات آسمان۔ اور وہ ہر چیز سے واقف ہے (۲۹)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کر دیں کوئی مثال بھی خواہ مچھر کی ہو، خواہ اس سے بھی بڑھی ہوئی ہو سو جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں (خواہ کچھ ہی ہو) وہ تو یقین کریں گے کہ بے شک یہ مثال تو بہت موقع کی ہے، ان کے رب کی جانب سے اور رہ گئے وہ لوگ جو کافر ہو چکے ہیں سو چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ یونہی کہتے رہیں گے کہ وہ کون سا مطلب ہو گا جس کا قصد کیا ہو گا اللہ تعالیٰ نے اس حقیر مثال سے۔ گمراہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس مثال کی وجہ سے بہتوں کو اور ہدایت کرتے ہیں اس کی وجہ سے بہتوں کو اور گمراہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس مثال سے کسی کو، مگر صرف بے حکمی کرنے والوں کو (۲۶) جو کہ توڑتے رہتے ہیں اس معاہدہ کو جو اللہ تعالیٰ سے کر چکے تھے، اس کے استحکام کے بعد اور قطع کرتے رہتے ہیں ان تعلقات کو کہ حکم دیا ہے اللہ نے ان کو وابستہ رکھنے کا اور فساد کرتے رہتے ہیں زمین میں، پس یہ لوگ پورے خسارے میں پڑنے والے ہیں (۲۷) بھلا کیونکر ناسپاسی کرتے ہو اللہ کے ساتھ حالانکہ تھے تم محض بے جان سو تم کو جاندار کیا۔ پھر تم کو موت دیں گے پھر زندہ کریں گے (یعنی قیامت کے دن) پھر ان ہی کے پاس لے جائے جاؤ گے (۲۸) وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے پیدا کیا تمھارے فائدے کے لیے جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے سب کا سب پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف سو درست کر کے بنائے سات آسمان اور وہ تو سب چیزوں کے جاننے والے ہیں (۲۹)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ بے شک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر تو وہ جو ایمان لائے، وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے رہے کافر، وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں اللہ کا کیا مقصود ہے۔ اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے انھیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں (۲۶) وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد، اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں (۲۷) بھلا تم کیوں کر خدا کے منکر ہو گے، حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمھیں جلایا، پھر تمھیں مارے گا، پھر تمھیں جلائے گا، پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے (۲۸) وہی ہے جس نے تمھارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے پھر آسمان کی طرف استوا (قصد) فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے، وہ سب کچھ جانتا ہے (۲۹)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کسی مثال کے بیان کرنے سے نہیں شرماتا خواہ مچھر کی ہو یا اس سے بھی ہلکی چیز کی ایمان والے تو اسے اپنے رب کی جانب سے صحیح سمجھتے ہیں اور کفار کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ نے کیا مراد لی ہے؟ اسی کے ساتھ۔ بیشتر کو گمراہ کرتا ہے اور اکثر لوگوں کو راہِ راست پر لاتا ہے اور گمراہ تو صرف فاسقوں کو ہی کرتا ہے (۲۶) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مضبوط عہد کو توڑ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے، انھیں کاٹتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں (۲۷) تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمھیں زندہ کیا، پھر تمھیں مار ڈالے گا، پھر زندہ کرے گا۔ پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۲۸) وہ اللہ جس نے تمھارے لیے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر آسمان کی طرف قصد کیا اور ان کو ٹھیک ٹھاک سات آسمان بنایا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے (۲۹)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ ہاں، اللہ اس سے ہرگز نہیں شرماتا کہ مچھر یا اس سے بھی حقیر تر کسی چیز کی تمثیلیں دے۔ جو لوگ حق بات کو قبول کرنے والے ہیں، وہ انھی تمثیلوں کو دیکھ کر جان لیتے ہیں کہ یہ حق ہے جو ان کے رب ہی کی طرف سے آیا ہے، اور جو ماننے والے نہیں ہیں، وہ انھیں سن کر کہنے لگتے ہیں کہ ایسی تمثیلوں سے اللہ کو کیا سروکار؟ اس طرح اللہ ایک ہی بات سے بہتوں کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اور بہتوں کو راہِ راست دکھا دیتا ہے۔ اور اس سے گمراہی میں وہ انھی کو مبتلا کرتا ہے جو فاسق ہیں (۲۶) جو اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ دیتے ہیں، اللہ نے جسے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں (۲۷) تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے، اس نے تم کو زندگی عطا کی، پھر وہی تمھاری جان سلب کرے گا، پھر وہی تمھیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا، پھر اسی کی طرف تمھیں پلٹ کر جانا ہے (۲۸) وہی تو ہے جس نے تمھارے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں، پھر اوپر کی طرف توجہ فرمائی اور سات آسمان استوار کیے۔ اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے (۲۹)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ کوئی تمثیل بیان کرے، خواہ وہ مچھر کی ہو یا اس سے بھی کسی چھوٹی چیز کی۔ تو جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہی بات حق ہے ان کے رب کی جانب سے۔ رہے وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا تو وہ کہتے ہیں کہ اس تمثیل کے بیان کرنے سے اللہ کا کیا منشا ہے؟ اللہ اس چیز سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ گمراہ نہیں کرتا مگر انھی لوگوں کو جو نافرمانی کرنے والے ہیں (۲۶) جو اللہ کے عہد کو اس کے باندھنے کے بعد توڑتے ہیں اور جس چیز کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اس کو کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو نامراد ہونے والے ہیں (۲۷) تم اللہ کا کس طرح انکار کرتے ہو اور حال یہ ہے کہ تم مردہ تھے تو اس نے تم کو زندہ کیا، پھر وہ تم کو موت دیتا ہے، پھر زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے؟ (۲۸) وہی ہے جس نے تمھارے لیے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے، پھر آسمان کی طرف توجہ کی اور سات آسمان استوار کر دیے۔ اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے (۲۹)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (یہ جنت کی تمثیل ہے، اور) اللہ اِس بات سے نہیں شرماتا کہ (کسی حقیقت کی وضاحت کے لیے) وہ مچھر یا اس سے بھی حقیر کسی چیز کی تمثیل بیان کرے۔ پھر جو ماننے والے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ یہ اُن کے پروردگار کی طرف سے حق آیا ہے، اور جو نہیں مانتے، وہ کہتے ہیں کہ اِس مثال سے اللہ نے کیا چاہا؟ (اِس طرح) اللہ بہتوں کو اِس سے گمراہ کرتا اور بہتوں کو راہ دکھاتا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ وہ اِس سے گمراہ تو ایسے سرکشوں ہی کو کرتا ہے (۲۶) جو اللہ کے عہد کو اُس کے باندھ لینے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اللہ نے جس چیز کے جوڑنے کا حکم دیا ہے، اُسے کاٹتے ہیں، اور (اِس طرح) زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ یہی ہیں جو (دنیا اور آخرت، دونوں میں) نامراد ہیں (۲۷) (لوگو)، تم اللہ کے منکر کس طرح ہوتے ہو، دراں حالیکہ تم مردہ تھے تو اُس نے تمھیں زندگی عطا فرمائی، پھر وہی مارتا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس کے بعد زندہ بھی وہی کرے گا، پھر اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۲۸) وہی جس نے تمھارے لیے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے، پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور سات آسمان استوار کر دیے، اور وہ ہر چیز سے واقف ہے (۲۹)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

ان اللہ لایستحی ان یضرب مثل

مناسب موقع تنبیہ

''یہاں سے آگے آیت ۲۷ تک ایک مناسب موقع تنبیہ ہے جو سلسلۂ کلام کے بیچ میں جملہ معترضہ کے طور پر آ گئی ہے۔ یثرب کے مشرکین کو اس میں متنبہ کیا گیا ہے کہ یہود کی پیروی میں وہ تمثیلات کے بارے میں بیہودہ حجت طرازی کا مذاق اپنے اندر پرورش نہ کریں۔ یہ ان کے لیے حق سے محرومی کا باعث بن جائے گا۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، اپریل ۱۹۹۹ء ص ۱۰)

تمثیل کی ضرورت اور حقیقت

''ضرب مثل کے معنی ہیں کسی حقیقت کو تمثیل کے پیرایہ میں سمجھانا۔ اعلیٰ حقائق اور روحانی لطائف کو جب تک تمثیل کا جامہ نہ پہنایا جائے اس وقت تک وہ عام عقل کی گرفت میں نہیں آتے، اس وجہ سے روحانی حقائق کی تعلیم میں اس صنف کلام کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ انبیا اور حکما کے کلام میں اس کی بڑی کثرت ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ تورات اور انجیل پر ایک نظر ڈالنے سے ہوسکتا ہے۔ حضرت مسیح کا کلام تمثیلات سے بھرا ہوا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی بے شمار تمثیلات ہیں۔ قرآن میں بھی اس صنف کلام کی نہایت اعلیٰ مثالیں موجود ہیں۔ تمثیل میں جو چیز دیکھنے کی ہوتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ اس میں جو حقیقت پیش کی گئی ہے وہ کتنی خوبی کے ساتھ پیش ہوئی ہے۔ اس چیز سے کچھ زیادہ بحث نہیں ہوتی کہ تمثیل کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں۔ ایک حقیقت کو نگاہوں کے سامنے متصور کر دینے کے لیے جو چیز بھی مفید ہوسکتی ہے اس سے تمثیل میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے خواہ وہ مکھی ہو یا مچھر یا مکڑی۔ قرآن مجید نے مشرکین کے معبودوں کی بے بسی کی مثال دیتے ہوئے کہا ہے کہ اگر مکھی بھی ان خداؤں سے کوئی چیز چھین لے تو یہ اس کا بھی کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ اسی طرح شرکا اور شفعا پر ان کو جو اعتماد تھا اس کی بے حقیقتی کی مثال مکڑی کے جالے سے دی ہے۔ یہود دین کے اصولوں سے بے پروا ہو کر اس کی جزئیات کا جو اہتمام کرتے تھے حضرت مسیح علیہ السلام نے اس کو مچھر کے چھاننے اور اونٹ کے نگل جانے سے تشبیہ دی ہے۔ یہ ساری تشبیہیں اور تمثیلیں اس اعتبار سے نہایت اعلیٰ درجے کی ہیں کہ ان میں جو حقائق پیش کیے گئے ہیں، وہ ان تمثیلوں کے پیرایہ میں نہایت خوبی کے ساتھ ایک عام آدمی کی سمجھ میں بھی آ جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے علم اور معرفت کے قدردان ان تمثیلوں کی بڑی قدر کرتے ہیں اور ان سے بڑا فائدہ اٹھاتے ہیں، لیکن جو لوگ علم و معرفت کے دشمن اور خواہشات نفس کے غلام ہوتے ہیں وہ ان تمثیلات سے بہت چڑتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمثیلات ان کے لیے وہ چیزیں بے نقاب کرتی ہیں جن کا بے نقاب ہونا ان کے نفس کی خواہشات کے خلاف ہوتا ہے۔ وہ اپنا یہ غصہ جب نکالنا چاہتے ہیں تو براہ راست اس حقیقت پر حملہ کرنا تو ان کے لیے ممکن نہیں ہوتا جو وہ تمثیل پیش کر رہی ہوتی ہے کیونکہ وہ اس قدر واضح ہوتی ہے کہ اس کے خلاف کچھ کہنا آفتاب پر خاک ڈالنے کے مترادف ہوتا ہے۔ البتہ تمثیل کے کسی جزو کی آڑ لے کر وہ اس کے خلاف اپنا غصہ نکالنے کی کوشش کریں گے۔ مثلاً فرض کیجیے تمثیل میں مکھی یا مچھر کا ذکر آ گیا ہے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہ وہ تمثیل کتنی ہی حقیقت افروز ہو، لیکن وہ کہیں گے کہ "یہ کیا فضول تمثیل ہے، اگر یہ خدا کا کلام ہے تو کیا خدا کو تمثیل کے لیے مکھی اور مچھر ہی ملتے ہیں"۔ اس طرح وہ خود اپنے ضمیر کی آنکھوں میں بھی دھول جھونکنے کی کوشش کریں گے اور دوسروں کی آنکھوں میں بھی دھول جھونکیں گے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۴۰)

حقیر چیز، حقیر مثال

"منکرین قرآن کا شبہ یہ تھا کہ قرآن کریم میں مکھی اور مچھر جیسے حقیر جانوروں کا ذکر آیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی عظمت کے خلاف ہے۔ جواب یہ دیا گیا کہ جب کسی حقیر و ذلیل چیز کی مثال دینی ہو تو کسی ایسی ہی حقیر چیز سے مثال دینا مقتضائے عقل و بلاغت ہے۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج ۱، ص ۱۶۷)

بڑی چھوٹی چیزیں اور نسبت

"چیزیں چھوٹی بڑی تو انسان کی نسبت سے ہوتی ہیں، حق تعالیٰ کے نزدیک تو بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی سب یکساں ہیں۔ مثال کی غایت ہی یہ ہے کہ وہ مسئلہ کو ذہن کے سامنے زیادہ کھول کر اور زیادہ وضاحت کے ساتھ لے آئے، اب یہ مقصد جس مثال سے پورا ہو سکے اسی کو بہترین کہا جائے گا خواہ وہ چیز جو مثال میں پیش کی گئی ہے بجائے خود کیسی ہی ہو۔ مچھر بظاہر حقیر اور بے حقیقت سی مخلوق ہے، لیکن جہاں مخلوق کی بے حقیقتی بیان کرنا ہوگی وہاں موزوں مثال ظاہر ہے کہ مچھر ہی کی ہوگی۔" (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱، ص ۸۶)

اللہ کے گمراہ کرنے کا مطلب

"شر اشیائے کائنات کے، موجودات عالم کے اور اپنے قویٰ کے غلط و ناجائز طریق استعمال کا نام ہے۔ خالق نے انسان کو مختلف راہوں میں سے ایک کے انتخاب کی آزادی دے رکھی ہے اور اسی کا نام ارادہ ہے، چنانچہ انسان جب اپنے ہی ارادہ و اختیار سے غلط کام لے کر غلط راہ کا انتخاب کرتا ہے تو اسی کو شر میں مبتلا ہو جانا کہتے ہیں۔ اللہ تکوینی طور پر ہر شے کا آخری مسبب الاسباب تو ہے، وہ بدی کا خالق صرف اسی معنی میں ہے جس معنی میں زہر کا، زہریلے جانوروں کا، خونخوار درندوں کا خالق ہے 'یضل بہ' کے معنی صرف اسی قدر ہیں کہ بندہ جب اپنی رائے اور ارادہ سے گمراہی اختیار کرنے لگتا ہے تو حق تعالیٰ اس کا بھی سامان بہم پہنچا دیتا ہے یہ نہیں کرتا کہ سامان تو اکٹھے ہو جائیں اور نتیجہ برآمد نہ ہونے دے۔ گمراہی انھیں کے حصے میں آتی ہے جو خود گمراہ رہنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ گمراہی کسی پر چپک نہیں دیتا، بار بار کی ارادی نافرمانیوں اور حکم عدولیوں سے اندر کا نور بجھ جاتا ہے اور طبیعت میں حق کی طلب اور صداقت کی تلاش باقی نہیں رہتی۔" (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱، ص ۸۸)

الذين ينقضون عهد الله

عہد اور میثاق

"عہد اس صورت معاملہ کو کہتے ہیں جو دو شخصوں کے درمیان طے ہو جائے اور میثاق ایسے معاہدے کو کہتے ہیں جو قسم کے ساتھ مضبوط و مستحکم بھی کیا جائے۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۶۸)

عہد کا مطلب

"بادشاہ اپنے ملازموں اور رعایا کے نام جو فرمان یا ہدایات جاری کرتا ہے ان کو عربی محاورے میں عہد سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تعمیل رعایا پر واجب ہوتی ہے۔ یہاں عہد کا لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔'' (تفہیم القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ٦٠)

معاہدۂ الست مراد ہے

''اس چیز کو کاٹتے ہیں سے مراد اس ازلی معاہدے کو توڑ ڈالتے ہیں جو تمام انسانوں نے اپنے رب سے 'الست بربکم' کی صورت میں باندھا تھا۔ تمام انبیا اور آسمانی کتابیں اسی عہد کی تجدید اور یاددہانی کے لیے آتی ہیں، جس نے اس معاہدے ہی کو توڑ ڈالا اس سے کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ کسی پیغمبر یا آسمانی کتاب سے فائدہ اٹھائے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ١٦٨)

عہد، اللہ کا مستقل فرمان

''اللہ کے عہد سے مراد اس کا وہ مستقل فرمان ہے، جس کی رو سے تمام نوعِ انسانی صرف اسی کی بندگی، اطاعت اور پرستش کرنے پر مامور ہے۔'' (تفہیم القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ٦٠)

عہد سے مراد، تین عہد

''عہد سے مراد وہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے کتب سابقہ میں حضورؐ پر ایمان لانے کی نسبت فرمایا۔ ایک قول یہ ہے کہ عہد تین ہیں۔ پہلا عہد وہ جو اللہ تعالیٰ نے تمام اولادِ آدم سے لیا کہ اس کی ربوبیت کا اقرار کریں، اس کا بیان اس آیت میں ہے: 'واذ اخذ ربك من بنی آدم'۔ دوسرا عہد انبیا کے ساتھ مخصوص ہے کہ رسالت کی تبلیغ فرمائیں اور دین کی اقامت کریں اس کا بیان اس آیت 'واذ اخذنا من النبیین میثاقهم' میں ہے۔ تیسرا عہد علما کے ساتھ مخصوص ہے کہ حق کو نہ چھپائیں اس کا بیان 'واذ اخذ ناميثاق الذين اوتوا الكتاب' میں ہے۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ٩)

رشتۂ قرابت کی اہمیت

''اور اس چیز کو کاٹتے ہیں جس کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے، ہمارے نزدیک اس سے مراد رشتۂ رحم اور رشتۂ قرابت کا کاٹنا ہے۔ چونکہ تمام صلاح وفلاح اور تمام تمدن و معاشرت کی بنیاد اسلام نے اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اور رشتہ رحم کے احترام پر رکھی ہے اس وجہ سے جو شخص ان دونوں پابندیوں سے آزاد ہو اس کا ہر اقدام لازماً فساد فی الارض کا موجب ہوگا۔ اس طرزِ بیان میں جو ابہام ہے اس سے رشتۂ رحم کی عظمت و اہمیت واضح ہوتی ہے کہ یہ ایسی واضح، بدیہی اور معروف حقیقت ہے کہ بغیر اس کے کہ اس کا نام لیا جائے ہر شخص جانتا اور سمجھتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے جس کو خدا نے کاٹنے کا نہیں، بلکہ جوڑنے کا حکم دیا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ١٤٢)

تمام تعلقات مراد ہیں

''یہ لوگ ان تمام تعلقات کو بھی قطع کر ڈالتے ہیں جن کو جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، ان تعلقات میں وہ تعلق بھی داخل ہیں جو بندے اور اللہ کے درمیان ہیں اور وہ بھی جو ماں باپ، عزیزوں، پڑوسیوں، عام مسلمانوں یا عام انسانوں کے ساتھ ہیں۔ ان تمام تعلقات کے پورے حقوق ادا کرنے کا نام ہی اسلام ہے اور انھی کی کوتاہی سے ساری زمین میں فساد آتا ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی ج ا، ص ١٦٨)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلقات کے حقوق ادا کرنا واجب

”ویقطعون ما امر اللہ سے معلوم ہوا کہ جن تعلقات کو قائم رکھنے کا شریعت نے حکم دیا ہے، ان کا قائم رکھنا ضروری اور ان کا قطع کرنا حرام ہے۔“ (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱، ص ۱۷۰)

کیف تکفرون باللہ

قیامت کی دلیل

”یہاں سے آخر تک قیامت کے ضروری ہونے کی دلیل بیان ہوئی ہے یعنی جس طرح پروردگار کی قدرت، ربوبیت اور علم و حکمت کی گواہی یہ آسمان و زمین دے رہے ہیں، کس طرح ممکن ہے کہ وہ تمھیں پیدا کر کے یوں ہی چھوڑ دے اور تمھارے نیک و بد میں کوئی امتیاز نہ کرے؟ لہٰذا قیامت اٹل ہے، وہ ہر حال میں ہو کر رہے گی۔“ (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، اپریل ۱۹۹۹ ص ۱۲)

’کیف‘ کا مفہوم

”یعنی کفر و انکار کی جرأت و ہمت کس طرح رکھتے ہو؟ سوال سے مقصود ان کی جسارت پر اظہار تعجب ہے۔ لفظ ’کیف‘ کا استعمال قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی حق تعالیٰ کے سلسلے میں آیا ہے، سیاق ہمیشہ تنبیہ یا توبیخ کا رہا ہے۔“ (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ، ج۱، ص ۹۰)

کفر کا ایک خاص پہلو

”یہاں اس لفظ کے ایک خاص پہلو کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے، وہ یہ ہے کہ یہ لفظ ان لوگوں کو مخاطب کر کے استعمال کیا گیا ہے جو خدا کے منکر نہیں تھے، بلکہ صرف اس کے شریک ٹھہراتے تھے۔ البتہ قیامت کے یا تو وہ منکر تھے یا کم از کم یہ کہ اس کو بہت ہی بعید از قیاس اور بعید از عقل سمجھتے تھے۔ قرآن میں اس لفظ کا استعمال وسیع معنوں میں ہوا ہے، جس طرح خدا کا صریح انکار کفر ہے اسی طرح اس کا وہ ماننا بھی کفر ہے جو اس کی حقیقی صفات مثلاً وحدانیت، قدرت اور علم وغیرہ کی نفی کے ساتھ ہے۔“ (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص ۱۴۴)

ثم استوی الی السماء فسوھن

استوا کا مفہوم

”استوا کے معنی سیدھے کھڑے ہونے کے ہیں اور ’الی‘ کے ساتھ اس کا صلہ اس بات پر دلیل ہے کہ یہ لفظ توجہ کرنے یا اس کے ہم معنی کسی مفہوم پر مشتمل ہے۔ مقصود یہ بتانا ہے کہ زمین کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بنایا۔ محض تصویر حال کے لیے یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ یہاں کھڑے ہونے یا متوجہ ہونے کا وہی مفہوم لینا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔
اس کائنات کے مشاہدات سے متعلق قرآن کا مستقل اصول یہ ہے کہ جو چیزیں ہماری عام نگاہوں سے مخفی ہیں یا جو صرف گمان اور قیاس پر مبنی ہیں یا جو صرف خوردبینوں اور دوربینوں کی مدد سے ہی دیکھی جا سکتی ہیں، قرآن اس سے تعرض نہیں کرتا۔ اس لیے کہ ان میں بہت کچھ نزاع اور اختلاف کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ قرآن ہمیں صرف انھی حقائق کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے جن میں کسی انصاف پسند کے لیے کسی نزاع اور اختلاف کی گنجائش نہ ہو۔ آسمان کے حقائق کی طرف توجہ دلانے میں بھی قرآن نے یہی روش اختیار کی ہے۔ البتہ یہ اشارہ کر دیا ہے کہ یہ آسمان سات ہیں تا کہ انسان اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے کہ خدا کی خدائی بس اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر آنے والی چھت اوران چمکنے والے ستاروں تک ہی محدود ہے، بلکہ اس پر واضح رہے کہ اس کے دلولہ تفتیش وتحقیق کی جولانیوں کے لیےان ستاروں سے آگے اور بھی میدان ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۱۴۴)

سبع سموات

آسمان ایک حسی وجود

''اس سے معلوم ہوا کہ آسمان ایک حسی وجود اور حقیقت ہے۔محض بلندی کو سما سے تعبیر نہیں کیا گیا۔دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ان کی تعداد سات ہے اور حدیث کے مطابق دو آسمانوں کے درمیان ۵۰۰ برس کی مسافت ہے۔اور زمین کی بابت قرآن میں ہے:'و من الارض مثلهن' (الطلاق ۔۱۲) اور زمین بھی آسمان کی مثل ہیں۔اس سے زمین کی تعداد بھی سات ہی معلوم ہوتی ہے۔'' (احسن البیان، مکتبہ دار السلام، لاہور، ص ۸۰۳)

آسمان کی حقیقت کا تعین مشکل ہے

''سات آسمانوں کی حقیقت کیا ہے اس کا تعین کرنا مشکل ہے۔انسان ہر زمانے میں آسمان یا بالفاظ دیگر ماورائے زمین کے متعلق اپنے مشاہدات یا قیاسات کے مطابق مختلف تصورات قائم کرتا رہا ہے جو برابر بدلتے رہے ہیں، لہٰذا ان میں سے کسی تصور کو بنیاد قرار دے کر قرآن کے ان الفاظ کا مفہوم متعین کرنا صحیح نہ ہوگا۔بس مجملاً اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ یا تو اس سے مراد یہ ہے کہ زمین سے ماورا جس قدر کائنات ہے اسے اللہ نے سات محکم طبقوں میں تقسیم کر رکھا ہے یا یہ کہ زمین اس کائنات کے جس حلقہ میں واقع ہے، وہ سات طبقوں پر مشتمل ہے۔'' (تفہیم القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱، ص۶۱)

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (30) وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (31) قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (32) قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (33)

تراجم

۱۔اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو، مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب۔بولے: کیا تو رکھے گا اس میں، جو شخص فساد کرے وہاں اور کرے خون؟ اور ہم پڑھتے ہیں تیری خوبیاں، اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو۔کہا: مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے (۳۰) اور سکھائے آدم کو نام سارے، پھر وہ دکھائے فرشتوں کو کہا: بتاؤ مجھ کو نام ان کے، اگر ہو تم سچے (۳۱) بولے: تو سب سے نرالا ہے، ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکھایا۔تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار (۳۲) کہا: اے آدم، بتا دے ان کو نام ان کے، پھر جب اس نے بتا دیئے نام ان کے، کہا: میں نے نہ کہا تھا تم کو، مجھ کو معلوم ہیں پردے آسمان زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو (۳۳)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اور جس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب۔ (فرشتے) کہنے لگے: کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اور خونریزیاں کریں گے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں بحمد اللہ اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی (حق تعالیٰ نے) ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جس کو تم نہیں جانتے (۳۰) اور علم دے دیا (اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام) کو (ان کو پیدا کر کے) سب چیزوں کے اسما کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کر دیں پھر فرمایا کہ بتلاؤ مجھ کو اسماء ان چیزوں کے (یعنی مع ان کے آثار و خواص کے) اگر تم سچے ہو (۳۱) فرشتوں نے عرض کیا: آپ تو پاک ہیں ہم کو علم نہیں، مگر وہی جو کچھ ہم کو آپ نے علم دیا۔ بے شک آپ بڑے علم والے ہیں، حکمت والے ہیں کہ جس قدر جس کے لیے مصلحت جانا اسی قدر فہم و علم عطا فرماتا ہے (۳۲) حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم، ان کو ان چیزوں کے اسما بتلا دو، سو جب بتلا دیے ان کو آدم نے ان چیزوں کے اسما، تو حق تعالیٰ نے فرمایا: (دیکھو) میں تم سے کہتا نہ تھا کہ بے شک میں جانتا ہوں تمام پوشیدہ چیزیں آسمانوں اور زمین کی اور جانتا ہوں جس بات کو تم ظاہر کر دیتے ہو اور جس بات کو دل میں رکھتے ہو (۳۳)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اور یاد کرو جب تمھارے رب نے فرشتوں سے فرمایا: میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ بولے: کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے، تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔ فرمایا: مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے (۳۰) اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے پھر سب (اشیاء) کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا: سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ (۳۱) بولے: پاکی ہے تجھے، ہمیں کچھ علم نہیں، مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا، بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے (۳۲) فرمایا: اے آدم، بتا دے انھیں سب (اشیاء کے) نام جب اس نے (یعنی آدم نے) انھیں سب کے نام بتا دیے، فرمایا: میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتا اور جو کچھ تم چھپاتے ہو (۳۳)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں، تو انھوں نے کہا: ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے اور ہم تیری تسبیح، حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو میں جانتا ہوں، تم نہیں جانتے (۳۰) اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام نام سکھا کر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا، اور فرمایا: اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ (۳۱) ان سب نے کہا: اے اللہ، تیری ذات پاک ہے، ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے، پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے (۳۲) اللہ تعالیٰ نے (حضرت) آدم (علیہ السلام) سے فرمایا: تم ان کے نام بتا دو۔ جب انھوں نے بتا دیے تو فرمایا کہ کیا میں نے تمھیں (پہلے ہی) نہ کہا تھا کہ زمین اور آسمان کا غیب میں ہی جانتا ہوں اور میرے علم میں ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو تم چھپاتے ہو (۳۳)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمھارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ ”میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔“ انھوں نے عرض کیا: ”کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے گا؟ آپ کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کی تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں۔“ فرمایا: ”میں جانتا ہوں، جو کچھ تم نہیں جانتے۔“ (۳۰) اس کے بعد اللہ نے آدم کو ساری چیزوں کے نام سکھائے۔ پھر انھیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: ”اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھارا خیال صحیح ہے (کہ کسی خلیفہ کے تقرر سے انتظام بگڑ جائے گا)، تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ۔" (۳۱) انھوں نے عرض کیا: "نقص سے پاک تو آپ ہی کی ذات ہے، ہم تو بس اتنا ہی علم رکھتے ہیں، جتنا آپ نے ہم کو دے دیا ہے۔ حقیقت میں سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں۔" (۳۲) پھر اللہ نے آدم سے کہا: "تم انھیں ان چیزوں کے نام بتاؤ۔" جب اس نے ان کو ان سب کے نام بتا دیے، تو اللہ نے فرمایا: "میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی وہ ساری حقیقتیں جانتا ہوں جو تم سے مخفی ہیں، جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو، وہ بھی مجھے معلوم ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو، اسے بھی میں جانتا ہوں۔" (۳۳)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اور (یاد کرو) جبکہ تمھارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انھوں نے کہا: کیا تو اس میں اس کو خلیفہ مقرر کرے گا جو اس میں فساد مچائے اور خونریزی کرے، اور ہم تو تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح کرتے ہی ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہی ہیں؟ اس نے کہا: میں جانتا جو تم نہیں جانتے (۳۰) اور اس نے سکھا دیے آدم کو سارے نام۔ پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان لوگوں کے نام سے آگاہ کرو (۳۱) انھوں نے کہا کہ تو پاک ہے۔ ہمیں تو تو نے جو کچھ بتایا ہے اس کے سوا کوئی علم نہیں۔ بے شک تو ہی علم والا اور حکمت والا ہے (۳۲) کہا: اے آدم! ان کو بتاؤ، ان لوگوں کے نام۔ تو جب اس نے بتائے ان کو ان لوگوں کے نام تو اس نے کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا کہ آسمانوں اور زمین کے بھید کو میں ہی جانتا ہوں، اور میں جانتا ہوں اس چیز کو جس کو تم ظاہر کرتے ہو اور جس کو تم چھپاتے تھے (۳۳)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (ان سے پوچھو، اے پیغمبر کہ یہ منکر کس طرح ہوتے ہیں) اور (اس دنیا کے بارے میں ہماری اسکیم کو سمجھنے کے لیے وہ واقعہ انھیں سناؤ) جب تمھارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا: میں ایک ایسی مخلوق بنانے والا ہوں جسے زمین کی بادشاہی دی جائے گی۔ اُنھوں نے عرض کیا: کیا آپ اُس میں وہ مخلوق بنائیں گے جو وہاں فساد کرے گی اور خون بہائے گی، اور اِدھر ہمارا معاملہ یہ ہے کہ آپ کی حمد و ثنا کے ساتھ ہم آپ کی تسبیح و تقدیس کر رہے ہیں؟ فرمایا: میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۳۰) اور (اُنھیں سمجھانے کے لیے) آدم کو سب نام سکھا دیے۔ پھر (جن کے نام سکھائے)، اُن (ہستیوں) کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔ پھر فرمایا: مجھے اِن لوگوں کے نام بتاؤ، اگر تم (اپنے اِس خیال میں) سچے ہو (۳۱) اُنھوں نے عرض کیا: آپ کی ذات ہر عیب سے منزہ ہے، ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں، جتنا آپ نے بتایا ہے، علیم و حکیم تو اصل میں آپ ہی ہیں (۳۲) فرمایا: آدم، تم اِن ہستیوں کے نام اِنھیں بتاؤ۔ پھر جب اُس نے اُن کا تعارف اُنھیں کرا دیا تو فرمایا: میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ آسمانوں اور زمین کے بھید میں ہی جانتا ہوں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کر رہے ہو اور جو تم چھپا رہے تھے (۳۳)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

قصۂ آدم و ابلیس بیان کرنے کی حکمت

انسان کی حقیقت اور کائنات میں اس کی حیثیت

"ان آیات میں انسان کی حقیقت اور کائنات میں اس کی حیثیت ٹھیک ٹھیک بیان کر دی گئی ہے اور نوع انسانی کی تاریخ کا وہ باب پیش کیا گیا ہے جس کے معلوم ہونے کا کوئی دوسرا ذریعہ انسان کو میسر نہیں ہے۔" (تفہیم القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۶۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہود کے ردعمل کا آئینہ

''ابلیس و آدم کی سرگزشت ایک آئینہ ہے جس میں اس ردعمل کی پوری تصویر دکھا دی گئی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے آپ کے مخاطبین بالخصوص یہود پر ہوا۔ زمین میں ایک صاحب اقتدار مخلوق کی پیدائش کے بارے میں جو شبہات فرشتوں نے پیش کیے وہ چونکہ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کی اسکیم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے، اس لیے پوری اسکیم سامنے آ جانے کے بعد دور بھی ہو گئے، لیکن ابلیس کا اعتراض حسد اور تکبر کی بنا پر تھا وہ دور نہ ہوا، نہ ہو سکتا تھا۔ بعینہ یہی معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے موقع پر پیش آیا۔ حق کے سچے طالب اپنے شبہات لے کر آ جیے اور ان کے دور ہو جانے کے بعد ایمان لے آئے۔ یہود کا حسد و تکبر اس کے برعکس ان کے لیے ابدی محرومی کا باعث بن گیا۔ لیکن جس طرح ابلیس کی مخالفت کے علی الرغم آدم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہو کے رہا اسی طرح یہود کی مخالفت کے علی الرغم محمد کی نبوت و رسالت بھی اس زمین پر ہمیشہ کے لیے قائم ہو کر رہی۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، مئی ۱۹۹۹ء، ص ۱۸)

آدم کی سرگزشت اور قرآن کا علم الانسان

''یہ سرگزشت جس سیاق میں بیان ہوئی ہے، اس کی رو سے اس کا مدعا تو یہود کے ردعمل کا آئینہ دکھانا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ، اگر غور کیجیے تو قرآن کا علم الانسان بھی پوری وضاحت کے ساتھ اس میں بیان ہو گیا ہے اس کے جو نکات اس سرگزشت میں بیان ہوئے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ انسان کو صرف ارادہ و اختیار ہی نہیں ملا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین کا اقتدار بھی بخشا ہے۔ یہ چیز ظاہر ہے کہ نشہ قوت پیدا کر دینے کا باعث بن سکتی ہے، لہٰذا اس پر واضح رہنا چاہیے کہ صاحب نظراں نشہ قوت ہے خطرناک۔ وہ اگر اس معاملے میں متنبہ نہ رہا تو اس کا نتیجہ وہی نکلے گا جو فرشتوں نے بیان کیا ہے کہ وہ زمین میں فساد پیدا کرے گا اور خون بہائے گا۔

۲۔ اسے جس آزمائش میں ڈالا گیا ہے وہ ہرگز اس کے تحمل سے زیادہ نہیں ہے چنانچہ ہر زمانے میں اور ہر شہر میں اور ہر بستی میں صالحین کا وجود اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ وہ حوصلہ کرے تو اپنے پروردگار کی مدد اور توفیق سے اس آزمائش میں پورا اتر سکتا ہے اور اس کے نتیجے میں اپنی جنت گم گشتہ دوبارہ حاصل کر سکتا ہے۔

۳۔ دنیا کی زندگی میں جو سب سے بڑا امتحان اسے پیش آئے گا وہ انانیت اور جنسی جبلت کے راستے سے پیش آئے گا پہلی صورت میں اسے فرشتوں کا نمونہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے جو ایک برتر مخلوق ہونے کے باوجود اللہ کے حکم پر اس کے سامنے جھک گئے اور دوسری صورت میں اپنے باپ آدم کا نمونہ جو شیطان کے بہکانے پر جذبات میں بہ تو گئے، لیکن اس کیفیت سے نکلتے ہی فوراً اپنے پروردگار کی طرف پلٹ آئے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی توبہ قبول کی انھیں برگزیدہ کیا اور ان کی کمزوری کے پیش نظر ان پر یہ عنایت فرمائی کہ ان کی اولاد کے لیے اپنی ہدایت بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔

۴۔ غلطی کر لینے کے بعد ابوالبشر آدم کی ندامت اور توبہ و انابت اس بات کی دلیل ہے کہ انسان اپنے پروردگار کی ذات و صفات کا علم اور خیر و شر کا شعور لے کر اس دنیا میں آیا ہے، انبیا کی ہدایت اس کے بعد اور اس روشنی پر روشنی ہے، اس لیے وہ قیامت کے دن یہ عذر پیش نہ کر سکے گا کہ ان بنیادی حقائق سے متعلق بھی اسے کسی پیغمبر کے انذار کی ضرورت تھی۔

۵۔ انسان کا نصب العین ازل ہی سے جنت الفردوس ہے وہ اسی کو پانے کے لیے اس دنیا میں بھیجا گیا ہے لہٰذا اس کے تمام اعمال کا محرک یہی جنت ہے، وہ اگر اس کی اصلی جگہ پر اس کے حصول کی جدوجہد نہ بھی کر رہا ہو تو اس سے بے پروا نہیں ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا۔ اپنے علم و عمل کی تمام صلاحیتیں وہ پھر اسی دنیا میں اسے پا لینے کی جدو جہد میں صرف کر دیتا ہے۔ یہ چیز اس کی فطرت میں ودیعت ہے، وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسی نصب العین کے لیے جیتا اور اسی کے لیے مرتا ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، مئی ۱۹۹۹ء، ص ۱۸)

واذ قال ربک للملئکة

'اذ' کا مفہوم

''عربی زبان میں جب کلام کا آغاز 'اذ' سے ہوتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس سے پہلے خیال کرو، تصور کرو، یاد کرو یا ان کے ہم معنی کوئی فعل یہاں محذوف ہے۔ عموماً اس کے بعد کسی ایسی ہی سرگزشت یا واقعہ کا حوالہ آتا ہے جو یا تو مخاطب کے علم میں ہو، یا خود متکلم اس کی قطعیت پر اس درجہ مطمئن ہو کہ ایک معلوم و معروف حقیقت کی حیثیت سے اس کا حوالہ دے سکے۔ اس سرگزشت کا اصلی رخ جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے، یہود کی طرف ہے اور یہود تورات کے ذریعہ سے اس ماجرے سے واقف تھے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۱۵۶)

'ملک' کا مفہوم

''ملك کے اصل معنی عربی میں پیامبر کے ہیں۔ اس کا لفظی ترجمہ فرستادہ یا فرشتہ ہے۔ یہ محض مجرد قوتیں نہیں ہیں جو تشخص نہ رکھتی ہوں، بلکہ یہ شخصیت رکھنے والی ہستیاں ہیں جن سے اللہ اس عظیم الشان سلطنت کی تدبیر و انتظام کا کام لیتا ہے۔ یہ سلطنت الٰہی کے اہل کار ہیں جو اللہ کے احکام کو نافذ کرتے ہیں۔'' (تفہیم القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۶۲)

قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء

فساد فی الارض

''قرآن کی اصطلاح میں فساد فی الارض کا مفہوم یہ ہے کہ زمین کا نظم و نسق، اللہ کے احکام و قوانین کے مطابق چلانے کے بجائے اس کو من مانی کے طریقے پر چلایا جائے، خدا کی شریعت کی نافرمانی کی جائے اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی جائے، یہ دھینگا مشتی اور سرکشی کے ساتھ واقع ہو یا کسی فکر و فلسفہ کے تحت پر امن طریقہ پر۔ خونریزی فساد فی الارض کا قدرتی نتیجہ ہے۔ جب خدا کا قانون عدل باقی نہیں رہے گا تو لازماً اس کی جگہ انسان کی اپنی خواہشات کی فرمانروائی ہوگی۔ کسی خاص خطۂ زمین کے مفسدین بالفرض کوئی ایسا نظام بنا بھی لیں جس میں باہم دگر ایک دوسرے کے جان و مال کی حفاظت کی ضمانت دے دیں تو اس سے وہ اپنے لیے تو ایک تحفظ کی شکل پیدا کر لیں گے، لیکن دوسروں کے لیے وہ بدستور خطرہ ہی بنے رہیں گے۔ ان کی مثال ڈاکوؤں کے ایک جتھے کی ہوگی جس کے افراد نے آپس میں تو یہ سمجھوتہ کر رکھا ہے کہ ایک دوسرے کے جان و مال پر دست درازی نہیں کریں گے، لیکن ان کے جتھے سے باہر والوں کے جان و مال کو ان کی چیرہ دستیوں سے بچانے والی کوئی چیز بھی نہیں ہوگی۔ تمام عالم انسانی اور پورے کرۂ ارضی کے تحفظ کی ضمانت صرف خدا کا قانون ہی دے سکتا ہے۔ فرشتوں نے انسان کے بارے میں اس اندیشہ کا اظہار اس کے خلیفہ ہونے کی بنا پر اس لیے کیا کہ خلیفہ کے لفظ کے اندر یہ چیز چھپی ہوئی ہے کہ اس کو ایک خاص حد کے اندر اللہ کی طرف سے اختیارات تفویض ہوں گے۔ فرشتوں نے محسوس کیا کہ اختیار کو استعمال کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، اس کو پا کر انسان بہک سکتا ہے اور اس بہکنے کا نتیجہ زمین میں بدامنی اور فساد کی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۱۵۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرشتوں سے گفتگو کی حکمت

''اللہ کی طرف سے فرشتوں کی مجلس میں اس واقعہ کا اظہار کس حیثیت میں تھا؟ کیا ان سے مشورہ لینا مقصود تھا یا محض ان کو اطلاع دینا پیش نظر تھا یا فرشتوں کی زبان سے ان کی رائے کا اظہار کرانا تھا؟ مشورہ کی ضرورت وہاں پیش آتی ہے جہاں مسئلہ کے سب پہلو کسی پر روشن نہ ہوں یا ایسی صورت میں جہاں دوسروں کے بھی مساوی حقوق ہوں تو ان کی رائے لینے کے لیے مشورہ ہوتا ہے۔ ظاہر ہے یہاں یہ دونوں صورتیں نہیں ہو سکتیں۔ حقیقت میں یہاں مشورہ لینا مقصود ہی نہیں اور نہ اس کی ضرورت تھی مگر صورت مشورہ کی بنائی گئی جس میں مخلوق کو سنت مشورہ کی تعلیم کا فائدہ ہو سکتا ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱ ص ۱۷۸)

کیا فرشتوں نے اعتراض کیا تھا

'فرشتوں کی گفتگو حق تعالیٰ کے فعل پر اعتراض نہیں، بلکہ محض دریافت کرنا تھا کہ ایسی معصوم جماعت ؑکے ہوتے ہوئے دوسری غیر معصوم مخلوق پیدا کرنا کس حکمت پر مبنی ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱ ص ۱۷۹)

فرشتوں کی گفتگو کا مدعا

''اس گفتگو سے فرشتوں کا مدعا یہ نہ تھا کہ خلافت ہمیں دے دی جائے ہم اس کے مستحق ہیں، بلکہ ان کا مطلب تھا کہ ہم اس کی مصلحت نہیں سمجھ سکے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور ج ۱ ص ۶۳)

فرشتوں کی گفتگو اظہار نیاز مندی

''فرشتوں نے بطور اعتراض کے نہیں کہا اور نہ اپنا استحقاق جتلایا، بلکہ یہ ایسی بات ہے کہ کوئی حاکم نیا کام تجویز کر کے اس کے لیے ایک مستقل عملہ بڑھانا چاہے اور اپنے قدیمی عملہ سے اس کا اظہار کرے۔ وہ لوگ اپنی جان نثاری کی راہ سے عرض کریں کہ حضور جو لوگ اس کام کے لیے تجویز ہوئے ہیں ہم کو کسی طرح تحقیق ہوا ہے کہ بعض بعض تو اس کو بخوبی انجام دے سکیں گے اور بعض بالکل ہی کام بگاڑ دیں گے جن سے حضور کا مزاج ناخوش ہوگا، آخر ہم کس مرض کی دوا ہیں۔ کبھی کسی خدمت میں ہم غلاموں نے عذر نہیں کیا، اگر وہ نئی خدمت بھی ہم کو عنایت ہوگی تو ہم کو کوئی عذر و انکار نہیں ہوگا۔ اس طرح فرشتوں کی عرض و معروض اظہار نیاز مندی کے واسطے تھی اور یہ بات کسی طرح ان کو اللہ تعالیٰ نے معلوم کرا دی ہوگی کہ بنی آدم میں برے بھلے سب ہی طرح کے لوگ ہوں گے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، لکھنؤ، ج ۱ ص ۹۷)

انی جاعل فی الارض خلیفة

خلیفة

''خلیفہ اس کو کہتے ہیں جو کسی کے بعد اس کے معاملات سرانجام دینے کے لیے اس کی جگہ لے۔ اس وجہ سے یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے زمین میں کس کا خلیفہ بنانے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔ اپنا یا زمین میں بسنے والی کسی پیشرو مخلوق کا؟ ایک رائے یہ ہے کہ انسان سے پہلے زمین میں جنات آباد تھے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اللہ نے زمین میں خود اپنا خلیفہ مقرر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ خلیفہ تو اس کو مقرر کرنے کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے جو غائب ہو یا غیر حاضر ہوتا ہو، خدا تو نہ کبھی غائب ہوتا ہے نہ غیر حاضر۔ یہ گویا اصل حکمران کی طرف سے ایک نائب مقرر کیے جانے کی شکل ہوئی اور اس نائب کے تقرر کی ضرورت یہ نہیں تھی کہ اصل حکمران کو غائب یا غیر حاضر ہونا تھا بلکہ اس نائب کو کچھ اختیارات دے کر مقصود اس کی اطاعت و وفاداری کا امتحان کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔"(تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۱۵۷)

خلیفہ کا مطلب صاحبِ اختیار

"سورہ ص کی آیت ۲۶ (یاداؤد انا جعلنك خلیفة فی الارض فاحکم بین الناس بالحق...) سے واضح ہے کہ لفظ خلیفہ جس طرح نائب اور جانشین کے معنی میں آتا ہے اس طرح نیابت اور جانشینی کے مفہوم سے مجرد ہو کر محض صاحب اقتدار کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ فرشتوں نے انسان کے بارے میں اندیشے کا اظہار لفظ خلیفہ کی بنا پر کیا ہے۔ انھوں نے محسوس کیا کہ جب ایک صاحب اختیار مخلوق کو زمین کا اقتدار دیا جائے گا تو اقتدار پا کر وہ یقیناً بہکے گی اور اس بہکنے کا نتیجہ خون ریزی اور فساد کی صورت ہی میں ظاہر ہوگا۔" (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق لاہور، مئی ۱۹۹۹، ص ۲۰)

خلیفہ کا مطلب نائب

"وہ جو کسی کی مِلک میں اس کے تفویض کردہ اختیارات اس کے نائب کی حیثیت سے استعمال کرے خلیفہ کہلاتا ہے۔ خلیفہ مالک نہیں ہوتا بلکہ اصل مالک کا نائب ہوتا ہے۔ اس کے اختیارات ذاتی نہیں ہوتے بلکہ مالک کے عطا کردہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے منشا کے مطابق کام کرنے کا حق نہیں رکھتا، بلکہ اس کا کام مالک کے منشا کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ اگر وہ اختیارات کو من مانے طریقے سے استعمال کرنے لگے یا اصل مالک کے سوا کسی اور کو مالک تسلیم کر لے تو یہ سب غداری اور بغاوت کے افعال ہوں گے۔" (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ا، ص ۶۲)

خلیفہ، جانشین

"خلیفہ سے مراد یہاں حضرت آدم ہیں۔ اس کے معنی جانشین کے ہیں۔ اہل علم کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ انسان اللہ کا خلیفہ (جانشین) ہے یا اپنے سے پہلے کسی مخلوق کا۔" (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام لاہور، ص ۸۰۳)

خلافت ارض

"اقتدار اعلیٰ تمام کائنات اور پوری زمین پر صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ زمین کے انتظام کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نائب آتے ہیں جو باذن خداوندی زمین پر سیاست وحکومت اور بندگان خدا کی تعلیم وتربیت کا کام کرتے اور احکام الٰہیہ کو نافذ کرتے ہیں۔ اس خلیفہ ونائب کا تقرر بلا واسطہ خود حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ جن کو اللہ اپنا نبی اور رسول یا خلیفہ ونائب قرار دیتے ہیں۔ یہ خلیفہ بلا واسطہ حق تعالیٰ سے اس کے احکام معلوم کرتے اور پھر ان کو دنیا میں نافذ کرتے ہیں۔ یہ سلسلۂ خلافت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر خاتم الانبیا تک ایک ہی انداز میں چلتا رہا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ خلافت ونیابت قیامت تک کے لیے قائم کر دیا گیا۔ آپ کی وفات کے بعد نظام عالم کے لیے جو نائب ہوگا وہ خلیفۃ الرسول اور آپ کا نائب ہوگا۔ خلفائے راشدین تک یہ سلسلہ خلافت صحیح اصول پر چلتا رہا۔ خلافت راشدہ کے بعد طوائف الملوکی کا آغاز ہوا۔ مختلف خطوں میں مختلف امیر بنائے گئے، ان میں سے کوئی بھی خلیفہ کہلانے کا مستحق نہیں ہاں کسی خاص قوم یا ملک کا امیر کہا جا سکتا ہے۔ جب ہر ملک اور ہر قوم کا علیحدہ علیحدہ امیر بنانے کی رسم چل گئی تو مسلمانوں نے اس کا تقرر اسی اسلامی نظریہ کے تحت جاری رکھا کہ ملک کے مسلمانوں کی اکثریت جس کو امیر منتخب کر لے وہ ہی اس ملک کا امیر اور اولوالامر کہلائے۔ قرآن مجید کے ارشاد 'و امرھم شوری بینھم' کے عموم سے اس پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۱۸۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعلم ادم الاسماء کلھا

آدم علیہ السلام کی ذریت کے نام

''اسماء سے مراد آدم علیہ السلام کی ذریت کے نام ہیں۔ یہاں جو ضمیریں اور اشارے استعمال ہوئے ہیں وہ تمام وہ ہیں جو عربی زبان میں عام چیزوں کے لیے استعمال نہیں، بلکہ خاص طور پر عقل وادراک اور شعور وارادہ رکھنے والی چیزوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں، مثلاً فرمایا ہے: 'ثم عرضھم علی الملئکۃ' (پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا)۔'انبونی باسماء ھولاء' (مجھے ان لوگوں کے نام بتاؤ)۔'یادم انبئھم باسمائھم' (اے آدم ان کو ان کے ناموں سے آگاہ کرو)۔'فلما انباھم باسمائھم' (تو جب ان کو ان کے ناموں سے آگاہ کیا)۔ اس کے علاوہ قابل غور بات یہ ہے کہ یہاں موقع فرشتوں کو قائل کرنے کا ہے۔ فرشتے آدم کی ذریت کے متعلق یہ گمان رکھتے تھے کہ یہ خلافت پا کر زمین میں فساد مچائے گی اور خونریزیاں کرے گی۔ ان کے اس گمان کی تردید اگر ہو سکتی تھی تو اسی طرح ہو سکتی تھی کہ ان کو ذریت آدم کا مشاہدہ کرایا جائے اور اولاد آدم میں جو انبیا و رسل، جو مجددین و مصلحین اور جو شہدا و صدیقین پیدا ہونے والے تھے، ان سے ان کو آگاہ کیا جائے۔ اسماء سے مراد حضرت آدم کی ذریت کے نام اور خاص کر ان لوگوں کے نام ہیں جو دنیا میں فساد کو مٹانے اور عدل کو قائم کرنے کے لیے آنے والے تھے۔ رہا یہ سوال کہ آدم کی ذریت تھی کہاں کہ ان کا مشاہدہ کرایا گیا اور ان کے نام بتائے گئے تو اس کا جواب خود قرآن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ نے تمام نسل آدم کو ایک مرتبہ نکال کر ان سے اپنے رب ہونے کا اقرار لیا ہے۔'واذ اخذ ربلک من بنی ادم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا' (اعراف۔۱۷۲)۔ (اور یاد کرو جب کہ تیرے رب نے تمام بنی آدم (یعنی ان کی پیٹھوں) سے ان کی ذریت کو نکالا اور ان کو خود ان کے اوپر گواہ بنایا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ انھوں نے اقرار کیا کہ ہاں ہم گواہ ہیں)۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۶۰)

تعارف کراؤ

''نام بتاؤ یعنی تعارف کراؤ اس مفہوم کے لیے یہ اسلوب ہماری زبان میں بھی معروف ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، مئی ۱۹۹۹، ص ۲۱)

انبیا و رسل و صلحا کے نام

''اسماء پر الف لام عہد کا ہے اور مراد اس سے آدم علیہ السلام کی ذریت میں سے بالخصوص ان لوگوں کے نام ہیں جو اللہ تعالی کے تفویض کردہ اختیارات پا کر خود بھی ان کا حق ادا کریں گے اور دوسروں کو بھی حق ادا کرنے کی ترغیب دیں گے یہاں تک کہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے یعنی اولاد آدم میں سے انبیا، رسل، مجددین، مصلحین، شہدا و صدیقین۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، مئی ۱۹۹۹، ص ۲۱)

زمینی مخلوقات کے نام وخواص

''زمینی مخلوقات کے نام اور خواص و آثار کا علم حضرت آدم کو سکھایا گیا تھا مثلاً دنیا کی نافع ومضر چیزیں، ان کے خواص و آثار، ہر جاندار اور ہر قوم کے مزاج وطبائع اور ان کے آثار وغیرہ۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۷۹)

تمام اشیا کے نام

''انسان کے علم کی صورت دراصل یہی ہے کہ وہ ناموں کے ذریعے سے اشیا کے علم کو اپنے ذہن کی گرفت میں لاتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا انسان کی تمام معلومات دراصل اسمائے اشیا پر مشتمل ہوتی ہیں۔ آدم کو سارے نام سکھانا گویا ان کو تمام اشیا کا علم دینا تھا۔" (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ا ص ۶۲)

واضع لغت خود حق تعالیٰ ہیں

"قصۂ آدم اور تعلیم اسما کے واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زبان اور لغت کے اصل واضع خود حق تعالیٰ ہیں۔ پھر اس میں مخلوق کے استعمالات سے مختلف صورتیں اور مختلف زبانیں پیدا ہوگئیں امام اشعری نے اسی آیت سے ثابت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو واضع لغت قرار دیا ہے۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا ص ۱۸۲)

آدم علیہ السلام کا تفوق فرشتوں پر

"اس واقعہ میں قرآن مجید کے یہ بلیغ الفاظ بھی قابل نظر ہیں کہ جب فرشتوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ ان چیزوں کے نام بتلاؤ تو لفظ 'انبئونی' ارشاد فرمایا کہ مجھے بتلاؤ اور جب آدم علیہ السلام کو اسی چیز کا خطاب ہوا تو لفظ 'انبئھم' فرمایا گیا کہ فرشتوں کو یہ اسماء بتلائیں۔ اس طرز بیان سے فرق واضح ہوا کہ آدم علیہ السلام کو معلم کا درجہ دیا گیا اور فرشتوں کو طالب علم کا، جس میں آدم علیہ السلام کی فضیلت اور تفوق کا ایک اہم صورت سے اظہار کیا گیا ہے۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا ص ۱۸۲)

فرشتوں کے علم میں کمی زیادتی

"اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کے علم میں بھی کمی اور زیادتی ہوسکتی ہے کیونکہ جس چیز کا ان کو علم نہیں تھا آدم علیہ السلام کے ذریعے ان کو بھی ان چیزوں کا اجمالی علم کسی نہ کسی درجہ میں دے دیا گیا۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا ص ۱۸۲)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ(34) وَ
قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ
فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ(35) فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ص وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ(36) فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ
عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ(37) قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ج فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ
هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ(38) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ(39)

تراجم

ا۔ اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو، سجدہ کرو آدم کو، تو سجدہ کر پڑے، مگر ابلیس نے قبول نہ رکھا اور تکبر کیا اور وہ تھا منکروں میں کا (۳۴) اور کہا ہم نے، اے آدم! بس تو اور تیری عورت جنت میں، اور کھاؤ اس میں محظوظ ہو کر جس جگہ چاہو۔ اور نزدیک نہ جاؤ اس درخت کے، پھر تم بے انصاف ہوگے (۳۵) پھر ڈگایا ان کو شیطان نے اس سے، پھر نکالا ان کو وہاں سے جس آرام میں تھے اور کہا ہم نے، تم سب اترو! تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تم کو زمین میں ٹھہرنا ہے، اور کام چلانا ہے ایک وقت تک (۳۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں، پھر متوجہ ہوا اس پر۔ برحق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان (۳۷) ہم نے کہا تم اترو یہاں سے سارے۔ پھر کبھی پہنچے تم کو میری طرف سے راہ کی خبر، تو جو کوئی چلا میرے بتائے پر، نہ ڈر ہوگا ان کو اور نہ ان کو غم (۳۸) اور جو منکر ہوئے، اور جھٹلائیں ہماری نشانیاں، وہ ہیں دوزخ کے لوگ، وہ اسی میں رہ پڑے (۳۹)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اور جس وقت حکم دیا ہم نے فرشتوں کو (اور جنوں کو بھی) کہ سجدے میں گر جاؤ آدم کے سامنے سو سب سجدے میں گر پڑے بجز ابلیس کے اس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں آ گیا اور ہو گیا کافروں میں سے (۳۴) اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم رہا کرو تم اور تمھاری بیوی بہشت میں پھر کھاؤ دونوں اس میں سے بافراغت جس جگہ سے چاہو۔ اور نزدیک نہ جائیو اس درخت کے ورنہ تم بھی ان ہی میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں (۳۵) پھر لغزش دے دی آدم اور حوا کو شیطان نے اس درخت کی وجہ سے سو برطرف کر کے رہا ان کو اس عیش سے جس میں وہ تھے اور ہم نے کہا کہ نیچے اترو تم میں سے بعضے بعضوں کے دشمن رہیں گے اور تم کو زمین پر چند سے ٹھیرنا ہے اور کام چلانا ایک میعاد معین تک (۳۶) بعد ازاں حاصل کر لیے آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند الفاظ تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی ان پر (یعنی توبہ قبول کر لی) بے شک وہی ہیں بڑے توبہ قبول کرنے والے، بڑے مہربان (۳۷) ہم نے حکم فرمایا نیچے جاؤ اس بہشت سے سب کے سب پھر اگر آوے تمھارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت سو جو شخص پیروی کرے گا میری اس ہدایت کی تو نہ کوئی اندیشہ ہوگا ان پر اور نہ ایسے لوگ غمگین ہوں گے (۳۸) اور جو لوگ کفر کریں گے اور تکذیب کریں گے ہمارے احکام کی، یہ لوگ ہوں گے دوزخ والے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۳۹)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا (۳۴) اور ہم نے فرمایا: اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمھارا جی چاہے، مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے (۳۵) تو شیطان نے اس سے (یعنی جنت سے) انھیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انھیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا: نیچے اترو، آپس میں ایک تمھارا دوسرے کا دشمن اور تمھیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے (۳۶) پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان (۳۷) ہم نے فرمایا: تم سب جنت سے اتر جاؤ، پھر اگر تمھارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم (۳۸) اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے، وہ دوزخ والے ہیں، ان کو ہمیشہ اس میں رہنا (۳۹)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ تھا ہی کافروں میں (۳۴) اور ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم! تم اور تمھاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں کہیں سے چاہو بافراغت کھاؤ پیو، لیکن اس درخت کے قریب بھی نہ جانا ورنہ ظالم ہو جاؤ گے (۳۵) لیکن شیطان نے ان کو بہکا کر وہاں سے نکلوا ہی دیا اور ہم نے کہہ دیا کہ اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور ایک وقت مقرر تک تمھارے لیے زمین میں ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے (۳۶) (حضرت) آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۳۷) ہم نے کہا تم سب یہاں سے چلے جاؤ، جب کبھی تمھارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف و غم نہیں (۳۸) اور جو انکار کر کے ہماری آیتوں کو جھٹلائیں، وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے (۳۹)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ پھر جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے جھک جاؤ، تو سب جھک گئے، مگر ابلیس نے انکار کیا۔ وہ اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑائی کے گھمنڈ میں پڑ گیا اور نافرمانوں میں شامل ہو گیا (۳۴) پھر ہم نے آدم سے کہا کہ "تم اور تمھاری بیوی، دونوں جنت میں رہو اور یہاں بفراغت جو چاہو کھاؤ، مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا، ورنہ ظالموں میں شمار ہو گے۔" (۳۵) آخر کار شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا اور انھیں اس حالت سے نکلوا کر چھوڑا جس میں وہ تھے۔ ہم نے حکم دیا کہ "اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمھیں ایک خاص وقت تک زمین میں ٹھیرنا اور وہیں گزر بسر کرنا ہے۔" (۳۶) اس وقت آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی، جس کو اس کے رب نے قبول کر لیا، کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے (۳۷) ہم نے کہا کہ "تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمھارے پاس پہنچے، تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہو گا (۳۸) اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے، وہ آگ میں جانے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔" (۳۹)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے کہا فرشتوں سے کہ آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا، مگر ابلیس نے۔ اس نے انکار کیا اور گھمنڈ کیا اور کافروں میں سے بن گیا (۳۴) اور ہم نے کہا: اے آدم، تم اور تمھاری بیوی، دونوں رہو جنت میں اور اس میں سے کھاؤ، فراغت کے ساتھ، جہاں سے چاہو۔ اور اس درخت کے پاس نہ پھٹکنا ورنہ ظالموں میں سے بن جاؤ گے! (۳۵) تو شیطان نے ان کو وہاں سے پھسلا دیا اور ان کو نکلوا چھوڑا اس (عیش و آرام) سے جس میں وہ تھے۔ اور ہم نے کہا کہ اترو، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمھارے لیے ایک وقت خاص تک زمین میں رہنا بسنا اور کھانا بلسنا ہے (۳۶) پھر آدم نے پا لیے اپنے رب کی طرف سے چند کلمات، تو اس نے اس کی توبہ قبول کی۔ بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے (۳۷) ہم نے کہا: اترو یہاں سے سب، تو اگر آئے تمھارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے تو ان کے لیے نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۳۸) اور جو کفر کریں گے اور جھٹلائیں گے میری آیتوں کو وہی لوگ دوزخ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۳۹)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور (ہماری اِس اسکیم میں انسان کے امتحان کو سمجھنے کے لیے وہ واقعہ بھی اِنھیں سناؤ)، جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو وہ سجدہ ریز ہو گئے، لیکن ابلیس نہیں مانا۔ اُس نے انکار کیا اور اکڑ بیٹھا اور اِس طرح منکروں میں شامل ہوا (۳۴) اور ہم نے آدم سے کہا: تم اور تمھاری بیوی، دونوں اِس باغ میں رہو اور اِس میں سے جہاں سے چاہو، فراغت کے ساتھ کھاؤ۔ ہاں، البتہ تم دونوں اِس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ ظالم قرار پاؤ گے (۳۵) پھر شیطان نے اُن کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس حالت میں وہ تھے، اُس سے اُنھیں نکلوا کر چھوڑا۔ اور ہم نے کہا: (یہاں سے) اتر جاؤ، اب تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمھیں ایک خاص وقت تک زمین پر ٹھیرنا ہے اور وہیں گزر بسر کرنی ہے (۳۶) پھر آدم نے اپنے پروردگار سے (توبہ کے) چند الفاظ سیکھ لیے (اور اُن کے ذریعے سے توبہ کی) تو اُس کی توبہ اُس نے قبول کر لی۔ بے شک، وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے (۳۷) ہم نے کہا: تم سب یہاں سے اتر جاؤ، پھر میری طرف سے اگر کوئی ہدایت تمھارے پاس آئے، تو (یاد رکھو کہ تم میں سے) جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے، (اُن کا صلہ جنت ہے)، اُنھیں (وہاں) کوئی اندیشہ ہو گا اور نہ وہ کوئی غم کبھی کھائیں گے (۳۸) اور جنھوں نے (اِس کا) انکار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلا دیا، وہ دوزخ کے لوگ ہیں، وہ ہمیشہ اُسی میں رہیں گے (۳۹)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

"قرآن مجید میں آدم کی پیدائش اور نوع انسانی کی ابتدا کا قصہ سات مقامات پر آیا ہے جن میں سے پہلا مقام یہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور باقی مقامات حسب ذیل ہیں۔ الاعراف رکوع ۲، الحجر رکوع ۳، بنی اسرائیل رکوع ۷، الکہف رکوع ۷، طٰہٰ رکوع ۷، ص رکوع ۵۔ بائبل کی کتاب پیدائش باب اول، دوم وسوم میں بھی یہ قصہ بیان ہوا ہے، لیکن دونوں کا مقابلہ کرنے سے ہر صاحبِ نظر انسان محسوس کر سکتا ہے کہ دونوں میں کیا فرق ہے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۷۰)

واذ قلنا للملئكة اسجدوا لادم

سجدہ کا مفہوم (سجدۂ تعظیمی)

''سجدہ کا لفظ عربی زبان میں جھکنے کے معنی میں آتا ہے۔ جھکنے کے مختلف مدارج ہو سکتے ہیں کسی کے آگے تعظیم کے طور پر سر نہیوڑا دینا بھی جھکنا ہے اور پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھ دینا بھی جھکنا ہے۔ پچھلے مذاہب میں تعظیم کی یہ قسم غیر اللہ کے لیے جائز تھی، لیکن عموماً اس کی حد وہی تھی جو ہمارے ہاں رکوع کی ہے۔ بنی اسرائیل میں اس طرح کے تعظیمی سجدے کا عام رواج تھا اور تورات کے مختلف مقامات سے اس کی جو شکل متعین ہوتی ہے وہ رکوع سے ملتی جلتی ہے، لیکن اسلام نے تعظیم کی اس شکل کو بھی اللہ کے لیے خاص کر دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام خدا کا آخری اور کامل دین ہے اس نے توحید کی حقیقت کو مکمل طور پر اجاگر کرنے کے لیے خدا کے لیے تعظیم و تذلل کی شکلیں بھی خاص کر دی ہیں تاکہ اس کے اندر شرک کے داخل ہونے کے لیے کوئی رخنہ باقی نہ رہ جائے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۶۳)

''فرشتوں کا سجدہ اور یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں کا سجدہ یہ سب سجدہ تعظیمی تھے جو پچھلی شریعتوں میں جائز تھے۔ لوگوں کی جہالت سے یہی چیزیں جب شرک و بت پرستی کا ذریعہ بن جاتی تھیں تو پھر انبیا اور بعد میں آنے والی شریعتیں اس کو مٹا دیتی تھیں۔ نبیؐ پر چونکہ نبوت و رسالت ختم ہوگئی اور آپ کی شریعت آخری شریعت ہے، اس لیے اس آخری شریعت کو مسخ و تحریف سے بچانے کے لیے وہ تمام چیزیں اس شریعت میں حرام قرار دی گئیں جو کسی زمانے میں بت پرستی اور شرک کا ذریعہ بنی تھیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۸۸)

سجدہ سے مراد مسخر ہونا

''زمین اور اس سے تعلق رکھنے والے طبقہ کائنات میں جس قدر فرشتے مامور ہیں ان سب کو انسان کے لیے مطیع و مسخر ہونے کا حکم دیا گیا۔ چونکہ اس علاقے میں انسان کو خلیفہ بنایا جا رہا تھا، اس لیے فرمان جاری ہوا کہ صحیح ہو یا غلط، جس کام میں بھی انسان اپنے ان اختیارات کو، جو ہم عطا کر رہے ہیں، استعمال کرنا چاہے اور ہم اپنی مشیت کے تحت اسے ایسا کرنے کا موقع دے دیں تو تمھارا فرض ہے کہ تم میں سے جس جس کے دائرۂ عمل سے وہ کام متعلق ہو وہ اپنے دائرے کی حد تک اس کا ساتھ دے۔ وہ چوری کرنا چاہے یا نماز پڑھنا چاہے، نیکی کرنا چاہے یا بدی دونوں صورتوں میں جب تک ہم اسے اس کی پسند کے مطابق عمل کرنے کا اذن دے رہے ہیں تمھیں اس کے لیے سازگاری کرنی ہوگی۔ مثال کے طور پر اس کو یوں سمجھیے کہ ایک فرماں روا جب کسی شخص کو اپنے ملک کے کسی صوبے کا حاکم مقرر کرتا ہے تو اس علاقے میں حکومت کے جس قدر کارندے ہوتے ہیں ان سب کا فرض ہوتا ہے کہ اس کی اطاعت کریں اور جب تک فرمانروا کا منشا یہ ہے کہ اسے اپنے اختیارات کے استعمال کا موقع دے، اس وقت تک اس کا ساتھ دیتے رہیں، قطع نظر اس کے کہ وہ صحیح کام میں ان اختیارات کو استعمال کر رہا ہے یا غلط کام میں۔ البتہ جب جس کام کے بارے میں فرمانروا کا اشارہ ہو جائے کہ اسے نہ کرنے دیا جائے تو وہیں ان حاکم صاحب کا اقتدار ختم ہو جاتا ہے اور انھیں ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ گویا سارے علاقے کے اہل کاروں نے ہڑتال کر دی ہے۔ حتیٰ کہ جس وقت فرمانروا کی طرف سے ان حاکم صاحب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معزولی اور گرفتاری کا حکم ہوتا ہے تو وہی ماتحت خدام جو کل تک اس کے اشارے پر حرکت کر رہے تھے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر اسے کشاں کشاں دارالفاسقین کی طرف لے جاتے ہیں۔فرشتوں کو آدم کے لیے سجدہ کرنے کا جو حکم دیا گیا تھا اس کی نوعیت کچھ اس قسم کی ہی تھی۔ممکن ہے کہ صرف مسخر ہونے کو ہی سجدہ سے تعبیر کیا گیا ہو،مگر یہ بھی ممکن ہے کہ اس انقیاد کی علامت کے طور پر ظاہری فعل کا بھی حکم دیا گیا ہو اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔''(تفہیم القرآن،مکتبہ تعمیر انسانیت،لاہور،ج ا،ص ۶۵)

سجدہ اللہ کے لیے ہی تھا،البتہ سمتِ آدم میں تھا

''سجدہ صرف سمتِ آدم میں تھا جیسے آج بھی سمتِ کعبہ میں ہوتا ہے۔مسجود جس طرح آج بھی کعبہ نہیں رب کعبہ ہے،اسی طرح اس وقت بھی ذاتِ باری ہی تھی۔'لادم' میں'ل'،'الی' کے مترادف ہے یعنی سمت اور ظرف کے معنی میں۔قرآن مجید کی ایک اور آیت میں'ل'،'عند' کے معنی میں آتا ہے:'اقم الصلوۃ لدلوك الشمس'۔''(تفسیر ماجدی،مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ،ج ا،ص ۱۰۴)

سجدے کا حکم تمام مخلوقات کے لیے

''سجدہ کا حکم اس وقت کی تمام ذوی العقول مخلوقات کے لیے عام تھا جن میں فرشتے اور جنات سب داخل ہیں،مگر حکم میں صرف فرشتوں کے ذکر پر اس لیے اکتفا کیا گیا کہ وہ سب سے افضل تھے،جب آدم علیہ السلام کی تعظیم کا حکم ان کو دیا گیا تو جنات تو بدرجہ اولیٰ اس میں شامل ہو گئے۔''(معارف القرآن،ادارۃ المعارف،کراچی،ج ا،ص ۱۸۸)

سجدہ کے حکم کی علت،امتحان

''اس حکم سے اصل مقصود فرشتوں کی اطاعت اور وفاداری کا امتحان تھا۔جیسا کہ قرآن کے دوسرے مقام سے واضح ہے کہ یہ حکم فرشتوں کو آدم کی پیدائش سے پہلے دیا گیا تھا۔(اور یاد کرو جب کہ تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں تو جب میں اس کو مکمل کر لوں اور اس میں اپنی روح میں سے روح پھونک لوں تو تم اس کے لیے سجدہ میں گر جانا تو سارے فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے۔اس نے سجدہ کرنے والوں میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔'')(حجر،۲۸۔۳۱) یہاں آدم کے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیے جانے کی طرف خاص اشارہ ہے تاکہ اس امتحان میں فرشتوں کے لیے آزمائش کا جو پہلو ہے وہ ان کے سامنے واضح ہو کر آجائے۔امتحان ہمیشہ اس چیز میں ہوا کرتا ہے جو نفس پر شاق ہو۔فرشتوں کے لیے یہ بات ہی بڑی آزمائش تھی کہ وہ نوری مخلوق ہونے کے باوجود آدم خاکی کو جو سڑی ہوئی کیچڑ سے وجود میں آیا ہے،سجدہ کریں۔لیکن وہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف تھے کہ عزت و شرف بخشنے والی چیز درحقیقت خدا کی فرمانبرداری ہے نہ کہ نور یا نار سے پیدا ہونا،اس لیے اس امتحان کے سخت ہونے کے باوجود وہ اس میں پورے اترے،لیکن ابلیس اپنے غرور کے سبب اس امتحان میں ناکام ہوا۔''(تدبر قرآن،تاج کمپنی،نئی دہلی،ج ا،ص ۱۶۵)

سجدہ کے حکم میں بنی اسرائیل کے لیے سبق

''اس سلسلۂ بیان میں یہ واقعہ اس لیے بیان ہوا ہے کہ بنی اسرائیل بھی اس کی روشنی میں یہ فیصلہ کر سکیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں وہ فرشتوں کی روش اختیار کرنا چاہتے ہیں یا ابلیس کی جس نے حسد اور تکبر کی بنا پر سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔''(البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق لاہور،جون ۱۹۹۹،ص ۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کائنات کے پہلے گناہ

''ابلیس نے حسد اور تکبر کی بنا پر سجدہ کرنے سے انکار کیا گویا حسد اور تکبر وہ گناہ ہیں جن کا ارتکاب دنیائے انسانیت میں سب سے پہلے کیا گیا اور اس کا مرتکب ابلیس تھا۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارلسلام، لاہور، ص ۸)

ابلیس

''ابلیس، ابلس سے افعیل کے وزن پر ہے۔ ابلس کے معنی غمگین ہونے، انکار کرنے اور مایوس ہونے کے ہیں۔ ابلیس اس جن کا لقب ہے جس نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ سجدے کا حکم تو فرشتوں کو دیا گیا تھا نہ کہ جنات کو تو ابلیس کو جو جنات میں سے تھا سجدہ نہ کرنے پر لعنت کا مستحق کیوں قرار دیا گیا۔ جواب یہ ہے کہ اپنی خلقت کے اعتبار سے جنات فرشتوں سے زیادہ دوری نہیں رکھتے، اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی سبیل التغلیب جنات بھی اس حکم میں شامل تھے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۶۶)

شیطان مستقل مخلوق نہیں

''قرآن مجید نے مکلّف مخلوقات کی حیثیت سے تین مخلوقات کا ذکر کیا ہے۔ فرشتے، جنات اور انسان۔ شیطان کوئی مستقل مخلوق نہیں۔ جنوں اور انسانوں میں سے جو لوگ خدا کی نافرمانی کی روش اختیار کر لیتے ہیں وہ لوگ ابلیس کی ذریت اور اس کے اولیا میں شامل ہوجاتے ہیں۔ جنوں اور انسانوں کو اللہ نے اختیار کی نعمت سے نوازا ہے، اس وجہ سے جو لوگ اپنے لیے گمراہی کے راستے کو پسند کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اسی راستے پر چلنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۶۵)

شیطان مجرد قوت نہیں، صاحب تشخص ہستی ہے

''ابلیس کو الشیطان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کسی مجرد قوت کا نام نہیں ہے بلکہ انسان کی طرح ایک صاحب تشخص ہستی کا نام ہے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۶۵)

زوجک

''ابن القیم نے بڑی طویل بحث کر کے یہ دکھلایا ہے کہ قرآن مجید میں زوج محل تعظیم و اکرام میں آیا ہے اور امراۃ کے لفظ میں اس کے برخلاف پستی و تحقیر کا اشارہ ہے تاوقتیکہ کوئی اور سبب خاص اس لفظ کے لانے کا باعث نہ ہو۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ، ج ۱، ص ۱۰۶)

حوا کی پیدائش پسلی سے، یہ اسرائیلی روایت ہے

''یہ روایت کہ حضرت حوا کی پیدائش حضرت آدمؑ کی پسلی سے ہوئی توریت کی ہے۔ احادیث جو اس مضمون کی مروی ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جسے قطعی صحت کا درجہ حاصل ہو۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ، ج ۱، ص ۱۰۶)

زوجیت اور کھانا پینا روحانی فضیلت میں رکاوٹ نہیں

''زوجك اور حیث شئتما' کے الفاظ سے اس پر بھی روشنی پڑ گئی کہ زوجیت کا ہونا یا خوب کھانا پینا شرف آدمیت اور کسی روحانی فضیلت کے منافی ہرگز نہیں۔ یہاں کھانے پینے کا حکم ابوالبشر کو مل رہا ہے اور زوجیت ان کے ساتھ شروع ہی سے چپکا دی گئی ہے۔ یہ صرف غیر اسلامی رہبانیت ہے جس نے زوجیت اور کھانے پینے کو کمالِ انسانی کے منافی قرار دے دیا ہے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیقات ونشریات اسلام،لکھنؤ،ج۱،ص۱۰۶)

الجنة

جنت سے مراد، آخرت والی جنت

''جنت کے لفظی معنی ہر اس باغ کے ہیں جس کے درخت زمین کو چھپالیں۔اصطلاح شرعی میں اس سے مراد وہ باغ ہے جو بے شمار نعمتیں لیے ہوئے عالم آخرت میں نیک کاروں کے لیے مخصوص ہے اور آج نظروں سے مستور ہے۔جنت اس وقت تک (یعنی جب آدم وحوا کو اس میں ٹھیرایا گیا) دارالجزا یا دارالخلد نہ تھی جیسی کہ اب ہے، بلکہ اس وقت وہاں کے قیام کے کچھ مخصوص قوانین و شرائط تھے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام،لکھنؤ،ج۱،ص۱۰۷)

جنت سے مراد اسی دنیا کا کوئی باغ

''یہ غالباً اسی دنیا کا کوئی باغ تھا جسے آدم وحوا کا مستقر قرار دیا گیا۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، جون ۱۹۹۹ء، ص۸)

و لا تقربا هذه الشجرة

'الشجرة' سے مراد

قرآن وحدیث میں کوئی نام نہیں بتایا گیا

''الشجرۃ پر الف لام داخل ہے، جس سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ جہاں تک آدمؑ اور حوا کا تعلق ہے ان کو یہ درخت تعیین اور تخصیص کے ساتھ بتا دیا گیا تھا۔رہا یہ سوال کہ یہ درخت کس چیز کا تھا تو اس سوال کا جواب نہ تو قرآن مجید ہی نے دیا ہے اور نہ کسی صحیح حدیث ہی میں اس کا جواب موجود ہے۔اس وجہ سے اس کو معلوم کرنے کی کوشش ایک لا حاصل کوشش ہے۔اصل چیز امتحان ہے جس طرح فرشتوں اور جنات کی وفاداری اور اطاعت کا امتحان آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دے کر لیا گیا اسی طرح آدم کی اطاعت کا امتحان ان کے لیے جنت کے درختوں میں سے ایک درخت کو حرام ٹھہرا کر لیا گیا۔بالکل اسی طرح کی صورتِ حال اس دنیا میں ہمارے سامنے ہے۔اس زمین کی ہر نعمت ہمارے لیے مباح ہے صرف گنتی کی چند چیزیں ہیں جن سے خدا نے ہمیں روکا ہے، لیکن بہت سے لوگ دنیا کی ساری ترقی اور کامیابی کا راز بس انھی چند چیزوں میں سمجھتے ہیں جن سے خدا نے روک دیا ہے اور پھر ستم یہ ہے کہ نافرمانی کر کے اپنے باپ کی طرح نادم ہونے اور توبہ کرنے کے بجائے ابلیس کی طرح اکڑتے اور ضد کرتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۱۶۷)

گندم یا انگور کا درخت تھا

''درخت سے گندم یا انگور وغیرہ مراد ہے۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ص۱۰۹۴)

''اس درخت کو گندم کا درخت مشہور کر دیا گیا ہے جو بے اصل بات ہے۔درخت کے نام کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی صراحت موجود نہیں۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص۸)

'الشجرة' سے مراد شجرۂ خلد، یعنی شجرۂ تناسل ہے

''سورۂ طٰہٰ کی آیت ۱۲۰ میں اسے شجرۂ خلد کہا گیا ہے، اس سے واضح ہے کہ لفظ شجرۃ یہاں مجازی مفہوم میں ہے۔شجرۂ خلد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لفظ سے جو معنی متبادر ہوتے ہیں اور اس درخت کا پھل کھانے کے جو اثرات قرآن کے دوسرے مقامات پر بیان ہوئے ہیں، دونوں اس بات کی طرف صاف اشارہ کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہی شجرۂ تناسل ہے جس کا پھل کھانے ہی سے انسان بواسطہ اولاد اس دنیا میں اپنے آپ کو باقی رکھے ہوئے ہے۔ آج بھی اس دنیا میں انسان کے لیے سب سے بڑی آزمائش اگر کوئی ہے تو یہی درخت ہے۔ سورۂ اعراف کی آیت ۲۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان سب سے بڑھ کر اسی کو فتنے کا ذریعہ بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لیے لباس قرار دیا اور انھیں اجازت دی کہ وہ یہ لباس پہن کر اس درخت کا پھل کھائیں، لیکن شیطان ہمیشہ انھیں اس لباس کے بغیر ہی اس کا پھل کھانے کی ترغیب دیتا رہتا ہے۔'' (البیان، بحوالہ، ماہنامہ اشراق، لاہور، جون ۱۹۹۹، ص ۹)

سدِّ ذرائع کا مسئلہ

''ولا تقربا ھذہ الشجرۃ یعنی اس درخت کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اصل مقصد تو یہ تھا کہ اس درخت کا پھل نہ کھاؤ، مگر حکم یہ دیا گیا کہ اس کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اس سے اصولِ فقہ کا مسئلہ سد ذرائع ثابت ہوا یعنی بعض چیزیں اپنی ذات میں ناجائز یا ممنوع نہیں ہوتیں لیکن جب یہ خطرہ ہو کہ ان چیزوں کے اختیار کرنے سے کسی حرام یا ناجائز کام میں مبتلا ہو جائے گا تو اس جائز چیز کو بھی روک دیا جاتا ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۹۵)

'اھبطوا' کا خطاب

''اھبطوا کا خطاب حضرت ابن عباس اور بعض دوسرے اہل تاویل کے نزدیک حضرت آدم اور ابلیس سے ہے اور ابن زید کے نزدیک آدم و حوا اور ان کی ذریت سے ہے ہمارے نزدیک حضرت ابن عباس کی تاویل صحیح ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں یہ جو فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے تو یہ دشمنی اپنی فطری بنیاد اگر رکھتی ہے تو آدم اور ابلیس کے اندر ہی رکھتی ہے، آدم اور حوا کے اندر نہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۶۷)

آدم کا زمین پر اترنا سزا کے لیے نہیں، مقصد کی تکمیل کے لیے تھا

''قلنا اھبطوا منھا جمیعًا جنت سے زمین پر اترنے کا حکم اس سے پہلی آیت میں آچکا ہے، اس جگہ پھر اس کو مکرر لانے میں حکمت غالبا یہ ہے کہ پہلی آیت میں زمین پر اتارنے کا ذکر بطور عتاب اور سزا کے آیا تھا اسی لیے اس کے ساتھ انسانوں کی باہمی عداوت کا بھی ذکر کیا گیا، اور یہاں زمین پر اتارنے کا ذکر ایک خاص مقصد خلافت الٰہیہ کی تکمیل کے لیے اعزاز کے ساتھ ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ ہدایت بھیجنے کا ذکر ہے۔ زمین پر اترنے کا ابتدائی حکم اگرچہ بطور عتاب اور سزا کے تھا مگر بعد میں جب خطا معاف کر دی گئی تو دوسرے مصالح اور حکمتوں کے پیش نظر زمین پر بھیجنے کے حکم کو اس کی حیثیت بدل کر برقرار رکھا گیا اور اب ان کا نزول زمین کے حاکم اور خلیفہ کی حیثیت سے ہوا اور یہ وہی حکمت ہے جس کا ذکر تخلیق آدم کے وقت ہی فرشتوں سے کیا جا چکا تھا کہ زمین کے لیے ان کو خلیفہ بنانا ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۲۰۲)

فتلقی من ربہ کلمات

آدم علیہ السلام نے حضورؐ کے وسیلے سے دعا کی

''شاہ عبدالعزیز نے فتح العزیز میں اس عبارت کو نقل کیا ہے اور طبرانی نے معجم صغیر میں اور حاکم اور ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب آدم سے یہ گناہ سرزد ہوا تو وہ توبہ قبول ہونے میں حیران

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ اتنے میں ان کو یاد آیا کہ مجھ کو جس وقت خدا نے پیدا کیا تھا اس وقت میں نے اپنے سر کو عرش کی طرف اٹھایا تھا۔ اس جگہ لکھا دیکھا تھا: 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کسی شخص کی قدر اللہ کے ہاں اس شخص کے برابر نہیں کہ جس کا نام اپنے نام کے برابر لکھا ہے۔ تدبیر یہ کروں کہ بحق اس شخص کے سوال مغفرت کا کروں۔ پس دعا میں 'اسئلك بحق محمد ان غفرت لی' (اے مولا میں تجھ سے محمد مصطفیٰ کے صدقہ سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے تو بخش دے)۔ حق تعالیٰ نے ان کی بخشش کی اور وحی بھیجی کہ محمد کو تو نے کہاں سے جانا؟ انھوں نے تمام ماجرا عرض کیا۔ حکم پہنچا کہ اے آدم محمد سب پیغمبروں سے پچھلا پیغمبر ہے، اولاد تیری میں ہے اور اگر وہ نہ ہوتا تجھ کو نہ پیدا کرتا۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱، ص ۵۰)

''حضرت آدم کو زمین ہند میں سراندیپ کے پہاڑوں پر اور حضرت حوا کو جدے میں اتارا گیا۔ زمین پر آنے کے بعد تین سو برس تک حیا سے حضرت آدم نے آسمان کی طرف سر نہ اٹھایا۔ آپ کے آنسو تمام زمین والوں کے آنسوؤں سے بڑھ گئے۔ آپ نے 'ربنا ظلمنا' کے ساتھ یہ عرض کیا: 'اسئلك بحق محمد ان تغفرلی'۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۰۹۵)

آدم علیہ السلام نے بوسیلہ نبیؐ دعا کی، یہ قرآن کے خلاف ہے

''حضرت آدم جب عرقِ ندامت کے ساتھ دنیا میں تشریف لائے تو توبہ واستغفار میں مصروف ہو گئے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کی اور وہ کلماتِ معافی سکھا دیے جو الاعراف میں بیان ہوئے ہیں (ربنا ظلمنا انفسنا ...) بعض حضرات یہاں ایک موضوع روایت کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم نے عرشِ الٰہی پر 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' لکھا ہوا دیکھا تو محمد رسول اللہ کے وسیلے سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا۔ یہ روایت بے سند ہے اور قرآن کے بھی خلاف ہے۔ علاوہ ازیں اللہ کے بتلائے ہوئے طریقے کے بھی خلاف ہے۔ تمام انبیا علیہم السلام نے ہمیشہ براہ راست اللہ سے دعائیں کی ہیں۔ کسی نبی، ولی، بزرگ کا واسطہ اور وسیلہ نہیں پکڑا، اس لیے نبیؐ سمیت تمام انبیا کا طریقۂ دعا یہی رہا ہے کہ بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی جائے۔'' (احسن البیان، مکتبہ دار السلام، لاہور، ص ۹)

توبہ کے بارے میں اللہ کی سنت

''توبہ کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کا بے قرار ہونا اور توبہ کے الفاظ کا ان کے دل میں ڈالا جانا اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا پتا دیتا ہے جو توبہ سے متعلق اس نے پسند فرمائی ہے۔ وہ سنت یہ ہے کہ بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو ندامت اور شرمندگی اور رجوع الی اللہ کا ایک احساس اس کے اندر خود بخود ابھرتا ہے اور اس وقت تک برابر ابھرتا رہتا ہے جب تک انسان غلطیوں اور گناہوں پر اصرار کر کے اس احساس کو بالکل کچل کے نہ رکھ دے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۶۹)

''توبہ کی اصل رجوع الی اللہ ہے، اس کے تین رکن ہیں۔ ایک اعتراف جرم، دوسرے ندامت، تیسرے عزمِ ترک اور اگر گناہ قابل تلافی ہو تو اس کی تلافی بھی لازم ہے۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۰۹۵)

گناہ کے نتائج لازم نہیں

''قرآن اس نظریے کی تردید کرتا ہے کہ گناہ کے نتائج لازمی ہیں اور وہ ہر حال میں انسان کو بھگتنے ہوں گے۔ یہ انسان کے اپنے خود ساختہ گمراہ کن نظریات میں سے ہے۔ بھلائی کی جزا دینا اور برائی کی سزا دینا اللہ کے اختیار میں ہے۔ جس بھلائی پر انعام ملتا ہے وہ بھلائی کا طبعی نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ کا فضل ہوتا ہے چاہے عنایت فرمائے چاہے نہ فرمائے۔ برائی پر سزا بھی برائی کا طبعی نتیجہ نہیں بلکہ وہ چاہے تو معاف کر دے۔ البتہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت اس کی حکمت کے ساتھ ہوتی ہے۔ سزا اس قصور پر دیتا ہے جو باغیانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسارت کے ساتھ کیا جائے اور جس کے پیچھے شرمساری کے بجائے مزید ارتکابِ جرم کی خواہش موجود ہو۔ معافی اس قصور پر دیتا ہے جس کے بعد بندہ اپنے کیے پر شرمندہ اور آئندہ کے لیے اصلاح پر آمادہ ہو۔" (تفہیم القرآن، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ج ۱ ص ۶۸)

فاما یاتینکم منی ھدی

نبوت کے اجرا کا پہلا وعدہ

"یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت آدمؑ اور ان کی ذریت کے لیے نبوت اور رسالت کا سلسلہ جاری کرنے کا پہلا وعدہ ہے۔ حضرت آدمؑ کی لغزش سے انسانی فطرت کا وہ ضعف ظاہر ہو گیا جو انسان کو وحی الٰہی اور انبیا علیہم السلام کی دستگیری کا محتاج ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ انسان کی اس کمزوری پر نگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بطورِ تسکین و تسلی یہ وعدہ فرمایا کہ وہ خود اپنی طرف سے انسان کی رہنمائی کے لیے روشنی بھیجے گا جو لوگ اس روشنی کی قدر کریں گے، ان کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا، نہ غم۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱ ص ۱۷۰)

فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون

نہ کوئی خوف نہ کوئی غم، یہ الفاظ جنت کی تعبیر ہیں

"نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم کے الفاظ قرآن مجید میں جنت کی تعبیر کے لیے خاص ہیں۔ جنت کے لیے یہ الفاظ بہت جامع ہیں۔ خوف کسی پیش آنے والے خطرے کا ہوا کرتا ہے اور حزن ماضی یا حاضر کے کسی خسارے کا۔ ایسی جگہ جہاں نہ ماضی کا کوئی غم ہو نہ مستقبل کا کوئی خطرہ، جنت ہی ہو سکتی ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱ ص ۱۷۰)

یہ اولیاء اللہ کی شان ہے

"کسی چیز یا مراد کے فوت ہونے کے غم سے آزاد ہونا صرف انھی اولیاء اللہ کا مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایات کی مکمل پیروی کرنے والے ہیں۔ اولیاء اللہ چونکہ اپنی مرضی اور ارادے کو اللہ کی مرضی اور ارادے میں فنا کر دیتے ہیں اس لیے ان کو کسی چیز کے فوت ہونے کا غم نہیں ہوتا۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱ ص ۲۰۳)

یہ ہر مومن صادق کی شان ہے

"لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کا مقام ہر مومن صادق کو حاصل ہوتا ہے، یہ کوئی ایسا مقام نہیں جو صرف بعض اولیا ہی کو حاصل ہو۔ تمام مومنین و متقین بھی اولیاء اللہ ہیں، یہ کوئی الگ مخلوق نہیں۔" (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۹)

گناہ کا سرچشمہ

"ان آیات سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ انسان اپنی فطرت کے لحاظ سے کوئی مجرم اور فسادی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نہایت اچھی صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ یہ اگر گناہ میں مبتلا ہوتا ہے تو اس وجہ سے نہیں کہ یہ کوئی ازلی ابدی گناہ گار ہے بلکہ اس وجہ سے کہ وہ اختیار کی نعمت کو غلط استعمال کرنے سے فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور پاک کرنے کے لیے اللہ نے توبہ اور اصلاح کی راہ کھولی ہے۔ قرآن کے اس بیان سے عیسائیوں کے اس خیال کی پوری پوری تردید ہو جاتی ہے جو آدم کے ازلی و ابدی گنہگار ہونے سے متعلق ان کے ہاں پایا جاتا ہے اور جس کے حل کے لیے انھوں نے کفارے کا عقیدہ گھڑا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱ ص ۱۷۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ عصمتِ انبیا

''جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیا علیہم السلام تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں، لیکن قرآن کریم کی بہت سی آیات میں متعدد ایسے واقعات مذکور ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے گناہ سرزد ہوا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر عتاب بھی ہوا جیسا کہ حضرت آدمؑ کے اس قصہ میں داخل ہے۔ تمام امت کے نزدیک انبیا سے اس طرح کے واقعات کا صدور کسی غلط فہمی یا خطا و نسیان کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کوئی پیغمبر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتا بلکہ غلطی اجتہادی ہوتی ہے یا خطا و نسیان کے سبب قابل معافی ہوتی ہے اور اس کو شرع کی اصطلاح میں گناہ نہیں کہا جا سکتا۔ اور یہ سہو و نسیان کی غلطی بھی ایسے کاموں میں نہیں ہوتی جن کا تعلق تبلیغ و تعلیم اور تشریع سے ہو، بلکہ ان کے ذاتی افعال اور اعمال میں ایسا سہو و نسیان ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انبیا کا مقام بہت بلند ہے اور بڑوں سے چھوٹی غلطی بھی ہو جائے تو بہت بڑی غلطی سمجھی جاتی ہے اس لیے قرآن حکیم میں ایسے واقعات کو معصیت اور گناہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس پر عتاب کیا گیا ہے اگرچہ حقیقت کے اعتبار سے وہ گناہ ہی نہیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۱۹۵)

''کوئی فعل گناہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ کسی حکم کی نافرمانی کا عزم اور قصد پایا جائے۔ اگر عزم اور قصد مفقود ہے بلکہ بے ارادہ بھول چوک ہے تو اسے گناہ نہیں کہتے۔ ایسے امور کا صدور عصمتِ انبیا کے منافی نہیں۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کی تعبیر میں 'فازلھما' کے لفظ اختیار کیے ہیں۔ 'زلۃ' کا مطلب بلا ارادہ پاؤں کا پھسل جانا ہے۔ دوسرے مقام پر قرآن نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے اور کہا ہے: 'فنسی ولم نجد لہ عزما' یعنی آدم سے یہ حرکت بھول سے ہوئی، اس کا عزم و ارادہ ہرگز نہ تھا۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱، ص ۴۹)

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ(40) وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ(41) وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(42) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ(43) اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(44) وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ(45) الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ(46)

تراجم

۱۔ اے بنی اسرائیل، یاد کرو احسان میرا۔ جو میں نے کیا تم پر، اور پورا کرو قرار میرا، میں پورا کروں قرار تمھارا، اور میرا ہی ڈر رکھو (۴۰) اور مانو جو کچھ میں نے اتارا، سچ بتاتا تمھارے پاس والے کو اور مت ہو تم پہلے منکر اس کے۔ اور نہ لو میری آیتوں پر مول تھوڑا۔ اور مجھ سے بچتے رہو (۴۱) اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور یہ کہ چھپاؤ سچ کو جان کر (۴۲) اور کھڑی کرو نماز اور یاد کرو زکوٰۃ اور جھکو ساتھ جھکنے والوں کے (۴۳) کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو؟ اور تم پڑھتے ہو کتاب۔ پھر کیا نہیں بوجھتے؟ (۴۴) اور قوت پکڑو محنت سہارنے سے اور نماز سے۔ اور البتہ وہ بھاری ہے، مگر انھیں پر جن کے دل پگھلے ہیں (۴۵) جن کو خیال ہے، کہ ان کو ملنا ہے اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب سے، اوران کواسی طرف الٹے جانا(۴۶)۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اے بنی اسرائیل، یاد کروتم لوگ میرے ان احسانوں کو جو کیے ہیں میں نے تم پر اور پورا کروتم میرے عہدوں کو، پورا کروں گا میں تمھارے عہد کو اور صرف مجھ ہی سے ڈرو(۴۰) اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل کی ہے (یعنی قرآن پر ایسی حالت میں) کہ وہ سچ بتلانے والی ہے اس کتاب کو جو تمھارے پاس ہے (یعنی توریت کے کتاب الٰہی ہونے کی تصدیق کرتی ہے) اور مت بنو تم (سب میں) پہلے انکار کرنے والے اس (قرآن) کے اور مت لو مقابلہ میرے احکام کے معاوضہ حقیر کو اور خاص مجھ ہی سے پورے طور پر ڈرو(۴۱) اور مخلوط مت کرو حق کو ناحق کے ساتھ اور پوشیدہ بھی مت کرو حق کو جس حالت میں کہ تم جانتے ہو(۴۲) اور قائم کروتم لوگ نماز کو (یعنی مسلمان ہوکر) اور دو زکوٰۃ کو اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والوں کے ساتھ(۴۳) کیا (غضب ہے کہ) کہتے ہو اور لوگوں کو نیک کام کرنے کو (نیک کام سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے) اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم تلاوت کرتے رہتے ہو کتاب کی تو پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے(۴۴) اور (اگر تم کو جب مال وجاہ کے غلبہ سے ایمان لانا دشوار معلوم ہوتو) مدد لو صبر اور نماز سے۔ اور بے شک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہے ان پر کچھ دشوار نہیں(۴۵) خاشعین وہ لوگ ہیں جو خیال رکھتے ہیں اس کا کہ وہ بے شک ملنے والے ہیں اپنے رب سے اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ بے شک اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں(۴۶)۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اے یعقوب کی اولاد، یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو، میں تمھارا عہد پورا کروں گا اور خاص میرا ہی ڈر رکھو(۴۰) اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمھارے ساتھ ہے اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو اور مجھی سے ڈرو(۴۱) اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ(۴۲) اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو(۴۳) کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمھیں عقل نہیں(۴۴) اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر (نہیں) جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں(۴۵) جنھیں یقین ہے کہ انھیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھرنا(۴۶)۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔اے بنی اسرائیل، میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی اور میرے عہد کو پورا کرو، میں تمھارے عہد کو پورا کروں گا اور مجھ ہی سے ڈرو(۴۰) اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے تمھاری کتابوں کی تصدیق میں نازل فرمائی ہے اور اس کے ساتھ تم ہی پہلے کافر نہ بنو اور میری آیتوں کو تھوڑی تھوڑی قیمت پر نہ فروخت کرو، اور صرف مجھ ہی سے ڈرو(۴۱) اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور نہ حق کو چھپاؤ، تمھیں تو خود اس کا علم ہے(۴۲) اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو(۴۳) کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجودیکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں؟(۴۴) اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، یہ بڑی چیز ہے مگر ڈر رکھنے والوں پر(۴۵) جو جانتے ہیں کہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں(۴۶)۔(مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔اے بنی اسرائیل، ذرا خیال کرو میری اس نعمت کا جو میں نے تم کو عطا کی تھی۔ میرے ساتھ تمھارا جو عہد تھا اسے تم پورا کرو۔ تو میرا جو عہد تمھارے ساتھ تھا اسے میں پورا کروں، اور مجھ ہی سے تم ڈرو(۴۰) اور میں نے جو کتاب بھیجی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ یہ اس کتاب کی تائید میں ہے جو تمھارے پاس پہلے سے موجود تھی، لہٰذا سب سے پہلے تم ہی اس کے منکر بن جاؤ۔ تھوڑی قیمت پر میری آیات کو نہ بیچ ڈالو اور میرے غضب سے بچو(۴۱) باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور نہ جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش کرو(۴۲) نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور جو لوگ میرے آگے جھک رہے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ(۴۳) تم دوسروں کو تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکی کا راستہ اختیار کرنے کے لیے کہتے ہو، مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو، کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے؟ (۴۴) صبر اور نماز سے مدد لو، بے شک نماز ایک سخت مشکل کام ہے، مگر ان فرماں بردار بندوں کے لیے مشکل نہیں ہے (۴۵) جو سمجھتے ہیں کہ آخر کار انھیں اپنے رب سے ملنا اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے (۴۶)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اے بنی اسرائیل، یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تم پر کی اور میرے عہد کو پورا کرو، میں تمھارے عہد کو پورا کروں گا اور مجھی سے ڈرو (۴۰) اور ایمان لاؤ اس چیز پر جو میں نے اتاری ہے، مطابق ان (پیشین گوئیوں) کے جو تمھارے پاس موجود ہیں اور تم اس کے سب سے پہلے انکار کرنے والے نہ بنو اور میری آیات کو حقیر پونجی کے عوض نہ بیچو اور میرے (غضب) سے بچتے ہی رہو (۴۱) اور حق اور باطل کو گڈ مڈ نہ کرو، حق کو چھپانے کے لیے درآنحالیکہ تم جانتے ہو (۴۲) اور نماز کا اہتمام کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (۴۳) کیا تم لوگوں کو وفاداری کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو اور حال یہ ہے کہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟ (۴۴) اور مدد چاہو صبر اور نماز سے۔ اور بے شک یہ بھاری چیز ہے مگر ان لوگوں کے لیے جو ڈرنے والے ہیں (۴۵) جو گمان رکھتے ہیں کہ انھیں اپنے رب سے ملنا ہے اور وہ اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں (۴۶)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (یہ قرآن اِسی مقصد سے نازل کیا گیا ہے، اِس لیے) اے بنی اسرائیل، میری اُس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھی اور میرے عہد کو پورا کرو، میں تمھارے عہد کو پورا کروں گا، اور صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو (۴۰) اور اِس (قرآن) پر ایمان لاؤ جو میں نے اُس چیز کی تصدیق میں اتارا ہے جو تمھارے پاس ہے، اور سب سے پہلے تم ہی اُس کے منکر نہ بن جاؤ؛ اور تھوڑی قیمت کے عوض میری آیتیں نہ بیچو، اور صرف میرے ہی غضب سے بچو (۴۱) اور حق کو باطل میں نہ ملاؤ، اور نہ جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش کرو (۴۲) اور نماز کا اہتمام کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، اور اِن جھکنے والوں کے ساتھ تم بھی (خدا کے حضور میں) جھک جاؤ (۴۳) کیا تم لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، دراں حالیکہ تم کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے ہو؟ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ (۴۴) اور (اِس راہ پر چلنے کے لیے) صبر اور نماز سے مدد چاہو، اور اِس میں شبہ نہیں کہ یہ سب بہت بھاری ہے، مگر اُن کے لیے بھاری نہیں ہے جو خدا سے ڈرنے والے ہیں (۴۵) جنھیں خیال ہے کہ اُنھیں اپنے پروردگار سے ملنا ہے اور (ایک دن) اُسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے (۴۶)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

سیاق وسباق

''شروع سورہ سے لے کر یہاں تک کا پورا سلسلۂ کلام ایک تمہید یا مقدمہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس تمہید میں خطاب اگرچہ بیشتر نبیؐ ہی سے ہے، لیکن اشارات و کنایات میں یہود سے بھی بات کی گئی ہے۔ یہاں سے تمہید ختم ہوگئی اب یہود کو براہ راست مخاطب کر کے پہلے ان کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائی گئی ہیں جو از روئے تورات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کی دعوت سے متعلق ان پر عائد ہوتی ہیں۔ پھر تفصیل کے ساتھ ان کے وہ جرائم بیان ہوئے ہیں جن کے سبب سے وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو منصبِ امامت سے معزول کر کے دوسروں کو اپنی ہدایت و شریعت سونپے۔ گویا بنی اسرائیل کو تین چیزوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔ ایک اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو انعامات کیے ہیں انکو وہ یاد رکھیں۔ ان کو بھول نہ جائیں یہ ان کے ذاتی یا خاندانی استحقاق کا نتیجہ نہیں۔ دوسری اس بات کی کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا اسے پورا کریں وہ اسے پورا کریں گے تو اللہ اپنے عہد کو پورا کرے گا۔ تیسری اس بات کی کہ وہ صرف اللہ ہی سے ڈریں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۷۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان آیات کا سبق

''ان سے پیروانِ محمد کو سبق دینا مقصود ہے کہ وہ اس انحطاط کے گڑھے میں گرنے سے بچیں جس میں پچھلے انبیا کے پیرو گر گئے۔ یہودیوں کی اخلاقی کمزوریوں، مذہبی غلط فہمیوں اور اعتقادی و عملی گمراہیوں میں سے ایک ایک کی نشان دہی کر کے اس کے بالمقابل دینِ حق کے مقتضیات بیان کیے گئے ہیں تا کہ مسلمان اپنا راستہ صاف دیکھ سکیں اور غلط راہوں سے بچ کر چلیں۔ یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ انبیا کی امتوں میں بگاڑ کن کن راستوں سے آیا اور کن کن شکلوں میں ظہور کرتا رہا ہے۔ اس لیے نبیؐ نے فرمایا کہ تم بھی آخر کار پچھلی امتوں ہی کی روش پر چل کر رہو گے حتیٰ کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے ہیں تو تم بھی اسی میں گھسو گے۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں، آپؐ نے فرمایا: اور کون؟'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیرِ انسانیت، لاہور، ج ا، ص ا۷)

لفظ اسرائیل کی تحقیق

''اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ اسرا کے معنی بندہ اور ایل عبرانی میں اللہ کے معنی میں ہے۔ اس طرح اسرائیل کے معنی عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ ہوئے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۱۷۶)

اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم

نعمت کی وضاحت

''اذکروا، یاد کرو۔ یہ بنی اسرائیل کو دعوت بانداز ملامت ہے یعنی یاد کرلو اس لیے کہ تم بالکل ہی اس کو بھول بیٹھے ہو۔ نعمت سے یہاں مراد اللہ کی عنایات ہیں۔ پہلی نعمت دنیا کی امامت کا انعام ہے (البقرہ۔۴۷)۔ دوسری نعمت شریعت کا انعام ہے (المائدہ۔۷)۔ تیسری نعمت ان کے اندر انبیا اور بادشاہ بنانا ہے (المائدہ۔۲۰)۔ 'نعمتی' اور 'انعمت علیکم' کے الفاظ سے بنی اسرائیل کی ذہنیت کی اصلاح مقصود ہے یعنی انھیں یہ سمجھانا مقصود ہے کہ یہ نعمتیں ان کا استحقاق نہ تھیں اور نہ ہی نسلی طور پر ان کا حق تھا، بلکہ یہ محض اللہ کا فضل تھا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۱۷۶)

اوفوا بعھدی

عہد سے مراد

''عہد سے یوں تو پوری شریعت مراد ہوتی ہے، لیکن یہاں اس خاص عہد کی طرف اشارہ ہے جو بنی اسرائیل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لیا گیا۔ اس عہد کا ذکر تورات میں بھی ہے اور قرآن میں بھی۔ کتاب استثنا ۱۵۔۱۹ میں ہے: ''خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی سننا... میں ان کے لیے انھی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔''

قرآن مجید کی سورۂ اعراف کی آیت ۱۵۶۔۱۵۷ میں اس کا بیان ہے۔ ''اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے، میں اس کو لکھ رکھوں گا ان لوگوں کے لیے جو تقویٰ اختیار کریں گے، زکوٰۃ دیتے رہیں گے اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں گے۔ یعنی جو پیروی کرتے ہیں رسول نبی امی کی جن کو لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں۔ وہ ان کو حکم دیتے ہیں نیکی کا اور روکتے ہیں منکر سے اور ان کے لیے جائز کرتے ہیں پاکیزہ چیزیں اور حرام کرتے ہیں ان پر ناپاک چیزیں اور دفع کرتے ہیں ان پر سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوجھ اور پھندوں کو جوان پر تھے۔ پس جو ایمان لائے اور جنھوں نے حمایت کی اور مدد کی اور اس روشنی کی پیروی کی جوان کے ساتھ اتاری گئی ہے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

یہود سے اللہ تعالیٰ نے جو عہد لیا تھا اس میں تین چیزیں بہت نمایاں تھیں۔ایک یہ کہ وہ تورات کی شریعت پر پوری مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں گے، دوسری یہ کہ اس قرآن پر ایمان لائیں گے جوان پیش گوئیوں کی تصدیق کرتا ہوا نازل ہوگا جو تورات میں موجود ہیں۔تیسری یہ کہ ان کو جو کتاب عطا ہوئی ہے، خلق کے سامنے اس کی شہادت دیں گے اس کے کسی جزو کو چھپائیں گے نہیں۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱۷۸)

و آمنوا بما انزلت مصدقا لمامعکم

'مصدقا لما معکم' کا مفہوم

"اس چیز کی تصدیق کرتا ہوا جو تمھارے پاس ہے یعنی قرآن مجید اس پیش گوئی کو سچ ثابت کر رہا ہے جو تورات میں آخری نبی کی بعثت اور اس بعثت کی خصوصیات سے متعلق وارد تھی۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۷۹)

و لا تکونوا اول کافر به

قرآن کی مخالفت میں سبقت نہ کرو

"اول کافر اور اول الکافرین دونوں کے استعمال میں ایک لطیف فرق ہے۔ جب اول کافر استعمال ہوگا تو اس میں اس سے بحث نہیں ہوگی کہ اس کے علاوہ کوئی اور کافر بھی پایا جاتا ہے یا نہیں اور دوسری صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ وہ کفر کرنے والوں میں سب سے پہلا شخص ہے۔ سب سے پہلے کافر نہ بنو کا مطلب یہ نہیں کہ جب دوسرے کفر کرلیں تو تمھارے لیے کفر جائز ہو جائے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ یہ قرآن تمھاری کتاب کی تصدیق کرتا نازل ہوا ہے اور اس پر ایمان لانے کا تم سے اس کے نزول سے پہلے ہی عہد لیا جا چکا ہے اس وجہ سے اس کو قبول کرنے اور اس پر ایمان لانے کی سب سے پہلے تم سے توقع کی جا سکتی تھی، لیکن یہ عجیب صورت حال ہے کہ دوسرے تو اس سے ناآشنا ہونے کے باوجود اس پر ایمان لانے کے لیے سبقت کریں اور تم اس سے پہلے سے آشنا ہو کر اس کی مخالفت کی راہ میں سبقت کرو۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۸۰)

بعد والے کافروں کا وبال پہلے کافر پر

"پہلے کافر نہ بنو اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ جو شخص اول کفر اختیار کرے گا تو بعد میں اس کو دیکھ کر جو بھی کفر میں مبتلا ہو گا اس کا وبال پہلے کافر پر بھی پڑے گا۔ یہ پہلا کافر اپنے کفر کے علاوہ بعد کے لوگوں کے کفر کا سبب بن کر ان سب کے وبال کفر کا بھی ذمہ دار ٹھیرے گا۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۲۰۷)

تعریض ہے

"اس میں یہ تعریض ہے کہ چونکہ یہ کتاب تمھاری کتاب کی مصدق ہے تو تم کو سب سے پہلے اس پر ایمان لانا چاہیے (جب کہ تم انکار میں سب سے بڑھ کر رہو)۔" (تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ج ۱، ص ۳۸۴)

نہی کا مطلب (و لا تکونوا)

"اس طرح کے موقعوں پر نہی کی جو قید لگی ہوئی ہوتی ہے وہ واقعے کے گھناؤنے پن کو ظاہر کرتی ہے جس طرح 'لا تاکلوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الربوا اضعافا مضاعفة۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۱۸۰)

ولا تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا

دنیوی مفادات کو ترجیح دینا

"میری آیات کو حقیر قیمت کے عوض نہ بیچو یعنی اپنے دنیوی مفادات پر تورات اور اس کے احکام و ہدایات کو قربان نہ کرو۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۱۸۱)

آیات کا غلط مطلب بتانا اور پیسے لینا

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے میں قیمت لینے کی ممانعت کا مطلب وہی ہے جو آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی مرضی اور ان کی اغراض کی خاطر اللہ تعالیٰ کی آیات کا مطلب غلط بتا کر یا چھپا کر لوگوں سے پیسے لے جائیں، یہ فعل باجماع امت حرام ہے۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا، ص ۲۰۷)

وایای فاتقون

رہبت، تقویٰ اور خشوع

"رہبت، تقویٰ اور خشوع سب ایک ہی حقیقت کے مظاہر ہیں۔ کسی کی عظمت و جلال کے تصور سے دل پر جو لرزش اور کپکپی طاری ہوتی ہے وہ رہبت ہے۔ اس لرزش و کپکپی سے صاحبِ عظمت و جلال کے لیے دل میں جو عجز و فروتنی اور پستی و نیاز مندی کی حالت پیدا ہوتی ہے، وہ خشوع ہے۔ اس طرح اس صاحبِ عظمت و جلال کے قہر و غضب سے بچنے، اس کے مقرر کردہ حدود کی مخالفت سے احتراز اور اس کے احکام و آیات کی خلاف ورزی سے اجتناب و احتیاط کی جو بے چینی طبیعت میں پیدا ہوتی ہے اور جو جلوت و خلوت میں ہر جگہ آدمی کو بیدار اور چوکنا رکھتی ہے، وہ تقویٰ ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۱۸۲)

ولا تلبسوا الحق بالباطل

لبس حق بالباطل کا مفہوم

"لبس کا مطلب ہے خلط ملط کر دینا اور گڈمڈ کر دینا۔ یعنی یہود کی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انھوں نے تورات میں اپنی آرا اور بدعات داخل کر کے اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے حق اور اپنے باطل کو ایک ساتھ گڈمڈ کر دیا۔ یہود نے حق پر پردہ ڈالنے کے لیے تورات میں ہر قسم کے تصرفات کر ڈالے تھے۔ بعض چیزیں انھوں نے اس میں اپنی طرف سے داخل کر دی تھیں، بعض چیزیں اس میں سے نکال دی تھیں اور بعض چیزوں میں انھوں نے تبدیلیاں کر دی تھیں۔ اور ان تمام تصرفات سے مقصود ان حقائق پر پردہ ڈالنا تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی، ان کی قربان گاہ اور ان کے قبلہ سے متعلق تورات میں بیان ہوئے تھے اور جو آخری نبی کی بعثت کی نشان دہی کرنے والے تھے۔ یہود کو چونکہ یہ بات دل سے ناپسند تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نشانی تورات سے ظاہر ہو اس وجہ سے انھوں نے ان تمام باتوں کو چھپانے کی کوشش کی۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۱۸۴)

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین

نماز و زکوٰۃ

"تمام احکام شریعت کی بنیاد در حقیقت نماز اور زکوٰۃ پر ہے۔ نماز ان تمام احکام کا سرچشمہ ہے جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورزکوٰۃ ان تمام احکام کامنبع ہے جوحقوق العباد سے متعلق ہیں۔" (تدبرِ قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۹۸)

زکوٰۃ کا مفہوم

"زکوٰۃ کا لفظ 'زکا، یزکو' سے ہے جس کے معنی پاک ہونے کے ہیں۔ عربی میں نفس زکیہ اس نفس کو کہتے ہیں جو گنا ہوں سے پاک صاف ہو۔ دوسرا مفہوم اس میں بڑھنے اور نشو ونما پانے کا ہے۔ زکوٰۃ کے اندر پاکیزگی اور نشو ونما دونوں کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اس لیے کہ زکوٰۃ نفس اور مال دونوں کو پاکیزگی بخشتی ہے اور اس سے مال میں برکت اور بڑھوتری بھی ہوتی ہے۔ زکوٰۃ مرض بخالت اور حبِ دنیا کا علاج ہے۔" (تدبرقرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۸۵)

رکوع

"رکوع کے معنی آگے کی طرف جھک پڑنے اور تواضع ظاہر کرنے کے ہیں۔ قرآن مجید میں اس سے مراد نماز ہوتی ہے۔ 'مع الراکعین' کی قید نماز باجماعت کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔ نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنے کے اس حکم کے مخاطب یہود ہیں۔ جس عہد الٰہی کا حوالہ ہے اس کے بنیادی احکام یہی تھے اور یہود نے ان کو بالکل ترک کر رکھا تھا۔ نماز کے متعلق قرآن مجید نے یہ واضح کیا کہ سب سے پہلی چیز جو یہود پر فرض کی گئی وہ نماز ہی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کو توحید کی تعلیم کے بعد سب سے پہلا حکم نماز ہی کا دیا گیا: 'اننی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوۃ لذکری' (طٰہٰ۔۱۴) نماز ذکر وشکر کا مجموعہ اور ان تمام عہدوں کا سرنامہ ہے جو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان ہوئے ہیں۔" (تدبرقرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۸۶)

نماز وزکوٰۃ بنی اسرائیل پر بھی فرض تھی

"سورۂ مائدہ کی آیت 'ولقد اخذ اللّٰہ میثاق بنی اسرائیل و بعثنا منھم اثنی عشر نقیبا و قال اللّٰہ انی معکم لئن اقمتم الصلوۃ' سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز اور زکوٰۃ بنی اسرائیل پر فرض تھی اگرچہ اس کی کیفیت اور ہیئت میں فرق ہو۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۲۱۵)

اقامت نماز

"قرآن کریم میں عموماً نماز کی جتنی مرتبہ بھی تاکید آئی ہے لفظ اقامت کے ساتھ آئی ہے۔ مطلق نماز پڑھنے کا ذکر صرف ایک دو جگہ آیا ہے۔ قرآن وسنت کی اصطلاح میں اقامت صلوٰۃ کے معنی نماز کو اس کے وقت میں پابندی کے ساتھ، اس کے پورے آداب وشرائط کی رعایت کرکے ادا کرنا ہیں۔ مطلق نماز پڑھنے کا نام اقامتِ صلوٰۃ نہیں ہے۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۲۱۴)

اتامرون الناس بالبر

'البر' کا مفہوم

"بر کا لفظ عربی زبان میں ایفائے عہد، وفاداری اور ادائے حقوق کے معنی میں آتا ہے۔ حقوق میں ہر قسم کے حقوق شامل ہیں۔ یہ لفظ احسان اور نیکی کی تمام قسموں پر حاوی ہے۔" (تدبرقرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۱۸۷)

بے عمل واعظ کی مذمت

"معنی کے اعتبار سے اس آیت میں ہر اس شخص کی مذمت ہے جو دوسروں کو تو نیکی اور بھلائی کی ترغیب دے، مگر خود عمل نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱، ص۲۱۸)

کیا بے عمل، وعظ و نصیحت نہیں کر سکتا؟

''آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بے عمل آدمی کو وعظ کہنا جائز نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ واعظ کو بے عمل نہیں ہونا چاہیے۔ کوئی اچھا عمل الگ نیکی ہے اور اچھے عمل کی تبلیغ الگ سے ایک نیکی ہے۔ اس لیے بے عمل بھی دوسروں کو نصیحت کر سکتا ہے کیونکہ ایک نیکی کو چھوڑنے سے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ دوسری نیکی بھی چھوڑ دی جائے تاہم دوسروں کو کہنا، لیکن خود عمل نہ کرنا، اس بارے میں جو وعیدیں ہیں انھیں ضرور ملحوظ رہنا چاہیے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱، ص۲۱۸)

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ

صبر کا مطلب

''صبر کے اصل معنی روکنے کے ہیں یعنی نفس کو گھبراہٹ، مایوسی، اور دل برداشتگی سے بچا کر اپنے موقف پر جمائے رکھنا۔ مطلب یہ ہے کہ بندہ پوری طمانیت قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عہد پر ڈٹا رہے، اس کے وعدوں پر یقین رکھے اور اس راہ میں اس کو جن مشکلات سے بھی دوچار ہونا پڑے ان کو پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہ دے۔ صبر کا مفہوم عجز و مسکنت نہیں ہے بلکہ یہ عزم اور قوت کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید نے خود بھی صبر کے معنی واضح کر دیے ہیں: 'والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس' ''اور ثابت قدمی دکھانے والے سختی میں، تکلیف میں اور لڑائی کے وقت'' ۔ صبر کا تعلق اخلاق و کردار سے ہے اور نماز کا تعلق عبادات سے۔ مشکلات و موانع کے علی الرغم صحیح موقف پر ڈٹے رہنے کی خصلت انسان کے اندر آسانی سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ ریاضت سے پیدا ہوتی ہے جس کا طریقہ نماز ہے یعنی مشکلات میں مدد مانگنے کی بہترین شکل نماز ہی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۱۸۹)

صبر کے مختلف مفاہیم

''مختلف مواقع اور محلِ استعمال کے اعتبار سے صبر کے مختلف معانی ہیں۔ مصیبت کے وقت نفس کے ضبط کرنے کو صبر کہتے ہیں، اس کے مقابلہ میں جزع اور بے قراری ہے۔ جنگ میں نفس کے ثابت قدم رہنے کو بھی صبر کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں بزدلی ہے۔ حرام کاموں کی تحریک کے وقت حرام کاموں سے رکنے کو بھی صبر کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں فسق ہے۔ عبادت میں مشقت جھیلنے کو بھی صبر کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں معصیت ہے۔ قلیل روزی پر قناعت کو بھی صبر کہتے ہیں، اس کے مقابلہ میں حرص ہے۔ دوسروں کی ایذا رسانی برداشت کرنے کو بھی صبر کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں انتقام ہے۔'' (تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ج۱، ص۴۰۷)

اقامت دین کی جدوجہد میں کامیابی کا انحصار

''قرآن حکیم پر تدبر سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اقامتِ دین کی جدوجہد میں کامیابی کا انحصار اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں پر رکھا ہے۔ ایک صبر اور دوسرے نماز پر۔ درج ذیل آیات اس بات کی شاہد ہیں۔ اعراف ۱۲۸، بقرہ ۱۵۳، ۱۵۷، طٰہٰ ۱۳۰، ق ۳۹، طور ۴۸۔ حق و باطل کی کشمکش میں باطل کا مقابلہ کرنے کے لیے جو ہتھیار اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو دیے ہیں وہ صبر اور نماز ہی ہیں۔ نماز سے صبر کو تقویت ملتی ہے اور صبر نماز کو تقویت دیتا ہے۔ صبر انسان کو حق پر قائم رہنا سکھاتا ہے اور یہ قائم رہنا کسی مضبوط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہارے کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ یہ مضبوط سہارا اگر کوئی ہوسکتا ہے تو اللہ کا ہی ہوسکتا ہے اور اسے حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ نماز ہی ہے۔ صبر کو نماز پر مقدم رکھنے میں ایک لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ حق کو قائم رکھنے اور باطل کو شکست دینے کی جدوجہد میں مطلوب شے عزیمت اور استقامت ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱ ص ۲۰۱)

اصلاحِ ملت اور نماز

''نماز کو میثاقِ خداوندی کے اندر ایمان کے بعد اولین اہمیت حاصل ہے۔ سورۂ اعراف کی آیت ۱۷۰ (الذین یمسکون بالکتاب واقاموا الصلوۃ انا لا نضیع اجر المصلحین) یہی بات واضح کرتی ہے۔ قرآن حکیم کا یہ بیان تجدید دین اور اصلاح ملت کی تمام تحریکات اور تمام دعوتوں کو جانچنے کے لیے ایک کسوٹی فراہم کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف وہ دعوت یا تحریک اصلاح ملت کی صحیح دعوت یا تحریک ہوگی جس کی ابتدا و انتہا، جس کے عقیدہ و عمل، دونوں میں نماز اور اقامتِ نماز کو وہی اولیت اور اہمیت حاصل ہو جو اللہ کے عہد اور اس کی اقامت کی جدوجہد میں فی الواقع از روئے قرآن حاصل ہے اور جس دعوت یا تحریک میں نماز کو یہ اہمیت حاصل نہ ہو، وہ ایک بے برکت اور لاحاصل کام ہے کیونکہ وہ اس روح سے محروم ہے جس سے اس قالب کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱ ص ۲۰۲)

وانها لكبيرة الا على الخاشعين

'انها' میں ضمیر کا مرجع

''مجاہد کے نزدیک 'انها' میں 'ھا' کا مرجع صلوٰۃ ہے۔ اسی قول کو ابن جریر نے ترجیح دی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ نماز نفس پر بھاری ہے، صرف وہی لوگ اس کا بارگراں اٹھا سکتے ہیں جن کے اندر خدا کا خوف ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا مرجع وہ ہدایت و نصیحت ہے جو پچھلے جملے میں مذکور ہے۔ میرا اپنا رجحان بھی اسی قول کی طرف ہے۔ یعنی 'ھا' کا مرجع صبر و صلوٰۃ سے استعانت کی وہ تلقین ہے جو پہلے وارد ہوئی ہے۔ اس طرح 'ھا' کا تعلق صرف نماز سے نہیں بلکہ صبر اور نماز دونوں سے ہو جاتا ہے۔ نفس پر شاق یہ دونوں ہی چیزیں ہیں۔ صبر کے مشکل ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں ہے، نماز بھی مداومت اور پابندی کے شرط کے ساتھ اتنی سخت چیز بن جاتی ہے کہ اہل توفیق ہی اس کو نباہ سکتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱ ص ۱۹۲)

الذين يظنون انهم ملقوا ربهم

ظن کا مطلب

''آدمی کسی چیز کے متعلق اس کے دیکھے بغیر جو رائے قائم کرتا ہے اس کو ظن کہتے ہیں۔ یہ خاشعین کی تعریف ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے اور اپنے رب سے ملنے کا گمان رکھتے ہیں آخرت سے بے پروا اور بے فکر نہیں ہیں۔ ظن کے لفظ میں ایک خاص خوبی یہ ہے کہ یہ لفظ اندیشہ اور گمان غالب سے لے کر یقین اور قطعیت تک کی حالت سب کی تعبیر کے لیے کافی ہے۔ اور آخرت کا معاملہ ایسا ہے کہ ضروری نہیں کہ آدمی جب ہی اس کی تیاری کرے کہ جب اس کے بارے میں یقین ہو جائے بلکہ اس کا اندیشہ اور گمان بھی اس بات کے لیے کافی ہے کہ آدمی اس کے لیے تیار رہے۔ ایک عظیم بند جس کے ٹوٹ جانے سے پورے شہر کے ڈوب جانے کا اندیشہ ہو ہماری توجہ کا طالب صرف اسی وقت نہیں ہوتا جب کہ پانی اس کی دیواروں میں دراڑیں پیدا کردے بلکہ اس کے ٹوٹنے کے ہولناک اندیشہ کے پیش نظر اس وقت بھی اس کی حفاظت کا اہتمام ہوتا ہے جب کہ وہ بظاہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل محفوظ ہوتا ہے۔ایک چھوٹے سے خطرے کے معاملے میں جب انسان کی پیش بینی کا یہ حال ہے تو آخر مرنے کے بعد کی زندگی اور آخرت کے معاملہ میں وہ اتنا بے حس کیوں ہے؟'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱ص۱۹۴)

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ(47) وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ(48) وَاِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ(49) وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ(50) وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ(51) ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(52)

تراجم

۱۔اے بنی اسرائیل! یاد کرو احسان میرا، جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے تم کو بڑا کیا جہاں کے لوگوں سے (۴۷) اور بچو اس دن سے، کہ کام نہ آوے کوئی شخص کسی کے ایک ذرہ، اور قبول نہ ہو اس کی طرف سے سفارش اور نہ لیں اس کے بدلے میں کچھ اور نہ ان کو مدد پہنچے (۴۸) اور جب چھڑایا ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے، دیتے تم کو برے عذاب، ذبح کرتے تمھارے بیٹے، اور جیتی رکھتے تمھاری عورتیں۔ اور اس میں مدد ہوئی تمھارے رب کی بڑی (۴۹) اور جب ہم نے چیرا تمھارے پیٹھنے کے ساتھ دریا۔ پھر بچادیا تم کو، اور ڈبایا فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھتے تھے (۵۰) اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے چالیس رات کا پھر تم نے بنالیا بچھڑا اس کے پیچھے، اور تم بے انصاف ہو (۵۱) پھر معاف کیا ہم نے تم کو اس پر بھی، شاید تم احسان مانو (۵۲)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اے اولاد یعقوب کی، تم لوگ میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم کو انعام میں دی تھی اور اس (بات) کو (یاد کرو) کہ میں نے تم کو تمام دنیا جہان والوں پر (خاص برتاؤ میں) فوقیت دی تھی (۴۷) ڈرو تم ایسے دن سے کہ نہ تو کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کرسکتا ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہو سکتی ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی معاوضہ لیا جاسکتا ہے اور نہ ان لوگوں کی طرف داری چل سکے گی (۴۸) اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب کہ رہائی دی ہم نے تم کو متعلقین فرعون سے جو فکر میں لگے رہتے تھے تمھاری سخت آزاری کے۔ گلے کاٹتے تھے تمھاری اولاد ذکور کے اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمھاری عورتوں کو اس (واقعہ) میں ایک امتحان تھا تمھارے پروردگار کی جانب سے بڑا بھاری (۴۹) اور جب شق کردیا ہم نے تمھاری وجہ سے دریائے شور کو پھر ہم نے (ڈوبنے سے) بچالیا تم کو اور غرق کردیا متعلقین فرعون کو (مع فرعون کے) اور تم (اس کا) معائنہ کررہے تھے (۵۰) اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب کہ وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا پھر تم لوگوں نے تجویز کرلیا گوسالہ کو موسیٰ کے (جانے کے) بعد اور تم نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی (۵۱) پھر بھی ہم نے (تمھارے سے توبہ کرنے پر) درگزر کیا تم سے اتنی بڑی بات ہوئے پیچھے اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے (۵۲)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اے اولاد یعقوب، یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمھیں بڑائی دی (۴۷) اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی اور نہ (کافر کے لیے) کوئی سفارش مانی جائے اور نہ کچھ لے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر (اس کی) جان چھوڑی جائے اور نہ ان کی مدد ہو (۴۸) اور (یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی کہ وہ تم پر برا عذاب کرتے تھے، تمھارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمھاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے اور اس میں تمھارے رب کی طرف سے بڑی بلا تھی (یا بڑا انعام) (۴۹) اور جب ہم نے تمھارے لیے دریا پھاڑ دیا تو تمھیں بچا لیا اور فرعون والوں کو تمھاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا (۵۰) اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا پھر اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور تم ظالم تھے (۵۱) پھر اس کے بعد ہم نے تمھیں معافی دی کہ کہیں تم احسان مانو (۵۲)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اے اولادِ یعقوب، میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی اور میں نے تمھیں تمام جہانوں پر فضیلت دی (۴۷) اس دن سے ڈرتے رہو جب کوئی کسی کو نفع نہ دے سکے گا اور نہ شفاعت اور سفارش قبول ہو گی اور نہ کوئی بدلہ اور فدیہ لیا جائے گا اور نہ وہ مدد کیے جائیں گے (۴۸) اور جب ہم نے تمھیں فرعونیوں سے نجات دی جو تمھیں بدترین عذاب دیتے تھے جو تمھارے لڑکوں کو مار ڈالتے تھے اور تمھاری لڑکیوں کو چھوڑ دیتے تھے اس نجات دینے میں تمھارے رب کی بڑی مہربانی تھی (۴۹) اور جب ہم نے تمھارے لیے دریا چیر (پھاڑ) دیا اور تمھیں اس سے پار کر دیا اور فرعونیوں کو تمھاری نظروں کے سامنے اس میں ڈبو دیا (۵۰) اور ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑا پوجنا شروع کر دیا اور ظالم بن گئے (۵۱) لیکن ہم نے باوجود اس کے پھر بھی تمھیں معاف کر دیا، تاکہ تم شکر کرو (۵۲)۔ (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔ اے بنی اسرائیل، یاد کرو میری اس نعمت کو، جس سے میں نے تمھیں نوازا تھا اور اس بات کو کہ میں نے تمھیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی (۴۷) اور ڈرو اس دن سے جب کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا، نہ کسی کی طرف سے سفارش قبول ہو گی، نہ کسی کو فدیہ لے کر چھوڑا جائے گا، اور نہ مجرموں کو کہیں سے مدد مل سکے گی (۴۸) یاد کرو وہ وقت، جب ہم نے تم کو فرعونیوں کی غلامی سے نجات بخشی ــــ انھوں نے تمھیں سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ تمھارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمھاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس حالت میں تمھارے رب کی طرف سے تمھاری بڑی آزمائش تھی (۴۹) یاد کرو وہ وقت، جب ہم نے سمندر پھاڑ کر تمھارے لیے راستہ بنایا، پھر اس میں سے تمھیں بخیریت گزروا دیا، پھر وہیں تمھاری آنکھوں کے سامنے فرعونیوں کو غرقاب کیا (۵۰) یاد کرو، جب ہم نے موسیٰ کو چالیس شبانہ روز کی قرارداد پر بلایا، تو اس کے پیچھے تم بچھڑے کو اپنا معبود بنا بیٹھے۔ اس وقت تم نے بڑی زیادتی کی تھی (۵۱) مگر اس پر بھی ہم نے تمھیں معاف کر دیا کہ شاید اب تم شکر گزار بنو (۵۲)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اے بنی اسرائیل! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور اس بات کو کہ میں نے تمھیں دنیا والوں پر فضیلت دی (۴۷) اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی جان کسی دوسری جان کے کچھ کام نہ آئے گی، نہ اس کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہو گی اور نہ اس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا، اور نہ ان کی کوئی مدد کی جائے گی (۴۸) اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے تم کو آلِ فرعون کے قبضہ سے چھڑایا۔ وہ تمھیں برے عذاب چکھاتے تھے: تمھارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمھاری عورتوں کو زندہ رکھتے اور اس میں تمھارے رب کی طرف سے بڑی ہی آزمائش تھی (۴۹) اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے دریا کو پھاڑ کر تمھیں پار کرایا۔ پس تمھیں نجات دی اور آلِ فرعون کو غرق کر دیا اور تم دیکھتے رہے (۵۰) اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ ٹھہرایا۔ پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کو معبود بنا لیا اور تم ظلم کرنے والے ہو (۵۱) پھر ہم نے تم سے درگزر کیا اس کے بعد تاکہ تم شکر گزار بنو (۵۲)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اے بنی اسرائیل، میری اُس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھی اور اِس بات کو کہ میں نے تمھیں دنیا والوں پر فضیلت دی تھی (۴۷) اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ اُس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اُس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ لوگوں کو کوئی مدد ہی ملے گی (۴۸) اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے چھڑایا۔ وہ تمھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برے عذاب چکھاتے تھے، تمھارے بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے اور تمھاری عورتیں جیتی رکھتے تھے اور اِس میں تمھارے پروردگار کی طرف سے (تمھاری) بڑی آزمایش تھی (۴۹) اور یاد کرو، جب ہم نے تمھیں ساتھ لے کر دریا چیر دیا اور اِس طرح تمھیں بچالیا اور تم دیکھ رہے تھے کہ فرعون کے لوگوں کو ہم نے (تمھارے سامنے اُسی دریا میں) غرق کر دیا (۵۰) اور یاد کرو، جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ ٹھیرایا۔ پھر اُس کے پیچھے تم نے وہ بچھڑا بنالیا اور اُس وقت تم اپنی جانوں پر ظلم ڈھا رہے تھے (۵۱) پھر اِس کے بعد بھی ہم نے تمھیں معاف کر دیا، اِس لیے کہ شاید تم شکر کرنے والے بن جاؤ (۵۲)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

سیاق وسباق

''یہود کو از سرِ نو مخاطب کر کے اس بات کی یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ فضیلت و بزرگی تمھیں جو کچھ بھی حاصل ہوئی ہے محض اللہ تعالیٰ کے کرم سے حاصل ہوئی ہے، اس میں نہ تو تمھارے استحقاق کو کوئی دخل ہے اور نہ تمھارے خاندانی استحقاق کو۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کی ابتدائی تاریخ کے چند اہم واقعات کے حوالے دے کر ان کے سامنے تین حقیقتیں واضح فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر جتنے بھی انعامات کیے ہیں سب تمھاری ناشکریوں کے باوجود محض اپنے فضل و کرم سے کیے ہیں۔ دوسرے یہ کہ تم کو جو نعمت بھی خدا نے بخشی، ذمہ داریوں اور فرائض کے ساتھ بخشی، خاندانی ورثہ کے طور پر نہیں بخشی چنانچہ تمھاری تاریخ گواہ ہے کہ جب جب تم نے نعمت کا حق ادا کرنے اور اس سے پیدا ہونے والی ذمہ داریاں پوری کرنے میں کوتاہی کی ہے تم پر مار بھی بڑی ہی سخت پڑی ہے۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کو بھی کوئی شرف یا تقرب اس کے ذاتی یا خاندانی استحقاق یا کسی گروہ کے ساتھ نسبت رکھنے کی بنا پر حاصل نہیں ہوتا بلکہ صرف ایمان باللہ، ایمان بالآخرت، اور عمل صالح کی بنا پر حاصل ہوتا ہے۔ اس ساری تفصیل سے مقصود بنی اسرائیل کی ان بیماریوں کو دور کرنا ہے جن کے سبب سے قرآن کی دعوت ان کے لیے ایک بہت بڑی آزمائش بن گئی تھی۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۰۳)

واقعات کو پیش کرنے کی مخصوص نوعیت

''تمام واقعات بنی اسرائیل کی تاریخ کے نہایت مشہور اور اہم واقعات ہیں جن سے ان کا بچہ بچہ واقف تھا۔ اس وجہ سے ان کی تفصیل کی ضرورت نہ تھی، صرف اشارات کافی تھے۔ زمانۂ نزولِ قرآن میں بنی اسرائیل ان واقعات کو اپنی تاریخ کے واقعات کی حیثیت سے نہ صرف مانتے تھے، بلکہ ان پر فخر کرتے تھے۔ اس بنا پر قرآن نے ان واقعات کو ان کے سامنے اس طرح پیش کیا ہے گویا یہ انھیں کے سامنے پیش آئے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۱۱)

و انی فضلتکم علی العالمین

فضیلت سے مراد

''فضیلت سے مراد قوموں کی ہدایت اور رہنمائی کا وہ منصب ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ایک خاص دور میں منتخب فرمایا۔ جو فضیلت کسی منصب کی ذمہ داریوں کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے وہ ایک مشروط فضیلت ہوتی ہے اگر صاحبِ منصب قوم اس ذمہ داری کو ادا کرتی ہے تو یہ فضیلت اس کو حاصل رہتی ہے اور اگر اس کو چھوڑ بیٹھتی ہے تو کفرانِ نعمت کی بنا پر ذلت نصیب ہوتی ہے۔ یہاں بنی اسرائیل کو یہ بات یاد دلائی گئی ہے کہ جس فضیلت پر تمھیں ناز ہے وہ فضیلت خدا ہی کی عطا کردہ تھی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو باقی رکھنا چاہتے ہو تو خدا کے عہد پر قائم رہو۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص ۲۰۸)

فضیلت کی بنا توحید

''نسل اسرائیل کو فضیلت مسلک توحید کی بنا پر تھی۔ جیوش انسائیکلو پیڈیا میں ہے ''بنی اسرائیل پر خاص فرض عائد ہوا تھا کہ توحید باری کی دعوت دیتے رہیں اور آفتاب پرستی، کواکب پرستی، ماہتاب پرستی کے خلاف جہاد کرتے رہیں۔ بنی اسرائیل کا واحد فریضہ دنیا میں خدا کا گواہ بننا تھا۔'' (تفسیر ماجدی، مجلسِ تحقیقات ونشریاتِ اسلام لکھنؤ، ج۱، ص ۱۲۲)

کمالِ ایمان کے حصول کا نسخہ، شکر

''تقویٰ اور کمال ایمان کا حاصل کرنا صبر وحضور واستغراق عبادات کے ذریعہ دشوار تھا، اس لیے اس کا سہل طریقہ تعلیم فرمایا کہ وہ شکر ہے۔ اس وجہ سے حق تعالیٰ اپنے احسانات وانعامات جو ان (بنی اسرائیل) پر وقتاً فوقتاً ہوئے ان کو یاد دلاتا ہے اور ان کی بدکرداریاں ظاہر فرماتا ہے۔ انسان، بلکہ حیوانات تک میں یہ مضمون موجود ہے کہ اپنے منعم کی محبت اور اس کی اطاعت دل نشین ہو جاتی ہے۔'' (تفسیر عثمانی، پاک کمپنی، لاہور، ص ۱۰)

'العالمین' سے مراد

''العالمین سے ان کے زمانہ کے لوگ مراد ہیں، قیامت تک کے لوگ مراد نہیں ہیں۔'' (تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ج۱، ص ۴۱۰)

''اہل عالم پر فضیلت کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت سے بنی اسرائیل کا وجود ہوا تھا اس وقت سے لے کر اس خطاب کے نزول تک تمام فرقوں سے افضل رہے، جب انھوں نے نبی آخر الزماں اور قرآن کا مقابلہ کیا تو وہ فضیلت جاتی رہی اور 'مغضوب علیھم' اور ضلال کا لقب عنایت ہوا۔'' (تفسیر عثمانی، پاک کمپنی، لاہور، ص ۱۰)

لا تجزی نفس عن نفس شیا

''کوئی شخص کسی دوسرے کے کچھ کام نہ آ سکے گا۔ یہ مضمون قرآن مجید میں مختلف اسلوبوں سے بیان ہوا ہے۔ 'ولا تزر وازرۃ وزر اخری' (اور کوئی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھا سکے گی) 'واخشوا یوما لا یجزی والد عن ولدہ ولا مولود ھو جاز عن والدہ شیئا' (اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی باپ اپنی اولاد کے کام نہ آ سکے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی اپنے باپ کے کچھ کام آ سکے گا)۔ 'لکل امری منھم یومئذ شان یغنیہ' (اس دن ہر ایک پر نفسی نفسی کی حالت طاری ہو گی)۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص ۲۰۹)

شفاعت کا مفہوم

''شفع الشیء کے معنی ہیں، اس کے ساتھ اسی طرح کی چیز کو ملا کر اس کو جوڑا کر دیا۔ 'شفع لفلان' یا 'شفع فیہ' کا مطلب ہوتا ہے کہ کسی کی بات یا درخواست کے ساتھ کوئی شخص اپنی تائید یا سفارش ملا کر اس کو موید کر دے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص ۲۰۹)

لا یوخذ منھا شفاعۃ ولا یوخذ منھا عدل ولا ھم ینصرون

''اس آیت میں عربی زبان کا وہ اسلوب ہے جس میں بظاہر تو ایک شے کے لازم کی نفی ہوتی ہے، لیکن مقصود حقیقت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملزوم کی نفی ہوتی ہے۔اس اسلوب سے یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ اس دن نہ کوئی ان کے لیے شفاعت کرنے والا ہوگا اور نہ کوئی شفاعت قبول ہوگی، نہ کسی کے پاس دینے کے لیے معاوضہ ہوگا اور نہ کسی سے معاوضہ لیا جائے گا، نہ کسی کے حامی اور مددگار ہوں گے، نہ کسی کی حمایت و مدد کی جا سکے گی۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱،ص ۲۰۹)

رہائی کے سب طریقوں کی نفی

''دنیا میں مجرم کی رہائی کے جتنے طریقے ہیں سب کی نفی کر دی کہ قیامت کے دن ان طریقوں میں سے کوئی طریقہ بھی کام نہ آئے گا۔آیت کا نزول یہود کے اس غلط عقیدہ کے بطلان کے لیے ہوا کہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کے اعمال اور عقائد کیسے ہی ہوں ان کی نجات یقینی ہے۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔لاہور، ج ۱،ص ۵۵)

گناہ گار مومن کی شفاعت

''علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ نفس سے مراد کافر ہیں۔علامہ بیضاوی لکھتے ہیں کہ یہ آیت کفار کے لیے مخصوص ہے کیونکہ گنہگار مومن کے لیے شفاعت پر کئی آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔لاہور، ج ۱،ص ۵۵)

کیا مجرموں کی شفاعت ہوگی؟

''اس آیت سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجرموں کی شفاعت جائز نہیں ہے، خوارج، معتزلہ، ابن تیمیہ، عبدالوہاب نجدی، اسماعیل دہلوی کا اور ان کے متبعین کا یہی نظریہ ہے۔اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ اللہ کے اذن سے انبیا علیہم السلام، اولیا کرام، علما، حفاظ، قرآن اور صالح مومنین گنہگاروں کی شفاعت کریں گے۔یہ شفاعت گناہ کبیرہ کرنے والوں کی مغفرت اور تخفیف عذاب کے لیے ہوگی اور صالحین کے لیے ترقی درجات کی شفاعت ہوگی۔'' (تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ج ۱،ص ۴۱۱)

''یہود کو بھی یہ دھوکا تھا کہ ہم تو اللہ کے محبوب اور چہیتے ہیں اس لیے مواخذۂ آخرت سے محفوظ رہیں گے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہاں اللہ کے نافرمانوں کو کوئی سہارا نہیں دے سکے گا۔اسی فریب میں امت محمد یہ بھی مبتلا ہے اور مسئلۂ شفاعت کو اپنی بدعملی کا جواز بنا رکھا ہے۔نبی کریمؐ یقیناً شفاعت فرمائیں گے، لیکن یہ بھی احادیث میں آتا ہے کہ بدعات کے مرتکب اس سے محروم رہیں گے۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۱۰)

'آل' کا مفہوم

''آل سے مراد صرف اولاد نہیں ہوا کرتی، بلکہ یہ لفظ آل، اولاد، قوم، قبیلہ اور اتباع و انصار سب پر حاوی ہے۔'وحاق بآل فرعون سوء العذاب' (مومن۔۴۵)۔(اور آل فرعون کو برے عذاب نے گھیر لیا) ظاہر ہے کہ عذاب فرعون اور اس کی ساری قوم پر ہی آیا نہ کہ اس کی اولاد پر۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱،ص ۲۱۰)

''کسی شخص کے اہل (بیوی) اور اس کے عیال (اولاد) کو اس شخص کی آل کہتے ہیں اور اس شخص کے متبعین اور احبا کو بھی آل کہتے ہیں۔حدیث میں ہے کہ سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔قرآن مجید میں ہے: 'کدأب آل فرعون' اس میں 'آل' سے مراد فرعون اور اس کے متبعین ہیں۔'' (تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ج ۱،ص ۴۱۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یسومونکم سوء العذاب

سوم کے معنی

''سوم کے معنی کسی پر بوجھ یا بار ڈالنے کے ہیں، یہ اس عذاب کی تفصیل ہے جس میں فرعونیوں کے ہاتھوں بنی اسرائیل مبتلا ہوئے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج۱ص۲۱۱)

فرقنا بکم البحر

''اس کا مطلب ہوگا کہ ہم نے تمھیں ساتھ لے کر دریا کو پھاڑتے ہوئے عبور کیا۔ یعنی جس طرح کوئی کسی کو اپنی گود میں اٹھا کر دریا پار کرادے، اس طرح ہم نے تمھیں پار کرایا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج۱ص۲۱۱)

وانتم تنظرون

''یعنی اپنی نجات کے بعد فرعون اور اس کے غرق ہونے کا ماجرا تم نے ساحل پر کھڑے ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج۱ص۲۱۱)

اذ وعدنا موسیٰ اربعین لیلة

''یہ اس وعدے کی طرف اشارہ ہے جو مصر سے نکلنے اور دریا پار کر چکنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام و ہدایات دینے کے لیے فرمایا اور اس مقصد کے لیے ان کو طور پر بلایا۔ یہ چالیس دن کی مدت اس قلبی و روحانی تیاری کے لیے تھی جو کتاب الٰہی کا بارِ عظیم اٹھانے کے لیے ضروری تھی۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج۱ص۲۱۲)

ثم اتخذتم العجل

گوسالہ پرستی کا واقعہ

''یعنی موسیٰ علیہ السلام کے پہاڑ پر چلے جانے کے بعد تم دھات کا ایک بچھڑا بنا کر اس کی پرستش میں لگ گئے۔ کتاب خروج باب ۳۲ میں اس واقعہ کی تفصیلات موجود ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج۱ص۲۱۲)

وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ(53) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ
اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ
فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ(54) وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً
فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ(55) ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(56) وَظَلَّلْنَا
عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ
كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ(57)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراجم

۱۔اور جب دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور چکوتی ،شاید تم راہ پاؤ (۵۳) اور کہا جب موسیٰ نے اپنی قوم کو،اے قوم،تم نے نقصان کیا اپنا یہ بچھڑا بنا لے کر،اب توبہ کرو اپنے پیدا کر۔اور مار ڈالو اپنی جان۔ یہ بہتر ہے تم کو اپنے خالق کے پاس۔ پھر متوجہ ہوا تم پر۔ برحق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان (۵۴) اور جب تم نے کہا،اے موسیٰ! ہم یقین نہ کریں گے تیرا، جب تک نہ دیکھیں اللہ کو سامنے،پھر لیا تم کو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے (۵۵) پھر اٹھا کھڑا کیا ہم نے تم کو،مر گئے پیچھے،شاید تم احسان مانو (۵۶) اور سایہ کیا ہم نے تم پر ابر کا،اور اتارا تم پر من اور سلویٰ۔ کھاؤ ستھری چیزیں جو دیں ہم نے تم کو۔ اور ہمارا کچھ نقصان نہ کیا پر اپنا ہی نقصان کرتے رہے (۵۷)۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب دی ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت) اور فیصلہ کی چیز اس توقع پر کہ تم راہ پر چلتے رہو (۵۳) اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا اپنی قوم سے کہ اے میری قوم بے شک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنی اس گوسالہ (پرستی) کی تجویز سے،سو تم اب اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو پھر بعض آدمی بعض آدمیوں کو قتل کرو یہ (عملدرآمد) تمھارے لیے بہتر ہوگا تمھارے خالق کے نزدیک پھر حق تعالیٰ تمھارے حال پر (اپنی عنایت سے) متوجہ ہوئے بے شک وہ تو ایسے ہی ہیں کہ توبہ قبول کر لیتے ہیں اور عنایت فرماتے ہیں (۵۴) اور جب تم لوگوں نے (یوں) کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہ مانیں گے تمھارے کہنے سے یہاں تک کہ ہم (خود) دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کو علانیہ طور پر سو (اس گستاخی پر) آ پڑی تم پر کڑک بجلی اور تم (اس کا آنا) آنکھوں سے دیکھ رہے تھے (۵۵) پھر ہم نے تم کو زندہ کر اٹھایا تمھارے مر جانے کے بعد اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے (۵۶) اور سایہ فگن کیا ہم نے تم پر ابر کو (میدان تیہ میں) اور (خزانہ غیب سے) پہونچایا ہم نے تمھارے پاس ترنجبین اور بٹیریں۔ کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں اور (اس سے) انھوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا،لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے (۵۷)۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں تمیز کر دینا کہ کہیں تم راہ پر آؤ (۵۳) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ تمھارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمھارے لیے بہتر ہے تو اس نے تمھاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا،مہربان (۵۴) اور جب تم نے کہا اے موسیٰ،ہم ہرگز تمھارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمھیں کڑک نے آ لیا اور تم دیکھ رہے تھے (۵۵) پھر مرے پیچھے ہم نے تمھیں زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو (۵۶) اور ہم نے ابر کو تمھارا سائبان کیا اور تم پر من اور سلویٰ اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور انھوں نے کچھ ہمارا نہ بگاڑا،ہاں اپنی ہی جانوں کو بگاڑ کرتے تھے (۵۷)۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔اور ہم نے (حضرت) موسیٰ کو تمھاری ہدایت کے لیے کتاب اور معجزے عطا فرمائے (۵۳) جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے،اب تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو،اپنے کو آپس میں قتل کرو،تمھاری بہتری اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی میں ہے تو اس نے تمھاری توبہ قبول کی،وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے (۵۴) اور (تم اسے بھی یاد کرو) تم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا تھا کہ جب تک ہم اپنے رب کو سامنے نہ دیکھ لیں ہرگز ایمان نہ لائیں گے (جس گستاخی کی سزا میں) تم پر تمھارے دیکھتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے بجلی گری (۵۵) لیکن پھر اس لیے کہ تم شکر گزاری کرو اس موت کے بعد بھی ہم نے تمھیں زندہ کر دیا (۵۶) اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارا (اور کہہ دیا) کہ ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور انھوں نے ہم پر تو ظلم نہیں کیا، البتہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے (۵۷)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ یاد کرو کہ (ٹھیک اسی وقت جب تم یہ ظلم کر رہے تھے) ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فرقان عطا کی تا کہ تم اس کے ذریعے سے سیدھا راستہ پا سکو (۵۳) یاد کرو جب موسیٰ (یہ نعمت لیے ہوئے پلٹا، تو اس) نے اپنی قوم سے کہا کہ ''لوگو، تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر سخت ظلم کیا ہے، للہٰذا تم لوگ اپنے خالق کے حضور توبہ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاک کرو، اسی میں تمھارے خالق کے نزدیک تمھاری بہتری ہے۔'' اس وقت تمھارے خالق نے تمھاری توبہ قبول کر لی کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے (۵۴) یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ ہم تمھارے کہنے کا ہرگز یقین نہ کریں گے، جب تک کہ اپنی آنکھوں سے علانیہ خدا کو (تم سے کلام کرتے) نہ دیکھ لیں۔ اس وقت تمھارے دیکھتے دیکھتے ایک زبردست کڑکے نے تم کو آ لیا (۵۵) تم بے جان ہو کر گر چکے تھے، مگر پھر ہم نے تم کو جلا اٹھایا، شاید کہ اس احسان کے بعد تم شکر گزار بن جاؤ (۵۶) ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا، من وسلویٰ کی غذا تمھارے لیے فراہم کی اور تم سے کہا کہ جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں، انھیں کھاؤ (مگر تمھارے اسلاف نے جو کچھ کیا) وہ ہم پر ان کا ظلم نہ تھا، بلکہ انھوں نے آپ اپنے ہی اوپر ظلم کیا (۵۷)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور فرقان، تا کہ تم ہدایت حاصل کرو (۵۳) اور (یاد کرو) جب کہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو اور اپنے (مجرموں) کو اپنے ہاتھوں قتل کرو۔ یہ تمھارے لیے تمھارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے۔ تو اس نے تمھاری توبہ قبول فرمائی۔ بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے (۵۴) اور (یاد کرو) جبکہ تم نے کہا کہ اے موسیٰ! ہم تمھارا یقین کرنے والے نہیں ہیں جب تک ہم خدا کو کھلم کھلا دیکھ نہ لیں۔ تو تم کو کڑک نے آ دبوچا اور تم دیکھتے رہ گئے (۵۵) پھر ہم نے تمھاری موت کے بعد تمھیں اٹھایا، تا کہ تم شکر گزار بنو (۵۶) اور تم پر بدلیوں کا سایہ کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارے، کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو بخشی ہیں۔ اور انھوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے (۵۷)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو کتاب یعنی (حق و باطل کے لیے) فرقان عطا فرمائی، اِس لیے کہ (اس کے ذریعے سے) تم ہدایت حاصل کرو (۵۳) اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: لوگو، تم نے یہ بچھڑا بنا کر اپنے اوپر ظلم کیا ہے، اِس لیے اب اپنے خالق کی طرف لوٹو اور (اس کے لیے) اپنے اِن لوگوں کو (اپنے ہاتھوں سے) قتل کرو۔ یہ تمھارے لیے تمھارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے۔ (چنانچہ تم نے یہ کیا) تو اُس نے تمھاری توبہ قبول فرمائی۔ اِس میں شک نہیں کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے (۵۴) اور یاد کرو جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ، ہم تمھاری بات کا ہرگز یقین نہ کریں گے، جب تک ہم خدا کو سامنے نہ دیکھ لیں۔ پھر تم کو کڑک نے آ لیا اور تم دیکھتے رہ گئے (۵۵) پھر تمھاری اِس موت کے بعد ہم نے تمھیں اٹھا کھڑا کیا، اِس لیے کہ تم شکر گزار بن کر رہو (۵۶) اور تم پر بدلیوں کا سایہ کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارے، کھاؤ یہ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تمھیں دی ہیں۔ (افسوس کہ جن پر یہ عنایت ہوئی، اُنھوں نے اِس کی ناقدری کی) اور (اِس طرح) ہمارا کچھ نہیں بگاڑا، بلکہ اپنے اوپر ہی ظلم کرتے رہے (۵۷)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفاسیر

واذ اتینا موسیٰ الکتب والفرقان...

فرقان، تورات

''فرقان کے معنی ہیں حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی چیز۔ یہاں واؤ بیان اور تفسیر کے لیے ہے۔ یعنی کتاب (تورات) ہی کو فرقان کے لفظ سے تعبیر کر کے اس کے ایک اور پہلو کو واضح کر دیا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۱۳)

فرقان، معجزات

''کتاب سے مراد تورات اور فرقان سے مراد وہ معجزات ہیں جن کے ذریعہ حق کا بول بالا ہوا اور باطل سرنگوں ہوا۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱، ص ۵۸)

آسمانی کتابیں فرقان کیوں

''یہ تمام احکام و ہدایات کو پیش کرتی ہیں۔ حق و باطل اور حرام و حلال کے درمیان امتیاز کرتی ہیں۔ اپنے مدعا و مقصد میں بالکل واضح ہیں اور ان سے انسان کو وہ حکمت حاصل ہوتی ہے جو زندگی کے تمام نشیب و فراز میں خیر و شر کی شناخت کے لیے روشنی بخشتی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۱۳)

فاقتلوا انفسکم

''مطلب یہ ہے کہ ہر قبیلہ میں سے جو لوگ اس فتنۂ شرک و گوسالہ پرستی سے الگ رہے وہ اپنے اپنے قبیلہ کے ان لوگوں کی گردنیں اپنے ہاتھوں سے ماریں جنھوں نے قوم کے لیے اس فتنۂ ارتداد کی راہ کھولی ہے۔ تورات کے مطالعے سے بھی قریب قریب یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ (کتاب خروج، باب ۳۲، آیات ۲۵۔۳۰) اس حکم کا مقصد یہ تھا کہ اہل ایمان کے ایمان کی مزید شہادت ہو اور لوگ سبق حاصل کریں کہ شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس معاملہ میں باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو بھی معاف کرنے والا نہیں۔ تاریخ اسلام میں اسی قسم کا مشورہ حضرت عمرؓ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق دیا تھا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۱۴)

واذ قلتم یموسی لن نومن لک حتی نری اللّٰہ...

اللہ کو دیکھنے کی خواہش

''یہ خواہش فی نفسہ کوئی قابل ملامت شے نہیں۔ حضرت موسیٰ نے بھی یہ خواہش کی تھی، لیکن ان کی خواہش شرح صدر اور اطمینان قلب کے لیے تھی جیسا کہ حضرت ابراہیم کی خواہش تھی جبکہ بنی اسرائیل کی خواہش انکار اور تکذیب کا بہانہ بنانے کے لیے تھی۔ بے یقینی اور شک پرستانہ ذہنیت پر ملامت ہوئی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۱۵)

ثم بعثنا من بعد موتکم...

موت کا مفہوم، نیند اور بے ہوشی

''قرآن مجید سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اس موقع کی بات ہے جب گوسالہ پرستی کے حادثہ کے بعد حضرت موسیٰ اپنی قوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ستر منتخب آدمیوں کو لے کر طور پر اس مقصد سے گئے کہ اپنی قوم کے لیے معافی مانگیں اور اس کام میں اپنی قوم کے ان لیڈروں کو بھی شریک کریں۔صاعقہ سے ان ستر سرداروں پر جو حالت طاری ہوئی قرآن مجید نے اس کو موت سے تعبیر کیا ہے۔اس موت سے موت بھی مراد ہوسکتی ہی اور بطریق استعارہ بے ہوشی بھی۔عربی زبان میں موت کا لفظ استعارتاً نینداور بے ہوشی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے چنانچہ سوکر اٹھنے کے بعدکی جو مشہور دعا احادیث میں نقل ہوئی ہے اس میں بھی موت کا لفظ ہی استعمال ہوا ہے۔ 'الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور'۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۱۷)

موت یعنی اصلی موت

''موت کے لفظ سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس بجلی سے مر گئے تھے۔ان کے دوبارہ زندہ کیے جانے کا قصہ یہ ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ بنی اسرائیل یوں ہی بدگمان رہتے ہیں اب وہ سمجھیں گے کہ میں نے ان کو کہیں لے جا کر کسی تدبیر سے ان کا کام تمام کرادیا ہوگا۔مجھ کو اس تہمت سے محفوظ رکھیے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان کو پھر زندہ کر دیا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱،ص ۲۲۸)

وانزلنا علیکم المن والسلوی

من وسلویٰ کہاں نازل ہوا

''بادلوں کا سایہ اور من وسلویٰ، یہ دونوں قصے وادی تیہ میں واقع ہوئے۔بنی اسرائیل کا اصل وطن ملک شام ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصر آئے تھے اور یہاں ہی رہ پڑے۔ملک شام میں عمالقہ نامی قوم کا تسلط ہوگیا۔فرعون جب غرق ہوا تو اللہ تعالیٰ کا ان کو حکم ہوا کہ عمالقہ سے جہاد کرو اور اپنے اصلی وطن کو ان کے قبضہ سے چھڑالو۔بنی اسرائیل اس ارادہ سے مصر سے چلے۔جب ان کو عمالقہ کے زور وقوت کا حال معلوم ہوا تو ہمت ہار بیٹھے۔اور جہاد سے صاف انکار کر دیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کو اس انکار کی یہ سزا دی کہ چالیس برس ایک میدان میں سرگرداں و پریشان پھرتے رہے۔یہ میدان کچھ بہت بڑا رقبہ نہ تھا بلکہ مصر اور شام کے درمیان پانچ چھ کوس یعنی تقریباً دس میل کا رقبہ تھا۔اس میدان کو وادی تیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ تیہ کے معنی ہی سرگردانی اور پریشانی کے ہیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱،ص ۲۲۹)

'من' کی تحقیق

''مــن کے اصل معنی فضل واحسان کے ہیں۔لیکن یہاں اس سے مراد وہ خاص غذا ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے صحرائے سینا میں اپنے خاص فضل سے مہیا فرمائی۔چونکہ یہ نعمت بغیر کسی زحمت ومشقت کے حاصل ہوئی تھی اس وجہ سے اس کا نام من پڑ گیا۔تورات میں ہے کہ بنی اسرائیل نے جب اس عجیب وغریب چیز کو دیکھا تو ان کے اندر یہ سوال پیدا ہوا کہ 'من ھو' یہ کیا ہے؟ ان کے اسی سوال سے اس کا نام من پڑ گیا۔ہمارے نزدیک یہ وجہ تسمیہ یہودی کی بدمذاقی کی ایک ایجاد ہے نہ لفظ اس کی تائید کرتا ہے اور نہ عقل سلیم اس کو قبول کرتی ہے۔شبنم کی طرح ایک چیز زمین پر ٹپکتی تھی اور پالے کے دانوں کی طرح وہ جم جاتی تھی، آفتاب کی تمازت بڑھنے سے قبل اس کا جمع کر لینا ممکن تھا، تمازت بڑھنے سے یہ دانے پگھل جاتے تھے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۲۱۷)

سلوی

''من کی طرح لفظ سلویٰ بھی عربی زبان میں اہل کتاب کے واسطہ سے آیا ہے۔یہ لفظ ان پرندوں کے لیے استعمال ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جواللہ تعالیٰ نے صحرائے سینا میں بنی اسرائیل کے لیے بھیجے۔ یہ بٹیروں سے ملتے جلتے تھے۔ تورات: خروج، باب ۱۶ آیات ۱۔ ۱۳ میں اس کی تفصیل آئی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۱۷)

وما ظلمونا ولکن کانوا انفسھم یظلمون

''بنی اسرائیل نعمتوں کو پاکر شکر گزار بننے کے بجائے ان کی ناقدری اور خدا کی نافرمانی کرتے رہے۔ انھوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا کی کسی نعمت کی ناقدری کرتے ہیں وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑتے، بلکہ اپنا ہی بگاڑتے ہیں۔ یہ بات یہود کو براہ راست مخاطب کر کے کہنے کے بجائے ان سے منہ پھیر کر غائب کے صیغے میں کہی گئی ہے، اس سے ان کی طرف سے متکلم کی بیزاری کا اظہار ہو رہا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۱۹)

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ (58) فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (59) وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (60)

تراجم

۱۔ اور جب کہا ہم نے، داخل ہو اس شہر میں، اور کھاتے پھر و اس میں جہاں چاہو محظوظ ہو کر، اور داخل ہو دروازوں میں سجدہ کر کر، اور کہو، گناہ اتریں، تو بخشیں ہم تم کو تقصیریں تمھاری اور زیادہ بھی دیں گے نیکی والوں کو (۵۸) پھر بدل لی بے انصافوں نے بات، سوا اس کے جو کہہ دی تھی ان کو، پھر اتارا ہم نے بے انصافوں پر عذاب آسمان سے، ان کی بے حکمی پر (۵۹) اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے تو کہا ہم نے: مار اپنے عصا سے پتھر کو۔ پھر بہ نکلے اس سے بارہ چشمے۔ پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ۔ کھاؤ اور پیو روزی اللہ کی۔ اور نہ پھر و ملک میں فساد مچاتے (۶۰)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اور جب ہم نے حکم دیا کہ تم لوگ اس آبادی کے اندر داخل ہو پھر کھاؤ اس (کی چیزوں میں) سے جس جگہ تم رغبت کرو بے تکلفی سے اور دروازے میں داخل ہونا (عاجزی سے) جھکے جھکے اور (زبان سے) کہتے جانا کہ توبہ ہے (توبہ سے) ہم معاف کر دیں گے تمھاری خطائیں اور ابھی مزید براں اور دیں گے دل سے نیک کام کرنے والوں کو (۵۸) سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس (کے کہنے) کی ان سے فرمائش کی گئی تھی اس پر ہم نے نازل کی ان ظالموں پر ایک آفت سماوی اس وجہ سے کہ وہ عدول حکمی کرتے تھے (۵۹) اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب (حضرت) موسیٰ نے پانی کی دعا مانگی اپنی قوم کے واسطے، اس پر ہم نے (موسیٰ کو) حکم دیا کہ اپنے اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو، پس فوراً اس سے پھوٹ نکلے بارہ چشمے (اور بارہ ہی خاندان تھے بنی اسرائیل کے چنانچہ) معلوم کر لیا ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع۔ کھاؤ اور پیو اللہ تعالیٰ کے رزق سے اور حد (اعتدال) سے مت نکلو فساد (فتنہ) کرتے ہوئے سرزمین میں (۶۰)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اور جب ہم نے فرمایا: اس بستی میں جاؤ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اور کہو: ہمارے گناہ معاف ہوں، ہم تمھاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں (۵۸) تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا۔ تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا (۵۹) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا: اس پتھر پر اپنا عصا مارو، فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے۔ ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا۔ کھاؤ اور پیو خدا کا دیا اور زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو (۶۰)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اور ہم نے تم سے کہا کہ اس بستی میں جاؤ اور جو کچھ جہاں کہیں سے چاہو بافراغت کھاؤ پیو اور دروازے میں سے سجدے کرتے ہوئے گزرو اور زبان سے 'حطۃ' کہو ہم تمھاری خطائیں معاف فرمادیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے (۵۸) پھر ان ظالموں نے اس بات کو جو ان سے کہی گئی تھی بدل ڈالی، ہم نے بھی ان ظالموں پر ان کے فسق و نافرمانی کی وجہ سے آسمانی عذاب نازل کیا (۵۹) اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو، جس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر گروہ نے اپنا چشمہ پہچان لیا (اور ہم نے کہہ دیا کہ) اللہ تعالیٰ کا رزق کھاؤ پیو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو (۶۰)۔ (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔ پھر یاد کرو جب ہم نے کہا تھا کہ "یہ بستی (جو تمھارے سامنے ہے) اس میں داخل ہو جاؤ، اس کی پیداوار، جس طرح چاہو، مزے سے کھاؤ، مگر بستی کے دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہونا اور کہتے جانا حِطَّةٌ حِطَّةٌ، ہم تمھاری خطاؤں سے درگزر کریں گے اور نیکو کاروں کو مزید فضل و کرم سے نوازیں گے" (۵۸) مگر جو بات ان سے کہی گئی تھی، ظالموں نے اسے بدل کر کچھ اور کر دیا۔ آخر کار ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا۔ یہ سزا تھی ان نافرمانیوں کی، جو وہ کر رہے تھے (۵۹) یاد کرو، جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا کہ فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو۔ چنانچہ اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے نے جان لیا کہ کون سی جگہ اس کے پانی پینے کی ہے۔ (اس وقت یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ) اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ پیو، اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو (۶۰)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے کہا: داخل ہو جاؤ اس بستی میں، پس کھاؤ اس میں سے جہاں سے چاہو فراغت کے ساتھ، اور داخل ہو دروازے میں سر جھکائے ہوئے، اور دعا کرو کہ اے رب! ہمارے گناہ بخش دے، ہم تمھارے گناہ بخش دیں گے اور اچھی طرح حکم بجالانے والوں پر ہم مزید فضل کریں گے (۵۸) تو جنھوں نے ظلم کیا انھوں نے بدل دیا اس بات کو جو ان سے کہی گئی تھی دوسری بات سے، پس ہم نے ان لوگوں پر جنھوں نے ظلم کیا، ان کی نافرمانی کے سبب سے آسمان سے عذاب اتارا (۵۹) اور (یاد کرو) جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا: اپنی لٹھیا پتھر پر مارو! تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ متعین کر لیا۔ کھاؤ اور پیو اللہ کے رزق میں سے اور نہ بڑھو زمین میں فساد مچانے والے بن کر (۶۰)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور یاد کرو، جب ہم نے کہا کہ اِس بستی میں داخل ہو جاؤ، پھر اِس میں سے جس طرح چاہو، مزے سے کھاؤ اور (یاد رکھو کہ) اِس کے دروازے میں (عجز کے ساتھ) سر جھکائے ہوئے داخل ہونا اور دعا کرنا کہ پروردگار، ہمارے گناہ بخش دے، ہم تمھارے گناہ بخش دیں گے اور (تم میں سے) وہ لوگ جو اچھا رویہ اختیار کریں گے، اُن پر ہم اور بھی عنایت فرمائیں گے (۵۸) پھر جو بات کہی گئی تھی، ظالموں نے اُسے ایک دوسری بات سے بدل دیا۔ چنانچہ اِن ظلم کرنے والوں پر ہم نے اُن نافرمانیوں کے باعث جو وہ کر رہے تھے، آسمان سے عذاب اتارا (۵۹) اور یاد کرو، جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا: اپنی لٹھیا اِس پتھر پر مارو۔ (اُس نے ماری) تو اُس سے بارہ چشمے بہ نکلے، اِس طرح کہ ہر قبیلے نے اپنے لیے پانی لینے کی جگہ متعین کر لی۔ اللہ کی اِس روزی سے کھاؤ اور پیو، (اے بنی اسرائیل)، اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو (۶۰)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفاسیر

و اذ قلنا ادخلوا...

قریہ، فلسطین

''قریہ کے معنی اصل لغت میں جمع ہونے کی جگہ کے ہیں۔ عربی میں کہیں گے قری الماء في الحوض '(اس نے حوض میں پانی جمع کر دیا)۔ یہیں سے یہ لفظ بستی کے معنی میں استعمال ہونے لگا، اس لیے کہ وہ لوگوں کے مجتمع ہونے کی جگہ ہے۔ اس لفظ کے استعمالات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف چھوٹے دیہات ہی کے لیے استعمال نہیں ہوتا، بلکہ بڑے بڑے شہروں اور مرکزی آبادیوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہاں اس سے مراد سرزمین فلسطین ہی کا کوئی شہر ہو سکتا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۱۹)

قریہ، بیت المقدس

''اس بستی سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک بیت المقدس ہے۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۱۱)

''ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد اریحا ہے، ابن کیسان نے کہا: اس سے مراد شام ہے اور ضحاک نے کہا اس سے مراد رملہ ہے۔'' (تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ج ا، ص ۴۲۷)

سجدہ کا مفہوم

''یہاں آیت میں اس سے مراد صرف سر جھکانا ہے۔ موقع کلام اس پر دلیل ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۲۰)

'الباب' سے مراد

''الباب سے مراد بعض لوگوں نے بستی کا دروازہ لیا ہے اور بعض نے خیمۂ عبادت کا دروازہ۔ میں اس دوسرے قول کو ترجیح دیتا ہوں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۲۰)

''القریة کے بعد 'الباب' کا لفظ جس طرح یہاں آیا ہے اس سے عربیت کی رو سے بستی کا دروازہ ہی مراد ہونا چاہیے، اسے خیمۂ عبادت کا دروازہ کے معنی میں نہیں لیا جا سکتا۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، اکتوبر ۱۹۹۹، ص ۸)

''یہ دروازہ ان کے لیے بمنزلہ کعبہ کے تھا کہ اس میں داخل ہونا اور اس کی طرف سجدہ کرنا سبب کفارہ ذنوب قرار دیا گیا۔ مسئلہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زبان سے استغفار کرنا اور بدنی عبادت سجدہ وغیرہ بجا لانا توبہ کا متمم ہے۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۰۹۵)

'حطة' کا مفہوم

''حطة، 'حط' سے ہے جس کے معنی جھاڑ دینے کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد گناہوں کا جھاڑ دینا ہے۔ بنی اسرائیل میں یہ کلمہ استغفار اور توبہ کے معنی میں مستعمل تھا وہیں سے یہ عربی میں منتقل ہوا۔ 'حطة' کا لفظ ایک جملہ کا قائم مقام ہے، اس وجہ سے یہاں مبتدا محذوف ماننا پڑے گا۔ یعنی 'مسئلتنا حطة' ہماری درخواست 'حطة' ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۲۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فبدل الذین ظلموا...

تبدیلی دعا

"یعنی دعا کے جوالفاظ ان کو تلقین کیے گئے تھے اس کو انھوں نے بالکل مختلف مفہوم رکھنے والے لفظ سے بدل دیا۔رہا یہ سوال کہ انھوں نے کس لفظ سے اس کو بدلا تھا تو قرآن میں اس کی کوئی صراحت موجود نہیں۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص۲۲۱)

"اس کی وضاحت ایک حدیث میں آئی ہے جو صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ نبیؐ نے فرمایا کہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں، لیکن وہ سرینوں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے اور'حطة' کے بجائے'حبة فی شعرة' (یعنی گندم بالی میں) کہتے رہے۔اس سے ان کی اس سرتابی اور سرکشی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جو ان کے اندر پیدا ہوگئی تھی۔" (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص۱۱)

حنطة

"بنی اسرائیل نے شرارت سے'حنطة' کہنا اختیار کیا، جس کے معنی گندم کے ہیں۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱،ص۲۳۱)

کلام میں لفظی تغیر کا حکم شرعی

"بنی اسرائیل نے جس طرح الفاظ میں تبدیلی کی، یہ تبدیلی خواہ قرآن میں ہو یا حدیث میں یا کسی اور امر الٰہی میں بلاشبہ اور بالاتفاق حرام ہے کیونکہ یہ ایک قسم کا استہزا اور تحریف ہے۔رہا یہ سوال کہ معنی اور مقصود کو محفوظ رکھتے ہوئے صرف الفاظ کی تبدیلی کا کیا حکم ہے تو جواب یہ ہے کہ بعض کلمات اور اقوال میں معنی کی طرح الفاظ بھی مقصود ہوتے ہیں جیسے اذان کے الفاظ مقررہ کے بجائے اس معنی کے دوسرے الفاظ پڑھنا جائز نہیں۔اسی طرح قرآن حکیم کے الفاظ کا یہی حکم ہے۔قرآن صرف معنی کا نام نہیں، بلکہ معنی اور نازل شدہ الفاظ دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔اگر کوئی قرآن کے الفاظ کا ترجمہ دوسرے لفظوں میں اس طرح پڑھے کہ معنی بالکل محفوظ رہیں تو اس کو اصطلاح شریعت میں تلاوت قرآن نہ کہا جائے گا۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱،ص۲۳۲)

فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا...

"رجز اور رجس دونوں ایک ہی لفظ کی دو شکلیں ہیں۔ان کا اصل مفہوم اضطراب اور ارتعاش ہے یہیں سے یہ گندگی اور نجاست کے لیے استعمال ہوئے کیوں کہ گندگی اور نجاست کو دیکھ کر طبیعت میں ایک قسم کا اضطراب اور سنسنی پیدا ہوتی ہے۔پھر یہ عذاب کے لیے استعمال ہوئے کیونکہ عذاب بھی دلوں میں ایک اضطراب اور کپکپی پیدا کر دیتا ہے۔رہا یہ سوال کہ یہ عذاب کیا تھا تو خاص اس قریہ سے متعلق جس کا یہاں ذکر ہے، اس سوال کا جواب دینا مشکل ہے، البتہ تورات کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس سفر کے دوران میں متعدد بار بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کیں جس کی پاداش میں وہ مختلف وباؤں کا شکار ہوئے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص۲۲۲)

قد علم کل اناس مشربھم

"یعنی جان لیا، متعین کر لیا۔چونکہ پہاڑی سے بارہ چشمے پھوٹے تھے اور بنی اسرائیل کے بھی بارہ ہی خاندان تھے۔اس وجہ سے ہر خاندان نے اپنے اپنے گھاٹ الگ الگ متعین کر لیے اور اس چیز کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہا کہ پانی لینے پر کوئی جھگڑا ہو۔" (تدبر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۲۳)

وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآىِٕهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ (61) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰى وَ الصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (62)

تراجم

۱۔ اور جب کہا تم نے اے موسیٰ! ہم نہ ٹھہریں گے ایک کھانے پر سو پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو، کہ نکال دے ہم کو۔ جو اُگتا ہے زمین سے، زمین کا ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز۔ بولا، کیا تم لیا چاہتے ہو ایک چیز جو ادنیٰ ہے بدلے اس چیز کے جو بہتر ہے؟ اترو کسی شہر میں، تم کو ملے جو مانگتے ہو۔ اور ڈالی گئی ان پر ذلت اور محتاجی، اور کما لائے غصہ اللہ کا۔ یہ اس پر، کہ وہ تھے نہ مانتے حکم اللہ کے اور خون کرتے نبیوں کا ناحق۔ یہ اس لیے، کہ بے حکم تھے، اور حد پر نہ رہتے تھے (۶۱) یوں ہے کہ جو لوگ مسلمان ہوئے، اور جو لوگ یہودی ہوئے، اور نصاریٰ اور صابئین، جو کوئی یقین لایا اللہ پر اور پچھلے دن پر، اور کام کیا نیک، تو ان کو ہے ان کی مزدوری اپنے رب کے پاس۔ اور نہ ان کو ڈر ہے، اور نہ وہ غم کھاویں (۶۲)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ جب تم لوگوں نے (یوں) کہا کہ اے موسیٰ (روز کے روز) ہم ایک ہی قسم کھانے پر کبھی نہ رہیں گے، آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے ایسی چیزیں پیدا کریں جو زمین میں اگا کرتی ہیں ساگ (ہو) ککڑی (ہوئی) گیہوں (ہوا) مسور (ہوئی) پیاز (ہوا)۔ آپ نے فرمایا: کیا تم عوض میں لینا چاہتے ہو ادنیٰ درجہ کی چیزوں کو ایسی چیز کے مقابلہ میں جو اعلیٰ درجہ کی ہے کسی شہر میں (جا کر) اترو (وہاں) البتہ تم کو وہ چیزیں ملیں گی جن کی تم درخواست کرتے ہو اور جم گئی ان پر ذلت اور پستی (کہ دوسروں کی نگاہ میں قدر اور خود ان میں اولوالعزمی نہ رہی) اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے (اور) یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق اور (نیز) یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرۂ اطاعت سے نکل نکل جاتے تھے (۶۱) یہ تحقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور نصاریٰ اور فرقہ صابئین (ان سب میں) جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ (کی ذات اور صفات) پر اور روز قیامت پر اور کارگزاری اچھی کرے ایسوں کے لیے ان کا حق الخدمت بھی ہے ان کے پروردگار کے پاس اور (وہاں جا کر) کسی طرح کا اندیشہ بھی نہیں ان پر اور نہ وہ مغموم ہوں گے (۶۲)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ، ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہو گا تو آپ اپنے رب سے دعا کیجیے کہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہمارے لیے نکالے کچھ ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز۔ فرمایا: کیا ادنیٰ چیز کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو؟ اچھا، مصر یا کسی اور شہر میں اترو وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا اور ان پر مقرر کر دی گئی خواری اور ناداری اور خدا کے غضب میں لوٹے، یہ بدلہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے، یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا(٦١) بے شک ایمان والے نیز یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے وہ کہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انھیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم (٦٢)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اور جب تم نے کہا: اے موسیٰ، ہم سے ایک ہی قسم کے کھانے پر ہرگز صبر نہ ہو سکے گا اس لیے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں زمین کی پیداوار ساگ، ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز دے، آپ نے فرمایا بہتر چیز کے بدلے ادنیٰ چیز کیوں طلب کرتے ہو؟ اچھا شہر میں جاؤ وہاں تمھیں تمھاری چاہت کی یہ سب چیزیں ملیں گی، ان پر ذلت اور مسکینی ڈال دی گئی اور خدا کا غضب لے کر وہ لوٹے، یہ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے یہ ان کی نافرمانیوں اور زیادتیوں کا نتیجہ ہے (٦١) مسلمان ہوں یہودی ہوں، نصاریٰ ہوں یا صابی ہوں، جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے اجر ان کے رب کے پاس ہیں اور ان پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ اداسی (٦٢)۔ (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔ یاد کرو، جب تم نے کہا تھا کہ ''اے موسیٰ، ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے۔ اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لیے زمین کی پیدوار، ساگ، ترکاری، کھیرا، ککڑی، گیہوں، لہسن، پیاز، دال وغیرہ پیدا کرے۔'' تو موسیٰ نے کہا: ''کیا ایک بہتر چیز کے بجائے تم ادنیٰ درجے کی چیزیں لینا چاہتے ہو؟ اچھا، کسی شہری آبادی میں جا رہو۔ جو کچھ تم مانگتے ہو، وہاں مل جائے گا۔'' آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ ذلت وخواری اور پستی وبدحالی ان پر مسلط ہو گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے۔ یہ نتیجہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیات سے کفر کرنے لگے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے لگے۔ یہ نتیجہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور اس بات کا کہ وہ حدودِ شرع سے نکل نکل جاتے تھے (٦١) یقین جانو کہ نبی عربی کو ماننے والے ہوں یا یہودی، عیسائی ہوں یا صابی، جو بھی اللہ اور روزِ آخر پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا، اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور اس کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے (٦٢)۔ (مولانا مودودیؒ)

٦۔ اور (یاد کرو) جبکہ تم نے کہا: اے موسیٰ! ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے، تو اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کرو کہ وہ ہمارے لیے ان چیزوں میں سے نکالے جو زمین اگاتی ہے: اپنی سبزیوں، ککڑیوں، لہسن، مسور اور پیاز میں سے۔ کہا: کیا تم اعلیٰ کو ادنیٰ سے بدلنا چاہتے ہو؟ کسی شہر میں اترو تو وہ چیز تمھیں ملے گی جو تم نے طلب کی ہے۔ اور ان پر ذلت اور پست ہمتی تھوپ دی گئی اور وہ خدا کا غضب لے کر لوٹے۔ یہ اس سبب سے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھ جانے والے تھے (٦١) بے شک جو ایمان لائے، جو یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابئی، ان میں سے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لایا اور جس نے عمل صالح کیا تو اس کے لیے اس کے رب کے پاس اجر ہے اور ان کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (٦٢)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور یاد کرو، جب تم نے کہا: اے موسیٰ، ہم ایک ہی کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے۔ سو ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو کہ یہ سبزی، ککڑی، لہسن، مسور اور پیاز جو زمین اگاتی ہے، وہ اِن چیزوں میں سے ہمارے لیے نکال کر لائے۔ اُس نے کہا: تم ایک بہتر چیز کو کم تر چیزوں سے بدلنا چاہتے ہو؟ (اچھا تو جاؤ)، کسی مصر ہی میں جا رہو۔ یہ جو کچھ تم مانگتے ہو، وہاں مل جائے گا۔ (وہ یہی کرتے رہے) اور اُن پر ذلت اور محتاجی مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کا غضب کما لائے یہ اس وجہ سے ہوا کہ وہ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے تھے اور اُس کے نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ یہ اِس وجہ سے ہوا کہ اُنھوں نے نافرمانی کی اور وہ اللہ کی ٹھیرائی ہوئی کسی حد پر نہ رہتے تھے (٦١) (اِس سے واضح ہے کہ جزا وسزا کا قانون بالکل بے لاگ ہے۔ لہٰذا) وہ لوگ جو (نبی امی پر) ایمان لائے ہیں اور جو (ان سے پہلے) یہودی ہوئے اور جو نصاریٰ اور صابی کہلاتے ہیں، اُن میں سے جن لوگوں نے بھی اللہ کو مانا ہے اور قیامت کے دن کو مانا ہے اور نیک عمل کیے ہیں، اُن کا صلہ (اُن کے) پروردگار کے پاس ہے اور (اُس کے حضور میں) اُن کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے نہ کوئی اندیشہ ہوگا اور نہ وہ کوئی غم (وہاں) کھائیں گے (٦٢)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

بقل، قثاء، فوم اور ثوم کا مفہوم

''بقل کا لفظ سبزیوں اور ترکاریوں کے تمام اقسام کے لیے عام ہے۔ قثاء کے معنی ککڑی اور کھیرے کے ہیں۔ فوم اور ثوم ایک ہی چیز ہے۔ اس کے معنی لہسن کے ہیں۔ اہلِ عرب 'ث' کو کبھی کبھی 'ف' سے بدل دیا کرتے ہیں۔ مثلاً 'عاثور' کو 'عافور' اور 'اثافی' کو 'اثاثی' کر دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں تھوم کا لفظ بھی یہیں سے چلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لہسن کے لیے یہ لفظ اس قدر مشہور ہے کہ اس سے روٹی یا گندم یا غلہ وغیرہ مراد لینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن مجید کی تاویل ہمیشہ الفاظ کے مشہور معانی کے لحاظ سے کرنی چاہیے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۲۴)

قال اتستبدلون الذی ھو ادنی بالذی ھو خیر

اعلیٰ غذا کے بجائے گھٹیا غذا

''ادنیٰ، دناءت سے ہے، یعنی کیا تم ایک اعلیٰ غذا کو ایک ادنیٰ اور گھٹیا غذا سے بدلنا چاہتے ہو۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۲۵)

مقصد کے بجائے لذت کام و دہن

''یہ مطلب نہیں ہے کہ من و سلویٰ کو چھوڑ کر جو بے مشقت مل رہا ہے، وہ چیزیں مانگ رہے ہو جن کے لیے کھیتی باڑی کرنی پڑے گی، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس بڑے مقصد کے لیے یہ صحرا نوردی تم سے کرائی جا رہی ہے اس کے مقابلے میں کیا تم کو کام و دہن کی لذت اتنی مرغوب ہے کہ اس مقصد کو چھوڑنے کے لیے تیار ہو اور ان چیزوں سے محرومی کچھ مدت کے لیے بھی برداشت نہیں کر سکتے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبۂ تعمیرِ انسانیت، لاہور، ج ا، ص ۸۰)

اِهْبِطُوْا مِصْرًا

''ھبط کے اصلی معنی گرنے کے ہیں اور استعمال میں یہ کسی مسافر کے کسی منزل میں اترنے کے لیے بھی آتا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۲۵)

مصر سے مراد

''مصراً سے مراد کوئی شہر ہے، اس سے ملک مصر مراد نہیں ہو سکتا۔ مصر، ملک مصر کے لیے قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے، لیکن ہر جگہ غیر منصرف آیا ہے۔ صرف اس آیت میں یہ منصرف کی صورت میں آیا ہے۔ اس وجہ سے لازماً یہ شہر کے عام مفہوم میں آیا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۲۵)

مصر سے مراد شہر یا ملک مصر

''مصر عربی میں شہر کو بھی کہتے ہیں، کوئی شہر ہو اور خاص شہر یعنی مصر موسیٰ علیہ السلام۔ یہاں دونوں میں سے ہر ایک مراد ہو سکتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہاں خاص شہر مصر مراد نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ یہ لفظ غیر منصرف ہو کر مستعمل ہوتا ہے اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر تنوین نہیں آتی جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے: 'ألیس لی ملك مصر۔ اور 'ادخلوا مصراً' مگر یہ خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ سکون اوسط کی وجہ سے لفظ ہند کی طرح اس کو منصرف پڑھنا درست ہے۔ نحو میں اس کی تصریح موجود ہے، علاوہ ازیں حسن وغیرہ کی قرأت میں مصر بلا تنوین آیا ہے اور بعض مصاحف عثمان اور مصحف ابیؓ میں بھی ایسا ہے اس لیے ترجمہ میں دونوں احتمالوں کو اخذ فرمایا ہے اور شہر معین کے احتمال کو مقدم کیا۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۷)

وضربت علیهم الذلة والمسکنة وباءوا بغضب من الله

مسکنت کا مفہوم

''مسکنت کے معنی عجز و بے بسی، پست ہمتی اور بدحالی کے ہیں۔ ان کے اوپر ذلت اور پست ہمتی ماردی گئی، کی تعبیر اس حقیقت کو ظاہر کر رہی ہے کہ جس طرح دیوار پر گیلی مٹی تھوپ دی جاتی ہے اسی طرح ان کی مسلسل ناشکریوں اور آیاتِ الٰہی کی ناقدریوں کے سبب سے ان پر ذلت و مسکنت تھوپ دی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے دشمنوں کے لیے نہایت ہی نرم چارہ بن کر رہ گئے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۲۴)

یہودیوں کی ابدی ذلت کا مطلب

''اسی مضمون کی ایک آیت سورۂ آل عمران میں آئی ہے: 'ضربت علیهم الذلة اینما ثقفوا الا بحبل من الله و حبل من الناس' (جمادی گئی ان پر بے قدری جہاں کہیں جائیں گے، مگر ہاں ایک تو ایسے ذریعہ سے جو اللہ کی طرف سے ہو اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہو)۔ مطلب یہ ہے کہ یہود ہمیشہ ذلیل و خوار رہیں گے بجز دو صورتوں کے یا تو اللہ کے عہد کے ذریعے ان کے بچے عورتیں وغیرہ اس ذلت و خواری سے نکل جائیں یا معاہدۂ صلح کے ذریعہ بچ جائیں۔ آج اسرائیل کی حکومت قرآن مجید کے ارشاد 'بحبل من الناس' کے سہارے اپنا وجود قائم رکھے ہوئے ہے یعنی امریکہ اور برطانیہ کے سہارے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۲۳۸)

''ضربت علیهم الذلة میں ضمیر 'هم' کا مرجع سمجھ لینا چاہیے۔ ہم کا مرجع یہود نہیں، بلکہ بنی اسرائیل ہے یعنی اس وعید کے مورد فلاں فلاں عقیدہ رکھنے والے نہیں، بلکہ اسرائیلی نامی ایک متعین قوم و نسل ہے۔ یعنی اس وعید کا مورد ایک مخصوص نسل و قوم ہے نہ کہ کسی مخصوص مذہب و ملت کے پیرو۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱، ص ۱۴۶)

یقتلون النبیین بغیر الحق

'بغیر الحق' کا مطلب

''قتل تو جب بھی ہوگا ناحق ہی ہوگا۔ قرآن میں ایک لفظ بھی زائد نہیں تو پھر یہاں یہ لفظ کیوں لایا گیا۔ یہاں اس اضافہ سے مقصود یہ ہے کہ خود ان قاتلوں کے معیار سے بھی یہ قتل ناحق و ناجائز تھے۔ بعض نے کہا کہ اس تصریح سے مقصود قتل کے ناحق ہونے پر زور اور تاکید ہے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱، ص ۱۴۷)

ذلک بانهم... ذٰلِک بما عصَوا و کانوا یعتدُون

یہود کی ذلت کا سبب

''یہ ان کے اوپر ذلت اور مسکنت کے تھوپے جانے کی علت بیان ہوئی ہے کہ ان کے کسی ایک ہی گناہ کا نتیجہ نہیں ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ ان کی پوری تاریخ سرمستیوں اور نافرمانیوں کا ایک سلسلہ ہے۔ انبیا علیہم السلام میں سے جن جن کا یہود کے ہاتھوں قتل ہونا خود یہود کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے، ان میں سب سے پہلا نام تو حضرت زکریا علیہم السلام کا ہے۔ اس کے بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام کا نام ملتا ہے۔ پھر سیدنا مسیح علیہ السلام کا نام آتا ہے۔ جن کو یہود نے اپنے زعم کے مطابق سولی پر لٹکوایا، اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے شر سے بچالیا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۲۲۶)

لفظ یہود کے معنی

''ھاد، یھود، ھوداً کے معنی رجوع کرنے اور توبہ کرنے کے ہیں۔ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ان کے الفاظ میں نقل ہوئی ہے: 'واکتب لنا فی ھذہِ الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ اِنّا ھُدنا اِلَیک' (اعراف۔۱۵۶)۔ (اور ہمارے لیے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ دے۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا) پھر 'ھَادَ' اور 'تَھَوَّدَ' یہودی ہونے کے معنی میں استعمال ہوئے اور یہ استعمال عربی زبان کے عام قاعدے کے مطابق ہے، جس طرح 'تَنَصَّرَ' نصرانی ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس لفظ کی اصل حقیقت یہ ہی ہے، لیکن بعض مخالفین اسلام نے یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ قرآن نے یہ لفظ غلط استعمال کیا ہے۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ یہود کا لفظ ہود کے مادہ سے نہیں ہے، بلکہ یہ یہوذا کی طرف نسبت ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے چوتھے بیٹے تھے۔ اس اعتراض کے سبب سے اس لفظ کی تحقیق ضروری ہے۔ مولانا فراہیؒ نے اپنی کتاب ''مفردات القرآن'' میں اس لفظ کی جو تحقیق بیان کی ہے ہم اس کے ضروری حصہ کا اقتباس یہاں درج کرتے ہیں۔ مولانا اس لفظ کے اشتقاق پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''قرآن مجید نے یہ لفظ جو استعمال کیا ہے تو اپنی طرف سے ایجاد کر کے نہیں کیا ہے بلکہ عربی زبان کے ایک عام استعمال کردہ لفظ کو استعمال کیا ہے۔ اہل عرب 'ھاد، یھود' کا فعل یہودی ہونے کے معنی میں استعمال کرتے آئے ہیں اور قرآن مجید نے 'ھدنا' کا لفظ جو استعمال کیا ہے تو لفظ یہود کا اشتقاق بیان کرنے کے لیے نہیں کیا ہے بلکہ یہ لفظ اپنے اصل معنی یعنی توبہ کرنے اور رجوع کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ خاص اس لفظ کے استعمال میں بلاغت کا ایک نکتہ ہے۔ وہ یہ کہ یہود کو ایک ایسی حقیقت کی طرف متوجہ کر رہا ہے جس کو وہ بالکل فراموش کر بیٹھے تھے۔''

لفظ یہوذا کے اشتقاق میں یہود کو بڑا اشتباہ پیش آیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ لفظ 'یہوٗ' اور 'ذا' سے مرکب ہے۔ 'یہوٗ' کے معنی اللہ کے اور 'ذا' کے معنی ہذا کے ہیں۔ چوں کہ اس طرح 'یہوٗ' کے ساتھ ترکیب پائے ہوئے نام ان کے ہاں موجود ہیں اس وجہ سے ان کو یہ غلط فہمی پیش آئی اور یہوذا کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کتاب پیدائش میں جو عبارت موجود ہے اس کو یہ لوگ نہ سمجھ سکے۔ سفر تکوین کی عبارت یہ ہے: اور وہ (لیہ زوجہ یعقوب علیہ السلام) پھر حاملہ ہوئی اور اس کے بیٹا ہوا۔ تب اس نے کہا کہ میں اب خداوند کی ستائش کروں گی۔ اس لیے اس کا نام یہوذا رکھا۔ (پیدائش: باب ۱۸، ۳۵) اس سے یہود نے یہ سمجھا کہ یہ لفظ اس واقعہ اور یہود کے لفظ کی طرف اشارہ کر رہا ہے حالانکہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی حمد طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اسی طرح یہوذا کے متعلق اس کتاب میں جو دعا مذکور ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: ''اے یہوواہ! تیرے بھائی تیری مدح کریں گے۔ تیرا ہاتھ تیرے دشمنوں کی گردن پر ہوگا۔ تیرے باپ کی اولاد تیرے آگے سرنگوں ہوگی۔'' اس سے واضح ہوا کہ یہودا کے تسمیہ میں درحقیقت حمد وطاعت کا مفہوم ملحوظ ہے۔ اور لفظ یہوذا 'یہوٗ' اور 'ذا' سے مرکب نہیں ہے بلکہ یہ ایک ہی لفظ ہے اور اس کا مادہ ہود ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۲۲۹)

لفظ نصاریٰ کی تحقیق

''نصاریٰ نصران کی جمع ہے جس طرح ندامیٰ ندمان کی جمع ہے۔ نصاریٰ بعد کے دور میں دو فرقوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرقہ نے خلیفہ برحق شمعون (پیٹر) کی پیروی کی، اس نے اپنے آپ کو نصاریٰ سے موسوم کیا۔ اس گروہ کے لوگ آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد آپؐ پر ایمان لائے۔ یہی گروہ ہے جس کی قرآن نے مختلف مقامات پر تعریف فرمائی ہے۔ مثلاً: 'ولتجدنهم اقربهم مودة للذين امنوا الذين قالوا انا نصارىٰ' (المائدہ۔۸۲)۔ (اور تم اہل ایمان کی دوستی میں ان لوگوں کو زیادہ قریب پاؤ گے جنھوں نے اپنے آپ کو نصاریٰ کہا)۔ ان کے دوسرے فرقہ نے مبتدع بولوس (پال) کی پیروی کی۔ موجودہ عیسائی اسی فرقہ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک نصاریٰ کا لفظ ایک تحقیر کا لفظ ہے۔ ان کے خیال میں یہ ایک گاؤں کی طرف نسبت ہے جو ایک نہایت حقیر سا گاؤں تھا۔ مخالفین قرآن نے اس لفظ کو بھی قرآن پر اعتراض کا بہانہ بنایا ہے۔ ان کا اعتراض یہ ہے کہ چوں کہ قرآن کو اس کی وجہ تسمیہ کا پتا نہیں تھا، اس وجہ سے اس نے نصاریٰ کو نصرت سے ماخوذ سمجھا ہے اور سورۂ صف کی اس آیت میں اسی پہلو سے ان کا ذکر کیا ہے: 'وَاِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّيْنَ مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ قال الحواريون نحن انصار اللّٰهِ'۔ (اور یاد کرو جب کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا کہ خدا کی راہ میں میرا مددگار کون بنتا ہے، حواریوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں) ہمارے نزدیک ان معترضین کا یہ اعتراض آیت کے مفہوم سے بالکل ناواقفیت پر مبنی ہے۔ یہاں قرآن مجید نے نصاریٰ کی وجہ تسمیہ نہیں بیان کی ہے، بلکہ ایک امر واقعی بیان فرمایا ہے۔ زیادہ سے زیادہ جو بات اس آیت سے نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ اس میں ایک لطیف تلمیح اس بات کی طرف ہے کہ جو لوگ نصاریٰ کے نام سے موسوم ہیں انھیں حق کا مددگار ہونا چاہیے کیوں کہ اس کا اشارہ خود ان کے نام کے اندر موجود ہے۔ اس قسم کی لطیف تلمیحات انبیاء علیہم السلام کے کلام میں بکثرت موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون سے جن کا لقب صفا تھا فرمایا کہ ''اور میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسا بناؤں گا۔'' باب ۱۶، ۱۸۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۳۰)

لفظ 'صابئین' کی تحقیق

''صابئین کے متعلق اہل تاویل کے متعدد اقوال منقول ہیں۔ مجاہد اور حسن کے نزدیک یہ لوگ کسی خاص دین کے پیرو نہیں تھے بلکہ یہودیت اور مجوسیت کے بین بین تھے۔ ان لوگوں کے نزدیک ان کا ذبیحہ حرام ہے۔ ابن زید کا قول ہے کہ یہ ایک مخصوص دین کے پیرو تھے اور جزیرہ موصل میں آباد تھے، ان کا عقیدہ توحید تھا، لیکن نہ تو یہ کسی نبی اور کسی کتاب کے پیرو تھے اور نہ ان کے ہاں شرعی اعمال کا کوئی مخصوص نظام تھا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ ملائکہ کی پرستش کرتے، قبلہ کی طرف نماز پڑھتے اور زبور کی تلاوت کرتے تھے۔ ابوالعالیہ اور سفیان کے نزدیک یہ لوگ اہل کتاب میں سے ایک فرقہ تھے۔ مولانا فراہیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اقوال بظاہر متضاد نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں ان میں تضاد نہیں ہے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ اول اول یہ لوگ دین حق پر تھے، لیکن بعد میں یہ لوگ دین حق سے منحرف ہو کر ملائکہ اور ستاروں کی پرستش میں مبتلا ہو گئے۔ قرآن نے اس گروہ کا جس انداز سے ذکر فرمایا ہے، اس سے یہ امر تو بالکل واضح ہے کہ یہ لوگ ابتداءً دین حق پر تھے، بعد میں بدعتوں اور گمراہیوں میں مبتلا ہوئے۔ مولاناؒ کا قیاس یہ ہے کہ ان لوگوں کے اندر نماز کی عبادت معلوم ہوتا ہے بہت زیادہ تھی۔ چنانچہ اسی اشتراک کے سبب سے مشرکین آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہ کو صابئین کہتے تھے۔ ان کی وجہ تسمیہ سے متعلق مولاناؒ کا خیال یہ ہے کہ چوں کہ صبا کے معنی طلوع ہونے کے آتے ہیں، اس وجہ سے ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ اپنی ستارہ شناسی اور معرفت نجوم میں مہارت کے سبب سے اس نام سے موسوم ہوئے ہوں۔ چوں کہ اس مذہب کے پیرووں کا وجود اب کہیں باقی نہیں رہا ہے اور نہ ان کی کوئی مستند تاریخ ہی موجود ہے اس وجہ سے ان کے متعلق اعتماد سے کوئی بات کہنا مشکل ہے۔ لیکن قرآن مجید کے زمانہ نزول میں معلوم ہوتا ہے کہ ایک فرقہ کی حیثیت سے ان لوگوں کا وجود بالکل معروف تھا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۳۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحدت ادیان کا فلسفہ

''اس آیت سے وحدت ادیان کا فلسفہ کشید کرنا ایک مذموم سعی ہے۔اس آیت کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سابقہ آیات میں یہود کی بدعملیوں کی بنا پر ان کے مستحق عذاب ہونے کا تذکرہ فرمایا تو ذہن میں اشکال پیدا ہو سکتا تھا کہ ان یہود میں جو لوگ صحیح کتاب الٰہی کے پیرو اور اپنے پیغمبر کی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنے والے تھے،ان کے ساتھ اللہ نے کیا معاملہ فرمایا، یا فرمائے گا۔اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت فرمادی۔کہ صرف یہود ہی نہیں نصاریٰ اور صابی بھی اپنے اپنے وقت میں جنھوں نے اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھا اور عمل صالح کرتے رہے وہ سب نجات اخروی سے ہمکنار ہوں گے۔اور اسی طرح اب رسالت محمدیہ پر ایمان لانے والے مسلمان بھی اگر صحیح طریقے سے ایمان باللہ اور یوم آخر اور عمل صالح کا اہتمام کریں تو یہ بھی یقیناً آخرت کی ابدی نعمتوں کے مستحق قرار پائیں گے،نجات اخروی میں کسی کے ساتھ امتیاز نہیں کیا جائے گا۔وہاں بے لاگ فیصلہ ہوگا۔چاہے مسلمان ہوں یا رسول آخر الزماں سے پہلے گزر جانے والے یہودی عیسائی صابی وغیرہ۔'' (احسن البیان،مکتبہ دارالسلام،لاہور،ص ۱۳)

نجات کا دارومدار نسب اور قومیت پر نہیں

''اس آیت میں اس امر کی وضاحت ہے کہ نجات کا دارومدار نسب اور قومیت پر نہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح پر ہے۔یہود اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ان کا عقیدہ خواہ کتنا ہی بگڑا ہوا کیوں نہ ہو اور ان کے اعمال کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں، جنت ان کی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ غلط فہمی دور کردی اور مخاطب مسلمانوں یہودیوں اور نصرانیوں سب کو بتایا اور مسلمانوں کا ذکر پہلے کر کے انھیں بھی تنبیہ فرمادی کہ مبادا کہیں تم بھی اپنی قومیت پر نازاں ہو کر ایمان وعمل سے غفلت نہ برتنے لگو۔نجات ایمان وعمل صالح کے بغیر حاصل نہ ہو سکے گی۔'' (ضیاء القرآن،ضیاء القرآن پبلی کیشنز،لاہور،ج ۱،ص ۶۲)

رسول اللہ پر ایمان لانا،ایمان باللہ کا تقاضا ہے

''من آمن باللہ کا معنی ہے کہ اللہ پر صحیح ایمان لائیں اور اللہ پر صحیح ایمان اسی وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ کے ہر قول اور اس کے ہر حکم کو مان لیا جائے اور جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول نہ مان لیا جائے،اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں ہوگا۔'' (تبیان القرآن،فرید بک سٹال،لاہور،ج ۱،ص ۴۳۶)

کیا اہل کتاب کے لیے رسول اللہ پر ایمان لانا ضروری نہیں؟

''اس زمانہ کے بعض متکلمین اور منکرین سنت اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جو اہل کتاب اپنے اپنے صحیفوں کی تعلیمات پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کر رہے ہیں،قرآن مجید ان کی نجات کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہیں ٹھہراتا۔ان کے خیال میں ایسے اہل کتاب کی نجات کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے اپنے صحیفوں اور نبیوں کی تعلیم پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کریں۔ان لوگوں نے اپنے اس خیال کی تائید میں جن چیزوں سے استدلال کیا ہے،ان میں بقرہ کی یہ آیت بھی شامل ہے،اس وجہ سے ضروری ہے کہ ہم اس آیت کا سیاق وسباق اچھی طرح واضح کردیں تاکہ جو لوگ قصداً غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوئے ہیں،ان کی غلط فہمی دور ہو جائے۔

اس آیت کا یہ مفہوم صرف اسی صورت میں لیا جا سکتا ہے جب سیاق وسباق اس بات پر دلیل ہو کہ یہ آیت اجزائے ایمان کی تفصیل کے لیے نازل ہوئی ہے۔آیت کے موقع ومحل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سوال،جیسا کہ ہم اوپر بھی اشارہ کر چکے ہیں،یہ نہیں ہے کہ نجات کے لیے کن کن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے اور کن چیزوں پر ضروری نہیں ہے،بلکہ یہ ہے کہ خدا کے ہاں کسی کو کوئی درجہ یا مرتبہ کسی مخصوص خاندان یا فرقہ یا گروہ سے نسبت رکھنے کی بنا پر حاصل ہوتا ہے یا ایمان اور عمل صالح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بنا پر؟ اس سوال کا جواب قرآن مجید نے یہ دیا ہے کہ یہ چیز صرف ایمان اور عمل صالح کی بنا پر حاصل ہوتی ہے، یہ کسی خاص خاندان یا کسی گروہ کا اجارہ نہیں ہے، اور مقصود اس سے یہود کے سامنے اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ انبیا کے خاندان سے نسبت رکھنے کے سبب سے وہ جو اپنے آپ کو ایک نجات یافتہ گروہ سمجھنے لگے ہیں تو یہ سرتا سر ان کی غلط فہمی ہے۔ خدا سے نسبت حاصل کرنے کے لیے اصلی چیز اللہ اور آخرت پر ایمان اور عمل صالح ہے۔

اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لیے مندرجہ ذیل حقائق بھی پیش نظر رکھیے۔ ایک یہ کہ یہ آیت اس سورہ میں وارد ہے جس کا عمود ہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید پر ایمان لانے کی دعوت ہے اور یہ دعوت خاص طور پر یہود ہی کے سامنے پیش بھی اسی سورہ میں کی گئی ہے۔ چنانچہ تلمیحات اور اشارات سے قطع نظر خاص یہ سلسلہ کلام جس کے خاتمہ پر زیر بحث آیت وارد ہے اس طرح شروع ہوتا ہے: 'یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی ... و ایّایَ فاتّقون' (البقرہ۔۴۰۔۴۱)۔ (اے بنی اسرائیل، میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور میرے عہد کو پورا کرو، میں تمھارے عہد کو پورا کروں گا اور مجھی سے ڈرو اور ایمان لاؤ اس چیز پر جو میں نے اتاری ہے تصدیق کرتی ہوئی اس چیز کی جو تمھارے پاس ہے اور تم اس کے پہلے انکار کرنے والے نہ بنو اور میری آیتوں کو حقیر قیمت پر نہ بیچو اور مجھی سے تقویٰ اختیار کرو)۔

اس آیت میں بنی اسرائیل کو صریح الفاظ میں مخاطب کر کے قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے اور اس کے انکار کو صریح الفاظ میں کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ غور کیجیے کہ قرآن پر ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر کس طرح ممکن ہے؟ اور پھر اس بات پر غور کیجیے کہ جب اس آیت میں قرآن اور رسول اللہ پر ایمان نہ لانے کو کفر قرار دیا گیا ہے تو اسی سلسلہ کلام میں چند ہی آیتوں کے بعد اس مضمون کی آیت کس طرح آسکتی ہے کہ اہل کتاب کے لیے قرآن پر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ اس کے بغیر بھی ان کی نجات ہو سکتی ہے۔ یہ تو نہایت بھونڈے قسم کا تضاد ہوگا جو کسی عام کتاب میں بھی سخت معیوب ہے، چہ جائیکہ قرآن حکیم میں۔

دوسرے یہ کہ یہی آیت تھوڑے سے تغیر الفاظ کے ساتھ سورۂ مائدہ میں وارد ہے: 'ان الذین امنوا والذین ھادوا والصّابِئُونَ والنَّصٰری من امن بِاللّٰہِ والیَوْمِ الْاٰخر وعمل صالحاً فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون' (المائدہ۔۶۹)۔ (بے شک جو ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور صابی اور نصاریٰ، جو بھی ایمان لایا اللہ پر اور یوم آخرت پر اور اس نے عمل صالح کیا تو نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے)۔ وہاں ٹھیک اس کے اوپر کی آیت یہ ہے: 'قل یا اھل الکتب لستم علیٰ شیء حتیٰ تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم ولیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیك من ربکم طغیانا وکفرا فلا تاس علی القوم الکفرین' (المائدہ۔۶۹)۔ (کہہ دو اے اہل کتاب، تمھاری کوئی بنیاد نہیں ہے جب تک تم تورات اور انجیل کو قائم نہ کرو اور اس چیز کو قائم نہ کرو جو تمھاری طرف تمھارے رب کی جانب سے اتاری گئی ہے اور ان میں سے بہتوں کے اندر وہ چیز جو تیری طرف تیرے رب کی جانب سے اتاری گئی ہے سرکشی اور کفر کو بڑھاتی ہے تو تم اس کافر قوم کے حال پر غم نہ کرو) یہاں ظاہر ہے کہ 'ما انزل الیکم من ربکم' سے مراد قرآن مجید ہے۔ یہاں تورات وانجیل کو قائم کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ قرآن اور پیغمبر آخر الزمانؐ پر ایمان لاؤ کیوں کہ ان پر ایمان لانے ہی سے وہ عہد پورا ہوگا جو ان صحیفوں میں پیغمبر آخر الزمانؐ کے بارے میں تم سے لیا گیا تھا۔

تیسرے یہ کہ قرآن مجید میں اس بات کی تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اہل کتاب میں سے خدا کی رحمت میں سے وہی اہل کتاب حصہ پائیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے۔ چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی امت کے لیے رحمت کی دعا کی ہے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ رحمت ان لوگوں کے لیے خاص ہوگی جو تقویٰ اختیار کریں گے۔ زکوٰۃ دیتے رہیں گے اور ہماری آیتوں پر ایمان لائیں گے اور ان میں سے جن کو پیغمبر آخر الزماں کی بعثت نصیب ہوگی وہ ان پر بھی ایمان لائیں گے۔ سورۂ اعراف میں ارشاد ہے کہ 'اور ہمارے لیے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ دے ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔ فرمایا، میں اپنا عذاب جس پر چاہتا ہوں نازل کرتا ہوں اور میری رحمت ہر چیز کو عام ہے۔ سو میں اس کو لکھ رکھوں گا ان لوگوں کے لیے جو تقویٰ اختیار کریں گے اور زکوٰۃ دیتے رہیں گے اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں گے۔ یعنی جو اس رسول نبی امی کی پیروی کرتے ہیں جس کو لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں، جو ان کو حکم دیتا ہے نیکی کا اور روکتا ہے برائی سے اور حلال ٹھہراتا ہے ان کے لیے پاکیزہ چیزیں اور حرام ٹھہراتا ہے ناپاک چیزیں اور ان سے دور کرتا ہے وہ بوجھ اور پھندے جو ان پر تھے۔ پس جو اس پر ایمان لائے اور جنھوں نے اس کی تائید کی اور مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

چوتھے یہ کہ قرآن مجید میں اس بات کی بھی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام دنیا کے لوگوں کے لیے ہوئی ہے۔ 'قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا'۔ (کہہ دو، اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں)۔

اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نجات کے لیے جس طرح دوسروں کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے اس طرح اہل کتاب کے لیے بھی ضروری ہے بلکہ قرآن کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے لیے دوسروں کے بالمقابل زیادہ ضروری ہے۔ اس کی وجہ ہے کہ ان کے صحیفوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں اور علامتیں موجود تھیں۔

آنحضرت کی بعثت کے بعد دنیا کے لیے صراط مستقیم پانے اور نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ اگر کوئی ہے تو یہ ہی ہے کہ آنحضرتؐ پر ایمان لایا جائے اور آپ کی پیروی کی جائے۔ اس کے سوا نجات حاصل کرنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔ اس کلیہ میں اگر کسی استثنا کی گنجائش نکلتی ہے تو صرف ان لوگوں کے لیے نکلتی ہے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سرے سے پہنچی ہی نہ ہو لیکن اس معاملہ کا فیصلہ ہم اور آپ نہیں کر سکتے بلکہ وہ عالم الغیب ہی کر سکتا ہے جو سب کے حالات اور ہر ایک کے ظاہر و باطن سے اچھی طرح واقف ہے۔ وہی جانتا ہے کہ کون لوگ مستحق ہیں جنھوں نے حق کو ڈھونڈنے کے لیے اپنی ذمہ داریاں ادا کیں لیکن دعوت نہ پہنچنے کے سبب سے وہ حق کو پانے سے محروم رہے۔ امید ہے کہ ایسے لوگوں کے عذر کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ان سے ان کے علم ہی کی حد تک مواخذہ فرمائے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱ ص ۲۳۶۔۲۳۱)

مسلمانوں کے لیے ایک خاص تنبیہ

''آیت زیر بحث میں مسلمانوں کے لیے ایک خاص تنبیہ بھی ہے جس کی طرف یہاں توجہ دلا دینا ضروری ہے۔ اس آیت میں 'ان الذین امنوا' سے مراد مسلمان بحیثیت ایک گروہ اور جماعت کے ہیں۔ ان کے متعلق فرمایا کہ خواہ مسلمان ہوں یا یہود یا نصاریٰ یا صابی، کوئی ہو اللہ کے ہاں بہ حیثیت ایک گروہ کے سب برابر ہیں، ان میں سے کسی کو بھی خدا کے ہاں کوئی شرف اور عزت حاصل نہیں ہے، مگر ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ سے۔ صرف ایمان اور عمل صالح ہی ہے جو خدا کے ہاں تقرب اور عزت کا وسیلہ بن سکتا ہے۔ اس فہرست میں سرفہرست مسلمانوں کو رکھا ہے جس سے اس حقیقت کا اظہار مقصود ہے کہ اگر بہ حیثیت ایک گروہ کے خدا کے ہاں کسی عزت کی توقع کر سکتے تھے تو مسلمان کر سکتے تھے جن کو خدا نے دنیا کی اصلاح کے لیے آخری ملت اور خیر امت کی حیثیت سے مبعوث فرمایا ہے لیکن ایمان اور عمل صالح سے الگ ہو کر ان کے لیے بھی خدا کے ہاں کوئی مقام نہیں ہے۔ پھر آخر میں صابئین کا ذکر کیا ہے جن کی حیثیت ایک غیر معروف فرقہ کی تھی۔ یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ خواہ کوئی گروہ کتنا ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گمنام اور بے حیثیت ہو، لیکن اگر اس کے پاس ایمان اور عمل صالح کی دولت موجود ہو تو اس کو اللہ کے ہاں اونچا سے اونچا مقام حاصل کرنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔

جس طرح یہود نے انبیا علیہم السلام کے ساتھ نسبت رکھنے کے سبب سے اپنے آپ کو خدا کی ایک محبوب قوم سمجھ رکھا تھا اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ایمان اور عمل صالح کی ذمہ داریوں سے بے نیاز ہو گئے تھے اور سمجھنے لگے تھے کہ دوزخ کی آگ صرف دوسروں ہی کے لیے ہے، ان کے لیے نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو صرف عارضی طور پر، اسی طرح مسلمان بھی امتِ مرحومہ میں ہونے کا یہ مطلب سمجھنے لگے ہیں کہ ان کے لیے تو بہر حال خدا کے ہاں معافی ہے، خواہ ان کے اعمال کچھ بھی ہوں۔ یہ آیت اس قسم کے تمام توہمات کی جڑ کاٹتی ہے اور مسلمانوں کو تنبیہ کرتی ہے کہ خدا کے ہاں ایمان اور عمل صالح کی کسوٹی پر سب سے پہلے جو پرکھے جائیں گے ان میں مسلمان سرِفہرست ہیں۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا،ص ۲۳۶)

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ط خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ(63) ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ج فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ(64) وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ(65) فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ(66)

تراجم

ا۔اور جب لیا ہم نے قرار تم سے، اور اونچا کیا تم پر پہاڑ۔ پکڑو جو ہم نے دیا تم کو زور سے، اور یاد کرتے رہو جو اس میں ہے، شاید تم کو ڈر ہو (۶۳) پھر تم پھر گئے اس کے بعد۔ سو اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر، اور اس کی مہر تو تم خراب ہوتے (۶۴) اور جان چکے ہو جنھوں نے تم میں زیادتی کی ہفتے کے دن میں، تو ہم نے کہا ہو جاؤ بندر پھٹکارے (۶۵) پھر ہم نے وہ دہشت رکھی شہر کے روبرو والوں کو، اور پیچھے والوں کو اور نصیحت رکھی ڈر والوں کو (۶۶)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اور جب ہم نے تم سے قول و قرار لیا (کہ توراۃ پر عمل کریں گے) اور ہم نے طور پہاڑ کو اٹھا کر تمھارے اوپر (محاذات میں) معلق کر دیا کہ (جلدی) قبول کرو جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے مضبوطی کے ساتھ اور یاد رکھو جو (احکام) اس میں ہیں جس سے توقع ہے کہ تم متقی بن جاؤ (۶۳) پھر تم اس قول و قرار کے بعد بھی (اس سے) پھر گئے سو اگر تم لوگوں پر خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم نہ ہوتا تو ضرور تم (فوراً) تباہ (ہلاک) ہو جاتے (۶۴) اور تم جانتے ہی ہو ان لوگوں کا حال جنھوں نے تم میں سے (شرع سے) تجاوز کیا تھا در بارہ (اس حکم کے جو) یوم ہفتہ کے (متعلق تھا) سو ہم نے ان کو کہہ دیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ (۶۵) پھر ہم نے اس کو ایک (واقعۂ) عبرت (انگیز) بنا دیا ان لوگوں کے لیے بھی جو اس قوم کے معاصر تھے اور ان لوگوں کے لیے بھی جو مابعد زمانہ میں آتے رہے اور موجب نصیحت (بنایا خدا سے) ڈرنے والوں کے لیے (۶۶)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تم پر طور کو اونچا کیا لو جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں زور سے اور اس کے مضمون یاد کرو اس امید پر کہ تمھیں پرہیز گاری ملے (۶۳) پھر اس کے بعد تم پھر گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ٹوٹے والوں میں ہو جاتے (۶۴) اور بے شک ضرور تمھیں معلوم ہے تم میں کے وہ جنھوں نے ہفتہ میں سرکشی کی تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاؤ بندر دھتکارے ہوئے (٦٥) تو ہم نے (اس بستی کا) یہ واقعہ اس کے آگے اور پیچھے والوں کے لیے عبرت کر دیا اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت (٦٦)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اور جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور تم پر طور پہاڑ لا کھڑا کر دیا (اور کہا) جو ہم نے تمھیں دیا ہے اسے مضبوطی سے تھام لو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد کرو تا کہ تم بچ سکو (٦٣) لیکن تم اس کے بعد بھی پھر گئے، پھر اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم نقصان والے ہو جاتے (٦٤) اور یقیناً تمھیں ان لوگوں کا علم بھی ہے جو تم میں سے ہفتہ کے بارے میں حد سے بڑھ گئے اور ہم نے بھی کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ (٦٥) اسے ہم نے اگلوں پچھلوں کے لیے عبرت کا سبب بنا دیا اور پرہیزگاروں کے لیے وعظ و نصیحت کا (٦٦)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ یاد کرو وہ وقت، جب ہم نے طور کو تم پر اٹھا کر تم سے پختہ عہد لیا تھا اور کہا تھا کہ "جو کتاب ہم تمھیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی کے ساتھ تھامنا اور جو احکام و ہدایات اس میں درج ہیں انھیں یاد رکھنا۔ اسی ذریعے سے توقع کی جاسکتی ہے کہ تم تقویٰ کی روش پر چل سکو گے۔" (٦٣) مگر اس کے بعد تم اپنے عہد سے پھر گئے۔ اس پر بھی اللہ کے فضل اور اس کی رحمت نے تمھارا ساتھ نہ چھوڑا، ورنہ تم کبھی کے تباہ ہو چکے ہوتے (٦٤) پھر تمھیں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قصہ تو معلوم ہی ہے جنھوں نے سبت کا قانون توڑا تھا۔ ہم نے انھیں کہہ دیا کہ بندر بن جاؤ اور اس حال میں رہو کہ ہر طرف سے تم پر دھتکار پھٹکار پڑے (٦٥) اس طرح ہم نے ان کے انجام کو اس زمانے کے لوگوں اور بعد کی آنے والی نسلوں کے لیے عبرت اور ڈرنے والوں کے لیے نصیحت بنا کر چھوڑا (٦٦)۔ (مولانا مودودیؒ)

٦۔ اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے تم سے تمھارا عہد لیا اور اٹھایا تمھارے اوپر طور کو۔ پکڑو اس چیز کو جو ہم نے تم کو دی ہے مضبوطی کے ساتھ، اور جو کچھ اس میں ہے اس کو یاد رکھو تا کہ تم (خدا کے غضب سے) محفوظ رہو (٦٣) پھر تم نے اس سب کے بعد اعراض کیا، تو اگر تم پر اللہ کی عنایت اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم نامرادوں میں سے ہو چکے ہوتے (٦٤) اور ان لوگوں کا علم تو تمھیں ہے ہی جنھوں نے سبت کے معاملے میں حدودِ الٰہی کی بے حرمتی کی، تو ہم نے ان کو دھتکارا کہ جاؤ، ذلیل بندر بن جاؤ! (٦٥) تو ہم نے اس کو نمونۂ عبرت بنا دیا ان لوگوں کے لیے جو اس کے آگے اور پیچھے تھے اور اس کو خدا ترسوں کے لیے نصیحت بنایا (٦٦)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور یاد کرو، جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا اور طور کو تم پر اٹھایا تھا، (اِس تاکید کے ساتھ کہ) اُس چیز کو پوری قوت کے ساتھ پکڑو جو ہم نے تمھیں دی ہے، اور جو کچھ اُس میں (لکھا) ہے، اُسے یاد رکھو تا کہ تم (خدا کے غضب سے) بچے رہو (٦٣) پھر اِس کے بعد بھی تم اُس سے پھر گئے۔ سو (حقیقت یہ ہے کہ) اگر اللہ کی عنایت اور رحمت تم پر نہ ہوتی تو (اپنے اِس رویے کی وجہ سے) تم بڑے نامراد ہوتے (٦٤) اور تم اُنھیں بھی جانتے ہی ہو جنھوں نے تمھارے لوگوں میں سے سبت کی بے حرمتی کی تو ہم نے اُن سے کہا: جاؤ، ذلیل بندر بن جاؤ (٦٥) اِس طرح (اُن کی) اُس (بستی) کو، (جس میں اُنھوں نے سبت کی بے حرمتی کی تھی)، ہم نے گرد و پیش کے لیے ایک نمونۂ عبرت اور خدا سے ڈرنے والوں کے لیے ایک ذریعۂ نصیحت بنا دیا (٦٦)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

سیاق و سباق

"بنی اسرائیل کو ان تمام عہد شکنیوں کی یاد دہانی کرائی جا رہی ہے جن کے وہ ابتدا سے خدا کی شریعت کے معاملہ میں مرتکب ہوتے رہے ہیں اور مقصود اس سے اس امر کو واضح کرنا ہے کہ کیوں وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو امامت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصب سے معزول کرے اور ان کی جگہ ایک دوسری امت کو اٹھائے جو اس کی شریعت کو ازسرِ نو تازہ صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرے اور اس کو قائم کرے۔" (تدبرِ قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۲۳۷)

و اذ اخذنا میثاقکم...

میثاق کا مفہوم

"موثق اور میثاق کے معنی عہد و پیمان کے ہیں۔ اس لفظ کی روح وثوق اور استحکام ہے۔ یہ خاص طور پر اس عہد و پیمان کے لیے استعمال ہوتا ہے جو کسی اہم معاملہ کے لیے پورے شعور اور پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ باندھا گیا ہو۔ یہاں اس سے مراد وہ عہد ہے جو بنی اسرائیل سے تورات کی پابندی کا لیا گیا۔" (تدبرِ قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۲۴۲)

پہاڑ کو سر پر لٹکانے کا مفہوم

زلزلہ

"تورات پر پابندی کا معاہدہ بنی اسرائیل کے سرداروں سے دامن کوہ میں لیا گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک سخت زلزلے نے پہاڑ کو ہلا دیا۔ اس حالت کو قرآن نے طور کو ان کے سروں پر اٹھا لینے سے تعبیر کیا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۲۴۳)

پہاڑ سروں پر معلق

"حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ کوہ طور کا ایک بڑا ٹکڑا اٹھا کر ان کے سروں پر معلق کر دو کہ یا تو مانو ورنہ ابھی گرا، آخر چارونا چار ماننا پڑا۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱، ص۲۴۰)

خوفناک صورت حال

"اس کی تفصیلی کیفیت معلوم کرنا مشکل ہے۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ پہاڑ کے دامن میں میثاق لیتے وقت ایسی خوفناک صورت حال پیدا کر دی گئی تھی کہ ان کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا پہاڑ ان پر آ گرے گا۔" (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج۱، ص۸۳)

کیا پہاڑ کا لٹکانا بنی اسرائیل کو مجبور کرنے کے لیے تھا؟

"پہاڑ کو ان کے سروں پر لٹکانا بنی اسرائیل کو معاہدہ پر مجبور کرنے کے لیے نہ تھا۔ معاہدہ کو قبول کرنا یا نہ کرنا ایک امر اختیاری ہوتا ہے۔ دین کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ جبر کو پسند نہیں فرماتے۔ یہ جو کچھ ہوا محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے جلال کا مظاہرہ تھا تاکہ بنی اسرائیل اس بات کو یاد رکھیں کہ جس خدا کے ساتھ وہ شریک معاہدہ ہو رہے ہیں وہ کوئی کمزور اور بے اختیار ہستی نہیں ہے۔ معاہدہ کی پابندی کی شکل میں جس طرح دنیا اور آخرت دونوں میں اس کے انعامات کی کوئی حد نہیں ہے اسی طرح اس کی خلاف ورزی کی صورت میں اس کے غضب کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔ وہ طور جیسے پہاڑ کو ان کے سروں پر لٹکا سکتا اور ان کو کچل کے رکھ سکتا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۲۴۳)

قدرت حق کی برہان قوی

"اس میں صورتاً وفائے عہد پر اکراہ تھا اور درحقیقت پہاڑ کا سروں پر معلق کر دینا آیت الٰہی اور قدرت حق کی برہان قوی ہے۔ اس سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ بے شک یہ رسول مظہر قدرت الٰہی ہیں، یہ اطمینان ان کو ماننے اور عہد پورا کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اصل سبب ہے۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۸)

یہ جبر تھا، مگر بغاوت کی وجہ سے تھا

''یہاں یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ دین میں تو اکراہ نہیں ہے، یہاں اکراہ کیوں کیا گیا؟ جواب یہ ہے کہ یہ اکراہ ایمان لانے کے لیے نہیں تھا، بلکہ اول اپنی خوشی سے ایمان و اسلام قبول کر لینے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کی وجہ سے تھا۔ باغیوں کی سزا تمام حکومتوں میں بھی عام مخالف اور دشمن قوموں سے الگ ہوتی ہے۔ ان کے لیے ہر حکومت میں دو ہی راستے ہوتے ہیں یا اطاعت کریں یا قتل کیے جائیں، اسی وجہ سے اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے، کفر کی سزا قتل نہیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۲۴۰)

''اکراہ در بارۂ قبول دین ہرگز نہیں۔ دین تو بنی اسرائیل پہلے سے قبول کیے ہوئے تھے۔ پہاڑ ان پر معلق کرنا نقض عہد سے روکنے کے لیے تھا نہ کہ قبول دین کے لیے۔'' (تفسیر عثمانی، پاک کمپنی، لاہور، ص ۱۳)

واذكروا ما فيه

''یعنی تورات میں جو کچھ ہے (احکامات و ہدایات) اس کو یاد رکھو۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۴۳)

ولقد علمتم الذين اعتدوا منكم في السبت... نقض عہد کی ایک مثال

''شہر ایلہ میں بنی اسرائیل آباد تھے انھیں حکم تھا کہ شنبہ کا دن عبادت کے لیے خاص کر دیں، اس روز شکار نہ کریں اور دنیاوی مشاغل ترک کر دیں۔ ان کے ایک گروہ نے یہ چال چلی کہ جمعہ کو دریا کے کنارے کنارے بہت سے گڑھے کھودتے اور شنبہ کی صبح کو دریا سے ان گڑھوں تک نالیاں بناتے جن کے ذریعہ پانی کے ساتھ مچھلیاں بھی آ کر گڑھوں میں قید ہو جاتیں۔ یک شنبہ کو انھیں نکالتے اور کہتے کہ ہم مچھلی کو پانی سے شنبہ کے دن نہیں نکالتے۔ چالیس یا ستر سال یہی عمل رہا۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت کا عہد آیا تو آپ نے انھیں اس سے منع کیا اور فرمایا کہ قید کرنا ہی شکار ہے جو تم شنبہ کو کرتے ہو اس سے باز آؤ ورنہ عذاب میں گرفتار کیے جاؤ گے۔ وہ باز نہ آئے آپ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے انھیں بندروں کی شکل میں مسخ کر دیا۔ عقل و حواس تو ان کے باقی رہے مگر قوت گویائی زائل ہوگئی بدنوں سے بدبو نکلنے لگی اپنے اس حال پر روتے روتے تین روز میں سب ہلاک ہو گئے۔ ان کی نسل باقی نہ رہی۔ یہ ستر ہزار کے قریب تھے۔ بنی اسرائیل کا دوسرا گروہ جو بارہ ہزار کے قریب تھا انھیں اس عمل سے منع کرتا۔ جب یہ نہ مانے تو انھوں نے ان کے اور اپنے محلوں کے درمیان دیوار بنا کر علیحدگی کر لی ان سب نے نجات پائی۔ بنی اسرائیل کا تیسرا گروہ ساکت رہا اس کے حق میں حضرت ابن عباس کے سامنے عکرمہ نے کہا کہ وہ مغفور ہیں کیونکہ امر بالمعروف فرض کفایہ ہے بعض کا ادا کرنا کل کا حکم رکھتا ہے۔ ان کے سکوت کی وجہ یہ تھی کہ یہ ان کے پند پذیر ہونے سے مایوس تھے، عکرمہ کی یہ تقریر حضرت ابن عباس کو بہت پسند آئی۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۹)

''یہ یہود کے نقض عہد کی ایک اور مثال ہے۔ بنی اسرائیل کے لیے سبت (ہفتہ) کا دن عبادت کے لیے مخصوص کیا گیا تھا۔ اس دن ان کو کام کاج اور سیر شکار کی ممانعت تھی لیکن انھوں نے اپنے آپ کو شریعت الٰہی کی ان پابندیوں سے آزاد کرنے کے لیے بہت سے شرعی حیلے ایجاد کر لیے۔ یہاں تک کہ سیر و شکار کی بھی بہت سی راہیں کھول لیں۔ اس آیت میں ان کی اسی قسم کی حرکتوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور چونکہ یہ باتیں ان کے درمیان شہرت رکھتی تھیں اس وجہ سے قرآن نے اس کی طرف ایک معلوم و معروف حقیقت کی طرح اشارہ کیا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۴۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسخ کی نوعیت، مسخ معنوی

’’مجاہد کا قول یہ ہے کہ یہ مسخ معنوی تھا یعنی ان کی صورتیں تو انسانوں کی ہی رہیں لیکن ان کا ذہن اور فکر مسخ ہو گیا اور بندروں کی سی قبیح اور مذموم عادتیں ان میں پیدا ہو گئیں۔ انسانی شکل ہو اور کرتوت بندروں کی طرح ذلیل! پناہ بخدا۔ کتنا ہولناک ہے یہ عذاب۔ لیکن جمہور علما کا یہ قول ہے کہ ان کی شکلیں بھی بندروں کی سی ہو گئی تھیں۔‘‘ (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج۱ص۶۴)

’’اہل تاویل کے درمیان اس امر میں اختلاف ہوا ہے کہ لعنت کے نتیجے میں ان کا ظاہر بھی بندروں کے مشابہ ہو گیا تھا یا یہ مسخ صرف روحانی اور عقلی تھا۔ ہمارے نزدیک انسان اور بندر میں اصلی فرق عقل و ارادے کا ہے خواہشات نفس کی پیروی میں اگر کسی انسانی گروہ کی حالت بندروں جیسی ہو جائے تو اس کے اور بندروں کے درمیان کوئی معنوی فرق نہیں رہ جاتا۔‘‘ (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱ص۲۴۵)

ظاہری مسخ ہوا

’’یہ واقعہ بنی اسرائیل میں حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں ہوا۔ سبت کے معاملے میں حکم عدولی پر ان پر مسخ صورت کا عذاب نازل ہوا۔ تین دن کے بعد یہ سب مر گئے۔ بندروں اور خنزیروں کے بارے میں آنحضرتؐ سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ وہی مسخ شدہ یہودی تو نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر مسخ صورت کا عذاب نازل کرتے ہیں تو ان کی نسل نہیں چلتی (بلکہ چند روز رہ کر ہلاک ہو جاتے ہیں) اور پھر فرمایا کہ بندر اور خنزیر دنیا میں پہلے سے بھی موجود تھے۔‘‘ (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱ص۲۴۳)

مسخ اخلاقی نہیں جسمانی تھا

’’قرآن کے الفاظ اور انداز بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسخ اخلاقی نہیں بلکہ جسمانی تھا۔ قرین قیاس یہ ہے کہ ان کے دماغ بعینہٖ اسی حال پر رہنے دیے گئے ہوں اور جسم مسخ ہو کر بندروں سے ہو گئے ہوں۔‘‘ (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج۱ص۸۴)

نکال کا مفہوم

’’نکال کے معنی عبرت کے ہیں۔ یہاں اس بستی کی طرف اشارہ ہے جس نے سبت کی پابندیوں کو حیلے بہانوں سے پامال کیا۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بستی سمندر کے کنارے آباد تھی۔ قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بستی کے لوگ تجارت اور تمدن میں بہت ترقی کر چکے تھے لیکن اس لعنت کی پاداش میں ان کے اوپر ایسا زوال آیا کہ ان کا ظاہر اور باطن سب کچھ مسخ ہو کر رہ گیا اور وہ گرد و پیش اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک داستان عبرت بن کر رہ گئے۔‘‘ (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱ص۲۴۵)

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (67) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ (68) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ (69) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ (70) قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَسۡقِی الۡحَرۡثَ ۚ مُسَلَّمَۃٌ لَّا شِیَۃَ فِیۡہَا ؕ قَالُوا الۡـٰٔنَ جِئۡتَ بِالۡحَقِّ ؕ فَذَبَحُوۡہَا وَ مَا کَادُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ (71)
وَ اِذۡ قَتَلۡتُمۡ نَفۡسًا فَادّٰرَءۡتُمۡ فِیۡہَا ؕ وَ اللّٰہُ مُخۡرِجٌ مَّا کُنۡتُمۡ تَکۡتُمُوۡنَ (72) فَقُلۡنَا اضۡرِبُوۡہُ بِبَعۡضِہَا ؕ
کَذٰلِکَ یُحۡیِ اللّٰہُ الۡمَوۡتٰی ۙ وَ یُرِیۡکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ (73)

تراجم

ا۔ اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اللہ فرماتا ہے تم کو، کہ ذبح کرو ایک گائے۔ بولے، کیا تو ہم کو پکڑتا ہے ٹھٹھے میں؟ کہا: پناہ اللہ کی اس سے کہ میں ہوں نادانوں میں (۶۷) بولے، پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو، کہ بیان کردے ہم کو وہ کیسی ہو؟ کہا، وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ بیاہی۔ میانہ ہے ان کے بیچ۔ اب کرو جو تم کو حکم ہے (۶۸) ایک بولے کہ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو، کہ بیان کردے ہم کو کیسا ہے رنگ اس کا؟ کہا: وہ فرماتا ہے، وہ گائے ہے زرد دہڈا رنگ اس کا، خوش آتی ہے دیکھنے والوں کو (۶۹) بولے: پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو، بیان کردے ہم کو، کس قسم میں ہے وہ؟ گایوں میں شبہ پڑا ہے ہم کو۔ اور ہم۔ اللہ نے چاہا، تو راہ پالیں گے (۷۰) کہا، وہ فرماتا ہے، کہ وہ ایک گائے محنت والی نہیں، کہ باہتی ہو زمین کو، یا پانی دیتی ہو کھیت کو۔ بدن سے پوری ہے، داغ کچھ نہیں اس میں۔ بولے، اب لایا تو ٹھیک بات۔ پھر اس کو ذبح کیا، اور لگتے نہ تھے کہ کریں گے (۷۱) اور جب تم نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو، پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے۔ اور اللہ کو نکالنا ہے جو تم چھپاتے تھے (۷۲) پھر ہم نے کہا، مارو اس مردے کو اس گائے کا ایک ٹکڑا۔ اسی طرح جلاوے گا اللہ مردے، اور دکھاتا ہے تم کو اپنے نمونے، شاید تم بوجھو (۷۳)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا کہ حق تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم ایک بیل ذبح کرو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا آپ ہم کو مسخرا بناتے ہیں؟ موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: نعوذ باللہ جو میں ایسی جہالت والوں کا سا کام کروں (۶۷) وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ درخواست کیجیے اپنے رب سے کہ ہم سے بیان کردیں کہ اس (بیل) کے کیا اوصاف ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ وہ ایسا بیل ہو کہ نہ بالکل بوڑھا ہو نہ بہت بچہ ہو (بلکہ) پٹھا ہو دونوں عمروں کے وسط میں سو اب (زیادہ حجت مت کیجیو، بلکہ) کر ڈالو، جو کچھ تم کو حکم ملا ہے (۶۸) کہنے لگے کہ (اچھا یہ بھی) درخواست کردیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے، ہم سے یہ (بھی) بیان کردیں کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک زرد رنگ کا بیل ہو جس کا رنگ تیز ہو کہ ناظرین کو فرحت بخش ہو (۶۹) کہنے لگے کہ (اب کی بار اور) ہماری خاطر سے اپنے رب سے دریافت کردیجیے کہ ہم سے بیان کردیں کہ اس کے اوصاف کیا کیا ہوں کیونکہ ہم کو اس بیل میں (قدرے) اشتباہ ہے اور ہم ضرور ان شاء اللہ تعالیٰ (اب کی بار) ٹھیک سمجھ جاویں گے (۷۰) موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ یوں فرماتے ہیں کہ وہ نہ تو ہل میں چلا ہوا ہو جس سے زمین جوتی جاوے اور نہ اس سے زراعت کی آبپاشی کی جاوے (غرض ہر قسم کے عیب سے) سالم ہو اور اس میں کوئی داغ نہ ہو (یہ سن کر) کہنے لگے کہ اب آپ نے پوری بات فرمائی پھر اس کو ذبح کیا اور (اپنی حجتوں سے ظاہراً) کرتے ہوئے معلوم نہ ہوتے تھے (۷۱) اور جب تم لوگوں (میں سے کچھ) نے ایک آدمی کا خون کردیا پھر ایک دوسرے پر اس کو ڈالنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو اس امر کا ظاہر کرنا منظور تھا جس کو تم مخفی رکھنا چاہتے تھے (۷۲) اس لیے ہم نے حکم دیا کہ اس کو اس کے کوئی سے ٹکڑے سے چھوادو۔ اسی طرح حق تعالیٰ (قیامت میں) مردوں کو زندہ کردیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے نظائر قدرت تم کو دکھلاتے ہیں اسی توقع پر کہ تم عقل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کام لیا کرو(۷۳)۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمھیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔ بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں؟ فرمایا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں(۶۷) بولے:اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ بتادے گائے کیسی۔کہا:وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے۔نہ بوڑھی اور نہ اوسر، بلکہ ان دونوں کے بیچ میں تو کرو جس کا تمھیں حکم ہوتا ہے(۶۸) بولے:اپنے رب سے دعا کیجیے ہمیں بتادے اس کا رنگ کیا ہے۔کہا:وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈہڈہاتی دیکھنے والوں کو خوشی دیتی(۶۹) بولے:اپنے رب سے دعا کیجیے کہ ہمارے لیے صاف بیان کر دے، وہ گائے کیسی ہے۔بے شک گائیوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے(۷۰) کہا:وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے، بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں۔بولے:اب آپ ٹھیک بات لائے تو اسے ذبح کیا اور(ذبح) کرتے معلوم نہ ہوتے تھے(۷۱) اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے(۷۲) تو ہم نے فرمایا:اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو، اللہ یونہی مردے جلائے گا۔اور تمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں تمھیں عقل ہو(۷۳)۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔اور(حضرت)موسیٰ(علیہ السلام) نے جب اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے تو انھوں نے کہا ہم سے مذاق کیوں کرتے ہیں، آپ نے جواب دیا کہ میں ایسا جاہل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں(۶۷) انھوں نے کہا کہ اے موسیٰ! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس کی ماہیت بیان کر دے، آپ نے فرمایا سنو! وہ گائے نہ تو بالکل بڑھیا ہو نہ بچہ، بلکہ درمیانی عمر کی نوجوان ہو، اب جو تمھیں حکم دیا گیا ہے بجا لاؤ(۶۸) وہ پھر کہنے لگے کہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ بیان کرے کہ اس کا رنگ کیا ہے؟ فرمایا وہ کہتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ کی ہے، چمکیلا اور دیکھنے والوں کو بھلا لگنے والا اس کا رنگ ہے(۶۹) وہ کہنے لگے کہ اپنے رب سے اور دعا کیجیے کہ ہمیں اس کی مزید ماہیت بتلائے اس قسم کی گائے تو بہت ہیں پتا نہیں چلتا۔اگر اللہ نے چاہا تو ہم ہدایت والے ہو جائیں گے(۷۰) آپ نے فرمایا کہ اللہ کا فرمان ہے کہ وہ گائے کام کرنے والی، زمین میں ہل جوتنے والی اور کھیتوں کو پانی پلانے والی نہیں، وہ تندرست اور بے داغ ہے۔انھوں نے کہا:اب آپ نے حق واضح کر دیا گو وہ حکم برداری کے قریب نہ تھے لیکن اسے مانا اور وہ گائے ذبح کر دی(۷۱) جب تم نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا پھر اس میں اختلاف کرنے لگے اور تمھاری پوشیدگی کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا(۷۲) ہم نے کہا کہ اس گائے کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم پر لگا دو(وہ جی اٹھے گا) اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کر کے تمھیں تمھاری عقلمندی کے لیے اپنی نشانیاں دکھاتا ہے(۷۳)۔(مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔پھر وہ واقعہ یاد کرو، جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمھیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔کہنے لگے:کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو؟ موسیٰ نے کہا:میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلوں کی سی باتیں کروں(۶۷) بولے:اچھا اپنے رب سے درخواست کرو کہ وہ ہمیں اس گائے کی کچھ تفصیل بتائے۔موسیٰ نے کہا:اللہ کا ارشاد ہے کہ وہ ایسی گائے ہونی چاہیے جو نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا، بلکہ اوسط عمر کی ہو۔لہٰذا جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرو(۶۸) پھر کہنے لگے:اپنے رب سے یہ اور پوچھ دو کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔موسیٰ نے کہا:وہ فرماتا ہے زرد رنگ کی گائے ہونی چاہیے جس کا رنگ ایسا شوخ ہو کہ دیکھنے والوں کا جی خوش ہو جائے(۶۹) پھر بولے:اپنے رب سے صاف صاف پوچھ کر بتاؤ کیسی گائے مطلوب ہے، ہمیں اس کی تعیین میں اشتباہ ہو گیا ہے۔اللہ نے چاہا تو ہم اس کا پتا پالیں گے(۷۰) موسیٰ نے جواب دیا:اللہ کہتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی، نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین جوتتی ہے، نہ پانی کھینچتی ہے، صحیح سالم اور بے داغ ہے۔ اس پر وہ پکار اٹھے کہ ہاں، اب تم نے ٹھیک پتا بتایا ہے۔ پھر انھوں نے اسے ذبح کیا، ورنہ وہ ایسا کرتے معلوم نہ ہوتے تھے (۷۱) اور تمھیں یاد ہے وہ واقعہ جب تم نے ایک شخص کی جان لی تھی، پھر اس کے بارے میں جھگڑنے اور ایک دوسرے پر قتل کا الزام تھوپنے لگے تھے اور اللہ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جو کچھ تم چھپاتے ہو، اسے کھول کر رکھ دے گا (۷۲) اس وقت ہم نے حکم دیا کہ مقتول کی لاش کو اس کے ایک حصے سے ضرب لگاؤ۔ دیکھو، اس طرح اللہ مردوں کو زندگی بخشتا ہے اور تمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو (۷۳)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اور (یاد کرو) جب کہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو، تو وہ بولے کہ کیا تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلوں میں سے بنوں! (۶۷) انھوں نے کہا: اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ واضح کرے کہ گائے کیسی ہو؟ اس نے کہا: وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو، نہ بچھیا، بیچ کی راس ہو۔ تو کرو جو تمھیں حکم دیا جا رہا ہے (۶۸) بولے: اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ واضح کرے کہ اس کا رنگ کیسا ہو؟ اس نے کہا: وہ فرماتا ہے کہ وہ سنہری ہو، شوخ رنگ، دیکھنے والوں کے لیے دل پسند (۶۹) بولے: اپنے رب سے دعا کرو کہ اچھی طرح واضح کر دے کہ وہ کیسی ہو، اس لیے کہ گایوں کے امتیاز میں گھپلا ہو رہا ہے اور ان شاء اللہ اب ہم پتا لگا لیں گے (۷۰) اس نے کہا: وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے کیری، زمین کو جوتنے والی اور کھیتوں کو سیراب کرنے والی نہ ہو۔ بالکل یک رنگ ہو، اس میں کسی اور رنگ کی آمیزش نہ ہو۔ بولے: اب تم واضح بات لائے۔ پھر انھوں نے ذبح کی اور وہ ذبح کرتے نظر نہ آتے تھے (۷۱) اور (یاد کرو) جبکہ تم نے ایک نفس کو قتل کر دیا، پھر اس کے بارے میں ایک دوسرے پر الزام بازی کی حالانکہ اللہ وہ سب کچھ ظاہر کرنے والا ہے جو تم چھپاتے رہے ہو (۷۲) تو ہم نے کہا: اس کو اس کے ایک جزو سے مارو۔ اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو (۷۳)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ (خون پر قسمیں کھانے کے لیے) تم ایک گائے ذبح کرو۔ وہ کہنے لگے: کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو؟ اُس نے کہا: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ اِس طرح کا جاہل بن جاؤں (۶۷) اُنھوں نے کہا: اچھا، اپنے رب کو پکارو کہ وہ ہمیں بتائے کہ گائے کیسی ہونی چاہیے۔ اُس نے کہا: وہ فرماتا ہے کہ گائے نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا، اِن کے بیچ کی میانہ ہو۔ اب جاؤ اور وہ کرو جس کا تمھیں حکم دیا جا رہا ہے (۶۸) بولے: اپنے رب کو پکارو کہ وہ یہ بھی واضح کرے کہ اُس کا رنگ کیسا ہو۔ اُس نے کہا: وہ فرماتا ہے کہ وہ سنہری ہو، شوخ رنگ، ایسی کہ دیکھنے والوں کو خوش آ جائے (۶۹) بولے: اپنے رب کو پکارو کہ اچھی طرح وضاحت کے ساتھ بتائے کہ وہ (گائے) کیسی ہو، ہمیں گایوں میں کچھ شبہ پڑ رہا ہے، اور اللہ نے چاہا تو اب ہم اُس کا پتا پا لیں گے (۷۰) اُس نے کہا: وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے محنت والی نہ ہو کہ زمین جوتتی اور فصلوں کو پانی دیتی ہو۔ وہ ایک ہی رنگ کی ہو، اُس میں کسی دوسرے رنگ کی آمیزش نہ ہو۔ بولے: اب تم واضح بات لائے ہو۔ اِس طرح اُنھوں نے اُس کو ذبح کیا اور لگتا نہ تھا کہ وہ یہ کریں گے (۷۱) اور وہ واقعہ بھی یاد کرو، جب تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ پھر (جھوٹی قسمیں کھائیں اور) اِس کا الزام ایک دوسرے پر دھرنے لگے، اور اللہ نے فیصلہ کر لیا کہ جو کچھ تم چھپا رہے تھے، وہ اُسے ظاہر کر دے گا (۷۲) چنانچہ ہم نے کہا: اِس (مردے) کو اُسی (گائے) کا ایک ٹکڑا مارو (جو قسمیں کھانے کے لیے ذبح کی گئی ہے تو وہ زندہ ہو گیا)۔ اللہ اسی طرح مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ تمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھ سے کام لو (۷۳)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفاسیر

واذ قال موسیٰ لقومه ان اللّٰه یامرکم ان تذبحوا بقرة...

بنی اسرائیل کی حیلہ جویانہ ذہنیت

''یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ شریعت الٰہی کو قبول کرنے کے معاملہ میں بنی اسرائیل کی ذہنیت کیسی حیلہ جویانہ اور فرار پسند رہی ہے۔ اور یہ کہ ہزار حیلہ والا حجت کے بعد جب کسی بات کو قبول بھی کر لے تو اس کی تعمیل بھی صحیح طریقے پر نہیں کرتا، بلکہ اس حکم سے گریز کی راہیں تلاش کرتا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۴۶)

قسامہ کا واقعہ

''قرآن مجید کے اشارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں کوئی شخص قتل ہو گیا جس کے قاتلوں کا سراغ نہیں ملتا تھا۔ حضرت موسیٰ نے اپنی شریعت کے قانون کے مطابق اس علاقہ کے لوگوں کو جہاں قتل ہوا تھا، یہ حکم دیا کہ وہ ایک گائے کی قربانی کر کے اس پر قسمیں کھائیں۔ ان لوگوں نے اول تو اس حکم کو ماننے ہی میں لیت و لعل سے کام لیا، لیکن بہ ہزار دقت کسی طرح گائے ذبح کی بھی تو معلوم ہے کہ قسم جھوٹی کھائی۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۴۶)

قالوا أتتخذنا هزوا...

''بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس حکم کو ایک مذاق تصور کیا۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ قاتل کا سراغ لگانے کی یہ تدبیر بھی کوئی کارگر ہو سکتی ہے حالانکہ جہاں سراغ لگانے کی ساری راہیں بند ہوں وہاں اگر کوئی آخری تدبیر ہو سکتی تھی تو یہی ہو سکتی تھی کہ مقام قتل کے آس پاس کے سربرآوردہ لوگوں کو جمع کر کے ان سے قسمیں لی جائیں اور قسم کو زیادہ سے زیادہ احترام اور تقدیس کا رنگ دینے کے لیے یہ قسم قربان کیے ہوئے جانور پر لی جائے۔ معاہدات اور قسموں کے معاملہ میں زمانۂ قدیم سے یہ رواج رہا ہے کہ یہ عموماً معابد کے سامنے انجام دیے جاتے تھے تاکہ فریقین جھوٹ اور منافقت سے گریز کریں، بعض حالتوں میں یہ طریقہ بھی اختیار کیا جاتا تھا کہ قربانی کے جانور کا خون قسم کھانے والوں پر چھڑک کر ان سے قسم لی جاتی تھی۔ ممکن ہے کہ بنی اسرائیل کے ہاں بھی قسامہ کی یہ صورت رہی ہو اگرچہ ان آیات میں اس کا کوئی اشارہ نہیں ملتا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۴۷)

''بنی اسرائیل گئو ماتا کے احترام اور تقدیس کے جذبہ سے سرشار تھے یقین ہی نہ آیا کہ ایسے مقدس و محترم جانور کے ذبح کا حکم ملا ہوگا بس یہی سمجھے کہ حضرت موسیٰ ہنسی اور تفنن طبع کی راہ سے کہہ رہے ہیں۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریاتِ اسلام، لکھنؤ، ج ۱، ص ۱۵۹)

قالوا ادع لنا ربکم...

یہود کی مزاجی خصوصیت

''یہ سوالات یہود کی مزاجی خصوصیت کو ظاہر کرتے ہیں اسی طرح کے سوالات سے بنی اسرائیل نے اپنے آپ کو شریعت کی وسعتوں اور رخصتوں سے محروم کر کے اس کو اصر و اغلال کا ایک مجموعہ بنا لیا تھا۔'' (تدبرِ قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۴۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قالو الئن جئت بالحق

حق کا مفہوم

''حق کا لفظ قرآن مجید میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ وہ چیز جس کا واقع ہونا قطعی ہو۔ قیامت کو اسی معنی میں حق کہا گیا ہے۔ وہ چیز جو اخلاقی لحاظ سے واجب ہو، عدل کو اسی اعتبار سے حق کہا گیا ہے۔ وہ چیز جو جھگڑے اور اختلاف کے درمیان قول فیصل کی حیثیت رکھتی ہو، قرآن مجید کو حق کہنے کا ایک پہلو یہ بھی ہے۔ غایت اور مقصد کے مفہوم کے لیے بھی یہ لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے آسمان وزمین کی خلقت کو اسی لحاظ سے بالحق کہا گیا ہے۔ جو چیز اپنے ظہور کے لحاظ سے بالکل واضح اور مبین ہو اس کو بھی حق کہتے ہیں۔ آیت میں حق کا لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۴۸)

فقلنا اضربوه ببعضها

''اس کو اس کے بعض سے مارو۔ عام طور پر اہل تاویل نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ مقتول کو گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا چھوا دو جس سے وہ زندہ ہو جائے گا اور اپنے قاتل کا نام بتا دے گا۔ اگر چہ یہ مطلب لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے کوئی بعید بھی نہیں ہے۔ لیکن قسامہ کے تعلق سے کبھی کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ ممکن ہے، یہ قسم لینے کی طرف اشارہ ہو یعنی مقتول پر قربان کی ہوئی گائے کا خون چھڑکو اور آس پاس والوں سے قسم لو۔ واقعہ کی تفصیل کے بجائے اس کی طرف اشارہ اس لیے کافی سمجھا گیا کہ یہاں مقصود واقعہ کو بیان کرنا نہیں بلکہ بنی اسرائیل کو ان کی تاریخ کے ایک واقعہ کو صرف جتا دینا تھا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۴۹)

''اس مقام پر یہ بات تو بالکل صراحت سے معلوم ہوتی ہے کہ مقتول کے اندر دوبارہ اتنی دیر کے لیے جان ڈالی گئی کہ وہ قاتل کا پتا بتا دے لیکن اس غرض کے لیے جو تدبیر بتائی گئی یعنی لاش کو اس کے حصے سے ضرب لگاؤ، کے الفاظ میں کچھ ابہام محسوس ہوتا ہے تاہم اس کا قریب ترین مفہوم وہی ہے جو قدیم مفسرین نے بیان کیا ہے یعنی یہ کہ جس گائے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسی کے گوشت سے مقتول کی لاش پر ضرب لگانے کا حکم ہوا۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ا، ص ۸۶)

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (74) اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (75) وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْۤا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (76) اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ (77) وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ (78) فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ (79) وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَعْلَمُوْنَ(80) بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّ اَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ(81) وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ(82)

تراجم

ا۔ پھر تمھارے دل سخت ہو گئے۔ اس سب کے بعد، سو وہ جیسے پتھر، یا ان سے بھی سخت۔ اور پتھروں میں تو وہ بھی ہیں، جن سے پھوٹتی ہیں نہریں۔ اور ان میں تو وہ بھی ہیں، جو پھٹتے ہیں، اور نکلتا ہے ان سے پانی۔ اور ان میں تو وہ بھی ہیں، جو گر پڑتے ہیں اللہ کے ڈر سے۔ اور اللہ بے خبر نہیں تمھارے کام سے (۷۴) اب کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مانیں تمھاری بات؟ اور ایک لوگ تھے ان میں، کہ سنتے کلام اللہ کا، پھر اس کو بدل ڈالتے بوجھ لے کر اور ان کو معلوم ہے (۷۵) اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے، کہتے ہیں ہم مسلمان ہوئے۔ اور جب اکیلے ہوتے ہیں ایک دوسرے پاس، کہتے ہیں، تم کیوں کہہ دیتے ہو ان سے جو کھولا ہے اللہ نے تم پر؟ کہ جھٹلاویں تم کو اس سے تمھارے رب کے آگے؟ کیا تم کو عقل نہیں (۷۶) کیا اتنا بھی نہیں جانتے؟ کہ اللہ کو معلوم ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں (۷۷) اور ایک ان میں بن پڑھے ہیں، خبر نہیں رکھتے کتاب کی، مگر باندھ لی اپنی آرزوئیں، اور ان پاس نہیں مگر اپنے خیال (۷۸) سو خرابی ہے ان کو، جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے۔ پھر کہتے ہیں، یہ اللہ کے پاس سے ہے، کہ لیویں اس پر مول تھوڑا۔ سو خرابی ہے ان کو اپنے ہاتھ کے لکھے سے۔ اور خرابی ہے ان کو اپنی کمائی سے (۷۹) اور کہتے ہیں ہم کو آگ نہ لگے گی مگر کئی دن گنتی کے۔ تو کہہ، کیا لے چکے ہو اللہ کے ہاں سے اقرار تو البتہ خلاف نہ کرے گا اللہ اپنا اقرار؟ یا جوڑتے ہو اللہ پر، جو معلوم نہیں رکھتے؟ (۸۰) کیوں نہیں؟ جس نے کمایا گناہ، اور گھیر لیا اس کو اس کے گناہ نے، سو وہی ہیں لوگ دوزخ کے۔ وہ اسی میں رہ پڑے (۸۱) اور جو یقین لائے، اور عمل کیے نیک، وہ لوگ ہیں جنگ کے۔ وہ اسی میں رہ پڑے (۸۲)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ ایسے ایسے واقعات کے بعد تمھارے دل پر بھی سخت ہی رہے تو (یوں کہنا چاہیے کہ) ان کی مثال پتھر کی سی ہے بلکہ سختی میں (پتھر سے بھی) زیادہ سخت۔ اور بعضے پتھر تو ایسے ہیں جن سے (بڑی بڑی) نہریں پھوٹ کر چلتی ہیں اور ان ہی پتھروں میں سے بعضے ایسے ہیں کہ جو شق ہو جاتے ہیں پھر ان سے (اگر زیادہ نہیں تو تھوڑا ہی) پانی نکل آتا ہے۔ اور ان ہی (پتھروں میں سے) بعضے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے خوف سے نیچے لڑھک آتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ تمھارے اعمال سے بے خبر نہیں ہیں (۷۴) (اے مسلمانو) کیا اب بھی تم توقع رکھتے ہو کہ یہ (یہود) تمھارے کہنے سے ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں کے کچھ لوگ (ایسے گزرے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے تھے اور پھر اس کو کچھ کا کچھ کر ڈالتے تھے (اور) اس کو سمجھنے کے بعد (ایسا کرتے) اور جانتے تھے (۷۵) اور جب ملتے ہیں (منافقین یہود) مسلمانوں سے تو (ان سے تو) کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے ائے ہیں اور جب تنہائی میں جاتے ہیں یہ بعضے دوسرے بعض یہودیوں کے پاس تو وہ ان سے کہتے ہیں کہ تم کیا مسلمانوں کو وہ باتیں بتا دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر منکشف کر دی ہیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ تم کو حجت میں مغلوب کر دیں گے کہ یہ مضمون اللہ کے پاس سے ہے، کیا تم (اتنی موٹی بات) نہیں سمجھتے (۷۶) کیا ان کو اس کا علم نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کو سب خبر ہے، ان چیزوں کی بھی جن کو وہ مخفی رکھتے ہیں اور ان کی بھی جن کا وہ اظہار کر دیتے ہیں (۷۷) اور ان (یہودیوں) میں بہت سے ناخواندہ (بھی) ہیں جو کتابی علم نہیں رکھتے لیکن (بلا سند) دل خوش کن باتیں (بہت یاد ہیں) اور وہ لوگ اور کچھ نہیں مگر خیالات پکا لیتے ہیں (۷۸) تو بڑی خرابی ان کی ہوگی جو لکھتے ہیں (بدل سدل کر) کتاب (توریت) کو اپنے ہاتھوں سے پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ (حکم) خدا کی طرف سے ہے غرض (صرف) یہ ہوتی ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ نقد قدرے قلیل وصول کر لیں۔ سو بڑی خرابی (پیش) آوے گی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو اس کی بدولت (بھی) جس کو ان کے ہاتھوں نے لکھا تھا اور بڑی خرابی ہوگی ان کو اس کی بدولت (بھی) جس کو وہ وصول کر لیا کرتے تھے (۷۹) اور یہودیوں نے یہ بھی کہا کہ ہرگز ہم کو آتش (دوزخ) چھوئے گی (بھی) نہیں مگر (بہت) تھوڑے روز جو (انگلیوں پر) شمار کر لیے جا سکیں۔ آپ یوں فرما دیجیے، کیا تم لوگوں نے حق تعالیٰ سے (اس کے متعلق) کوئی معاہدہ لے لیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے معاہدہ کے خلاف نہ کریں گے یا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کی کوئی علمی سند اپنے پاس نہیں رکھتے (۸۰) کیوں نہیں جو شخص قصداً بری باتیں کرتا رہے اور اس کو اس کی خطا (اور قصور اس طرح) احاطہ کر لے (کہ کہیں نیکی کا اثر تک نہ رہے) سو ایسے لوگ اہل دوزخ ہوتے ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۸۱) اور جو لوگ (اللہ اور رسول پر) ایمان لاویں اور نیک کام کریں ایسے لوگ اہل بہشت ہوتے ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۸۲)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ پھر اس کے بعد تمھارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی مثل ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ کرے اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تمھارے کوتکوں سے بے خبر نہیں (۷۴) تو اے مسلمانو! کیا تمھیں یہ طمع ہے کہ یہ (یہودی) تمھارا یقین لائیں گے اور ان میں کا تو ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد اسے دانستہ بدل دیتے (۷۵) اور جب مسلمانوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب آپس میں اکیلے ہوں تو کہیں وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا مسلمانوں سے بیان کیے دیتے ہو کہ اس سے تمھارے رب کے یہاں تمھیں پر حجت لائیں، کیا تمھیں عقل نہیں (۷۶) کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں (۷۷) اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں کہ جو کتاب کو نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لینا یا کچھ اپنی من گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں (۷۸) تو خرابی ہے ان کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں تو خرابی ہے ان کے لیے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ان کے لیے اس کمائی سے (۷۹) اور بولے: ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی، مگر گنتی کے دن۔ تم فرما دو، کیا خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمھیں علم نہیں (۸۰) ہاں، کیوں نہیں جو گناہ کمائے اور اس کی خطا اسے گھیر لے وہ دوزخ والوں میں ہے انھیں ہمیشہ اس میں رہنا (۸۱) اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ جنت والے ہیں، انھیں ہمیشہ اس میں رہنا (۸۲)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ پھر اس کے بعد تمھارے دل پتھر جیسے، بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوں گے، بعض پتھروں سے تو نہریں بہہ نکلتی ہیں اور بعض پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے، اور بعض اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گر گر پڑتے ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال سے غافل نہ جانو (۷۴) (مسلمانو!) کیا تمھاری خواہش ہے کہ یہ لوگ ایماندار بن جائیں حالانکہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کلام اللہ کو سن کر عقل و علم والے ہوتے ہوئے پھر بھی بدل ڈالا کرتے ہیں (۷۵) جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو اپنی ایمانداری ظاہر کرتے ہیں، اور جب آپس میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو کیوں وہ باتیں پہنچاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں سکھائی ہیں، کیا جانتے نہیں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے پاس تم پر ان کی حجت ہو جائے گی (۷۶) کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پوشیدگی اور ظاہر داری سب کو جانتا ہے (۷۷) ان میں سے بعض ان پڑھ ایسے بھی ہیں کہ جو کتاب کے صرف ظاہری الفاظ کو ہی جانتے ہیں اور صرف گمان اور اٹکل ہی پر ہیں (۷۸) ان لوگوں کے لیے ویل ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو اللہ تعالیٰ کی طرف کی کہتے ہیں اور اس طرح دنیا کماتے ہیں، ان کے ہاتھوں کی لکھائی کو اور ان کی کمائی کو ویل (ہلاکت) اور افسوس ہے (۷۹) یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف چند روز جہنم میں رہیں گے، ان سے کہو کہ کیا تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کا کوئی پروانہ ہے؟ اگر ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا (ہرگز نہیں) بلکہ تم تو اللہ کے ذمے وہ باتیں لگاتے ہو جنھیں تم نہیں جانتے (۸۰) یقیناً جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بھی برے کام کیے اور اس کی نافرمانیوں نے اسے گھیر لیا وہ ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے (۸۱) اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں وہ جنتی ہیں، جو جنت میں ہمیشہ رہیں گے (۸۲)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ مگر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی آخر کار تمھارے دل سخت ہو گئے، پتھروں کی طرح سخت، بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی بڑھے ہوئے، کیونکہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں، کوئی پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے، اور کوئی خدا کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے۔ اللہ تمھارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے (۷۴) اے مسلمانو، اب کیا ان لوگوں سے تم یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ تمھاری دعوت پر ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کا شیوہ یہ رہا ہے کہ اللہ کا کلام سنا اور پھر خوب سمجھ بوجھ کر دانستہ اس میں تحریف کی (۷۵) (محمد رسول اللہ پر) ایمان لانے والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی انھیں نہیں مانتے ہیں، اور جب آپس میں ایک دوسرے سے تخلیے کی بات چیت ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ بے وقوف ہو گئے ہو؟ ان لوگوں کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں تاکہ تمھارے رب کے پاس تمھارے مقابلے میں انھیں حجت میں پیش کریں؟ (۷۶) ــــ اور کیا یہ جانتے نہیں ہیں کہ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں کہ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، اللہ کو سب باتوں کی خبر ہے؟ (۷۷) ــــ ان میں ایک دوسرا گروہ امیوں کا ہے، جو کتاب کا تو علم رکھتے نہیں، بس اپنی بے بنیاد امیدوں اور آرزوؤں کو لیے بیٹھے ہیں اور محض وہم وگمان پر چلے جا رہے ہیں (۷۸) پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر لیں۔ ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا بھی ان کے لیے تباہی کا سامان ہے اور ان کی یہ کمائی بھی ان کے لیے موجب ہلاکت (۷۹) وہ کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں ہرگز چھونے والی نہیں الا یہ کہ چند روز کی سزا مل جائے تو مل جائے۔ ان سے پوچھو، کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے جس کی خلاف ورزی وہ نہیں کر سکتا؟ یا بات یہ ہے کہ تم اللہ کے ذمے ڈال کر ایسی باتیں کہہ دیتے ہو جن کے متعلق تمھیں علم نہیں ہے کہ اس نے ان کا ذمہ لیا ہے؟ (۸۰) آخر تمھیں دوزخ کی آگ کیوں نہ چھوئے گی؟ جو بھی بدی کمائے گا اور اپنی خطا کاری کے چکر میں پڑا رہے گا، وہ دوزخی ہے اور دوزخ ہی میں وہ ہمیشہ رہے گا (۸۱) اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے وہی جنتی ہیں اور جنت میں ہمیشہ رہیں گے (۸۲)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ پھر اس سب کے بعد تمھارے دل سخت ہو گئے، پس وہ پتھروں کے مانند ہو گئے یا ان سے بھی زیادہ سخت۔ اور پتھروں میں یقیناً بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں، بعض پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی جاری ہو جاتا ہے، اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو خوف خدا سے گر پڑتے ہیں۔ اور اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو (۷۴) کیا تم لوگ یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ لوگ تمھاری بات مان لیں گے اور حال یہ ہے کہ ان میں سے ایک گروہ اللہ کے کلام کو سنتا رہا ہے اور اس کو سمجھ چکنے کے بعد اس کی تحریف کرتا رہا ہے اور وہ جانتے ہیں (۷۵) اور جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم تو ایمان لائے ہوئے ہیں اور جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: کیا تم ان کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں کہ وہ تمھارے رب کے پاس تم سے حجت کریں؟ کیا تم سمجھتے نہیں؟ (۷۶) کیا انھیں نہیں معلوم ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں (۷۷) اور ان میں بعض ان پڑھ ہیں جو کتاب الٰہی کو صرف اپنی آرزوں کا مجموعہ خیال کرتے ہیں حالانکہ وہ صرف اٹکل کے تیر تکے چلاتے ہیں (۷۸) پس ہلاکی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شریعت تصنیف کرتے ہیں۔ پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیں! پس ان کے لیے ہلاکی ہے اس چیز کے سبب سے جو ان کے ہاتھوں نے لکھی اور ان کے لیے ہلاکی ہے اس چیز کے سبب سے جو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کماتے ہیں!(۷۹)اور وہ کہتے ہیں کہ ان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی مگر صرف گنتی کے چند دن۔ پوچھو: کیا تم نے اللہ کے پاس اس کے لیے کوئی عہد کرا لیا ہے کہ اللہ اپنے عہد کی خلاف ورزی نہیں کرے گا یا تم اللہ پر ایک ایسی تہمت باندھ رہے ہو جس کے بارے میں تمھیں کچھ علم نہیں؟ (۸۰) البتہ جس نے کمائی کوئی بدی اور اس کے گناہ نے اس کو اپنے گھیرے میں لے لیا تو وہی لوگ دوزخ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۸۱) اور جو ایمان لائے اور جنھوں نے بھلے کام کیے تو وہی لوگ جنت والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۸۲)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (تم یہی کرتے رہے، یہاں تک کہ) اس کے بعد پھر تمھارے دل سخت ہو گئے، اس طرح کہ گویا وہ پتھر ہیں یا اُن سے بھی زیادہ سخت۔ اور پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹتی ہیں اور ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور اُن سے پانی بہ نکلتا ہے اور ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ (یہ حقیقت ہے کہ تم یہی کرتے رہے ہو)، اور جو کچھ تم کرتے رہے ہو، اللہ اُس سے بے خبر نہیں ہے (۷۴) (اس کے باوجود، مسلمانو)، کیا تم (اِن سے) یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ تمھاری بات مان لیں گے، اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) اِن میں سے ایک گروہ اللہ کا کلام سنتا رہا ہے اور اسے اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد جانتے بوجھتے، اِس میں تحریف کرتا رہا ہے (۷۵) اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے مان لیا ہے اور جب آپس میں اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں: کیا تم اِن کو وہ بتاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولا ہے کہ وہ اِس کی بنیاد پر تمھارے پروردگار کے پاس تم سے حجت کریں۔ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ (۷۶) کیا یہ نہیں جانتے کہ جو کچھ یہ چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، اللہ اُن سب باتوں سے باخبر ہے (۷۷) اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) اِن میں بن پڑھے عامی بھی ہیں جو اللہ کی کتاب کو صرف اپنی آرزووں کا ایک مجموعہ سمجھتے ہیں اور اپنے گمانوں ہی پر چلتے ہیں (۷۸) ـــــ سو تباہی ہے اُن کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شریعت تصنیف کرتے ہیں، پھر کہتے ہیں: یہ اللہ کی طرف سے ہے، تاکہ اس کے ذریعے سے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیں۔ سو تباہی ہے اُن کے لیے اُس چیز کی وجہ سے جو اُن کے ہاتھوں نے لکھی اور تباہی ہے اُن کے لیے اُس چیز کی وجہ سے جو (اس کے ذریعے سے) وہ کماتے ہیں (۷۹) ـــــ اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) اِنھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ دوزخ کی آگ ہمیں صرف گنتی کے چند دنوں کے لیے چھوئے گی۔ اِن سے پوچھو، کیا اللہ سے تم نے کوئی عہد لیا ہے؟ (اس لیے کہ اگر عہد لیا ہے) تو اللہ کسی حال میں اپنے عہد کی خلاف ورزی نہ کرے گا یا تم اللہ پر ایسی تہمت باندھ رہے ہو جس کے بارے میں تم کچھ نہیں جانتے (۸۰) ہاں، کیوں نہیں، جن لوگوں نے کوئی بدی کمائی ہے اور اُن کے گناہ نے اُنھیں پوری طرح گھیر لیا ہے، وہی دوزخ کے لوگ ہیں۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے (۸۱) اور جو ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کیے، وہی جنت کے لوگ ہیں۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے (۸۲)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

ثم قست قلوبکم

دل کب سخت ہوتا ہے

"کسی جرم کے ساتھ جب حیلہ بازی، کٹھ حجتی، ڈھٹائی اور جسارت بھی شامل ہو جائے تو ایسے مجرموں کے دل خدا کے قانون کے مطابق پتھر کی مانند سخت ہو جایا کرتے ہیں۔ جس کے بعد نیکی اور تقویٰ کی روئیدگی کی صلاحیت ان کے اندر بالکل ہی ختم ہو جایا کرتی ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۵۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ

''یہ اسی طرح کا اسلوب ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا:'اولئک کالانعام بل ھم اضل'۔ یہ محض مبالغہ کا اسلوب نہیں، بلکہ تعبیر حقیقت ہے۔ جمادات وغیرہ میں جو سختی ہوتی ہے وہ ان کو صلاحیتوں سے محروم نہیں کرتی جو قدرت کی طرف سے ان کے اندر ودیعت ہوتی ہیں برعکس اس کے انسان اگر اپنے آپ کو بگاڑتا ہے تو اس کا بگاڑ اس کو ان تمام صلاحیتوں سے محروم کر دیتا ہے۔ پتھر سخت سے سخت تر ہو کر بھی پتھر ہی رہتا ہے جب کہ انسان کا دل اگر کسی اخلاقی بیماری کے سبب سے سخت ہو جائے تو اس کے دل کی تمام سوتیں خشک ہو جاتی ہیں۔ یہاں یہ بات محض کوئی شاعرانہ اسلوب نہیں ہے بلکہ یہ تلمیح ہے ان مشاہدات کی طرف جو صحرا کی زندگی میں خود بنی اسرائیل کی نگاہوں کے سامنے گزر چکے تھے۔ انھوں نے اپنی آنکھوں سے ایک چٹان سے اکٹھے بارہ چشمے پھوٹتے اور طور کے ایک حصہ کو تجلی الٰہی سے پاش پاش ہوتے دیکھا تھا لیکن یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود بھی ان کے دل کی سختی کا یہ حال رہا کہ وہ کسی نشانی کو بھی دیکھ کر نرم نہیں ہوتے تھے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۵۱)

تحریف کا مفہوم اور اس کی شکلیں

''حرف الشیء عن وجھه کے معنی ہیں کسی شے کو اس کے صحیح رخ سے موڑ کر دوسری سمت میں کر دینا۔ اسی سے 'حرف القول' یا 'حرف الکلام' ہے۔ جس کے معنی بات یا کلام کے بدل دینے کے ہیں۔ اس بدل دینے کی کئی شکلیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً

ایک بات کی دیدہ دانستہ ایسی تاویل کر دی جائے جو قائل کے منشا کے بالکل خلاف ہو۔

کسی لفظ کے طرز ادا اور قرآت میں ایسی تبدیلی کر دی جائے جو لفظ کو کچھ سے کچھ بنا دے۔ مثلاً مروہ کو مریا یا مورہ کر دینا۔

کسی عبارت میں ایسی کمی بیشی کر دی جائے جس سے اصل مدعا بالکل ہی خبط ہو کر رہ جائے مثلاً حضرت ابراہیم کے واقعہ میں یہود نے اس طرح رد و بدل کیا کہ کعبہ سے ان کا کوئی تعلق ثابت نہ ہو سکے۔

کسی ذو معانی لفظ کا وہ ترجمہ کر دیا جائے جو سیاق و سباق کے بالکل خلاف ہو مثلاً عبرانی کے ابن کا ترجمہ بیٹا کر دیا درآنحالیکہ اس کے معنی اور غلام کے ہیں۔

ایک بات کا مفہوم بالکل واضح ہو لیکن اس کے متعلق ایسے سوالات اٹھا دیے جائیں جو اس واضح بات کو مبہم بنا دینے والے یا اس کو بالکل مختلف سمت میں ڈال دینے والے ہوں۔

اہل کتاب تحریف کی ان تمام قسموں کے مرتکب ہوئے۔

تحریف پر تحریف کا اطلاق صرف اسی صورت ہوتا ہے جب وہ دیدہ دانستہ اور سمجھ بوجھ کر ہو۔ قرآن مجید نے اس کے ساتھ قید لگائی ہے 'من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون'۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۵۲)

واذا لقوا الذین آمنوا

یہود کے دعوائے ایمان کی حقیقت

''اور جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان لائے ہیں۔ وہ اس قول کے ظاہر الفاظ سے مسلمانوں کو فریب دیتے تھے تاکہ مسلمان ان پر اعتماد کرنے لگیں۔ خود اپنے ذہن میں وہ اس کا مطلب یہ لیتے تھے کہ وہ اپنے نبیوں اور اپنے صحیفوں پر تو ایمان رکھتے ہی ہیں ایمان اور کس چیز کو کہتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۵۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومنهم امیون

'امیون' کامفہوم

''امیون 'امی' کی جمع ہے جس کے معنی تحریر و کتابت اور مدرسی تعلیم سے ناواقف کے ہیں۔اس سے مراد یہود کے ان پڑھ عوام ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا،ص ۲۵۴)ا

لا یعلمون الکتاب الا امانی

یہود کی بیماری

''امانی، امنیة کی جمع ہے جس کے معنی آرزو، تمنا اور خواہش کے ہیں۔یعنی ان کی خواہشیں بالکل بے بنیاد اور بے حقیقت ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا،ص ۲۵۴)

یکتبون الکتاب بایدیھم

''لفظ کتاب قرآن میں دوسرے معانی کے ساتھ شریعت کے احکام وقوانین کے لیے بھی استعمال ہوا ہے یہاں اس سے مراد وہ فتوے ہیں جو علمائے یہود بغیر کسی شرعی سند کے محض اپنی دنیوی اغراض کے لیے عوام کو خوش رکھنے کے لیے جاری کرتے تھے۔اپنے ہاتھوں لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان فتووں کے لیے کتاب الٰہی میں کوئی بنیاد اور سند نہیں ہوتی تھی۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا،ص ۲۵۵)

و قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودة

جھوٹی آرزوؤں کی ایک مثال

''اور وہ کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں چند دن سے زیادہ نہیں چھوئے گی۔یہ ان جھوٹی آرزوؤں کی ایک مثال ہے جن کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے۔یہود اپنے لیے کسی صورت ابدی عذاب کے قائل نہ تھے۔ان کا خیال تھا کہ وہ خدا کی برگزیدہ امت ہیں۔اول تو دوزخ میں بھیجے ہی نہ جائیں گے اگر گئے بھی تو معمولی طور پر کچھ سزا بھگت کر جنت میں واپس کر دیے جائیں گے۔ان کے اس واہمہ نے انھیں شریعت کی ذمہ داریوں سے بالکل بے پروا کر دیا تھا۔بدقسمتی سے ہم مسلمان بھی اسی قسم کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا،ص ۲۵۵)

''یہود کہتے تھے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے اور ہم ہر ہزار سال کے بدلے ایک دن جہنم میں رہیں گے، اس حساب سے صرف سات دن جہنم میں رہیں گے۔کچھ کہتے تھے کہ ہم نے چالیس دن بچھڑے کی عبادت کی تھی، اس لیے چالیس دن جہنم میں رہیں گے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا تم نے اللہ سے عہد لیا ہے؟ یہ بھی استفہام انکاری ہے یعنی یہ غلط کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے اس قسم کا کوئی عہد و پیمان نہیں ہوا۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۱۵)

''یہود کے مقدس نوشتہ تالمود کے انتخابات کا جو مجموعہ انگریزی میں ڈاکٹر کوہن کا مرتب کیا ہوا شائع ہوا ہے، اس میں یوں ہے: 'قیامت کے دن ابراہیم در دوزخ پر تشریف رکھتے ہوں گے اور کسی مختون اسرائیلی کو اس میں گرنے نہ دیں گے۔جہنم کی آگ اسرائیلی گنہگاروں پر کوئی قدرت نہیں رکھتی'۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام لکھنؤ، ج ا،ص ۱۷۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلی من کسب سیئۃ و احاطت ...

یہود کے واہمہ کی تردید

’’جنت دوزخ کا تعلق خاندانی اور گروہی نسبتوں سے نہیں، بلکہ تمام تر عمل سے ہے۔ جو شخص کسی برائی کا ارتکاب کرے اور وہ برائی اس کو اپنے گھیرے میں لے لے تو اس کے لیے ’خلود فی النار‘ ہے خواہ اس کا تعلق کسی گروہ سے ہو۔ جس طرح اس سورہ کے پہلے سلسلہ بیان کے خاتمہ پر ’ان الذین آمنوا والذین ھادوا‘ کی آیت وارد ہوئی تھی، اسی طرح اس دوسرے سلسلہ بیان کے خاتمہ پر یہ ’بلی من کسب‘ والی آیت وارد ہوئی ہے۔ ان دونوں آیتوں کا موقع اور مقصد بالکل ایک سا ہے۔ اس وجہ سے ان دونوں کو ایک دوسرے کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔‘‘ (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱ ص ۲۵۶)

والذین آمنوا و عملوا الصالحات...

’’قرآن مجید یہاں نجات و بخشش کا اصول بیان فرما رہا ہے کہ نجات کا دارومدار کسی قوم و نسب سے وابستگی پر نہیں، بلکہ ایمان اور عمل صالح پر ہے۔‘‘ (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱ ص ۷۱)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ(83) وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ(84) ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ(85) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ(86)

تراجم

ا۔ اور جب ہم نے لیا اقرار بنی اسرائیل کا، بندگی نہ کریو مگر اللہ کی۔ اور ماں باپ سے سلوک نیک، اور قرابت والے سے، اور یتیموں سے اور محتاجوں سے، اور کہیو لوگوں کو نیک بات اور کھڑی رکھیو نماز، اور دیتے رہیو زکوۃ۔ پھر تم پھر گئے مگر تھوڑے تم میں، اور تم کو دھیان نہیں (۸۳) اور جب لیا ہم نے اقرار تمھارا، نہ کرو گے خون آپس میں، اور نہ نکال دو گے اپنوں کو اپنے وطن سے، پھر تم نے اقرار کیا اور تم مانتے ہو (۸۴) پھر تم ویسے ہی خون کرتے ہو آپس میں، اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فرقے کو ان کے وطن سے، چڑھائی کرتے ہو ان پر گناہ سے، اور ظلم سے۔ اور اگر وہی آویں تم پاس کسی کی قید میں پڑے، تو ان کی چھڑوائی دیتے ہو، اور وہ بھی حرام ہے تم پر ان کا نکال دینا۔ پھر کیا مانتے ہو تھوڑی کتاب اور منکر ہوتے ہو تھوڑی سے؟ پھر کچھ سزا نہیں اس کی، جو کوئی تم میں یہ کام کرتا ہے، مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں۔ اور قیامت کے دن پہنچائے جاویں سخت سے سخت عذاب میں۔ اور اللہ بے خبر نہیں تمھارے کام سے (۸۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی ہیں جنھوں نے خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دے کر۔ سو نہ ہلکا ہوگا ان پر عذاب اور نہ ان کو مدد پہنچے گی (۸۶)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اور وہ زمانہ یاد (کرو) جب لیا ہم نے (توریت میں) قول و قرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت مت کرنا کسی کی بجز اللہ تعالیٰ کے اور ماں باپ کی اچھی طرح خدمت گزاری کرنا اور اہل قرابت کی بھی اور بے باپ کے بچوں کی بھی اور غریب محتاجوں کی بھی اور عام لوگوں سے بات اچھی طرح (خوش خلقی سے) کہنا اور پابندی رکھنا نماز کی اور ادا کرتے رہنا زکوٰۃ پھر تم (قول و قرار کر کے) اس سے پھر گئے بجز معدودے چند کے اور تمھاری تو معمولی عادت ہے اقرار کر کے ہٹ جانا (۸۳) اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے یہ قول و قرار بھی لیا کہ باہم خونریزی مت کرنا اور ایک دوسرے کو ترک وطن مت کرنا۔ پھر تم نے اقرار بھی کر لیا اور اقرار بھی ضمناً نہیں بلکہ ایسا صریح جیسے تم شہادت دیتے ہو (۸۴) پھر تم یہ (آنکھوں کے سامنے موجود ہی) ہو کہ قتل قتال بھی کرتے ہو اور ایک دوسرے کو ترک وطن بھی کرتے ہو اس طور پر کہ ان نبیوں کے مقابلہ میں ان کی مخالف قوموں کی مدد کرتے ہو گناہ اور کفر کے ساتھ اور ان لوگوں میں سے کوئی گرفتار ہو کر تم تک پہنچ جاتا ہے تو ایسوں کو کچھ خرچ کر کرا کر رہا کرا دیتے ہو حالانکہ یہ بات (بھی معلوم) ہے کہ تم کو ان کا ترکِ وطن کرا دینا نیز ممنوع ہے تو کیا (پس یوں کہو کہ) کتاب (توریت) کے بعض (احکام) پر تم ایمان رکھتے ہو اور بعض پر ایمان نہیں رکھتے ہو اور کیا سزا ہو ایسے شخص کی جو تم لوگوں میں سے ایسی حرکت کرے بجز رسوائی کے دنیوی زندگانی میں۔ اور روزِ قیامت کو بڑے سخت عذاب میں ڈال دیے جاویں۔ اور اللہ تعالیٰ (کچھ) بے خبر نہیں ہیں تمھارے اعمال (زشت) سے (۸۵) یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے دنیوی زندگانی (کے حظوظ) کو لے لیا ہے بعوض (نجات) آخرت کے، سو نہ تو ان کی سزا میں (کچھ) تخفیف کی جاوے گی اور نہ کوئی ان کی طرفداری (پیروی) کرنے پاوے گا (۸۶)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر تم پھر گئے مگر تم میں کے تھوڑے اور تم روگردان ہو (۸۳) اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ اپنوں کا خون نہ کرنا اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم گواہ ہو (۸۴) پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے اور اپنے میں سے ایک گروہ کو ان کے وطن سے نکالتے ہو، ان پر مدد دیتے ہو (ان کے مخالف کو) گناہ اور زیادتی میں اور اگر وہ قیدی ہو کر تمھارے پاس آئیں تو بدلا دے کر چھڑا لیتے ہو اور ان کا نکالنا تم پر حرام ہے تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تمھارے کوتکوں سے بے خبر نہیں (۸۵) یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے (۸۶)۔ (مولانا احمد رضا خاںؒ)

۴۔ اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اسی طرح قرابتداروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا نمازیں قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہا کرنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا (۸۳) اور جب ہم نے تم سے وعدہ لیا کہ آپس میں خون نہ بہانا (قتل نہ کرنا) اور آپس والوں کو جلا وطن نہ کرنا، تم نے اقرار کیا اور تم اس کے شاہد بنے (۸۴) لیکن پھر بھی تم نے آپس میں قتل کیا اور آپس کے ایک فرقے کو جلا وطن بھی کیا اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ان کے خلاف دوسروں کی طرفداری کی، ہاں جب وہ قیدی بن کر تمھارے پاس آئے تو تم نے ان کے فدیے دیے لیکن ان کا نکالنا جو تم پر حرام تھا (اس کا کچھ خیال نہ کیا) کیا بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ تم میں سے جو بھی ایسا کرے اس کی سزا اس کے سوا کیا ہو کہ دنیا میں رسوائی اور قیامت کے دن سخت عذابوں کی مار، اور اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال سے بے خبر نہیں (۸۵) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے دنیا کی زندگی کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرت کے بدلے خرید لیا ہے ان کے نہ تو عذاب ہلکے ہوں گے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی (۸۶)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ یاد کرو، اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ کے ساتھ، رشتے داروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، لوگوں سے بھلی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا، مگر تھوڑے آدمیوں کے سوا تم سب اس عہد سے پھر گئے اور اب تک پھرے ہوئے ہو (۸۳) پھر ذرا یاد کرو، ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور نہ ایک دوسرے کو گھر سے بے گھر کرنا۔ تم نے اس کا اقرار کیا تھا، تم خود اس پر گواہ ہو (۸۴) مگر آج وہی تم ہو کہ اپنے بھائی بندوں کو قتل کرتے ہو، اپنی برادری کے کچھ لوگوں کو بے خانماں کر دیتے ہو، ظلم و زیادتی کے ساتھ ان کے خلاف جتھے بندیاں کرتے ہو، اور جب وہ لڑائی میں پکڑے ہوئے تمھارے پاس آتے ہیں، تو ان کی رہائی کے لیے فدیہ کا لین دین کرتے ہو، حالانکہ انھیں ان کے گھروں سے نکالنا ہی سرے سے تم پر حرام تھا۔ تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں، ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیے جائیں؟ اللہ ان حرکات سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو (۸۵) ـــــ یہ وہ لوگ ہیں، جنھوں نے آخرت بیچ کر دنیا کی زندگی خرید لی ہے، لہٰذا نہ ان کی سزا میں کوئی تخفیف ہوگی اور نہ انھیں کوئی مدد پہنچ سکے گی (۸۶)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے، والدین کے ساتھ احسان کرو گے، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں کو (ان کا حق دو گے) اور یہ کہ لوگوں سے اچھی بات کہو، نماز کا اہتمام کرو اور زکوٰۃ دو۔ پھر تم برگشتہ ہو گئے مگر تم میں سے بہت تھوڑے لوگ۔ اور تم منہ موڑنے والے ہی لوگ ہو (۸۳) اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے تم سے اقرار لیا کہ اپنوں کا خون نہ بہاؤ گے اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالو گے۔ پھر تم نے ان باتوں کا اقرار کیا اور تم اس کے گواہ ہو (۸۴) پھر تم ہی لوگ ہو کہ اپنوں کو قتل کرتے ہو اور اپنے ہی ایک گروہ کو ان کی بستیوں سے نکالتے ہو۔ پہلے ان کے خلاف حق تلفی اور زیادتی کر کے ان کے دشمنوں کی مدد کرتے ہو، پھر اگر وہ تمھارے پاس قیدی ہو کر آتے ہیں تو ان کا فدیہ دے کر چھڑاتے ہو حالانکہ سرے سے ان کا نکالنا ہی تمھارے لیے حرام تھا۔ کیا تم کتابِ الٰہی کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور اس کے دوسرے حصے کا انکار کرتے ہو؟ تو جو لوگ تم میں سے ایسا کرتے ہیں ان کی سزا دنیا کی زندگی میں رسوائی کے سوا اور کچھ نہیں اور آخرت میں یہ شدید ترین عذاب کی طرف بھیجے جائیں گے۔ اور اللہ اس چیز سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو (۸۵) یہی لوگ ہیں جنھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی تو نہ تو ان کا عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو کوئی مدد ہی پہنچے گی (۸۶)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور یاد کرو، جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے اور والدین کے ساتھ اور قرابت مندوں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرو گے۔ اور (عہد لیا کہ) لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز کا اہتمام کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ پھر تم میں سے تھوڑے لوگوں کے سوا تم سب (اُس سے) پھر گئے اور (حقیقت یہ ہے کہ) تم پھر جانے والے ہی لوگ ہو (۸۳) اور یاد کرو، جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ آپس میں خون نہ بہاؤ گے اور اپنے لوگوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالو گے۔ پھر تم نے اقرار کیا اور تم اس کے گواہ ہو (۸۴) پھر یہ تمھی ہو کہ اپنوں کو قتل کرتے ہو اور اپنے ہی ایک گروہ کو اُن کی بستیوں سے نکالتے ہو، اس طرح کہ ظلم اور حق تلفی کے ساتھ اُن کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو، اور اگر وہ قیدی ہو کر آئیں تو فدیہ دے کر اُنھیں چھڑاتے ہو، دراں حالیکہ کہ اُن کا نکالنا ہی سرے سے تمھارے لیے جائز نہ تھا۔ پھر کیا تم کتابِ الٰہی کے ایک حصے کو مانتے اور ایک حصے کا انکار کرتے ہو؟ سو تم میں سے جو یہ کرتے ہیں، اُن کی سزا اِس دنیا کی زندگی میں رسوائی کے سوا کچھ نہیں اور قیامت کے دن وہ سخت سے سخت عذاب میں پہنچا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیے جائیں گے۔(تم یہی کرتے ہو)اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُس سے بے خبر نہیں ہے(۸۵) ـــــ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے آخرت دے کر دنیا خرید لی، اِس لیے(اب) نہ اِن کا عذاب ہی ہلکا ہوگا اور نہ کوئی مدد اِنھیں پہنچے گی(۸۶)۔(محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل...

بنی اسرائیل سے ابتدائی عہد

''یہ اس ابتدائی عہد کی طرف اشارہ ہے جو بنی اسرائیل سے شرک کے اجتناب، والدین کے ساتھ حسن سلوک، اعزہ واقربا اور یتامیٰ ومساکین کے حقوق اور نماز وزکوٰۃ کے قیام سے متعلق لیا گیا تھا۔''(تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۲۶۲)

''عہد، جب اس کا تعلق خدائے تعالیٰ سے ہوتا ہے تو محاورۂ توریت میں حکم کے معنی میں آتا ہے۔بعض شارحین قرآن نے بھی یہاں عہد لینے کو حکم دینے کے معنی میں لیا ہے۔''(تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام، لکھنؤ، ج۱، ص۱۷۴)

خدا کے بعد سب سے بڑا حق

''اللہ تعالیٰ کے حق کے بعد معاً والدین کا ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کے بعد سب سے بڑا حق انسان پر اگر کوئی ہے تو ماں باپ کا ہے۔لیکن یہ حق صرف احسان یعنی حسن سلوک کا متقاضی ہے عبادت کا نہیں۔''(تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۲۶۲)

احسان اور ادائے حقوق

''احسان درحقیقت نام ہی ادائے حقوق کا ہے، اگر حقوق ادا نہ کیے جائیں تو محض خالی خولی باتوں سے احسان کا فرض ادا نہیں ہوسکتا۔''(تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۲۶۳)

یتامیٰ اور مساکین

''حقوق کی ترتیب میں والدین اور اقربا کے بعد یتامی اور مساکین کا ذکر اس اہمیت کو ظاہر کرتا ہے جو اسلامی معاشرے میں یتامیٰ اور مساکین کو حاصل ہے۔''(تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۲۶۳)

و قولوا للناس حسنا

''اس آیت کا ایک تو وہ عام مفہوم ہے جو اس کے ظاہر الفاظ سے نکلتا ہے یعنی لوگوں سے اچھی بات کہو اس اعتبار سے نیکی، شرافت، اور پند ونصیحت کی ہر بات اس میں داخل ہے۔سیاق کلام اور نظم کے لحاظ سے مفہوم یہ بھی ہے کہ یتامی اور مساکین سے نہ صرف بات شریفانہ انداز میں کی جائے، بلکہ ان کے خلاف دل میں برہمی ہو تو اس کو بھی ضبط کیا جائے اور ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر کیا جائے۔''(تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۲۶۴)

تعلیم وتبلیغ میں سخت کلامی کافر سے بھی درست نہیں

''قولوا للناس حسنا کا حاصل یہ ہے کہ جب لوگوں سے خطاب کرے تو بات نرم کرے، خوش روئی اور کشادہ دلی سے کرے، چاہے مخاطب نیک ہو یا بد، سنی ہو یا بدعتی، ہاں دین کے معاملہ میں مداہنت اور اس کی خاطر حق پوشی نہ کرے۔وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے جب موسیٰ وہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو یہ ہدایت نامہ دیا کہ 'فقولا لہ لینا' تو آج جو کلام کرنے والا ہے، وہ حضرت موسیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے افضل نہیں اور مخاطب کتنا ہی برا ہو، فرعون سے زیادہ برا اور خبیث نہیں۔ طلحہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے امام تفسیر وحدیث عطا سے کہا کہ آپ کے پاس فاسد عقیدے والے لوگ بھی جمع رہتے ہیں، مگر میرے مزاج میں تیزی ہے میرے پاس ایسے لوگ آتے ہیں تو میں ان کو سخت بات کہہ دیتا ہوں۔ حضرت عطا نے کہا کہ ایسا نہ کیا کرو کیونکہ حق تعالیٰ کا حکم ہے کہ قولوا للناس حسنا 'اس میں تو یہودی و نصرانی بھی داخل ہیں مسلمان خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو کیوں نہ داخل ہوگا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا ص ۲۵۴)

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ...

''یہاں نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا ذکر تفصیل کے بعد اجمال کی نوعیت رکھتا ہے۔ یعنی یہ دونوں چیزیں اوپر کی تمام باتوں کو اپنے اندر سمیٹ لینے والی ہیں۔ اللہ کی عبادت کرنے، نیز اعزہ و اقربا اور مساکین و یتامی کے ساتھ حسن سلوک کی جو ہدایت کی گئی ہے اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ سے ان تمام نیکیوں کی شیرازہ بندی ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے اجزا کے ذکر کے بعد ان اصولی چیزوں کا بھی ذکر کر دیا جس سے یہ بات آپ سے آپ واضح ہو جاتی ہے کہ اگر تم نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے تو تمھارے لیے اوپر بیان کی ہوئی نیکیوں کا انجام دینا آسان رہے گا اور اگر نماز اور زکوٰۃ ضائع کر دو گے تو پھر سب کچھ ضائع کر بیٹھو گے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا ص ۲۶۵)

ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم...

''بنی اسرائیل کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہودیہ اور اسرائیل کی سلطنتیں الگ الگ قائم ہو جانے کے بعد سے بنی اسرائیل میں اس طرح کے بہت واقعات پیش آئے۔ دونوں سلطنتوں کے درمیان حریفانہ کاوشیں رہتیں اور ایک دوسری سے انتقام لینے کے لیے آسان نسخہ یہی ہوتا کہ مخالف طاقتوں کو ابھار کران سے حریف پر چڑھائی کرادی جائے اور جب وہ قتل کے بعد دشمنوں کے ہاتھوں اسیر ہو کر طالب مدد ہوں تو ان کو چھڑا کر قومی ہمدردی اور خیر خواہی کی دھونس جمائی جائے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا ص ۲۶۷)

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل مدینے کے اطراف کے یہودی قبائل نے اپنے ہمسایہ عرب قبیلوں اوس اور خزرج سے حلیفانہ تعلقات قائم کر رکھے تھے۔ جب ایک عرب قبیلہ دوسرے قبیلے سے برسر جنگ ہوتا تو دونوں کے حلیف یہودی قبیلے بھی اپنے اپنے حلیف کا ساتھ دیتے اور ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو جاتے تھے۔ یہ فعل صریح طور پر کتاب اللہ کے خلاف تھا اور وہ جانتے بوجھتے کتاب کی خلاف ورزی کر رہے تھے۔ مگر لڑائی کے بعد جب ایک یہودی قبیلے کے اسیران جنگ دوسرے یہودی قبیلے کے ہاتھ آتے تھے تو غالب قبیلہ فدیہ لے کر انھیں چھوڑتا اور مغلوب قبیلہ فدیہ دے کر انھیں چھڑاتا تھا اور اس فدیے کے لین دین کو جائز ٹھیرانے کے لیے کتاب اللہ سے استدلال کرتے تھے۔ گویا وہ کتاب اللہ کی اس اجازت کو تو سر آنکھوں پر رکھتے تھے کہ اسیران جنگ کو فدیہ لے کر چھوڑا جائے مگر اس حکم کو ٹھکرا دیتے تھے کہ آپس میں جنگ ہی نہ کی جائے۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ا ص ۹۱)

''ترک وطن کرانے کی ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو آزار پہنچا کر اتنا تنگ مت کرنا کہ بیچارہ ترک وطن کرنے پر مجبور ہو جائے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا ص ۲۵۴)

اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا...

اشترا کا مفہوم

''یہاں اشترا کے معنی خریدنے یا بیچنے کے نہیں بلکہ مجرد ترجیح دینے کے ہیں۔ آدمی جب ایک شے کو قیمت دے کر خریدتا ہے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو قیمت کے بالمقابل ترجیح دیتا ہے۔اہل عرب ہر اس موقع پر جب ایک چیز کو چھوڑ کر دوسری چیز اختیار کی جائے ،کہیں گے' اشتراہ ' اس نے اس چیز کو خریدا یعنی اس کو ترجیح دی۔کفار نے بھی ضلالت کو ترجیح دی۔'' (تدبر قرآن ،تاج کمپنی نئی دہلی ،ج ا ،ص ۲۶۷)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ (87) وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ (88) وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (89) بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (90)

تراجم

ا۔اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب ور پے در پے بھیجے اس کے پیچھے رسول ۔اور دیے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے صریح ،اور قوت دی اس کو روح پاک سے ۔پھر بھلا جب تم پاس لایا کوئی رسول، جو نہ چاہا تمھارے جی نے تم تکبر کرنے لگے؟ پھر ایک جماعت کو جھٹلایا۔اور ایک جماعت کو مار ڈالتے (۸۷) اور کہتے ہیں، ہمارے دل پر غلاف ہے۔یوں نہیں ،لعنت کی ہے اللہ نے ان کے انکار سے ،سو کم یقین لاتے ہیں (۸۸) اور جب ان کو پہنچی کتاب اللہ کی طرف سے ،سچا بتاتی ان پاس والی کو ،اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر پھر جب پہنچا ان کو جو پہچان رکھا تھا ،اس سے منکر ہوئے ۔سو لعنت ہے اللہ کے منکروں پر (۸۹) برے مول خریدا اپنی جان کو ،کہ منکر ہوئے اللہ کے اتارے کلام سے ،اس ضد پر کہ اتارے اللہ اپنے فضل سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں ۔سو کما لائے غصے پر غصہ اور منکروں کو عذاب ہے ذلت کا (۹۰) ۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب (توریت) دی اور (پھر) ان کے بعد یکے بعد دیگرے پیغمبروں کو بھیجتے رہے اور (پھر) ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو نبوت کے واضح دلائل عطا فرمائے اور ہم نے ان کو روح القدس سے تائید دی۔کیا جب کبھی (بھی) کوئی پیغمبر تمھارے پاس ایسے احکام لائے جن کو تمھارا دل نہ چاہتا تھا (جب ہی تم نے تکبر کرنا شروع کر دیا سو بعض کو تو تم نے جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو (بے دھڑک) قتل ہی کر ڈالتے تھے (۸۷) اور وہ (یہودی افتخاراً) کہتے ہیں کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں، بلکہ ان کے کفر کے سبب ان پر خدا کی مار ہے سو بہت ہی تھوڑا سا ایمان رکھتے ہیں (۸۸) اور جب ان کو ایک ایسی کتاب پہنچی (یعنی قرآن) جو منجانب اللہ ہے (اور) اس کی (بھی) تصدیق کرنے والی ہے جو (پہلے سے) ان کے پاس ہے (یعنی توریت) حالانکہ اس کے قبل وہ (خود) بیان کیا کرتے تھے کفار سے پھر جب وہ چیز آ پہنچی جس کو وہ (خوب جانتے) پہچانتے ہیں تو اس کا (صاف) انکار کر بیٹھے ہو بس خدا کی مار ہو ایسے منکروں پر (۸۹) وہ حالت (بہت ہی) بری ہے جس کو اختیار کر کے وہ اپنی جانوں کو چھڑانا چاہتے ہیں اور وہ حالت یہ (ہے) کہ کفر کرتے ہیں ایسی چیز کا جو حق تعالیٰ نے نازل فرمائی محض (اسی) ضد پر کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اس کو منظور ہو نازل فرمادے۔سو وہ لوگ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے اور ان کفر کرنے والوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوایسی سزا ہوگی جس میں ذلت (بھی) ہے (۹۰)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے اس کی مدد کی تو کیا جب تمھارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمھارے نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو (۸۷) اور یہودی بولے: ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں (۸۸) اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا، اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر (۸۹) کس برے مولوں انھوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ اللہ کے اتارے سے منکر ہوں اس کی جلن سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے وحی اتارے تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے اور کافروں کے لیے ذلت کا عذاب ہے (۹۰)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ہم نے (حضرت) موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے پیچھے اور رسول بھی بھیجے اور ہم نے (حضرت) عیسیٰ بن مریم کو روشن دلیلیں دیں اور روح القدس سے ان کی تائید کرائی۔ لیکن جب کبھی تمھارے پاس رسول وہ چیز لائے جو تمھاری طبیعتوں کے خلاف تھی تم نے جھٹ سے تکبر کیا، پس بعض کو تو جھٹلا دیا اور بعض کو قتل بھی کر ڈالا (۸۷) یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلاف والے ہیں، نہیں نہیں بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے انھیں اللہ تعالیٰ نے معلون کر دیا ہے، ان کا ایمان بہت ہی تھوڑا ہے (۸۸) اور ان کے پاس جب اللہ تعالیٰ کی کتاب ان کی کتاب کو سچا کرنے والی آئی حالانکہ پہلے یہ خود اس کے ساتھ کفر پر فتح چاہتے تھے تو باوجود آ جانے اور باوجود پہچان لینے کے پھر کفر کرنے لگے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کافروں پر (۸۹) بہت بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انھوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا وہ ان کا کفر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ چیز کے ساتھ محض اس بات سے جل کر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل اپنے جس بندہ پر چاہا نازل فرمایا: اس باعث یہ لوگ غضب کے مستحق ہو گئے اور ان کافروں کے لیے رسوا کرنے والے عذاب ہیں (۹۰)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے، آخر کار عیسیٰ ابن مریم کو روشن نشانیاں دے کر بھیجا اور روحِ پاک سے اس کی مدد کی۔ پھر یہ تمھارا کیا ڈھنگ ہے کہ جب بھی کوئی رسول تمھاری خواہشاتِ نفس کے خلاف کوئی چیز لے کر تمھارے پاس آیا، تو تم نے اس کے مقابلے میں سرکشی ہی کی، کسی کو جھٹلایا اور کسی کو قتل کر ڈالا! (۸۷) ــــ وہ کہتے ہیں، ہمارے دل محفوظ ہیں۔ نہیں، اصل بات یہ ہے کہ ان کے کفر کی وجہ سے ان پر اللہ کی پھٹکار پڑی ہے، اس لیے وہ کم ہی ایمان لاتے ہیں (۸۸) ــــ اور اب جو ایک کتاب اللہ کی طرف سے ان کے پاس آئی ہے، اس کے ساتھ ان کا کیا برتاؤ ہے؟ باوجودیکہ وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس پہلے سے موجود تھی، باوجودیکہ اس کی آمد سے پہلے وہ خود کفار کے مقابلے میں فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے، مگر جب وہ چیز آ گئی، جسے وہ پہچان بھی گئے، تو انھوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ خدا کی لعنت ان منکرین پر (۸۹) کیسا برا ذریعہ ہے جس سے یہ اپنے نفس کی تسلی حاصل کرتے ہیں کہ جو ہدایت اللہ نے نازل کی ہے اس کو قبول کرنے سے صرف اس ضد کی بنا پر انکار کر رہے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل (وحی و رسالت) سے اپنے جس بندے کو خود چاہا، نواز دیا۔ لہٰذا اب یہ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے ہیں اور ایسے کافروں کے لیے سخت ذلت آمیز سزا مقرر ہے (۹۰)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو کھلی کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس سے اس کی تائید کی۔ تو کیا جب جب آئے گا کوئی رسول تمھارے پاس وہ باتیں لے کر جو تمھاری خواہشوں کے خلاف ہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی تو تم تکبر کرو گے؟ سو تم نے ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے (۸۷) اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل تو بند ہیں، بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان پر لعنت کر دی ہے تو شاذ و نادر ہی وہ ایمان لائیں گے (۸۸) اور جب آئی ان کے پاس ایک کتاب اللہ کے پاس سے، مطابق ان (پیشین گوئیوں) کے جو ان کے ہاں موجود ہیں اور وہ پہلے سے کافروں کے مقابلے میں فتح کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ تو جب آئی ان کے پاس وہ چیز جس کو وہ جانے پہچانے ہوئے تھے تو انھوں نے اس کا انکار کر دیا۔ پس ان منکروں پر اللہ کی پھٹکار ہے! (۸۹) کیا ہی بری ہے وہ چیز جس سے انھوں نے اپنی جانوں کا مبادلہ کیا کہ وہ انکار کر رہے ہیں اس چیز کا جو اللہ نے اتاری ہے، محض اس ضد کی بنا پر کہ اللہ نازل کرے اپنا فضل جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے۔ پس وہ اللہ کا غضب در غضب لے کر لوٹے اور منکروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے (۹۰)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اُس کے پیچھے پے در پے اپنے پیغمبر بھیجے، اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کو (ان سب کے بعد) کھلی کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس سے اُس کی تائید کی (تو جانتے ہو کہ اِن کے ساتھ تمھارا رویہ کیا رہا)؟ پھر کیا یہی ہوگا کہ جب بھی (ہمارا) کوئی پیغمبر وہ باتیں لے کر تمھارے پاس آئے گا جو تمھاری خواہشوں کے خلاف ہوں گی، تو تم (اُس کے سامنے) تکبر ہی کرو گے؟ سو یہی ہوا کہ (ہمارے پیغمبروں میں سے) ایک گروہ کو تم نے جھٹلا دیا اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے (۸۷) ____ اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) اِنھوں نے کہا: ہمارے دلوں پر غلاف ہیں۔ نہیں، بلکہ اِن کے اِس کفر کی وجہ سے اللہ نے اِن پر لعنت کر دی ہے، اِس لیے (اب) یہ کم ہی مانیں گے (۸۸) اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) جب اللہ کی طرف سے ایک کتاب اِن کے پاس آئی، اُن پیشین گوئیوں کی تصدیق میں جو اِن کے ہاں موجود ہیں، اور اِس سے پہلے یہ (اُسی کے حوالے سے) اپنے دین کا انکار کرنے والوں کے خلاف فتح کی دعائیں مانگ رہے تھے، پھر جب وہ چیز اِن کے پاس آئی جسے خوب پہچانے ہوئے تھے تو یہ اُس کے منکر ہو گئے۔ سو اللہ کی لعنت ہے اِن منکروں پر (۸۹) کیا ہی بری ہے وہ چیز جس کے بدلے میں اِنھوں نے اپنے آپ کو بیچ دیا کہ محض اِس بات کی ضد میں کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنا فضل اتارے، یہ اُس چیز کا انکار کر دیں جو اللہ نے اتاری ہے۔ سو یہ غضب پر غضب کما لائے اور (دنیا اور آخرت میں) اِن منکروں کے لیے (اب) بڑی ذلت کا عذاب ہے (۹۰)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

ولقد آتینا موسیٰ الکتب

''اس کتاب سے مراد تورات ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے تمام عہد مذکور تھے، سب سے اہم عہد یہ تھا کہ ہر زمانہ کے پیغمبروں کی اطاعت کرنا، ان پر ایمان لانا اور ان کی تعظیم و توقیر کرنا'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۲۴)

واتینا عیسیٰ ابن مریم البینت وایدنه بروح القدس

عیسیٰ علیہ السلام

''آپ سلسلۂ انبیا بنی اسرائیل کے خاتم ہیں۔ عیسوی سن آپ ہی کے نام سے جاری ہے۔ آپ کے بعد صرف نبوت محمدیؐ ہوئی۔ ملک شام کے علاقہ ارض گلیل میں ایک قصبہ ناصرہ نامی ہے وہی آبائی وطن ہے۔ ولادت بیت المقدس کے ایک گوشہ میں ہوئی۔ خاندان یوسف بنی یعقوب بن ماشان نامی ایک حکیم کا تھا۔ جناب یوسف لکڑی کا کام کرتے تھے اسی لیے یوسف نجار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نام سے مشہور ہوئے۔ شام اس وقت رومی مملکت کا ایک نیم خود مختار صوبہ تھا اور اس وقت والی شام ہیرودتھا۔ مسیحی تقویم میں تین سال کی غلطی شروع سے چلی آ رہی ہے۔ اس لیے آپ کا سن ولادت وہ نہیں جس سے مسیحی تقویم شروع ہوئی ہے بلکہ اس سے تین سال بعد کا ہے۔ اس لحاظ سے کہنا یہ چاہیے کہ آپ کی ولادت ۴ قبل مسیح میں ہوئی۔ ۳۳ سال کی عمر میں آپ جمہور امت کے عقیدے کے مطابق زندہ اور مسیحی عقیدہ کے مطابق تین دن وفات پا کر آسمان پر اٹھا لیے گئے، آپ کے رفع آسمانی سے انکار صرف بعض جدید فرقوں نے کیا ہے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام، لکھنؤ، ج ا،ص ۱۷۹)

عیسیٰ، مریم اور روح القدس کے معنی

''عیسیٰ اور یسوع عبرانی زبان کے الفاظ ہیں، ان کا معنی ہے سید یا برکت والا۔ مریم عبرانی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی ہے خادم۔ کیونکہ ان کی ماں نے نذر مانی تھی کہ ان کو بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گی۔ بینات سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں۔ روح القدس سے مراد ہے پاکیزہ روح۔ حضرت جبریل کو روح القدس کہتے ہیں۔'' (تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ج ا،ص ۴۶۹)

''مسیحی اصطلاح میں روح القدس تثلیث مقدس کے اقنوم ثالث کو کہتے ہیں، اس سے یہاں کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اصطلاح کے مشترک ہونے سے بعض اوقات بڑے بڑے مغالطے اور غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ، ج ا،ص ۱۸۰)

''روح پاک سے مراد علم وحی بھی ہے اور جبریل بھی جو وحی کا علم لاتے تھے اور خود حضرت مسیح کی پاکیزہ روح بھی جس کو اللہ نے قدسی صفات بنایا تھا۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ا،ص ۹۲)

تائید روح القدس کا مفہوم

''یہود کا یہ کہنا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام معجزے شیطانوں اور بھوتوں کے سردار بعلز بول کی مدد سے دکھاتے ہیں۔ قرآن مجید نے یہود کے اسی الزام کی تردید کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بار بار یہ فرمایا ہے کہ 'ایدنا بروح القدس' یعنی اس سے جو معجزے صادر ہوتے ہیں یہ تائید روح القدس کا نتیجہ ہیں نہ کہ کسی شیطان یا جن کی مدد کا۔ جہاں تک روح القدس کی تائید کا تعلق ہے وہ ہر پیغمبر کو حاصل ہوتی ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں اس بات کا اظہار بار بار اس لیے فرمایا ہے کہ یہود ان پر مذکورہ بالا الزام لگاتے تھے۔ روح القدس سے مراد وہ پاکیزہ روح ہے جو خدا کی طرف سے آتی ہے اور عبرانی میں اس سے مراد جبریل ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا،ص ۲۶۹)

''جبریل علیہ السلام کے واسطے سے عیسیٰ علیہ السلام کی کئی طریقوں سے تائید ہوئی۔ اول تو ولادت کے وقت شیطان سے حفاظت کی گئی، پھر ان کے دم کرنے سے حمل عیسوی قرار پایا پھر یہود چونکہ کثرت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخالف تھے اس لیے جبریل علیہ السلام حفاظت کے لیے ساتھ رہتے تھے حتیٰ کہ آخر میں ان کے ذریعے سے آسمان پر اٹھا لیے گئے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا،ص ۲۵۸)

بما لا تھوی انفسکم استکبرتم

''انسان کی یہ شامت شروع ہی سے رہی ہے کہ وحی الٰہی کے مقابلہ میں حاکم وقاضی وہ اپنے ہوائے نفس کو رکھنا چاہتا ہے اور جو احکام اسے اپنی خواہشوں یا اپنی محدود، ناقص اور جذبات زدہ عقل کے منافی نظر آتے ہیں، جھٹ ان سے انکار اور ان کے مقابلے میں علم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغاوت بلند کردیتا ہے۔ آج جس چیز کا نام روشن خیالی ہے، تحلیل کر کے اور خوب غور کر کے دیکھا جائے تو اس کی تہ میں اصلاً صرف یہی ملے گا، استکبار نفس اور پیغمبر کی اقتدا و اتباع سے عار۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱ص ۱۸۰)

وقالوا قلوبنا غلف

''یہ قول یہود کی طرف سے عذر لنگ کے طور بھی ہوسکتا ہے اور بطور اظہار تکبر کے بھی۔ پہلی صورت میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ باتیں جو یہ پیغمبر پیش کرتے ہیں، ہمارے دل میں تو کسی طور اترتی ہی نہیں۔ اگر یہ خدا کی طرف سے ہیں تو خدا کو اختیار حاصل ہے، آخر وہ ہمارے دلوں کو ان باتوں کے لیے کھول کیوں نہیں دیتا۔ دوسری صورت میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہمارے دل و دماغ اس قسم کی لایعنی باتوں کے لیے نہیں بنے اس وجہ سے یہ کسی طرح بھی ہمارے دلوں میں نہیں دھنستیں۔ قرآن مجید کے نظائر و شواہد ان دونوں ہی مفہوموں کی تائید میں موجود ہیں، لیکن ہم یہاں دوسرے مفہوم کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ بل لعنھم اللہ بکفرھم 'اس سے واضح تائید اسی مفہوم کی نکلتی ہے یعنی وہ تو اپنے گھمنڈ اور غرور کے سبب سے یہ سمجھتے ہیں کہ پیغمبر کی باتیں ہی ایسی ہیں کہ کسی معقول آدمی کے دل میں نہیں اتر سکتیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل خلاف ہے یعنی یہ باتیں تو نہایت معقول اور نہایت دل نشین ہیں لیکن ان لوگوں کے کفر، ہٹ دھرمی اور ضد کے سبب سے ان کے دلوں پر اللہ نے لعنت کردی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱ ص ۲۷۰)

ولما جاء ھم کتاب من عند اللہ

''یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے جو ان پیش گوئیوں کی تصدیق کرتا ہوا نازل ہوا تھا جو اس کے بارے میں یہود کے صحیفوں میں وارد تھیں۔ ان پیش گوئیوں کی وجہ سے یہود بڑی شدت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے منتظر تھے، لیکن عجیب بدقسمتی ہے کہ جب یہ پیش گوئیاں پوری ہوگئیں اور جس کا انتظار تھا وہ آچکا اور یہود نے پہچان بھی لیا تو یہود نے محض حسد اور ضد کی وجہ سے انکار کردیا۔ یہود کے اس رویہ کو حضرت مسیح علیہ السلام نے دس کنواریوں والی تمثیل میں واضح فرمایا ہے، جو متی کے باب ۲۵ میں منقول ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۷۰)

یستفتحون علی الذین کفروا

نبیؐ کے وسیلہ سے دعا

''نبیؐ کے زمانہ میں جو یہود تھے، وہ یہ جانتے تھے کہ تورات میں سیدنا محمدؐ کے مبعوث ہونے کی بشارت دی گئی ہے لیکن وہ حسد اور سرکشی کی وجہ سے ایمان نہیں لائے۔ ان کو یہ ڈر تھا کہ اگر وہ آپؐ پر ایمان لے آئے تو ان کو جو نذرانے ملتے تھے وہ بند ہو جائیں گے اور عام یہود پر علمائے یہود کی جو ریاست تھی وہ ختم ہوجائے گی۔ ان کی خواہش تھی کہ بنی اسرائیل ہی میں سے نبی ہو۔ ان آیات (۸۹۔۹۰) میں مقربین کے وسیلہ سے دعا کا ثبوت ہے اور بالخصوص ہمارے نبیؐ کے وسیلہ سے دعا کا ثبوت ہے۔ اور یہ کہ آپؐ کے وسیلہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور یہ کہ آپ کی آمد سے پہلے ہی آپ کی آمد کا شہرہ تھا اور آپؐ کے نام کے وسیلہ سے حاجت روائی ہوتی تھی۔'' (تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ج ۱، ص ۴۷۲)

''یستفتحون اپنے عام اور مشہور معنی میں مفہوم طلب فتح و نصرت کا رکھتا ہے۔ اس صورت میں مراد یہ ہوگی کہ اس کے قبل کے یہود اس پیغمبر منجی کا واسطہ دلا دلا کر خدا سے مدد چاہا کرتے تھے۔ آئمہ تفسیر کی اکثریت نے یہی مراد لی ہے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱، ص ۱۸۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فباؤوا بغضب علی غضب

''غضب پر غضب کے معنی یہ ہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی وساطت سے خدا کے ساتھ باندھا ہوا اپنا عہد توڑ دینے کے باعث مغضوب تو وہ پہلے ہی تھے، لیکن قرآن کے ذریعے سے جب ایک مرتبہ پھر انھیں اس عہد میں داخل ہونے کا موقع ملا اور انھوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو ایک کے بعد دوسرے غضب کے بھی مستحق ہو گئے۔'' (البیان، بحوالہ اشراق اپریل ۲۰۰۰ء ص ۱۰)

عذاب مهين

''عذاب کے ساتھ 'مھین' کی قید سے بتانا یہ مقصود ہے کہ یہ عذاب کفار کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ گناہگار مومن کو عذاب پاک کرنے کے لیے ہوگا نہ کہ ذلت کے لیے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۲۶۰)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ يَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (91) وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (92) وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (93) قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (94) وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ (95) وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ (96)

تراجم

۱۔ اور جب کہیے ان کو مانو اللہ کا اتارا کلام۔ کہیں: ہم مانتے ہیں جو اترا ہم پر اور وہ نہیں مانتے جو پیچھے آیا اس سے۔ اور وہ اصل تحقیق ہے، سچ بتاتا ان پاس والی کو۔ کہہ، پھر کیوں مارتے رہے ہو نبی اللہ کے پہلے سے؟ اگر تم ایمان رکھتے تھے (۹۱) اور آ چکا تم پاس موسیٰ صریح معجزے لے کر، پھر تم نے بنالیا بچھڑا اس کے پیچھے اور تم ظالم ہو (۹۲) اور جب ہم نے لیا اقرار تمھارا اور اونچا کیا تم پر پہاڑ۔ پکڑو جو ہم نے تم کو دیا، زور سے، اور سنو۔ بولے، سنا ہم نے اور نہ مانا۔ اور رچ رہا ان کے دلوں میں وہ بچھڑا، مارے کفر کے۔ تو کہہ، برا کچھ سکھاتا ہے تم کو ایمان تمھارا، اگر تم ایمان والے ہو (۹۳) تو کہہ اگر تم کو ملنا ہے گھر آخرت کا اللہ کے ہاں، الگ سوا اور لوگوں کے، تو تم مرنے کی آرزو کرو، اگر سچ کہتے ہو (۹۴) اور یہ آرزو کبھی نہ کریں گے، جس واسطے آگے بھیج چکے ہیں ہاتھ ان کے۔ اور خوب جانتا ہے گنہگاروں کو (۹۵) اور تو دیکھے ان کو سب لوگوں سے زیادہ حریص جینے کے۔ اور شریک پکڑنے والوں سے بھی۔ ایک ایک چاہتا ہے کہ عمر پاوے ہزار برس۔ اور کچھ اس کا سرکا نہ دے گا عذاب سے اتنا جینا۔ اور اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہیں (۹۶)۔ (شاہ عبدالقادر)

۲۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ ان (تمام) کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے (متعدد پیغمبروں پر) نازل فرمائی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (تو صرف) اس (ہی) کتاب پر ایمان لاویں گے جو ہم پر نازل کی گئی ہے (یعنی توریت) اور جتنی اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ہیں ان (سب) کا انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ بھی حق ہیں اور تصدیق کرنے والی بھی ہیں اس کی جو ان کے پاس ہے (تورات کی)۔ آپ کہیے کہ (اچھا تو) پھر کیوں قتل کیا کرتے تھے اللہ کے پیغمبروں کو اس کے قبل کہ زمانہ میں اگر تم (توراۃ پر) ایمان رکھنے والے تھے (۹۱) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تم لوگوں کے پاس صاف صاف دلیلیں لائے (مگر) اس پر بھی تم لوگوں نے گوسالہ کو (معبود) تجویز کرلیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے (طور پر جانے) کے بعد اور تم ستم ڈھا رہے تھے (۹۲) اور جب ہم نے تمھارا قول وقرار لیا تھا اور طور کو تمھارے (سروں کے) اوپر لا کھڑا کیا تھا، لو جو کچھ (احکام) ہم تم کو دیتے ہیں (اور پختگی) کے ساتھ اور سنو، اس وقت انھوں نے زبان سے کہہ دیا کہ ہم نے سن لیا اور ہم سے عمل نہ ہوگا اور (وجہ اس کی یہ تھی کہ) ان کے قلوب میں وہی گوسالہ پیوست ہو گیا تھا ان کے کفر (سابق) کی وجہ سے۔ آپ فرما دیجیے کہ یہ افعال بہت برے ہیں جن کی تعلیم تمھارا ایمان تم کو کر رہا ہے، اگر تم اہل ایمان ہو (۹۳) آپ کہہ دیجیے کہ اگر (بقول تمھارے) عالم آخرت اللہ کے نزدیک محض تمھارے ہی لیے نافع ہے بلاشرکت غیرے تو تم (اس کی تصدیق کے لیے ذرا) موت کی تمنا کر (کے دکھلا) دو، اگر تم سچے ہو (۹۴) اور وہ ہرگز کبھی اس (موت) کی تمنا نہ کریں گے بوجہ (خوفِ سزا) ان اعمال (کفریہ) کے جو اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور حق تعالیٰ کو خوب اطلاع ہے ان ظالموں (کے حال) کی (۹۵) اور آپ (تو) ان کو حیاتِ (دنیویہ) کا حریص اور (عام) آدمیوں سے (بھی) بڑھ کر پاویں گے۔ اور مشرکین سے بھی۔ ان میں کا ایک ایک (شخص) اس ہوس میں ہے کہ اس کی عمر ہزار برس کی ہو جائے اور یہ امر عذاب سے تو نہیں بچا سکتا کہ (کسی کی) بڑی عمر ہو جائے۔ اور حق تعالیٰ کے سب پیش نظر ہیں ان کے اعمالِ (بد) (۹۶)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے اتارے پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں وہ جو ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں اور باقی سے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے ان کے پاس والے کی تصدیق فرماتا ہوا تم فرماؤ کہ پھر اگلے انبیاء کو کیوں شہید کیا اگر تمھیں اپنی کتاب پر ایمان تھا (۹۱) اور بے شک تمھارے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر تشریف لایا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کو معبود بنالیا اور تم ظالم تھے (۹۲) اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے پیمان لیا اور کوہ طور کو تمھارے سروں پر بلند کیا لو جو ہم تمھیں دیتے ہیں زور سے اور سنو۔ بولے: ہم نے سنا اور نہ مانا اور ان کے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا ان کے کفر کے سبب تم فرما دو: کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمھارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو (۹۳) تم فرماؤ، اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمھارے لیے ہو نہ اوروں کے لیے تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو (۹۴) اور ہرگز کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو (۹۵) اور بے شک تم ضرور انھیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہو اور مشرکوں سے ایک کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جیے اور وہ اسے عذاب سے دور نہ کرے گا، اتنی عمر دیا جانا اور اللہ ان کے کوتک دیکھ رہا ہے (۹۶)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب پر ایمان لاؤ تو کہہ دیتے ہیں کہ جو ہم پر اتاری گئی اس پر ہمارا ایمان ہے حالانکہ اس کے بعد والی کے ساتھ جو ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے، کفر کرتے ہیں، اچھا ان سے یہ تو دریافت کریں کہ اگر تمھارا ایمان پہلی کتابوں پر ہے تو پھر تم نے اگلے انبیاء کو کیوں قتل کیا (۹۱) تمھارے پاس تو موسیٰ یہی دلیلیں لے کر آئے لیکن تم نے پھر بھی بچھڑا پوجا، تم ہو ہی ظالم (۹۲) جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور تم پر طور کو کھڑا کر دیا (اور کہہ دیا) کہ ہماری دی ہوئی چیز کو مضبوط تھامو اور سنو، تو انھوں نے کہا، ہم نے سنا اور نافرمانی کی اور ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت (گویا) پلا دی گئی۔ بسبب ان کے کفر کے۔ ان سے کہہ دیجیے کہ تمھارا ایمان تمھیں برا حکم دے رہا ہے، اگر تم مومن ہو (۹۳) آپ کہہ دیجیے کہ اگر آخرت کا گھر صرف تمھارے ہی لیے ہے اور کسی کے لیے نہیں تو آؤ اپنی سچائی کے ثبوت میں موت طلب کرو (۹۴) لیکن اپنی کرتوتوں کو دیکھتے ہوئے کبھی بھی موت نہیں مانگیں گے، اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے (۹۵) بلکہ سب سے زیادہ دنیا کی زندگی کا حریص اے نبی، آپ انھیں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائیں گے۔ یہ حرصِ زندگی میں مشرکوں سے بھی زیادہ ہیں ان میں سے تو ہر شخص ایک ایک ہزار سال کی عمر چاہتا ہے، گو یہ عمر دیا جانا بھی انھیں عذابوں سے نہیں چھڑا سکتا، اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کو بخوبی دیکھ رہا ہے (۹۶)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لاؤ، تو وہ کہتے ہیں ''ہم تو صرف اس چیز پر ایمان لاتے ہیں، جو ہمارے ہاں (یعنی بنی اسرائیل میں) اتری ہے۔'' اس دائرے کے باہر جو کچھ آیا ہے، اسے ماننے سے وہ انکار کرتے ہیں، حالانکہ وہ حق ہے اور اس تعلیم کی تصدیق و تائید کر رہا ہے جو ان کے ہاں پہلے سے موجود تھی۔ اچھا، ان سے کہو: اگر تم اس تعلیم ہی پر ایمان رکھنے والا ہو جو تمھارے ہاں آئی تھی، تو اس سے پہلے اللہ کے ان پیغمبروں کو (جو خود بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے تھے) کیوں قتل کرتے رہے؟ (۹۱) تمھارے پاس موسیٰ کیسی کیسی روشن نشانیوں کے ساتھ آیا۔ پھر بھی تم ایسے ظالم تھے کہ اس کے پیٹھ موڑتے ہی بچھڑے کو معبود بنا بیٹھے (۹۲) پھر ذرا اس میثاق کو یاد کرو، جو طور کو تمھارے اوپر اٹھا کر ہم نے تم سے لیا تھا۔ ہم نے تاکید کی تھی کہ جو ہدایات ہم دے رہے ہیں، ان کی سختی کے ساتھ پابندی کرو اور کان لگا کر سنو۔ تمھارے اسلاف نے کہا کہ ہم نے سن لیا، مگر مانیں گے نہیں۔ اور ان کی باطل پرستی کا یہ حال تھا کہ دلوں میں ان کے بچھڑا ہی بسا ہوا تھا۔ کہو: اگر تم مومن ہو، تو یہ عجیب ایمان ہے جو ایسی بری حرکات کا تمھیں حکم دیتا ہے (۹۳) ان سے کہو کہ اگر واقعی اللہ کے نزدیک آخرت کا گھر تمام انسانوں کو چھوڑ کر صرف تمھارے ہی لیے مخصوص ہے، تب تو تمھیں چاہیے کہ موت کی تمنا کرو، اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو (۹۴) ــــــ یقین جانو کہ یہ کبھی اس کی تمنا نہ کریں گے، اس لیے کہ اپنے ہاتھوں جو کچھ کما کر انھوں نے وہاں بھیجا ہے، اس کی اقتضا یہی ہے (کہ یہ وہاں جانے کی تمنا نہ کریں)، اللہ ان ظالموں کے حال سے خوب واقف ہے (۹۵) تم انھیں سب سے بڑھ کر جینے کا حریص پاؤ گے حتیٰ کہ یہ اس معاملے میں مشرکوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ہزار برس جیے، حالانکہ لمبی عمر بہرحال اسے عذاب سے تو دور نہیں پھینک سکتی۔ جیسے کچھ اعمال یہ کر رہے ہیں، اللہ تو انھیں دیکھ ہی رہا ہے (۹۶)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز پر ایمان لاؤ جو اللہ نے اتاری ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اس چیز پر تو ہم ایمان رکھتے ہی ہیں جو ہم پر اتری ہے، اور وہ اس کے علاوہ کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ وہی حق ہے اور مطابق ہے ان (پیشین گوئیوں) کے جو ان کے ہاں موجود ہیں۔ ان سے پوچھو: پھر تم خدا کے پیغمبروں کو اس سے پہلے کیوں قتل کرتے رہے ہو، اگر تم مومن ہو؟ (۹۱) اور موسیٰ تمھارے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا۔ پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کو (معبود) بنا لیا اور تم اپنے اوپر ظلم ڈھانے والے بنے (۹۲) اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا اور تمھارے اوپر طور کو اٹھایا (اور حکم دیا کہ) جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو اور سنو (اور مانو)۔ انھوں نے کہا: ہم نے سنا اور نافرمانی کی۔ اور ان کے کفر کے سبب سے بچھڑے (کی پرستش) ان کے دلوں میں رچ بس گئی۔ ان سے کہو کہ اگر تم مومن ہو تو کیا ہی بری ہے وہ چیز جس کا تمھارا ایمان تم کو حکم دیتا رہا ہے (۹۳) ان سے کہو کہ اگر دارِ آخرت کی کامیابیاں اللہ کے ہاں، دوسروں کے بالمقابل، تمھارے ہی لیے مخصوص ہیں تو موت کی آرزو کرو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو (۹۴) مگر یہ اپنی ان کرتوتوں کی وجہ سے جن کے یہ مرتکب ہوئے ہیں، کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے (۹۵) اور تم ان کو زندگی کا سب سے زیادہ حریص پاؤ گے، ان لوگوں سے بھی زیادہ جنھوں نے شرک کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ کاش! اس کو ہزار سال عمر ملے، حالانکہ اگر یہ عمر بھی ان کو ملے تو بھی وہ اپنے آپ کو (خدا کے) عذاب سے بچانے والے نہیں بن سکتے۔ اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ یہ کر رہے ہیں (۹۶)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) جب اِن سے اصرار کیا جاتا ہے کہ اُس چیز کو مان لو جو اللہ نے اتاری ہے تو جواب دیتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم تو اُسے ہی مانتے ہیں جو ہم پر اترا ہے اور (اِس طرح) جو کچھ اُس کے علاوہ ہے، اُس کا صاف انکار کر دیتے ہیں، دراں حالیکہ وہی حق ہے، اُن پیشین گوئیوں کے ٹھیک مطابق جو اِن کے ہاں موجود ہیں۔ اِن سے پوچھو، (وہ ہدایت جو تم پر اتری ہے)، اگر تم (اُس کے) ماننے والے ہو تو اِس سے پہلے پھر اللہ کے (اُن) نبیوں کو قتل کیوں کرتے رہے ہو (جو تمھاری طرف آئے)؟(۹۱) اور (تمھیں معلوم ہے کہ) موسیٰ تمھارے پاس کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آیا، پھر اُس کے پیچھے تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور اُس وقت تم بڑے ہی ظلم کا ارتکاب کر رہے تھے (۹۲) اور یاد کرو، جب ہم نے تم سے عہد لیا اور طور کو تم پر اٹھا دیا اور حکم دیا کہ یہ جو کچھ ہم نے تمھیں دیا ہے، اِسے مضبوطی سے پکڑو، اور سنو (اور مانو) تو (تمھارے بزرگوں نے جو رویہ اُس کے ساتھ اختیار کیا، اُس نے بتا دیا کہ) اُنھوں نے (گویا اُس وقت یہی) کہا کہ ہم نے سنا اور نہیں مانا۔ اور اُن کے اِس کفر کے باعث بچھڑے کی پرستش اُن کے دلوں میں بسا دی گئی۔ اِن سے پوچھو، اگر تم ماننے والے ہو تو کیا ہی بری ہیں یہ باتیں جو تمھارا یہ ایمان تمھیں سکھاتا ہے (۹۳) اِن سے کہو، اگر آخرت کا گھر اللہ کے نزدیک، سب لوگوں کو چھوڑ کر صرف تمھارے لیے خاص ہے تو مرنے کی تمنا کرو، اگر تم (اپنے اِس دعوے میں) سچے ہو (۹۴) اور (تم دیکھو گے کہ) اپنے ہاتھوں کی جو کمائی یہ آگے بھیج چکے ہیں، اُس کی وجہ سے یہ کبھی اِس کی تمنا نہ کریں گے اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ اِن ظالموں سے خوب واقف ہے (۹۵) اور تم اِنھیں سب سے بڑھ کر جینے کا حریص پاؤ گے، اور حد یہ ہے کہ اُن لوگوں سے بھی بڑھ کر جنھوں نے شرک کو اپنا مذہب بنایا ہے۔ اِن میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ کاش وہ ہزار سال جیتا رہے، دراں حالیکہ اگر یہ عمر بھی اُس کو مل جائے تو (اِس سے) وہ اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچا نہ سکے گا۔ اور (اِس میں شبہ نہیں کہ) جو کچھ یہ کرتے ہیں، اللہ اُسے دیکھ رہا ہے (۹۶)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

قالوا نومن بما انزل علینا و یکفرون بما وراء ہ

''یہود نے جو یہ کہا کہ ہم صرف تورات پر ایمان لائیں گے۔ یہ صریح کفر ہے کیونکہ قرآن مجید جو تورات کا مصدق ہے۔ اس کے انکار سے تو خود تورات کی تکذیب اور انکار لازم آتا ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۲۶۲)

''اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کتاب پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کتاب کے تمام احکام اور تمام تقاضوں پر عمل کیا جائے۔ جیسا کہ یہود سے کہا گیا کہ اگر تمھارا ایمان تورات پر تھا تو تم اس کے احکام کی خلاف ورزی کیوں کرتے تھے۔ ہم بھی قرآن مجید پر ایمان لانے کے دعوے دار ہیں لیکن قرآن پر عمل نہیں کرتے۔ اس طرح جو بات یہود سے کہی گئی ہے وہ ہم پر بھی صادق آرہی ہے۔ یہود کے متعلق بار بار کہا گیا کہ ان پر اللہ کا غضب بالائے غضب ہے۔ اس مغضوب قوم سے آج مسلمان پیہم شکست کھا رہے ہیں تو جو قوم ایسی مغضوب قوم سے شکست کھا رہی ہو وہ خود اللہ کی رحمت سے کس قدر دور ہوگی۔ اور اس کی وجہ قرآن پر عمل نہ کرنا ہے۔'' (تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ج ۱، ص ۴۷۴)

قل فلم تقتلون انبیاء اللّٰہ

''قرآن کے مخاطبین اور معاصرین نے انبیا کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ ان کے اسلاف نے قتل کیا تھا، لیکن چونکہ موجودہ نسل یہود بھی اپنے بزرگوں کی اس روش سے متفق تھی اس لیے اسے بھی جرم قتل کا مرتکب ٹھیرایا گیا۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریاتِ اسلام، لکھنؤ، ج ۱، ص ۱۸۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولقد جاء کم موسیٰ بالبینت ثم اتخذتم العجل

''یہ یہود کے دعوائے ایمان کی مزید تردید ہے اور اس تردید کا خاص پہلو یہ ہے کہ ان کی ابتدائی تاریخ کے واقعہ گوسالہ پرستی کو یاد دلا کر ان کو سرزنش کی گئی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۷۲)

وانتم ظلمون

''وانتم ظلمون ٹھیک ٹھیک 'وانتم مشرکون' کے معنی میں ہے۔ قرآن میں متعدد مقامات پر شرک کو ظلم کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ 'ان الشرك لظلم عظیم'۔ ظلم کا اصلی مفہوم حق تلفی ہے۔ خدا کے حقوق کا اور خود اپنے نفس کی جو حق تلفی انسان شرک کا ارتکاب کر کے کرتا ہے، وہ کسی دوسرے طریقے سے نہیں کرتا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۷۲)

سمعنا وعصینا

''منافقین اور یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جب کبھی آتے تو 'سمعنا واطعنا' کی جگہ 'سمعنا وعصینا' ہی کہتے لیکن ادا اس طرح کرتے کہ سننے والا 'عصینا' کو 'اطعنا' سمجھے۔ یہ روش انھوں نے اپنے اسلاف ہی سے سیکھی تھی بس فرق یہ تھا کہ وہ 'اطعنا' کہتے اور اس سے 'عصینا' مراد لیتے اور یہ 'عصینا' کہتے اور یہی مراد لیتے لیکن زبان کو توڑ مروڑ کر مغالطہ یہ دیتے کہ مسلمان ان کے 'عصینا' کو 'اطعنا' سمجھیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۷۳)

فتمنوا الموت ان کنتم صادقین

یہود کی دکھتی رگ

''یہود اس بات سے بہت برافروختہ ہوتے تھے کہ خدا کے کسی فضل و انعام کا حقدار ان کے سوا کسی اور کو سمجھا جائے۔ وہ آخرت کی نعمتوں کا حق دار بھی تنہا اپنے ہی کو سمجھتے تھے۔ قرآن نے ان کو متنبہ کیا کہ اگر تم فی الواقع آخرت کی تمام کامیابیوں کو اپنا ہی حصہ سمجھتے ہو تو اس کا تقاضا یہ ہونا چاہیے کہ تمھیں لقائے رب کا شوق ہو اور تم اس کے لیے موت کی تمنا کرو، لیکن تمھارا حال یہ ہے کہ تم زندگی کی محبت میں اہل کتاب ہو کر عرب کے مشرکین کو بھی مات دے گئے ہو۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۷۳)

تعریض ہے

''یہ ایک لطیف تعریض ہے ان کی دنیا پرستی پر۔ جن لوگوں کو واقعی دار آخرت سے کوئی لگاؤ ہوتا ہے وہ دنیا پر مرے نہیں جاتے اور نہ موت سے ڈرتے ہیں۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۹۷)

''ان کنتم صادقین اس پر ہے کہ یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ ہماری نجات یقینی اور قطعی ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر موت کی تمنا کرو۔ یہی مطالبہ یہود بھی مسلمانوں سے کر سکتے تھے کہ تم موت کی تمنا کرو اگر تمھاری نجات یقینی ہے۔ لیکن یہاں یہ سوال بے محل ہے۔ مسلمان اپنی نجات ایمان اور عمل صالح میں سمجھتا ہے نہ کہ کسی مخصوص گھرانے یا نسل میں پیدا ہونے پر جیسا کہ یہود یقین کرتے ہیں۔ اسلام تو اس نسلی تقدس اور اضطراری نجات کے عین مٹانے کے لیے ہے۔ اسلام میں تو نجات جہد و اکتساب پر ہے نہ کہ اسرائیلیوں کی طرح کسی خاص گھرانے یا نسل پر ہے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام لکھنؤ، ج ۱، ص ۱۸۸)

ولن یتمنوہ ابدا

''یہ ایک پیشین گوئی ہے۔ جو قرآن کی حقانیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہود باوجود پوری دشمنی کے یہ کلمہ زبان سے نہ کہہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکے۔حالانکہ ان کو جو دشمنی حضورؐ سے تھی اس کے پیشِ نظر ان کو سن کر جوش میں آنا چاہیے تھا اور یہ کلمات ضرور کہنے چاہیے تھے۔مگر وہ نہ کہہ سکے۔کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ انھوں نے کہا ہو،تمنا کی ہو،مگر اس کو شہرت حاصل نہ ہوئی ہو۔یہ بات اس لیے صحیح نہیں کہ اسلام کے معاندین اور مخالفین کی تعداد اس کے ہمدرد اور ماننے والوں سے ہمیشہ زیادہ رہی ہے۔اگر ایسی کوئی بات بھی ہوتی تو وہ اس کو خوب اچھالتے کہ دیکھو تم نے جو معیار حق وصداقت مقرر کیا تھا،اس پر ہم بھی پورے اترے۔یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ استدلال ان یہودیوں کے ساتھ تھا جو نبی کریمؐ کے زمانے میں موجود تھے۔جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے کے باوجود آپ کا انکار کیا۔''(معارف القرآن،ادارۃ المعارف،کراچی،ج ا،ص ۲۶۵)

''ابن عباس نے اس کی تفسیر دعوت مباہلہ سے کی ہے۔یعنی یہودیوں سے کہا گیا کہ اگر تم نبوت محمدیہؐ کے انکار اور اللہ سے محبوبیت کے دعوے میں سچے ہو تو مباہلہ کرلو یعنی اللہ کی بارگاہ میں مسلمان اور یہودی دونوں مل کر عرض کریں کہ یا اللہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے،اسے موت سے ہمکنار کردے۔یہی دعوت انھیں سورۂ جمعہ میں دی گئی ہے۔نجران کے عیسائیوں کو بھی دعوت مباہلہ دی گئی تھی جیسا کہ آل عمران میں ہے لیکن چونکہ یہودی بھی عیسائیوں کی طرح جھوٹے تھے،اس لیے عیسائیوں ہی کی طرح یہودیوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہرگز موت کی تمنا نہ کریں گے۔''(احسن البیان،مکتبہ دارالسلام،لاہور،ص ۱۸)

''اگر یہودی مسلمانوں سے یہ کہیں کہ اگر تم اسلام کے دین حق ہونے اور دخول جنت کے مدعی ہو تو تم موت کی تمنا کرو حالانکہ تم بھی موت کی تمنا نہیں کرتے بلکہ تمھارے نبی نے موت کی تمنا کرنے سے منع کیا ہے۔تو جواب یہ ہے کہ دنیا کی مشکلات اور مصائب سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنے سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے نہ کہ شہادت اور اللہ سے ملاقات کی تمنا اور جنت کی طلب سے۔ان امور کے لیے تو موت کی تمنا صحیح ہے بلکہ خود نبیؐ اور صحابہ نے کی بھی ہے۔''(تبیان القرآن،فرید بک سٹال،لاہور،ج ا،ص ۷۷۴)

''زندگی سے محبت اور موت سے وحشت ایک حد تک تو طبعی ہے۔ان طبعی حدود کے اندر اسلام کوئی ملامت نہیں کرتا،لیکن یہود کا جذبۂ حب دنیا طبعی حدود سے تجاوز کر گیا تھا۔دنیا پرستی مقصود بالذات بن گئی تھی اور آخرت کا ذوق بالکل مردہ ہو چکا تھا۔''(تفسیر ماجدی،مجلس تحقیقات ونشریات اسلام،لکھنؤ،ج ا،ص ۱۹۱)

ولتجدنهم احرص الناس على حيوة

''اصل میں علی حیوۃ' کا لفظ ارشاد ہوا ہے جس کے معنی ہیں کسی نہ کسی طرح کی زندگی۔یعنی انھیں محض زندگی کی حرص ہے خواہ وہ کسی طرح کی زندگی ہو،عزت اور شرافت کی یا ذلت اور کمینہ پن کی۔''(تفہیم القرآن،مکتبہ تعمیر انسانیت،لاہور،ج ا،ص ۹۶)

واللہ بصير بما يعلمون

''یہاں اس دیکھنے کا لازم مراد ہے یعنی جب دیکھ رہا ہے تو انھیں لازماً ان کے جرائم کی سزا بھی دے گا''(البیان،بحوالہ ماہنامہ اشراق،لاہور،مئی ۲۰۰۰،ص ۱۱)

اس مجموعۂ آیات کی بعض تعلیمات

خدا کی شریعت کا حق اس کے ہر جزو پر عمل کرنے سے ادا ہوتا ہے

''اگر کوئی شخص شریعت کے ان اجزا پر عمل کرے جو اس کی خواہشات کے موافق ہوں اور جن کو اپنی خواہشات کے خلاف پائے ان کو نظر انداز کردے،تو یہ چیز قرآن کی اصطلاح میں 'ایمان ببعض الکتاب' اور 'کفر ببعض الکتاب' ہے۔اس طرح کا ایمان اللہ کے ہاں معتبر نہیں۔اللہ جو شریعت دیتا ہے اس کا حق اس کے ہر جزو پر عمل کرنے سے ہی ادا ہوتا ہے۔''(تدبر قرآن،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۲۷۵)

قبول حق کے راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ

''قومی تفاخر، عصبیت، اور جماعتی برتری کا زعم قبول حق کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ جو گروہ اس بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کے لیے اس حق کے سوا جس کو وہ خود حق قرار دے، کسی اور حق کو قبول کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۲۷۵)

زندگی کی حرص محبت الٰہی کے منافی ہے

''جس طرح زندگی کی تلخیوں سے گھبرا کر موت کی آرزو کرنا یا خودکشی کرنا ایمان اور تعلق باللہ کے منافی ہے۔ اسی طرح زندگی اور درازی عمر کا حریص ہونا اور موت سے فرار بھی ایمان اور حب الٰہی کے منافی ہے جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ موت سے بھاگتے نہیں، بلکہ اللہ کی راہ میں موت کی تمنا کرتے ہیں۔ جو چیز انسان کو موت سے ڈراتی ہے، وہ درحقیقت گناہ اور خدا سے بغاوت کی زندگی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۲۷۵)

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ(97) مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ(98) وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ(99) اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ(100)

تراجم

۱۔ تو کہہ، جو کوئی ہوگا دشمن جبریل کا، سو اس نے تو اتارا ہے یہ کلام، تیرے دل پر اللہ کے حکم سے، سچ بتاتا اس کلام کو جو اس کے آگے ہے، اور راہ دکھاتا خوشی سناتا ایمان والوں کو (۹۷) جو کوئی ہوگا دشمن اللہ کا، اور اس کے فرشتوں کا، اور رسولوں کا، اور جبریل اور میکائیل کا، تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا (۹۸) اور ہم نے اتاری تیری طرف آیتیں واضح۔ اور منکر نہ ہوں گے ان سے مگر وہی جو بے حکم ہیں (۹۹) کیا؟ اور جس بار باندھیں گے ایک اقرار، پھینک دیں گے اس کو ایک جماعت ان میں بلکہ وہ اکثر یقین نہیں کرتے (۱۰۰)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ آپ (ان سے) یہ کہیے کہ جو شخص جبریل سے عداوت رکھے سو انھوں نے یہ قرآن آپ کے قلب تک پہنچا دیا ہے خداوندی حکم سے، اس کی (خود) یہ حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اپنے سے قبل والی (سماوی) کتابوں کی اور راہنمائی کر رہا ہے اور خوشخبری سنا رہا ہے ایمان والوں کو (۹۷) جو (کوئی) شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا (ہو) اور پیغمبروں کا (ہو) اور جبریل کا (ہو) اور میکائیل کا (ہو) تو اللہ تعالیٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا (۹۸) اور ہم نے تو آپ کے پاس بہت سے دلائل واضح نازل کیے ہیں اور کوئی انکار نہیں کیا کرتا مگر صرف وہی لوگ جو عدول حکمی کے عادی ہیں (۹۹) کیا اور جب کبھی بھی ان لوگوں نے کوئی عہد کیا ہوگا (ضرور) اس کو ان میں سے کسی نہ کسی فریق نے نظر انداز کر دیا ہوگا بلکہ ان میں زیادہ تو ایسے ہی نکلے گے جو (میرے اس عہد کا) یقین ہی نہیں رکھتے (۱۰۰)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔تم فرمادو جوکوئی جبریل کا دشمن ہوتو اس (جبریل) نے تو تمھارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا اور ہدایت و بشارت مسلمانوں کو (۹۷) جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا (۹۸) اور بے شک ہم نے تمھاری طرف روشن آیتیں اتاریں اور ان کے منکر نہ ہوں گے مگر فاسق لوگ (۹۹) اور کیا جب کوئی عہد کرتے ہیں ان میں کا ایک فریق اسے پھینک دیتا ہے، بلکہ ان میں بہتیروں کو ایمان نہیں (۱۰۰)۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔(اے نبی) آپ کہہ دیجیے کہ جو جبرئیل کا دشمن ہو جس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالیٰ اتارا ہے جو پیغام ان کے پاس کی کتاب کی تصدیق کرنے والا اور مومنوں کو ہدایت اور خوشخبری دینے والا ہے (۹۷) (تو اللہ بھی اس کا دشمن ہے) جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو، ایسے کافروں کا دشمن خود اللہ ہے (۹۸) اور یقیناً ہم نے آپ کی طرف روشن دلیلیں بھیجی ہیں جن کا انکار سوائے بدکاروں کے کوئی نہیں کرتا (۹۹) یہ لوگ جب کبھی کوئی عہد کرتے ہیں تو ان کی ایک نہ ایک جماعت اسے توڑ دیتی ہے، بلکہ ان میں سے اکثر ایمان سے خالی ہیں (۱۰۰)۔(مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ان سے کہو کہ جوکوئی جبریل سے عداوت رکھتا ہو، اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جبریل نے اللہ ہی کے اذن سے یہ قرآن تمھارے قلب پر نازل کیا ہے، جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق و تائید کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے (۹۷)۔(اگر جبریل سے ان کی عداوت کا سبب یہی ہے، تو کہہ دو کہ) جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کے دشمن ہیں، اللہ ان کافروں کا دشمن ہے (۹۸) ہم نے تمھاری طرف ایسی آیات نازل کی ہیں جو صاف صاف حق کا اظہار کرنے والی ہیں۔ اور ان کی پیروی سے صرف وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو فاسق ہیں (۹۹) کیا ہمیشہ ایسا ہی نہیں ہوتا رہا ہے کہ جب انھوں نے کوئی عہد کیا، تو ان میں سے ایک نہ ایک گروہ نے اسے ضرور ہی بالائے طاق رکھ دیا؟ بلکہ ان میں سے اکثر ایسے ہی ہیں جو سچے دل سے ایمان نہیں لاتے (۱۰۰)۔(مولانا مودودیؒ)

۶۔کہہ دو کہ جو جبریل کا مخالف ہو تو (وہ جان لے کہ) جبریل نے اس کلام کو تمھارے دل پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اتارا ہے، مطابق ان (پیشین گوئیوں) کے جو اس کے پہلے سے موجود ہیں اور یہ ہدایت و بشارت ہے اہل ایمان کے لیے (۹۷) جو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں اور جبریل و میکائیل کے دشمن ہوئے تو ایسے کافروں کا اللہ دشمن ہے (۹۸) اور ہم نے تمھارے اوپر نہایت واضح دلیلیں اتاری ہیں۔ان کا انکار صرف عہد شکن لوگ ہی کر سکتے ہیں (۹۹) کیا (ان کی یہی روش قائم رہے گی کہ) جب جب کوئی عہد کریں گے تو ان کا ایک گروہ اس کو اٹھا پھینکے گا، بلکہ ان میں سے اکثر ایمان سے عاری ہیں (۱۰۰)۔(مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔(قرآن کی دشمنی میں اب یہ جبریل کے بھی دشمن ہو گئے ہیں)۔اِن سے کہہ دو: جو لوگ جبریل کے دشمن ہیں، (وہ درحقیقت اللہ کے دشمن ہی)، اِس لیے کہ اُس نے تو (اے پیغمبر)، اِسے اللہ کے اذن ہی سے تمھارے قلب پر نازل کیا ہے، اُن پیشین گوئیوں کی تصدیق میں جو اِس سے پہلے موجود ہیں اور اُن لوگوں کے لیے ہدایت اور بشارت کے طور پر جو ایمان والے ہیں (۹۷) (اِنھیں معلوم ہونا چاہیے کہ) جو اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کے دشمن ہیں، تو اللہ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے (۹۸) اور (اِس قرآن کی صورت میں، اے پیغمبر) ہم نے تم پر نہایت واضح دلیلیں اتاری ہیں، اور (حقیقت یہ ہے کہ) اُنھیں صرف اِس طرح کے نافرمان ہی نہیں مانتے (۹۹) کیا یہی ہوتا رہے گا کہ یہ جب کوئی عہد باندھیں گے، اِن میں سے ایک گروہ اُسے اٹھا کر پھینک دے گا؟ بلکہ (حق یہ ہے کہ) اِن میں سے اکثر تو ایمان ہی نہیں رکھتے (۱۰۰)۔(جاوید احمد غامدی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفاسیر

قل من کان عدوا لجبریل

''یہود کے ایک عالم عبداللہ بن صوریا نے حضور نبی کریمؐ سے دریافت کیا کہ کون سا فرشتہ وحی لے کر آپ کے پاس اترتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جبریل امین، ابن صوریا کہنے لگا کہ وہ تو ہمارا پرانا دشمن ہے، ہمیشہ غضب و عذاب لے کر ہی ہم پر اترتا رہا، ہم اس کی لائی ہوئی وحی پر ایمان لانے سے معذور ہیں۔ اس آیت میں اس کا رد فرمایا جارہا ہے کہ جبریل اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کرتا وہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل پر مقرر ہے، اگر جبریل سے تمھیں دشمنی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی تمھارا دشمن ہے۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ا، ص ۷۷)

''یہود قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ضد میں جبریل علیہ السلام کو بھی اپنا مخالف ظاہر کرنے لگے تھے۔ کہنے لگے کہ یہ فرشتہ ہمارا دیرینہ مخالف ہے اس وجہ سے ہم کسی ایسے شخص پر ایمان نہیں لا سکتے جس کی ہمارے مخالف فرشتے سے ساز باز ہے۔ اگرچہ یہ بات بہت عجیب معلوم ہوتی ہے کہ یہود حماقت کی اس حد کو پہنچ جائیں لیکن جب انسان ضد، حسد، اور فرقہ سازی کے جنون میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس سے کوئی بات بھی بعید نہیں رہ جاتی روافض کے ایک فرقہ کا بھی عقیدہ ہے کہ قرآن دراصل اترنا تو تھا حضرت علیؓ پر لیکن جبریل غلطی سے اسے محمدؐ کے پاس لے کر چلے گئے، اس فرقہ کے لوگ اس گناہ پر حضرت جبریل پر بھی لعنت کرتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۷۹)

''یہ بھی کہا گیا کہ خلفائے راشدین و اصحاب رسولؐ جن کے فضائل گویا تواتر کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں، ان کی مخالفت بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ مرشد تھانوی نے فرمایا کہ اہل اللہ سے عداوت رکھنا خود اللہ تعالیٰ سے عداوت کا سبب بن جاتا ہے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریاتِ اسلام لکھنؤ، ج ا، ص ۱۹۵)

من کان عدوا للّٰہ و ملئکتہ ورسلہ و جبریل و میکائیل...

''عام فرشتوں کے ذکر کے بعد جبریل اور میکائیل کا ذکر اسی طرح ہوا ہے جس طرح عام کے بعد خاص کا ذکر ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں میں یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے ہاں خصوصی حیثیت کے حامل ہیں۔ جبریل کی مخالفت تنہا جبریل کی مخالفت نہیں ہے، بلکہ خود اللہ تعالیٰ اس کے تمام فرشتوں اور تمام رسولوں کی مخالفت ہے۔ پھر یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ، اس کے فرشتوں اور اس کے پیغمبروں کی مخالفت ایک بدترین کفر ہے اور اس مخالفت کا یہ نتیجہ بھی سامنے آ گیا کہ اللہ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہے کہ یہ کہنے کی ضرورت نہ رہی کہ جو لوگ اللہ کو اپنا دشمن بنالیں ان سے زیادہ بدبخت کون ہوسکتا ہے۔ قرآن کے ایجاز بیان نے ان سب باتوں کو اس طرح سمیٹ لیا ہے کہ بات وہاں پہنچ گئی ہے جہاں اسے پہنچنا چاہیے تھا اور مخاطبین کے لیے اس سے انکار کی کوئی گنجائش بھی پیدا نہیں ہونے پائی۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، جون ۲۰۰۰، ص ۱۴)

وما یکفر بھا الا الفسقون

فسق کا مفہوم

''فسق کا اصل مفہوم خدا کی نافرمانی ہے۔ نافرمانی چھوٹی بھی ہوسکتی ہے اور بڑی بھی۔ قرآن مجید میں یہ لفظ بڑی سے بڑی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافرمانیوں کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک یہاں بھی یہ اسی مفہوم میں ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۸۰)

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (101) وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (102) وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (103)

تراجم

ا۔اور جب پہنچا ان کو رسول اللہ کی طرف سے، سچ بتاتا ان پاس والی کو، پھینک دی ایک جماعت نے کتاب پانے والوں میں، کتاب اللہ کی اپنی پیٹھ کے پیچھے، گویا ان کو معلوم نہیں (۱۰۱) اور پیچھے لگے ہیں اس علم کے، جو پڑھتے شیطان سلطنت میں سلیمان کے۔ اور کفر نہیں کیا سلیمان نے، لیکن شیطانوں نے کفر کیا لوگوں کو سکھاتے سحر۔ اور اس علم کے، جو اترا دو فرشتوں پر بابل میں ہاروت اور ماروت پر۔ اور وہ نہ سکھاتے کسی کو، جب تک نہ کہتے کہ ہم تو ہیں آزمانے کو سو مت کافر ہو۔ پھر ان سے سیکھتے، جس چیز سے جدائی ڈالتے ہیں مرد میں اور اس کی عورت میں۔ اور وہ اس سے بگاڑ نہیں سکتے کسی کا، بغیر اذن اللہ کے۔ اور سیکھتے ہیں جس سے ان کو نقصان ہے اور نفع نہیں۔ اور جان چکے ہیں، کہ جو کوئی اس کا خریدار ہو، اس کو آخرت میں نہیں کچھ حصہ۔ اور بہت بری چیز ہے، جس پر بیچا اپنی جان کو۔ اگر ان کو سمجھ ہوتی (۱۰۲) اور اگر وہ یقین لاتے، اور پرہیز رکھتے تو بدلا تھا اللہ کے ہاں سے بہتر، اگر ان کو سمجھ ہوتی (۱۰۳)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اور جب ان کے پاس ایک پیغمبر آئے اللہ کی طرف سے جو تصدیق بھی کرتے ہیں اس کتاب کی جو ان لوگوں کے پاس ہے (یعنی توراۃ کی) ان اہل کتاب میں کے ایک فریق نے خود اس کتاب اللہ ہی کو پس پشت ڈال دیا جیسے ان کو گویا اصلاً علم ہی نہیں (۱۰۱) اور انھوں نے ایسی چیز کا (یعنی سحر کا) اتباع کیا جس کا چرچا کرتے تھے شیاطین (یعنی خبیث جن) حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے عہد سلطنت میں اور حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے کفر نہیں کیا مگر (ہاں) شیاطین کفر کیا کرتے تھے اور حالت یہ تھی کہ آدمیوں کو بھی (اس) سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے۔ اور اس (سحر) کی بھی جو کہ ان دونوں فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا شہر بابل میں جن کا نام ہاروت و ماروت تھا اور وہ دونوں کسی کو نہ بتلاتے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہمارا وجود بھی ایک امتحان ہے سو تو کہیں کافر مت بن جائیو (کہ اس میں پھنس جاوے) سو بعضے لوگ ان دونوں سے اس قسم کا سحر سیکھ لیتے تھے جس کے ذریعہ سے (عمل کر کے) کسی مرد اور اس کی بیوی میں تفریق پیدا کر دیتے تھے۔ اور یہ (ساحر) لوگ اس کے ذریعہ سے کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے مگر خدا ہی کے (تقدیری) حکم سے اور ایسی چیزیں سیکھ لیتے ہیں جو (خود) ان کو ضرر رساں ہیں اور ان کو نافع نہیں ہیں اور ضرور یہ (یہودی) بھی اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص اس کو اختیار کرے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ (باقی) نہیں اور بے شک بری ہے وہ چیز (یعنی سحر و کفر) جس میں وہ لوگ اپنی جان دے رہے ہیں۔ کاش ان کو (اتنی) عقل ہوتی (۱۰۲) اور اگر وہ لوگ (بجائے اس کے) ایمان اور تقویٰ اختیار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تو خدا تعالیٰ کے ہاں کا معاوضہ بہتر تھا کاش ان کو (اتنی) عقل ہوتی (۱۰۳)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا تو کتاب والوں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب پیٹھ پیچھے پھینک دی گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے (۱۰۱) اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانہ میں اور سلیمان نے کفر نہ کیا۔ ہاں، شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اترا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھوؤ۔ تو ان سے سیکھتے وہ جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر نہیں پہنچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے اور وہ سیکھتے ہیں جو انھیں نقصان دے گا، نفع نہ دے گا اور بے شک ضرور انھیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا، آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور بے شک کیا بری چیز ہے جس کے بدلے انھوں نے اپنی جانیں بیچیں، کسی طرح انھیں علم ہوتا (۱۰۲) اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ کے یہاں کا ثواب بہت اچھا ہے، کسی طرح انھیں علم ہوتا (۱۰۳)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ جب کبھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والا آیا، ان اہل کتاب کے ایک فرقہ نے اللہ کی کتاب کو اس طرح پیٹھ پیچھے ڈال دیا، گویا جانتے ہی نہ تھے (۱۰۱) اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین (حضرت) سلیمان کی حکومت میں پڑھتے تھے۔ سلیمان نے تو کفر نہ کیا تھا بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، اور بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا، وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر، پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند و بیوی میں جدائی ڈال دیں، اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انھیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے، اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کر رہے ہیں، کاش کہ یہ جانتے ہوتے (۱۰۲) اگر یہ لوگ صاحب ایمان متقی بن جاتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین ثواب انھیں ملتا، اگر یہ جانتے ہوتے (۱۰۳)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی رسول اس کتاب کی تصدیق و تائید کرتا ہوا آیا جو ان کے ہاں پہلے سے موجود تھی، تو ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے کتاب اللہ کو اس طرح پس پشت ڈالا گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہیں (۱۰۱) اور لگے ان چیزوں کی پیروی کرنے جو شیاطین، سلیمان کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے، حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا، کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں، ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھی، حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے، تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کہ "دیکھ، ہم محض ایک آزمائش ہیں، تو کفر میں مبتلا نہ ہو۔" پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں۔ ظاہر تھا کہ اذنِ الٰہی کے بغیر وہ اس ذریعے سے کسی کو بھی ضرر نہ پہنچا سکتے تھے، مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود ان کے لیے نفع بخش نہیں، بلکہ نقصان دہ تھی اور انھیں خوب معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا، اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ کتنی بری متاع تھی، جس کے بدلے انھوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، کاش، انھیں معلوم ہوتا! (۱۰۲) اگر وہ ایمان اور تقویٰ اختیار کرتے، تو اللہ کے ہاں اس کا جو بدلہ ملتا، وہ ان کے لیے زیادہ بہتر تھا۔ کاش انھیں خبر ہوتی! (۱۰۳)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک رسول ان (پیشین گوئیوں) کے مطابق آیا جو ان کے پاس موجود ہیں تو ان لوگوں نے، جن کو کتاب دی گئی تھی، اللہ کی کتاب کو اس طرح پیٹھ پیچھے پھینکا گویا اس سے آشنا ہی نہیں (۱۰۱) اور ان چیزوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیچھے پڑ گئے جو سلیمان کے عہد حکومت میں شیاطین پڑھتے پڑھاتے تھے حالانکہ سلیمان نے کوئی کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں ہی نے کفر کیا۔ یہی لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ اور اس چیز میں پڑ گئے جو بابل میں دونوں فرشتوں ــــ ہاروت اور ماروت ــــ پر اتاری گئی تھی، حالانکہ یہ کسی کو سکھاتے نہیں تھے جب تک اس کو خبردار نہ کر دیں کہ ہم آزمائش کے لیے ہیں تو تم کفر میں نہ پڑ جانا۔ پس یہ لوگ ان سے وہ علم سیکھتے جس سے میاں اور اس کی بیوی میں جدائی ڈال سکیں حالانکہ یہ اس کے ذریعہ سے، خدا کی مشیت کے بغیر، کسی کو نقصان پہنچانے والے نہیں بن سکتے تھے۔ اور یہ وہ چیز سیکھتے تھے جو ان کو نقصان پہنچائے، نفع نہ پہنچائے حالانکہ ان کو پتا تھا کہ جس نے اس چیز کو اختیار کیا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ کیا ہی بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انھوں نے اپنی جانوں کو بیچا۔ اے کاش! وہ اس کو سمجھتے (۱۰۲) اور اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کا ثواب ان کے لیے کہیں بہتر تھا۔ کاش! وہ سمجھتے (۱۰۳)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور (اب بھی یہی ہوا ہے کہ) جب اللہ کی طرف سے ایک پیغمبر اُن پیشین گوئیوں کے مطابق اِن کے پاس آ گیا ہے جو اِن کے ہاں موجود ہیں تو یہ لوگ جنھیں کتاب دی گئی، اِن میں سے ایک گروہ نے اللہ کی اس کتاب کو (اس طرح) اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا، گویا وہ اسے جانتے ہی نہیں (۱۰۱) اور (پیغمبر کو ضرر پہنچانے کے لیے) اُس چیز کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان کے زمانۂ سلطنت میں شیاطین پڑھتے پڑھاتے تھے۔ (یہ اُسے سلیمان کی طرف منسوب کرتے ہیں)، دراں حالیکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا، بلکہ شیطانوں ہی نے کفر کیا۔ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ اور (اُس چیز کے پیچھے لگ گئے) جو بابل میں دو فرشتوں، ہاروت و ماروت پر اتاری گئی تھی، دراں حالیکہ وہ دونوں اُس وقت تک کسی کو کچھ نہ سکھاتے تھے، جب تک اُسے بتا نہ دیتے کہ ہم (تمھاری) آزمایش ہیں، اِس لیے تم اس کفر میں نہ پڑو۔ پھر بھی یہ اُن سے وہ علم سیکھتے تھے جس سے میاں اور بیوی میں جدائی ڈال دیں، اور حقیقت یہ تھی کہ اللہ کی اجازت کے بغیر یہ اُس سے کسی کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکتے تھے۔ (یہ اِس بات سے واقف تھے) اور (اس کے باوجود) وہ چیزیں سیکھتے تھے جو اِنھیں کوئی نفع نہیں دیتی تھیں، بلکہ نقصان پہنچاتی تھیں، دراں حالیکہ یہ جانتے تھے کہ جو ان چیزوں کا خریدار ہے، اُس کے لیے پھر آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ کیا ہی بری ہے وہ چیز جس کے بدلے میں اِنھوں نے اپنی جانیں بیچ دیں۔ اے کاش، یہ جانتے (۱۰۲) اور اگر یہ ایمان اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کے ہاں جو صلہ اِنھیں ملتا، وہ (ان کے لیے) کہیں بہتر تھا۔ اے کاش، یہ سمجھتے (۱۰۳)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

ولما جاء ھم رسول من عند اللّٰہ...

"رسول سے مراد نبیؐ ہیں لفظ اگرچہ نکرہ کی صورت میں استعمال ہوا ہے، لیکن بعد کی صفات اور سیاق و سباق سے مراد متعین ہو جاتی ہے نیز اس سے رسول کی عظمت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۸۱)

"اس آیت میں ایک خاص عہد شکنی کا ذکر ہے یعنی رسول اللہ پر ایمان نہ لانا۔ توراۃ میں آپ کی نبوت کی خبر ہے۔ آپ پر ایمان لانا عین تورات پر عمل تھا۔" (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۲۶۹)

و اتبعوا ما تتلوا الشیطین علی ملک سلیمن...

"اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک کر جس چیز کو انھوں نے سینے سے لگایا، یہ اس کا بیان ہے۔ ان ظالموں نے کتاب الٰہی کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور سحر و شعبدہ اور علم نجوم وغیرہ علوم سفلیہ کو اختیار کر لیا۔ ان سفلی علوم کا چرچا تو ہر دور میں رہا ہے لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں معلوم ہوتا ہے کہ جن وانس کے ایک طبقہ میں انھیں سیکھنے کا رواج بہت بڑھ گیا تھا۔ اور ان چیزوں کو تقدس کا رنگ دینے کے لیے وہ ان چیزوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب کرتے تھے۔ آج بھی جو لوگ ان سفلی چیزوں کا ذوق رکھتے ہیں وہ حضرت سلیمان کا حوالہ بہت دیتے ہیں۔ اس طرح کی ساری چیزیں ہمارے ہاں یہود ہی سے منتقل ہوئی ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۸۲)

''اس طویل آیت میں یہود کی تاریخ کا ایک تاریک صفحہ پیش کیا جا رہا ہے۔ قومیں اپنے عروج کے زمانہ میں محنت اور جانفشانی سے کام لے کر بلند مقام پیدا کرتی ہیں اور انحطاط کے دور میں ان کی پست ہمتیں اور شکستہ حوصلے کسی قربانی کے لیے آمادہ نہیں ہوتے تو وہ جادو اور منتر کا سہارا لینے لگتی ہیں۔ تاکہ اپنے بزرگوں کہ عظمت کا تاج بھی ان کے زیب سر رہے اور انھیں کچھ کرنا بھی نہ پڑے۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱، ص ۷۸)

''جب بنی اسرائیل پر اخلاقی و مادی انحطاط کا دور آیا اور غلامی، جہالت، نکبت و افلاس اور ذلت و پستی نے ان کے اندر کوئی بلند حوصلگی و اولوالعزمی نہ چھوڑی تو ان کی توجہات جادو ٹونے اور طلسمات و عملیات اور تعویذ گنڈوں کی طرف مبذول ہونے لگیں۔ وہ ایسی تدبیریں ڈھونڈنے لگے جن سے کسی مشقت اور جدوجہد کے بغیر محض پھونکوں اور منتروں کے زور پر سارے کام بن جایا کریں۔ اس وقت شیاطین نے ان کو بہکانا شروع کیا کہ سلیمان علیہ السلام کی عظیم الشان سلطنت اور ان کی حیرت انگیز طاقتیں تو سب کچھ چند نقوش اور منتروں کا نتیجہ تھیں اور وہ ہم تم کو بتائے دیتے ہیں چنانچہ یہ لوگ نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ان چیزوں پر ٹوٹ پڑے اور پھر نہ کتاب اللہ سے ان کو کوئی دلچسپی رہی اور نہ کسی داعی حق کی آواز انھوں نے سن کر دی۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج ۱، ص ۹۸)

''حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں بنی اسرائیل جادو سیکھنے میں مشغول ہوئے تو آپ نے ان کو روکا اور ان کی کتابیں لے کر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد شیاطین نے وہ کتابیں نکلوا کر لوگوں سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام اسی کے زور سے سلطنت کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کے صلحا و علما نے تو اس کا انکار کیا مگر ان کے جہلا جادو کو سلیمان علیہ السلام کا علم بتا کر اس کے سیکھنے پر ٹوٹ پڑے۔ انبیا کی کتابیں چھوڑ دیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملامت شروع کی اور نبی کریمؐ کے زمانے تک اسی حال میں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی برأت میں یہ آیت نازل فرمائی۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۲۸)

وما کفر سلیمن ولکن الشیطین کفروا...

''یہ جملہ بطور استدراک یا جملۂ معترضہ کے ہے۔ سلسلۂ کلام کے بیچ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہود کے لگائے ہوئے الزام سے بری کرنے کے لیے فرمایا کہ سلیمان کا دامن ان علوم سفلیہ کی آلودگیوں سے بالکل پاک ہے۔ اس نے تو کفر کا ارتکاب کبھی نہیں کیا البتہ یہ شیاطین جن وانس ہیں جنھوں نے ان چیزوں کو اختیار کیا اور پھر لوگوں کو ان خرافات کی تعلیم دی۔ یہاں اسلوب کلام سے متعلق دو باتیں ذہن میں رکھنے کی ہیں۔ ایک تو اس جملۂ معترضہ کی بلاغت کہ اس کو پڑھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ متکلم کو ان علوم سفلیہ کی نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف اتنی ناگوار ہے کہ اس کی تردید کے معاملہ میں اتنا توقف بھی نہیں کیا کہ بات پوری ہو لے، بلکہ سلسلۂ کلام کو روک کر فوراً اس کی تردید ضروری سمجھی۔ دوسری یہ کہ یہ تردید ایسے اسلوب سے شروع کی ہے جس سے یہ بات آپ سے آپ نکلتی ہے کہ سحر کا کفر ہونا ایک ایسی واضح حقیقت ہے کہ اس کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۸۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت...

''اس آیت میں دو احتمال ہیں۔ پہلا یہ کہ 'ما' نافیہ ہے اور یہ جملہ معترضہ ہے۔ اس صورت میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہود کا یہ کہنا کہ جادو بھی آسمان سے فرشتوں پر نازل ہوا اور فرشتوں نے ہی ہمیں یہ سکھایا۔ اس لیے یہ بھی صحائف آسمانی کی طرح آسمانی چیز ہے اور مقدس ہے۔ یہود کا یہ کہنا سراسر باطل ہے۔ 'و ما انزل علی الملکین' فرشتوں پر ہرگز کوئی جادو نازل نہیں کیا گیا۔ لیکن جمہور علما کا قول یہ ہے کہ 'ما انزل' میں 'ما' موصولہ ہے اور اس کا عطف 'اتبعوا' کے تحت ہے۔ یعنی یہودی فلسطین میں مروج جادو پر عمل پیرا تھے اور جب بخت نصر بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے بعد بنی اسرائیل کو جنگی قیدی بنا کر بابل لے گیا تو بجائے اس کے کہ اس کفر و الحاد کی دنیا میں وہ توحید کی تبلیغ کرتے الٹا وہاں کے لوگوں سے بھی انھوں نے جادو سیکھا اور اس پر بھی عمل پیرا ہوئے۔ اب یہاں یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ ہاروت و ماروت جو معصوم فرشتے تھے انھیں کیونکر جادو کی تعلیم دینے کے لیے بابل میں اتارا گیا تو اس کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس وقت ساری دنیا میں خصوصاً بابل کی مملکت میں جادو کا بہت رواج تھا۔ جادو کے زور سے لوگ طرح طرح کے کرشمے دکھاتے جس سے سادہ لوح دنگ رہ جاتے۔ ان کے نزدیک جادو اور معجزہ میں کوئی فرق نہیں رہ گیا تھا، بلکہ وہ جادو کو علم کی ایک مفید ترین شاخ تصور کرنے لگے تھے اور جادوگروں کو مقدس ماننے لگے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے نازل کیے جو لوگوں کو جادو کی اصلیت سے آگاہ کریں تاکہ وہ آسانی سے جادو کی فریب کاری اور معجزہ کی حقیقت میں تمیز کرسکیں اور اگر انھوں نے جادو سیکھ کر اس پر عمل شروع کر دیا تو یہ ان کی اپنی غلطی تھی۔ فرشتے تو انھیں صاف طور پر بتا دیتے کہ ہمیں تو فقط تمھارے آزمانے کے لیے بھیجا گیا ہے اگر تم نے جادو پر عمل شروع کر دیا تو خوب سن لو کہ ایمان رخصت ہو جائے گا اور کافر ہو جاؤ گے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ 'یعلّمان' کا مقصد یہ نہیں کہ وہ باقاعدہ سحر کے اصول و قواعد کا درس دیا کرتے اور اس کی جزئیات انھیں ازبر کرایا کرتے، بلکہ یہاں 'یعلّمان' بمعنی 'یعلمان' ہے جس کا مصدر اعلام ہے۔ اس کا مفہوم ہے جتانا آگاہ کرنا یعنی وہ جادو کے مفاسد اور مضرات سے انھیں آگاہ کرتے تاکہ وہ اس سے پرہیز کرسکیں۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱، ص ۸۱)

ہاروت و ماروت پر کیا چیز اتری تھی

''عام طور پر مفسرین نے کہا ہے کہ یہ جادو کا علم تھا جو ان فرشتوں پر اتارا گیا تھا۔ لیکن یہ جواب کئی پہلوؤں سے کھٹکتا ہے۔

۱۔ اس جملہ کا عطف 'ما تتلوا الشیطین' پر ہے اور 'ما تتلوا لشیطین' سے مراد خود قرآن کی تشریح کے مطابق جادو ہے۔ اب اگر اس سے مراد بھی جادو ہی ہے تو اس کے علیحدہ ذکر کرنے کا کوئی خاص فائدہ نہ ہوا۔ جب اس طرح معطوف اور معطوف علیہ آئیں تو ان میں ایک حد تک مغایرت ہونی چاہیے۔ یہاں دونوں کے ایک ہی چیز ہونے کا نہ صرف یہ کہ کوئی قرینہ موجود نہیں ہے، بلکہ قرائن کے خلاف ہے۔

۲۔ اس کے لیے 'انزل' کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا واضح مفہوم یہی ہے کہ یہ علم اللہ تعالیٰ کا اتارا ہوا ہے۔ اس لفظ میں عنایت اور افادیت کی جو شان ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے سحر جیسی شیطانی، ناپاک اور سراسر باطل بلکہ کفریہ چیز کے لیے اس کا استعمال ذوق پر گراں گزرتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ قرآن مجید میں یہ لفظ چوپایوں اور لوہے جیسی چیزوں کے لیے بھی استعمال ہوا ہے، لیکن محض اتنی بات جادو کے لیے اس لفظ کی موزونیت ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔

۳۔ فرشتے ہمیشہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق و عدل کے قیام اور خیر و فلاح کی دعوت و تعلیم کا ذریعہ بنے ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی چیز ان کے شایانِ شان بھی ہے، اس وجہ سے جادو جیسی چیز کا ان پر اترنا عقل سے بعید ہے۔

۴۔ فرشتوں نے اپنے اس علم کے لیے جو الفاظ استعمال کیے ہیں ان سے بھی کچھ ایسا ہی مترشح ہوتا ہے کہ ان کا علم شیاطین کے سحر سے کچھ مختلف خصوصیات رکھتا تھا۔ شیاطین کا علم جیسا کہ خود قرآن نے وضاحت کی ہے کہ یکسر کفر تھا لیکن فرشتوں نے اپنے علم کے لیے فتنہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ فتنہ کے معنی آزمائش اور امتحان کے ہیں۔ قرآن نے اس سے اصلاً وہ چیزیں مراد لی ہیں جو پیدا تو کی گئی ہیں اصلاً انسان کے نفع و بہبود کے لیے لیکن انسان ان کو اپنے استعمال کی غلطی سے یا ان کی حد سے بڑھی ہوئی محبت میں گرفتار ہو کر ان کو اپنے لیے فتنہ بنالیتا ہے۔ جس کے سبب وہ مفید ہونے کے بجائے مضر بلکہ مہلک بن جاتی ہیں مثلاً مال اور اولاد کو اللہ نے فتنہ قرار دیا ہے۔ یہ دونوں چیزیں بذات خود شر نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ لیکن جب انسان ان کی بے جا محبت میں گرفتار ہو کر ان کے پیچھے خدا اور آخرت سے غافل ہو جاتا ہے تو یہی چیزیں اس کے لیے وبال اور عذاب بن جاتی ہیں۔ یہ سارے پہلو اس بات کے خلاف ہیں کہ 'وما انزل علی الملکین' سے جادو مراد لیا جائے۔

ہمارے نزدیک اس سے مراد اشیا اور کلمات کے روحانی خواص و تاثیرات کا وہ علم ہے جس کا رواج یہود کے صوفیوں اور پیروں میں ہوا۔ اور جس کو انھوں نے گنڈوں، تعویذوں اور مختلف قسم کے عملیات کی شکل میں مختلف اغراض کے لیے استعمال کیا۔ یہ علم اس اعتبار سے جادو اور نجوم وغیرہ کے علم سے بالکل مختلف تھا کہ اس میں نہ تو شرک کی کوئی ملاوٹ تھی اور نہ اس میں شیطان اور جنات کو کوئی دخل تھا لیکن اپنے اثرات و نتائج کے پیدا کرنے میں یہ جادو ہی کی طرح زود اثر تھا۔ ممکن ہے کہ بنی اسرائیل کو یہ علم بابل کے زمانہ اسیری میں دو فرشتوں کے ذریعہ سے اس لیے دیا گیا ہو کہ اس کے ذریعہ سے بابل کی سحر و ساحری کا مقابلہ کر سکیں۔ سنت اللہ یہ ہے کہ اگر کسی جگہ ایک غلط علم کا رعب اور زور ہو جس سے مفسد لوگ فائدہ اٹھا رہے ہوں تو وہاں اللہ تعالیٰ اس کے مقابلہ کے لیے اہل ایمان کو کوئی ایسا علم بھی عطا فرما دیتے ہیں جو جائز اور نافع ہو۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۵۸)

''نزول و انزال کا اطلاق صرف احکام تشریعی میں نہیں ہوتا، بلکہ امور تکوینی میں بھی برابر ہوتا رہتا ہے۔ تکوینیات کے سلسلے میں جو کام گندے سے گندہ بھی کیا جاتا ہے، اس کے لیے بھی واسطہ اور وسیلہ بہر حال فرشتے ہی ہوتے ہیں۔ اور یہ امر ان کی معصومیت اور نزاہت کے ذرا بھی منافی نہیں۔ 'انزل' کا اطلاق اللہ کی طرف سے نازل صرف کتاب و حکمت وحی والہام ہی پر نہیں ہوتا۔ قحط، بیماری یا موت سب کا نزول و انزال بہ حیثیت مسبب الاسباب اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ محاورۂ قرآنی میں انزال کا لفظ رزق، پانی، لباس، حدید، انعام کے سلسلہ میں صراحت کے ساتھ آیا ہے یہاں تک کہ رجز (عذاب یا بلا) کے لیے بھی یہی لفظ صراحۃً استعمال ہوا ہے۔ سو جن لوگوں نے نزول سحر کی نسبت اللہ کی طرف کرنا اس کی قدوسیت کے منافی سمجھا ہے وہ خود ایک بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ایک سحر ہی پر کیا موقوف ہے، کائنات میں تمام اچھا برا، حق و باطل، ایمان و کفر، طاعت و معصیت جو کچھ بھی موجود ہے سب کا وجود تکوینی حیثیت سے مسبب الاسباب ہی کے نازل کرنے سے تو ہوتا ہے۔ انزال یہاں وسیع معنی میں ہے یعنی انھیں یہ بات بتادی گئی تھی، ان کے دل میں ڈال دیا گیا تھا کوئی اظہار شرافت و تکریم مقصود نہیں۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، لکھنؤ، ج ۱، ص ۲۰۲)

ہاروت اور ماروت

''قرآن سے واضح ہے کہ یہ خدا کے دو فرشتے تھے۔ تفسیر کی کتابوں میں ان کے متعلق جو فضول سا قصہ منقول ہے وہ ہمارے نزدیک بالکل ناقابل التفات ہے۔ وہ ملکوتی صفات کے ساتھ ہی دنیا میں بھیجے گئے اور ملکوتی صفات کے ساتھ ہی یہاں رہے۔ ان کا علم بھی ایک جائز اور مفید علم تھا لیکن یہود نے اپنے اخلاق کی پستی اور مذاق کی خرابی کی وجہ سے اس کو بری نیت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیکھا اور برے مقاصد ہی میں استعمال کیا۔ ہمارا خیال ہے کہ اسی علم کے باقیات ہیں جن کو ہمارے صوفیوں اور پیروں کے ایک طبقہ نے اپنایا اور اس سے انھوں نے لوگوں کو فائدہ بھی پہنچایا لیکن اخلاقی زوال کے بعد جس طرح یہود کے ہاں یہ علم، علوم سفلیہ کا ایک ضمیمہ بن کر رہ گیا اسی طرح ہمارے یہاں بھی یہ صرف پیری مریدی کی دکان چلانے کا ذریعہ بن کر رہ گیا اور حق سے زیادہ باطل کے اجزا اس میں شامل ہو گئے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۵۸)

''رہی وہ روایت کہ زہرہ نامی بدکارہ نے ان دونوں فرشتوں ہاروت و ماروت کو اپنے دام عشق میں گرفتار کر لیا اور ان کے کہنے پر دونوں نے شراب پی اور بدکاری کی اور اب وہ بابل کے کسی کنویں میں اوندھے لٹکے ہوئے ہیں۔ یہ روایت علما محققین کے نزدیک مردود اور غیر مقبول ہے اور صاحب روح البیان بصد حسرت لکھتے ہیں کہ کاش ایسی بیہودہ روایات سے اہل اسلام کی تصنیفات پاک ہوتیں۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱، ص ۸۱)

''بابل میں ایک زمانے میں جادو کا بہت چرچا تھا۔ بعض لوگ جادو کو نیک کام سمجھ کر اس کو سیکھنے اور اس پر عمل کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اشتباہ اور غلطی کو رفع کرنے بابل میں دو فرشتے ہاروت و ماروت نامی اس کام کے لیے بھیجے کہ وہ لوگوں کو سحر کی حقیقت اور اس کے شعبوں سے مطلع کریں تاکہ اشتباہ جاتا رہے۔ فرشتوں نے بابل میں آکر اپنا کام شروع کر دیا کہ سحر کے اصول و فروع ظاہر کر کے لوگوں کو اس کے عمل بد سے بچنے کی اور ساحرین سے نفرت و دوری رکھنے کی تنبیہ اور تاکید کی۔ جیسے کوئی عالم یہ دیکھے کہ جاہل لوگ اکثر نادانی سے کفریہ کلمات کہہ جاتے ہیں، اس لیے وہ تقریراً یا تحریراً ان کلمات کو جو اس وقت شائع ہیں جمع کر کے عوام کو مطلع کر دے کہ دیکھو یہ کلمات بچنے کے لائق ہیں ان سے احتیاط رکھنا۔ فرشتے یہ بتا دیا کرتے تھے کہ دیکھو ہمارے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو بندوں کی آزمائش بھی مقصود ہے کہ دیکھیں کون ان چیزوں سے مطلع ہو کر اپنے دین کی حفاظت اور اصلاح کرتا ہے کہ شر سے آگاہ ہو کر اس سے بچے اور کون اپنا دین خراب کرتا ہے کہ شر پر مطلع ہو کر خود ہی وہ شر اختیار کر لے، دیکھو ہم تم کو مطلع کیے دیتے ہیں کہ اچھی نیت سے اسے حاصل کرنا اور اپنی نیت پر ثابت قدم بھی رہنا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج ۱، ص ۲۷۳)

وما يعلمن من احد حتى يقولا انما نحن فتنة...

''جس طرح 'وما کفر سلیمن' والا ٹکڑا بطور جملہ معترضہ کے حضرت سلیمان کی بریت کے لیے وارد ہوا ہے اسی طرح یہ ٹکڑا بطور استدراک ان فرشتوں کی بریت کے لیے وارد ہوا ہے۔ مدعا یہ ہے کہ یہ اپنے اس علم کو اگر کسی پر انکشاف کرتے تو ساتھ ہی اس کو یہ تنبیہ بھی کر دیتے کہ دیکھو ہمارا یہ علم ایک فتنہ ہے، تم اس کو برے مقاصد میں استعمال کر کے کفر میں نہ پڑ جانا، بلکہ اس کو اچھے مقاصد ہی کے لیے استعمال کرنا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۸۶)

فتنہ کا مفہوم

''فتنہ کے معنی آزمائش اور امتحان کے ہیں۔ قرآن نے اس سے اصلاً وہ چیزیں مراد لی ہیں جو پیدا تو کی گئی ہیں اصلاً انسان کے نفع و بہبود کے لیے لیکن انسان ان کو اپنے استعمال کی غلطی سے یا ان کی حد سے بڑھی ہوئی محبت میں گرفتار ہو کر ان کو اپنے لیے فتنہ بنا لیتا ہے۔ جس کے سبب وہ مفید ہونے کے بجائے مضر بلکہ مہلک بن جاتی ہیں مثلاً مال اور اولاد کو اللہ نے فتنہ قرار دیا ہے۔ یہ دونوں چیزیں بذات خود شر نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ لیکن جب انسان ان کی بے جا محبت میں گرفتار ہو کر ان کے پیچھے خدا اور آخرت سے غافل ہو جاتا ہے تو یہی چیزیں اس کے لیے وبال اور عذاب بن جاتی ہیں۔ فرشتوں کو دیا جانے والا یہ علم بھی اس اعتبار سے فتنہ کہا گیا کہ یہ مضرت اور منفعت کے دونوں پہلو اپنے اندر رکھتا تھا اس کو لوگوں کی خدمت میں استعمال کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اس سے ثواب بھی کمایا جا سکتا تھا اور اس کو انتشار اور تفریق کا ذریعہ بنا کر اس سے گمراہی اور ہلاکت کا سامان بھی مہیا کیا جا سکتا تھا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۸۶)

وما هم بضارين به من احد الا باذن الله

''یہ جملہ بھی بطور استدراک کے ہے۔ یعنی ان عملیات کے شائقین یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چیزیں بجائے خود نافع اور ضار ہیں حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ اعمال شیطانیہ ہوں یا اعمال روحانیہ، ان سے اگر کسی کو نفع یا ضرر پہنچتا ہے تو صرف اللہ کے اذن اور اس کی مشیت اور حکمت کے تحت۔ یہ چیزیں بذات خود موثر نہیں ہیں۔ اللہ کی کتاب ہوتے ہوئے اول تو اس طرح کی چیزوں میں رغبت ہی نہ کرنی چاہیے اگر ان میں سے کوئی چیز علم میں آئے بھی تو اس کو موثر بالذات نہ سمجھے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۸۷)

''سحر اور اس پر مرتب ہونے والے آثار کا باہمی تعلق ایسا ہی ہے جیسے سبب و مسبب کا۔ اور سبب جب ہی اپنا اثر دکھاتا ہے جب اذن الٰہی ہو اور اگر اذن نہ ہو تو سبب معطل ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ سحر ایسی چیز نہیں جو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر بھی غالب ہو اور اگر وہ نہ چاہے تب بھی جادو کا اثر ہو کر رہے۔ ہر قسم کا اختیار رکھنے والی تو وہ ذات ہے جس کے اذن و اجازت پر ہر چیز کے وجود و عدم کا دارومدار ہے۔ سحر پر بھی اگر آثار مرتب ہوتے ہیں تو خود بخود نہیں، بلکہ اذن الٰہی ملنے کے بعد۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سحر حرام ہے تو پھر اس پر آثار مرتب ہونے کا اللہ تعالیٰ اذن ہی کیوں دیتا ہے؟ اس کے لیے ایک چیز ہمیشہ مدنظر رہنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ و مشیت اور اس کے حکم و رضا میں بڑا فرق ہے۔ وہ کسی بری چیز کا حکم نہیں دیتا اور نہ اس کے کرنے سے خوش ہوتا ہے، ہاں تکوینی مصلحتوں کے باعث ان اشیا سے اس کی مشیت متعلق ہوتی رہتی ہے۔ اس نے یہ حکم نہیں دیا کہ کسی سوئے ہوئے بے گناہ کا سر قلم کر دو، لیکن اس کے اذن کے بغیر نہ سر کٹتا ہے، نہ موت آتی ہے۔ اسی طرح مقربین بارگاہ الٰہی کو اذیت دینا اور انھیں قتل کرنا اسی کی مشیت سے وقوع پذیر ہوتا ہے لیکن اس نے نہ اس کا حکم دیا ہے نہ وہ ایسے جرائم سے خوش ہوتا ہے۔ اس اذن و مشیت میں وہ مصلحتیں اور اسرار ہوتے ہیں جن کو بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہوتی ہے۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ا، ص ۸۲)

ولقد علموا لمن اشتراه ما له في الاخرة من خلاق

''یعنی یہود کو اچھی طرح معلوم تھا کہ جو لوگ اس طرح کے فتنوں میں پڑیں گے آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ تورات میں واضح الفاظ میں ایسی چیزوں سے روکا گیا تھا۔ ''جب تو اس ملک میں جو خداوند تیرا خدا تجھ کو دیتا ہے پہنچ جائے تو وہاں کی قوموں کی طرح مکروہ کام کرنے نہ سیکھنا۔ تجھ میں ہرگز کوئی ایسا نہ ہو جو اپنے بیٹے یا بیٹی کو آگ میں چلوائے یا فال گیر یا شگون نکالنے یا افسوں گر یا جادوگر یا منتری یا جنات کا آشنا یا رمال یا ساحر ہو کیونکہ وہ سب جو ایسے کام کرتے ہیں خدا کے نزدیک مکروہ ہیں اور انھی مکروہات کے سبب سے خداوند تیرا خدا تیرے سامنے سے ان کو نکالنے پر ہے۔'' (استثنا، باب ۱۸، آیات ۹ تا ۱۲)۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۲۸۸)

ان آیات کی چند اہم باتیں

''چھوٹی گمراہی بڑی گمراہیوں کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ بسا اوقات ایک گمراہی بظاہر معمولی نظر آتی ہے لیکن وہ اپنے اندر اتنی گمراہیاں اور بدعقیدگیاں چھپائے ہوئے ہوتی ہے کہ اس سے آدمی کے سارے دین و ایمان کی جڑیں کھوکھلی ہو کے رہ جاتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ اور اس کے نبیوں اور رسولوں میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہو سکتی یعنی ایک کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکذیب سب کی تکذیب اور ایک کی دشمنی سب کی دشمنی شمار ہوگی۔ یہی اصول حدیث میں بھی بیان کیا گیا ہے: 'من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالحرب '۔(جس نے میرے کسی دوست کے ساتھ دشمنی کی تو اس نے خود مجھے اعلان جنگ دیا)۔تیسری بات یہ ہے کہ سحر، شعبدہ، نجوم، حاضرات، فال اور کہانت وغیرہ قسم کی چیزیں خدا اور اس کی شریعت سے انسان کو برگشتہ کرنے والی ہیں۔اسی طرح اشیا اور کلمات کے روحانی خواص یعنی گنڈے تعویذ اور جھاڑ پھونک کا علم بھی انسان کے لیے ایک فتنہ اور کتاب و شریعت سے منحرف کرنے والا ہے۔انسان جب عملیات کے چکر میں پھنستا ہے تو اس فتنہ میں لازماً گرفتار ہوجاتا ہے جس سے ہاروت اور ماروت نے متنبہ کیا تھا۔اور پھر ان تمام مفاسد کا ظہور میں آنا لازمی ہے جو یہود کے ہاتھوں ظہور میں آئے اور جن کے سبب وہ کتاب اللہ کی روشنی سے محروم رہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا،ص ۲۸۹)

سحر کی حقیقت

''سحر ہر ایسے اثر کو کہتے ہیں کہ جس کا سبب ظاہر نہ ہو۔عرف عام میں جادو ان چیزوں کو کہا جاتا ہے کہ جن میں جنات و شیاطین کے عمل کا دخل ہو یا قوت خیالیہ یا کچھ الفاظ وکلمات کا۔اصطلاح قرآن وسنت میں سحر ہر ایسے امر عجیب کو کہتے ہیں کہ جس میں شیاطین کو خوش کر کے ان کی مدد حاصل کی گئی ہو۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا،ص ۲۷۵)

سحر اور معجزہ میں فرق

''سحر تمام تر اسباب طبیعہ کے ماتحت ہوتا ہے، مگر اسباب کے مخفی ہونے کے سبب لوگوں کو مغالطہ خرق عادت کا ہوجاتا ہے۔بخلاف معجزہ کے کہ وہ بلا واسطہ حق تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے، اس میں اسباب طبیعہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا،ص ۲۷۷)

سحر اور معجزہ میں فرق کی پہچان

''ظاہری صورت دونوں کی ایک ہوتی ہے اس لیے اس کی پہچان مشکل ہوتی ہے۔عوام کے پہچاننے کے لیے یہ کافی ہے کہ معجزہ یا کرامت ایسے حضرات سے ظاہر ہوتی ہے جن کا تقویٰ، طہارت و پاکیزگی، اخلاق واعمال سب پاکیزہ اور شریعت کے تحت ہوتے ہیں جبکہ جادو کا اثر صرف ایسے لوگوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو گندے ناپاک، اللہ کے نام اور عبادت سے دور رہتے ہیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا،ص ۲۷۸)

سحر کے احکام

''سحر کفر اعتقادی یا عملی سے خالی نہیں ہوتا، اس لیے اس کا سیکھنا اور سکھانا سب حرام ہے۔اس پر عمل کرنا بھی حرام ہے۔تعویذ گنڈے وغیرہ جو عامل کرتے ہیں ان میں اگر جنات اور شیاطین سے استمداد ہو تو وہ بھی بحکم سحر ہیں اور حرام ہیں۔اگر الفاظ معلوم نہ ہوں لیکن شیاطین اور بتوں سے استمداد کا احتمال ہو تو بھی حرام ہے۔مباح اور جائز امور سے کام لیا جاتا ہو تو اس شرط سے جائز ہے کہ اس کو کسی ناجائز مقصد کے لیے استعمال نہ کیا جائے اگر قرآن وحدیث کے کلمات ہی سے کام لیا جائے مگر ناجائز مقصد کے لیے مثلاً کسی کو ناحق ضرر پہنچانے کے لیے تو وہ حرام ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا،ص ۲۸۰)

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا وَقُوۡلُوا انۡظُرۡنَا وَاسۡمَعُوۡا ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ (104) مَا يَوَدُّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ
بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (105) مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ
مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (106) اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (107)

تراجم

۱۔اے ایمان والو! تم نہ کہو'راعنا' اور کہو'انظرنا' اور سنتے رہو۔ اور منکروں کو دکھ کی مار ہے (۱۰۴) دل نہیں چاہتا ان لوگوں کا جو منکر ہیں کتاب والوں میں، اور شرک والوں میں، یہ کہ اترے تم پر کچھ نیک بات، تمھارے رب سے، اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی مہر سے، جس کو چاہے۔ اور اللہ بڑا فضل رکھتا ہے (۱۰۵) جو موقوف کرتے ہیں ہم کوئی آیت، یا بھلا دیتے ہیں، تو پہنچاتے ہیں اس سے بہتر، یا اس کے برابر۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں؟ کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۰۶) کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کو سلطنت ہے آسمان اور زمین کی۔ اور تم کو نہیں اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مددوالا (۱۰۷)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اے ایمان والو تم (لفظ) 'راعنا' مت کہا کرو اور 'انظرنا' کہہ دیا کرو اور (اس کو اچھی طرح) سن لیجیو اور ان کافروں کو (تو) سزائے دردناک ہو (ہی) گی (۱۰۴) ذرا بھی پسند نہیں کرتے کافر لوگ (خواہ) ان اہل کتاب میں سے (ہوں) اور (خواہ) مشرکین میں سے اس امر کو کہ تم کو کسی طرح کی بہتری (بھی) نصیب ہو تمھارے پروردگار کی طرف سے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت (وعنایت) کے ساتھ جس کو منظور ہوتا ہے مخصوص فرما لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل (کرنے) والے ہیں (۱۰۵) ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت (ہی) کو (ذہنوں سے) فراموش کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتر یا اس آیت ہی کی مثل لے آتے ہیں۔ (اے معترض) کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتے ہیں (۱۰۶) کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ایسے ہیں کہ خاص انھی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور (یہ بھی سمجھ رکھو کہ) تمھارا حق تعالیٰ کے سوا کوئی یار و مددگار بھی نہیں (۱۰۷)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اے ایمان والو! 'راعنا' نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۰۴) وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمھارے رب کے پاس سے اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (۱۰۵) جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے کیا، تجھے خبر نہیں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے (۱۰۶) کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور اللہ کے سوا تمھارا نہ کوئی حمایتی اور نہ مددگار (۱۰۷)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔اے ایمان والو تم (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) 'راعنا' نہ کہا کرو، بلکہ 'انظرنا' کہو یعنی ہماری طرف دیکھیے اور سنتے رہا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہیں (۱۰۴) نہ تو اہل کتاب کے کافر اور نہ مشرکین چاہتے ہیں کہ تم پر تمھارے رب کی کوئی بھلائی نازل ہو (ان کے اس حسد سے کیا ہوا) اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت خصوصیت سے عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے (۱۰۵) جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں اس سے بہتر یا اس جیسی اور لاتے ہیں، کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (۱۰۶) کیا تجھے علم نہیں کہ زمین و آسمان کا ملک اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ کے سوا تمھارا کوئی ولی اور مددگار نہیں (۱۰۷)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو، 'راعنا' نہ کہا کرو، بلکہ 'انظرنا' کہو اور توجہ سے بات کو سنو، یہ کافر تو عذابِ الیم کے مستحق ہیں (۱۰۴) یہ لوگ جنھوں نے دعوتِ حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے، خواہ اہل کتاب میں سے ہوں یا مشرک ہوں، ہرگز یہ پسند نہیں کرتے کہ تمھارے رب کی طرف سے تم پر کوئی بھلائی نازل ہو، مگر اللہ جس کو چاہتا ہے، اپنی رحمت کے لیے چن لیتا ہے اور وہ بڑا فضل فرمانے والا ہے (۱۰۵) ہم اپنی جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں، اس کی جگہ اس سے بہتر لاتے ہیں یا کم از کم ویسی ہی۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے؟ (۱۰۶) کیا تمھیں خبر نہیں ہے کہ زمین اور آسمانوں کی فرمانروائی اللہ ہی کے لیے ہے اور اس کے سوا کوئی تمھاری خبر گیری کرنے اور تمھاری مدد کرنے والا نہیں ہے؟ (۱۰۷)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔اے ایمان والو! تم 'راعنا' نہ کہا کرو 'انظرنا' کہا کرو اور توجہ سے سنا کرو۔ اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۰۴) جن لوگوں نے کفر کیا، اہل کتاب ہوں یا مشرکین، نہیں چاہتے کہ تمھارے اوپر تمھارے رب کی طرف سے کوئی رحمت نازل ہو۔ اور اللہ اپنی رحمت کے لیے خاص کرتا ہے جن کو چاہتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے (۱۰۵) جو کوئی آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا اس کو نظر انداز کراتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے مانند دوسری لاتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے؟ (۱۰۶) کیا تمھیں نہیں معلوم کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے اور تمھارے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار؟ (۱۰۷)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔(ان کے فتنوں سے بچنے کے لیے)، ایمان والو، (تم بارگاہِ رسالت میں بیٹھو تو) 'راعنا' نہ کہا کرو 'انظرنا' کہا کرو اور (جو کچھ کہا جائے، اُسے) توجہ سے سنو، اور (اِس بات کو یاد رکھو کہ) اِن کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۰۴) اہل کتاب ہوں یا مشرکین، اِن میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے، وہ نہیں چاہتے کہ تمھارے پروردگار کی طرف سے کوئی خیر تم پر نازل کیا جائے۔ (یہ احمق نہیں جانتے کہ) اللہ جس کو چاہتا ہے، اپنی رحمت کے لیے خاص کر لیتا ہے، اور (نہیں جانتے کہ) اللہ بڑی عنایت فرمانے والا ہے (۱۰۵)۔ (اِنھیں اعتراض ہے کہ تورات کی شریعت میں ہم کوئی تبدیلی کیوں کرتے ہیں۔ اِنھیں بتادو کہ) ہم (اِس کتاب کی) جو آیت بھی منسوخ کرتے ہیں یا اُسے بھلا دیتے ہیں، (قرآن میں) اُس کی جگہ اُس سے بہتر یا اُس جیسی کوئی دوسری لے آتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے، (لوگو) کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے؟ (۱۰۶) (چنانچہ وہ بنی اسرائیل کو شریعت دے کر اُس میں ترمیم وتغیر کے اختیار سے دست بردار نہیں ہو بیٹھا)۔ کیا تم نہیں جانتے کہ زمین وآسمان کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے؟ (وہ جس کو چاہے گا، اپنی شریعت کا حامل بنائے گا)، اور (تم اگر اُس کا یہ فیصلہ نہیں مانتے تو) تمھارے لیے اللہ کے سوا (اِس دنیا میں پھر) کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مدد کرنے والا (۱۰۷)۔ (جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

'راعنا' کا مفہوم

''راعنا مراعات سے امر کا صیغہ ہے۔ اگر مخاطب نے متکلم کی بات اچھی طرح نہ سمجھی ہو تو متکلم کو پھر متوجہ کرنے کے لیے عربی میں 'راعنا' کا لفظ ہے۔ یعنی ذرا ہمارا لحاظ فرمائیے۔ پھر ارشاد ہو۔ جس طرح انگریزی میں I beg your pardon یا Excuse me کہتے ہیں۔ عربی میں اسی مفہوم کے لیے 'انظرنا' کا لفظ بھی ہے، جو 'نظر' سے امر کا صیغہ ہے، اس کے معنی دیکھنے، مہلت دینے، انتظار کرنے اور توقف کرنے کے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج ا، ص ۲۹۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہود کی شرارت

''بعض یہودی محض منافقانہ اغراض کے لیے آنحضرتؐ کی مجالس میں شریک ہوتے اور اپنے شوق استفادہ و ذوق تعلم کے اظہار کے لیے 'راعنا' کا لفظ بار بار دہراتے تا کہ حاضرین مجلس پر یہ اثر ڈالیں کہ یہ علم کے بڑے طالب اور قدردان لوگ ہیں۔ لیکن اصل میں یہ لوگ اس لفظ کو اس طرح استعمال کرتے تھے کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا پہلو پیدا ہوتا تھا۔ یعنی یہ 'راعنا' کے بجائے 'راعینا' کہتے تھے جس کا مطلب ہمارے چرواہے کے ہیں۔ یہود کی اس شرارت کا ذکر قرآن مجید میں دوسری جگہ بھی ہے: 'من الذين هادوا يحرفون الكلم عن مواضعه ويقولون سمعنا وعصينا واسمع غير مسمع وراعنا ليًّا بالسنتهم وطعنا في الدين' مقصود ان شرارتوں سے جیسا کہ قرآن نے واضح فرمایا اسلام اور آنحضرتؐ پر طنز کرنا اور پھبتی کرنا تھا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۹۵)

الفاظ سے متعلق ایک نفسیاتی حقیقت

''الفاظ کے متعلق یہ نفسیاتی حقیقت ملحوظ رہنی چاہیے کہ اگر ان کے اندر کوئی روح فساد موجود ہو یا سوء استعمال سے پیدا کر دی گئی ہو تو پھر سلامتی ان سے دور رہنے ہی میں ہے ورنہ ان کا زہر غیر شعوری طور پر ان کے بولنے والوں اور سننے والوں کے اندر بھی سرایت کر کے رہتا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۹۶)

سد ذرائع

''اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کسی جائز فعل سے دوسروں کو ناجائز کاموں کی گنجائش ملتی معلوم ہوتی ہو تو یہ جائز فعل بھی اس کے لیے جائز نہیں رہتا۔ جیسے اگر کسی عالم کے جائز فعل سے جاہلوں کو مغالطہ میں پڑنے اور ناجائز کاموں میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو اس عالم کے لیے یہ جائز فعل بھی ممنوع ہو جائے گا بشرطیکہ یہ فعل شرعاً ضروری اور مقاصد شرعیہ میں سے نہ ہو۔ اس کی مثالیں قرآن وسنت میں بہت ہیں۔ اسی کی ایک دلیل وہ حدیث ہے جس میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ بیت اللہ کی تعمیر جو قریش نے زمانہ جاہلیت میں کی تھی اس میں کئی چیزیں بناء ابراہیمی کے خلاف کر دی ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ اس کو منہدم کر کے از سر نو بناء ابراہیمی کے مطابق بنا دوں، لیکن اس سے ناواقف عوام کے فتنہ میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہے، اس لیے بالفعل ایسا نہیں کرتا۔ ایسے احکام کو اصول فقہ میں سد ذرائع سے تعبیر کیا جاتا ہے جو بھی فقہا کے نزدیک معتبر ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۲۸۱)

ما ننسخ من آية او ننسها نات بخير منها...

نسخ کا مفہوم

''نسخ کے اصل معنی مٹانے اور ہٹانے کے ہیں۔ یہود مسلمانوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالتے تھے کہ جب قرآن حضرت موسیٰ کو خدا کا پیغمبر اور تورات کو خدا کی کتاب تسلیم کرتا ہے تو پھر تورات کے احکام کے ردوبدل کے کیا معنی؟ کیا خدا اپنے ہی بنائے ہوئے قوانین کو خود اپنے ہی ہاتھوں بدلتا ہے کیا۔ اب تجربہ کے بعد خدا پر اپنی غلطیاں واضح ہو رہی ہیں اور وہ ان کی اصلاح کر رہا ہے۔ اس قسم کے اعتراضات اٹھا کر یہود مسلمانوں کو قرآن اور آنحضرتؐ سے بدگمان کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ قرآن نے ان کا جواب دیا ہے کہ تورات کا جو قانون منسوخ کیا جاتا ہے اس سے بہتر قانون اس کی جگہ دیا جاتا ہے یعنی اس تبدیلی سے اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بندوں کو خوب سے خوب تر کی طرف بڑھا رہا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۲۹۷)

''نسخ کا مطلب شریعت کا ایک ضابطہ ہٹا کر کوئی دوسرا ضابطہ مقرر کرنا ہے۔ لفظ انسا کا مطلب ہے فراموش کرا دینا۔ اس سے قرآن نے تورات کے ان احکام کی طرف اشارہ کیا ہے جن سے یہود نے بے پروائی برتی اور ان کے جرم کی پاداش میں وہ ان کے ذہنوں سے محو کر دیے گئے۔ 'نات بخیر منها او مثلها' میں 'او' تقسیم کے لیے ہے یعنی تورات کے وہ ضابطے جو منسوخ کر دیے گئے تمدن کے ارتقا اور حالات کی تبدیلی کے پیش نظر ان سے بہتر ضابطے دیتے ہیں اور جو بھلا دیے گئے ان کی جگہ انھی جیسے بعض دوسرے ضوابط نازل کر دیتے ہیں۔ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی ایسی نہیں ہے جو قابل اعتراض ہو پہلی چیز حالات کے تغیر کا لازمی تقاضا ہے اور دوسری دین کی دولت کے اس ضیاع کا لازمی نتیجہ ہے جو تمھارے ہاتھوں سے ہوا اور جس کے باعث ضروری تھا کہ اب دین کے خزانے کو نئی دولت سے معمور کیا جائے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، اگست ۲۰۰۰ ص ۱۵)

''قرآن کریم نے شرائع سابقہ و کتب قدیمہ کو منسوخ فرمایا تو کفار کو بہت توحش ہوا اور انھوں نے اس پر طعن کیے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ منسوخ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور ناسخ بھی۔ دونوں عین حکمت ہیں اور ناسخ کبھی منسوخ سے زیادہ اسہل وانفع ہوتا ہے۔ قدرت الٰہی پر یقین رکھنے والے کو اس میں جائے تردد نہیں۔ کائنات میں مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دن سے رات کو، گرما سے سرما کو، جوانی سے بچپن کو، بیماری سے تندرستی کو، بہار سے خزاں کو منسوخ فرماتا ہے۔ یہ تمام نسخ و تبدیل اس کی قدرت کے دلائل ہیں تو ایک آیت اور ایک حکم کے منسوخ ہونے میں کیا تعجب۔ نسخ درحقیقت حکم سابق کی مدت کا بیان ہوتا ہے کہ وہ حکم اس مدت کے لیے تھا اور عین حکمت تھا۔ کفار کی نافہمی کہ نسخ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور اہل کتاب کا اعتراض ان کے معتقدات کے لحاظ سے بھی غلط ہے۔ انھیں حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کے احکام کی منسوخیت تسلیم کرنا پڑے گی یہ ماننا ہی پڑے گا کہ شنبہ کے روز دنیوی کام ان کے لیے حرام نہ تھے۔ پھر ان پر حرام ہوئے۔ یہ بھی اقرار ناگزیر ہوگا کہ توریت میں حضرت نوح کی امت کے لیے تمام چوپائے حلال ہونا بیان کیا گیا تھا اور حضرت موسیٰ پر بہت سے حرام کر دیے گئے۔ ان امور کے ہوتے ہوئے نسخ کا انکار کس طرح ممکن ہے۔ جس طرح آیت دوسری آیت سے منسوخ ہوتی ہے اسی طرح حدیث متواتر سے بھی ہوتی ہے۔ نسخ کبھی صرف تلاوت کا ہوتا ہے، کبھی صرف حکم کا، کبھی تلاوت و حکم دونوں کا۔ بیہقی نے ابوامامہ سے روایت کی کہ ایک انصاری صحابی شب کو تہجد کے لیے اٹھے اور سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اس کو پڑھنا چاہا لیکن وہ بالکل یاد نہ آئی اور سوائے بسم اللہ کے کچھ نہ پڑھ سکے۔ صبح کو دوسرے صحابہ سے اس کا ذکر کیا، ان حضرات نے فرمایا کہ ہمارا بھی یہی حال ہے وہ سورت ہمیں بھی یاد نہ رہی۔ سب نے سید عالم کی خدمت میں واقعہ عرض کیا، حضور نے فرمایا کہ آج شب وہ سورت اٹھا لی گئی۔ اس کے حکم و تلاوت دونوں منسوخ ہوئے جن کاغذوں پر وہ لکھی گئی تھی، ان پر نقش بھی نہ رہے۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۳۰)

''عقائد میں، کلیات اخلاق میں، امور حسی میں، قصص گزشتہ میں، حکایات ماضی میں، اور اخبار غیب میں نسخ نہیں ہوتا۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱، ص ۲۱۴)

احکام الٰہیہ میں نسخ کی حقیقت

''اصطلاح کتاب وسنت میں نسخ ایک حکم کے بجائے کوئی دوسرا حکم جاری کرنے کو کہا جاتا ہے، خواہ وہ دوسرا حکم یہی ہو کہ سابق حکم بالکل ختم کر دیا جائے یا یہ ہو کہ اس کی جگہ دوسرا عمل بتا دیا جائے۔ انسانوں کے احکام میں نسخ کبھی اس لیے ہوتا ہے کہ پہلے کسی غلط فہمی سے ایک حکم جاری کر دیا بعد میں حقیقت معلوم ہوئی تو حکم بدل دیا۔ کبھی اس لیے ہوتا ہے کہ جس وقت یہ حکم جاری کیا گیا اس وقت کے حالات کے مناسب تھا اور آگے آنے والے واقعات وحالات کا اندازہ نہ تھا جب حالات بدلے تو حکم بھی بدلنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑا۔ یہ دونوں صورتیں احکام خداوندی میں نہیں ہوسکتیں۔ تیسری صورت یہ ہوتی ہے کہ حکم دینے والے کو اول ہی سے یہ بھی معلوم تھا کہ حالات بدلیں گے اور اس وقت یہ حکم مناسب نہیں ہوگا، دوسرا حکم دینا ہوگا، یہ جانتے ہوئے آج ایک حکم دے دیا اور جب اپنے علم کے مطابق حالات بدلے تو اپنی قرارداد سابق کے مطابق حکم بھی بدل دیا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ مریض کے موجودہ حالات کو دیکھ کر ڈاکٹر ایک دوا تجویز کرتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ دو روز اس دوا کے استعمال کرنے کے بعد مریض کا حال بدلے گا اس وقت مجھے دوسری دوا تجویز کرنا ہوگی۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے وہ پہلے دن ایک دوا تجویز کرتا ہے جو اس دن کے مناسب ہو، دو دن بعد حالات بدلنے پر دوسری دوا تجویز کرتا ہے۔ ماہر حکیم ڈاکٹر یہ بھی کرسکتا ہے کہ پہلے ہی دن پورے علاج کا نظام لکھ کر دے دے کہ دو روز تک یہ دوا استعمال کرو پھر تین روز فلاں دوا، پھر ایک ہفتہ فلاں دوا، لیکن یہ مریض کی طبیعت پر بے وجہ کا ایک بار بھی ڈالنا ہے اس میں غلط فہمی کا بھی خطرہ ہے، اس لیے وہ پہلے ہی سب تفصیلات نہیں بتاتا۔ اللہ جل شانہ کے احکام میں اور اس کی نازل کی ہوئی کتابوں میں صرف یہی آخری صورت نسخ کی ہوتی ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱ ص ۲۸۵)

نسخ کے مفہوم میں متقدمین و متاخرین کی اصطلاحوں میں فرق

''چونکہ نسخ کے اصطلاحی معنی تبدیلی حکم کے ہیں اور یہ تبدیلی جس طرح ایک حکم کو بالکلیہ منسوخ کر کے اس کی جگہ دوسرا حکم لانے میں ہے جیسے بیت المقدس کے بجائے بیت اللہ کو قبلہ بنا دینا۔ اسی طرح کسی مطلق یا عام حکم میں کسی قید و شرط کو بڑھا دینا بھی ایک قسم کی تبدیلی ہے۔ اسلاف امت نے نسخ کو اسی عام معنی میں استعمال فرمایا ہے جس میں کسی حکم کی پوری تبدیلی بھی داخل ہے اور جزوی تبدیلی قید و شرط یا استثناء وغیرہ بھی اس میں شامل ہے۔ اسی لیے متقدمین حضرات کے نزدیک قرآن میں آیات منسوخہ پانچ سو شمار کی گئی ہیں۔ متاخرین نے صرف اسی تبدیلی کا نام نسخ رکھا ہے جس کی پہلے حکم کے ساتھ کسی طرح تطبیق نہ کرسکے۔ ظاہر ہے کہ اس اصطلاح کے مطابق آیات منسوخہ کی تعداد بہت کم ہو جائے گی۔ اس کا لازمی اثر یہ تھا کہ متقدمین نے تقریباً پانچ سو آیات قرآنی میں نسخ ثابت کیا تھا جس میں معمولی سی تبدیلی قید و شرط یا استثناء وغیرہ کو بھی شامل کیا تھا اور حضرات متاخرین میں علامہ سیوطیؒ نے صرف بیس آیات کو منسوخ قرار دیا۔ ان کے بعد شاہ ولی اللہ نے ان میں بھی تطبیق کی صورت پیدا کر کے صرف پانچ آیتوں کو منسوخ قرار دیا یعنی جن میں کوئی تطبیق بغیر تاویل بعید نہیں ہوسکتی۔ یہ امر اس لحاظ سے مستحسن ہے کہ احکام میں اصل بقائے حکم ہے۔ نسخ خلاف اصل ہے۔ اس لیے جہاں آیت کے معمول بہا ہونے کی کوئی توجیہ ہوسکتی ہے، اس میں بلاضرورت نسخ ماننا درست نہیں۔ لیکن اس تقلیل کا یہ منشا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ مسئلۂ نسخ اسلام یا قرآن پر کوئی عیب تھا جس کے ازالہ کی کوشش چودہ سو برس تک چلتی رہی اور آخری انکشاف حضرت شاہ ولی اللہ پر ہوا۔ مسئلۂ نسخ کی تحقیق میں ایسا رخ اختیار کرنا نہ اسلام کی کوئی خدمت ہے نہ قرآن کی۔ بلکہ ملحدین کے ہاتھ میں ایک ہتھیار دے دینا ہے۔ امت کے متقدمین و متاخرین کسی نے بھی وقوع نسخ کا مطلقاً انکار نہیں کیا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱ ص ۲۸۶)

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ(108) وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ(109) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (110) وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ
اَمَانِيُّهُمْ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (111) بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ
اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (112) وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى
شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا
يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (113)

تراجم

۱۔کیا تم مسلمان بھی چاہتے ہو کہ سوال شروع کرو اپنے رسول سے، جیسے سوال ہو چکے ہیں موسیٰ سے پہلے؟ اور جو کوئی انکار لیوے بدلے یقین کے، وہ بھولا سیدھی راہ سے (۱۰۸) دل چاہتا ہے بہت کتاب والوں کا، کسی طرح تم کو پھیر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر کر دیں۔ حسد کر کر اپنے اندر سے، بعد اس کے کہ کھل چکا ان پر حق۔ سو تم درگزر کرو، اور خیال میں نہ لاؤ جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۰۹) اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ۔ اور جو آگے بھیجو گے اپنے واسطے بھلائی، وہ پاؤ گے اللہ کے پاس۔ اللہ تمھارے کام دیکھتا ہے (۱۱۰) اور کہتے ہیں ہرگز نہ جاوینگے جنت میں مگر جو ہوں گے یہود یا نصاریٰ۔ یہ آرزوئیں باندھ لی ہیں انھوں نے۔ کہہ، لے آؤ سند اپنی اگر تم سچے ہو (۱۱۱) کیوں نہیں! جس نے تابع کیا منہ اپنا اللہ کے، اور وہ نیکی پر ہے اسی کو ہے مزدوری اس کی، اپنے رب کے پاس۔ اور نہ ڈر ہے ان پر، اور نہ ان کو غم (۱۱۲) اور یہود نے کہا، نصاریٰ نہیں کچھ راہ پر۔ اور نصاریٰ نے کہا، یہود نہیں کچھ راہ پر اور وہ سب پڑھتے ہیں کتاب۔ اسی طرح کہی ان لوگوں نے، جن پاس علم نہیں، انھیں کی سی بات۔ اب اللہ حکم کرے گا ان میں، دن قیامت کے، جس بات میں جھگڑتے تھے (۱۱۳)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ہاں، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے (بیجا بیجا) درخواستیں کرو جیسا کہ اس کے قبل (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے بھی ایسی ایسی درخواستیں کی جا چکی ہیں۔ اور جو شخص بجائے ایمان لانے کے کفر (کی باتیں) کرے بلاشک وہ شخص راہ راست سے دور جا پڑا (۱۰۸) ان اہل کتاب (یعنی یہود) میں سے بہتیرے دل سے یہ چاہتے ہیں کہ تم کو تمھارے ایمان لائے پیچھے پھر کافر کر ڈالیں محض حسد کی وجہ سے جو کہ خود ان کے دلوں ہی سے (جوش مارتا) ہے حق واضح ہوئے پیچھے خیر (اب تو) معاف کرو اور درگزر کرو جب تک حق تعالیٰ (اس معاملہ کے متعلق) اپنا حکم (قانون جدید) بھیجیں بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں (۱۰۹) اور (سر دست صرف) نمازیں پابندی سے پڑھے جاؤ اور زکوٰۃ دیتے جاؤ اور جو نیک کام بھی اپنی بھلائی کے واسطے جمع کرتے رہو گے حق تعالیٰ کے پاس (پہنچ کر) اس کو پا لو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کیے ہوئے کاموں کو دیکھ بھال رہے ہیں (۱۱۰) اور یہود اور نصاریٰ سے (یوں) کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہ جانے پاوے گا بجز ان لوگوں کے جو یہودی ہوں یا ان لوگوں کے جو نصرانی ہوں یہ (خالی) دل بہلانے کی باتیں ہیں۔ آپ کہیے کہ (اچھا) اپنی دلیل لاؤ، اگر تم سچے ہو (۱۱۱) (ضرور دوسرے لوگ جاویں گے) جو کوئی شخص بھی اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو تو ایسے شخص کو اس کا عوض ملتا ہے اس کے پروردگار کے پاس پہنچ کر اور نہ ایسے لوگوں پر (قیامت میں) کوئی اندیشہ ہے اور نہ ایسے لوگ (اس روز) مغموم ہونے والے ہیں (۱۱۲) اور یہود کہنے لگے کہ نصاریٰ (کا مذہب) کسی بنیاد پر (قائم) نہیں اور (اسی طرح) نصاریٰ کہنے لگے کہ یہودی کسی بنیاد پر نہیں۔ حالانکہ یہ سب (لوگ آسمانی) کتابیں (بھی) پڑھتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ (بھی) جو کہ (محض) بے علم ہیں ان کا سا قول کہنے لگے۔ سو اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان (عملی) فیصلہ کر دیں گے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے روز ان تمام (مقدمات) میں جن میں وہ باہم اختلاف کر رہے ہیں (۱۱۳)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسا سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے ہوا تھا اور جو ایمان کے بدلے کفر لے وہ ٹھیک راستہ بہک گیا (۱۰۸) بہت کتابیوں نے چاہا کاش، تمھیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے، بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو چکا ہے تو تم چھوڑ دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۰۹) اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بے شک اللہ تمھارے کام دیکھ رہا ہے (۱۱۰) اور اہل کتاب بولے: ہرگز جنت میں نہ جائے گا، مگر وہ جو یہودی یا نصرانی ہو، یہ ان کی خیال بندیاں ہیں۔ تم فرماؤ: لاؤ اپنی دلیل، اگر سچے ہو (۱۱۱) ہاں کیوں نہیں، جس نے اپنا منہ جھکایا اللہ کے لیے اور وہ نیکوکار ہے تو اس کا نیگ اس کے رب کے پاس ہے اور انھیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم (۱۱۲) اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح جاہلوں نے ان کی سی بات کہی تو اللہ قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں جھگڑ رہے ہیں (۱۱۳)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ کیا تم اپنے رسول سے یہی پوچھنا چاہتے ہو جو اس سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) سے پوچھا گیا تھا، (سنو) ایمان کو کفر سے بدلنے والا سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہے (۱۰۸) ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد و بغض کی بنا پر تمھیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں، تم بھی معاف کرو اور چھوڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۱۰۹) تم نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے، سب کچھ اللہ کے پاس پا لو گے، بے شک اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے (۱۱۰) یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہود و نصاریٰ کے سوا اور کوئی نہ جائے گا، یہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل تو پیش کرو (۱۱۱) سنو جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے۔ بے شک اس کا رب پورا بدلہ دے گا اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا نہ غم اور اداسی (۱۱۲) یہود کہتے ہیں کہ نصرانی حق پر نہیں اور نصرانی کہتے ہیں کہ یہودی حق پر نہیں حالانکہ یہ پڑھے لکھے لوگ ہیں، اسی طرح ان ہی جیسی بات بے علم بھی کہتے ہیں، قیامت کے دن اللہ ان کے اس اختلاف کا فیصلہ ان کے درمیان کر دے گا (۱۱۳)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ پھر کیا تم اپنے رسول سے اس قسم کے سوالات اور مطالبے کرنا چاہتے ہو جیسے اس سے پہلے موسیٰ سے کیے جا چکے ہیں؟ حالانکہ جس شخص نے ایمان کی روش کو کفر کی روش سے بدل لیا، وہ راہِ راست سے بھٹک گیا (۱۰۸) اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمھیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں۔ اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے، مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر تمھارے لیے ان کی یہ خواہش ہے۔ اس کے جواب میں تم عفو و درگزر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کر دے۔ مطمئن رہو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۱۰۹) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ تم اپنی عاقبت کے لیے جو بھلائی کما کر آگے بھیجو گے، اللہ کے ہاں اسے موجود پاؤ گے۔ جو کچھ تم کرتے ہو، وہ سب اللہ کی نظر میں ہے (۱۱۰) ان کا کہنا ہے کہ کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو یا (عیسائیوں کے خیال کے مطابق) عیسائی نہ ہو۔ یہ ان کی تمنائیں ہیں۔ ان سے کہو، اپنی دلیل پیش کرو، اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو (۱۱۱) (دراصل نہ تمھاری کچھ خصوصیت ہے، نہ کسی اور کی) حق یہ ہے کہ جو بھی اپنی ہستی کو اللہ کی اطاعت میں سونپ دے اور عملاً نیک روش پر چلے، اس کے لیے اس کے رب کے پاس اس کا اجر ہے اور ایسے لوگوں کے لیے کسی خوف یا رنج کا کوئی موقع نہیں (۱۱۲) یہودی کہتے ہیں: عیسائیوں کے پاس کچھ نہیں۔ عیسائی کہتے ہیں: یہودیوں کے پاس کچھ نہیں ـــــ حالانکہ دونوں ہی کتاب پڑھتے ہیں ـــــ اور اسی قسم کے دعوے ان لوگوں کے بھی ہیں، جن کے پاس کتاب کا علم نہیں ہے۔ یہ اختلافات جن میں یہ لوگ مبتلا ہیں، ان کا فیصلہ اللہ قیامت کے روز کر دے گا (۱۱۳)۔ (مولانا مودودیؒ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے اس طرح کے سوال کرو جس طرح کے سوال اس سے پہلے موسیٰ سے کیے گئے؟ اور جو لوگ ایمان کو کفر سے بدل لیں گے وہ شاہراہ سے بھٹک گئے (۱۰۸) بہت سے اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ وہ تمھارے ایمان کے بعد پھر تمھیں کفر کی حالت میں پلٹا دیں، محض اپنے حسد کی وجہ سے، حق کے اچھی طرح واضح ہو جانے کے باوجود۔ تو درگزر کرو اور نظر انداز کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرمائے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۰۹) اور نماز کا اہتمام کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور جو نیکی بھی تم اپنے لیے کرو گے اسے اللہ کے پاس پاؤ گے۔ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے (۱۱۰) اور کہتے ہیں کہ جنت میں نہیں داخل ہو سکتے، مگر وہ جو یہودی ہیں یا نصرانی۔ یہ محض ان کی آرزوئیں ہیں۔ کہو: اس بات پر اپنی دلیل پیش کرو، اگر تم سچے ہو؟ (۱۱۱) ہاں! بلاشبہ جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا اور وہ ٹھیک طرح سے عمل کرنے والا ہے تو اس کے لیے اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے۔ نہ ان کو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۱۱۲) اور یہود نے کہا کہ نصاریٰ کی کوئی بنیاد نہیں اور نصاریٰ نے کہا: یہود کی کوئی بنیاد نہیں ہے، اور یہ دونوں کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔ اسی طرح کی بات ان لوگوں نے بھی کہی جن کو علم نہیں ہے۔ تو اللہ قیامت کے دن ان کے درمیان اس معاملہ کا فیصلہ کرے گا جس میں یہ جھگڑ رہے ہیں (۱۱۳)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔(اِن کی پیروی میں، ایمان والو)، کیا تم بھی اپنے رسول سے اِسی طرح کی باتیں پوچھنی چاہتے ہو جس طرح کی باتیں اس سے پہلے موسیٰ سے پوچھی گئی تھیں؟ (تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ایمان کا طریقہ نہیں ہے) اور (معلوم ہونا چاہیے کہ) جس نے ایمان کو کفر میں بدلا، وہ پھر سیدھی راہ سے بھٹک گیا (۱۰۸) بہت سے اہل کتاب محض اپنے حسد کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ تمھارے ایمان لانے کے بعد وہ پھر تمھیں کفر کی طرف پلٹا دیں، اس کے باوجود کہ حق اِن پر اچھی طرح واضح ہو چکا ہے۔ سو (ان سے) درگزر کرو اور نظر انداز کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر کر دے۔ بے شک، اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۱۰۹) اور (اِن کے فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے) نماز کا اہتمام رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو، اور (یاد رکھو کہ) جو نیکی بھی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے، اُسے تم اللہ کے ہاں پالو گے۔ اس میں شبہ نہیں کہ جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ اُسے دیکھ رہا ہے (۱۱۰) یہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص جنت میں داخل نہ ہو سکے گا، جب تک وہ یہودی یا نصرانی نہ ہو۔ یہ اِنھوں نے محض آرزوئیں باندھ لی ہیں۔ اِن سے کہو، تم سچے ہو تو (اس کے لیے) اپنی کوئی دلیل پیش کرو (۱۱۱) (اِن کی اِس بات میں کوئی حقیقت نہیں)۔ ہاں، یہ ضرور ہے کہ اپنی ہستی جن لوگوں نے اللہ کے سپرد کر دی، اور وہ اچھی طرح سے عمل کرنے والے ہیں، اُن کے لیے اُن کا اجر اُن کے پروردگار کے ہاں محفوظ ہے، اور اُنھیں (وہاں) کوئی اندیشہ ہوگا اور نہ وہ کبھی غم زدہ ہوں گے (۱۱۲) اور (تمھارے خلاف اِس گٹھ جوڑ سے الگ، اے پیغمبر، اِن کی اپنی حالت یہ ہے کہ) یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ کی کوئی بنیاد نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودیوں کی کوئی بنیاد نہیں، دراں حالیکہ دونوں کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں۔ اسی طرح بالکل اِنھی کی سی بات اُن لوگوں نے بھی کہی جو (خدا کی کتاب کا) کوئی علم نہیں رکھتے۔ چنانچہ اب اللہ قیامت کے دن ہی اس معاملے کا فیصلہ کرے گا جس میں یہ جھگڑ رہے ہیں (۱۱۳)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

ام تریدون ان تسئلوا رسولکم...

لفظ سوال کا مفہوم

''لفظ سوال کے کئی مفہوم ہیں، مثلاً مانگنا، درخواست کرنا، مطالبہ کرنا، پوچھنا، پرسش کرنا، سوال کرنا۔ سوال بعض صورتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اعتراض کی نوعیت کا ہوتا ہے، بعض حالات میں تحقیق کی نوعیت کا ہوتا ہے اس صورت میں اس کا صلہ'عن' کے ساتھ آتا ہے۔ بعض حالات میں سوال استہزا کی نوعیت کا ہوتا ہے اس صورت میں اس کا صلہ'ب' کے ساتھ آتا ہے۔ مثلاً 'سأل سائل بعذاب واقع'۔ قرآن مجید میں یہ لفظ مذکورہ تمام معنوں میں استعمال ہوا ہے یہاں موقع کلام دلیل ہے کہ یہ لفظ معترضانہ سوال کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۲۹۸)

مسلمانوں کو ایک تنبیہ

"یہاں مخاطب مسلمانوں کے اندر کے وہ کمزور لوگ ہیں جو یہود کے القا کیے ہوئے سوالوں سے متاثر ہو کر اس کو آنحضرتؐ کے سامنے پیش کرتے۔ قرآن نے سوال کا جواب تو دے دیا تاکہ یہود کے پراپیگنڈے کا جواب ہو جائے لیکن جس طرح اس سے پہلی والی آیت میں یہود کو تنبیہ کی اس طرح مسلمانوں کے اندر ان کی نمائندگی کرنے والوں کو یہاں تنبیہ کی کہ جو لوگ یہ روش اختیار کرتے ہیں وہ یہود کی طرح جادۂ مستقیم سے بھٹک جاتے ہیں۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۲۹۸)

فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ

"عفو کے ایک معنی تو دل سے معاف کرنے کے ہیں اور دوسرے معنی کسی کو نظر انداز کر دینے کے بھی ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ابھی کچھ دنوں ان یہودیوں کی شرارتوں کو نظر انداز کرو یہاں تک اللہ ان کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر فرمائے۔ یہ پوری آیت یہود کے لیے تہدید اور وعید ہے۔ اور اس 'بامرہ' کے اجمال کے اندر وہ ساری باتیں چھپی ہوئی ہیں جو بعد میں یہود کے ساتھ جنگ کے حکم، ان کی ہزیمت اور قتل اور جلاوطنی اور ادائے جزیہ وغیرہ کی شکل میں ظاہر ہوئیں۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۲۹۹)

واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وما تقدموا...

"یہ مسلمانوں کو معاندین اسلام کی مخالفتوں کا علاج بتایا گیا ہے کہ اگر تم فتنوں پر غالب آنا چاہتے ہو تو نماز قائم کرو اور زکوۃ دیتے رہو اسی سے تمھاری وہ روحانی اور اخلاقی تربیت ہوگی جو تمھیں ایک طرف تو مخالفین کی وسوسہ اندازیوں سے بالکل مامون کر دے گی اور دوسری طرف تم کو جماعتی حیثیت سے ایک ایسی بنیان مرصوص بنا دے گی کہ کوئی طاقت تم کو ہلا نہ سکے گی۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۲۹۹)

بلی من اسلم وجھہ للہ وھو محسن...

نجات کی اصل راہ

"نجات کی اصل راہ یہ ہے کہ آدمی ایک تو مسلم بنے اور دوسرے یہ کہ محسن بنے۔ مسلم بننے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو پورے طور پر خدا کے حوالے کر دے۔ اس کے نبیوں اور رسولوں میں کوئی تفریق کیے بغیر اپنی پوری زندگی کو اس کی شریعت کے تابع کر دے۔ احسان کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت کے احکام کی تعمیل پورے خلوص اور کامل راستبازی کے ساتھ کرے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۳۰۱)

مسلمانوں کے لیے اہم ہدایات

"مذہب یہود ہو یا نصاریٰ یا اسلام ان سب کی اصل روح دو چیزیں ہیں۔ ایک یہ کہ بندہ دل و جان سے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے اور دوسرے یہ کہ اطاعت و فرمانبرداری اور عبادت کے طریقے خود اپنے خیال سے نہ گھڑ لے، بلکہ وہی طریقے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرے جو خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعے سے بتائے اور متعین کیے ہوں۔ پہلی بات 'بلی من اسلم' کے ذریعے اور دوسری بات 'وھو محسن' کے ذریعے واضح ہے۔ نجات اخروی اور دخول جنت کے لیے صرف قصد اطاعت کافی نہیں، بلکہ حسن عمل بھی ضروری ہے اور حسن عمل کا مصداق وہی تعلیم و طریقہ ہے جو قرآن و سنت رسول خیر الانام کے مطابق ہو۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا ص ۲۹۲)

محسن

''لفظ محسن کے معنی کسی کام کو اس کے بہترین طریقے پر کرنے کے ہیں۔ دین میں جب کوئی عمل اس طرح کیا جائے کہ اس کی روح اور قالب دونوں پورے توازن کے ساتھ پیش نظر ہوں، اس کا ہر جز بہ تمام و اکمال ملحوظ رہے تو اسے احسان کہا جاتا ہے۔ لفظ محسن اسی احسان سے بنا ہے۔ نبیؐ نے اس کی وضاحت میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی جب اس احساس کے ساتھ کی جائے کہ گویا ہم اسے دیکھ رہے ہیں تو یہ احسان ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ستمبر ۲۰۰۰ء ص ۱۵)

نسلی مسلمان کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں

''کوئی شخص نہ محض دعوے سے حقیقی مسلمان بنتا ہے نہ کہیں مسلمان کا نام درج کرانے یا مسلمان کی صلب سے یا ان کے شہر میں پیدائش ہونے کی وجہ سے، بلکہ مسلمان ہونے کے لیے اول اسلام ضروری ہے اور اسلام کے معنی اپنے آپ کو سپرد کر دینے اور سونپ دینے کے ہیں دوسرے احسان یعنی سنت کے مطابق عمل کو درست کرنا۔ یہود و نصاریٰ کے اختلاف کا ذکر مسلمانوں کو متنبہ کرنے کے لیے ہے کہ وہ بھی کہیں اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں کہ نسلی مسلمان ہونا کافی ہے۔ خدا و رسول اور آخرت سے غافل ہو کر محض نسلی مسلمان ہونا کافی نہیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا ص ۲۹۴)

کفار کی ترقی کی وجہ

''مسلمانوں کے تنزل اور کفار کی ترقی و آرام کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر عمل کا جداگانہ خاصہ رکھا ہے۔ ایک عمل کرنے سے دوسرے عمل کے خواص حاصل نہیں ہو سکتے مثلاً تجارت کا خاصہ مال میں زیادتی اور دوا کا خاصہ بدن کی صحت ہے، اب اگر کوئی شخص تجارت میں تو دن رات لگا رہے بیماری اور اس کے علاج کی طرف توجہ نہ دے تو محض تجارت کے سبب سے وہ بیماری سے نجات حاصل نہیں کر سکتا اس طرح دوا کا استعمال کر کے مال کی زیادتی حاصل نہیں کر سکتا۔ کفار کی دنیوی ترقی اور مال و دولت کی فراوانی ان کے کفر کا نتیجہ نہیں جیسے مسلمانوں کا افلاس و پریشانی ان کے اسلام کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ کفار نے جب آخرت کی فکر چھوڑ دی اور پوری طرح دنیا کے مال و دولت اور عیش و آرام کی فکر میں لگ گئے، تجارت، صنعت کے مفید راستوں کو اختیار کیا، مضر طریقوں سے بچے تو دنیا میں ترقی حاصل کر لی۔ اگر وہ بھی ہماری طرح اپنے اپنے مذہب کا نام لے کر بیٹھ جاتے اور دنیوی ترقی کے لیے اس کے اصول کے مطابق محنت نہ کرتے تو ان کا کفران کو مال و دولت یا حکومت کا مالک نہ بنا دیتا پھر ہم کیسے یہ سمجھ لیں کہ ہمارا اسلام، اور وہ بھی صرف نام کا، ہم پر ساری فتوحات کے دروازے کھول دے گا۔ اسلام و ایمان اگر بالکل صحیح اصول پر ہو تب بھی اس کا اصل خاصہ نجات آخرت اور جنت کا حصول ہے۔ باقی رہا دنیوی مال و دولت یا آرام اس کا حاصل ہو جانا ضروری نہیں جب تک کہ اس کے لیے ضروری جدوجہد نہ کی جائے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ا ص ۲۹۴)

''محض بزرگ زادگی اور نسلی و نسبی شرافت جب پیغمبروں کی اولاد کے کام نہ آسکی تو ہمارے زمانہ کے پیرزادوں اور مشائخ زادوں کا اپنے شرف نسلی پر قناعت کیے رہنا کس درجہ کی بے عقلی ہے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ، ج ا ص ۲۱۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاللہ یحکم بینھم یوم القیامۃ فیما کانوا فیہ یختلقون

''اس میں غور کیجیے تو مخاطبین کے لیے وعید کے ساتھ نبیؐ کے لیے یہ تسلی بھی ہے کہ تم اس نزاع میں صرف حق پہنچا دینے ہی کے ذمہ دار ہو اس سے زیادہ تمھارے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ستمبر ۲۰۰۰ ص ۱۶)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا ط اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَھُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْھَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ط لَھُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (114) وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (115) وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ ط بَلْ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ (116) بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (117) وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْلَا یُکَلِّمُنَا اللّٰہُ اَوْ تَاْتِیْنَآ اٰیَۃٌ ط کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّثْلَ قَوْلِھِمْ ط تَشَابَھَتْ قُلُوْبُھُمْ ط قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ (118) اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ (119) وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَھُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَھُمْ ط قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی ط وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآئَھُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآئَکَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ (120) اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ط اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ط وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ (121)

تراجم

۱۔ اور اس سے ظالم کون جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں، کہ پڑھیے وہاں نام اس کا، اور دوڑا ان کے اجاڑنے کو؟ ایسوں کو نہیں پہنچتا، کہ پیٹھیں ان میں مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کو دنیا میں ذلت ہے، اور ان کو آخرت میں بڑی مار ہے (۱۱۴) اور اللہ ہی کی ہے مشرق اور مغرب۔ سو جس طرف تم منہ کرو، وہاں ہی متوجہ ہے اللہ۔ برحق اللہ گنجائش والا ہے سب خبر رکھتا (۱۱۵) اور کہتے ہیں، اللہ رکھتا ہے اولاد، وہ سب سے نرالا، بلکہ اس کا مال ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں۔ سب اس کے آگے ادب سے ہیں (۱۱۶) نیا نکالنے والا آسمان اور زمین کا اور جب حکم کرتا ہے ایک کام کو، تو یہی کہتا ہے اس کو، کہ ہو وہ ہوتا ہے (۱۱۷) اور کہنے لگے جن کو علم نہیں، کیوں نہیں بات کرتا ہم سے اللہ یا ہم کو آوے کوئی آیت؟ اسی طرح کہہ چکے ہیں ان سے اگلے انہی کی سی بات۔ ایک سے ہیں دل بھی ان کے۔ ہم نے بیان کر دیں نشانیاں، واسطے ان لوگوں کے جن کو یقین ہے (۱۱۸) ہم نے تجھ کو بھیجا ٹھیک بات لے کر، خوشی اور ڈر سنانے کو، اور تجھ سے پوچھ نہیں دوزخ والوں کی (۱۱۹) اور ہرگز راضی نہ ہوں گے تجھ سے یہود اور نصاریٰ، جب تک تابع نہ ہو تو ان کے دین کا۔ تو کہہ، جو راہ اللہ دکھاوے وہی راہ ہے۔ اور کبھی چلا تو ان کی پسند پر، بعد اس کے علم کے جو تجھ کو پہنچا، تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا اور نہ مددگار (۱۲۰) جن کو ہم نے دی ہے کتاب، وہ اس کو پڑھتے ہیں، جو حق ہے پڑھنے کا۔ وہ اس پر یقین لاتے ہیں۔ اور جو کوئی منکر ہوگا اس سے، سو انھیں کو نقصان ہے (۱۲۱)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر (اور عبادت) کیے جانے سے بندش کرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران کے ویران (و معطل) ہونے (کے بارے) میں کوشش کرے۔ان لوگوں کو تو کبھی بے سبب ہو کر ان میں قدم بھی نہ رکھنا چاہیے تھا (بلکہ جب جاتے ہیبت اور ادب سے جاتے) ان لوگوں دنیا میں بھی رسوائی (نصیب) ہوگی اور ان کو آخرت میں بھی سزائے عظیم ہو گی (۱۱۴) اور اللہ ہی کی مملوک ہیں (سب سمتیں) مشرق بھی اور مغرب بھی۔ کیونکہ تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر (ہی) اللہ تعالیٰ کا رخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ (تمام جہات کو) محیط ہیں کامل العلم ہیں (۱۱۵) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ (کیا مہمل بات ہے) بلکہ خاص اللہ تعالیٰ کی مملوک ہیں جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں اور سب ان کے محکوم (بھی) ہیں (۱۱۶) (حق تعالیٰ) موجد ہیں آسمانوں اور زمین کے۔اور جب کسی کام کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو بس اس کام کی نسبت (اتنا) فرمادیتے ہیں کہ ہو جا بس وہ (اسی طرح) ہو جاتا ہے (۱۱۷) اور (بعضے) جاہل یوں کہتے ہیں کہ (خود) ہم سے کیوں نہیں کلام فرماتے اللہ تعالیٰ یا ہمارے پاس کوئی اور ہی دلیل آ جاوے۔اسی طرح وہ (جاہل) لوگ بھی کہتے چلے آئے ہیں جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان ہی کا سا جاہلانہ قول ان سب کے قلوب کج فہمی میں باہم ایک دوسرے کے مشابہ ہیں ہم نے تو بہت سی دلیلیں صاف صاف بیان کر دی ہیں (مگر وہ) ان لوگوں کے لیے (نافع ہیں) جو یقین (حاصل کرنا) چاہتے ہیں (۱۱۸) ہم نے آپ کو ایک سچا دین دے کر بھیجا ہے کہ خوشخبری سناتے رہیے اور ڈراتے رہیے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی باز پرس نہ ہوگی (۱۱۹) اور کبھی خوش نہ ہوں گے آپ سے یہ یہود اور نہ یہ نصاریٰ جب تک کہ آپ (خدانخواستہ) ان کے مذہب کے (بالکل) پیرو نہ ہو جاویں آپ صاف کہہ دیجیے کہ (بھائی) حقیقت میں تو ہدایت کا وہی رستہ ہے جس کو خدا نے بتلا دیا ہے اور اگر آپ اتباع کرنے لگیں ان کے غلط خیالات کا علم (قطعی ثابت بالوحی) آ چکنے کے بعد تو آپ کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے نہ مددگار (۱۲۰) جن لوگوں کو ہم نے کتاب (توریت وانجیل) دی بشرطیکہ وہ اس کی تلاوت (اس طرح) کرتے رہے ہیں جس طرح کہ تلاوت کا حق ہے۔ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں۔اور جو شخص نہ مانے گا، (کس کا نقصان کرے گا) خود ہی ایسے لوگ خسارہ میں رہیں گے (۱۲۱)۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لیے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب (۱۱۴) اور پورب و پچھم سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمھاری طرف متوجہ) ہے۔بے شک اللہ وسعت والا علم، والا ہے (۱۱۵) اور بولے: خدا نے اپنے لیے اولاد رکھی۔ پاکی ہے اسے، بلکہ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں (۱۱۶) نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے (۱۱۷) اور جاہل بولے اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا یا ہمیں کوئی نشانی ملے ان سے اگلوں نے بھی ایسی ہی کہی، ان کی سی بات، اِن کے، اُن کے دل ایک سے ہیں، بے شک ہم نے نشانیاں کھول دیں یقین والوں کے لیے (۱۱۸) بے شک ہم نے تمھیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہو گا (۱۱۹) اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔تم فرما دو، اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آ چکا تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار (۱۲۰) جنھیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جیسی چاہیے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی زیاں کار ہیں (۱۲۱)۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیے جانے کو روکے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے، ایسے لوگوں کو خوف کھاتے ہوئے ہی اس میں جانا چاہیے، ان کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے عذاب ہیں(۱۱۴) اور مشرق اور مغرب کا مالک اللہ ہی ہے۔تم جدھر بھی منہ کرو ادھر ہی اللہ کا منہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کشادگی اور وسعت والا اور بڑے علم والا ہے(۱۱۵) یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے(نہیں بلکہ) وہ پاک ہے زمین وآسمان کی تمام مخلوق اس کی ملکیت میں ہے اور ہر ایک اس کا فرمانبردار ہے(۱۱۶) وہ زمین وآسمان کا ابتداءً پیدا کرنے والا ہے، وہ جس کام کو کرنا چاہے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا بس وہ وہیں ہو جاتا ہے(۱۱۷) اسی طرح بے علم لوگوں نے بھی کہا کہ خود اللہ تعالیٰ ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی، اسی طرح ایسی ہی بات ان کے اگلوں نے بھی کہی تھی۔ ان کے اور اُن کے دل یکساں ہو گئے۔ ہم نے تو یقین والوں کے لیے نشانیاں بیان کر دیں(۱۱۸) ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور جہنمیوں کے بارے میں آپ سے پرسش نہیں ہو گی(۱۱۹) آپ سے یہود و نصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں آپ کہہ دیجیے کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے اور اگر آپ نے باوجود اپنے پاس علم آ جانے کے پھر ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی ولی ہو گا اور نہ مددگار(۱۲۰) جنھیں ہم نے کتاب دی ہے اور وہ اسے پڑھنے کے حق کے ساتھ پڑھتے ہیں وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے ساتھ کفر کرے وہ نقصان والا ہے(۱۲۱)۔(مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کے معبدوں میں اس کے نام کی یاد سے روکے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو؟ ایسے لوگ اس قابل ہیں کہ ان عبادت گاہوں میں قدم نہ رکھیں اور اگر وہاں جائیں بھی تو ڈرتے ہوئے جائیں۔ان کے لیے تو دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذابِ عظیم(۱۱۴) مشرق اور مغرب سب اللہ کے ہیں۔جس طرف بھی تم رخ کرو گے، اسی طرف اللہ کا رخ ہے۔اللہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے(۱۱۵) ان کا قول ہے کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے۔اللہ پاک ہے ان باتوں سے اصل حقیقت یہ ہے کہ زمین اور آسمانوں کی تمام موجودات اس کی ملک ہیں، سب کے سب اس کے مطیع فرمان ہیں(۱۱۶) وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے، اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ "ہو جا" اور وہ ہو جاتی ہے(۱۱۷) نادان کہتے ہیں کہ اللہ خود ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا کوئی نشانی ہمارے پاس کیوں نہیں آتی؟ ایسی ہی باتیں ان سے پہلے لوگ بھی کیا کرتے تھے۔ان سب (اگلے پچھلے گمراہوں) کی ذہنیتیں ایک جیسی ہیں۔یقین لانے والوں کے لیے تو ہم نشانیاں صاف صاف نمایاں کر چکے ہیں(۱۱۸) (اس سے بڑھ کر نشانی کیا ہو گی کہ) ہم نے تم کو علم حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔اب جو لوگ جہنم سے رشتہ جوڑ چکے ہیں، ان کی طرف سے تم ذمہ دار و جواب دہ نہیں ہو(۱۱۹) یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو۔صاف کہہ دو کہ راستہ بس وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے۔ورنہ اگر اس علم کے بعد، جو تمھارے پاس آ چکا ہے، تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمھارے لیے نہیں ہے(۱۲۰) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے۔وہ اس (قرآن) پر سچے دل سے ایمان لے آتے ہیں۔اور جو اس کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کریں، وہی اصل میں نقصان اٹھانے والے ہیں(۱۲۱)۔(مولانا مودودیؒ)

۶۔اور ان سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مساجد کو اس بات سے محروم کریں کہ ان میں اس کا ذکر کیا جائے اور ان کی ویرانی کے درپے ہوں۔ان کے لیے زیبا نہ تھا کہ ان میں داخل ہوتے مگر ڈرتے ہوئے۔ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذابِ عظیم ہے(۱۱۴) اور مشرق ہو یا مغرب، دونوں اللہ ہی کے ہیں، تو جدھر بھی رخ کرو اسی طرف اللہ ہے۔بے شک اللہ بڑی گنجائش رکھنے والا اور علم والا ہے(۱۱۵) اور کہتے ہیں کہ خدا اولاد رکھتا ہے۔اس کی شان ان باتوں سے ارفع ہے۔بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔سب اسی کے تابع فرمان ہیں(۱۱۶) وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔اور جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اس کے لیے فرما دیتا ہے کہ ہو جا! تو وہ ہو جاتا ہے(۱۱۷) اور جو لوگ علم نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ خدا ہم سے ہم کلام کیوں نہیں ہوتا یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی؟ اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں انھوں نے بھی انھی کی طرح کی بات کہی۔ ان سب کے دل ایک ہی جیسے ہو گئے۔ جو لوگ یقین کرنے والے ہیں ان کے لیے ہم نشانیاں اچھی طرح واضح کر چکے ہیں (۱۱۸) ہم نے تمھیں حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے اور تم سے دوزخ میں جانے والوں کے بارے میں کوئی پرسش نہیں ہوگی (۱۱۹) اور نہ یہود تم سے راضی ہونے والے ہیں اور نہ نصاریٰ تاوقتیکہ تم انھی کی ملت کے پیرو نہ بن جاؤ۔ ان سے کہو کہ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ اور اگر تم اس علم حقیقی کے بعد جو تمھارے پاس آ چکا ہے ان کی خواہشوں پر چلے تو اللہ کے مقابل میں نہ تمھارا کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار (۱۲۰) جن لوگوں کو ہم نے کتاب بخشی اور وہ اس کے پڑھنے کا حق ادا کرتے ہیں وہی لوگ اس (قرآن) پر ایمان لائیں گے۔ اور جو اس کا انکار کریں گے تو وہی گھاٹے میں رہنے والے ہیں (۱۲۱)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (اپنے انھی اختلافات کی وجہ سے یہ ایک دوسرے کی عبادت گاہوں کو ویران کرتے رہے ہیں)۔ اور اُس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کے معبدوں میں اِس بات سے منع کرے کہ وہاں اُس کا نام لیا جائے اور اُن کی ویرانی کے درپے ہو۔ اِن کے لیے اِس کے سوا کچھ زیبا نہ تھا کہ اِن (معبدوں) میں جائیں تو اللہ سے ڈرتے ہوئے جائیں۔ (لیکن اِنھوں نے سرکشی اختیار کی تو اب) اِن کے لیے دنیا میں بھی ذلت ہے اور قیامت میں بھی ایک بڑا عذاب اِن کا منتظر ہے (۱۱۴) (یہ اِس لیے ہوا کہ اِن میں سے کسی نے مشرق کو قبلہ ٹھیرایا اور کسی نے مغرب کو)، اور (حق یہ ہے کہ) مشرق و مغرب، سب اللہ ہی کے لیے ہیں۔ لہٰذا جدھر رخ کرو گے، اللہ کا رخ بھی اُدھر ہی ہے۔ اِس میں شبہ نہیں کہ اللہ بڑی گنجایش والا ہے، وہ ہر چیز کو جانتا ہے (۱۱۵) (پھر یہی نہیں، اپنی نجات کے یہ مدعی اِس قدر پستی میں گر چکے ہیں کہ) اِنھوں نے کہا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے۔ (لاریب)، وہ پاک ہے اِن باتوں سے، بلکہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، اُسی کا ہے، سب اُس کا حکم مانتے ہیں (۱۱۶) زمین و آسمان کو وہی عدم سے وجود میں لانے والا ہے اور جب کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اُس کے لیے اِتنا ہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے (۱۱۷) اور (اِسی طرح کی بات) اُن لوگوں نے کہی ہے جو (کتاب الٰہی کا) علم نہیں رکھتے کہ اللہ ہم سے براہِ راست کیوں ہم کلام نہیں ہوتا یا ہمارے پاس کوئی واضح نشانی کیوں نہیں آتی؟ بالکل اِسی طرح جو اِن سے پہلے گزرے ہیں، اُنھوں نے بھی ایسی ہی بات کہی تھی۔ اِن سب کے دل ایک سے ہیں۔ ہم نے اپنی نشانیاں اُن لوگوں کے لیے جو یقین کرنا چاہیں، ہر لحاظ سے واضح کر دی ہیں، (لہٰذا تمھاری کوئی ذمہ داری نہیں کہ اِن کی خواہش کے مطابق اِنھیں معجزے اور نشانیاں دکھاؤ) (۱۱۸) ہم نے تمھیں حق کے ساتھ بھیجا ہے، (اے پیغمبر)، انذار و بشارت کے لیے، اور تم سے اِن دوزخ والوں کے بارے میں ہرگز کوئی پرسش نہ ہوگی (۱۱۹) یہ یہود و نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے، (اے پیغمبر)، جب تک اِن کا مذہب اختیار نہ کر لو۔ (لہٰذا) کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے، اور (جان لو کہ) اگر تم اُس علم کے بعد جو تمھارے پاس آ چکا ہے، اِن کی خواہشوں پر چلے تو اللہ کے مقابلے میں تمھارا کوئی دوست اور کوئی مددگار نہ ہوگا (۱۲۰) (تمھیں مطمئن رہنا چاہیے کہ) وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب عطا فرمائی اور اُن کا معاملہ یہ رہا کہ وہ اُس کی تلاوت کا حق ادا کرتے رہے ہیں، وہی اِس (ہدایت) پر ایمان لائیں گے اور جو اِس کے منکر ہوں گے تو وہی اصل میں نقصان اٹھانے والے ہیں (۱۲۱)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ...

”یہ اشارہ ہے ان مدعیان جنت کے ان کارناموں کی طرف جو انھوں نے باہمی عناد و عداوت کی بنا پر ایک دوسرے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معابد کو تباہ و برباد کرنے کے سلسلہ میں انجام دیے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ یہود و نصاریٰ کے درمیان بیت المقدس میں بھی ایک دوسرے کو ذکر و عبادت سے روکنے کے لیے نہایت خونریز جنگیں ہوئیں۔ یہاں مساجد الٰہی کا مقام و مرتبہ واضح کرنے کے لیے فرمایا کہ دنیا میں سب سے زیادہ ظالم وہ مدعیان ہدایت و تقویٰ ہیں جو اللہ کی مسجدوں سے اللہ کا ذکر کرنے والوں کو روکیں اور ان مساجد کی بربادی کے درپے ہوں۔ جو گھر خدا کی عبادت کے لیے تعمیر ہوا ہے وہ خدا کا گھر ہے کسی کے لیے زیبا نہیں کہ وہ خدا کے گھر میں اس کی تخریب کی جسارت کے ساتھ داخل ہو۔ مساجد الٰہی کے اسی اصول کے تحت مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے ساتھ جنگ کی حالت میں بھی ان کے گرجوں اور معابد کے ہدم یا ان کی توہین کی اجازت نہیں دی گئی۔ یہ مقام ان مسلمانوں کے لیے خاص طور پر قابل غور ہے جو محض گروہی تعصبات کے تحت اپنے سے ذرا مختلف مسلک رکھنے والوں کو بھی اپنی مساجد سے روکتے ہیں اور بعض اوقات تو دوسرے مسلک کی مساجد کی بے حرمتی کرنے کی جسارت بھی کر گزرتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۳۰۲)

''مسجد کی ویرانی کی جتنی بھی صورتیں ہیں سب حرام ہیں۔ اس میں جس طرح کھلے طور پر مسجد کو منہدم اور ویران کرنا داخل ہے اسی طرح ایسے اسباب پیدا کرنا بھی اس میں داخل ہے جن کی وجہ سے مسجد ویران ہو جائے اور مسجد کی ویرانی یہ ہے کہ وہاں کم لوگ آئیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱، ص۳۰۰)

وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا...

''یہ اس وجہ نزاع و اختلاف کی طرف اشارہ ہے جو یہود و نصاریٰ کے درمیان معابد و مساجد کی توہین و تخریب کا سبب ہوئی۔ یہود و نصاریٰ دونوں کا قبلہ بیت المقدس تھا، لیکن نصاریٰ نے خاص طور پر اس کی مشرقی سمت کو اپنے قبلہ کے لیے منتخب کیا اور یہود نے مغرب کو۔ قرآن مجید نے واضح کیا کہ مشرق ہو یا مغرب دونوں سمتیں اللہ ہی کی ہیں۔ ان میں سے جس سمت کو بھی انسان رخ کرے اگر وہ خدا کی طرف متوجہ ہے تو اس کا رخ خدا ہی کی طرف ہے۔ سمتوں اور جہتوں میں سے کسی سمت و جہت کو بھی خدا کے ساتھ اختصاص نہیں ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۳۰۳)

''کسی خاص مکان یا سمت کو قبلہ قرار دینا اس وجہ سے نہیں ہے کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ اس مکان یا سمت میں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر سمت میں یکساں توجہ کے ساتھ موجود ہے۔ قبلہ مقرر کرنے میں اور بہت سی حکمتیں ہیں۔ مثلاً اگر ہر شخص کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ جس طرف چاہے رخ کر کے نماز پڑھے تو اگر دس لوگ بھی نماز پڑھ رہے ہوں تو ایک تشتت و افتراق کا منظر سامنے آئے گا جبکہ دوسری صورت میں تنظیم و اتحاد کا عملی سبق ملتا ہے۔ ہر قوم اور ہر زمانے کے مناسب اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام آتے ہیں ایک زمانے تک بیت المقدس کو قبلہ بنایا گیا پھر حضورؐ اور صحابہ کی دلی خواہش کے مطابق اس حکم کو منسوخ کر کے کعبہ کو قبلہ بنا دیا گیا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱، ص۳۰۱)

بدیع السموات والارض...

''بدع کے معنی کسی شے کو عدم سے وجود میں لانے اور بغیر کسی مادہ و مثال کے ایجاد کرنے کے ہیں۔ اسی سے بدعت کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کرنا جس کے لیے کوئی مثال، نظیر اور کوئی مادہ و مصدر نہ ہو۔ 'بدیع' اسی سے فعیل کا وزن ہے اور معنی میں فاعل کے ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۳۰۴)

وقال الذین لا یعلمون لولا یکلمنا اللہ او تاتینا...

''یہاں مشرکین کے بعض مطالبات کا ذکر کر کے ان کا جواب دیا گیا ہے۔ ان کا پہلا مطالبہ یہ تھا کہ محمدؐ یہ دعویٰ کرتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ خدا ان سے ہم کلام ہوتا ہے اگر ایسا ہے تو خدا نے انھی کو ہمارے اندر سے ہم کلامی کے لیے کیوں منتخب کیا۔ خدا قریش کے سردار اور لیڈروں سے کیوں ہم کلام نہیں ہوتا؟ اس مطالبے کا جواب بعض جگہ پر قرآن نے دیا ہے کہ ہر کس و ناکس اس منصب کا اہل نہیں ہوتا یہ صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اس منصب عظیم کے لیے اہل ہے۔ یہاں خاص اس مطالبے کا جواب نہ دینے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مطالبہ اس قدر گستاخانہ اور احمقانہ ہے کہ اس کا جواب نہ دینا ہی اس کا جواب ہے۔ دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی۔ نشانی سے ان کی مراد کوئی ایسی نشانی تھی جو محسوس معجزہ کی نوعیت کی ہو۔ مثلاً کوئی فرشتہ آئے پہاڑ چلنے لگے یا عذاب نمودار ہو۔ اس مطالبے کا پہلا جواب یہ دیا کہ جس طرح کی نشانی کا یہ مطالبہ کر رہے ہیں بالکل اسی طرح کی نشانی پہلی قوموں نے رسولوں سے طلب کی اور جب نشانی آنے کے باوجود نہیں مانیں تو پھر لازماً اس کے نتیجے کے طور پر خدا کی طرف سے عذاب آتا ہے۔ دوسری بات یہ فرمائی کہ جہاں تک تمھاری رسالت اور تمھاری دعوت کے حق ہونے کا تعلق ہے اس کے دلائل آفاق سے، انفس سے، آسمان و زمین سے، تاریخ سے اور آثار سے قرآن نے کھول کھول کر بیان کر دیے ہیں لیکن یہ دلائل ان لوگوں کے لیے ہیں جو یقین کرنا چاہیں جو یقین نہ کرنا چاہیں تو دنیا کی کوئی چیز ان کو قائل نہیں کر سکتی۔ تیسری بات یہ فرمائی کہ ہم نے تم کو حق دے کر بھیجا ہے انذار و تبشیر کے بعد تمھاری ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے ان کے مطالبوں کی تعمیل اور نشانیاں دکھانا تمھاری ذمہ داری نہیں ہے۔ تم نے اپنا فرض رسالت ادا کر دیا یہ جہنم میں کیوں گئے اس کی پرسش تم سے نہ ہوگی۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۳۰۵-۳۰۴)

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاری حتی تتبع ملتھم...

''آنحضرتؐ پر یہود و نصاریٰ کا رویہ واضح کیا گیا ہے۔ جب تک تم یہودیت یا نصرانیت نہ اختیار کر لو یہ ہرگز راضی ہونے والے نہیں۔ ان کے سامنے سوال صرف حق کی وضاحت اور دلائل کے ظہور کا نہیں بلکہ اپنے اپنے طریقہ پر جمود کا ہے۔ یہ حق سے زیادہ اپنی خواہشات کے پیرو کار ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۳۰۶)

الذین اتینھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ....

''یہ ان اہل کتاب کا ذکر فرمایا جو اپنی کتاب پر فی الواقع ایمان رکھتے تھے۔ ان کے متعلق فرمایا کہ یہ لوگ اس ہدایت الٰہی پر ایمان لائیں گے جو تم ان کے سامنے پیش کر رہے ہو۔ یہاں صالحین اہل کتاب مراد لینے کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنی کتاب کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں یعنی غور و فکر کرتے ہیں اور تلاوت طلب ہدایت کے لیے کرتے ہیں۔ دوسرے یہ خبر دی گئی ہے کہ یہ اس ہدایت پر ایمان لائیں گے جو آخری رسول کے ذریعہ سے اللہ نے ان پر اتاری ہے۔ تیسرے یہ کہ یہاں ان کے لیے 'آتینھم' کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ قرآن کے نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن یہ صیغہ عموماً اہل کتاب کی مدح کے لیے استعمال کرتا ہے۔ مثلاً 'والذین آتینھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم' (بقرہ-۱۴۶)۔ (اور جن کو ہم نے کتاب بخشی ہے وہ اس کو پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں)۔ 'والذین آتینھم الکتاب یعلمون انہ منزل من ربکم بالحق' (انعام-۱۱۴)۔ (اور جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ قرآن تمھارے رب کی طرف سے حق لے کر اترا ہے)۔ 'والذین آتینھم الکتاب یفرحون بما انزل الیک' (رعد-۳۶)۔ (اور جن کو ہم نے کتاب عطا کی ہے وہ خوش ہوتے ہیں اس چیز سے جو تمھارے طرف اتاری گئی ہے)۔ 'والذین آتینھم الکتاب من قبلہ ھم بہ یومنون' (قصص-۵۲)۔ (اور جن کو ہم نے کتاب دے رکھی ہے اس کے پہلے سے وہ اس پر ایمان لائیں گے)۔ 'الذین اوتوا الکتاب' کے مقابل میں 'الذین آتینھم الکتاب'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے الفاظ کے اندر اہتمام اور عنایت کا جو پہلو نمایاں ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہوسکتا جو معروف اور مجہول کے مواقع استعمال اور عربی زبان میں ان دونوں اسالیب کی ادبی نزاکتوں سے واقف ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۳۰۷)

نسخ کی حقیقت اور اس کی ضرورت

ما ننسخ من آیة او ننسها نات بخیر منها او مثلها

''سیاق وسباق اور نظم کلام کی روشنی میں ہم نے اس آیت کا تعلق ادیان سابقہ سے مانا ہے اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

اہل کتاب نے یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ قرآن جب ہماری کتابوں کو آسمانی تسلیم کرتا ہے تو ان کی تعلیمات کو منسوخ کیوں کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اس آیت میں اسی اعتراض کا جواب دیا ہے اور اس جواب کے تین پہلو ہیں۔ ایک تو یہ کہ نسخ خوب سے خوب تر کی طرف عروج اور ترقی کے نقطۂ نظر سے ہے، دوسرے تجدید دین کے لیے ہے تیسرے تطہیر شریعت کے لیے ہے۔

نسخ خوب سے خوب تر کے لیے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت ترقی کرتی ہوئی اس نقطۂ کمال تک پہنچی ہے اور اس تدریجی ترقی کے لیے جو چیز مقتضی ہوئی وہ خود انسان کی فطرت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ وہ تدریجی تربیت ہی کے ذریعہ سے اس مقام تک پہنچ سکتا تھا جس مقام پر پہنچ کر وہ خدا کے دین کامل کا اہل بن سکا ہے۔ تورات کے بعض احکام کی ظاہری شکل بھی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ یہ جس وقت نازل ہوئے خام حالت میں تھے۔ ان کو پختہ ہونے کے لیے کسی اور فصل و موسم کا انتظار تھا، اسلام کے ظہور نے ان کے لیے وہ منتظر موسم فراہم کیا۔ مثلاً شراب ان کے ہاں صرف عبادت خانہ کے ذمہ داروں کے لیے حرام تھی یہ ایک اشارہ تھا کہ یہ چیز تقویٰ وطہارت کے منافی ہے اور ایک دن آئے گا کہ یہ سب کے لیے حرام ہوکر رہے گی۔ کھانے پینے کی چیزوں کی حلت وحرمت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض چیزیں یا تو بنی اسرائیل کے خاص قومی ذوق کے تحت ان کے لیے حرام ٹھہرائی گئی تھیں یا ان کے بے جا قسم کے سوالات کی سزا کے طور پر، مثلاً اونٹ یا ذبیحہ کے بعض حصوں کی چربی۔ یہ حرمتیں اپنی ہیئت کے اعتبار ہی سے ظاہر کررہی تھیں کہ یہ عارضی اور وقتی ہیں، ایک دن آئے گا کہ اس قسم کی تمام پابندیاں فطرت انسانی کے منافی ہونے کے سبب سے اٹھ جائیں گی۔ تکمیل وترقی کی اس ضرورت کی طرف حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام نے نہایت غیر مبہم الفاظ میں اشارہ بھی فرمادیا تھا جس کو تثنیہ، باب ۱۸، آیات ۱۵ تا ۲۰ اور یوحنا، باب ۱۶، آیات ۱۴۔۱۵ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید نے تورات اور انجیل کی انھی پیشین گوئیوں کی طرف سورۂ اعراف کی آیات ۱۵۵۔۱۵۶ میں ذکر کیا ہے۔

نسخ بغرض تجدید دین کا مطلب یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ نے اپنی شریعت کے بعض حصوں کو فراموش کردیا تھا، اس فراموش کردہ حصہ میں سے جس چیز کو اللہ نے ضروری ٹھہرایا، اس کی تجدید فرمادی اور جس حصہ کو حکمت الٰہی نے ضروری نہیں ٹھہرایا اس حصہ کو نظر انداز کردیا۔

نسخ بغرض تطہیر شریعت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی کتاب وشریعت کو ان بدعتوں اور ملاوٹوں سے پاک کیا جائے جو اہل بدعت اور خواہش پرستوں نے ان میں ملادی تھیں۔ مثلاً عقائد وایمانیات کے باب میں یہود ونصاریٰ نے جس قسم کی لغویات کا اضافہ کیا تھا، قرآن نے اس کی اصلاح کی۔ مثلاً خدا تین کا تیسرا ہے، یا یہود اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں یا یہ کہ اللہ نے آسمان وزمین کو پیدا کرنے کے بعد ہفتہ کے دن آرام فرمایا۔ اسی طرح یہود نے اپنی بدکارانہ زندگی کو جائز ٹھہرانے کے لیے اکثر انبیا سے متعلق بے ہودہ قسم کی روایات اپنے صحیفوں میں شامل کردی تھیں۔ قرآن نے ان انبیا کو ان تمام اتہامات سے بری کرکے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی زندگیوں کو ان کے اصلی رنگ میں پیش کیا۔ اعمال کے باب میں سود کا معاملہ، خنزیر اور گردن مروڑے ہوئے جانور کو جائز کر لینا، اس کی اصلاح کی۔ اسی طرح ان لوگوں نے تاریخ اور واقعات کو بھی مسخ کر کے اپنی خواہشات کے رنگ میں پیش کیا مثلاً ابراہیم علیہ السلام اور خانہ کعبہ کی تاریخ کے اکثر حصہ پر پردہ ڈالا گیا تھا تا کہ ابراہیم کا تعلق کعبہ سے ثابت نہ ہو سکے۔ قرآن نے ان تمام تحریفات کا پردہ چاک کیا۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج ا، ص ۳۱۶۔۳۰۹)

شریعت اسلامی میں نسخ کی نوعیت

"شریعت اسلامی میں نسخ کے بارے میں امت میں تین آرا ہیں۔ ایک گروہ نہ صرف نسخ کا قائل ہے بلکہ اس کو بہت زیادہ وسعت دیتا ہے۔ دوسرا گروہ یک قلم اس کا منکر ہے جبکہ تیسرا گروہ اس کا قائل تو ہے مگر اس کو صرف چند احکامات تک محدود مانتا ہے۔ ہمارے نزدیک اسی تیسرے گروہ کا نقطۂ نظر ٹھیک ہے۔ البتہ اس کے بارے میں چند اصولی باتیں ذہن نشین کر لینی چاہیے۔ ایک تو یہ کہ اگر قرآن کا کوئی حکم منسوخ ہوا ہے تو قرآن ہی سے ہوا ہے اور یہ ناسخ و منسوخ دونوں قرآن میں موجود ہیں۔ حدیث قرآن کی ناسخ نہیں ہو سکتی۔ دوسرے یہ کہ نسخ کا تعلق تمام تر صرف احکام و قوانین سے ہے، عقائد و ایمانیات یا اخلاق و صفات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ تیسرے یہ کہ نسخ کی ضرورت اس وجہ سے پیش نہیں آئی کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی نقص ہے جس کے سبب سے اس کے نازل کیے ہوئے قانون کو تجربات اور آزمائشوں کے مراحل سے گزرنا پڑا، بلکہ اس کی وجہ بندوں کی فطری خامیاں اور کمزوریاں ہیں۔ اللہ چونکہ اپنے بندوں پر غایت درجہ مہربان ہے اس وجہ سے اس نے یہ پسند فرمایا کہ وہ اپنے قانون میں تدریج اور تربیت کو ملحوظ رکھے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج ا، ص ۳۱۶۔۳۰۹)

تدریج کی حکمتیں اور مصالح

"بعض صورتوں میں معاشرہ کے ابتدائی حالات کے تقاضوں کی مناسبت سے کسی باب میں کوئی خاص حکم دیا گیا اور جب معاشرہ اپنے بلوغ کو پہنچ گیا تو عارضی حکم کو آخری اور کامل حکم میں بدل دیا گیا۔ مثلاً وراثت اور زنا کے معین اور قطعی احکام نے عارضی قوانین کی جگہ لی۔ بعض حالات میں عام انسانی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے قانون کو درجہ بدرجہ آخری حد تک پہنچایا گیا۔ مثلاً شراب کی قطعی حرمت درجہ بدرجہ دی گئی۔ بعض اوقات مسلمانوں کی تربیت اور ان کی خدا اور اس کے رسول سے وفاداری جانچنے کے لیے کچھ عرصہ سابقہ شریعت پر عمل کروایا گیا اور پھر اجازت منسوخ کر کے اسلامی شریعت کا مستقل حکم دے دیا گیا جیسے کہ تحویل قبلہ۔ بعض حالات میں معاشرہ کے افرادی قوت کی کمی کی تلافی کے لیے وقتی طور پر بعض ایسے احکام دیے گئے جو کیفیت کو بڑھانے والے اور قلت تعداد کی حالت میں زیادہ بوجھ اٹھانے کی صلاحیت پیدا کرنے والے تھے۔ مثلاً عام مسلمانوں کو تہجد کی پابندی کا حکم یا میدان جہاد میں ایک کو دس کفار کا مدمقابل قرار دینا۔ بعد میں جب مسلمانوں کی افرادی قوت بڑھ گئی اور تطہیر جماعت کا وقتی مقصد بھی حاصل ہو گیا تو تخفیف کر دی گئی۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج ا، ص ۳۱۶۔۳۰۹)

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ(122) وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـــًٔـا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا ھُمْ يُنْصَرُوْنَ(123) وَ اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَـمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ(124) وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ(125)

تراجم

ا۔اے بنی اسرائیل، یاد کرو احسان میرا، جو میں نے تم پر کیا اور وہ کہ بڑا کیا تم کو سارے جہان پر (۱۲۲) اور بچو اس دن سے، کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی شخص کے ایک ذرہ، اور نہ قبول ہو اس کی طرف سے بدلہ، اور نہ کام آئے اس کو سفارش، اور نہ ان کو مدد پہنچے (۱۲۳) اور جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے، کئی باتوں میں، پھر اس نے وہ پوری کیں۔فرمایا، میں تجھ کو کروں گا سب لوگوں کا پیشوا۔بولا، اور میری اولاد میں بھی؟ کہا، نہیں پہنچتا میرا اقرار بے انصافوں کو (۱۲۴) اور جب ٹھہرایا ہم نے یہ گھر کعبہ، اجتماع کی جگہ لوگوں کی، اور پناہ۔اور کر رکھو، جہاں کھڑا ہوا ابراہیم، نماز کی جگہ۔اور کہہ دیا ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو، کہ پاک رکھو گھر میرا واسطے طواف والوں کے، اور اعتکاف والوں کے، اور رکوع اور سجدہ والوں کے (۱۲۵)۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اے اولادِ یعقوب (علیہ السلام)، میری ان نعمتوں کو یاد کرو جن کا میں نے تم پر (وقتاً فوقتاً) انعام کیا۔اور اس کو (بھی) کہ میں نے تم کو بہت لوگوں پر فوقیت دی (۱۲۲) اور تم ڈرو ایسے دن سے جس میں کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے نہ کوئی مطالبہ (حق واجب) ادا کرنے پاوے گا اور نہ کسی کی طرف سے کوئی معاوضہ قبول کیا جاوے گا اور نہ کسی کو کوئی سفارش (جبکہ ایمان نہ ہو) مفید ہو گی۔اور نہ ان لوگوں کو کوئی بچا سکے گا (۱۲۳) اور جس وقت امتحان کیا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا ان کے پروردگار نے چند باتوں میں اور وہ ان کو پورے طور پر بجا لائے (اس وقت) حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا مقتدا بناؤں گا۔انھوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کسی کو (نبوت دیجیے) ارشاد ہوا کہ میرا (یہ) عہدہ (نبوت) خلاف ورزی کرنے والوں کو نہ ملے گا (۱۲۴) اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ) جس وقت ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا معبد اور (مقام) امن (ہمیشہ سے) مقرر رکھا اور مقام ابراہیم کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیا کرو اور ہم نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل (علیہما السلام) کی طرف حکم بھیجا کہ میرے (اس) گھر کو خوب پاک رکھا کرو بیرونی اور مقامی لوگوں (کی عبادت) کے واسطے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے (۱۲۵)۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اے اولادِ یعقوب، یاد کرو میرا احسان جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانہ کے سب لوگوں پر تمھیں بڑائی دی (۱۲۲) اور ڈرو اس دن سے کہ کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو گی اور نہ اس کو کچھ لے کر چھوڑیں اور نہ کافر کو کوئی سفارش نفع دے اور نہ ان کی مدد ہو (۱۲۳) اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں فرمایا میں تمھیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں عرض کی اور میری اولاد سے؟ فرمایا: میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا (۱۲۴) اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لیے مرجع اور امان بنایا اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسماعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے (۱۲۵)۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔اے اولادِ یعقوب! میں نے جو نعمتیں تم پر انعام کی ہیں انھیں یاد کرو اور میں نے تو تمھیں تمام جہان پر فضیلت دے رکھی تھی (۱۲۲) اس دن سے ڈرو جس دن کوئی نفس کسی نفس کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا، نہ کسی شخص سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا، نہ اسے کوئی شفاعت نفع دے گی، نہ ان کی مدد کی جائے گی (۱۲۳) جب ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے رب نے کئی کئی باتوں سے آزمایا اور انھوں نے سب کو پورا کر دیا تو اللہ نے فرمایا کہ میں تمھیں لوگوں کا امام بنا دوں گا۔عرض کرنے لگے اور میری اولاد کو، فرمایا میرا وعدہ ظالموں سے نہیں (۱۲۴) ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے ثواب اور امن و امان کی جگہ بنائی، تم مقامِ ابراہیم کو جائے نماز مقرر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلو، ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع، سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو (۱۲۵)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ اے بنی اسرائیل، یاد کرو میری وہ نعمت، جس سے میں نے تمھیں نوازا تھا، اور یہ کہ میں نے تمھیں دنیا کی تمام قوموں پر فضیلت دی تھی (۱۲۲) اور ڈرو اس دن سے جب کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا، نہ کسی سے فدیہ قبول کیا جائے گا، نہ کوئی سفارش ہی آدمی کو فائدہ دے گی، اور نہ مجرموں کو کہیں سے کوئی مدد پہنچ سکے گی (۱۲۳) یاد کرو جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورا اتر گیا، تو اس نے کہا: ''میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔'' ابراہیم نے عرض کیا: ''اور کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے۔'' (۱۲۴) اور یہ کہ ہم نے اس گھر (کعبے) کو لوگوں کے لیے مرکز اور امن کی جگہ قرار دیا تھا اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ابراہیمؑ جہاں عبادت کے لیے کھڑا ہوتا تھا اس مقام کو مستقل جائے نماز بنالو، اور ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی تھی کہ میرے اس گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو (۱۲۵)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اے بنی اسرائیل! میرے اس فضل کو یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور اس بات کو کہ میں نے تمھیں اہل عالم پر فضیلت دی (۱۲۲) اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی جان کسی کے کچھ کام نہ آئے گی اور نہ اس سے کوئی معاوضہ قبول ہوگا، نہ اس کو کوئی شفاعت نفع پہنچائے گی اور نہ ان کی کوئی مدد ہی کی جاسکے گی (۱۲۳) اور (یاد کرو) جبکہ ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا تو وہ اس نے پوری کر دکھائیں۔ فرمایا: بے شک میں تمھیں لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ اس نے پوچھا: اور میری اولاد سے؟ فرمایا: میرا یہ عہد ان لوگوں کو شامل نہیں ہے جو ظالم ہوں گے (۱۲۴) اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے مرکز اور امن کی جگہ بنایا اور (حکم دیا کہ) مسکن ابراہیم میں ایک نماز کی جگہ بناؤ، اور ابراہیم اور اسماعیل کو ذمہ دار بنایا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو (۱۲۵)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اے بنی اسرائیل، میری اُس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھی اور اِس بات کو کہ میں نے تمھیں دنیا والوں پر فضیلت دی تھی (۱۲۲) اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ اُس سے کوئی بدلہ قبول کیا جائے گا، نہ اُسے کوئی سفارش نفع دے گی اور نہ لوگوں کو کوئی مدد ہی ملے گی (۱۲۳) اور یاد کرو، جب ابراہیم کو اُس کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا تو اُس نے وہ پوری کردیں، فرمایا: میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمھیں لوگوں کا امام بناؤں گا۔ عرض کیا: اور میری اولاد میں سے؟ فرمایا: میرا یہ عہد اُن میں سے ظالموں کو شامل نہیں ہے (۱۲۴) اور یاد کرو، جب ہم نے (سرزمین عرب میں) اِس بیت الحرام کو لوگوں کا مرجع اور اُن کے لیے پناہ کی جگہ قرار دیا اور حکم دیا کہ ابراہیم کی اِس قیام گاہ میں نماز کی ایک جگہ بناؤ اور ابراہیم و اسمٰعیل کو اِس بات کا پابند کیا کہ میرے اِس گھر کو اُن لوگوں کے لیے پاک رکھو جو (اِس میں) طواف کرنے، اعتکاف کرنے اور رکوع و سجدہ کرنے کے لیے آئیں (۱۲۵)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمت...

ابتلا کا معنی اور مقصد

''ابتلا کے معنی جانچنے اور امتحان کرنے کے ہیں۔ اس کا مقصود بندوں کو دکھ میں مبتلا کرنا نہیں، بلکہ ان کی صلاحیتوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابھارنا، پروان چڑھانا اور کھرے کھوٹے کی تمیز کرنا ہے۔ یہ امتحان نرم اور سخت، سرد اور گرم، خوش کن اور رنج دہ ہر طرح کے حالات میں ہوتا ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱ ص ۳۲۴)

آزمایش کا مقصد

''یہ آزمایش اس لیے نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم کی حقیقت کا علم نہ تھا، وہ تو علیم وخبیر ہے۔ بلکہ اپنے مقبول بندے کے جذبۂ صدق واخلاص سے لوگوں کو آگاہ کرنا مقصود تھا۔ شاید اس میں حکمت یہ ہو کہ بے خبر لوگ کہیں یہ نہ کہنے لگیں کہ ان پر جو فضل ہو رہا ہے یوں ہی ہو رہا ہے اس کی کوئی خاص وجہ نہیں، بلکہ انھیں علم ہو جائے کہ وہ اس لطف عمیم کے ہر طرح مستحق ہیں۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱ ص ۹۰)

''خدائی آزمایش یہ ہے کہ بندے پر کوئی پابندی لازم فرما کر دوسروں پر اس کے کھرے کھوٹے ہونے کا اظہار کر دے۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۳۴)

امتحان کا مقصد

''آزمایشوں کے ذریعے اپنے خلیل کی تربیت کر کے ان کے درجات ومقامات تک پہنچانا مقصود ہے۔ پھر اس جملہ میں مفعول کو مقدم اور فاعل کو موخر کر کے یوں ارشاد فرمایا: 'واذ ابتلی ابراهیم ربه' اس میں ابراہیم علیہ السلام کی جلالت شان کو اور نمایاں فرمایا گیا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱ ص ۳۱۰)

کلمات کا مفہوم

''یہاں کلمات سے مراد اللہ کے وہ احکام ہیں جو اس نے حضرت ابراہیم کی عزیمت واستقامت کے امتحان کے لیے ان کو دیے اور انھوں نے بے چون وچرا ان کی تعمیل کی۔ لفظ کلمات کے استعمال میں بلاغت کا ایک خاص نقطہ مضمر ہے۔ یہ اجمال وابہام کا حامل ہے۔ یہ لفظ 'کن' کی طرح ایک واجب التعمیل حکم کو تو مخاطب کے سامنے رکھ دیتا ہے لیکن اس کا فلسفہ، حکمت، صلہ اور انعام بیان نہیں کرتا۔ وفاداری اور اطاعت کے امتحان کے لیے اس طرح کے احکام سب سے زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کا انعام بھی بڑا ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم چاہتے تو خواب کو خواب کا درجہ دے سکتے تھے اور چاہتے تو اس کی کوئی تعبیر بھی کر سکتے تھے مگر جس طرح کائنات کی ہر چیز خدا کے کلمۂ کن کی تعمیل کرتی ہے۔ اس کو نہ اس کے فلسفہ سے بحث ہوتی ہے، نہ اس کے اجر وثواب سے۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے بھی ہر حکم کی تعمیل کی۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱ ص ۳۲۵)

انی جاعلک للناس اماما

''یہ وعدہ بیک وقت دو وعدوں پر مشتمل ہے۔ ایک تو یہ کہ ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے عظیم قومیں پیدا ہوں گی، دوسرے یہ کہ ابراہیم ان سب کے پیشوا ہوں گے۔ البتہ مشرکین اس وعدے سے مستثنیٰ ہوں گے۔ یہ تصریح اس لیے کر دی گئی تاکہ بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل دونوں پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ منصب امامت ایمان وعمل سے مشروط ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱ ص ۳۲۵)

واذ جعلنا البیت مثابة للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی

'البیت' سے مراد

''بیت سے مراد بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ ہے۔ تورات کی کتاب پیدائش، باب ۱۲ میں اس کو بیت ایل سے تعبیر کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایل عبرانی میں اللہ کو کہتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۳۲۵)

'بیتی' (میرا گھر)

''اس میں اضافت تشریفی ہے۔ اسلام کا خدا کوئی مرئی و مجسم دیوی دیوتا نہیں ہے جو اسے رہنے سہنے، اٹھنے بیٹھنے کے لیے کسی گھر یا مکان کی ضرورت ہو۔ اس لیے میرے گھر سے مراد میرے رہنے کا گھر تو ہی ہو نہیں سکتا بلکہ اس سے مراد صرف یہ ہے کہ وہ گھر جو میری یاد یا عبادت کے لیے مخصوص و نامزد ہو چکا ہے۔ اضافت سے مقصود اظہار شرف و عظمت ہے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنو، ج۱،ص ۲۴۳)

'مثابة' کے معنی

''مثابة کے معنی مرکز و مرجع کے ہیں، جس کی طرف سب رجوع کریں جس کے ساتھ سب وابستہ ہوں جو سب کا مرکز اور سب کا قبلہ ہو۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۳۲۷)

'للناس' سے مراد

''للناس سے مراد یہاں وہی لوگ ہیں جن کا ذکر 'انی جاعلك للناس اماما' میں ہوا ہے یعنی وہ تمام ذریت ابراہیم جن کی امامت و پیشوائی حضرت ابراہیم کو حاصل ہوئی عام اس سے کہ وہ حضرت اسحاق کی نسل سے ہو یا حضرت اسماعیل کی نسل سے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۳۲۷)

مقام ابراہیم سے مراد، حرم کا پورا علاقہ

''علمائے تفسیر سے اس بارے میں دو قول منقول ہیں۔ ایک گروہ کے نزدیک اس سے مراد وہ پتھر ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ دوسرے گروہ کے نزدیک اس سے مراد حرم کا پورا علاقہ ہے۔ اس گروہ نے مقام کے لفظ کو کسی مخصوص کھڑے ہونے کی جگہ کے بجائے مسکن و مستقر کے مفہوم میں لیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہی تاویل صحیح ہے۔ اور یہاں بیت اللہ کو مصلی کے لفظ سے جو تعبیر فرمایا گیا ہے تو اس سے اس گھر کے اصل مقصد تعمیر کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ یہ نماز کا مرکز ہوگا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۳۲۹)

مقام ابراہیم سے مراد، پتھر

''مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ کرتے رہے۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم کے نشانات قدم محفوظ ہیں۔ اب اس پتھر کو ایک شیشے میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص ۴۴)

یہود اور مسلمانوں کے مابین اہم نزاعی مسئلہ

''مقام ابراہیم یہود اور مسلمانوں کے مابین اہم نزاعی مسئلہ ہے۔ یہود نے خانہ کعبہ اور مروہ کی قربان گاہ سے حضرت ابراہیم کا تعلق بالکل کاٹ دینے کے لیے واقعۂ قربانی اور ابراہیم علیہ السلام کی سرگزشت ہجرت میں نہایت بھونڈی قسم کی تحریفات کیں۔ اسی طرح انھوں نے یہ ثابت کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ حضرت ابراہیم نے جس بیٹے کی قربانی کی ہے وہ اسحاق ہیں نہ کہ اسماعیل، جس جگہ قربانی کی گئی وہ جبل یروشلم ہے نہ کہ مروہ، خدا کی عبادت کے لیے انھوں نے جو گھر بنایا وہ بیت المقدس ہے نہ کہ بیت اللہ، انھوں نے جس جگہ ہجرت کے بعد سکونت اختیار کی وہ کنعان ہے نہ کہ جوار خانہ کعبہ۔ مولانا فراہی نے یہود کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریفات کا پردہ خود تورات ہی کے بیانات سے چاک کر کے رکھ دیا ہے۔ انھوں نے ثابت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے وطن سے نکلنے کے بعد اسحاق علیہ السلام کی والدہ کو تو کنعان میں چھوڑا اور خود حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ کے ساتھ بیر سبع کے بیابان میں قیام کیا۔ یہ جگہ ایک غیر آباد جگہ تھی اس وجہ سے انھوں نے اس میں سات کنوئیں کھودے اور درخت لگائے۔ یہیں ان کو خواب میں اکلوتے بیٹے کی قربانی کا حکم ہوا اور وہ حضرت اسماعیل کو لے کر مروہ کی پہاڑی کی طرف آئے۔ اسی پہاڑی کے پاس انھوں نے حضرت اسماعیل کو آباد کیا پھر یہیں سے لوٹ کر وہ بیر سبع گئے اور اپنے قیام کے لیے ایسی جگہ منتخب کی جو خانہ کعبہ سے قریب ہو اور جہاں سے وقتاً فوقتاً وہ حضرت اسحاق کو دیکھنے کے لیے بھی جا سکیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے جب قیام اس علاقے میں فرمایا تو ان کو نماز کے لیے ایک مرکز کی تعمیر کا حکم بھی اسی علاقہ میں ہونا چاہیے۔ چنانچہ اسی حکم کی تعمیل میں انھوں نے بیت اللہ کی تعمیر کی جس کا ذکر تورات کی کتاب پیدائش میں بیت ایل کے نام سے ہوا۔ اس بیت ایل سے یہود بیت المقدس مراد لیتے ہیں لیکن ان کے دعوے کو جھٹلانے والی سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ بیت المقدس کی تعمیر بالاتفاق ابراہیم علیہ السلام کے سیکڑوں سال بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں ہوئی ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۳۳۰)

بیت اللہ کی تعبیر مصلیٰ سے

''یہاں بیت اللہ کو مصلیٰ کے لفظ سے جو تعبیر کیا گیا ہے تو اس سے اس گھر کے اصل مقصد تعمیر کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ یہ نماز کا مرکز ہوگا۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۳۳۱)

تطہیر بیت اللہ کا مقصد

''پاک صاف رکھنے سے مراد ان ساری چیزوں سے پاک رکھنا ہے جو اس گھر کے مقصد تعمیر کے منافی ہوں۔ ظاہری نجاست سے بھی اور شرک وبت پرستی کی نجاست سے بھی۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۳۳۲)

طواف کا مقصد

''طواف سے مراد خانہ کعبہ کے گرد پھیرے لگانے ہیں۔ طواف دراصل نماز کی ایک قسم ہے لیکن یہ نماز صرف کعبہ ہی کے پاس ادا کی جاسکتی ہے اس کے سوا کہیں اور ادا نہیں ہوسکتی۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۳۳۲)

اعتکاف کا مفہوم

''عاکف، عکوف سے ہے جس کی اصل روح دوسری چیزوں سے صرف نظر کر کے کسی خاص چیز کو پکڑ لینا ہے۔ اسی سے اعتکاف ہے جو ذکر وفکر اور دھیان گیان کی عبادت ہے۔ بندہ ہر چیز سے کٹ کر اپنے رب کی یاد کے لیے گوشہ نشین ہو جائے یہ اعتکاف ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱، ص۳۳۳)

رکوع اور سجود کا مفہوم

''رُکَّع، راکعٌ کی جمع ہے اور سُجُود، ساجد کی۔ یہاں یہ دونوں لفظ نماز کی تعبیر کے لیے وارد ہوئے ہیں۔ نماز کی تعبیر رکوع اور سجود سے دو اہم حقیقتوں کی طرف اشارہ ہے۔ ایک تو یہ کہ یہ دونوں چیزیں نماز کے قدیم ترین اور اہم ترین ارکان میں سے ہیں۔ نماز کی ظاہری ہیئت میں جو تبدیلیاں بھی واقع ہوں لیکن یہ دونوں چیزیں جس طرح ہماری نماز میں شامل ہیں اسی طرح ابراہیمی نماز میں بھی شامل تھیں۔ دوسری یہ کہ نماز سے صرف ذکر وفکر ہی مطلوب نہیں ہے، بلکہ اس کی مخصوص صورت وہیئت بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلوب ہے اور اس کی صورت و ہیئت کا اصلی جمال اس کے رکوع وسجود ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ا، ص ۳۳۳)

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ(126) وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ(127) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ(128) رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ(129) وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ج وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ(130) اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ(131) وَ وَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ ط يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ(132)

تراجم

ا۔اور جب کہا ابراہیم نے، اے رب! کر اس کو شہر امن کا، اور روزی دے اس کے کو میوے، جو کوئی ان میں یقین لاوے اللہ پر، اور پچھلے دن پر۔ فرمایا، اور جو کوئی منکر ہے، اس کو بھی فائدہ دوں گا تھوڑے دنوں، پھر اس کو قید کر بلاؤں گا دوزخ کے عذاب میں۔ اور بری جگہ پہنچ ہے (۱۲۶) اور جب اٹھانے لگا ابراہیم، بنیادیں اس گھر کی اور اسماعیل۔ اے رب قبول کر ہم سے۔ تو ہی ہے اصل سنتا جانتا (۱۲۷) اے رب! اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک امت حکم بردار اپنی، اور جتا ہم کو دستور حج کرنے کے، اور ہم کو معاف کر۔ تو ہی ہے اصل معاف کرنے والا، مہربان (۱۲۸) اے رب ہمارے! اور اٹھا ان میں ایک رسول انھیں میں کا، پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھاوے ان کو کتاب اور پکی باتیں اور ان کو سنوارے۔ تو ہی ہے اصل زبردست، حکمت والا (۱۲۹) اور کون پسند نہ رکھے دین ابراہیم کا؟ مگر جو بے وقوف ہوا اپنی جی سے۔ اور ہم نے اس کو خاص کیا دنیا میں اور آخرت میں نیک ہے (۱۳۰) جب اس کو کہا اس کے رب نے، حکم بردار ہو بولا، میں حکم میں آیا جہان کے صاحب کے (۱۳۱) اور یہی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹوں کو، اور یعقوب۔ اے بیٹو! اللہ نے چن کر دیا ہے تم کو دین، پھر نہ مریو، مگر مسلمانی پر (۱۳۲)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اور جس وقت ابراہیم (علیہ السلام) نے (دعا میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اس کو ایک (آباد) شہر بنا دیجیے امن (وامان) والا اور اس کے بسنے والوں کو پھلوں سے بھی عنایت کیجیے ان کو (کہتا ہوں) جو کہ ان میں سے اللہ تعالیٰ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہوں۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور اس شخص کو جو کہ کافر رہے سو ایسے شخص کو تھوڑے روز تو خوب آرام برتاؤں گا پھر اس کو کشاں کشاں عذاب دوزخ میں پہنچاؤں گا اور وہ پہنچے گی جگہ تو بہت بری ہے (۱۲۶) اور جبکہ اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام دیواریں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل علیہ السلام بھی (اور یہ کہتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار (یہ خدمت) ہم سے قبول فرمایئے بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں (۱۲۷) اے ہمارے پروردگار، ہم کو اپنا اور زیادہ مطیع بنا لیجیے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت (پیدا) کیجیے جو آپ کی مطیع ہو اور (نیز) ہم کو ہمارے حج (وغیرہ) کے احکام بھی بتلا دیجیے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے حال پر توجہ رکھیے (اور) فی الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے، مہربانی کرنے والے (۱۲۸) اے ہمارے پروردگار، اور اس جماعت کے اندر ان ہی میں سے ایک ایسے پیغمبر بھی مقرر کیجیے جو ان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو (آسمانی) کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کریں اور ان کو پاک کر دیں۔ بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرت کامل الانتظام (۱۲۹) اور ملت ابراہیمی سے تو وہی روگردانی کرے گا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو اور ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو دنیا میں منتخب کیا اور اسی کی بدولت وہ آخرت میں بڑے لائق لوگوں میں سے شمار کیے جاتے ہیں (۱۳۰) جب کہ ان سے ان کے پروردگار نے فرمایا کہ تم اطاعت اختیار کرو انھوں نے عرض کیا کہ میں نے اطاعت اختیار کی رب العالمین کی (۱۳۱) اور اسی کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں کو اور اسی طرح یعقوب (علیہ السلام) بھی۔ میرے بیٹو، اللہ تعالیٰ نے اس دین (اسلام) کو تمھارے لیے منتخب فرمایا ہے سو تم بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا (۱۳۲)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اور جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب، اس شہر کو امان والا کر دے اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں۔ فرمایا: اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اس سے بھی دوں گا پھر اسے عذاب دوزخ کی طرف مجبور کر دوں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی (۱۲۶) اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں اور اسماعیل یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے، ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا (۱۲۷) اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما، بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان (۱۲۸) اے رب ہمارے، اور بھیج ان میں ایک رسول انھیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انھیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انھیں خوب ستھرا فرما دے بے شک تو ہی ہے غالب، حکمت والا (۱۲۹) اور ابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے سوا اس کے جو دل کا احمق ہے اور بے شک ضرور ہم نے دنیا میں اسے چن لیا اور بے شک وہ آخرت میں ہمارے خاص قرب کی قابلیت والوں میں ہے (۱۳۰) جب کہ اس سے اس کے رب نے فرمایا گردن رکھ عرض کی میں نے گردن رکھی اس کے لیے جو رب ہے سارے جہان کا (۱۳۱) اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے یہ دین تمھارے لیے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان (۱۳۲)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ جب ابراہیم نے کہا، اے پروردگار! تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں پھلوں کی روزیاں دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں کافروں کو بھی تھوڑا فائدہ دوں گا پھر انھیں آگ کے عذاب کی طرف بے بس کر دوں گا یہ پہنچنے کی جگہ بری ہے (۱۲۶) ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) کعبہ کی بنیادیں اور دیواریں اٹھاتے جاتے تھے اور کہتے جا رہے تھے کہ ہمارے پروردگار، تو ہم سے قبول فرما، تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے (۱۲۷) اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنی اطاعت گزار رکھ اور ہمیں اپنی عبادتیں سکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے (۱۲۸) اے ہمارے رب! ان میں انھیں میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے انھیں کتاب و حکمت سکھائے اور انھیں پاک کرے، یقیناً تو غلبہ والا اور حکمت والا ہے (۱۲۹) دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بے وقوف ہو، ہم نے تو اسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ نیکوکاروں میں سے ہیں (۱۳۰) جب کبھی بھی انھیں ان کے رب نے کہا، فرمانبردار ہو جا، انھوں نے کہا میں نے رب العالمین کی فرمانبرداری کی (۱۳۱) اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو کی، کہ ہمارے بچو! اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے اس دین کو پسند فرما لیا ہے، خبردار! تم مسلمان ہی مرنا (۱۳۲)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔اور یہ کہ ابراہیم نے دعا کی: ''اے میرے رب، اس شہر کو امن کا شہر بنادے، اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور آخرت کو مانیں، انھیں ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے۔'' جواب میں اس کے رب نے فرمایا: ''اور جو نہ مانے گا، دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان تو میں اسے بھی دوں گا، مگر آخر کار اسے عذابِ جہنم کی طرف گھسیٹوں گا، اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔'' (۱۲۶) اور یاد کرو، ابراہیم اور اسماعیل جب اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے، تو دعا کرتے جاتے تھے: ''اے ہمارے رب، ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے، تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے (۱۲۷) اے رب، ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیع فرمان) بنا، ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا، جو تیری مسلم ہو، ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا، اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما، تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے (۱۲۸) اور اے رب، ان لوگوں میں خود انھی کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو، جو انھیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے (۱۲۹) اب کون ہے جو ابراہیم کے طریقے سے نفرت کرے؟ جس نے خود اپنے آپ کو حماقت و جہالت میں مبتلا کر لیا ہو اس کے سوا کون یہ حرکت کرسکتا ہے؟ ابراہیم تو وہ شخص ہے جس کو ہم نے دنیا میں اپنے کام کے لیے چن لیا تھا اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہوگا (۱۳۰) اس کا حال یہ تھا کہ جب اس کے رب نے اس سے کہا: ''مسلم ہو جا'' تو اس نے فوراً کہا: ''میں مالک کائنات کا ''مسلم'' ہو گیا۔'' (۱۳۱) اسی طریقے پر چلنے کی ہدایت اس نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیت یعقوب اپنی اولاد کو کر گیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ ''میرے بچو، اللہ نے تمھارے لیے یہی دین پسند کیا ہے۔ لہٰذا مرتے دم تک مسلم ہی رہنا۔'' (۱۳۲)۔(مولانا مودودیؒ)

۶۔اور (یاد کرو) جب کہ ابراہیم نے دعا کی کہ اے رب! اس سرزمین کو امن کی سرزمین بنا اور اس کے باشندوں کو، جو ان میں سے اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لائیں، پھلوں کی روزی عطا فرما۔ فرمایا: جو کفر کریں گے انھیں بھی کچھ دن بہرہ مند ہونے کی مہلت دوں گا۔ پھر میں ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف دھکیلوں گا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے (۱۲۶) اور (یاد کرو) جب کہ ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔ انھوں نے دعا کی کہ اے ہمارے رب! ہماری جانب سے (یہ دعا) قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا، جاننے والا ہے (۱۲۷) اے ہمارے رب! ہم دونوں کو تو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری ذریت میں سے تو اپنی ایک فرمانبردار امت اٹھا اور ہمیں ہمارے عبادت کے طریقے بتا اور ہماری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا، رحم فرمانے والا ہے (۱۲۸) اور اے ہمارے رب! تو ان میں انھی میں سے ایک رسول مبعوث فرما، جو ان کو تیری آیتیں سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔ بے شک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے (۱۲۹) اور کون ہے جو ملتِ ابراہیم سے اعراض کرسکے، مگر وہی جو اپنے آپ کو حماقت میں مبتلا کرے۔ ہم نے اس کو دنیا میں بھی برگزیدہ کیا اور آخرت میں بھی وہ صالحین کے زمرہ میں ہوگا (۱۳۰) جبکہ اس کے رب نے اس کو حکم دیا کہ اپنے آپ کو حوالہ کردے۔ اس نے کہا: میں نے اپنے آپ کو پروردگارِ عالم کے حوالہ کیا (۱۳۱) اور ابراہیم نے اسی (ملت) کی وصیت اپنے بیٹوں کو کی اور (اسی کی وصیت) یعقوب نے (اپنے بیٹوں کو) کی: اے میرے بیٹو! اللہ نے تمھارے لیے دین اسلام کو منتخب فرمایا، تو تم نہ مرنا، مگر اسلام کی حالت پر (۱۳۲)۔(مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔اور یاد کرو، جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے پروردگار، اس شہر کو امن کا شہر بنادے اور اِس کے لوگوں میں سے جو اللہ اور قیامت کو ماننے والے ہوں، اُنھیں پیداوار کی روزی عطا فرما۔ (اللہ نے) فرمایا: اور جو منکر ہیں، (ان چیزوں سے) چند روز کے لیے فائدہ اٹھانے کی مہلت تو میں اُنھیں بھی دوں گا، پھر دوزخ کے عذاب میں پکڑ بلاؤں گا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے (۱۲۶) اور یاد کرو، جب ابراہیم اور اسمٰعیل (میرے) اِس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔ (اُس وقت اُن کے لبوں پر التجا تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ) پروردگار، تو ہماری طرف سے (یہ دعا) قبول فرما۔ اس میں شبہ نہیں کہ تو ہی سننے والا ہے، جاننے والا ہے (۱۲۷) پروردگار، اور ہم دونوں کو تو اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری اولاد سے بھی اپنی ایک فرماں بردار امت اٹھا اور ہم کو ہماری عبادت کے طریقے بتا اور ہماری توبہ قبول فرما۔ اِس میں شبہ نہیں کہ تو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا (اور اپنے بندوں پر) رحم فرمانے والا ہے (۱۲۸) پروردگار، اور اُنھی میں سے تو اُن کے اندر ایک رسول اٹھا جو تیری آیتیں اُنھیں سنائے اور اُنھیں قانون اور حکمت سکھائے اور (اِس طرح) اُنھیں پاکیزہ بنائے۔ اِس میں شبہ نہیں کہ تو بڑا ہی زبردست ہے، بڑی حکمت والا ہے (۱۲۹) اور ابراہیم کے دین سے کون ہے جو انحراف کرے؟ ہاں، وہی جو اپنے آپ کو حماقت میں مبتلا کر لے۔ ہم نے اُس کو دنیا میں بھی اپنے لیے خاص کیا، اور قیامت میں بھی وہ صالحین میں سے ہوگا (۱۳۰) (وہی ابراہیم کہ) جب اُس کے پروردگار نے اُسے حکم دیا کہ اپنے آپ کو حوالے کر دو۔ اُس نے فوراً کہا: میں نے اپنے آپ کو پروردگار عالم کے حوالے کر دیا (۱۳۱) اور اسی دین کی نصیحت ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو کی تھی اور اِسی کی نصیحت یعقوب نے کی تھی۔ (اُس نے کہا تھا کہ) میرے بچو، اللہ نے یہی دین تمھارے لیے منتخب فرمایا ہے، اِس لیے اب موت کے وقت تک تمھیں ہر حال میں مسلمان ہی رہنا ہے (۱۳۲)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

واذ قال ابراهیم رب اجعل هذا بلدا آمنا وارزق اهله من الثمرات

''ابراہیم علیہ السلام نے جس سرزمین پر اسماعیل علیہ السلام کو بسایا اور جہاں حرم کی تعمیر کی، وہاں کے لیے دو دعائیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ اس کو امن کی سرزمین بنا اور دوسرے یہ کہ اس کے ساکنوں کو پھلوں کی روزی عطا فرما۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اس طرح پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کو امن کی سرزمین بنا دیا، اس میں لڑنا بھڑنا، کسی پر حملہ کرنا، کسی کو قتل کرنا سب یک قلم ممنوع ہو گیا بلکہ جو شخص بھی اس میں داخل ہو گیا وہ خدا کی امان میں داخل ہو گیا۔ اس کے حدود سے باہر خطرہ ہی خطرہ تھا لیکن اس کے اندر رب ابراہیم نے امن ہی امن پیدا کر دیا۔ اس کے مکینوں کو بیرونی خطرات سے بھی امان مل گئی اور ان پر معاشی فراغت کے بھی بہت سے دروازے کھول دیے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۳۳۳)

ابراہیم علیہ السلام نے صرف پھلوں کے رزق کی دعا کیوں کی؟

''اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو رزق کی ایک جامع دعا مانگ کر معاملہ اپنے رب پر چھوڑ دینا چاہیے تھا۔ اپنی طرف سے کسی خاص نوعیت کے رزق کی تجویز پیش کرنا ایک پیغمبر کے لیے کچھ موزوں نظر نہیں آتا۔ انبیا نے اور خود ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی دعاؤں میں تخصیص و تعیین کی ایسی صورتوں سے پرہیز کیا ہے جو تجویز کی سی شکل اختیار کر لے۔ ہمارے نزدیک یہ اشکال اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے جب کہ ثمرات سے مراد صرف میوہ جات لیا جائے۔ حالانکہ ثمرات کے معنی صرف میوہ جات کے نہیں۔ میوہ جات کے لیے عربی میں مخصوص لفظ فواکہ ہے۔ ثمرات کا لفظ اس سے عام اور وسیع ہے۔

دعا کے الفاظ پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل اور ان کی اولاد کے لیے دو چیزوں کی درخواست کی اور اس درخواست کے حق میں دو چیزوں کو بطور سفارش پیش کیا ہے۔ درخواست تو یہ پیش کی ہے کہ تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو پھلوں کی روزی دے اور اس کے حق میں سفارش یہ پیش کی ہے کہ یہ سرزمین زراعت سے بالکل محروم سرزمین ہے لیکن میں نے اپنی اولاد کو یہاں صرف اس لیے لا ڈالا ہے کہ یہ تیرے محترم گھر کی خدمت کریں اور تیری بندگی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت کے لیے نماز قائم کریں۔ غور کیجیے کہ جب ثمرات کی روزی کے لیے وہ یہ وجہ پیش کرتے ہیں کہ یہ بن کھیتی کی زمین ہے تو ان کا مدعا ثمرات سے صرف میوہ جات نہیں ہوسکتا بلکہ یہی ہوسکتا ہے کہ یہ گلہ بانی اور شکار کی بدویانہ زندگی کی بے اطمینانیوں سے چھوٹ کر حضری زندگی کے سکون سے بہرہ مند ہوں کہ تیرے گھر اور تیرے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرسکیں۔ آیت کے آخر میں 'لعلھم یشکرون' کے جو الفاظ آئے ہیں وہ بھی معنی خیز ہیں۔ ان کے لیے جو سکون کی زندگی settled life کا طالب ہوں تو اس لیے نہیں کہ ان کے لیے سامان عیش کی فراوانی چاہتا ہوں بلکہ صرف اس لیے اس کا طالب ہوں کہ وہ اپنے مشن کے لیے یکسو ہو کر زیادہ سے زیادہ تیری شکر گزاری کا حق ادا کرسکیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۳۳۵)

ثمرات سے مراد تمام ضروریات زندگی

''ثمرہ عرف عام میں ہر چیز سے حاصل ہونے والی پیداوار کو کہا جاتا ہے۔ 'ثمرات کل شئ' میں تمام ضروریات زندگی داخل ہوجاتی ہیں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۳۲۸)

اپنے نیک عمل پر بھروسا نہ کرنے کی تعلیم

''ربنا تقبل منا میں اس بات کی تعلیم ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا عمل بھی کرے تو اس پر ناز نہ کرے، بلکہ الحاح و زاری کے ساتھ دعا کرے کہ اللہ میرا یہ عمل قبول کرلے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۳۲۸)

ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم

کتاب، حکمت اور تزکیہ سے مراد

''کتاب سے مراد کتاب اللہ اور حکمت سے مراد سنت رسول اللہ ہے۔ یعنی حدیث و سنت۔ 'یزکیھم' کا لفظ زکوٰۃ سے مشتق ہے جس کے معنی طہارت اور پاکی ہے۔ یہ لفظ ظاہری اور باطنی ہر طرح کی پاکی کے لیے بولا جاتا ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۳۳۰)

حکمت سے مراد، بیان قرآن

''حکمت کہتے ہیں 'وضع الاشیاء علی مواضعھا' ہر چیز کو اپنے محل اور موقع پر رکھنا۔ یہاں 'الحکمۃ' کا جو لفظ مذکور ہے اس سے مراد احکام قرآنی کی ایسی تفصیل اور ان کا ایسا بیان ہے جسے جاننے کے بعد انسان ان احکام کی ایسی تعمیل کرسکے جیسے قرآن نازل کرنے والے خدا کا منشا ہے اور نبیؐ کے فرائض میں صرف یہ ہی نہیں کہ قرآن سکھا دیں بلکہ اس کا صحیح بیان اور تفصیل بھی سکھائیں تاکہ قرآن پر اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق عمل ہوسکے۔ اسی حکمت یعنی بیان قرآن کو سنت نبوی کہا جاتا ہے۔'' (ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج ۱، ص ۹۵)

کتاب سے مراد شریعت اور حکمت سے مراد ایمان واخلاق

''الکتاب قرآن کی زبان میں جس طرح خط اور کتاب کے معنی میں آتا ہے اسی طرح قانون کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ قرآن کے نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اور 'الحکمۃ' جب اس طرح عطف ہو کر آتے ہیں تو 'الکتاب' سے شریعت اور 'الحکمۃ' سے دین کی حقیقت اور ایمان واخلاق کے مباحث مراد ہوتے ہیں۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، دسمبر ۲۰۰۰ء ص ۱۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تزکیہ

’’تزکیہ کے معنی کسی چیز کو آلایشوں سے پاک کرنے کے بھی ہیں اور نشو ونما دینے کے بھی۔ انبیا علیہم السلام انسانوں کو جس قانون وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں، اس سے یہ دونوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا مدعا یہ ہے کہ آنے والا انھیں وہ قانون اور وہ حکمت سکھائے جس سے ان کا علم وعمل تمام آلایشوں سے پاک ہو کر صحیح سمت میں نشو ونما پانے لگے۔ اس لحاظ سے دیکھیے تو تزکیہ قانون وحکمت سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ انھی دونوں کا حاصل ہے جسے قرآن نے عربیت کے اسلوب پر بیان کی واؤ سے ان پر عطف کر دیا ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ دین درحقیقت دو ہی چیزوں کا مجموعہ ہے۔ ایک قانون، دوسرے حکمت اور اس کا مقصد انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا تزکیہ ہے۔ انسان جب اس قانون وحکمت کو پوری طرح اختیار کر لیتا ہے تو تزکیہ اس کے لازمی نتیجے کے طور پر حاصل ہو جاتا ہے اس کے لیے کہیں اور جانے اور کچھ اور کرنے کی ضرورت نہیں۔‘‘ (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، دسمبر ۲۰۰۰، ص ۱۵)

بے سمجھے قرآن پڑھنے کا ثواب

’’آج کل بہت سے حضرات قرآن کریم کو دوسری کتابوں پر قیاس کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک کسی کتاب کے معنی نہ سمجھیں تو اس کے الفاظ کا پڑھنا پڑھانا وقت صائع کرنا ہے مگر قرآن کریم میں ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن الفاظ اور معنی دونوں کا نام ہے جس طرح ان کے معانی کا سمجھنا اور اس کے دیے ہوئے احکام پر عمل کرنا فرض اور اعلیٰ عبادت ہے اسی طرح اس کے الفاظ کی تلاوت بھی ایک مستقل عبادت اور ثواب عظیم ہے۔‘‘ (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۳۳۳)

فلا تموتن الا و انتم مسلمون

’’یعنی اس راہ کی ہر آزمایش اور اس میں شیطان کی ہر دراندازی کے باوجود مہد سے لحد تک تمھیں اسی دین کے لیے جینا اور اسی کے لیے مرنا ہے۔‘‘ (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، دسمبر ۲۰۰۰، ص ۱۷)

قرآن مجید کا لب لباب

’’دین کے مطالبات میں بس ایک ایمان کا مطالبہ ہی ایسا مطالبہ ہے جو ہمہ وقتی اور ہمہ حالی ہے، ورنہ جتنے اعمال بھی ہیں سب حالات کے تابع ہیں اور حالات خود تغیر پذیر ہیں۔ راقم سے اگر فرمایش کی جائے کہ سارے قرآن مجید میں سے کسی ایک آیت کا اپنے لیے انتخاب کر لے تو اس کی نظر اسی آیت، بلکہ اس کے آخری جز پر پڑے گی ’ان اللّٰہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون‘۔ جی میں ہے کہ زندگی ہر ساعت میں یہی آیت ورد زبان رہے اور دل میں اس کے معنی کا استحضار رہے، موت کے وقت یہی دل وزبان پر ہو اور بعد موت یہی آیت کفن پر لکھ دی جائے اور قبر کے کتبہ پر بھی کندہ کر دی جائے۔ بارہا اس آیت پر آنسو جاری ہو چکے ہیں، اور دل یہ کہتا ہے کہ احکام کی حد تک سارے قرآن کا لب لباب یہی آیت ہے۔‘‘ (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ، ج ۱، ص ۲۵۶)

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ ط قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ج وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (133) تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (134) وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرٰهِمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (135) قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَآ أُنزِلَ إِلٰىٓ إِبْرٰهِمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَآ أُوتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَمَآ أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (136) فَإِنْ اٰمَنُوا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (137)

تراجم

۱۔ کیا تم حاضر تھے؟ جس وقت پہنچی یعقوب کو موت، جب کہا اپنے بیٹوں کو، تم کیا پوجو گے بعد میرے؟ بولے، ہم بندگی کریں گے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادوں کے رب کو، ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق، وہی ایک رب۔ اور ہم اسی کے حکم پر ہیں (۱۳۳) وہ ایک جماعت تھی، گزر گئی۔ ان کا ہے جو کما گئے اور تمھارا ہے جو تم کماؤ۔ اور تم سے پوچھ نہیں ان کے کام کی (۱۳۴) اور کہتے ہیں، ہو جاؤ یہود یا نصاریٰ، تو راہ پر آؤ۔ تو کہہ، نہیں! ہم نے پکڑی راہ ابراہیم کی، جو ایک طرف کا تھا۔ اور نہ تھا شریک والوں میں (۱۳۵) تم کہو، ہم نے یقین کیا اللہ کو، اور جو اترا ہم پر، اور جو اترا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر، اور جو ملا موسیٰ کو، اور عیسیٰ کو، اور جو ملا سب نبیوں کو، اپنے رب سے۔ ہم فرق نہیں کرتے ایک میں ان سب سے۔ اور ہم اسی کے حکم پر ہیں (۱۳۶) پھر اگر وہ بھی یقین لاویں، جس طرح پر تم یقین لائے، تو راہ پاویں۔ اور اگر پھر جاویں، تو اب وہی ہیں ضد پر۔ سو اب کفایت ہے تیری طرف ان کو اللہ۔ اور وہی ہے سنتا جانتا (۱۳۷)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ کیا تم خود (اس وقت) موجود تھے جس وقت یعقوب (علیہ السلام) کا آخری وقت آیا اور جس وقت انھوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم لوگ میرے (مرنے کے بعد کس چیز کی پرستش کرو گے؟ انھوں نے (بالاتفاق) جواب دیا کہ ہم اس کی پرستش کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ حضرات ابراہیم و اسماعیل و اسحاق پرستش کرتے آئے ہیں یعنی وہی معبود وجود وحدہ لا شریک اور ہم اسی کی اطاعت پر (قائم) رہیں گے (۱۳۳) یہ ان بزرگوں کی ایک جماعت تھی جو گزر چکی، ان کے کام ان کا کیا ہوا آوے گا اور تمھارے کام تمھارا کیا ہوا آوے گا اور تم سے ان کے کیے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہ ہوگی (۱۳۴) اور یہ (یہودی و نصرانی) لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ یہودی ہو جاؤ یا نصرانی ہو جاؤ تم بھی راہ پر پڑ جاؤ گے۔ آپ کہہ دیجیے کہ ہم تو ملت ابراہیم یعنی (اسلام) پر رہیں گے جس میں کجی کا نام نہیں۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) مشرک بھی نہ تھے (۱۳۵) (مسلمانو) کہہ دو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس (حکم) پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوب (علیہم السلام) اور اولادِ یعقوب کی طرف بھیجا گیا اور (اس حکم و معجزہ پر بھی) جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو دیا گیا اور اس پر بھی جو کچھ اور انبیاء (علیہم السلام) کو دیا گیا ان کے پروردگار کی طرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان (حضرات) میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ تعالیٰ کے مطیع ہیں (۱۳۶) سو اگر وہ بھی اسی طریق سے ایمان لے آویں جس طریق سے تم (اہل اسلام) ایمان لائے ہو تب وہ بھی راہِ (حق) پر لگ جاویں گے اور اگر وہ روگردانی کریں تو وہ لوگ تو (ہمیشہ سے) برسرِ مخالف ہیں ہی تو (سمجھ لو کہ) تمھاری طرف سے عنقریب ہی نبٹ لیں گے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں (۱۳۷)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ بلکہ تم میں کے خود موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی جب کہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: میرے بعد کس کی پوجا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروگے؟ بولے: ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کا، ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں (۱۳۳) یہ ایک امت ہے کہ گزر چکی، ان کے لیے ہے جو انھوں نے کمایا اور تمھارے لیے ہے جو تم کماؤ اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی (۱۳۴) اور کتابی بولے: یہودی یا نصرانی ہو جاؤ، راہ پاؤ گے۔ تم فرماؤ: بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرکوں سے نہ تھے (۱۳۵) یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا، ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کیے گئے موسیٰ و عیسیٰ اور جو عطا کیے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے، ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں (۱۳۶) پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمھیں کفایت کرے گا اور وہی ہے سنتا جانتا (۱۳۷)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ کیا (حضرت) یعقوب کے انتقال کے وقت تم موجود تھے جب انھوں نے اپنی اولاد سے کہا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟ تو سب نے جواب دیا کہ آپ کے معبود کی اور آپ کے آباؤ اجداد (ابراہیم علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) کے معبود کی جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے (۱۳۳) یہ جماعت تو گزر چکی جو انھوں نے کیا وہ ان کے لیے ہے اور جو تم کروگے تمھارے لیے ہے، ان کے اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤ گے (۱۳۴) یہ کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ بن جاؤ تو ہدایت پاؤ گے تم کہو بلکہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں اور ابراہیم خالص اللہ کے پرستار تھے اور مشرک نہ تھے (۱۳۵) اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم (علیہ السلام) اسماعیل (علیہ السلام) یعقوب (علیہ السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ (علیہ السلام) اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) دیے گئے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں (۱۳۶) اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں، اور اگر منہ موڑیں تو خلاف میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے (۱۳۷)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ پھر کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا؟ اس نے مرتے وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا: ''بچو، میرے بعد تم کس کی بندگی کروگے؟'' ان سب نے جواب دیا: ''ہم اسی ایک خدا کی بندگی کریں گے جسے آپ نے اور آپ کے بزرگوں ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق نے خدا مانا ہے اور ہم اسی کے مسلم ہیں۔'' (۱۳۳) وہ کچھ لوگ تھے جو گزر گئے۔ جو کچھ انھوں نے کمایا، وہ ان کے لیے ہے اور جو کچھ تم کماؤ گے، وہ تمھارے لیے ہے۔ تم سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے (۱۳۴) یہودی کہتے ہیں: یہودی ہو، تو راہِ راست پاؤ گے۔ عیسائی کہتے ہیں: عیسائی ہو، تو ہدایت ملے گی۔ ان سے کہو: ''نہیں، بلکہ سب کو چھوڑ کر ابراہیم کا طریقہ۔ اور ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھا۔'' (۱۳۵) مسلمانو، کہو کہ: ''ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس ہدایت پر جو ہماری طرف نازل ہوئی ہے اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولادِ یعقوب کی طرف نازل ہوئی تھی اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے تمام پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی تھی۔ ہم ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے مسلم ہیں۔'' (۱۳۶) پھر اگر وہ اسی طرح ایمان لائیں، جس طرح تم ایمان لائے ہو، تو ہدایت پر ہیں، اور اگر اس سے منہ پھیریں، تو کھلی بات ہے کہ وہ ہٹ دھرمی میں پڑ گئے ہیں۔ لہٰذا اطمینان رکھو کہ ان کے مقابلے میں اللہ تمھاری حمایت کے لیے کافی ہے۔ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (۱۳۷)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا: تم میرے بعد کس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرستش کروگے؟ وہ بولے کہ ہم تیرے معبود اور تیرے آباؤاجداد ـــــ ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق ـــــ کے معبود کی پرستش کریں گے، جو ایک ہی معبود ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں (۱۳۳) یہ ایک گروہ تھا جو گزر چکا۔ اس کو ملے گا جو کچھ اس نے کمایا اور تمھیں ملے گا جو کچھ تم نے کمایا۔ اور جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں اس کے بابت تم سے سوال نہیں ہوگا (۱۳۴) اور کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی بنو تو ہدایت پاؤ گے۔ کہو: بلکہ ابراہیم کی ملت کی پیروی کرو جو اللہ کی طرف یکسو تھا اور مشرکین میں سے نہ تھا (۱۳۵) کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر ایمان لائے جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد کی طرف اتاری گئی، اور اس چیز پر ایمان لائے جو موسیٰ و عیسیٰ کو ملی اور جو نبیوں کو ملی، ان کے رب کی جانب سے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور ہم صرف اسی کے فرمانبردار ہیں (۱۳۶) اگر وہ اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے تو وہ راہ یاب ہوئے اور اگر وہ اعراض کریں تو پھر وہ درپے مخالفت ہیں۔ ان کے مقابل میں تمھارے لیے اللہ کافی ہوگا، وہ سننے والا اور جاننے والا ہے (۱۳۷)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ پھر کیا تم اُس وقت موجود تھے، جب یعقوب اِس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا، اُس وقت جب اُس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا: تم میرے بعد کس کی پرستش کروگے؟ اُنھوں نے جواب دیا: ہم اُسی ایک معبود کی پرستش کریں گے جو تیرا معبود ہے اور تیرے باپ دادوں ـــــ ابراہیم، اسمٰعیل اور اسحٰق ـــــ کا معبود ہے اور ہم اُسی کے فرماں بردار ہیں (۱۳۳) یہ ایک گروہ تھا جو گزر گیا، اُن کا ہے جو اُنھوں نے کیا اور تمھارا ہے جو تم نے کیا، تم سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے (۱۳۴) (اِن کے بزرگوں کی روایت تو یہ ہے) اور (اِدھر) اِن کا اصرار ہے کہ یہودی یا نصرانی بنو تو ہدایت پاؤ گے۔ اِن سے کہہ دو: بلکہ ابراہیم کا دین اختیار کرو جو (اپنے پروردگار کے لیے) بالکل یک سو تھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا (۱۳۵) اِن سے کہہ دو: ہم نے اللہ کو مانا ہے اور اُس چیز کو مانا ہے جو ہماری طرف نازل کی گئی اور جو ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق اور یعقوب اور اُن کی اولاد کی طرف نازل کی گئی اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے سب نبیوں کو اُن کے پروردگار کی طرف سے دی گئی۔ ہم اِن میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ (یہ سب اللہ کے پیغمبر ہیں) اور ہم اُسی کے فرماں بردار ہیں (۱۳۶) پھر اگر وہ اُس طرح مانیں، جس طرح تم نے مانا ہے تو راہ یاب ہوئے اور اگر منہ پھیر لیں تو وہی ضد پر ہیں۔ سو اِن کے مقابلے میں اللہ تمھارے لیے کافی ہے، اور وہ سننے والا ہے، ہر چیز سے واقف ہے (۱۳۷)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

ام کنتم شهداء اذ حضر یعقوب الموت...

''یہ سوال کا انداز مخاطب کو متنبہ کرنے اور تقریر کو زیادہ موثر بنانے کے لیے اختیار فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ تمھارے بزرگ آباء واجداد یہودیت یا نصرانیت پر تھے تو کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کا آخری وقت آیا اور اس وقت انھوں نے ان سے کس چیز کا اقرار لیا توحید کا، اسلام کا یا یہودیت اور نصرانیت کا۔ یہود کے لٹریچر میں بھی اس وصیت سے متعلق جو روایت ملتی ہے، اس کے الفاظ اگرچہ قرآن کے الفاظ سے مختلف ہیں، لیکن اس سے تائید بہرحال قرآن ہی کے بیان کی ہوتی ہے، نہ کہ بنی اسرائیل کے دعوے کی اس لیے کہ اس میں یہودیت یا نصرانیت کی طرف کوئی اشارہ بھی موجود نہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی نئی دہلی، ج ۱، ص ۳۴۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبتم...

''یہ چند لفظوں میں ساری بحث کا خلاصہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمھارے حصے کا عمل بھی تمھارے بزرگ کر گئے ہیں تو یہ محض وہم وخیال ہے وہ اپنے اعمال کا صلہ خود پائیں گے، اس میں تمھارا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں تم سے تمھارے بزرگوں کا عمل نہیں پوچھا جائے گا، بلکہ تمھارا عمل پوچھا جائے گا۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، جنوری ۲۰۰۱ ص ۹)

''مشرک تو مشرک یہود اہل توحید تک اس سفاہت میں مبتلا ہو گئے تھے کہ ذاتی عمل کی ضرورت ہی کیا ہے، مقبولان الٰہی کی جانب انتساب نسلی اور بزرگوں کی طرف نسبت نسبی کافی ہے۔ مسیحیوں کا گڑھا ہوا مسئلہ معصیت توارث سب کو معلوم ہے یعنی جو معصیت ابوالبشر سے سرزد ہو گئی تھی وہ نسل آدم میں منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے، یہود نے اس کے مقابل ایک عقیدہ نجات متوارث کا وضع کر لیا تھا اور یہ سمجھ لیا تھا کہ 'خدائے تعالیٰ اپنے اسم پاک کے طفیل میں اور بہ طور اپنے افضال کے باپ کے حسنات اولاد کی طرف منتقل کرتا رہتا ہے، اسی طرح جیوش انسائیکلو پیڈیا میں ہے کہ 'بعض کو ثواب اپنے اسلاف کے اعمال کا ملے گا اور بعض کو ثواب اپنے اخلاف کے اعمال کا، آیت سے ان لوگوں کی بھی تردید نکل آئی ہے جنھوں نے مشرکین کے بچوں کو ان کے والدین کے جرم کی پاداش پر معذب ہونا مانا ہے۔'' (تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ج ۱، ص ۲۵۹)

''آج کل کے بعض سید خاندان کے لوگ اس خیال میں رہتے ہیں کہ ہم اولاد رسول ہیں ہم جو چاہیں گناہ کرتے رہیں ہماری مغفرت ہو گی۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو بار بار مختلف عنوانات سے بیان فرمایا ہے: 'ولا تکسب کل نفس الا علیھا' اور 'ولا تزر وازرۃ وزر اخری' اور رسول اللہ نے فرمایا: ''اے بنی ہاشم ایسا نہ ہو کہ قیامت کے روز لوگ تو اپنے اپنے اعمال صالحہ لے کر آئیں اور تم اعمال صالحہ سے غفلت برتو اور صرف میرے نسب کا بھروسہ لے کر آؤ اور میں اس روز تم سے یہ کہوں کہ میں تمھیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی ج ۱، ص ۳۵۲)

''اس سے معلوم ہوا کہ اسلاف کی نیکیوں پر اعتماد اور سہارا غلط ہے اصل چیز ایمان اور عمل صالح ہی ہے۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارلسلام، لاہور، ص ۲۵)

حنیف

''حنیفًا، حنف سے ہے جس کے اصل معنی مائل ہونے اور جھکنے کے ہیں۔ حنیف اس شخص کو کہتے ہیں جو ہر طرف سے کٹ ہو کر پوری یکسوئی کے ساتھ خدا کا ہو رہے۔ یہاں یہ لفظ ابراہیم سے حال ہے اگرچہ ابراہیم حالت جر میں ہے اور مجرور سے حال پڑنے کے معاملہ میں اہل نحو بہت متردد ہیں لیکن مولانا فراہی نے اپنی تفسیر سورۂ فیل میں نہایت قوی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ عربی زبان میں یہ طریقہ معروف ہے۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۳۴۸)

''جو شخص ٹیڑھے راستہ سے انحراف کر کے سیدھے راستہ پر چلے، وہ حنیف ہے۔ اہل عرب حج اور ختنہ کرنے والے کو حنیف کہتے تھے کیونکہ وہ ملت ابراہیم پر ہے۔'' (تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ج ۱، ص ۵۸۵)

لا نفرق بین احد منھم

''ہم ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے، کا مطلب یہ ہے کہ ہم یہود ونصاریٰ کی طرح یہ نہیں کرتے کہ ان میں سے کسی پر ایمان لائیں اور کسی پر ایمان نہ لائیں۔ اس مطلب کی وضاحت خود قرآن نے دوسری جگہ کر دی ہے: 'یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا' (النساء۔۱۵)۔ (اور وہ چاہتے ہیں کہ تفریق کریں اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس کے رسولوں کے درمیان اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کے بیچ کی کوئی راہ پیدا کریں)۔اس سے معلوم ہوا کہ انبیا میں سے کسی کو ماننا اور کسی کو نہ ماننا سب کے انکار کے ہم معنی ہے اور یہ صرف نبیوں اور نبیوں ہی میں تفریق نہیں، بلکہ اللہ اور اس کے رسولوں میں بھی تفریق ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۳۴۹)

اسباط

"اسباط کا لفظ 'سبط' کی جمع ہے، اس کا لغوی مفہوم بڑھنے اور پھیلنے کا ہے۔ اسی مفہوم کے لحاظ سے ایک باپ کی اولاد اور ان کی مختلف شاخوں کے لیے اس کا استعمال ہوتا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۳۴۸)

فسیکفیکھم اللّٰہ وھو السمیع العلیم

"انھیں (یہود و نصاریٰ) ان کی اختیار کی ہوئی راہ پر چلنے دو، ان کے مقابلہ میں تمھاری طرف سے اللہ کافی ہے۔ آخر میں اپنی صفات میں سے سمیع و علیم کا حوالہ دینے کا مقصد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان دلانا ہے کہ تمھاری مخالفت میں یہ جو سازشیں اور ریشہ دوانیاں بھی کریں تم ان سے مطلق ہراساں نہ ہو جو خدا تمھاری طرف سے ان سے لڑنے کھڑا ہے، وہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔" (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج۱،ص ۳۴۹)

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ (138) قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ (139) اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (140) تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (141)

تراجم

۱۔ ہم نے لیا رنگ اللہ کا۔ اور اس کا رنگ ہے اللہ سے بہتر؟ اور ہم اسی کی بندگی پر ہیں (۱۳۸) کہہ، کیا اب تم جھگڑتے ہو ہم سے اللہ ہیں، اور وہی ہے۔ رب ہمارا اور رب تمھارا اور ہم کو عمل ہمارا اور تم کو عمل تمھارا۔ اور ہم اسی کے ہیں نرے (۱۳۹) کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد یہود تھے یا نصاریٰ؟ کہ، تم کو خبر زیادہ ہے یا اللہ کو؟ اور اس سے ظالم کون جس نے چھپائی گواہی، جو تھی اس پاس اللہ کی؟ اور اللہ بے خبر نہیں تمھارے کام سے (۱۴۰) وہ ایک جماعت تھی گزر گئی۔ ان کا ہے جو کما گئے وہ اور تمھارا ہے جو تم کماؤ۔ اور تم سے پوچھ نہیں ان کے کام کی (۱۴۱)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ ہم (دین کی) اس حالت پر ہیں جس میں (ہم کو) اللہ تعالیٰ نے رنگ دیا ہے اور دوسرا کون ہے جس کے رنگ دینے کی حالت اللہ تعالیٰ سے خوب تر ہو اور (اسی لیے) ہم اسی کی غلامی اختیار کیے ہوئے ہیں (۱۳۸) آپ فرما دیجیے کہ کیا تم لوگ ہم سے (اب بھی) حجت کیے جاتے ہو اللہ تعالیٰ کے بارے میں حالانکہ وہ ہمارا اور تمھارا (سب کا رب ہے اور ہم کو ہمارا کیا ہوا ملے گا اور تم کو تمھارا کیا ہوا (ملے گا) اور ہم نے صرف حق تعالیٰ کے لیے اپنے دین کو (شرک وغیرہ سے) خالص کر رکھا ہے (۱۳۹) یا کہے جاتے ہو کہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ (میں انبیاء گزرے ہیں یہ سب حضرات) یہود یا نصاریٰ تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے کہ تم زیادہ واقف ہو یا حق تعالیٰ اور ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو ایسی شہادت کا اخفا کرے جو اس کے پاس منجانب اللہ پہنچی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمھارے کیے ہوئے سے بے خبر نہیں ہیں (۱۴۰) یہ (ان بزرگوں کی) ایک جماعت تھی جو گزر گئی۔ ان کے کام ان کا کیا ہوا آوے گا اور تمھارے کام تمھارا کیا ہوا آوے گا اور تم سے ان کے کیے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہ ہوگی (۱۴۱)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ ہم نے اللہ کی رینی (رنگائی) لی اور اللہ سے بہتر کس کی رینی اور ہم اسی کو پوجتے ہیں (۱۳۸) تم فرماؤ: کیا اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمھارا بھی اور ہماری کرنی ہمارے ساتھ اور تمھاری کرنی تمھارے ساتھ اور ہم نرے اسی کے ہیں (۱۳۹) بلکہ تم یوں کہتے ہو کہ ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کے بیٹے یہودی یا نصرانی تھے۔ تم فرماؤ: کیا تمھیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جس کے پاس اللہ کی طرف کی گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے اور خدا تمھارے کوتکوں سے بے خبر نہیں (۱۴۰) وہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا۔ ان کے لیے ان کی کمائی اور تمھارے لیے تمھاری کمائی اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی (۱۴۱)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اللہ کا رنگ اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ سے اچھا رنگ کس کا ہوگا، ہم تو اسی کی عبادت کرنے والے ہیں (۱۳۸) آپ کہہ دیجیے: کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو جو ہمارا اور تمھارا رب ہے، ہمارے لیے ہمارے عمل ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال، ہم تو اسی کے لیے خلوص کرنے والے ہیں (۱۳۹) کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھی؟ کہہ دو کیا تم زیادہ جانتے ہو، یا اللہ تعالیٰ؟ اللہ کے پاس شہادت چھپانے والے سے زیادہ ظالم اور کون ہے اور اللہ تمھارے کاموں سے غافل نہیں (۱۴۰) یہ امت ہے جو گزر چکی، جو انھوں نے کیا ان کے لیے ہے اور جو تم نے کیا تمھارے لیے، تم ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہ کیے جاؤ گے (۱۴۱)۔ (مولانا محمد جونا گڑھی)

۵۔ کہو: ''اللہ کا رنگ اختیار کرو۔ اس کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہوگا؟ اور ہم اسی کی بندگی کرنے والے لوگ ہیں۔'' (۱۳۸) اے نبی، ان سے کہو: ''کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ وہی ہمارا رب بھی ہے اور تمھارا رب بھی۔ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں، تمھارے اعمال تمھارے لیے، اور ہم اللہ ہی کے لیے اپنی بندگی کو خالص کر چکے ہیں (۱۳۹) یا پھر تمھارا کہنا یہ ہے کہ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولادِ یعقوب سب کے سب یہودی تھے یا نصرانی تھے؟'' کہو: ''تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟'' اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا، جس کے ذمے اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے؟ تمھاری حرکات سے اللہ غافل تو نہیں ہے (۱۴۰) ــــــ وہ کچھ لوگ تھے جو گزر چکے۔ ان کی کمائی ان کے لیے تھی اور تمھاری کمائی تمھارے لیے۔ تم سے ان کے اعمال کے متعلق سوال نہیں ہوگا۔'' (۱۴۱)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ (کہہ دو یہ) اللہ کا رنگ (اختیار کرو!) اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ اچھا ہے! اور ہم اسی کی بندگی کرتے ہیں (۱۳۸) کہہ دو: تم ہم سے اللہ کے بارے میں حجت کر رہے ہو حالانکہ وہی ہمارا بھی رب ہے، وہی تمھارا بھی رب ہے۔ ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لیے تمھارے۔ اور ہم خالص اسی کے لیے ہیں (۱۳۹) کیا تم دعویٰ کرتے ہو کہ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی ذریت کے لوگ یہودی یا نصرانی تھے؟ پوچھو: تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ ان سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی کسی شہادت کو، جو ان کے پاس ہے، چھپائیں۔ اور اللہ اس چیز سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو (۱۴۰) یہ ایک گروہ تھا جو گزر چکا، اس کو ملے گا جو کچھ اس نے کمایا اور تم کو ملے گا جو کچھ تم نے کمایا۔ اور جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں اس کے بابت تم سے سوال نہ ہوگا (۱۴۱)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (ان سے کہہ دو، تم) اللہ کا یہ رنگ اختیار کرو اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہے اور (کہہ دو کہ) ہم تو (ہر حال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں) اُسی کی عبادت کرتے ہیں (۱۳۸) کہہ دو، کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو، دراں حالیکہ وہی ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمھارا بھی اور (اگر یہ نہیں، تو پھر) ہمارے لیے ہمارا عمل ہے اور تمھارے لیے تمھارا اور ہم تو خالص اُسی کے ہیں (۱۳۹) کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب اور اُن کی اولاد کے لوگ یہودی یا نصرانی تھے؟ اِن سے پوچھو، تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ (افسوس)، اُن لوگوں سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جن کے پاس اللہ کی کوئی گواہی ہو اور وہ اُسے چھپائیں۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ اُن چیزوں سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو (۱۴۰) یہ ایک گروہ تھا جو گزر گیا، اُن کا ہے جو اُنھوں نے کیا اور تمھارا ہے جو تم نے کیا، تم سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے (۱۴۱)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

صبغة الله

''یہود و نصاریٰ کو مخاطب کر کے دعوت دی گئی ہے کہ اگر اپنے آپ کو اللہ کے رنگ میں رنگنا چاہتے ہو تو یہودیت و نصرانیت چھوڑ کر اللہ کا یہ رنگ (اسلام) اختیار کرو جو اپنے اندر اللہ کی تمام ہدایتوں اور اس کے تمام نبیوں اور تمام رسولوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ کے بپتسمہ کی طرف ایک تعریض بھی ہے اور بغیر کسی فعل کے لفظ صبغہ کا منصوب ہونا ہمارے نزدیک اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں کوئی ایسا صیغہ محذوف مانا جائے جو ابھارنے اور جوش دلانے کے مضمون پر مشتمل ہو۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۳۰۵)

دین و ایمان ایک گہرا رنگ ہے جو انسان کے چہرہ بشرہ سے نظر آنا چاہیے۔

''ملت کو صبغت کے لفظ سے تعبیر کر کے دو باتوں کی طرف اشارہ ہو گیا۔ اول تو نصاریٰ کی ایک رسم (بپتسمہ) کی تردید ہو گئی کہ وہ بچے کو ساتویں روز ایک رنگین پانی میں نہلانے کے بعد سمجھتے تھے کہ اب دین نصرانیت کا رنگ پختہ ہو گیا۔ اس آیت نے بتا دیا کہ یہ پانی کا رنگ تو دھل کر ختم ہو جاتا ہے، اس کا بعد میں کوئی اثر باقی نہیں رہتا، اصل رنگ تو دین و ایمان کا رنگ ہے جو ظاہری اور باطنی پاکی کی ضمانت بھی ہے اور باقی رہنے والا بھی ہے۔ دوسرے دین و ایمان کو رنگ فرما کر اس کی طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ جس طرح رنگ آنکھوں سے محسوس ہوتا ہے، مومن کے ایمان کی علامات اس کے چہرہ بشرہ اور تمام حرکات و سکنات، معاملات و عادات میں ظاہر ہونی چاہییں۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج ۱، ص ۳۵۷)

''یعنی جس طرح رنگ کپڑے کے ظاہر و باطن میں نفوذ کرتا ہے اس طرح دین الٰہی کے اعتقادات حقہ ہمارے رگ و پے میں سما گئے۔ ہمارا ظاہر و باطن، قلب و قالب اس کے رنگ میں رنگ گیا۔ ہمارا رنگ ظاہری رنگ نہیں کہ جو کچھ فائدہ نہ دے، بلکہ یہ نفوس کو پاک کرتا ہے اور ظاہر میں اس کے آثار اوضاع و افعال سے نمودار ہوتے ہیں۔'' (خزائن العرفان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۳۸)

ولنا اعمالنا ولكم اعمالكم

''یعنی اب ہم تمھارے ساتھ کوئی بحث و مناظرہ بالکل لاحاصل سمجھتے ہیں۔ جب تم خدا کے بارے میں یکسو نہیں ہو تو ہم تم سے کوئی بحث کرنے کے بجائے صرف یہ واضح کرنا کافی سمجھتے ہیں کہ ہم تو خالص اپنے رب ہی کے لیے ہیں۔'' (تدبر قرآن، تاج کمپنی، نئی دہلی، ج ۱، ص ۳۰۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ونحن له مخلصون

''اس میں امت مسلمہ کی ایک خصوصیت بتلائی ہے کہ وہ اللہ کے لیے مخلص ہیں۔ اخلاص ایک ایسا عمل ہے جس کو نہ تو فرشتے پہچان سکتے ہیں اور نہ شیطان، وہ صرف بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک راز ہے۔'' (معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج۱، ص۳۵۸)

انبیا کا تعلق کس فرقے سے؟

''یہودیت اور عیسائیت کی موجودہ شکل بہت بعد میں پیدا ہوئی۔ ان کے علماحق کو اپنے ہی فرقے میں محدود سمجھتے تھے اور عوام کو بھی اس غلط فہمی میں مبتلا رکھتے تھے کہ انبیا کے مدتوں بعد جو عقیدے، طریقے اور اجتہادی ضابطے ان کے فقہا، صوفیا اور متکلمین نے وضع کیے ہیں انھی کی پیروی پر انسان کی فلاح اور نجات کا مدار ہے۔ ان علما سے جب یہ پوچھا جاتا کہ اگر یہی بات ہے تو حضرت ابراہیم، اسحاق، یعقوب علیہم السلام کا تعلق کس فرقے سے تھا تو وہ اس کا جواب دینے سے گریز کرتے تھے کیونکہ ان کا علم انھیں یہ کہنے کی تو اجازت نہ دیتا تھا کہ ان بزرگوں کا تعلق ہمارے ہی فرقے سے تھا، لیکن اگر وہ صاف الفاظ میں یہ مان لیتے کہ یہ انبیا یہودی نہ تھے اور نہ عیسائی تھے تو پھر ان کی حجت ہی ختم ہوئی جاتی تھی۔'' (تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج۱، ص۱۱۸)

لها ما کسبت و لکم ما کسبتم

''اس میں کسب و عمل کی اہمیت بیان فرما کر بزرگوں کی طرف انتساب یا ان پر اعتماد کو بے فائدہ قرار دیا گیا۔ کیونکہ ' من بطا به عمله لم یسرع نسبه ' (ابوداؤد، ابن ماجہ)۔ (جس کو اس کا عمل پیچھے چھوڑ گیا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھائے گا)۔ مطلب یہ ہے کہ اسلاف کی نیکیوں سے تمھیں کوئی فائدہ اور ان کے گناہوں پر تم سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ ان کے عملوں کی بابت تم سے یا تمھارے عملوں کی بابت ان سے نہیں پوچھا جائے گا۔'' (احسن البیان، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ص۲۶)

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ط قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ط يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (142) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ط وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (143) قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ (144) وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ج وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ج وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ط وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ لا اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (145) اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ط وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (146) اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (147)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراجم

ا۔اب کہیں گے بے وقوف لوگ، کاہے پر پھر گئے مسلمان اپنے قبلے سے، جس پر تھے۔ تو کہو، اللہ کی ہے مشرق اور مغرب۔ چلاوے جس کو چاہے سیدھی راہ (۱۴۲) اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو اُمت معتدل، کہ تم ہو بتانے والے لوگوں پر، اور رسول ہو تم پر بتانے والا اور وہ قبلہ جو ہم نے ٹھہرایا جس پر تو تھا، نہیں مگر اسی واسطے، کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا رسول کا، اور کون پھر جاوے گا اُلٹے پاؤں۔ اور یہ بات بھاری ہوئی، مگر اُن پر جن کو راہ دی اللہ نے اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے تمھارا یقین لانا۔ البتہ اللہ لوگوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان (۱۴۳) ہم دیکھتے ہیں پھر جاتا تیرا منہ آسمان میں۔ سو البتہ پھیریں گے تجھ کو جس قبلے کی طرف تو راضی ہے۔ اب پھیر منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے۔ اور جس جگہ تم ہوا کرو، پھیرو منہ اسی کی طرف۔ اور جن کو ملی ہے کتاب، البتہ جانتے ہیں کہ یہی ٹھیک ہے ان کے رب کی طرف سے۔ اور اللہ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو کرتے ہیں (۱۴۴) اور اگر تو لاوے کتاب والوں پاس ساری نشانیاں، نہ چلیں گے تیرے قبلے پر۔ اور تو نہ مانے ان کا قبلہ۔ اور نہ ان میں ایک مانتا ہے دوسرے کا قبلہ۔ اور کبھی تو چلا ان کی پسند پر، بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا۔ تو بے شک تو بھی ہے بے انصافوں میں (۱۴۵) جن کو ہم نے دی ہے کتاب، پہچانتے ہیں یہ بات، جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو، اور ایک فرقہ ان میں چھپاتے ہیں حق کو جان کر (۱۴۶) حق وہی جو تیرا رب کہے، پھر تو نہ ہو شک لانے والا (۱۴۷)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اب تو (یہ) بیوقوف لوگ ضرور ہی کہیں گے کہ ان (مسلمانوں) کو ان کے (سابق سمت) قبلہ سے (کہ بیت المقدس تھا) جس طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس (بات) نے بدل دیا۔ آپ فرما دیجیے کہ سب مشرق اور مغرب اللہ ہی کی ملک ہیں جس کو خدا ہی چاہیں (یہ) سیدھا طریق بتلا دیتے ہیں (۱۴۲) اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنا دیا ہے جو (ہر پہلو سے) اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمھارے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں (یعنی بیت المقدس) وہ تو محض اس لیے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے۔ اور یہ قبلہ کا بدلنا (منحرف لوگوں پر) ہوا بڑا ثقیل (ہاں) مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ تمھارے ایمان کو ضائع (اور ناقص) کر دیں۔ (اور) واقعی اللہ تعالیٰ تو (ایسے) لوگوں پر بہت ہی شفیق (اور) مہربان ہیں (۱۴۳) ہم آپ کے منہ کا (یہ) بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں اس لیے ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جس کے لیے آپ کی مرضی ہے (تو) پھر اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام (کعبہ) کی طرف کیا کیجیے اور تم سب لوگ جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنے چہروں کو اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو اور یہ اہل کتاب بھی یقیناً جانتے ہیں کہ یہ (حکم) بالکل ٹھیک ہے (اور) ان کے پروردگار ہی کی طرف سے (ہے) اور اللہ تعالیٰ ان کی ان کارروائیوں سے کچھ بے خبر نہیں ہیں (۱۴۴) اور اگر آپ (ان) اہل کتاب کے سامنے تمام (دنیا بھر کی) دلیلیں پیش کر دیں جب بھی یہ (کبھی) آپ کے قبلہ کو قبول نہ کریں اور آپ بھی ان کے قبلہ کو قبول نہیں کر سکتے (پھر موافقت کی کیا صورت) اور ان کا کوئی فریق بھی دوسرے (فریق) کے قبلہ کو قبول نہیں کرتا۔ اور اگر آپ ان کے (ان) نفسانی خیالات کو اختیار کر لیں (اور وہ بھی) آپ کے پاس علم (وحی) آئے پیچھے تو یقیناً آپ (نعوذ باللہ) ظالموں میں شمار ہونے لگیں (۱۴۵) جن لوگوں کو ہم نے کتاب (تورات و انجیل) دی ہے وہ لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایسا پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بعضے ان میں سے امر واقعی کو باوجودیکہ خوب جانتے ہیں (مگر) اخفا کرتے ہیں (۱۴۶) (حالانکہ) یہ امر واقعی من جانب اللہ ہے۔ سو ہرگز شک وشبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لانے والوں میں (شمار) نہ ہونا (۱۴۷)۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اب کہیں گے بیوقوف لوگ، کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو،ان کے اس قبلہ سے، جس پر تھے۔تم فرما دو کہ پورب پچھم (مشرق ومغرب) سب اللہ ہی کا ہے جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے (۱۴۲) اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمھیں کیا سب اُمتوں میں افضل، کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔اور یہ رسول تمھارے نگہبان و گواہ اور اے محبوب، تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اِسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔اور بے شک یہ بھاری تھی مگر اُن پر، جنھیں اللہ نے ہدایت کی اور اللہ کی شان نہیں کہ تمھارا ایمان اکارت کرے۔بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان، مہر والا ہے (۱۴۳) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمھارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔تو ضرور ہم تمھیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمھاری خوشی ہے۔ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو اور وہ جنھیں کتاب ملی ہے، ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کے کوتکوں (اعمال) سے بے خبر نہیں (۱۴۴) اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے کر آؤ وہ تمھارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں اور (اے سننے والے کے باشد) اگر تو اُن کی خواہشوں پر چلے بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور ستمگار ہوگا (۱۴۵) جنھیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں (۱۴۶) (اے سننے والو) یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے (یا حق وہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہو) تو خبردار تو شک نہ کرنا (۱۴۷)۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔عنقریب نادان لوگ کہیں گے کہ جس قبلہ پر یہ تھے اس سے انھیں کس چیز نے ہٹایا؟ آپ کہہ دیجیے کہ مشرق ومغرب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جسے چاہے سیدھی راہ کی ہدایت کر دے (۱۴۲) ہم نے اسی طرح تمھیں عادل اُمت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہو جائیں، جس قبلہ پر تم پہلے سے تھے اسے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کا سچا تابعدار کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے۔گو یہ کام مشکل ہے مگر جنھیں اللہ نے ہدایت دی ہے (ان پر کوئی مشکل نہیں) اللہ تعالیٰ تمھارے ایمان ضائع نہ کرے گا، اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے (۱۴۳) ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اب ہم آپ کو اس قبلہ کی جانب متوجہ کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں گے۔آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں۔اہل کتاب کو اس بات کے اللہ کی طرف سے برحق ہونے کا قطعی حکم ہے اور اللہ تعالیٰ ان اعمال سے غافل نہیں جو یہ کرتے ہیں (۱۴۴) آپ گرچہ اہل کتاب کو تمام دلیلیں دے دیں لیکن وہ آپ کے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ آپ اُن کے قبلے کو ماننے والے ہیں اور نہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے قبلے کو ماننے والے ہیں اور اگر آپ باوجودیکہ آپ کے پاس علم آ چکا پھر بھی ان کی خواہشوں کے پیچھے لگ جائیں تو بالیقین آپ بھی ظالموں میں سے ہو جائیں گے (۱۴۵) جنھیں ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اسے ایسا پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بچوں کو پہچانے، ان کی ایک جماعت حق کو پہچان کر پھر چھپاتی ہے (۱۴۶) آپ کے رب کی طرف سے یہ سراسر حق ہے۔خبردار آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا (۱۴۷)۔(مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔نادان لوگ ضرور کہیں گے: اِنھیں کیا ہوا کہ پہلے یہ جس قبلے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے، اس سے یکایک پھر گئے؟ اے نبیؐ، ان سے کہو: مشرق اور مغرب سب اللہ کے ہیں۔اللہ جسے چاہتا ہے، سیدھی راہ دکھا دیتا ہے (۱۴۲) اور اِسی طرح تو ہم نے تمھیں ایک ''اُمتِ وَسَط'' بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔پہلے جس طرف تم رخ کرتے تھے، اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوتو ہم نے صرف یہ دیکھنے کے لیے قبلہ مقرر کیا تھا کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون اُلٹا پھر جاتا ہے۔ یہ معاملہ تھا تو بڑا سخت، مگر اُن لوگوں کے لیے کچھ بھی سخت نہ ثابت ہوا، جو اللہ کی ہدایت سے فیض یاب تھے۔ اللہ تمھارے اس ایمان کو ہرگز ضائع نہ کرے گا، یقین جانو کہ وہ لوگوں کے حق میں نہایت شفیق و رحیم ہے (۱۴۳) یہ تمھارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں۔ لو، ہم اُسی قبلے کی طرف تمھیں پھیرے دیتے ہیں، جسے تم پسند کرتے ہو۔ مسجد حرام کی طرف رخ پھیر دو۔ اب جہاں کہیں تم ہو، اُسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔ یہ لوگ جنھیں کتاب دی گئی تھی، خوب جانتے ہیں کہ (تحویل قبلہ کا) یہ حکم ان کے رب ہی کی طرف سے ہے اور برحق ہے، مگر اس کے باوجود جو کچھ یہ کر رہے ہیں، اللہ اس سے غافل نہیں ہے (۱۴۴) تم ان اہل کتاب کے پاس خواہ کوئی نشانی لے آؤ، ممکن نہیں کہ یہ تمھارے قبلے کی پیروی کرنے لگیں، اور نہ تمھارے لیے یہ ممکن ہے کہ ان کے قبلے کی پیروی کرو، اور ان میں سے کوئی گروہ بھی دوسرے کے قبلے کی پیروی کے لیے تیار نہیں ہے، اور اگر تم نے اس علم کے بعد، جو تمھارے پاس آ چکا ہے، ان کی خواہشات کی پیروی کی، تو یقیناً تمھارا شمار ظالموں میں ہوگا (۱۴۵) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ اس مقام کو (جسے قبلہ بنایا گیا ہے) ایسا پہچانتے ہیں، جیسا اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں، مگر ان میں سے ایک گروہ جانتے بوجھتے حق کو چھپا رہا ہے (۱۴۶) یہ قطعی ایک امر حق ہے تمھارے رب کی طرف سے، لہٰذا اس کے متعلق تم ہرگز کسی شک میں نہ پڑو (۱۴۷)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اب جو بے وقوف لوگ ہیں وہ کہیں گے کہ ان لوگوں کو اس قبلہ سے، جس پر یہ پہلے تھے، کس چیز نے روگرداں کر دیا؟ کہہ دو، مشرق اور مغرب اللہ ہی کے ہیں، وہ جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے (۱۴۲) اور اسی طرح ہم نے تمھیں ایک بیچ کی اُمت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہی دینے والے بنو اور رسول تم پر گواہی دینے والا بنے۔ اور جس قبلہ پر تم تھے ہم نے اس کو صرف اس لیے ٹھہرایا تھا کہ ہم الگ کر دیں ان لوگوں کو جو رسول کی پیروی کرنے والے ہیں ان لوگوں سے جو پیٹھ پیچھے پھر جانے والے ہیں۔ بے شک یہ بات بھاری ہے مگر ان لوگوں پر جن کو اللہ ہدایت نصیب کرے۔ اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ وہ تمھارے ایمان کو ضائع کرنا چاہے۔ اللہ تو لوگوں کے ساتھ بڑا مہربان اور رحیم ہے (۱۴۳) ہم آسمان کی طرف تمھارے رخ کی گردش دیکھتے رہے ہیں، سو (ہم نے فیصلہ کر لیا) ہم تمھیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں جس کو تم پسند کرتے ہو۔ تو تم اپنا رخ مسجد حرام کی طرف کرو۔ اور جہاں کہیں بھی تم ہو تو اپنے رخ اسی کی طرف کرو۔ اور جن لوگوں کو کتاب ملی وہ جانتے ہیں کہ یہی ان کے رب کی جانب سے حق ہے اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے (۱۴۴) اور اگر تم اہلِ کتاب کے سامنے ہر قسم کی نشانیاں بھی پیش کر دو تو بھی یہ تمھارے قبلہ کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والے بن سکتے اور نہ وہ ایک دوسرے کے قبلہ کی پیروی کرنے والے بن سکتے۔ اور اگر تم اس علم کے بعد، جو تمھارے پاس آ چکا ہے، ان کی خواہشوں کی پیروی کرو گے تو بلاشبہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے (۱۴۵) جن کو ہم نے کتاب عنایت کی ہے وہ اس کو پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ البتہ ان میں ایک گروہ ہے جو جانتے بوجھتے حق کو چھپاتا ہے (۱۴۶) یہی حق ہے تمھارے رب کی جانب سے تو تم شک کرنے والوں میں سے نہ بن جانا (۱۴۷)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (ابراہیم کی بنائی ہوئی مسجد کو، اے پیغمبر، ہم نے تمھارے لیے قبلہ ٹھیرانے کا فیصلہ کیا ہے تو اب) اِن لوگوں میں سے جو احمق ہیں، وہ کہیں گے: انھیں کس چیز نے اُس قبلے سے پھیر دیا جس پر یہ پہلے تھے؟ اِن سے کہہ دو: مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کے ہیں، وہ جس کو چاہتا ہے، (اِن تعصبات سے نکال کر) سیدھی راہ دکھا دیتا ہے (۱۴۲) (ہم نے یہی کیا ہے) اور (جس طرح مسجد حرام کو تمھارا قبلہ ٹھیرایا ہے) اِسی طرح تمھیں بھی ایک درمیان کی جماعت بنا دیا ہے تا کہ تم دنیا کے سب لوگوں پر (دین کی) شہادت دینے والے بنو اور اللہ کا رسول تم پر یہ شہادت دے۔ اور اِس سے پہلے جس قبلے پر تم تھے، اُسے تو ہم نے صرف یہ دیکھنے کے لیے ٹھیرایا تھا کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹا پھر جاتا ہے۔ اِس میں شبہ نہیں کہ یہ ایک بھاری بات تھی، مگر اُن کے لیے نہیں، جنھیں اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایت سے بہرہ یاب کرے۔ اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ (اس طرح کی آزمایش سے وہ) تمھارے ایمان کو ضائع کرنا چاہے۔ اللہ تو لوگوں کے لیے بڑا مہربان ہے، سراسر رحمت ہے (۱۴۳) تمھارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھتے رہے ہیں، (اے پیغمبر)، سو ہم نے فیصلہ کر لیا کہ تمھیں اُس قبلے کی طرف پھیر دیں جو تم کو پسند ہے۔ لہٰذا اب اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیر دو اور جہاں کہیں بھی ہو، (نماز میں) اپنا رخ اُسی کی طرف کرو۔ یہ لوگ جنھیں کتاب دی گئی تھی، جانتے ہیں کہ اُن کے پروردگار کی طرف سے یہی حق ہے، اور (اس کے باوجود) جو کچھ یہ کر رہے ہیں، اللہ اُس سے بے خبر نہیں ہے (۱۴۴) اور اِن اہل کتاب کے سامنے، (اے پیغمبر) تم اگر سب نشانیاں بھی پیش کر دو تو یہ تمھارے قبلے کی پیروی نہ کریں گے۔ اور (اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ جو علم تمھارے پاس آ چکا ہے، اس کی بنا پر) تم بھی اِن کا قبلہ نہیں مان سکتے اور (اِن کی یہ ضد صرف تمھارے ساتھ نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ) یہ بھی ایک دوسرے کا قبلہ نہیں مانتے۔ (لہٰذا اِن کو کوئی چیز اگر مطمئن کر سکتی ہے تو یہی کہ تم اِن کا قبلہ مان لو) اور (تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ) تم اگر اُس علم کے بعد جو تمھارے پاس (وحی کے ذریعے سے) آ چکا ہے، اِن کی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہو تو تم بھی یقیناً انھی ظالموں میں سے ہو گے (۱۴۵) (یہ حقیقت ہے کہ) جن کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ اِس چیز کو ایسا پہچانتے ہیں، جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اور اِن میں یہ ایک گروہ ہے جو جانتے بوجھتے حق کو چھپاتا ہے (۱۴۶) (تم پر واضح ہو کہ) تمھارے پروردگار کی طرف سے یہی حق ہے، لہٰذا (اس کے متعلق) تم کو ہرگز کسی شک میں نہ پڑنا چاہیے (۱۴۷)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

سفہا سے مراد

''سفہا سفیہ کی جمع ہے جس کے معنی نادان اور بے وقوف کے ہیں۔ یہاں اس سے اشارہ یہود کی طرف ہے۔ یہود ایک طرف تو ملت ابراہیم کے پیرو ہونے کے مدعی تھے اور دوسری طرف آنحضرتؐ اور آپ کی تعلیم کے سخت دشمن بن کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے حالانکہ آپؐ اصل ملت ابراہیمی کے داعی بن کر تشریف لائے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی الٹی حرکت نادان اور بے وقوف لوگ ہی کر سکتے تھے اس وجہ سے قرآن نے ان کے لیے سفہا کا لفظ استعمال کیا۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۳۶۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

قبلہ سے مراد

''قبلہ وہ مکان ہے جس کے مقابل رخ کر کے نماز پڑھی جائے۔ اسلام میں قبلہ ایک متعین ومخصوص مکان کا نام ہے خواہ وہ کسی مقام سے کسی طرف پڑے نہ کہ کسی متعین سمت و جہت کا جیسا کہ مشرکوں کے ہاں ہے اور مسیحیوں کے ہاں ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج۱، ص۵۵، خان پبلشرز نئی دہلی)

قل للّٰہ المشرق والمغرب یھدی...

تحویل قبلہ پر یہود کے اعتراض کا جواب

''نصاریٰ بیت المقدس کے مشرق کو اپنا قبلہ قرار دے بیٹھے تھے اور یہود مغرب کو۔ یہاں یہ جواب دیا جا رہا ہے کہ تم تو اصل قبلہ کے بجائے مشرق ومغرب کے چکر میں پھنس گئے ہو۔ حالانکہ اللہ کو سمتوں میں سے کسی سمت کے ساتھ بھی کوئی خصوصیت نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہر سمت میں ہے۔ اس کے ساتھ اگر کوئی خصوصیت ہو سکتی ہے تو کسی ایسے گھر ہی کو ہو سکتی ہے جس کو وہ خود مخصوص فرمائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قبلہ قرار دے اور یہ خصوصیت رکھنے والا گھر ابراہیم واسماعیل کا تعمیر کردہ گھر مکہ کا بیت اللہ ہی ہے کیونکہ وہی تمام اولادِ ابراہیم کا قبلہ قرار پایا تھا اور اسی کو قبلہ قرار دے کر بیت المقدس کی بھی تعمیر ہوئی تھی۔'' (تدبر قرآن، ج۱،ص۳۶۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

قبلہ مقرر کرنے کی حکمت

''قبلہ کے لفظی معنی ہیں سمت توجہ، یعنی جس طرف رخ کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ مومن کا رخ ہر عبادت میں اللہ کی طرف ہوتا ہے اور اللہ ہر سمت سے پاک ہے۔ اس بات کا اثر یہ ہوتا تھا کہ ہر عبادت کرنے والا کسی خاص رخ کا پابند نہ ہوتا جس کا جس طرف دل چاہتا رخ کر لیتا۔ جس سے انتشار کی ایک عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی۔ اب وہ ایک سمت کون سی ہو جس کی طرف ساری دنیا کا رخ پھیرا جائے، اس کا فیصلہ اگر انسانوں پر چھوڑ دیا جاتا تو یہی ایک سب سے بڑی بنا اختلاف ونزاع کی بن جاتی۔ اس لیے ضروری تھا کہ اس کا تعین خود حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتا۔

دین اسلام نے وحدت کا اصل نقطہ عقیدہ کی وحدت کو قرار دیا ہے اور پھر اس حقیقی فکری اور نظری وحدت کو عملی صورت اور قوت دینے کے لیے کچھ ظاہری وحدتیں بھی ساتھ لگا دی ہیں۔ مگر ان ظاہری وحدتوں میں یہ اصول رکھا گیا ہے کہ وہ عملی اور اختیاری ہوں تاکہ تمام انسان ان کو اختیار کر کے ایک رشتۂ اخوت میں منسلک ہو سکیں۔ نسب، وطن، رنگ، زبان، وغیرہ اختیاری چیزیں نہیں ہیں۔ اب اگر ان چیزوں کو مرکز وحدت بنایا جاتا تو انسانیت ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتی۔ اسی طرح اسلام نے تمدنی چیزوں کو بھی وحدت انسانی کا مرکز نہیں بننے دیا۔ کیونکہ یہ وحدتیں بھی انسان کو مختلف کثرتوں میں بانٹنے والی ہیں۔ اختیاری امور میں بھی اس کی پوری رعایت رکھی ہے کہ مرکز وحدت ایسی چیزیں ہوں جن کا اختیار کرنا ہر ایک کے لیے یکساں طور پر آسان ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامی نے تمام دنیا کے لوگوں کو لباس اور مسکن اور کھانے پینے کے کسی طریقے کا پابند نہیں کیا کہ ہر جگہ کے موسم، اور طبائع مختلف اور ان کی ضروریات مختلف ہیں۔ سب کو ایک ہی طرح کے لباس یا شعار (یونیفارم) کا پابند کر دیا جائے تو بہت سی مشکلات پیش آئیں گی۔ شریعت نے مسلمانوں کا کوئی یونیفارم مقرر نہیں کیا بلکہ مختلف قوموں میں جو طریقے اور اوضاع لباس کی رائج تھیں ان سب پر نظر کر کے ان میں سے جو صورتیں اسراف یا فخر یا نقالی وغیرہ کی تھیں ان کو ممنوع قرار دے کر باقی چیزوں میں ہر فرد اور ہر قوم کو آزاد اور خود مختار رکھا۔ مرکز وحدت ایسی چیزوں کو بنایا جو اختیاری ہوں اور آسان اور سستی بھی ہوں ان چیزوں میں جیسے جماعت کی نماز، صف کی پابندی، ایک امام کی نقل وحرکت کی پابندی، حج میں لباس اور مسکن کا اشتراک وغیرہ۔'' (معارف القرآن، ج۱،ص۳۶۰، ادارۃ المعارف، کراچی)

تحویل قبلہ کی ایک حکمت

''شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبلہ میں تغیر وتبدل فرمانے کی یہ بھی حکمت ہو کہ عملی طور پر لوگوں پر یہ واضح ہو جائے کہ قبلہ کوئی بت نہیں جس کی پرستش کی جائے، بلکہ اصل چیز حکم خداوندی ہے وہ بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کا آ گیا تو اس کی تعمیل کی اور جب کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم مل گیا تو اس کی طرف رخ کرنا عبادت ہو گیا۔'' (معارف القرآن، ج۱، ص۳۶۴، ادارۃ المعارف، کراچی)

وكذلك جعلنكم امة وسطا...

''کذلک کا اشارہ اوپر والے معاملہ کی طرف ہے یعنی جس طرح ہم نے قبلہ کے معاملہ میں یہود ونصاریٰ کے پیدا کردہ پیچ وخم اور مشرق ومغرب کے چکر سے تمھیں نکال کر صراط مستقیم کی طرف تمھاری رہنمائی کی اسی طرح ہم نے تم کو یہودیت اور نصرانیت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پگڈنڈیوں سے بچا کر دین کی بیچ شاہراہ پر قائم رہنے والی امت بنایا تاکہ رسول تم پر اللہ کے دین کی گواہی دیں اور تم خلق خدا پر اللہ کے دین کی گواہی دو۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۳۶۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

امت محمدیہ کی امامت کا اعلان

''یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا اعلان ہے۔ 'کـذلك' (اسی طرح) کا اشارہ دونوں طرف ہے: اللہ کی اس رہنمائی کی طرف بھی، جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی قبول کرنے والوں کو سیدھی راہ معلوم ہوئی اور وہ ترقی کرتے کرتے اس مرتبے پر پہنچے کہ امت وسط قرار پائے اور تحویل قبلہ کی طرف بھی کہ نادان اسے محض ایک سمت سے دوسری سمت کی طرف پھرنا سمجھ رہے ہیں حالانکہ دراصل بیت المقدس سے کعبے کی طرف سمت قبلہ کا پھر جانا یہ معنی رکھتا ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو دنیا کی پیشوائی کے منصب سے باضابطہ معزول کیا اور امت محمدیہ کو اس پر فائز کر دیا۔'' (تفہیم القرآن، ج ا،ص ۱۱۹، ادارہ ترجمان القرآن لاہور)

امت وسط

''امت وسط کا لفظ اس قدر وسیع معنویت رکھتا ہے کہ کسی دوسرے لفظ سے اس کے ترجمے کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے مراد ایک ایسا اعلیٰ اور اشرف گروہ ہے جو عدل و انصاف اور توسط کی روش پر قائم ہو۔'' (تفہیم القرآن، ج ا،ص ۱۱۹، ادارہ ترجمان القرآن لاہور)

''امت وسط یعنی ایسی امت جو ہر اعتبار سے اور ہر معیار سے غایت اعتدال پر ہو ہر کجی اور ہر افراط و تفریط سے پاک ہو۔ وسطاً: عربی زبان میں یہ لفظ خاص مدح کے موقع پر آتا ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا،ص ۵۵، خان پبلشرز نئی دہلی)

اجماع امت

''امت وسط سے یہ استنباط بھی کیا گیا ہے کہ اجماع امت حجت ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا،ص ۵۵، خان پبلشرز نئی دہلی)

امت وسط، تمام امت مسلمہ

''وسط کے معنی ہیں وہ شے جو دو طرفوں کے درمیان بالکل وسط میں ہو۔ یہیں سے اس کے اندر بہتر ہونے کا مفہوم پیدا ہو گیا ہے، اس لیے کہ جو شے دو کناروں کے درمیان ہوگی وہ نقطۂ توسط اور اعتدال پر ہوگی۔ امت مسلمہ کو امت وسط کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ امت ٹھیک دین کی اس بیچ شاہراہ پر قائم ہے جو اللہ تعالیٰ نے خلق کی رہنمائی کے لیے اپنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے کھولی ہے اور جو ابتدا سے ہدایت کی اصل شاہراہ ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہود کا دین بہت سخت اور نصاریٰ کا دین بہت نرم ہے اور اسلام ان دونوں کے درمیان ایک معتدل دین ہے۔ اس وجہ سے اس دین معتدل کی حامل امت کو امت وسط قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ جہاں تک اصل دین کا تعلق ہے یہود و نصاریٰ، دونوں کا دین ایک ہی ہے۔ امت عیسیٰ علیہ السلام پر تورات کی پابندی اسی طرح واجب تھی جس طرح یہود پر تھی۔ انجیل بھی اصل میں تورات ہی کے رموز و حقائق کی طرف ایک حکیمانہ توجہ دلاتی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۳۶۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول...

امت وسط کا فریضۂ منصبی، شہادت علی الناس

''یہ امت وسط کے فریضۂ منصبی اور اس کے قیام کی ضرورت کا بیان ہے۔ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ ہو سے یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات واضح طور پر نکلتی ہے کہ شہادت علی الناس کا جو فرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بحیثیت رسول کے تھا آپ کے بعد آپ کی امت کی طرف منتقل ہو گیا ہے اور اب یہ اس امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر دور، ہر ملک اور ہر زبان کے لوگوں پر اللہ کے دین کی گواہی دے۔ اگر وہ اس فرض میں کوتاہی کرے گی تو اس دنیا کی گمراہیوں کے نتائج بھگتنے میں دوسروں کے ساتھ برابر کی شریک ہو گی۔ ہمارے ارباب تاویل نے عام طور پر اس شہادت کو آخرت سے متعلق مانا ہے کہ یہ امت گمراہوں کے خلاف انبیا کی تائید میں آخرت میں شہادت دے گی کہ ان گمراہوں کو اللہ کا دین پہنچ چکا تھا اس کے باوجود انھوں نے گمراہی کی روش اختیار کی۔ لیکن ہمارے نزدیک اس تخصیص و تحدید کی کوئی دلیل نہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس امت کو شہداء اللہ ہونے کا یہ مرتبہ آخرت میں بھی حاصل ہوگا لیکن آخرت میں یہ مرتبہ اسی وجہ سے حاصل ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اس کو اس منصب پر سرفراز فرمایا تھا۔ جو امت اس دنیا میں دین حق کی گواہ ہے، ظاہر ہے کہ وہی آخرت میں بھی اس پوزیشن میں ہوگی کہ گواہی دے کہ لوگوں کو اللہ کا دین ٹھیک ٹھیک پہنچایا نہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۳۶۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''اس امت کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ آخرت میں جب تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اور کفار سے کہا جائے گا کہ کیا تمھارے پاس میری طرف سے ڈرانے والے نہیں آئے تو وہ انکار کریں گے حضرات انبیا سے دریافت کیا جائے گا تو وہ عرض کریں گے کہ یہ جھوٹے ہیں، ہم نے انھیں تبلیغ کی۔ اس پر ان سے دلیل طلب کی جائے گی۔ وہ عرض کریں گے کہ امت محمد یہ ہماری شاہد ہے۔ یہ امت پیغمبروں کی شہادت دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی۔ اس پر گزشتہ امت کے کفار کہیں گے کہ انھیں کیا معلوم یہ تو ہم سے بعد میں ہوئے۔ دریافت فرمایا جائے گا کہ تم کیسے جانتے ہو؟ یہ عرض کریں گے کہ یا رب تو نے ہماری طرف اپنے رسول کو بھیجا، قرآن نازل کیا، ان کے ذریعہ سے ہم قطعی اور یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیا نے فرض تبلیغ ادا کر دیا۔ پھر سید الانبیاؐ سے آپ کی امت کی نسبت دریافت کیا جائے گا، حضور ان کی تصدیق کریں گے۔ مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ اشیا معروفہ میں شہادت تسامع کے ساتھ بھی معتبر ہے یعنی جن چیزوں کا علم یقینی سننے سے حاصل ہوا اس پر بھی شہادت دی جاسکتی ہے۔'' (خزائن العرفان، ص ۴۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

امت وسط سے مراد صحابہؓ

''لتکونوا شھداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شھیدا کے الفاظ سے واضح ہے کہ یہ صحابۂ کرام کی جماعت کے لیے آیا ہے۔ ان کے ایک طرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری طرف 'الناس' یعنی دنیا کی سب اقوام تھیں۔ اس لحاظ سے وہ درمیان کی جماعت تھے۔ لہٰذا جو شہادت حضور نے ان پر دی وہی شہادت باقی دنیا پر دینے کے لیے مامور کیے گئے۔ سورۂ حج کی آیت ۷۸ میں 'ھو اجتبٰکم' کے الفاظ دلیل ہیں کہ انھیں اللہ تعالیٰ نے دین کی اس شہادت کے لیے اسی طرح منتخب کیا جس طرح وہ بنی آدم میں سے بعض جلیل القدر ہستیوں کو نبوت و رسالت کے لیے منتخب کرتا ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۱۲، مارچ ۲۰۰۱)

شہادت کا منصب اور شہادت کا مطلب

''شہادت کا منصب صحابہ کا منصب تھا۔ جس طرح نبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی اسی طرح شہادت کا یہ منصب بھی ان نفوس قدسیہ پر ختم ہوا۔ ان کے اس منصب میں اب قیامت تک کوئی فرد یا جماعت ان کی شریک و سہیم نہ ہو سکے گی۔ شہادت کے معنی گواہی کے ہیں، جس طرح گواہی سے فیصلے پر حجت قائم ہو جاتی ہے اسی طرح دین کی دعوت جب اس شان سے پہنچے کہ اس سے مخاطبین پر اتمام حجت قائم ہو جائے تو قرآن کی اصطلاح میں اسے شہادت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشراق، لاہور،ص ۱۳، مارچ ۲۰۰۱)

امت وسط تمام عالم کی ذمہ دار

''کسی شخص یا گروہ کا اس دنیا میں خدا کی طرف سے گواہی کے منصب پر مامور ہونا ہی درحقیقت اس کا امامت اور پیشوائی کے مقام پر سرفراز کیا جانا ہے۔اس دنیا میں جہاں فضیلت اور سرفرازی ہے وہیں ذمہ داری کا بہت بڑا بار بھی ہے۔اس امت پر دنیا کے عام انسانوں تک اس ہدایت کو پہنچانے کی نہایت سخت ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دے گئے تھے۔اگر ہم خدا کی عدالت میں واقعی اس بات کی شہادت نہ دے سکے کہ ہم نے تیری ہدایت جو تیرے رسول کے ذریعے سے ہمیں پہنچی تھی تیرے بندوں تک پہنچا دینے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے تو ہم بہت بری طرح پکڑے جائیں گے اور یہی امامت کا فخر ہمیں لے ڈوبے گا۔ہماری امامت کے دور میں ہماری کوتاہیوں کے سبب سے خیال اور عمل کی جتنی گمراہیاں دنیا میں پھیل رہی ہیں ان سب کے لیے آئمہ شر اور شیاطین انس وجن کے ساتھ ساتھ ہم بھی ماخوذ ہوں گے۔'' (تفہیم القرآن، ج۱ص ۱۲۰، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور)

شاہد بمعنی مطلع

''یہاں شہید بمعنی مطلع بھی ہوسکتا ہے کیونکہ شہادت کا لفظ علم واطلاع کے معنی میں آتا ہے۔واللہ علیٰ کل شئ شھید۔اس پر اعتقاد واجب ہے کہ ہر نبی کو ان کی امت کے اعمال پر مطلع کیا جاتا ہے تاکہ روز قیامت شہادت دے سکیں۔چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت عام ہوگی اس لیے حضورؐ تمام امتوں کے احوال پر مطلع ہیں۔'' (خزائن العرفان، ص ۴۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

بیت المقدس کو عارضی قبلہ قرار دینے کی حکمت

''بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی اجازت ایک عارضی اجازت تھی اور مقصود اس اجازت سے یہ تھا کہ پھر قبلہ کی تبدیلی امتحان کی کسوٹی بنے اور اس سے ظاہر کر دیا جائے کہ کتنے آدمی ہیں جو واقعی اس رسول کے پیرو ہیں اور کتنے ہیں جو رسول سے زیادہ اپنی پچھلی روایات کے پرستار ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص ۳۶۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

دین میں آزمائشوں کی حکمت

''دین میں آزمائشوں کی حکمت کھرے اور کھوٹے میں امتیاز کرنا ہے۔قرآن نے یہ بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو امتحان میں اس لیے نہیں ڈالتا کہ وہ اپنا ایمان ضائع کر بیٹھیں، بلکہ اس کا مقصد صلاحیتوں کو نشوونما دینا ہوتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص ۳۶۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

قد نری تقلب وجھک...

''اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شدت انتظار کی طرف اشارہ ہے کہ ہم تمھارے چہرے کی گردش آسمانوں کی طرف دیکھتے رہے تھے۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص ۳۶۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں رہے آپ کے لیے نماز میں دونوں قبلوں کو جمع کر لینا ممکن تھا لیکن ہجرت کے بعد یہ صورت اس لیے باقی نہ رہی کہ بیت المقدس مدینے سے شمال میں ہے اور بیت اللہ بالکل جنوب میں۔چنانچہ قبلہ ابراہیمی سے علیحدگی آپ پر شاق گزرنے لگی۔پھر جب وحی الٰہی سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ کی بعثت دین ابراہیمی پر ہوئی ہے اور ابراہیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام اوران کی ذریت کا قبلہ ہمیشہ سے بیت الحرام ہی رہا ہے تو آپ کو برابر انتظار رہنے لگا کہ تحویل قبلہ کا حکم نازل ہو جائے۔ اس شوق میں آپ کی نگاہ بار بار آسمان کی طرف اٹھ جاتی تھی۔قرآن مجید نے اسی بات کا یہاں ذکر کیا ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۱۵، مارچ ۲۰۰۱)

''حق تعالیٰ اگر چہ ہرگز کسی جہت کا پابند، کسی مکان سے محدود نہیں تاہم تجلیات خاصہ کو قرآن میں آسمان کی جانب منسوب کیا گیا ہے۔اسی لیے محققین نے لکھا ہے کہ بوقت اضطرار و دعا آسمان کی طرف منہ کرنا موجبات قبول میں سے ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۵۶، خان پبلشرز نئی دہلی)

فلنولینک قبلة ترضها

مقام محبوبیت

''بجائے یہ ارشاد فرمانے کے کہ ہم کعبہ کی طرف آپ کو پھیر دیں گے۔ارشاد یہ ہوا ہے کہ اسے ہم آپ کا قبلہ قرار دے دیں گے جسے آپ خود قبلہ بنانا چاہتے ہیں۔اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال رفعت مراتب اور کمال درجہ فنا و قبولیت ظاہر ہے۔مرشد تھانوی نے فرمایا کہ اہل طریقت کے ہاں جو اصطلاح مقام مرادیت و محبوبیت کی آئی ہے، اس کی اصل یہی آیت ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۵۶، خان پبلشرز نئی دہلی)

فول وجهک شطر المسجد الحرام...

''ہمارے نزدیک یہی وہ آیت ہے جس نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کی اس اجازت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع شروع میں دی گئی تھی منسوخ کیا اور اس کی جگہ مسجد حرام کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا۔اس حکم کے ساتھ یہ جو فرمایا کہ تم جہاں کہیں بھی ہو تو اپنے رخ کو اسی کی طرف کرو، یہ مسلمانوں کو اس غلطی سے بچانے کے لیے ہدایت دی گئی ہے جس میں یہود و نصاریٰ مبتلا ہو گئے تھے۔یہود و نصاریٰ بیت المقدس کے اندر تو بیت المقدس کو قبلہ مانتے تھے لیکن اس سے باہر نکل کر ان کا قبلہ مشرق یا مغرب بن جاتا۔اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اس گمراہی سے بچانے کے لیے یہ ہدایت فرمائی کہ تم جہاں کہیں بھی ہو مسجد حرام کے اندر یا باہر نمازوں کے اوقات میں تمھارا رخ اس معین قبلہ ہی کی طرف ہونا چاہیے۔قبلہ تو دراصل بیت اللہ ہی ہے لیکن باہر والوں کے لیے پوری مسجد ہی قبلہ کے حکم میں داخل ہے۔اس طرح امت کے قبلہ کے معاملہ میں وسعت اور آسانی پیدا کر دی گئی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۳۶۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

وحیث ما کنتم فولوا وجوهکم شطره

''کعبے کی طرف رخ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی خواہ دنیا کے کسی کونے میں ہو اسے بالکل ناک کی سیدھ میں کعبے کی طرف رخ کرنا چاہیے۔ظاہر ہے کہ ایسا کرنا ہر وقت ہر شخص کے لیے ہر جگہ مشکل ہے۔اسی لیے کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ کعبے کی سیدھ میں۔قرآن کی رو سے ہم اس بات کے ضرور مکلف ہیں کہ حتی الامکان صحیح سمت کعبہ کی تحقیق کریں مگر اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ ضرور بالکل ہی صحیح سمت معلوم کر لیں۔جس سمت کے متعلق ہمیں امکانی تحقیق سے ظن غالب ہو جائے کہ یہ سمت کعبہ ہے ادھر نماز پڑھنا یقیناً صحیح ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۲۲، ادارہ ترجمان القرآن لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز میں خاص بیت اللہ کا استقبال ضروری نہیں اس کی سمت کا استقبال کافی ہے

''اس آیت میں کعبہ یا بیت اللہ کے بجائے لفظ مسجد حرام استعمال ہوا ہے۔جس میں اشارہ ہے کہ بلاد بعیدہ میں رہنے والوں کے لیے یہ ضروری نہیں کہ عین بیت اللہ کی محاذات پائی جائے بلکہ سمت بیت اللہ کی طرف رخ کر لینا کافی ہے۔ہاں جو شخص مسجد حرام میں موجود ہے یا کسی قریبی مقام پر بیت اللہ کو سامنے دیکھ رہا ہے، اس کے لیے خاص بیت اللہ ہی کی طرف رخ کرنا ضروری ہے اگر بیت اللہ کی کوئی چیز بھی اس کے چہرے کے محاذات میں نہ آئی تو اس کی نماز نہیں ہوئی۔'' (معارف القرآن، ج۱، ص ۳۶۳، ادارہ المعارف، کراچی)

خطاب کی تبدیلی کی حکمت و بلاغت

''پہلے خطاب واحد کے صیغہ میں ہے'فول وجھك' پھر جمع کی صورت میں فرمایا:'فولوا وجوھکم' اس تبدیلی کی وجہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ پہلا خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بحیثیت امت کے وکیل کے ہے۔اس دوسرے خطاب نے پہلے خطاب کے اس مضمر پہلو کو واضح کر دیا کہ اگرچہ خطاب بظاہر ہے واحد کے صیغہ سے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے نہیں ہے بلکہ اس میں پوری امت شامل ہے۔علاوہ ازیں پہلے خطاب کے واحد کے صیغہ سے ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کو تحویل قبلہ کے لیے نہایت اضطراب تھا۔ یہ چیز اس کی مقتضی ہوئی کہ پہلے خاص طور پر آپ کو مخاطب کر کے اس تبدیلی کی بشارت دی جائے۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۳۷۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

لیعلمون انه الحق من ربھم

''یعنی مسجد حرام کا قبلہ ہونا ہی حق ہے اور یہ بات اہل کتاب اچھی طرح جانتے تھے۔یہود کو یہ بات معلوم تھی کہ بیت اللہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی تعمیر ہے اور یہی بیت اللہ تمام ذریت ابراہیم کا قبلہ رہا ہے۔دوسری یہ کہ آخری نبی ذریت اسماعیل میں پیدا ہوں گے اور ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ایک امت مسلمہ برپا کرے گا۔تیسری یہ کہ اس ذریت اسماعیل کا مرکز اور قبلہ شروع سے یہی بیت اللہ رہا ہے۔ان تمام باتوں کے اشارات و قرائن تورات میں موجود تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور آپ کے واقعات زندگی سے ہر قدم پر ان اشارات و قرائن کی تصدیق ہو رہی تھی لیکن یہود اس حسد اور عناد کے سبب سے جو ان کو بنی اسماعیل اور مسلمانوں سے تھا، جانتے بوجھتے ان ساری باتوں کو چھپاتے تھے۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۳۷۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

الذین اتینھم الکتٰب یعرفونه کما یعرفون ابناء ھم...

''الذین آتینھم الکتاب میں اہل کتاب سے مراد صالحین اہل کتاب ہیں اسی لیے قرآن نے'الذین اوتوا الکتاب' کے بجائے'الذین آتیناھم الکتاب' کا اسلوب اختیار کیا ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۱۷، مارچ ۲۰۰۱)

پہچاننے سے مراد قرآن مجید کا پہچاننا ہے

''یعرفونه میں ضمیر کا مرجع قرآن مجید اور اس کا یہ بیان ہے جو اس نے آخری بعثت اور اس کے قبلہ سے متعلق دیا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۳۷۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

پہچاننے سے مراد کعبہ کا پہچاننا ہے

''یہودیوں اور عیسائیوں کے علما حقیقت میں یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ کعبہ کو حضرت ابراہیم نے تعمیر کیا تھا اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے برعکس بیت المقدس اس کے تیرہ سو سال بعد حضرت سلیمان کے ہاتھوں تعمیر ہوا اور انھی کے زمانے میں قبلہ قرار پایا۔ اس تاریخی واقعے میں ان کے لیے ذرہ برابر کسی اشتباہ کی گنجائش نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ا ص ۱۲۴، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور)

پہچاننے سے مراد حضورؐ کا پہچاننا ہے

''یعرفونہ میں ضمیر 'ہ' سے کیا مراد ہے؟ قدما عموماً اور اکثر علما اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد بیت الحرام کو بحیثیت قبلہ انبیا کے پہچاننا ہے لیکن متوسطین اور متاخرین تقریباً سب کا اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ اس سے مراد ذات رسالتؐ ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا ص ۵۶، خان پبلشرز نئی دہلی)

''اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت رسول پہچاننے کی تشبیہ اپنے بیٹوں کو پہچاننے کے ساتھ دی گئی ہے۔ یعنی تورات وانجیل میں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور آپ کی واضح علامات ونشانات کا ذکر آیا ہے اس کے ذریعے سے یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یقینی طور پر جانتے ہیں۔ ان کا انکار محض ہٹ دھرمی اور عناد کی وجہ سے ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا ص ۳۸۶، ادارۃ المعارف، کراچی)

''احبار یہود میں سے عبداللہ بن سلام مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے دریافت کیا کہ آیت 'یعرفونہ' میں جو معرفت بیان کی گئی ہے اس کی کیا شان ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ اے عمرؓ میں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بے اشتباہ پہچان لیا اور میرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننا اپنے بیٹوں کے پہچاننے سے بدر جہا اتم واکمل ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہ کیسے۔ انھوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ ان کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب توریت میں بیان فرمائے ہیں۔'' (خزائن العرفان، ص ۴۱، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

لیکتمون الحق

''الحق سے مراد یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مفصل ومکمل تعارف ہے جو توریت اور دوسرے الہامی نوشتوں میں موجود ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا ص ۵۷، خان پبلشرز نئی دہلی)

الحق من ربک فلا تکونن من الممترین

''یعنی یہاں جو کچھ بیان ہو رہا ہے خواہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے متعلق ہو یا امر تحویل قبلہ سے متعلق بہر حال و بہر صورت یہ اللہ ہی کا کلام ہے اور ہرگز بے اتفاقی یا کم التفاتی کے قابل نہیں۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا ص ۵۷، خان پبلشرز نئی دہلی)

''خطاب بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے لیکن تنبیہ اور عتاب کا رخ مخالفین کی طرف ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا ص ۳۷۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ط اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (148) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (149) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنۡهُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَاخۡشَوۡنِیۡ وَلِاُتِمَّ نِعۡمَتِیۡ عَلَیۡکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ(150) کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا فِیۡکُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡکُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِنَا وَ یُزَکِّیۡکُمۡ وَ یُعَلِّمُکُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ وَ یُعَلِّمُکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ(151) فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ وَاشۡکُرُوۡا لِیۡ وَلَا تَکۡفُرُوۡنِ(152)

تراجم

۱۔اور ہر کسی کو ایک طرف ہے کہ منہ کرتا ہے اس طرف، سوتم سبقت چاہو نیکیوں میں۔جس جگہ تم ہو گے، کرلاوے گا اللہ اکٹھا۔بے شک اللہ ہر چیز کرسکتا ہے(۱۴۸)اور جس جگہ سے تو نکلے، منہ کر طرف مسجد الحرام کے۔اور یہی تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے۔اور اللہ بے خبر نہیں تمھارے کام سے(۱۴۹)اور جہاں سے تو نکلے منہ کر طرف مسجد الحرام کے۔اور جس جگہ تم ہوا کرو، منہ کرو اُسی کی طرف، کہ نہ رہے لوگوں کو تم سے جھگڑنے کی جگہ۔مگر جو ان میں بے انصاف ہیں سو اُن سے مت ڈرو، اور مجھ سے ڈرو۔اور اس واسطے کہ پورا کروں تم پر فضل اپنا۔اور شاید تم راہ پاؤ(۱۵۰) جیسا بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا، پڑھتا تمھارے پاس آیتیں ہماری، اور تم کو سنوارتا اور سکھاتا کتاب اور تحقیق بات اور سکھاتا تم کو جو تم نہ جانتے تھے(۱۵۱) تو تم یاد رکھو مجھ کو، میں یاد رکھوں گا تم کو، اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو(۱۵۲)۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اور ہر شخص(ذی مذہب) کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جس کی طرف وہ(عبادت میں) منہ کرتا رہا ہے سو تم نیک کاموں میں تگاپو کرو۔تم خواہ کہیں ہو گے۔(لیکن) اللہ تعالیٰ تم سب کو حاضر کردیں گے۔بالیقین اللہ تعالیٰ ہر امر پر پوری قدرت رکھتے ہیں(۱۴۸)اور جس جگہ سے بھی(کہیں سفر میں) آپ باہر جاویں تو(بھی) اپنا چہرہ(نماز میں) مسجد حرام(یعنی کعبہ) کی طرف رکھا کیجیے۔اور یہ(حکم عام قبلہ کا) بالکل حق ہے(اور) آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے۔اور اللہ تعالیٰ تمھارے کیے ہوئے کاموں سے اصلاً بے خبر نہیں(۱۴۹)اور(مکرر کہا جاتا ہے کہ) آپ جس جگہ سے بھی(سفر میں) باہر جاویں اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف رکھیے اور تم لوگ جہاں کہیں(موجود) ہو اپنا چہرہ اسی کی طرف رکھا کرو تاکہ(ان مخالف) لوگوں کو تمھارے مقابلہ میں گفتگو(کی مجال) نہ رہے۔مگر ان میں جو(بالکل ہی) بے انصاف ہیں تو ایسے لوگوں سے(اصلاً) اندیشہ نہ کرو اور مجھ سے ڈرتے رہو۔اور تاکہ تم پر جو(کچھ) میرا انعام ہے اس کی تکمیل کردوں اور تاکہ(دنیا میں) تم راہِ راست(حق) پر رہو(۱۵۰) جس طرح تم لوگوں میں ہم نے ایک(عظیم الشان) رسول کو بھیجا تم ہی میں سے ہماری آیات(واحکام) پڑھ پڑھ کر تم کو سناتے ہیں اور(جہالت سے) تمھاری صفائی کرتے رہتے ہیں اور تم کو کتاب(الٰہی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور تم کو ایسی(مفید) باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی(۱۵۱) پس(ان نعمتوں پر) مجھ کو یاد کرو میں تم کو(عنایت سے) یاد رکھوں گا اور میری(نعمت کی) شکر گزاری کرو اور میری ناسپاسی مت کرو(۱۵۲)۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اور ہر ایک کے لیے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اُسی کی طرف منہ کرتا ہے تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں۔تم کہیں ہو اللہ تم سب کو اکٹھا لے آئے گا۔بے شک اللہ جو چاہے کرے(۱۴۸) اور جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور وہ ضرور تمھارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمھارے کاموں سے غافل نہیں(۱۴۹) اور اے محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے مگر جو ان میں ناانصافی کریں تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لیے ہے کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور کسی طرح تم ہدایت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاؤ(۱۵۰) جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمھیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمھیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمھیں علم نہ تھا(۱۵۱) تو میری یاد کرو میں تمھارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو(۱۵۲)۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ ہر شخص ایک نہ ایک طرف متوجہ ہو رہا ہے تم نیکیوں کی طرف دوڑو۔ ہاں کہیں بھی تم ہو گے، اللہ تمھیں آلے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے(۱۴۸) آپ جہاں سے نکلیں اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر لیا کریں، یہی حق ہے اور آپ کے رب کا حکم ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں(۱۴۹) اور جس جگہ سے آپ نکلیں اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں، اور جہاں کہیں تم ہو اپنے چہرے اسی طرف کیا کرو تاکہ لوگوں کی کوئی حجت تم پر باقی نہ رہ جائے سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے ان میں سے ظلم کیا ہے۔ تم اُن سے نہ ڈرو مجھ سے ہی ڈرو۔ اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور اس لیے بھی کہ تم راہِ راست پاؤ(۱۵۰) جس طرح ہم نے تم میں تمھیں میں سے رسول بھیجا جو ہماری آیتیں تمھارے سامنے تلاوت کرتا ہے اور تمھیں پاک کرتا ہے اور تمھیں کتاب وحکمت اور وہ چیزیں سکھاتا ہے جن سے تم بے علم تھے(۱۵۱) اس لیے تم میرا ذکر کرو میں بھی تمھیں یاد کروں گا۔ میری شکر گزاری کرو اور ناشکری سے بچو(۱۵۲)۔(مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ ہر ایک کے لیے ایک رخ ہے، جس کی طرف وہ مڑتا ہے۔ پس تم بھلائیوں کی طرف سبقت کرو۔ جہاں بھی تم ہو گے، اللہ تمھیں پالے گا۔ اُس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں(۱۴۸) تمھارا گزر جس مقام سے بھی ہو، وہیں سے اپنا رخ (نماز کے وقت) مسجدِ حرام کی طرف پھیر دو، کیونکہ یہ تمھارے رب کا بالکل برحق فیصلہ ہے اور اللہ تم لوگوں کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے(۱۴۹) اور جہاں سے بھی تمھارا گزر ہو، اپنا رخ مسجدِ حرام ہی کی طرف پھیرا کرو، اور جہاں بھی تم ہو، اُسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو تاکہ لوگوں کو تمھارے خلاف کوئی حجت نہ ملے ___ ہاں جو ظالم ہیں، اُن کی زبان کسی حال میں بند نہ ہوگی۔ تو اُن سے تم نہ ڈرو، بلکہ مجھ سے ڈرو ___ اور اس لیے کہ میں تم پر اپنی نعمت پوری کر دوں اور اس توقع پر کہ میرے اس حکم کی پیروی سے تم اسی طرح فلاح کا راستہ پاؤ گے(۱۵۰) جس طرح (تمھیں اِس چیز سے فلاح نصیب ہوئی کہ) میں نے تمھارے درمیان خود تم میں سے ایک رسول بھیجا، جو تمھیں میری آیات سناتا ہے، تمھاری زندگیوں کو سنوارتا ہے، تمھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور تمھیں وہ باتیں سکھاتا ہے، جو تم نہ جانتے تھے(۱۵۱) لہٰذا تم مجھے یاد رکھو، میں تمھیں یاد رکھوں گا، اور میرا شکر ادا کرو، کفرانِ نعمت نہ کرو(۱۵۲)۔(مولانا مودودیؒ)

۶۔ اور ہر ایک کے لیے ایک سمت ہے، وہ اسی کی طرف رخ کرنے والا ہے، تو تم نیکیوں (کی راہ) میں سبقت کرو۔ جہاں کہیں بھی تم ہو گے اللہ تم سب کو جمع کرے گا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے(۱۴۸) اور جہاں کہیں سے بھی تم نکلو تو اپنا رخ مسجد حرام ہی کی طرف کرو۔ بے شک یہی حق ہے تمھارے رب کی جانب سے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے(۱۴۹) اور جہاں کہیں بھی تم نکلو تو اپنا رخ مسجد حرام ہی کی طرف کرو اور جہاں کہیں بھی تم ہو تو اپنے رخ اسی کی جانب کرو تاکہ لوگوں کے لیے تمھارے خلاف کوئی حجت باقی نہ رہے۔ مگر جو ان میں سے ظالم ہیں تو ان سے نہ ڈرو، مجھی سے ڈرو اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر تمام کروں اور تاکہ تم راہ یاب ہو(۱۵۰) چنانچہ ہم نے تم میں ایک رسول بھیجا تم ہی میں سے، جو تمھیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا اور تمھیں پاک کرتا ہے اور تمھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمھیں ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے(۱۵۱) تو تم مجھے یاد رکھو، میں تمھیں یاد رکھوں گا۔ میری شکر گزاری کرتے رہنا، میری ناشکری نہ کرنا(۱۵۲)۔(مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور (ان میں سے) ہر ایک نے (اپنے لیے قبلے کی) ایک سمت مقرر کر رکھی ہے، وہ اُسی کا رخ کرتا ہے۔ اس لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تم اِنھیں چھوڑ دو اور) نیکیوں کی راہ میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ تم جہاں بھی ہو گے، اللہ تم سب کو (فیصلے کے لیے) اکٹھا کرے گا۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۱۴۸) (اِنھیں چھوڑو) اور (سفر میں بھی ہمیشہ) جہاں سے نکلو، (نماز کے لیے) اپنا رخ مسجد حرام ہی کی طرف کرو۔ اِس میں شبہ نہیں کہ تمھارے پروردگار کی طرف سے یہی حق ہے، اور (یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُس سے بے خبر نہیں ہے (۱۴۹) اور (ایک مرتبہ پھر سنو کہ سفر میں بھی ہمیشہ) جہاں سے نکلو، (نماز کے لیے) اپنا رخ مسجدِ حرام ہی کی طرف کرو، اور (عام حالات میں بھی) تم جہاں کہیں ہو، اپنا رخ اِسی (مسجد) کی طرف کرو، اِس لیے کہ اِن لوگوں کو تمھارے خلاف کوئی حجت نہ ملے۔ ہاں جو ظالم ہیں، (اُن کی زبان تو کوئی چیز بھی بند نہیں کر سکتی)، سو تم اُن سے نہ ڈرو، بلکہ مجھ سے ڈرو اور اِس لیے کہ میں تم پر اپنی نعمت پوری کر دوں، اور اِس لیے کہ تم صحیح راستہ پالو (۱۵۰) چنانچہ (یہی مقاصد ہیں جن کے لیے) ہم نے ایک رسول تم میں سے تمھارے اندر بھیجا ہے جو ہماری آیتیں تمھیں سناتا ہے اور تمھارا تزکیہ کرتا ہے اور (اِس کے لیے) تمھیں قانون اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور (اِس طرح) وہ چیزیں تمھیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے (۱۵۱) لہٰذا تم مجھے یاد رکھو، میں تمھیں یاد رکھوں گا اور میرے شکرگزار بن کر رہو، میری ناشکری نہ کرو (۱۵۲)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

ولکل وجهة هو مُوَلِّيها

''یعنی ہر قوم، ہر امت نماز و عبادت کے لیے ایک مرکزی رخ مقرر رکھتی ہے۔ سو امت اسلامیہ کے لیے بھی ایک متعین قبلہ ناگزیر ہے۔ مرشد تھانوی نے فرمایا کہ بعض صوفیہ نے اس آیت کی تشریح ایک حدیث سے استنباط کر کے اس طرح بھی کی ہے کہ تکوینی و تشریعی دونوں حیثیتوں سے اللہ نے انسانوں کے حالات مختلف رکھے ہیں اور متعدد طبقے ان میں پیدا کر دیے ہیں۔ کوئی کاشتکاری میں لگا ہوا ہے تو کوئی تجارت میں اور کوئی صنعت و حرفت میں۔ اسی طرح دینی حیثیت سے بھی، کوئی احادیث نبوی جمع کر رہا ہے تو کوئی حفظ قرآن کر رہا ہے، کوئی مسائل فقہ کا استنباط کر رہا ہے تو کوئی قرآن کی تفسیر و ترجمانی میں لگا ہوا ہے۔ یہ سب مختلف طریقے، راستے ہیں اللہ کی طرف کے۔ اللہ ان سارے طریقوں کو اپنے بندوں کے ذریعے آباد رکھنا چاہتا ہے۔ تو جو شخص جس طریق پر بھی اللہ کی رضا کے قصد سے چلے گا اللہ اس کے لیے قبول و وصول آسان کر دے گا۔ 'ھو' کی ضمیر نحویوں کے نزدیک اللہ کی طرف راجع ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ ہی رخوں کا پھیرنے والا ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج۱، ص۵۷، خان پبلشرز، نئی دہلی)

''کُل کا لفظ اگرچہ لفظاً نکرہ ہے، لیکن عموماً اس سے مراد وہ خاص گروہ یا اشخاص ہوتے ہیں جن کا ذکر کلام میں اوپر گزر چکا ہوتا ہے۔ یہاں بھی 'لِکُل' سے مراد یہود و نصاریٰ کے وہی گروہ ہیں، جن کا ذکر اوپر سے چلا آ رہا ہے۔ ان کے متعلق فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے قبلہ کے لیے ایک جہت ٹھیرا لی ہے۔ کسی نے مشرق، کسی نے مغرب، تم کتنا ہی زور لگاؤ یہ پتھر کی طرح اپنے مقام سے کھسکنے والے نہیں۔ اس وجہ سے تم ان کے پیچھے اپنی راہ کھوٹی نہ کرو بلکہ نیکیوں اور بھلائیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۳۷۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

فاستبقوا الخیرات

''فاستبقوا کا مصدر استباق ہے جس کے معنی ہیں دوڑ میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہوئے سبقت لے جانے کی کوشش کرنا۔ جس طرح دوڑ کے مقابلوں میں ایک نشان ٹھیرا کر ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح قبلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدیت وانابت اور فلاح وسعادت کی جدوجہد میں مقابلہ کرنے کے لیے خدا کا مقرر کردہ ایک نشان یا گول ہے۔ پچھلی امتوں نے اس نشان کو ضائع کر دیا اور ان کی بھاگ دوڑ دوسری وادیوں میں ہو کر رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نشان حق کو اس امت کے لیے پھر نمایاں کیا اور اگر دوسرے اس میدان میں اترنے کے لیے تیار نہیں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور تم اپنی سرگرمیوں سے اس میدان کو پھر گرم کرو۔ قبلہ میں اصل اہمیت اینٹ اور پتھر کے مکان کی نہیں بلکہ اصل اہمیت ابراہیم، اسماعیل، ہاجرہ اور خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ایثار، قربانی، دعوت الی اللہ اور اطاعت الٰہی کی عظیم روایات کی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص ۳۷۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

فضول بحثوں سے اجتناب کی ہدایت

''فاستبقوا الخیرات سے پہلے یہ جملہ فرمایا تھا کہ مختلف قوموں کے مختلف قبلے ہیں۔ کوئی ایک دوسرے کے قبلے کو تسلیم نہیں کرتا اس لیے اپنے قبلہ کے حق ہونے کی بحث ان لوگوں سے فضول ہے۔ اس جملے کا حاصل یہ ہے کہ جب یہ معلوم ہو کہ اس بحث سے ان لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا تو پھر اس فضول بحث کو چھوڑ کر اپنے اصلی کام میں لگ جانا چاہیے۔ اور وہ کام ہے نیک کاموں میں دوڑ دھوپ اور آگے بڑھنے کی کوشش۔ چونکہ فضول بحثوں میں وقت ضائع کرنا اور مسابقت الی الخیرات میں سستی کرنا عموماً آخرت سے غفلت کا باعث بنتا ہے۔ جس کو اپنی آخرت اور انجام کی فکر درپیش ہو وہ کبھی فضول بحثوں میں نہیں الجھتا۔ اپنی منزل طے کرنے کی فکر میں رہتا ہے اس لیے اگلے جملے میں آخرت کو یاد دلانے کے لیے ارشاد فرمایا کہ این ما تکونوا یأت بکم اللہ جمیعًا'' (معارف القرآن، ج۱، ص ۳۸۹، ادارۃ المعارف، کراچی)

این ما تکونوا یأت بکم اللہ جمیعًا

''جو جس طرف رخ کرتا ہے کرنے دو، ان بحثوں میں نہ الجھو۔ ایک دن آئے گا کہ جب اللہ تم سب کو جمع کر کے فیصلہ کرے گا کہ کون حق کی راہ چلا اور کون ضد اور ہٹ دھری کی روش۔ اس آیت کا دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اس کو قبلہ قرار دے کر جہاں کہیں سے بھی تم نیکی اور بھلائی کی راہ میں کوئی جدوجہد کرو گے وہ ضائع نہیں جائے گی۔ خدا تم کو ہر جگہ سے اکٹھا کرے گا اور تمھاری ہر چھوٹی اور بڑی نیکی کا بدلہ دے گا۔ یہ استباق الی الخیر کے لیے ایک نشان کی طرح ہے اس سے قرب اور بُعد دل کے تعلق کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ ہر شخص ہر جگہ سے اس سے ربط قائم کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے تعلق رکھنے والوں کو ہر جگہ سے جمع کرے گا۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص ۳۷۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''مطلب یہ ہے کہ جسے نماز پڑھنا ہوگی اسے بہر حال کسی نہ کسی سمت رخ کرنا ہی ہے مگر اصل چیز وہ رخ نہیں ہے جس طرف تم مڑتے ہو، بلکہ اصل چیز وہ بھلائیاں ہیں جنھیں حاصل کرنے کے لیے تم نماز پڑھتے ہو لہٰذا سمت اور مقام کی بحث میں پڑنے کے بجائے تمھیں فکر بھلائیوں کے حصول ہی کی کرنی چاہیے۔'' (تفہیم القرآن، ج۱، ص ۱۲۴، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور)

فولوا وجوھکم شطرہ

''یہاں تک حکم استقبال کعبہ کل ملا کر چھ بار آ چکا ہے۔ ہر بار اس سے ایک خاص اشارہ مقصود ہو سکتا ہے مثلاً پہلی بار سے مطلق حکم وجوب، دوسری بار سے تعمیم احوال، یعنی سفر ہو یا حضر، تیسری بار سے تعمیم مکان یعنی نزدیک ہو یا دور حاضر ہو یا غائب، چوتھی بار سے تعلیم ادب یعنی قبلہ رو رہنے کا استحباب، پانچویں بار سے توجہ قلبی یعنی دل اس طرف لگا رہے جدھر پروردگار کی خاص توجہ ہے اور چھٹی بار سے تاکید یعنی رفع احتمال نسخ۔'' (تفسیر ماجدی، ج۱، ص ۵۷، خان پبلشرز نئی دہلی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکرار کی حکمت

''سفر اور حضر دونوں حالتوں سے متعلق احکام اس سے متصل پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ یہاں انھیں اکٹھے اور بعینہ انھی الفاظ میں دہرانے سے کیا مقصود ہے؟ آیت پر تدبر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اس سے مقصود ان کی وہ تین عظیم حکمتیں بیان کرنا ہے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ پہلی حکمت یہ بیان ہوئی ہے کہ 'لئلا یکون للناس علیکم حجة' ان میں الناس سے مراد اہل کتاب ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قبلہ کے بارے میں ان کی سہل انگاری اور مشرق و مغرب کے اختلافات پر جو کچھ ہم نے کہا ہے وہی کچھ انھیں کہیں تمھارے متعلق کہنے کا موقع نہ مل جائے۔ اور اس سے حجت پکڑ کر یہ اس دعوت کے خلاف کوئی وسوسہ اندازی نہ کریں۔ 'ولاتم نعمتی' دوسری حکمت ہے۔ اس سے مراد وہی نعمت ہے جس کا وعدہ ابراہیم علیہ السلام سے اس وقت فرمایا تھا جب وہ اپنے بیٹے کی قربانی کے امتحان میں کامیاب ہوئے تھے۔ اس وقت ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ان کے اس بیٹے کی نسل سے ایک عظیم امت برپا ہوگی جس سے دنیا کی تمام قومیں دین کی برکت پائیں گی۔ مدعا یہ ہے کہ تحویل کعبہ سے جس اتمام نعمت کی ابتدا ہو رہی ہے اس کے پیش نظر تمھیں پوری طرح متنبہ رہنا چاہیے کہ تم سے اس معاملے میں کوئی ایسی غلطی نہ ہو جو تمھارے لیے کسی محرومی کا باعث بن جائے۔ 'ولعلکم تھتدون' تیسری حکمت ہے۔ اس سے مراد وہ راستہ ہے جسے قرآن نے 'ملة ابراھیم' سے تعبیر کیا ہے۔ بیت اللہ اسی ملت کی طرف رہنمائی کا نشان ہے لہٰذا فرمایا کہ قبلے کے معاملے میں اس اہتمام کی ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ خدا تک پہنچانے والا یہ سیدھا اور فطری راستہ تمھاری نگاہوں سے کبھی اوجھل نہ ہو۔'' (البیان بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۱۲، اپریل ۲۰۰۱)

''قبلہ کی طرف منہ پھیرنے کا حکم تین مرتبہ دہرایا گیا یا تو اس کی تاکید اور اہمیت واضح کرنے کے لیے یا یہ چونکہ نسخ حکم کا پہلا تجربہ تھا اس لیے ذہنی خلجان دور کرنے کے لیے ضروری تھا کہ اسے بار بار دہرا کر دلوں میں راسخ کر دیا جائے۔ یا تعدد علت کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔ ایک علت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اور خواہش تھی وہاں اسے بیان کیا گیا، دوسری علت، ہر اہل ملت اور صاحب دعوت کے لیے ایک مستقل مرکز کا وجود ہے وہاں اسے دہرایا گیا، تیسری علت مخالفین کے اعتراضات کا ازالہ ہے وہاں اسے بیان کیا گیا۔'' (احسن البیان، ص ۱۰۵، دار السلام پبلشرز ریاض، سعودیہ)

کما ارسلنا

''کما میں 'ک' حرف تشبیہ ہے اس وجہ سے یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تشبیہ کس چیز سے دی گئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ 'کما' تقریباً اسی موقع پر استعمال ہوا ہے جس موقع میں ہم 'چنانچہ' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے یہ قبلہ کی تحویل اسی طرح اتمام نعمت اور ملت ابراہیم کی طرف رہنمائی کے لیے کی ہے جس طرح دعائے ابراہیمی کے مطابق انھی مقاصد کے لیے ایک رسول تمھارے اندر بھیجا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۷۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''یعنی ہم نے کعبہ کو قبلہ مقرر کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا جو مقبولیت بناء کعبہ تھی اس طرح قبول کی جس طرح ان کی دوسری دعا جو در باب بعثت محمدیہ کے تھی قبول کی کہ تم لوگوں میں ہم نے ایک عظیم الشان رسول بھیجا۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں بانی کعبہ کی دعا کو بھی دخل ہے، اس لیے اگر ان کا قبلہ کعبہ کو بنایا گیا تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۳۹۱، ادارۃ المعارف، کراچی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یتلوا علیکم ایتنا

"یتلوا علیکم کے الفاظ اس زور اور اختیار کو ظاہر کرتے ہیں جس کے ساتھ اللہ کا رسول اس کے سفیر کی حیثیت سے لوگوں کو اس کا فرمان پڑھ کر سناتا ہے اور پھر خدا کی عدالت بن کر اس کا فیصلہ ان پر نافذ کرتا ہے۔" (البیان بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۱۳، اپریل ۲۰۰۱)

ویزکیکم

"تزکیہ کے معنی کسی چیز کو آلائشوں سے پاک کرنے کے بھی ہیں اور نشو و نما دینے کے بھی ہیں۔ انبیا علیہم السلام انسانوں کو جس قانون و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اس سے یہ دونوں ہی چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ آیت میں اس کا ذکر جس طریقے سے ہوا ہے اس سے واضح ہے کہ پورے دین کا مقصد درحقیقت یہی ہے چنانچہ تزکیہ کوئی الگ چیز نہیں، بلکہ قانون و حکمت کا حاصل ہے۔ انسان جب انھیں پوری طرح اختیار کر لیتا ہے تو تزکیہ اس کے لازمی نتیجے کے طور پر حاصل ہو جاتا ہے، اس کے لیے کہیں اور جانے اور کچھ اور کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔" (البیان بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۱۴، اپریل ۲۰۰۱)

ویعلمکم الکتاب و الحکمۃ

"اصل میں یعلمکم الکتاب و الحکمۃ کے الفاظ آئے ہیں۔ 'الکتاب' قرآن کی زبان میں جس طرح خط اور کتاب کے معنی میں آتا ہے اسی طرح قانون کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ قرآن کے نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اور 'الحکمۃ' جب اس طرح عطف ہو کر آتے ہیں تو 'الکتاب' سے شریعت اور 'الحکمۃ' سے دین کی حقیقت اور ایمان و اخلاق کے مباحث مراد ہوتے ہیں۔ یہاں بھی یہی صورت ہے اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت واضح ہوتی ہے کہ آپ کی دعوت قانون و حکمت، دونوں کی جامع ہے۔ اس کے لیے 'یعلمکم' کا فعل بالکل اس طرح آتا ہے جس طرح 'الرحمن علم القرآن' میں ہے۔ یعنی تمھارے اندر وہ رسول بھیجا ہے جو تمھیں قانون و حکمت کا علم دے گا۔ یہ یہاں اردو زبان کے لفظ تعلیم کے معنی میں نہیں ہے۔" (البیان بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۱۴، اپریل ۲۰۰۱)

حکمت سے مراد

"حکمت سے مفسرین نے فقہ مراد لی ہے۔" (خزائن العرفان، ص ۴۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون

علم لدنی

"یعلم کے فعل کی تکرار اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ تعلیم پہلی تعلیم کتاب و حکمت سے الگ نوعیت کی ہے اور شاید اس سے مراد علم لدنی ہے جو قرآن کے باطن اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منور سینہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے حصول کا ذریعہ یہ مروجہ تعلیم نہیں بلکہ انعکاس ہے یعنی آفتاب قرآن کی کرنیں اور ماہتاب نبوت کی شعاعیں دل کے آئینہ پر منعکس ہوتی ہیں۔ اولیائے کاملین اس انوار نبوت کے صحیح وارث ہوتے ہیں۔ وہ اپنے مریدوں پر بھی اسی قسم کے علوم و معارف کا القا اور فیضان فرماتے ہیں۔ ان معارف کے حاصل ہونے کا طریقہ صرف القا اور انعکاس ہے اور ذکر الٰہی اور مراقبہ سے دل میں یہ استعداد پیدا ہوتی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پرنور سینہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ فیضان و القا قبول کر سکے۔" (ضیاء القرآن، ج ۱،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص ۱۰۶، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

فاذکرونی اذکرکم...

اللہ اور امت مسلمہ کے درمیان ایک معاہدہ

''تحویل قبلہ کے بعد یہ امت ایک بالکل ممتاز حیثیت سے سامنے آ گئی۔ یہود منصب امامت سے معزول ہوئے اور شہادت علی الناس کی ذمہ داری قیامت تک کے لیے اس امت کے سپرد ہوئی۔ اس موقع پر یہ یاددہانی کرائی گئی کہ تم مجھے یاد رکھو گے تو میں تمھیں یاد رکھوں گا۔ میری شکرگزاری کرتے رہنا ناشکری نہ کرنا۔ اس یاددہانی کی نوعیت اللہ تعالیٰ اور اس امت کے درمیان ایک عظیم معاہدے کی ہے اور خدا کو یاد رکھنے سے مقصود ان تمام ذمہ داریوں کو یاد رکھنا اور فرائض کو بجالانا ہے جو اس امت کے سپرد کیے جا رہے ہیں۔ ان ذمہ داریوں اور فرائض کی بجا آوری کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ میں تمھیں یاد رکھوں گا یعنی تمھیں دنیا اور آخرت میں کامیابی سے ہمکنار کروں گا۔ میری شکرگزاری سے مراد ہے کہ ان تمام نعمتوں کا صحیح صحیح حق ادا کرنا جو اللہ کی طرف سے ملی ہیں اور آئندہ ملنے والی ہیں۔ ان نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت خود شریعت کی ہے۔ اگر ناشکری کرو گے تو یہود کی طرح تم بھی نہ بچ سکو گے۔ اس طرح کی یاددہانی بنی اسرائیل کو بھی کرائی گئی تھی لیکن انھوں نے اس کی کوئی پروانہ کی۔ قرآن مجید نے اس کا حوالہ کئی مقام پر دیا ہے۔ اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و اوفوا بعھدی اوف بعھدکم ....'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۷۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ذکر اللہ کی حقیقت

''ذکر کے اصل معنی یاد کرنے کے ہیں جس کا تعلق قلب سے ہے۔ زبان سے ذکر کرنے کو بھی ذکر اس لیے کہا جاتا ہے کہ زبان ترجمان قلب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر زبانی وہی معتبر ہے جس کے ساتھ دل میں اللہ کی یاد ہو۔ قرطبی نے بحوالہ احکام القرآن ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی اطاعت کی یعنی اس کے احکام حلال و حرام کا اتباع کیا اس نے اللہ کو یاد کیا اگرچہ اس کی نفل نماز روزہ وغیرہ کم ہوں اور جس نے احکام خداوندی کی خلاف ورزی کی اس نے اللہ کو بھلادیا اگرچہ اس کی نماز، روزہ، تسبیحات وغیرہ زیادہ ہوں۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۳۹۲، ادارۃ المعارف، کراچی)

''یاد الٰہی کسی خاص وقت کے ساتھ محدود و مقید نہیں۔ لکھتے پڑھتے، بولتے چالتے، ملتے جلتے، سوتے جاگتے سب میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھنا یہی بندہ کی طرف سے یاد الٰہی ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۵۸، خان پبلشرز، نئی دہلی)

تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا

''یعنی تم مجھے اطاعت احکام کے ساتھ یاد کرو میں تمھیں ثواب اور مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔ ابوعثمان نہدی نے کہا کہ میں اس وقت کو جانتا ہوں جس وقت اللہ تعالیٰ ہمیں یاد فرماتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوسکتا ہے؟ فرمایا: اس لیے کہ قرآن کریم کے وعدے کے مطابق جب کوئی بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے یاد کرتے ہیں، اس لیے یہ سمجھ لینا آسان ہے کہ جس وقت ہم اللہ کو یاد کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی یاد فرمائیں گے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۳۹۲، ادارۃ المعارف، کراچی)

''ایک حدیث قدسی میں بھی اسی قسم کا مضمون بیان کیا گیا۔ فرمایا کہ میرا بندہ جیسا مجھ سے گمان رکھتا ہے ویسا ہی میں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ برتاؤ کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر مجمع عام میں یاد کرے تو میں اس سے بہتر مجمع میں اسے یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہو تو میں ایک قدم اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ چل کر میری طرف آئے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔ بخاری و مسلم۔" (ضیاء القرآن، ج۱، ص۱۰۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

ذکر کی اقسام

"ذکر تین طرح کا ہوتا ہے۔ لسانی قلبی اور بالجوارح۔ ذکر لسانی تسبیح، تقدیس ثنا، خطبہ، توبہ، استغفار اور دعا وغیرہ پر مشتمل ہے۔ ذکر قلبی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا، اس کی عظمت و کبریائی اور اس کے دلائل قدرت پر غور کرنا، علما کا استنباط مسائل میں غور کرنا وغیرہ ہے۔ ذکر بالجوارح یہ ہے کہ اعضا طاعت الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج کے لیے سفر کرنا۔ نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے۔ تسبیح و تکبیر، ثنا و قراءت تو ذکر لسانی ہے اور خشوع و خضوع، اخلاص، ذکر قلبی اور قیام رکوع و سجود وغیرہ ذکر بالجوارح ہے۔" (خزائن العرفان، ص۴۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

واشکروا لی

"توحید، اسلام اور ایمان کے حقوق ادا کرتے رہنا یہی اللہ کی شکر گزاری کرتے رہنا ہے اور شکر کی بہترین تعریف یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اللہ ہی کے کاموں میں لگایا جائے۔" (تفسیر ماجدی، ج۱، ص۵۸، خان پبلشرز نئی دہلی)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (153) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (154) وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَىْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ (155) الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (156) اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (157)

تراجم

۱۔ اے مسلمانو! قوت پکڑو ثابت قدم رہنے اور نماز سے۔ بے شک اللہ ساتھ ہے ثابت رہنے والوں کے (۱۵۳) اور نہ کہو جو کوئی مارا جاوے اللہ کی راہ میں، کہ مُردے ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تم کو خبر نہیں (۱۵۴) اور البتہ ہم آزماویں گے تم کو کچھ ایک ڈر سے، اور بھوک سے، اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے۔ اور خوشی سنا ثابت رہنے والوں کو (۱۵۵) کہ جب ان کو پہنچے کچھ مصیبت، کہیں: ہم اللہ کا مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھر جانا ہے (۱۵۶) ایسے لوگ انھیں پر شاباشیں ہیں اپنے رب کی، اور مہربانی۔ اور وہی ہیں راہ پر (۱۵۷)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو۔ بلاشبہ حق تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتے ہیں (اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ تو بدرجۂ اولیٰ) (۱۵۳) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ (معمولی مُردوں کی طرح) مردے ہیں بلکہ وہ تو (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں لیکن تم (ان) حواس سے (اس حیات کا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادراک نہیں کر سکتے (۱۵۴) اور (دیکھو) ہم تمھارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجیے (۱۵۵) (جن کی یہ عادت ہے) کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو (مع مال و اولاد حقیقتاً) اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانے والے ہیں (۱۵۶) ان لوگوں پر (جدا جدا) خاص خاص رحمتیں بھی ان کے پروردگار کی طرف سے ہوں گی اور (سب پر بالاشتراک) عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہیں جن کی (حقیقت حال تک) رسائی ہوگئی (۱۵۷)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے (۱۵۳) اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہاں تمھیں خبر نہیں (۱۵۴) اور ضرور ہم تمھیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو (۱۵۵) کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا (۱۵۶) یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں (۱۵۷)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد چاہو، اللہ تعالیٰ صبر والوں کا ساتھ دیتا ہے (۱۵۳) اور اللہ تعالیٰ کی راہ کے شہیدوں کو مردہ مت کہو، وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے (۱۵۴) اور ہم کسی نہ کسی طرح تمھاری آزمائش ضرور کریں گے دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان سے اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے (۱۵۵) انھیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں (۱۵۶) اُن پر اُن کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں (۱۵۷)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، صبر اور نماز سے مدد لو۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۱۵۳) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں، انھیں مردہ نہ کہو، ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں، مگر تمھیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا (۱۵۴) اور ہم ضرور تمھیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمھاری آزمایش کریں گے۔ انھیں خوشخبری دے دو (۱۵۵) اِن حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے، تو کہیں کہ "ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے" (۱۵۶) ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی، اُس کی رحمت اُن پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رَو ہیں (۱۵۷)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اے ایمان والو! ثابت قدمی اور نماز سے مدد چاہو۔ بے شک اللہ ثابت قدموں کے ساتھ ہے (۱۵۳) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تم محسوس نہیں کرتے (۱۵۴) بے شک ہم تمھارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف، بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے۔ اور ان ثابت قدموں کو خوش خبری سنا دو (۱۵۵) جن کا حال یہ ہے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں (۱۵۶) یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی عنایتیں ہیں اور رحمت۔ اور یہی لوگ راہ یاب ہونے والے ہیں (۱۵۷)۔ (مولانا اصلاحیؒ)

۷۔ ایمان والو، (یہ نعمت تمھیں عطا ہوئی ہے تو اب تمھارے مخالفین کی طرف سے جو مشکلیں بھی پیش آئیں، اُن میں) ثابت قدمی اور نماز سے مدد چاہو۔ اِس میں شبہ نہیں کہ اللہ اُن کے ساتھ ہے جو (مشکلات کے مقابلے میں) ثابت قدم رہنے والے ہوں (۱۵۳) اور جو لوگ اللہ کی (اِس) راہ میں مارے جائیں، اُنھیں مردہ نہ کہو۔ (وہ مردہ نہیں)، بلکہ زندہ ہیں، لیکن تم (اُس زندگی کی حقیقت) نہیں سمجھتے (۱۵۴) ہم (اِس راہ میں) یقیناً تمھیں کچھ خوف، کچھ بھوک اور کچھ جان و مال اور کچھ پھلوں کے نقصان سے آزمائیں گے۔ اور (اِس میں) جو لوگ ثابت قدم ہوں گے، (اے پیغمبر)، اُنھیں (دنیا اور آخرت، دونوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیابی کی) بشارت دو(۱۵۵) (وہی) جنھیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں کہ لاریب، ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں (ایک دن) اُسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے(۱۵۶) یہی وہ لوگ ہیں جن پر اُن کے پروردگار کی عنایتیں اور اُس کی رحمت ہوگی اور یہی ہیں جو (اُس کی) ہدایت سے بہرہ یاب ہونے والے ہیں(۱۵۷)۔(محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

یا ایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلٰوۃ...

منصب امامت کی مشکلات اور ان کا علاج

''ان آیات میں ان خطرات اور مشکلات کے مقابلہ کی تدابیر بتائی جارہی ہیں جو منصب امامت کے بعد پیش آئیں گی یا پیش آسکتی ہیں۔اس سلسلہ میں پہلی ہدایت یہ دی گئی کہ مشکلات میں صبر اور نماز سے مدد چاہو۔مشکلات ومصائب میں جس نماز کا سہارا حاصل کرنے کا یہاں ذکر ہے اس سے مراد صرف پانچ وقت کی نماز نہیں، بلکہ تہجد اور نفل نمازیں بھی ہیں۔اس لیے کہ یہی نمازیں مومن کے اندر وہ روح اور زندگی پیدا کرتی ہیں جو راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات پر فتح یاب ہوتی ہے۔نماز تمام عبادات میں ذکر اور شکر کا سب سے بڑا مظہر ہے۔نماز دعوت دین اور اقامت حق کی راہ میں عزیمت واستقامت کے حصول کے لیے بھی مطلوب ہے۔صبر اور نماز سے مدد حاصل کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ ثابت قدموں کے ساتھ ہے۔یہ نہیں فرمایا کہ اللہ نماز پڑھنے والوں اور صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز میں معیت خدا کا حاصل ہوجانا اس قدر واضح چیز ہے کہ اس کے ظاہر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔واضح کرنے کی بات یہ تھی کہ جو لوگ راہ حق میں ثابت قدم رہتے ہیں اور اس ثابت قدمی کے حصول کے لیے نماز کو وسیلہ بناتے ہیں، اللہ ان کے ساتھ ہوجاتا ہے۔''(تدبر قرآن، ج ا، ص ۳۸۰، فاران فاونڈیشن لاہور)

ہر مشکل کا حل

''تمام حوائج وضروریات کو پورا کرنے اور تمام آفات ومصائب کو دور کرنے کا نسخہ دو اجزا سے مرکب ہے: ایک صبر اور دوسرے نماز۔یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان سے انسان ہر ضرورت میں مدد حاصل کرسکتا ہے۔''(معارف القرآن، ج ا، ص ۳۹۴، ادارۃ المعارف کراچی)

صبر کی اصل حقیقت

''صبر کے معنی اپنے نفس کو روکنے اور اس پر قابو پانے کے ہیں۔قرآن وسنت کی اصطلاح میں صبر کے تین شعبے ہیں: ایک اپنے نفس کو حرام وناجائز چیزوں سے روکنا، دوسرے اطاعت وعبادات کی پابندی پر مجبور کرنا، تیسرے مصائب وآفات پر صبر کرنا۔یعنی جو مصیبت آگئی اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھنا اور اس کے ثواب کا امیدوار ہونا۔اگر تکلیف وپریشانی کے اظہار کا کوئی کلمہ منہ سے نکل جائے تو وہ صبر کے منافی نہیں۔''(معارف القرآن، ج ا، ص ۳۹۴، ادارۃ المعارف کراچی)

''صبر کے لفظی معنی تنگی اور ناخوشگواری کی حالت میں اپنے کو روکے رہنے کے ہیں۔اور اصطلاح شریعت میں اس کے معنی یہ ہیں کہ نفس کو عقل پر غالب نہ آنے دیا جائے اور قدم دائرۂ شریعت سے باہر نہ نکالا جائے۔صبر کے یہ معنی نہیں کہ جو امور طبعی اور بشری ہیں ان کے آثار کو بھی اپنے اوپر طاری نہ ہونے دیا جائے۔بھوک کے وقت مضمحل اور نڈھال ہونا، درد کی تکلیف سے کراہنا، رنج کے وقت آہ سرد بھرنا، عزیزوں کی موت پر آنسو بہانا، ان میں سے کوئی شے بھی صبر کے منافی نہیں۔صبر کرنے کے یہ معنی نہیں کہ بندہ بالکل بے حس ہوجائے اور غم کو غم محسوس نہ کرے اس کا نام صبر نہیں، بے حسی ہے۔قرآنی فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ہجوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکلات کے وقت گھبرا نہ جاؤ اور ثابت قدم رہو، دل قابو میں رکھو، خود دل کے بس میں نہ آ جاؤ۔ ہجوم مشکلات کے وقت مشکل کشائے حقیقی سے تعلق جوڑے رکھنا، اس پر بھروسا رکھنا بھی صبر ہے۔ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ کسی بڑی اور پرقوت ہستی سے تعلق قائم ہو جانے سے دل کو کتنی تقویت حاصل ہوتی ہے۔ خطرہ کے وقت پولیس پہنچ جانے سے، کسی بیماری کے وقت طبیب کے پہنچ جانے سے دل کو کیسی ڈھارس بندھ جاتی ہے۔ پھر جب دل کا ربط ناصر حقیقی اور محافظ حقیقی سے قائم ہو جائے تو انسان بے بنیان کی تسکین و تقویت کا کیا پوچھنا۔'' (تفسیر ماجدی، ص ۵۸، خان پبلشرز نئی دہلی)

صابرین

''قرآن وحدیث کی اصطلاح میں صابرین انھیں لوگوں کا لقب ہے جو تینوں طرح کے صبر میں ثابت قدم ہوں۔ بعض روایات میں ہے کہ محشر میں ندا کی جائے گی کہ صابرین کہاں ہیں تو وہ لوگ جو تینوں طرح کے صبر پر قائم رہ کر زندگی سے گزرے ہیں تو وہ کھڑے ہو جائیں گے اور ان کو بلاحساب جنت میں داخلہ کی اجازت دی جائے گی۔ آیت 'انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب' میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۳۹۴، ادارۃ المعارف کراچی)

''انسان کی دو ہی حالتیں ہوتی ہیں: آرام وراحت یا تکلیف وپریشانی۔ نعمت میں شکر الٰہی کی تلقین اور تکلیف میں صبر اور اللہ سے استعانت کی تاکید ہے۔ حدیث میں ہے کہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اسے خوشی پہنچتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔ دونوں ہی حالتیں اس کے لیے خیر ہیں۔'' (احسن البیان، ص ۱۰۶، دارالسلام، ریاض سعودیہ)

ان اللہ مع الصابرین

''اس کلمہ میں اس بات کا راز بتا دیا کہ صبر حل مشکلات اور دفع مصائب کا سبب کیسے بنتا ہے۔ اس لیے کہ صبر کے نتیجے میں انسان کو حق تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۳۹۴، ادارۃ المعارف کراچی)

نماز

''تمام عبادات میں نماز صبر کا مکمل نمونہ ہے۔ حالت نماز میں نفس کو عبادت وطاعت پر محبوس کیا جاتا ہے اور تمام معاصی و مکروہات سے بلکہ تمام مباحات سے بھی نفس کو بحالت نماز روکا جاتا ہے۔ نماز صبر کی عملی تمثیل ہے۔ اس کے علاوہ نماز کو انسان کی تمام حاجات کے پورا کرنے اور تمام آفتوں مصیبتوں سے نجات دلانے میں ایک خاص تاثیر بھی ہے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۳۹۵، ادارۃ المعارف کراچی)

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ...
زندگی اور موت سے متعلق صحیح تصور

''عزیمت اور استقامت کی راہ پر استوار رہنے کے لیے جو دوسری چیز مطلوب ہے وہ زندگی اور موت سے متعلق صحیح اسلامی تصور کا استحضار ہے۔ مومن کی زندگی تو شروع ہی موت سے ہوتی ہے۔ اور وہ لوگ جو راہ حق میں شہادت کا مرتبہ پاتے ہیں، ان کو انعامات عالم برزخ ہی سے ملنا شروع ہو جاتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۸۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

شہدا اور انبیا کی حیات برزخی

''بعد مرنے کے گو برزخی حیات ہر شخص کی روح کو حاصل ہے اور اسی سے جزا وسزا کا ادراک ہوتا ہے لیکن شہید کو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیات میں اور مردوں سے ایک گونہ امتیاز حاصل ہے اور وہ امتیاز یہ ہے کہ اس کی حیات آثار میں اوروں سے قوی ہے جیسے انگلیوں کے پوروں اور ایڑی اگر چہ دونوں میں حیات ہے اور حیات کے آثار بھی موجود ہیں، لیکن انگلیوں کے پوروں میں حیات کے آثار احساس وغیرہ بہ نسبت ایڑی کے زیادہ ہے۔ اس طرح شہدا میں آثار حیات عام مردوں سے بہت زیادہ ہیں حتی کہ شہید کی اس حیات کی قوت کا ایک اثر برخلاف عام مردوں کے اس کے جسد ظاہری تک بھی پہنچا ہے کہ اس کا جسم باوجود مجموعہ گوشت و پوست ہونے کے خاک سے متاثر نہیں ہوتا۔ اور مثل جسم زندہ کے صحیح سالم رہتا ہے۔ پس اس امتیاز کی وجہ سے شہدا کو احیا کہا گیا اور ان کو دوسرے اموات کے برابر اموات کہنے کی ممانعت کی گئی۔ مگر احکام ظاہرہ میں وہ عام مردوں کی طرح ہیں۔ ان کی میراث تقسیم ہوتی ہے اور ان کی بیویاں دوسروں سے نکاح کر سکتی ہیں اور یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیا شہدا سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں یہاں تک کہ سلامت جسم کے علاوہ اس حیات برزخی کے کچھ آثار ظاہری احکام پر بھی پڑتے ہیں، مثلاً ان کی میراث تقسیم نہیں ہوتی، ان کی ازواج دوسروں سے نکاح نہیں کر سکتیں۔ پس اس حیات میں سب سے قوی تر انبیا پھر شہدا پھر معمولی مردے۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۳۹۷، ادارۃ المعارف کراچی)

'' قیامت کی زندگی چونکہ ہمارے جسم کے ساتھ ہوگی، اس لیے اس کا کچھ تصور ہم یہاں کر سکتے ہیں، لیکن برزخ کی یہ زندگی کیا ہے اس کا کوئی تصور اس دنیا میں کرنا ہمارے لیے ممکن نہیں ہے۔ 'ولکن لا تشعرون' کے جو الفاظ آئے ہیں ان میں قرآن نے یہی حقیقت بیان فرمائی ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۱۵، مئی ۲۰۰۱)

ولنبلونكم بشيء من الخوف...

آزمائشیں

'' صحابہ کو بتایا جا رہا ہے کہ آزمائشیں اگر چہ پیش تو آئیں گی دشمنوں کی شرارتوں اور سازشوں کے باعث، لیکن چونکہ یہ اس سنت اللہ کے تحت ہیں جو ازل سے اللہ تعالیٰ نے اہل حق اور اہل باطل میں امتیاز کے لیے مقرر کر رکھی ہے اس وجہ سے اسے منسوب اپنی طرف فرمایا ہے کہ ہم تمھیں آزمائیں گے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۳۸۰، فاران فاونڈیشن لاہور)

خوف، جوع...

'' خوف سے مراد دشمنوں کے حملہ و ہجوم کا اندیشہ ہے۔ جوع سے مراد معاشی مشکلات ہیں۔ جان و مال کی کمی جہاد کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں انھی کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ ثمرات کا ذکر اگر چہ اموال کے ذکر کے بعد بظاہر کچھ زائد سا معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ یہ بھی اموال میں شامل ہے لیکن اس کے ذکر میں موقع کلام کی رعایت ملحوظ ہے۔ اہل عرب کی دولت یا تو اونٹ اور بھیڑ بکریاں تھیں جن کے لیے اموال کا لفظ استعمال ہوتا تھا یا پھر پھل خصوصاً کھجور۔ ملک کی اس مخصوص حالت کی وجہ سے اموال کے ساتھ ثمرات کا ذکر بھی ہوا۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۳۸۱، فاران فاونڈیشن لاہور)

'' امام شافعی نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ خوف سے اللہ کا ڈر، بھوک سے رمضان کے روزے، مالوں کی کمی سے زکوٰۃ و صدقات دینا، جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعہ موتیں ہونا، پھلوں کی کمی سے اولاد کی موت مراد ہے۔ اس لیے کہ اولاد دل کا پھل ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے جب کسی بندے کا بچہ مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی وہ عرض کرتے ہیں کہ ہاں یارب۔ پھر فرماتا ہے کہ تم نے اس کے دل کا پھل لیا۔ عرض کرتے ہیں کہ ہاں یارب۔ اللہ فرماتے ہیں کہ اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں کہ اس نے تیری حمد کی اور 'انا للہ و انا الیہ راجعون' پڑھا اللہ فرماتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ اس کے لیے جنت میں مکان بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔'' (خزائن العرفان، ص ۴۳، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

''خوف کا لفظ جامع ہے۔ جان مال، عزت ہر چیز سے متعلق اندیشہ و ہراس اس کے اندر آ گیا۔ الجوع: بھوک کا امتحان یہ ہے کہ کسی حاجت کے باوجود حرام مال سے بچے۔ نہ روزہ سے ہچکچائے نہ فقر و فاقہ سے ڈرے۔ اموال رشوت، سود، خیانت، بیع فاسد اور ہر غیر شرعی معاملت سے دستبردار ہو جائے اور جو مالی نقصانات تکوینی طور پر واقع ہوں، چوری ہو، آگ لگ جائے وغیرہ ان سب پر صبر کرے۔ الانفس: موت، بیماری، جہاد کے حادثوں پر صبر کرے۔ الثمرات: اولاد بھی مراد ہو سکتی ہے اور تجارت، زراعت کا منافع وغیرہ بھی، ہر قسم کی نیک نامی، ناموری کا موقع بھی اس میں شامل ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ص ۵۹، خان پبلشرز، نئی دہلی)

الذین اذا اصابتھم مصیبة...

''یہ صابرین کی صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ آزمائشوں کا مقابلہ بددلی اور پست ہمتی کے ساتھ نہیں کرتے بلکہ خندہ پیشانی اور عزم و استقلال کے ساتھ کرتے ہیں۔ جو شخص ان دو حقیقتوں پر مضبوطی سے ایمان رکھتا ہو کہ وہ اس دنیا میں اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے اور مرنے کے بعد بھی اسے اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے تو کوئی بڑی سے بڑی مصیبت بھی اس کے قدم جادۂ حق سے نہیں ہٹا سکتی۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۸۲، فاران فاونڈیشن لاہور)

''مصیبة کے لغوی معنی افتاد کے ہیں اور حدیث میں اس کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ جو شے بھی مسلمان کو ناگوار گزرے بس وہی اس کے حق میں مصیبت ہے۔ گویا اس کا اطلاق نہایت وسیع اور عام ہے اور اس کے تحت میں چھوٹا بڑا ہر ناخوشگوار واقعہ تکوینی آ گیا۔'' (تفسیر ماجدی، ص ۵۹، خان پبلشرز، نئی دہلی)

''قرآن نے اپنے ماننے والوں کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونے دیا کہ اسلام کا دامن تھام لینے کے بعد وہ اب ہر طرح کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچ گئے۔ البتہ قرآن نے مسلمانوں کو صبر کی ڈھال دے دی ہے جس سے وہ مصائب و حوادث کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔'' (ضیاء القرآن، ج ۱، ص ۱۰۹، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

اولئک علیھم صلوات من...

''صلوات صلوٰۃ کی جمع ہے جس کے اصل معنی کسی چیز کی طرف بڑھنے کے ہیں۔ اسی مفہوم کے اعتبار سے یہ لفظ نماز کے لیے استعمال ہوا کہ اس میں بندہ اپنے رب کی طرف بڑھتا ہے۔ اسی طرح یہ لفظ اس التفات اور توجہ کے لیے بھی آتا ہے جو اللہ اپنے بندوں کی طرف فرماتا ہے۔ اس صورت میں اس کے معنی الطاف و عنایات الٰہی کے ہو جاتے ہیں۔ لفظ کی روح تو ایک ہی رہتی ہے، لیکن نسبت کے بدلنے سے ایک میں نیاز مندی اور دوسرے میں لطف و عنایت کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۸۳، فاران فاونڈیشن لاہور)

انا للہ... کہنا

''کہنے سے مراد صرف زبان سے یہ الفاظ کہنا نہیں ہے، بلکہ دل سے اس بات کا قائل ہونا ہے کہ ہم اللہ ہی کے ہیں۔ اس لیے اللہ کی راہ میں ہماری جو چیز بھی قربان ہوئی وہ گویا ٹھیک اپنے مصرف میں صرف ہوئی۔ بہر حال ہمیں جانا اللہ ہی کے پاس ہے تو کیوں نہ اس کی راہ میں جان لڑا کر حاضر ہوں۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۲۷، ادارہ ترجمان القرآن لاہور)

''اس آیت سے تین چیزوں کی تعلیم ملی: ایک یہ کہ ہم سب عبد محض ہیں اور تمام تر اسی کی ملک۔ ہم خود بھی اور ہماری ہر چیز بھی۔ اپنی شے کوئی بھی نہیں۔ نہ بیوی، نہ بچے، نہ مال نہ جائداد، نہ وطن، نہ خاندان، نہ جسم نہ جان، جو کچھ ہے سب خدا کا ہے، باقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب ہمارا وہم وگماں۔ انسان کے سارے رنج وغم درد وحسرت کی بنیاد صرف اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنی محبوب چیزوں کو اپنی سمجھتا ہے، لیکن جب ذہن اس مغالطہ سے خالی ہو جائے تو اب گلہ وشکوہ، رنج وملال کیسا۔ دوسری بات یہ کہ بڑے بڑے رنج اور صدمے اور دل کے داغ بھی عارضی اور فانی ہیں، رہ جانے والی شے کوئی بھی نہیں۔ عنقریب انھیں چھوڑ چھاڑ کے مالک کی خدمت میں حاضر ہونا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہاں پہنچتے ہی سب قرضے بے باق ہو جائیں گے۔ ہر کھوئی ہوئی چیز وصول ہو کر رہے گی۔ یہ تینوں عقیدے جس کے جتنے زیادہ مضبوط ہوں گے اسی قدر اس کے دل کو دنیا میں سکون اور اطمینان ہوگا۔ صبر ایک نفسی کیفیت کا نام ہے اور اصلاً اس کا تعلق قلب سے ہے۔ زبان سے کلمۂ صبر دہرانے کا حکم اسی کیفیت کو قوی اور موکد بنانے کے لیے ہے۔ محققین کہتے ہیں کہ آیت میں جو حکم ہے اس کی تعمیل کے تین درجے ہیں: اول درجۂ اعلیٰ کہ دل میں آیت کے معنی منقش ہوں اور زبان پر بھی اس کے الفاظ جاری ہوں۔ درجۂ اوسط یہ کہ دل میں معنی کا خیال ہو اور زبان پر نہ ہو، درجۂ ادنیٰ کہ دل میں استحضار نہ ہو، مگر زبان سے دہرا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادنیٰ سے ادنیٰ تکلیف یا ناگواری کے وقت بھی یہ کلمہ (انا للہ وانا الیہ راجعون) زبان پر لاتے رہتے تھے۔'' (تفسیر ماجدی، ص۵۹، خان پبلشرز، نئی دہلی)

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۗ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ (158) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (159) اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (160) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (161) خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (162)

تراجم

۱۔ صفا اور مروہ جو ہیں، نشان ہیں اللہ کے، پھر جو کوئی حج کرے اس گھر کا، یا زیارت تو گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں میں۔ اور جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی، تو اللہ قدردان ہے سب جانتا (۱۵۸) جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتارا، صاف حکم اور راہ کے نشان، بعد اس کے کہ ہم ان کو کھول چکے لوگوں کے واسطے کتاب میں، ان کو لعنت دیتا ہے اللہ، اور لعنت دیتے ہیں سب لعنت دینے والے (۱۵۹) مگر جنھوں نے توبہ کی اور سنوارا اور بیان کر دیا تو ان کو معاف کرتا ہوں اور میں ہوں معاف کرنے والا مہربان (۱۶۰) جو لوگ منکر ہوئے، اور مر گئے منکر ہی، اُن ہی پر ہے لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی (۱۶۱) رہ پڑے اس میں نہ ہلکا ہوگا ان پر عذاب اور نہ اُن کو فرصت ملے گی (۱۶۲)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ تحقیقاً صفا و مروہ منجملہ یادگار (دین) خداوندی ہیں۔ سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا (اس کا) عمرہ کرے اس پر ذرا بھی گناہ نہیں ان دونوں کے درمیان آمد و رفت کرنے میں (جس کا نام سعی ہے) اور جو شخص خوشی سے کوئی امر خیر کرے حق تعالیٰ (اس کی بڑی) قدردانی کرتے ہیں (اور اس خیر کرنے والے کی نیت وخلوص کو) خوب جانتے ہیں (۱۵۸) جو لوگ اخفا کرتے ہیں ان مضامین کا جن کو ہم نے نازل کیا ہے جو کہ (اپنی ذات میں) واضح ہیں اور (دوسروں کو) ہادی ہیں بعد اس کے کہ ہم ان کو کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الٰہی تورات وانجیل) میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے ہیں اور (دوسرے بہتیرے) لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں (۱۵۹) مگر جو لوگ توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور (ان مضامین کو) ظاہر کردیں تو ایسے لوگوں پر میں متوجہ ہو جاتا ہوں۔ اور میری تو بکثرت عادت ہے توبہ قبول کرلینا اور مہربانی فرمانا (۱۶۰) البتہ جو لوگ (ان میں سے) اسلام نہ لاویں اور اُسی حالت غیر اسلام پر مر جاویں ایسے لوگوں پر (وہ) لعنت (مذکورہ) اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی بھی سب کی (۱۶۱) (ایسے طور پر برسا کرے گی کہ) وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی (لعنت) میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ ہونے پاوے گا اور نہ (داخل ہونے کے قبل) ان کو مہلت دی جاوے گی (۱۶۲)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج اور عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے (۱۵۸) بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لیے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے، اُن پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت (۱۵۹) مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان (۱۶۰) بے شک وہ جنھوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے اُن پر لعنت ہے۔ اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی (۱۶۱) ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انھیں مہلت دی جائے (۱۶۲)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، اس لیے بیت اللہ کا حج وعمرہ کرنے والے پر ان کا طواف کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں۔ اپنی خوشی سے بھلائی کرنے والوں کا اللہ قدردان ہے اور انھیں خوب جاننے والا ہے (۱۵۸) جو لوگ ہماری اُتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے (۱۵۹) مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور بیان کردیں تو میں ان کی توبہ قبول کرلیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم وکرم کرنے والا ہوں (۱۶۰) یقیناً جو کفار اپنے کفر میں ہی مر جائیں ان پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے (۱۶۱) جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انھیں ڈھیل دی جائے گی (۱۶۲)۔ (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔ یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے، اس کے لیے کوئی گناہ کی بات نہیں کہ وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کرلے اور جو برضا ورغبت کوئی بھلائی کا کام کرے گا، اللہ کو اس کا علم ہے اور وہ اس کی قدر کرنے والا ہے (۱۵۸) جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں درآں حالیکہ ہم انھیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی اُن پر لعنت بھیجتے ہیں (۱۵۹) البتہ جو اس روش سے باز آ جائیں اور اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کرلیں اور جو کچھ چھپاتے تھے، اُسے بیان کرنے لگیں، اُن کو میں معاف کردوں گا اور میں بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں (۱۶۰) جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر کی حالت ہی میں جان دی، ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے (۱۶۱) اسی لعنت زدگی کی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے، نہ اُن کی سزا میں تخفیف ہوگی اور نہ انھیں پھر کوئی دوسری مہلت دی جائے گی (۱۶۲)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں تو جو بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ ان کا طواف کرے۔ اور جس نے کوئی نیکی خوش دلی کے ساتھ کی تو بے شک اللہ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے (۱۵۸) بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں ہماری اتاری ہوئی کھلی کھلی نشانیوں اور ہماری ہدایت کو، بعد اس کے کہ ہم نے وہ کتاب میں کھول کر لوگوں کے لیے بیان کر دی تھیں تو وہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور جن پر لعنت کرنے والے لعنت کریں گے (۱۵۹) البتہ جن لوگوں نے توبہ کرلی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح کرلی اور واضح طور پر بیان کر دیا تو ان کی توبہ میں قبول کروں گا۔ اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہوں (۱۶۰) بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اسی کفر کی حالت میں مر گئے ان پر اللہ کی، فرشتوں کی اور لوگوں کی، سب کی لعنت ہے (۱۶۱) وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے، نہ ان کا عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو مہلت ہی ملے گی (۱۶۲)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (بیت الحرام ہی کی طرح صفا و مروہ کی حقیقت بھی اِن یہودیوں نے ہمیشہ چھپانے کی کوشش کی ہے، لہٰذا تحویل قبلہ کے اِس موقع پر یہ بات تم پر واضح ہونی چاہیے کہ) صفا اور مروہ یقیناً اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ جو اِس گھر کا حج یا عمرہ کرنے کے لیے آئیں، اُن پر کوئی حرج نہیں کہ وہ اِن دونوں کا طواف بھی کر لیں، (بلکہ یہ ایک نیکی کا کام ہے) اور جس نے اپنے شوق سے نیکی کا کوئی کام کیا، اللہ اُسے قبول کرنے والا ہے، اُس سے پوری طرح باخبر ہے (۱۵۸) (اِس معاملے میں) جو حقائق ہم نے نازل کیے اور جو ہدایت بھیجی تھی، اُسے جو لوگ چھپاتے ہیں، اِس کے باوجود کہ اِن لوگوں کے لیے اپنی کتاب میں ہم نے اُسے کھول کھول کر بیان کر دیا تھا، یقیناً وہی ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی جن پر لعنت کریں گے (۱۵۹) (اِن میں سے) البتہ، جو توبہ کریں اور (اپنے اِس طرزِ عمل کی) اصلاح کر لیں اور (جو کچھ چھپاتے تھے، اُسے) صاف صاف بیان کر دیں تو اُن کی توبہ میں اپنی شفقت سے قبول کر لوں گا اور (حقیقت یہ ہے کہ) میں بڑا توبہ قبول کرنے والا ہوں، میری شفقت ابدی ہے (۱۶۰) (اِس کے برخلاف) وہ لوگ جو اپنے انکار پر قائم رہے اور مرے تو اِسی طرح منکر تھے، یقیناً وہی ہیں جن پر اللہ اور اُس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے (۱۶۱) وہ اِس میں ہمیشہ رہیں گے، نہ اُن کی سزا میں کمی کی جائے گی اور نہ اُنھیں کوئی مہلت ہی ملے گی (۱۶۲)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

سلسلۂ کلام اور ربط

''یہ آیت اصل سلسلۂ بحث یعنی قبلہ کی بحث سے متعلق ہے۔ درمیان والا مضمون ضمناً محض تنبیہ کے لیے آ گیا تھا کہ یہ قبلہ کی تبدیلی کوئی معمولی تبدیلی نہیں ہے، بلکہ یہ مسلمانوں کے لیے بہت سی آزمائشوں کا پیش خیمہ ہے جن سے عہدہ برآ ہونے کے لیے صبر اور نماز وسیلہ کار ہیں۔ اس ضمنی مضمون کے بعد اصل سلسلۂ بحث کو پھر لے لیا اور صفا اور مروہ کے شعائر ہونے اور ان سے متعلق احکام وہدایات کا ذکر فرمایا۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۸۳، فاران فاونڈیشن لاہور)

ان الصفا والمروة من شعائر الله

شعائر کیا ہیں؟

''شعائر اللہ سے دین کے اعلام یعنی نشانیاں مراد ہیں۔ خواہ وہ مکانات ہوں جیسے کعبہ، عرفات، مزدلفہ، جمرات، صفا، مروہ، منیٰ، یا مساجد یا ازمنہ جیسے رمضان، اشہر حرم، عید فطر واضحیٰ، جمعہ، ایام تشریق یا دوسرے علامات جیسے اذان، اقامت، نماز با جماعت، نماز جمعہ، عیدین، ختنہ وغیرہ یہ سب شعائر دین ہیں۔'' (خزائن العرفان، ص ۱۰۹۶، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

شعائر سے مقصود

''شعائر شعیرہ کی جمع ہے جس کے معنی کسی ایسی چیز کے ہیں جو کسی حقیقت کا احساس دلانے والی اور اس کا مظہر اور نشان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔اصطلاح دین میں اس سے مراد شریعت کے وہ مظاہر ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کسی معنوی حقیقت کا شعور پیدا کرنے کے لیے بطور ایک نشان اور علامت کے مقرر کیے گئے ہوں۔ان مظاہر میں مقصود بالذات تو وہ حقائق ہوا کرتے ہیں جو ان کے اندر مضمر ہوتے ہیں لیکن یہ مقرر کیے ہوئے اللہ اور رسول کے ہوتے ہیں۔اس وجہ سے ان حقائق کے تعلق سے یہ مظاہر بھی تقدیس کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔مثلاً حجر اسود ایک شعیرہ ہے۔یہ پتھر حضرت ابراہیم کے عہد سے اس روایت کا ایک نشان ہے کہ اس کو بوسہ دے کر یا اس کو ہاتھ لگا کر بندہ اپنے رب کے ساتھ اپنے عہد بندگی اور اپنے میثاق اطاعت کی تجدید کرتا ہے۔چنانچہ بعض احادیث میں اس کو یمین اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔اس طرح جمرات بھی شعائر اللہ سے ہیں۔یہ نشانات اس لیے قائم کیے گئے ہیں کہ حجاج ان پر کنکریاں مار کر اپنے اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ بیت اللہ کے دشمنوں اور اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد کے لیے ہر وقت مستعد ہیں۔بیت اللہ بھی ایک شعیرہ، بلکہ سب سے بڑا شعیرہ ہے۔اسی طرح صفا اور مروہ بھی اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہیں۔ان کے شعائر میں سے ہونے کی وجہ عام طور پر تو یہ بیان کی جاتی ہے کہ انھی دونوں پہاڑیوں کے درمیان حضرت ہاجرہ نے حضرت اسمٰعیل کے لیے پانی کی تلاش میں تگ و دو کی تھی، لیکن امام فراہی کا رجحان اس بات کی طرف ہے کہ اصل قربان گاہ مروہ ہے۔یہیں حضرت ابراہیم نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں فرمانبردارانہ اور غلامانہ سرگرمی دکھائی۔اس وجہ سے ان دونوں پہاڑیوں کو شعائر میں سے قرار دے دیا گیا اور ان کی سعی کی یادگار ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دی گئی۔"(تدبر قرآن، ج ا،ص ۳۸۴،فاران فاونڈیشن لاہور)

شعائر سے متعلق چند اصولی باتیں

ا۔"شعائر اللہ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ ہیں،کسی دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے طور پر کسی چیز کو دین کے شعائر میں سے قرار دے دے یا جو چیز شعائر میں داخل ہے اس کو شعائر کی فہرست سے خارج کر دے۔

۲۔جس طرح شعائر اللہ کے مقرر کردہ ہیں اس طرح اسلام میں ان شعائر کی تعظیم کے حدود بھی خدا اور رسول کے مقرر کردہ ہیں۔ان سے انحراف نہ صرف اس شعیرہ کی حقیقت سے انسان کو محروم کر دینے والی بات ہے، بلکہ اس سے شرک و بدعت کے دروازے بھی کھل سکتے ہیں۔

۳۔شعائر میں اصل مطمح نظر وہ حقیقتیں ہوتی ہیں جو ان کے اندر مضمر ہوتی ہیں۔شعائر کی حیثیت ایک قالب کی طرح ہے۔اگر لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں حقیقتیں تازہ کرنے کا اہتمام سرد پڑ جائے تو دین کی اصل روح نکل جاتی ہے،صرف قالب رہ جاتا ہے اور لوگوں کی توجہ ساری کی ساری صرف قالب کی طرف ہو جاتی ہے۔اس سے دین ایک مجموعۂ رسوم بن کر رہ جاتا ہے۔"(تدبر قرآن، ج ا،ص ۳۸۷،فاران فاونڈیشن لاہور)

صفا اور مروہ،شعائر اللہ

"صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔اس بات سے مقصود ایک طرف تو ان دونوں شعائر کو جاہلیت کے گرد و غبار سے پاک کرنا تھا اور دوسری طرف یہود نے ان پر تحریف اور کتمان کا جو پردہ ڈال دیا تھا اسے چاک کرنا تھا۔عرب جاہلیت نے ان دونوں پہاڑوں پر دو بت رکھ دیے تھے اور ان بتوں کے لیے سعی و طواف کرنے لگے تھے۔قرآن نے جس طرح بیت اللہ کو تمام مشرکانہ آلودگیوں سے پاک کیا اس طرح یہاں صفا اور مروہ کی اصل تاریخ بیان فرمائی کہ یہ حضرت ابراہیم کے وقت سے شعائر اللہ ہیں اور ان کی سعی و طواف کی سنت حضرت ابراہیم کی سعی و طواف کی یادگار ہے۔تورات میں یہ ذکر صراحت کے ساتھ موجود تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ حضرت ابراہیم نے اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی مروہ کے پاس کی لیکن یہود نے محض اس خیال سے اس لفظ کا صحیح تلفظ بالکل مسخ کر ڈالا کہ کسی طرح اس مقام کو مکہ کے بجائے بیت المقدس میں ثابت کر دیں۔ اور اس طرح آخری نبی کے متعلق جو پیش گوئیاں ہیں وہ حضرت اسماعیل کی نسل کی جگہ حضرت اسحاق کی نسل کی طرف منتقل ہو سکیں۔ قرآن نے یہاں مروہ کا حوالہ دے کر اس نشان کی طرف انگلی اٹھا دی جس کو محض حسد اور شرارت کی بنا پر غائب کرنے کی کوشش کی گئی تھی (واضح رہے کہ اصل قربان گاہ تو یہی مروہ ہے لیکن امت کی وسعت کے پیش نظر اس کو منیٰ تک وسعت دے دی گئی)۔ ان دونوں پہاڑیوں کے طواف کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی صحیح شکل اور اس کے حدود کا تعین دوسرے مناسک حج کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہوتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۸۶، فاران فاونڈیشن لاہور)

حکم سعی کی نوعیت

سعی واجب ہے

''فلا جناح علیہ ان یطوف بھما کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کا طواف کریں سے بظاہر یہ بات نکلتی ہے کہ اگر کوئی شخص یہ نہ کرے یا نہ کر سکے تو اس میں بھی کوئی خاص قباحت کی بات نہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ خیال صحیح نہیں۔ اگر مراد یہ ہوتی تو اسلوب کلام جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: 'فلا جناح علیہ ان یطوف بھما' کے بجائے 'ان لا یطوف بھما' ہوتا۔ دوسری بات یہ کہ یہ فرمانے کے بعد کہ صفا اور مروہ دونوں شعائر اللہ میں سے ہیں، یہ کہنا کچھ ناموزوں اور بے جوڑ سا ہو جاتا ہے کہ ان کا طواف کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہیں۔ ہمارے خیال میں یہاں سعی کا حکم وجوب کے درجہ میں ہے۔ 'فلا جناح' میں رفع حرج کا تعلق سعی کے حکم سے نہیں ہے، بلکہ اس قباحت سے ہے جو اس حکم کے نزول کے وقت مقام سعی میں بتوں کی موجودگی کی وجہ سے پائی جاتی تھی۔ مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اس وقت صفا اور مروہ میں یہ قباحت موجود ہے، لیکن چونکہ یہ اللہ کے مقرر کیے ہوئے شعائر حج میں سے ہیں، اس وجہ سے حج و عمرہ کے موقع پر ان کے درمیان سعی کرو، تمھارا عمل تمھاری نیت کے مطابق ہوگا۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۸۶، فاران فاونڈیشن لاہور)

''آیت مذکورہ کے الفاظ سے یہ شبہ نہ کرنا چاہیے کہ اس آیت میں تو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے سے متعلق صرف اتنا فرمایا گیا ہے کہ وہ گناہ نہیں ہے۔ اس سے تو زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ سعی مباحات میں سے ایک مباح ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس جگہ عنوان 'لا جناح' سوال کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔ سوال اسی کا تھا کہ صفا اور مروہ پر بتوں کی مورتیں رکھی تھیں اور اہل جاہلیت انھی کی پوجا پاٹ کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے تھے، اس لیے یہ عمل حرام ہونا چاہیے۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ اس میں کوئی گناہ نہیں، چونکہ یہ دراصل سنت ابراہیمی ہے۔ کسی کے جاہلانہ عمل سے کوئی گناہ نہیں ہو جاتا، یہ فرمانا اس کے واجب ہونے کے منافی نہیں۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۴۰۰، ادارۃ المعارف، کراچی)

''سعی امام احمد کے نزدیک سنت مستحبہ ہے، اور مالک اور شافعی کے نزدیک فرض ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۴۰۰، ادارۃ المعارف، کراچی)

''انصار قبول اسلام سے قبل مناۃ طاغیہ بت کے نام کا تلبیہ پکارتے جس کی وہ مشلل پہاڑی پر عبادت کرتے تھے اور پھر مکہ پہنچ کر ایسے لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کو گناہ سمجھتے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی جس میں کہا گیا کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی گناہ نہیں۔ بعض حضرات نے اس کا پس منظر اس طرح بیان کیا ہے کہ جاہلیت میں مشرکوں نے صفا پہاڑی پر ایک بت اساف اور مروہ پہاڑی پر نائلہ بت رکھا ہوا تھا جنھیں وہ سعی کے دوران

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوسہ دیتے اور چھوتے۔ جب لوگ مسلمان ہوئے تو ان کے ذہن میں آیا کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی تو شاید گناہ ہو کیونکہ اسلام سے قبل دو بتوں کی وجہ سے سعی کرتے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کے اس وہم اور خلش کو دور فرمایا۔" (احسن البیان، ص ۱۰۶، دارالسلام پبلشرز، ریاض سعودیہ)

ومن تطوع خیرًا

سعی نفل ہے

"ومن تطوع سے معلوم ہوتا ہے کہ سعی صرف حج اور عمرہ کے موقع پر کی جاسکتی ہے اور اس موقع پر بھی یہ ایک نفل عبادت ہے جو اگر کی جائے تو باعث اجر ہوگی۔ یہ حج وعمرہ کے لازمی مناسک میں سے نہیں ہے۔" (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور ص ۹، جون ۲۰۰۱)

"یہاں تطوع کا تعلق صرف سعی کے حکم سے نہیں، بلکہ حج وعمرہ سے ہے کہ جس طرح فرض حج کیا جاسکتا ہے اس طرح نفل بھی کیا جاسکتا ہے یعنی تطوع کے طور پر جو لوگ ایسا کریں گے اللہ ان کی نیکی قبول فرمائے گا۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۸۷، فاران فاونڈیشن لاہور)

فان اللہ شاکر علیم

"شکر کا لفظ صلوٰۃ یا توبہ کے الفاظ کی طرح ان الفاظ میں سے ہے جن کے معنی میں نسبت کی تبدیلی سے فرق ہو جایا کرتا ہے۔ جب بندے کی طرف اس کی نسبت ہوتی ہے تو اس کے معنی شکر گزاری کے ہوتے ہیں اور جب اس کی نسبت خدا کی طرف ہوتی ہے تو اس کے معنی شکر قبول کرنے کے ہو جایا کرتے ہیں۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۸۷، فاران فاونڈیشن لاہور)

ان الذین یکتمون...

یہود کا کتمان حق

"آیت میں بینات اور ہدیٰ سے مراد اگرچہ وہ عام تعلیمات بھی ہیں جن کو یہود نے چھپانے کی کوشش کی، لیکن یہاں موقع کلام دلیل ہے کہ اس سے خاص طور پر وہ نشانیاں مراد ہیں جو تورات میں اللہ تعالیٰ نے اس لیے واضح فرمائی تھیں کہ ان کی مدد سے یہود کو آخری پیغمبر کے باب میں رہنمائی حاصل ہو سکے۔ لیکن یہود نے ان نشانیوں سے فائدہ اٹھانے کے بجائے ان کو چھپانے کی کوشش کی۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۸۸، فاران فاونڈیشن لاہور)

"اس آیت میں بنی اسرائیل کے ان علما سو کا ذکر ہے جو اپنے دنیاوی فائدہ کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو چھپاتے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو اپنی منشا اور خواہش کے مطابق توڑ موڑ دیا کرتے تھے۔" (ضیاء القرآن، ج ۱، ص ۱۱۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

"کتمان کا اطلاق اس اخفا پر ہوتا ہے جو قصداً کیا جائے اور اس موقع پر جہاں اظہار ضروری ہو۔" (تفسیر ماجدی، ص ۶۰، خان پبلشرز دہلی)

تابوا واصلحوا

"توبہ کے ساتھ 'اصلحوا' کی شرط لگائی ہے، اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ توبہ اس وقت تک معتبر نہیں کہ جب تک آدمی اس غلطی کی اصلاح نہ کرے کہ جس کا وہ مرتکب ہو رہا ہے۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۸۸، فاران فاونڈیشن لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار

کفر کے معنی

''کفر کے اصل معنی چھپانے کے ہیں اسی سے انکار کا مفہوم پیدا ہوا۔ اور یہ لفظ ایمان کے مقابلے میں بولا جانے لگا۔ ایمان کے معنی ماننا، قبول کرلینا، تسلیم کرلینا، اس کے برعکس کفر کے معنی رد کردینا، نہ ماننا، انکار کردینا ہیں۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۲۹، ادارہ ترجمان القرآن لاہور)

کفر کی مختلف صورتیں

''قرآن کی رو سے کفر کی مختلف صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ انسان سرے سے خدا ہی کو نہ مانے یا اس کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم نہ کرے یا اسے واحد مالک اور معبود نہ مانے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کو تو مانے، مگر اس کے احکام اور اس کی ہدایات کو واحد منبع علم وقانون تسلیم کرنے سے انکار کردے۔ تیسرے یہ کہ اصولاً اس بات کو تسلیم کرے کہ اسے اللہ ہی کی ہدایت پر چلنا چاہیے، مگر اللہ اپنی ہدایات اور اپنے احکام پہنچانے کے لیے جن پیغمبروں کو واسطہ بناتا ہے انھیں تسلیم نہ کرے۔ چوتھے یہ کہ پیغمبروں کے درمیان تفریق کرے اور اپنی پسند یا اپنے تعصبات کی بنا پر ان میں سے کسی کو مانے اور کسی کو نہ مانے۔ پانچویں یہ کہ پیغمبروں نے خدا کی طرف سے عقائد اور اخلاق اور قوانین حیات کے متعلق جو تعلیمات بیان کی ہیں ان کو یا ان میں سے کسی چیز کو قبول نہ کرے۔ چھٹے یہ کہ نظریے کے طور پر تو ان سب چیزوں کو مان لے مگر عملاً احکام الٰہی کی دانستہ نافرمانی کرے اور اس نافرمانی پر اصرار کرتا رہے۔ اور دنیوی زندگی میں اپنے رویے کی بنا اطاعت پر نہیں بلکہ نافرمانی ہی پر رکھے۔ بعض مقامات پر قرآن میں کفر کا لفظ کفران نعمت کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور شکر کے مقابلے میں بولا گیا ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۲۹، ادارہ ترجمان القرآن لاہور)

اولئک علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین

''یہاں 'الناس' کے ساتھ 'اجمعین' کی قید یہ حقیقت واضح کررہی ہے کہ قیامت کے روز جب اصل حقیقت سے پردہ اٹھے گا تو صرف نیک لوگ ہی ان پر لعنت نہیں بھیجیں گے، بلکہ وہ گناہ گار بھی ان پر لعنت بھیجیں گے جو ان کی پیروی میں گمراہ ہوں گے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۸۹، فاران فاونڈیشن لاہور)

''بعض گناہوں کا وبال ایسا ہوتا ہے کہ اس پر ساری مخلوق لعنت کرتی ہے۔ یہاں قرآن کریم نے اس کو متعین نہیں کیا کہ کون لعنت کرتے ہیں۔ اس عدم تعیین سے اشارہ اس طرف ہے کہ دنیا کی ہر چیز اور ہر مخلوق ان پر لعنت کرتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام جانور اور حشرات الارض بھی ان پر لعنت کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی بداعمالی سے ان سب مخلوقات کو نقصان پہنچتا ہے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۴۰۵، ادارۃ المعارف، کراچی)

لعنت کرنا

''کسی معین پر لعنت کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ اس کے کفر پر مرنے کا یقین نہ ہو۔ جس کافر کے کفر کی حالت میں مرنے کا یقین نہ ہو اس پر بھی لعنت کرنا جائز نہیں۔ اور چونکہ ہمیں کسی شخص کے خاتمہ کا یقینی علم ہونے کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں اس لیے کسی کافر کا نام لے کر اس پر لعنت جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کافروں کا نام لے کر ان پر لعنت کی ان کی موت کا علی الکفر ہونا آپ کو منجانب اللہ علم ہوگیا تھا۔ اس سے یہ واضح ہوگیا کہ جب لعنت کا معاملہ اتنا ہی شدید ہے کہ کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافر پر بھی اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ اس کا یقین نہ ہو جائے کہ اس کی کفر موت ہی پر ہوئی ہے تو کسی مسلمان پر یا کسی جانور پر لعنت کیسے جائز ہو سکتی ہے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۴۰۵، ادارۃ المعارف، کراچی)

وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (163) اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِىْ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (164) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ (165) اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ (166) وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ (167)

تراجم

۱۔اور تمھارا اکیلا رب ہے کسی کو پوجنا نہیں اُس کے سوا، بڑا مہربان ہے رحم والا (۱۶۳) آسمان اور زمین کا بنانا اور رات دن کا بدلتے آنا، اور کشتی جو لے کر چلتی ہے دریا میں جو چیزیں کام آئیں لوگوں کو، اور وہ جو اللہ نے اُتارا آسمان سے پانی، پھر جلایا اس سے زمین کو مر گئے پیچھے، اور بکھیرے اس میں سب قسم کے جانور، اور پھیرنا باؤں کا، اور ابر، جو حکم کا تابع ہے درمیان آسمان اور زمین کے، اُن میں نمونے ہیں عقلمند لوگوں کو (۱۶۴) اور بعضے لوگ ہیں، جو پکڑتے ہیں اللہ کے برابر اوروں کو، اُن کی محبت رکھتے ہیں جیسے محبت اللہ کی۔ اور ایمان والوں کو اس سے زیادہ ہے محبت اللہ کی۔ اور کبھی دیکھیں بے انصاف اس وقت کو، جب دیکھیں گے عذاب، کہ زور سارا اللہ کو ہے، اور اللہ کی مار سخت ہے (۱۶۵) جب الگ ہو جاویں جن کے ساتھ ہوئے تھے اپنے ساتھ والوں سے، اور دیکھیں عذاب، اور ٹوٹ جاویں ان کے سب طرف کے علاقے (۱۶۶) اور کہیں گے پکڑنے والے، کاش کہ ہم کو دوسری بار زندگی ہو، تو ہم الگ ہو جاویں ان سے، جیسے یہ الگ ہو گئے ہم سے۔ اسی طرح دکھاتا ہے اللہ ان کو کام ان کے، افسوس دلانے کو۔ اور ان کو نکلنا نہیں آگ سے (۱۶۷)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اور (ایسا معبود) جو تم سب کا معبود بننے کا مستحق ہے وہ تو ایک ہی معبود (حقیقی) ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (وہی) رحمٰن ہے اور رحیم ہے (۱۶۳) بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے میں اور جہازوں میں جو کہ سمندر میں چلتے ہیں آدمیوں کے نفع کی چیزیں (اور اسباب) لے کر اور (بارش کے) پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایا پھر اس سے زمین کو تروتازہ کیا اس کے خشک ہوئے پیچھے اور ہر قسم کے حیوانات اس میں پھیلا دیئے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور ابر میں جو زمین و آسمان کے درمیان مقید (اور معلق) رہتا ہے دلائل (توحید کے موجود) ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقلِ (سلیم) رکھتے ہیں (۱۶۴) اور بعض لوگ وہ (بھی) ہیں جو علاوہ خدا تعالیٰ کے اوروں کو بھی شریکِ (خدائی) قرار دیتے ہیں ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے (رکھنا) ضروری ہے اور جو مومن ہیں ان کو (صرف) اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے اور کیا خوب ہوتا اگر یہ ظالم (مشرکین) جب (دنیا میں) کسی مصیبت کو دیکھتے تو اس کے وقوع میں غور کر کے سمجھ لیا کرتے کہ سب قوت حق تعالیٰ ہی کو ہے اور یہ (سمجھ لیا کرتے) کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب (آخرت میں اور بھی) سخت ہوگا (۱۶۵) جبکہ وہ لوگ جن کے کہنے پر دوسرے چلتے تھے ان لوگوں سے صاف الگ ہو جاویں گے جو ان کے کہنے پر چلتے تھے اور سب عذاب کا مشاہدہ کر لیں گے اور باہم ان میں جو تعلقات تھے اس وقت سب قطع ہو جاویں گے (۱۶۶) اور یہ تابع لوگ یوں کہنے لگیں گے کسی طرح ہم سب کو ذرا ایک دفعہ (دنیا میں) جانا مل جاوے تو ہم بھی ان سے صاف الگ ہو جاویں جیسا یہ ہم سے (اس وقت) صاف الگ ہو بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ یوں ہی ان کی بداعمالیوں کو خالی ارمان کر کے ان کو دکھلا دیں گے اور ان کو دوزخ سے نکلنا کبھی نصیب نہ ہوگا (۱۶۷)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اور تمھارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا اور مہربان (۱۶۳) بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اُتار کر مُردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے، ان سب میں عقل مندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں (۱۶۴) اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہ انھیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں اور کیسے ہو اگر دیکھیں ظالم وہ وقت جب کہ عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے آئے گا، اس لیے کہ سارا زور خدا کو ہے اور اس لیے کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے (۱۶۵) جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیروؤں سے اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گی اُن سب کی ڈوریں (۱۶۶) اور کہیں گے پیرو، کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم ان سے توڑ دیتے جیسے انھوں نے ہم سے توڑ دی۔ یونہی اللہ انھیں دکھائے گا ان کے کام ان پر حسرتیں ہو کر اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں (۱۶۷)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے (۱۶۳) آسمان اور زمین کی پیدائش، رات دن کا ہیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لیے ہوئے سمندروں میں چلنا، آسمان سے پانی اُتار کر، مُردہ زمین کو زندہ کر دینا۔ اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا، ہواؤں کے رخ بدلنا، اور بادل، جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، ان میں عقل مندوں کے لیے قدرتِ الٰہی کی نشانیاں ہیں (۱۶۴) بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے۔ اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔ کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذابوں کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے (۱۶۵) (تو ہرگز شرک نہ کرتے) جس وقت پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور کُل رشتے ناتے ٹوٹ جائیں گے (۱۶۶) اور تابعدار لوگ کہنے لگیں گے، کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ انھیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کو۔ یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے (۱۶۷)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے، اُس رحمٰن اور رحیم کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے (۱۶۳) (اِس حقیقت کو پہچاننے کے لیے اگر کوئی نشانی اور علامت درکار ہے تو) جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں، اُن کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں، رات اور دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں، اُن کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھرتی ہیں، بارش کے اُس پانی میں جسے اللہ اُوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اپنے اِسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جان دار مخلوق کو پھیلاتا ہے، ہواؤں کی گردش میں، اور اُن بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، بے شمار نشانیاں ہیں (۱۶۴) (مگر وحدتِ خداوندی پر دلالت کرنے والے اِن کھلے کھلے آثار کے ہوتے ہوئے بھی) کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدِ مقابل بناتے ہیں اور اُن کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے ـــــ حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں ـــــ کاش، جو کچھ عذاب کو سامنے دیکھ کر انھیں سوجھنے والا ہے وہ آج ہی ان ظالموں کو سوجھ جائے کہ ساری طاقتیں اور سارے اختیارات اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ کہ اللہ سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے (۱۶۵) جب وہ سزا دے گا اس وقت کیفیت یہ ہوگی کہ وہی پیشوا اور رہنما، جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی، اپنے پیروؤں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے، مگر سزا پا کر رہیں گے اور ان کے سارے اسباب و وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا (۱۶۶) اور وہ لوگ جو دنیا میں اُن کی پیروی کرتے تھے، کہیں گے کہ کاش ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس طرح آج یہ ہم سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں، ہم اِن سے بیزار ہو کر دکھا دیتے۔ یوں اللہ ان لوگوں کے وہ اعمال جو یہ دنیا میں کر رہے ہیں، ان کے سامنے اِس طرح لائے گا کہ یہ حسرتوں اور پشیمانیوں کے ساتھ ہاتھ ملتے رہیں گے، مگر آگ سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے (۱۶۷)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اور تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ رحمٰن اور رحیم ہے (۱۶۳) بے شک آسمانوں اور زمین کی خلقت، رات اور دن کی آمد وشد، اور ان کشتیوں میں جو لوگوں کے لیے سمندر میں نفع بخش سامان لے کر چلتی ہیں، اور اس پانی میں جو اللہ نے بادلوں سے اُتارا اور جس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشی اور جس سے اس میں ہر قسم کے جاندار پھیلائے، اور ہواؤں کی گردش میں، اور ان بادلوں میں جو آسمان و زمین کے درمیان مامور ہیں، ان لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں (۱۶۴) اور لوگوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خدا کے ہم سر ٹھہراتے ہیں، جن سے وہ اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح خدا سے محبت کرنی چاہیے۔ لیکن جو (خدا پر) ایمان رکھتے ہیں وہ سب سے زیادہ خدا سے محبت رکھنے والے ہیں۔ اور اگر یہ اپنی جانوں پر ظلم ڈھانے والے اس وقت کو دیکھ سکتے جبکہ یہ عذاب سے دوچار ہوں گے (تو ان پر یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی کہ) سارا زور اور اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اللہ ہی سخت عذاب دینے والا ہے (۱۶۵) (اس وقت کا خیال کرو) جبکہ مقتدا اپنے پیروؤں سے اظہار برأت کریں گے اور وہ عذاب سے دوچار ہوں گے اور ان کے تعلقات یک قلم ٹوٹ جائیں گے (۱۶۶) اور ان کے پیرو بھی کہیں گے کہ اے کاش! ہمیں (دنیا میں) ایک بار اور جانا نصیب ہوتا کہ ہم بھی ان سے اسی طرح اظہارِ برأت کر سکتے جس طرح انھوں نے ہم سے اظہارِ برأت کیا ہے۔ اس طرح اللہ ان کے اعمال ان کو سرمایۂ حسرت بنا کر دکھائے گا اور ان کو دوزخ سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔ (۱۶۷)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (ایمان والو، اِنھیں فیصلہ کرنے دو) اور (اِن سے قطع نظر کر کے تم یہ حقیقت اب اچھی طرح سمجھ لو کہ) تمھارا الٰہ ایک ہی الٰہ ہے۔ اُس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ سراسر رحمت ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے (۱۶۳) اِس میں شبہ نہیں کہ آسمان اور زمین کے بنانے میں، اور شب و روز کے بدل کر آنے میں، اور لوگوں کے لیے دریا میں نفع کی چیزیں لے کر چلتی ہوئی کشتیوں میں، اور اُس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا ہے، پھر اُس سے مردہ زمین کو زندہ کیا ہے اور اُس میں ہر قسم کے جان دار پھیلائے ہیں، اور ہواؤں کے پھیرنے میں، اور آسمان و زمین کے درمیان حکم کے تابع بادلوں میں، (اِس حقیقت کو سمجھنے کے لیے) بہت سی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو اپنی عقل سے کام لیتے ہیں (۱۶۴) اور (زمین و آسمان کی اِن نشانیوں کے باوجود) لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو اوروں کو اللہ کے برابر ٹھیراتے ہیں۔ وہ اُن سے اِسی طرح محبت کرتے ہیں، جس طرح اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اور ایمان والوں کو تو سب سے بڑھ کر (اپنے) اللہ سے محبت ہوتی ہے۔ اور اگر یہ ظالم اُس وقت کو دیکھیں، جب یہ عذاب دیکھیں گے (تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جائے) کہ زور و اختیار سب اللہ ہی کا ہے اور یہ کہ (اِس طرح کے لوگوں کو) اللہ بڑا ہی سخت عذاب دینے والا ہے (۱۶۵) اُس وقت جب وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی، اپنے پیرووں سے بے تعلقی ظاہر کر دیں گے اور عذاب سے دوچار ہوں گے اور اُن کے تعلقات یک قلم ٹوٹ جائیں گے (۱۶۶) اور اُن کے پیرو کہیں گے کہ اے کاش، ہمیں ایک مرتبہ پھر دنیا میں جانے کا موقع ملے تو ہم بھی اِن سے اِسی طرح بے تعلقی ظاہر کریں، جس طرح اِنھوں نے ہم سے بے تعلقی ظاہر کی ہے۔ یوں اللہ اُن کے اعمال اُنھیں حسرت بنا کر دکھائے گا اور دوزخ سے نکلنے کے لیے وہ کوئی راہ نہ پا سکیں گے (۱۶۷)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

والٰھکم اللہ واحد لا الہ الا ھو الرحمٰن الرحیم

''ابوداؤد و ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے: ایک یہی آیت والٰھکم... اور دوسری 'الم اللّٰہ لا الہ ھو' ہے۔'' (خزائن العرفان، ص ۴۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

''اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں سے بیان کرنے کے لیے یہاں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے رحمٰن اور رحیم کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ حوالہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی بے ہمگی کے تصور سے جو مایوسی پیدا ہو سکتی ہے، اسے دور کر کے خلق کے ساتھ اس کے تعلق کو واضح کرتا ہے تاکہ انسان وسیلے اور واسطے تلاش کرنے کے بجائے خود اپنے پروردگار ہی کی طرف لپکے اور اسی کے دامن رحمت میں پناہ ڈھونڈنے کی کوشش کرے اور دوسری طرف یہ حوالہ اس کی صفت رحمت و شفقت کو نمایاں کر کے صفات الٰہی کے باب میں وہ صحیح نقطۂ اعتدال متعین کر دیتا ہے جہاں انسان خدا کے قہر و جلال سے محفوظ رہنے کے لیے اس کے مقربین تلاش نہیں کرتا، بلکہ ہر مشکل میں بغیر کسی تردد کے اسی کے دروازے پر دستک دیتا ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۸، جولائی ۲۰۰۱)

ان فی خلق السموات والارض...

''کعبہ معظمہ کے گرد مشرکین کے تین سو ساٹھ بت تھے۔ انھیں یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ معبود صرف ایک ہی ہے۔ انھوں نے حضور سید دو عالم ﷺ سے ایسی آیت طلب کی جس سے وحدانیت پر استدلال ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔'' (خزائن العرفان، ص ۴۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

''اس آیت میں کائنات کی تخلیق اور اس کے نظم و تدبیر کے متعلق سات اہم امور کا یکجا تذکرہ ہے جو کسی اور آیت میں نہیں۔ آسمان و زمین کی پیدائش، رات اور دن کا یکے بعد دیگرے آنا، سمندر میں کشتیوں اور جہازوں کا چلنا، بارش، ہر قسم کے جانوروں کی پیدائش، ہر قسم کی ہوائیں اور بادل۔'' (احسن البیان، ص ۱۰۸، دارالسلام ریاض)

آسمان و زمین کی نشانیاں

''آسمان و زمین کی خلقت سے مراد ان کی پیدائش، ساخت، نفع رسانی، مقصدیت اور ان کی موافقت اور سازگاری سب کچھ ہے۔ یہ سب نشانیاں ہیں یعنی ان سب پہلوؤں سے خدا کی عظیم قدرت واضح ہوتی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۹۶،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاران فاؤنڈیشن لاہور)

اختلاف لیل ونہار

''اختلاف لیل ونہار سے مراد ایک تو رات اور دن کی یکے بعد دیگرے، پورے نظام، پوری پابندی اوقات اور کامل تسلسل کے ساتھ آمد وشد ہے۔ اور دوسرے ان کے مزاج، شکل وصورت، اور ان کے ظاہری وباطنی اثرات ونتائج میں اختلاف وتضاد کے باوجود ان کا کائنات کی مجموعی خدمت وبہبود میں سرگرم عمل ہونا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص ۳۹۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

فلک

''فلک کے معنی کشتی کے ہیں۔ یہ لفظ اسی شکل میں واحد، جمع، مذکر مونث سب کے لیے آتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص ۳۹۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

بما ينفع الناس

''بما ينفع الناس سے مراد وہ سامان تجارت ومعیشت ہے جس کے حمل ونقل کا یہ کشتیاں ذریعہ بنتی ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص ۳۹۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

زمین کی موت اور زندگی

''اس سے مراد اس کا خشک اور بے آب وگیاہ ہو جانے کے بعد از سر نو سبزوں اور پودوں سے لہلہا اٹھنا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص ۳۹۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

دابة

''دابة کا معروف استعمال تو زمین پر چلنے پھرنے والے جانوروں ہی کے لیے ہے بلکہ زیادہ نمایاں طور پر ان جانوروں کے لیے جو سواری یا بار برداری کے کام آتے ہیں، لیکن یہ اس معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جس معنی میں ہم جاندار کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور اس معنی میں اس کے تحت سارے ہی جاندار آجاتے ہیں۔ یہاں یہ جاندار کے مفہوم ہی میں استعمال ہوا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص ۳۹۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

تصریف ریاح

''تصریف ریاح سے مراد ہواؤں کی گردش اور ان کے مختلف بھیس ہیں۔ یعنی بارش، فصلوں کی نشو ونما، بہار وخزاں، قوموں کے لیے رحمت اور عذاب وغیرہ۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص ۳۹۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

تسخیر کا مفہوم

''تسخیر کے معنی ہیں کسی کو مطیع وفرمانبردار بنا کر بلا کسی اجرت اور معاوضہ کے کسی کی خدمت پر لگا دینا۔ قرآن میں انسانوں کی نسبت سے جب ابر وہوا کی تسخیر کا ذکر آتا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ ابر یا ہوا انسان کے ہاتھ میں مسخر ہیں، بلکہ اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ پروردگار عالم نے ان چیزوں کو مسخر کر کے ان کو انسان کی نفع رسانی اور خدمت پر لگا دیا ہے۔ تابع فرمان یہ خدا ہی کے ہیں۔ انسان زیادہ سے زیادہ جو کچھ کر سکتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ خدا نے ان چیزوں کو جن طبیعی قوانین کے ماتحت رکھا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے بعض کو اپنی سائنس کے زور سے دریافت کر لے اور ان سے فائدہ اٹھا سکے، لیکن ان تمام قوانین کا اصل سر رشتہ خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۳۹۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

قرآن مجید میں بیان کردہ نشانیوں کے مختلف پہلو

"آسمان و زمین کی خلقت میں کہیں تو خدا کی قدرت و حکمت پر استدلال کیا گیا ہے، کہیں اس کی پروردگاری اور رحمانیت و رحیمیت پر، کہیں ان کے بامقصد اور باغایت ہونے پر اور کہیں ان کے توافق کے پہلو سے ان کے خالق و مالک کی توحید پر۔ رات اور دن کے اختلاف کو کہیں تو حق و باطل کی کشمکش اور غلبۂ حق کی شہادت کے طور پر پیش کیا گیا ہے، کہیں تمثیلی رنگ میں اس سے حیات بعد الموت پر استشہاد کیا گیا ہے، کہیں ان کے تضاد کے باوجود ان کی موافقت اور سازگاری کو توحید کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ کشتی اور سمندر کا ذکر قرآن میں مختلف پہلوؤں سے ہوا ہے بعض جگہ ان سے انسانی زندگی کے مدوجزر کو نمایاں کیا گیا ہے کہ انسان ذرا میں مغرور اور ذرا میں مایوس ہونے والی مخلوق ہے۔ زندگی کی کشتی ہمواری کے ساتھ رواں دواں رہے تو اس چیز کو اپنی تدبیر اور حکمت کا کرشمہ سمجھتا ہے اور اگر یہ کشتی حوادث کے تلاطم میں گھر جائے تو خدا خدا پکارنے لگتا ہے۔ پھر یہیں سے توحید کی انفسی دلیل پیش کی گئی ہے کہ اصل معبود جس کی شہادت دل کی گہرائیوں میں موجود ہے وہ تو اللہ واحد ہی ہے۔ بعض جگہ کشتی اور سمندر دونوں کے اختلاف اور تضاد مزاج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس حقیقت کو نمایاں کیا ہے کہ کس طرح ایک بالاتر ہستی کا قانون و قدرت و حکمت ان میں سازگاری پیدا کر دیتا ہے۔ آسمان سے بارش کا ذکر بھی گوناگوں پہلوؤں سے ہوا ہے۔ کہیں ربوبیت و رحمت کی شہادت کے طور پر، کہیں حیات بعد الموت کی شہادت کے لیے اور بعض جگہ تمثیلی طور پر بارش اور اس کے اثرات کے اختلاف کو اس اختلاف کو نمایاں کرنے کے لیے پیش کیا گیا ہے جو آسمانی ہدایت کو قبول کرنے کے معاملہ میں مختلف صلاحیتیں رکھنے والے انسانوں کے اندر نمایاں ہوتا ہے۔ ایک ہی بارش کہیں تو سبزے کی بانات بچھا دیتی ہے اور کہیں خار و خس اور جھاڑیاں اگاتی ہے۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۳۹۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

آیت ۱۶۴ کے مطالب پر ایک خصوصی نظر

"یہ آیت یہاں توحید کی دلیل کے طور پر وارد ہوئی ہے۔ کائنات کے متقابل بلکہ متضاد اجزا و عناصر میں حیرت انگیز اتحاد و توافق، ان کی بے مثال باہم آمیزی و سازگاری مثلاً آسمان و زمین، آسمان و بارش، رات و دن، کشتی و سمندر وغیرہ سب ایک ہی حکیم و مدبر حاکم و فرمانروا کی طرف دال ہیں۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۳۹۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"قدرت نے پانی کو اہل زمین کے لیے کہیں کھلے طور پر تالابوں اور حوضوں میں جمع کر دیا، کہیں پہاڑوں کی زمین میں پھیلی ہوئی رگوں کے ذریعہ زمین کے اندر اتار دیا اور پھر ایک غیر محسوس پائپ لائن ساری زمین میں بچھا دی، ہر شخص جہاں چاہے کھود کر پانی نکال لیتا ہے۔ اور اسی پانی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بحر منجمد بنا کر برف کی صورت میں پہاڑوں کے اوپر لاد دیا جو سڑنے اور خراب ہونے سے بھی محفوظ ہے اور آہستہ آہستہ پگھل کر زمین کے اندر قدرتی پائپ لائن کے ذریعہ پورے عالم میں پہنچتا ہے۔ غرض آیت مذکورہ میں قدرت کاملہ کے چند مظاہر کا بیان کر کے توحید کو ثابت کیا گیا ہے۔" (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۰۸، ادارۃ المعارف کراچی)

"یہ آیت قرآن حکیم کی عظیم ترین آیتوں میں سے ہے۔ اس کے پہلے ٹکڑے میں توحید کا ثبوت، دوسرے میں شرک کی نفی اور تیسرے میں دونوں کی دلیل ہے یعنی جب اسی کی وسیع رحمت پر تمھارے وجود، تمھاری بقا اور نشو و نما اور تمھارے آرام و راحت کا دارومدار ہے تو اس کے علاوہ کون ہے جو الٰہ یا معبود بننے کا حقدار ہو۔" (ضیاء القرآن، ج ا، ص ۱۱۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''خلاق ہستیاں اگر بصیغہ جمع ایک سے زیادہ فرض کی جائیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ ایک خالق ان سارے امور کے لیے کافی نہ تھا، اس سے اس کا عجز ثابت ہوا اور جو عاجز یا کسی بات میں ناقص ہو وہ خالق نہیں ہوسکتا۔ اس لیے اگر کسی کی ربوبیت اور خالقیت پر اعتقاد ہے تو اسے لامحالہ واحد و یکتا بھی ماننا پڑے گا۔'' (تفسیر ماجدی، ص ۶۱، خان پبلشرز، نئی دہلی)

والذین امنوا اشد حبا للّٰہ

''حقیقی اہل ایمان کی شان بیان ہوئی ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ اور غیر اللہ کی محبت کے متضاد مطالبات ابھرتے ہیں تو وہ ہمیشہ محبت الٰہی کے پہلو کی طرف جھکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں تک محبت کا تعلق ہے یہ اللہ کے ساتھ ساتھ دوسروں سے بھی ہوسکتی ہے بس شرط صرف یہ ہے کہ دوسروں کی محبت اللہ کی محبت کے تابع ہو، اس کے برابر یا بڑھ کر نہ ہو۔ جہاں کہیں دوسروں کی محبت یعنی بیوی بچے، قوم قبیلہ، ملک وطن، بزرگ استاد وغیرہ کی محبت اور خدا کی محبت کے تقاضوں میں کوئی ٹکراؤ ہونے لگے تو آدمی خدا کی محبت کے تقاضوں کو مقدم رکھے اور دوسری محبتوں کو نظر انداز کردے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۴۰۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''آیت نے ضمناً اس مسئلے کو بھی واضح کردیا کہ مومن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ اصلاً انس و محبت کا ہی ہوتا ہے۔ کاش اس آیت کو مسیحی مشنری آنکھ کھول کر پڑھیں جن کے نزدیک اسلام کا خدا ایک دہشت ناک قسم کا معبود ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ص ۶۲، خان پبلشرز نئی دہلی)

اسباب

''اسباب سبب کی جمع ہے جس کے اصل معنی رسی کے ہیں۔ پھر یہیں سے اس کے اندر تعلق و توسل اور اسباب و وسائل کا مفہوم پیدا ہوا اور پھر مزید وسعت پا کر کسی شے کے متعلقات و اطراف کے لیے بھی اس کا استعمال ہونے لگا۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۴۰۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

کذلک یریھم اللّٰہ اعمالھم حسرت

''یہاں یہ جو فرمایا کہ ان کے اعمال اللہ تعالیٰ ان کو سرمایہ حسرت بنا کر دکھائے گا، تو اس سے مراد ہمارے نزدیک ان کی وہ وفاداریاں اور قربانیاں ہیں، جو ان مشرکین نے اپنے ان باطل معبودوں یا اپنے سرداروں اور لیڈروں کے لیے کی ہوں گی۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۴۰۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''یہاں خاص طور پر گمراہ کرنے والے پیشواؤں اور لیڈروں اور ان کے نادان پیروؤں کے انجام کا اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ جس غلطی میں مبتلا ہو کر پچھلی امتیں بھٹک گئیں، اس سے مسلمان ہوشیار رہیں اور رہبروں اور رہبروں میں امتیاز کرنا سیکھیں اور غلط رہبری کرنے والوں کے پیچھے چلنے سے بچیں۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۳۲، ادارہ ترجمان القرآن لاہور)

يَاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ(168) اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ(169) وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ط اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ(170) وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ط صُمٌّۢ بُكْمٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عُمۡىٌ فَهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ(171)

تراجم

۱۔اے لوگو! کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے، جو حلال ہے ستھرا۔اور نہ چلو قدموں پر شیطان کے، وہ تمھارا دشمن ہے صریح (۱۶۸) وہ تو یہی حکم کرے گا تم کو بُرے کام، اور بے حیائی اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تم کو معلوم نہیں (۱۶۹) اور جو ان کو کہیے چلو اس پر، جو نازل کیا اللہ نے، کہیں نہیں! ہم چلیں گے اس پر، جس پر دیکھا اپنے باپ دادوں کو۔ بھلا اگر چہ اُن کے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہوں کچھ، نہ راہ کی خبر؟ (۱۷۰) اور مثال ان منکروں کی، جیسے مثال ایک شخص کی، کہ چلاتا ہے ایک چیز کو جو سنتی نہیں مگر پکارنا اور چلانا۔ بہرے، گونگے، اندھے ہیں، سو ان کو عقل نہیں (۱۷۱)۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اے لوگو جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے (شرعی) حلال پاک چیزوں کو کھاؤ (برتو) اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو، فی الواقع وہ تمھارا صریح دشمن ہے (۱۶۸) وہ تم کو ان ہی باتوں کی تعلیم کرے گا جو کہ (شرعاً) بُری اور گندی ہیں۔اور یہ (بھی تعلیم کرے گا) کہ اللہ کے ذمہ وہ باتیں لگاؤ کہ جس کی تم سند بھی نہیں رکھتے (۱۶۹) اور جب کوئی ان (مشرک) لوگوں سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم بھیجا ہے اس پر چلو تو کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم تو اسی (طریقہ) پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔کیا اگرچہ ان کے باپ دادا (دین کی) نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ (کسی آسمانی کتاب کی) ہدایت رکھتے ہوں (۱۷۰) اور ان کافروں کی کیفیت (نافہمی میں) اس (جانور کی) کیفیت کے مثل ہے کہ ایک شخص ہے وہ ایسے جانور کے پیچھے چلا رہا ہے جو بجز بلانے اور پکارنے کے کوئی بات نہیں سنتا (اسی طرح یہ کفار) بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، سو سمجھتے کچھ نہیں (۱۷۱)۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے (۱۶۸) وہ تو تمھیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور یہ کہ اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمھیں خبر نہیں (۱۶۹) اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے اتارے پر چلو تو کہیں بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا۔کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں، نہ ہدایت (۱۷۰) اور کافروں کی کہاوت اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے۔ بہرے، گونگے، اندھے تو انھیں سمجھ نہیں (۱۷۱)۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انھیں کھاؤ پیو۔اور شیطانی راہ پر نہ چلو۔وہ تمھارا کھلا ہوا دشمن ہے (۱۶۸) وہ تمھیں صرف برائی اور بے حیائی کا اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جس کا تمھیں علم نہیں (۱۶۹) اور ان سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا گو ان کے باپ دادے بے عقل اور گم کردہ راہ ہوں (۱۷۰) کفار کی مثال ان جانوروں کی طرح ہے جو اپنے چرواہے کی صرف پکار اور آواز ہی کو سنتے ہیں (سمجھتے نہیں) وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں انھیں عقل نہیں۔(۱۷۱)۔(مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔لوگو! زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انھیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو۔وہ تمھارا کھلا دشمن ہے (۱۶۸) تمھیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمھیں علم نہیں ہے کہ وہ اللہ نے فرمائی ہیں (۱۶۹) ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو احکام نازل کیے ہیں اُن کی پیروی کرو تو جواب دیتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم تو اسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اچھا اگر ان کے باپ دادا نے عقل سے کچھ بھی کام نہ لیا ہو اور راہ راست نہ پائی ہو تو کیا پھر بھی یہ انھیں کی پیروی کیے چلے جائیں گے؟ (۱۷۰) یہ لوگ جنھوں نے خدا کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے سے انکار کر دیا ہے ان کی حالت بالکل ایسی ہے جیسے چرواہا جانوروں کو پکارتا ہے اور وہ ہانک پکار کی صدا کے سوا کچھ نہیں سنتے۔ یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، اس لیے کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی (۱۷۱)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال طیب ہیں ان کو کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو، بے شک وہ تمھارا کھلا ہوا دشمن ہے (۱۶۸) وہ تو بس تمھیں برائی اور بے حیائی (کی راہ) سوجھائے گا اور اس بات کی کہ تم خدا کی طرف وہ باتیں منسوب کرو جن کے بارے میں تمھیں کوئی علم نہیں ہے (۱۶۹) اور جب ان کو دعوت دی جاتی ہے کہ خدا کی اُتاری ہوئی چیز کی پیروی کرو تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا اس صورت میں بھی جب کہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے رہے ہوں اور نہ راہِ ہدایت پر رہے ہوں (۱۷۰) ان کافروں کی تمثیل ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایسی چیزوں کو پکارے جو پکار اور آواز کے سوا کچھ نہ سنتی سمجھتی ہوں۔ یہ بہرے، گونگے، اندھے ہیں، یہ سمجھ نہیں سکتے (۱۷۱)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ لوگو، (اپنے اِنھی پیشواؤں کے پیدا کیے ہوئے توہمات کے تحت تم نے جو حلال و حرام ٹھیرائے ہیں، اُن کی کوئی حقیقت نہیں، اِس لیے) زمین کی چیزوں میں سے جو حلال وطیب ہیں، اُنھیں کھاؤ اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو۔ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے (۱۶۸) وہ تو یہی کرے گا کہ تمھیں برائی اور بے حیائی کی ترغیب دے اور اِس کی کہ تم وہ باتیں اللہ کے نام لگاؤ جو تم نہیں جانتے (۱۶۹) اور جب اِنھیں دعوت دی جاتی ہے کہ (اپنی اِن باتوں کو چھوڑ کر) اُس چیز کی پیروی کرو جو اللہ نے اتاری ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اُسی راہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو چلتے پایا ہے۔ کیا اُس صورت میں بھی کہ اگر ان کے باپ دادوں نے نہ اپنی عقل سے کام لیا ہو اور نہ راہِ ہدایت پائی ہو؟ (۱۷۰) اور (حقیقت یہ ہے کہ) یہ لوگ جنھوں نے (اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے سے اِس طرح) انکار کر دیا ہے، اِن کی تمثیل ایسی ہے، جیسے کوئی شخص اُن چیزوں کو پکارے جو پکارنے اور چلانے کے سوا کچھ نہ سنتی ہوں۔ یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، اِس لیے کچھ نہیں سمجھتے (۱۷۱)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

یایها الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا...

"یہ خطاب عربوں سے ہے کہ تم نے اپنے جی سے محض اپنے مشرکانہ توہمات کے تحت جو حلال و حرام ٹھہرا رکھے ہیں ان کی کوئی شرعی سند نہیں بلکہ یہ راہ تمھیں شیطان نے سجھائی ہے اور اس طرح خدا کے حق تحریم و تحلیل میں مداخلت کر کے شرک کے مرتکب ہوئے ہو۔" (تدبر قرآن، ج۱، ص۴۰۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"یہ خطاب عام نسل انسانی سے ہے۔ کھانے کی اجازت مل رہی ہے نہ کہ حکم۔ مراد یہ نہیں کہ لازمی طور پر کھاؤ۔" (تفسیر ماجدی، ص۶۲، خان پبلشرز نئی دہلی)

"غیر اللہ کے تقرب کے لیے جانوروں کو چھوڑ دینا اور عمل کو موجب برکت سمجھنا اور ان جانوروں کو اپنے اوپر حرام کر لینا یہ سب افعال ناجائز اور ان کا کرنا گناہ ہے۔ اگر کسی شخص نے جہالت یا غفلت سے کسی جانور کو کسی غیر اللہ کے نام پر نامزد کر کے چھوڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا تو اس کی توبہ یہی ہے کہ اپنے اس خیال حرمت سے رجوع کرے اور اس فعل سے توبہ کرے تو پھر اس کا گوشت حلال ہو جائے گا۔'' (معارف القرآن، ج۱ص۴۱۲، ادارۃ المعارف، کراچی)

حکم الٰہی کے بغیر تحلیل و تحریم شرک ہے

''چونکہ خدا کے حکم کے بغیر تحریم و تحلیل شرک ہے، اس لیے قرآن میں شرک اور تحریم و تحلیل کا مضمون جگہ جگہ ایک ساتھ بیان ہوا ہے۔ مثلاً سورۂ نحل آیت ۳۵ میں، سورۂ انعام آیت ۱۴۸ میں۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۴۰۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''اللہ تعالیٰ کی حلال فرمائی چیزوں کو حرام قرار دینا اس کی رزاقیت سے بغاوت ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مال میں اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہوں وہ ان کے لیے حلال ہے اور اسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو باطل سے بے تعلق پیدا کیا پھر ان کے پاس شیاطین آئے اور انھوں نے دین سے بہکایا اور جو میں نے ان کے لیے حلال کیا تھا اس کو حرام ٹھہرایا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا: میں نے یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کی تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات کر دے حضور نے فرمایا کہ اے سعد اپنی خوراک پاک کرو مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک قبولیت سے محرومی رہتی ہے۔'' (خزائن العرفان، ص۴۶، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

حلال اور طیب

''آیت میں حلال کے ساتھ طیب کی صفت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ اسلام میں جو چیزیں جائز ہیں وہ لازماً پاکیزہ بھی ہیں گویا ہر چیز کے ساتھ جواز اور عدم جواز کے امتیاز کے لیے جس طرح ایک شرعی اور قانونی معیار ہے اسی طرح ایک عقلی اور فطری معیار بھی ہے۔ جو چیزیں ظاہری گندگی اور عقلی و اخلاقی مفاسد سے آلودہ نہیں ہیں وہ سب چیزیں حلال ہیں۔ اس کے برعکس جن چیزوں کے اندر کوئی ظاہری یا باطنی گندگی موجود ہے وہ ناجائز ٹھہرا دی گئی ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۴۰۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''لفظ حل کے اصل معنی گرہ کھولنے کے ہیں جو چیز انسان کے لیے حلال کر دی گئی گویا ایک گرہ کھول دی گئی اور پابندی ہٹا دی گئی۔ حضرت سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ نجات تین چیزوں میں منحصر ہے، حلال کھانا، فرائض ادا کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کرنا۔ لفظ طیب کے معنی ہیں پاکیزہ جس میں شرعی حلال ہونا بھی داخل ہے اور طبعی مرغوب ہونا بھی۔'' (معارف القرآن، ج۱ص۴۱۱، ادارۃ المعارف، کراچی)

''ظاہری صفائی کو قرآن نے طیب کے لفظ سے اور حقیقی پاکیزگی کو حلال کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ حلال اس چیز کو کہتے ہیں کہ نہ تو ذاتی طور پر حرام ہو جیسے حرام جانور، مردار، شراب وغیرہ اور نہ ایسے طریقوں سے حاصل کی گئی ہو جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے جیسے چوری سود وغیرہ۔'' (ضیاء القرآن، ج۱ص۱۱۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

خطوات

''خطوہ کی جمع ہے اتنی مقدار کو خطوہ کہتے ہیں جو دونوں قدموں کے درمیان کا فاصلہ ہے۔ خطوات شیطان سے مراد شیطانی اعمال وافعال ہیں۔'' (معارف القرآن، ج۱ص۴۱۱، ادارۃ المعارف، کراچی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انما یامرکم بالسوء والفحشاء...

امر کا مفہوم

''امر کے معنی جس طرح کسی بات کا حکم دینے کے ہیں اسی طرح کوئی بات سمجھانے یا اس کا مشورہ دینے کے بھی ہیں۔ شیطان کے امر کرنے سے مراد اس کا ان باتوں کے لیے دلوں میں وسوسہ اندازی کرنا اور نگاہوں میں ان کو کھبانا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱،ص۴۱۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''انما یامرکم، شیطان کے امر اور حکم کرنے سے مراد دل میں وسوسہ ڈالنا ہے۔'' (معارف القرآن، ج۱،ص۴۱۱، ادارۃ المعارف، کراچی)

'السوء' اور 'الفحشاء' کا مفہوم

''سوء کا لفظ وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ بدی اور گناہ کے علاوہ یہ جسمانی اور مادی نقصان اور بیماری کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ 'فحشاء' کا لفظ کھلی ہوئی بدکاری اور بے حیائی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ قرآن میں اس سے زنا، لواطت اور ننگے ہو کر طواف کرنے کی قسم کی برائیوں کی طرف اشارے کیے گئے ہیں۔ جب سوء اور فحشا دونوں لفظ ایک ساتھ جمع ہو جاتے ہیں تو یہ نہ صرف تمام چھوٹی بڑی برائیوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتے ہیں بلکہ ہر طرح کے مالی، جسمانی اور عقلی نقصانات و مصائب بھی ان کے تحت آ جاتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱،ص۴۱۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''لفظ 'السوء' پر 'الفحشاء' کا عطف اور اس کے لیے 'یامرکم' کا فعل دلیل ہے کہ یہاں یہ بدی اور گناہ ہی کے معنی میں آیا ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور ص۱۰، اگست ۲۰۰۱)

''سوء: ہر وہ چیز جس کو دیکھ کر عقل مند شریف آدمی کو دکھ ہو۔ فحشاء: بے حیائی کا کام۔'' (معارف القرآن، ج۱، ص۴۱۱، ادارۃ المعارف، کراچی)

واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللّٰہ...

ماضی کے ورثہ کا احترام، مگر

''مجرد یہ چیز کہ ایک بات باپ دادا سے چلی آ رہی ہے اس کی صحت و صداقت ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں ہے، بلکہ تحقیق و تنقید کی کسوٹی پر رکھ کر یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ بات اگر مجرد عقل و رائے سے تعلق رکھنے والی ہے تو وہ عقل کی میزان پر پوری اترتی ہے کہ نہیں اور اگر دین سے تعلق رکھنے والی ہے تو اس کی کوئی مضبوط اور قابل اعتماد سند ہے یا نہیں۔ گویا قرآن مجید مجرد تقلید پر اعتماد کرنے کے بجائے تحقیق و تنقید کے لیے برابر آنکھیں کھلی رکھنے کی دعوت دیتا ہے اور دوسری طرف وہ ماضی کے ورثہ کو احترام کی نگاہ سے دیکھنے کی بھی ہدایت کرتا ہے اور بغیر تحقیق و تنقید اس سے دستبردار ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۴۱۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

جائز و ناجائز تقلید

''اس آیت سے جس طرح باپ دادوں کی اندھی تقلید و اتباع کی مذمت ثابت ہوئی اس طرح جائز تقلید و اتباع کے شرائط اور ایک ضابطہ بھی معلوم ہو گیا جس کی طرف دو لفظوں میں اشارہ فرمایا گیا ہے 'لا یعقلون اور لا یھتدون' میں۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان آبا واجداد کی تقلید واتباع کو اس لیے منع کیا گیا تھا کہ انھیں نہ تو عقل تھی اور نہ وہ ہدایت پر تھے۔ جولوگ تقلید آئمۂ مجتہدین کے خلاف اس طرح کی آیات پڑھ دیتے ہیں وہ خود ان آیات کے مدلول سے واقف نہیں۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے اس آیت کوتقلید کی مذمت میں پیش کیا ہے۔ یہ باطل کے معاملہ میں تو صحیح ہے لیکن حق کے معاملہ میں تقلید سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ حق میں تقلید کرنا تو دین کے اصول میں سے ایک مستقل بنیاد ہے اور مسلمانوں کے دین کی حفاظت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جو شخص اجتہاد کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ دین کے معاملہ میں تقلید ہی پر اعتماد کرتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے کلام میں (سورۂ یوسف) ان دونوں چیزوں کی وضاحت اس طرح آتی ہے: میں نے ان لوگوں کی ملت و مذہب کو چھوڑ دیا جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور جو آخرت کے منکر ہیں اور میں نے اتباع کیا اپنے آبا ابراہیم اسحٰق اور یعقوب کا۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۱۳، ادارۃ المعارف، کراچی)

'' آیت میں جس امر کی مذمت وارد ہوئی ہے وہ نفس تقلید کی نہیں، بلکہ گمراہ و نادان اسلاف کی تقلید کی ہے اور یہ قید خود اس امر کی دلیل ہے کہ محققین اہل علم کی تقلید جائز ہی نہیں بلکہ مطلوب ہے۔ کسی مریض سے اگر کہا جائے کہ تم نے بھی کیا حماقت کی کہ ایک اناڑی اور ان پڑھ کا علاج شروع کر دیا تو ظاہر ہے کہ فقرہ سے مذمت نفس علاج مراد نہیں بلکہ ان پڑھ اور اناڑی سے علاج کی تھی اور نفس علاج کی مقصودیت یا مطلوبیت ہی ظاہر ہوئی۔'' (تفسیر ماجدی، ص ۶۳، خان پبلشرز نئی دہلی)

ومثل الذين كفروا كمثل الذين ينعق بما لا يسمع الا دعا ونداء...

تمثیل

'' نعق ینعق کے معنی چیخنے اور آواز دینے کے ہیں۔ یہاں یہ ایک تمثیل ہے۔ جو لوگ عقل و بصیرت سے کام لینے کے بجائے اندھے بہرے ہو کر محض باپ دادا کی تقلید پر اڑ گئے ہیں ان کی تشبیہ بھیڑ بکریوں کے گلے سے دی گئی ہے جو عقل وادراک سے بالکل عاری اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے بالکل محروم ہوتا ہے۔ یہ تمثیل تمام عقلی وروحانی تقاضوں سے ان کی محرومی کی تمثیل ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۱۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

'' ان کافروں کی کیفیت (نافہمی میں) اس جانور کی کیفیت کے مثل ہے کہ جو پکارنے اور بلانے والے کی آواز تو سنتا ہے مگر سمجھتا کچھ بھی نہیں اسی طرح یہ کفار بھی ظاہری بات چیت سنتے تو ہیں لیکن کام کی بات سے بالکل بہرے ہیں گویا سنتے ہی نہیں، گونگے ہیں کہ ان کی زبان پر بھی کام کی بات نہیں آتی، اندھے ہیں کہ انھیں نفع نقصان نظر ہی نہیں آتا۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۱۳، ادارۃ المعارف، کراچی)

'' اس تمثیل کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ ان لوگوں کی حالت ان بے عقل جانوروں کی سی ہے جن کے گلے اپنے اپنے چرواہوں کے پیچھے چلے جاتے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے ان کی صداؤں پر حرکت کرتے ہیں اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان کو دعوت و تبلیغ کرتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا جانوروں کو پکارا جا رہا ہے جو فقط آواز سنتے ہیں مگر کچھ نہیں سمجھتے کہ کہنے والا ان سے کیا کہتا ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۳۴، ادارہ ترجمان القرآن لاہور)

دعا اور ندا

'' یہاں دعا سے قریب کی آواز اور ندا سے دور کی آواز مراد ہے۔'' (احسن البیان، ص ۱۱۱، دار السلام پبلشرز ریاض)

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ(172) اِنَّمَا حَرَّمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(173) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا
يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ(174)
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ(175) ذٰلِكَ بِاَنَّ
اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ(176)

تراجم

۱۔اے ایمان والو! کھاؤ ستھری چیزیں، جو تم کو روزی دی ہم نے اور شکر کرو اللہ کا، اگر تم اسی کے بندے ہو(۱۷۲) یہی حرام کیا ہے تم پر مُردہ اور لہو اور گوشت سؤر کا، اور جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کا۔ پھر جو کوئی پھنسا ہو، نہ بے حکمی کرتا ہے نہ زیادتی، تو اس پر نہیں گناہ۔ اللہ بخشنے والا ہے مہربان(۱۷۳) جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ نازل کی اللہ نے کتاب اور لیتے ہیں اس پر مول تھوڑا، وہ نہیں کھاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ، اور نہ بات کرے گا ان سے قیامت کے دن، اور نہ سنوارے گا ان کو اور ان کو دُکھ کی مار ہے(۱۷۴) وہی ہیں جنھوں نے خرید کی گمراہی، بدلے راہ کے، اور مار بدلے مہر کے، سو کیا سہار ہے ان کو آگ کی(۱۷۵) یہ اس واسطے کہ اللہ نے اُتاری کتاب سچی اور جنھوں نے کئی راہیں نکالیں کتاب میں وہ ضد میں دور پڑے ہیں(۱۷۶)۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اے ایمان والو! جو (شرع کی رو سے) پاک چیزیں ہم نے تم کو مرحمت فرمائی ہیں ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ (برتو) اور حق تعالیٰ کی شکرگزاری کرو۔ اگر تم خاص ان کے ساتھ غلامی کا تعلق رکھتے ہو(۱۷۲) اللہ تعالیٰ نے تو تم پر صرف حرام کیا ہے مُردار کو اور خون کو (جو بہتا ہو) اور خنزیر کے گوشت کو (اسی طرح اس کے سب اجزا کو بھی) اور ایسے جانور کو جو (بقصد تقرب) غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو۔ پھر بھی جو شخص (بھوک سے بہت ہی) بیتاب ہو جاوے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ (قدر حاجت سے) تجاوز کرنے والا ہو تو اس شخص پر کچھ گناہ نہیں ہوتا۔ واقعی اللہ تعالیٰ ہیں بڑے غفور رحیم(۱۷۳) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب (کے مضامین) کا اخفا کرتے ہیں اور اس کے معاوضہ میں (دنیا کی) متاعِ قلیل وصول کرتے ہیں ایسے لوگ اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ (کے انگارے) بھر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے نہ تو قیامت میں (لطف کے ساتھ) کلام کریں گے اور نہ (گناہ معاف کرکے) ان کی صفائی کریں گے اور ان کو سزائے دردناک ہوگی(۱۷۴) یہ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے (دنیا میں تو) ہدایت چھوڑ کر ضلالت اختیار کی اور (آخرت میں) مغفرت چھوڑ کر عذاب (سر پر لیا) سو دوزخ کے لیے کیسے باہمت ہیں(۱۷۵) یہ (ساری مذکورہ) سزائیں (ان کو) اس وجہ سے ہیں کہ حق تعالیٰ نے (اس) کتاب کو ٹھیک ٹھیک بھیجا تھا اور جو لوگ (ایسی) کتاب میں بے راہی کریں وہ بڑی دور کے خلاف میں ہوں گے(۱۷۶)۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو(۱۷۲) اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے(۱۷۳) وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا اور نہ انھیں ستھرا کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے(۱۷۴) وہ لوگ جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انھیں آگ کی سہار (برداشت) ہے (۱۷۵) یہ اس لیے کہ اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اُتاری اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے وہ ضرور پرلے درجے کے جھگڑالو ہیں (۱۷۶)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمھیں دے رکھی ہیں انھیں کھاؤ پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرو، اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو (۱۷۲) تم پر مُردہ اور (بہا ہوا) خون اور سؤر کا گوشت اور ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا دوسروں کے نام پر مشہور کی جائے حرام ہے۔ پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں، اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا، مہربان ہے (۱۷۳) بے شک یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اُتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں یقین مانو کہ یہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا نہ انھیں پاک کرے گا، بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۷۴) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے اور عذاب کو مغفرت کے بدلے خرید لیا ہے۔ یہ لوگ آگ کا عذاب کتنا برداشت کرنے والے ہیں (۱۷۵) اِن عذابوں کا باعث یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سچی کتاب اُتاری، اور اس کتاب میں اختلاف کرنے والے یقیناً دور کے خلاف ہیں (۱۷۶)۔ (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہو تو جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں اُنھیں بے تکلف کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو (۱۷۲) اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ، خون سے اور سؤر کے گوشت سے پرہیز کرو، اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھا لے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے، تو اس پر کچھ گناہ نہیں، اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۱۷۳) حق یہ ہے کہ جو لوگ اُن احکام کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کیے ہیں اور تھوڑے سے دنیوی فائدوں پر اُنھیں بھینٹ چڑھاتے ہیں، وہ دراصل اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں۔ قیامت کے روز اللہ ہرگز ان سے بات نہ کرے گا، نہ اُنھیں پاکیزہ ٹھیرائے گا، اور اُن کے لیے دردناک سزا ہے (۱۷۴) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے ضلالت خریدی اور مغفرت کے بدلے عذاب مول لے لیا۔ کیسا عجیب ہے ان کا حوصلہ کہ جہنم کا عذاب برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں! (۱۷۵) یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا کہ اللہ نے تو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق کتاب نازل کی تھی مگر جن لوگوں نے کتاب میں اختلافات نکالے وہ اپنے جھگڑوں میں حق سے بہت دور نکل گئے (۱۷۶)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو بخشی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ ہی کے شکر گزار بنو اگر تم اسی کی بندگی کرنے والے ہو (۱۷۲) اس نے تو بس تمھارے لیے مُردار، خون، سؤر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کے ذبیحہ کو حرام ٹھہرایا ہے۔ اس پر بھی جو مجبور ہو جائے اور وہ خواہش مند اور حد سے آگے بڑھنے والا نہ ہو تو اس کے لیے کوئی گناہ نہیں۔ اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے (۱۷۳) بے شک جو لوگ اس چیز کو چھپاتے ہیں جو خدا نے اپنی کتاب میں سے اُتاری ہے اور اس کے عوض میں حقیر قیمت قبول کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے پیٹوں میں صرف دوزخ کی آگ بھر رہے ہیں۔ ان لوگوں سے خدا قیامت کے دن نہ تو بات کرے گا نہ ان کو پاک کرے گا۔ ان کے لیے بس عذاب دردناک ہے (۱۷۴) یہی لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت پر اور عذاب کو مغفرت پر ترجیح دی۔ یہ دوزخ کے معاملہ میں کتنے ڈھیٹ ہیں (۱۷۵) یہ اس لیے ہوگا کہ اللہ نے اپنی کتاب حق کے ساتھ اُتاری ہے اور جن لوگوں نے اس کتاب کے معاملہ میں اختلاف کیا ہے وہ مخالفت میں بہت دور نکل گئے (۱۷۶)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ ایمان والو، (یہ اگر اپنی اِن بدعتوں کو نہیں چھوڑتے تو اِنھیں اِن کے حال پر چھوڑو، اور) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھیں عطا فرمائی ہیں، اُنھیں (بغیر کسی تردد کے) کھاؤ اور اللہ ہی کے شکرگزار بنو، اگر تم اُسی کی پرستش کرنے والے ہو(۱۷۲) اس نے تو تمھارے لیے صرف مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ٹھیرایا ہے۔ اِس پر بھی جو مجبور ہو جائے، اِس طرح کہ نہ چاہنے والا ہو، نہ حد سے بڑھنے والا تو اُس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ، یقیناً بخشنے والا ہے، وہ سراسر رحمت ہے(۱۷۳) (یہ اہل کتاب تو جانتے تھے کہ یہی حق ہے، لیکن اُنھوں نے اِسے چھپایا)۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اُن باتوں کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں اتاری ہیں اور اُس کے بدلے میں (دنیا کی) بہت تھوڑی قیمت قبول کر لیتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں صرف دوزخ کی آگ بھرتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ نہ اُن سے بات کرے گا، نہ اُنھیں پاکیزہ بنائے گا اور اُن کے لیے (وہاں) ایک دردناک عذاب مقرر ہے(۱۷۴) یہی لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اور مغفرت کے بدلے عذاب خریدا ہے۔ سو دوزخ کے معاملے میں یہ کتنے جری ہیں!(۱۷۵) یہ اِس لیے ہوگا کہ اللہ نے اپنی یہ کتاب قولِ فیصل کے ساتھ اتاری ہے اور یہ لوگ جنھوں نے اِس کتاب کے معاملے میں اختلاف کیا ہے، یہ اپنی ضد میں بہت دور نکل گئے ہیں(۱۷۶)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

یایھا الذین آمنوا کلوا من طیبت...

مسلمانوں کے تردد کا ازالہ

''یہاں مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر مشرکین اپنی مشرکانہ بدعات پر اڑے رہنا چاہتے ہیں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑو اور تم ان ناروا پابندیوں کو اٹھا کر ان تمام چیزوں کو کھاؤ جو اللہ نے تمھیں بخشی ہیں۔ مسلمانوں کو خاص طور پر مخاطب کر کے یہ بات کہنے کی ضرورت اس وجہ سے تھی کہ کھانے پینے کا معاملہ بالخصوص جب کہ ایسی چیزوں کے کھانے کا معاملہ ہو جن کو پرانے زمانے سے مذہبی تقدس کی بنیاد پر حرمت کا درجہ حاصل رہا ہو، ایک نازک معاملہ تھا۔ اس طرح کے معاملات میں انسان شکی اور وہمی ہو جاتا ہے۔ روایت کے خلاف کسی چیز کے کھانے پینے سے طبیعت میں نہ صرف ایک قسم کی جھجک پیدا ہو جاتی ہے بلکہ بعض لوگ اس کو تقویٰ اور دینداری کے خلاف بھی سمجھتے ہیں۔ شروع شروع میں یہ حالت بعض مسلمانوں کو بھی پیش آئی جس کی وجہ سے قرآن نے ان کو یہ تنبیہ کی کہ یہ چیز خدا کی شکرگزاری اور اس کی بندگی کے منافی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۴۱۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

مسلمانوں سے خطاب

''خطاب اب تک عامۃ الناس سے تھا۔ حلال و حرام کے باب میں مشرکین کی غلطی کے اظہار کے لیے اب خطاب صرف مومنین سے ہے۔ ان سے ارشاد ہو رہا ہے کہ حلال و حرام کے باب میں منکرین کی پیروی نہ کریں۔'' (تفسیر ماجدی، ج۱، ص۶۳، خان پبلشرز نئی دہلی)

انما حرم علیکم المیتۃ والدم...

ملت ابراہیمی میں حرام وحلال

''یہ اشارہ ہے ان چیزوں کی طرف جو اصلاً ملت ابراہیمی میں حرام ٹھہرائی گئی تھیں اور مقصود اس سے ہرگز حرام و حلال کی تفصیل پیش کرنا نہیں بلکہ صرف مشرکین کی تردید ہے کہ انھوں نے اپنے مشرکانہ توہمات کے تحت چوپایوں میں سے بعض کو جو حرام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دے دیا ہے یہ بالکل بے سند بات ہے۔ بعض لوگ زیر بحث آیت کو اس کے موقع و محل سے بالکل الگ کر کے اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ اسلام میں بس یہی چیزیں حرام ہیں جو اس آیت میں مذکور ہیں لیکن یہ خیال صریحاً غلط ہے۔ اس طرح کے لوگوں کی تردید کے لیے دوسری باتوں کے علاوہ تنہا یہی بات کافی ہے کہ زیر بحث آیت میں 'میتة' کا جو لفظ آیا ہے سورۂ مائدہ کی آیت ۳ میں اس کی وضاحت میں پانچ چیزیں گنائی گئی ہیں۔ پھر مزید بعض چیزوں کی بھی حرمت بیان ہوئی ہے جن کی طرف اس آیت میں کوئی اشارہ نہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۴۱۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

کلمۂ حصر

حصر مطلق نہیں حصر اضافی

''کلمۂ 'انما' حصر کے لیے آتا ہے۔ اس لیے آیت کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف وہ چیزیں حرام کی ہیں جن کا ذکر آگے کیا جاتا ہے اس کے سوا کچھ حرام نہیں۔ مگر اس پر اشکال یہ ہے کہ دوسری آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ان چند چیزوں کے علاوہ بھی بہت سی چیزوں کی حرمت ثابت ہے تو یہ حصر اور حرمت ماسویٰ کی نفی کیسے ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ یہاں مطلق حلال و حرام کا بیان نہیں بلکہ ان مخصوص جانوروں کی حلت و حرمت کا بیان ہے جن کے بارے میں مشرکین مکہ اپنے مشرکانہ عقائد کی وجہ سے غلطیاں کیا کرتے تھے۔ اس لیے یہاں اس پس منظر میں یہ بتایا گیا کہ اللہ کے نزدیک فلاں فلاں جانور حرام ہیں جن سے تم اجتناب نہیں کرتے اور جو اللہ کے نزدیک حلال ہیں ان سے پرہیز کرتے ہو، اس لیے اس جگہ حصر مطلق نہیں اضافی ہے مشرکانہ عقائد کے بالمقابل۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۴۱۶، ادارۃ المعارف کراچی)

''اس آیت میں چار چیزوں کا ذکر ہے لیکن اسے کلمۂ حصر 'انما' سے بیان کیا گیا ہے جس سے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حرام صرف یہی چار چیزیں ہیں جب کہ ان کے علاوہ بھی کئی چیزیں حرام ہیں۔ اس لیے اول تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ حصر ایک خاص سیاق میں آیا ہے یعنی مشرکین کے اس فعل کے ضمن میں کہ وہ حلال جانوروں کو بھی حرام قرار دے لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ حرام نہیں، حرام تو صرف یہ ہیں۔ اس لیے یہ حصر اضافی ہے یعنی اس کے علاوہ بھی دیگر محرمات ہیں جو یہاں مذکور نہیں۔ دوسرے حدیث میں دو اصول جانوروں کی حلت و حرمت کے لیے بیان کر دیئے گئے ہیں، وہ آیت کی تفسیر کے ضمن میں سامنے رہنے چاہییں۔ درندوں میں ذوناب (وہ درندہ جو کچلیوں سے شکار کرے) اور پرندوں میں ذومخلب (جو پنجے سے شکار کرے) حرام ہیں۔ تیسرے جن جانوروں کی حرمت حدیث سے ثابت ہے مثلاً گدھا یا کتا وغیرہ وہ بھی حرام ہیں۔ جس سے اس بات کی طرف اشارہ نکلتا ہے کہ حدیث بھی قرآن کی طرح دین کا ماخذ اور دین میں حجت ہے۔'' (احسن البیان، ص ۱۱۱، دار السلام ریاض)

''کھانے پینے کی چیزوں میں قرآن نے اصلاً چار ہی چیزیں حرام قرار دی ہیں اس کے علاوہ جو چیزیں کھانے کے لیے موزوں نہیں سمجھی جاتیں، وہ ممنوعات فطرت ہیں۔ انسان ہمیشہ سے جانتا ہے کہ شیر، چیتے، ہاتھی، چیل، کوے، گدھ، عقاب، سانپ، بچھو، اور خود انسان کوئی کھانے کی چیز نہیں ہے۔ اسے معلوم ہے کہ گھوڑے اور گدھے دستر خوان کی لذت کے لیے نہیں، بلکہ سواری کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ ان جانوروں کے بول و براز کی نجاست سے بھی وہ پوری طرح واقف ہے۔ نشہ آور چیزوں کی غلاظت کو سمجھنے میں بھی اس کی عقل عام طور پر صحیح فیصلہ کرتی ہے۔ چنانچہ خدا کی شریعت نے اس معاملے میں انسان کو اصلاً اس کی فطرت ہی کی رہنمائی پر چھوڑ دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچلی والے درندوں، چنگال والے پرندوں، جلالہ، اور پالتو گدھے وغیرہ کا گوشت کھانے کی جو ممانعت روایت ہوئی ہے وہ اسی فطرت کا بیان ہے۔ شراب کی ممانعت سے متعلق قرآن حکیم کا حکم بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی قبیل سے ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ انسان کی یہ فطرت کبھی کبھی مسخ بھی ہو جاتی ہے۔لیکن دنیا میں انسانوں کی عادات کا عام مطالعہ بتاتا ہے کہ ان کی ایک بڑی تعداد اس معاملے میں بالعموم غلطی نہیں کرتی۔ چنانچہ شریعت نے اسی طرح کی کسی چیز کو اپنا موضوع نہیں بنایا۔ اس باب میں شریعت کا موضوع صرف وہ جانور اور ان کے متعلقات ہیں جن کی حرمت وحلت کا فیصلہ تنہا عقل و فطرت کی رہنمائی میں کر لینا انسان کے لیے ممکن نہ تھا۔ سؤر انعام کی قسم کے بہائم میں سے ہے لیکن وہ درندوں کی طرح گوشت بھی کھاتا ہے پھر اسے کھانے کا جانور سمجھا جائے یا نہ کھانے کا؟ وہ جانور جنھیں ہم ذبح کر کے کھاتے ہیں اگر تزکیے کے بغیر مر جائیں تو ان کا کیا حکم ہونا چاہیے؟ انھی جانوروں کا خون کیا ان کے بول و براز کی طرح نجس ہے یا اسے حلال وطیب قرار دیا جائے گا۔ یہ اگر اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کر دیے جائیں تو کیا پھر بھی حلال ہی رہیں گے؟ ان سوالوں کا کوئی واضح اور قطعی جواب چونکہ انسان کے لیے دینا مشکل تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے ذریعے سے اسے بتایا کہ سور، خون، مردار اور خدا کے سوا کسی اور کے نام ذبح کیے گئے جانور بھی کھانے کے لیے پاک نہیں ہیں اور انسان کو ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۱۴، ستمبر ۲۰۰۱)

ظاہری اور باطنی گندگی

''مردار، خون اور لحم خنزیر کی حرمت تو ان کی ظاہری گندگی کے سبب سے ہے، رہی غیر اللہ کے ذبیحہ کی حرمت تو اس حرمت کی وجہ اس کی باطنی گندگی ہے۔ شرک سب سے بڑی عقلی اور باطنی نجاست ہے۔ اس وجہ سے اگر کسی پہلو سے اس کی چھوت بھی کسی پاک چیز کو لگ جائے تو وہ بھی ناپاک ہو جاتی ہے۔ اسلام کا مطالبہ اپنے پیرووں سے صرف ظاہری گناہ چھوڑنے کا نہیں ہے، بلکہ گناہ باطنی کے چھوڑنے کا بھی ہے۔ 'و ذروا ظاھر الاثم و باطنہ'۔ اسی ضابطے کے تحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۴۱۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

میتة

''میتة کو اردو میں مردار کہتے ہیں۔ اس سے مراد وہ جانور ہے جس کے حلال ہونے کے لیے از روئے شرع ذبح کرنا ضروری ہو۔ اگر ایسا جانور خود مر جائے، یا گلا گھونٹ کر یا کسی دوسری چوٹ سے مار دیا جائے تو وہ مردار اور حرام ہے۔ لیکن خود قرآن کریم کی دوسری آیت 'و احل لکم صید البحر' سے معلوم ہوا کہ دریائی جانور کے لیے ذبح کرنا شرط نہیں۔ وہ بلا ذبح جائز ہے۔ مچھلی اور ٹڈی بلا ذبح کیے حلال ہیں البتہ مچھلی اگر خود سڑ کر پانی کے اوپر آ جائے تو وہ حرام ہے۔ میتة کا جس طرح گوشت کھانا حرام ہے اس طرح اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ مردار جانور کی چربی اور اس سے بنائی ہوئی چیزیں بھی حرام ہیں۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۴۱۹، ادارۃ المعارف کراچی)

خون

''بہتا ہوا خون حرام ہے۔ اس لیے باتفاق فقہا منجمد خون جیسے گردہ اور تلی وغیرہ حلال ہیں۔ جو خون ذبح کے بعد گوشت پر لگا رہ جاتا ہے، وہ حلال ہے۔ مچھر، مکھی، کھٹمل وغیرہ کا خون بھی ناپاک نہیں مگر زیادہ ہو تو اس کا دھونا ضروری ہے۔ جس طرح خون کا کھانا پینا حرام ہے اس طرح اس کا خارجی استعمال بھی حرام ہے۔ البتہ اضطراری حالت میں شریعت کی دی ہوئی سہولتوں کے تحت کسی مریض کی جان بچانے کے لیے خون دیا جا سکتا ہے۔ اس کی مثال دودھ کی ہے جو بدن انسانی سے بغیر کانٹ چھانٹ کے نکلتا ہے اور دوسرے انسان کا جز بنتا ہے۔ انسانی دودھ علاج کے لیے بڑوں کو بھی استعمال کروایا جا سکتا ہے۔ عالمگیری میں ہے کہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مضائقہ نہیں کہ دوا کے لیے کسی شخص کی ناک میں عورت کا دودھ ڈالا جائے یا پینے میں استعمال کیا جائے۔'' (معارف القرآن، ج۱،ص۴۲۰،ادارۃ المعارف کراچی)

خنزیر

''خنزیر کا صرف گوشت نہیں بلکہ اس کے تمام اجزا ہڈی، کھال، بال، پٹھے سب ہی باجماع امت حرام ہیں۔ لفظ لحم بڑھا کر اشارہ اس طرف ہے کہ خنزیر دوسرے حرام جانوروں کی طرح نہیں ہے کہ ذبح کرنے سے پاک ہوسکتے ہیں۔ خنزیر کا گوشت ذبح کرنے سے بھی پاک نہیں ہوسکتا۔'' (معارف القرآن، ج۱،ص۴۲۱،ادارۃ المعارف کراچی)

''بعض لوگ کہتے ہیں کہ خنزیر کے گوشت کی حرمت سے چربی کی حرمت کہاں لازم آتی ہے۔ فقیہ ابن العربی مالکی کہتے ہیں کہ یہ اعتراض اہل عجم کی طرف سے ہوا ہے جو نہیں جانتے کہ لفظ لحم میں شحم داخل ہے، البتہ شحم میں لحم شامل نہیں۔ جس طرح ہر حمد شکر ہے، لیکن ہر شکر حمد نہیں۔'' (تفسیر ماجدی، ج۱،ص۶۴،خان پبلشرز، نئی دہلی)

''فقہی احکام اور شرعی حرمت سے قطع نظر خنزیر ہے ہی ایسی نجس چیز کہ خود فطرت سلیم اسے گندہ سمجھتی ہے یہاں تک کہ لفظ خنزیر بھی عربی زبان کے بعض ماہرین کے خیال میں 'قذر الشیء' کے معنی میں ہے کہ 'وہ چیز گندی ہوگئی'۔ انگریزی زبان میں بھی جتنے نام اس جانور کے ہیں مثلاً pig, swine, hog یا اس جانور کے گوشت کے نام مثلاً bacon, pork, ham وہ بھی سب کے سب دلالت ثانوی گندگی اور غلاظت پر کرتے ہیں۔ پرانی قومیں مثلاً اہل مصر بھی اسے نجس سمجھتی رہی ہیں۔ خود یہود کے لیے بھی یہ حرام تھا۔ صراحت کے ساتھ بائبل میں موجود ہے: ''اور سؤر کہ کھر اس کا دو حصہ ہوتا ہے اور اس کا پاؤں چرا ہے، پر وہ جگالی نہیں کرتا۔ وہ بھی تمھارے لیے ناپاک ہے۔ (احبار) اور سؤر بھی کہ اس کے کھر چرے ہیں، یہ جگالی نہیں کرتا اور یہی تمھارے لیے ناپاک ہے۔ تم اس کا گوشت نہ کھائیو نہ اس کی لاش کو ہاتھ لگائیو۔'' (استثنا ۱۴:۸)'' (تفسیر ماجدی، ج۱،ص۶۴،خان پبلشرز، نئی دہلی)

ما اهل به لغير الله

''وہ جانور جو غیر اللہ کے لیے نامزد کر دیا گیا ہو اس کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں، ۱۔ کسی جانور کو غیر اللہ کے تقرب کے لیے ذبح کیا جائے اور بوقت ذبح بھی اسی غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ یہ صورت باتفاق امت حرام ہے۔ ۲۔ کسی جانور کو غیر اللہ کے تقرب کے لیے ذبح کیا جائے مگر بوقت ذبح نام اس پر اللہ کا لیا جائے جیسے بہت سے ناواقف مسلمان بزرگوں، پیروں کے نام پر ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے بکرے مرغے وغیرہ ذبح کرتے ہیں، لیکن ذبح کے وقت البتہ اس پر اللہ کا نام لیتے ہیں۔ یہ صورت بھی باتفاق امت حرام ہے، مگر تخریج دلیل میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات نے اس کو غیر اللہ کا مدلول صریح قرار دیا ہے جیسے حاشیہ بیضاوی میں یا درمختار میں۔ بعض حضرات نے اس صورت کو 'ما اهل به لغير الله' کا مدلول صریح تو نہیں بتلایا مگر بوجہ اشتراک علت یعنی تقرب الی غیر اللہ کی نیت کے اس کو بھی ما اہل بہ لغیر اللہ کے ساتھ ملحق کر کے حرام قرار دیا ہے۔ احقر کے نزدیک بھی یہی وجہ بہتر ہے۔ نیز اس صورت کی حرمت کے لیے ایک مستقل آیت بھی دلیل ہے یعنی 'وما ذبح على النصب'۔ نصب ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جن کی باطل طور پر پرستش کی جاتی ہے۔ معنی یہ ہیں کہ وہ جانور جن کو معبودات باطلہ کے لیے ذبح کیا گیا ہو۔ ما اہل کا مدلول صریح تو وہی جانور ہیں جن پر وقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو مگر ذبح علی النصب اس کے بالمقابل آیا ہے جس میں غیر اللہ کا نام لینے کا ذکر نہیں، صرف بتوں کی خوشنودی کی نیت سے ذبح کرنا مراد ہے۔ اس میں وہ جانور بھی شامل ہیں جن کو ذبح تو کیا گیا ہو غیر اللہ کے تقرب کے لیے مگر بوقت ذبح ان پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ حضرت علیؓ کے زمانہ میں فرزدق شاعر کے باپ نے ایک اونٹ ذبح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا جس پر کسی غیر اللہ کا نام لینے کا کوئی ذکر نہیں، مگر حضرت علیؓ نے اس کو بھی 'ما اھل لغیر اللّٰہ' میں داخل قرار دے کر حرام قرار دیا۔ اور سب صحابۂ کرام نے اس کو قبول کیا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کسی جانور کا کان کاٹ کر یا کوئی دوسری علامت لگا کر تقرب غیر اللہ کے لیے چھوڑ دیا جائے نہ اس سے کام لیں اور نہ اس کے ذبح کرنے کا قصد ہو بلکہ اس کے ذبح کو حرام جانیں۔ یہ جانور 'ما اھل به لغیر اللّٰه' اور 'ما ذبح على النصب' دونوں میں داخل نہیں، بلکہ اس قسم کا جانور بحیرہ، سائبہ وغیرہ میں داخل ہے۔ بنص قرآن یہ بھی حرام ہے مگر ان کے اس حرام عمل سے اور اس جانور کو حرام سمجھنے سے یہ جانور حرام نہیں ہو جاتا بلکہ اس کو حرام سمجھنے میں تو ان کے عقیدۂ باطلہ کی تائید وتقویت ہوتی ہے، اس لیے یہ جانور عام جانوروں کی طرح حلال ہے۔ مگر شرعی اصول کے مطابق یہ جانور اپنے مالک کی ملک سے خارج نہیں ہوا وہ شخص خود اس جانور کو فروخت کر دے یا ہبہ کر دے تو جانور حلال ہے۔ بعض جاہل مسلمان بعض مزارات پر ایسا ہی عمل کرتے ہیں کہ بکرا مرغا وغیرہ چھوڑ دیتے ہیں اور مزارات کے مجاورین کو اختیار دے دیتے ہیں کہ وہ ان کو فروخت کر دیتے ہیں تو جو لوگ ان جانوروں کو خریدتے ہیں۔ ان کے لیے ان کا خریدنا، ذبح کرنا، کھانا جائز ہے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۴۲۴، ادارۃ المعارف کراچی)

''غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا کے بجائے یا خدا کے ساتھ اس کی بالاتری بھی تسلیم کر رہے ہیں اور اس کو بھی منعم سمجھتے ہیں۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۳۵، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور)

نذر لغیر اللہ کا مسئلہ

''مٹھائی، کھانا وغیرہ جن کو غیر اللہ کے نام پر نذر (منت) کے طور پر ہندو لوگ بتوں پر اور جاہل مسلمان بزرگوں کے مزارات پر چڑھاتے ہیں۔ حضرات فقہا نے اس کو بھی اشتراک علت یعنی تقرب الی غیر اللہ کی وجہ سے 'ما اھل به لغیر اللّٰه' کے حکم میں قرار دے کر حرام کہا ہے۔ یہ مسئلہ قیاسی ہے جس کو نص قرآنی متعلقہ حیوانات پر قیاس کیا گیا ہے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۴۲۴، ادارۃ المعارف کراچی)

وقت ذبح اللہ کا نام لینے سے جانور حلال ہوتا ہے چاہے وہ کسی ولی یا نبی کے نام کا ہو

''ما اھل به لغیر اللّٰه کا ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ کے ترجمے کے مطابق یہ ہے کہ 'اور وہ جانور جس پر بلند کیا گیا ہو ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام'۔ بعض لوگ ان چیزوں کو بھی حرام کہہ دیتے ہیں جن پر کسی ولی یا نبی کا نام لے دیا جائے خواہ ذبح کے وقت اللہ کے نام سے ہی ذبح کیا جائے۔ کیونکہ اس طرح مشرکین کے مشرکانہ عمل سے تشبیہ ہو جاتی ہے کیونکہ وہ بھی اپنے بتوں کے نام لے دیا کرتے تھے لیکن اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے اس عمل کو مشرکین کے عمل سے ظاہری یا باطنی، صوری یا معنوی کسی قسم کی بھی مشابہت نہیں۔ کفار جب ایسے جانوروں کو ذبح کرتے تھے تو اپنے بتوں کا نام لے کر ان کے گلے پر چھری پھیرتے۔ وہ کہتے باسم اللات والعزی اور مسلمان ذبح کرتے وقت اللہ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لینا گوارا ہی نہیں کرتے۔ اس لیے ظاہری مشابہت نہ ہوئی۔ نیز کافران جانوروں کو ذبح کرتے وقت ان بتوں کی عبادت کی نیت سے ان کی جان تلف کرتے تھے۔ جبکہ مسلمان کسی غیر کی عبادت کی نیت سے ان کی جان تلف نہیں کرتے بلکہ ان کی نیت یہی ہوتی ہے کہ اس جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے بعد یا یہ کہ کھانا پکانے کے بعد فقرا اور مساکین کو کھلائیں گے اور اس کا جو ثواب ہوگا وہ فلاں صاحب کی روح کو پہنچائیں گے۔ واضح ہو گیا کہ مسلمانوں کے عمل اور مشرکین کے طریقہ میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے۔ ہاں اگر کوئی ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لے کر یا کسی غیر خدا کی عبادت کے لیے کسی جانور کی جان تلف کرے تو اس چیز کے حرام ہونے اور ایسا کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے کے مشرک و مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اگر مقصد صرف ایصال ثواب ہو تو اس کو طرح طرح کی تلاویلات سے حرام کہنا اور مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ دیتے چلے جانا کسی عالم کو زیب نہیں دیتا۔'' (ضیاء القرآن، ج ا، ص ۱۱۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

''جس جانور پر وقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا جائے خواہ تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ عطف کر کے، وہ حرام ہے اور اگر خدا کے نام کے ساتھ غیر کا نام بغیر عطف ملایا تو مکروہ ہے۔ اگر ذبح فقط اللہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد غیر کا نام لیا مثلاً یہ کہا کہ یہ عقیقہ کا بکرا ہے یا ولیمے کا دنبہ ہے یا جس کی طرف سے وہ ذبیحہ ہے اسی کا نام لیا یا جن اولیا کو ایصال ثواب منظور ہے ان کا نام لیا تو یہ جائز ہے، اس میں کچھ حرج نہیں۔'' (خزائن العرفان، ص ۴۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

بزرگوں کے نام کیے گئے جانور حرام ہیں چاہے وقت ذبح ان پر اللہ کا نام ہی لیا جائے

''ما اھل بہ لغیر اللہ میں وہ جانور بھی آجاتے ہیں جو جاہل مسلمان فوت شدہ بزرگوں کی عقیدت و محبت میں، ان کی خوشنودی و تقرب حاصل کرنے کے لیے یا ان سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے قبروں آستانوں پر ذبح کرتے ہیں یا مجاورین کو بزرگوں کی نیاز کے نام پر دے آتے ہیں۔ ان جانوروں کو، چاہے ذبح کرتے وقت اللہ ہی کا نام لے کر ذبح کیا جائے یہ حرام ہی ہوں گے کیونکہ اس سے مقصود رضائے الٰہی نہیں رضائے اہل قبور اور تعظیم لغیر اللہ یا خوف یا رجاعن غیر اللہ (غیر اللہ سے مافوق الاسباب طریقے سے ڈر یا امید) ہے جو شرک ہے۔ اسی طریقے سے جانوروں کے علاوہ بھی جو اشیا غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز اور چڑھاوے کی ہوں گی، حرام ہوں گی۔ جیسے قبروں پر لے جا کر یا وہاں سے خرید کر قبور کے ارد گرد فقرا اور مساکین پر، دیگوں اور لنگروں کی یا مٹھائی اور پیسوں وغیرہ کی تقسیم، یا وہاں صندوقچی میں نذر و نیاز کے پیسے ڈالنا یا عرس کے موقع پر وہاں دودھ پہنچانا یہ سب کام حرام اور ناجائز ہیں کیونکہ یہ سب غیر اللہ کی نذر و نیاز کی صورتیں ہیں اور نذر بھی نماز روزہ وغیرہ عبادات کی طرح ایک عبادت ہے اور عبادت کی ہر قسم صرف اللہ کے لیے مخصوص ہے۔'' (احسن البیان، ص ۱۱۲، دار السلام ریاض)

''مضطر شرعی اصطلاح میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی جان خطرے میں ہو۔ معمولی تکلیف یا ضرورت سے مضطر نہیں کہا جا سکتا۔ قرآن نے اضطرار کی حالت میں بھی حرام چیزوں کے کھانے کو حلال نہیں فرمایا بلکہ 'لا اثم علیہ' فرمایا۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ چیزیں تو اب بھی اپنی جگہ حرام ہی ہیں مگر اس کے کھانے والے کو بوجہ اضطرار کے ان کے استعمال کا گناہ معاف کر دیا گیا۔ حلال ہو جانے اور گناہ معاف کر دینے میں بڑا فرق ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۲۵، ادارۃ المعارف کراچی)

''اس آیت میں حرام چیز کے استعمال کی اجازت تین شرطوں کے ساتھ دی گئی ہے۔ ایک یہ کہ واقعی مجبوری کی حالت ہو مثلاً بھوک یا پیاس سے جان پر بن گئی ہو۔ یا بیماری کی وجہ سے جان کو خطرہ ہو اور اس حالت میں حرام چیز کے سوا اور کوئی چیز میسر نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ خدا کے قانون کو توڑنے کی خواہش دل میں موجود نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ ضرورت کی حد سے تجاوز نہ کیا جائے مثلاً 'حرام چیز کے چند لقمے یا چند قطرے یا چند گھونٹ پی کر اگر جان بچا سکتے ہوں تو ان سے زیادہ اس چیز کا استعمال نہ کیا جائے۔'' (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۳۵، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور)

ان الذین یکتمون ما انزل اللہ...

اہل کتاب کی بعض تحریمات

''یہ اہل کتاب کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح مشرکین نے اپنے مشرکانہ توہمات کے تحت بعض چیزیں حرام ٹھہرالی تھیں اسی طرح اہل کتاب نے بھی اپنے جی سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے لیا تھا مثلاً یہود اونٹ کے متعلق یہ دعویٰ کرتے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ حضرت ابراہیم کے زمانہ ہی سے حرام ہے حالانکہ تورات میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔اسی طرح نصاریٰ نے شراب کو کھلے بندوں جائز کرلیا تھا اور خنزیر اور گلا گھونٹے جانور کو بھی۔" (تدبر قرآن، ج ۱،ص ۴۱۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

یہود حضورؐ کے اوصاف چھپاتے تھے

"یہود احکام الٰہی کو چھپاتے تھے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و اوصاف جو تورات میں لکھے ہوئے تھے، ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے اور چند ٹکوں کے لالچ میں اپنی خواہش کے مطابق شریعت میں رد و بدل کر لیتے تھے۔" (ضیاء القرآن، ج ۱، ص ۱۱۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

"چھپانا یہ بھی ہے کہ کتاب کے صحیح مضمون پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے، نہ وہ کسی کو پڑھ کر سنایا جائے، نہ دکھایا جائے اور یہ بھی چھپانا ہے کہ غلط تاویلیں کر کے معنی بدلنے کی کوشش کی جائے اور کتاب کے اصل معنی پر پردہ ڈالا جائے۔شان نزول یہ ہے کہ یہود کے علما امید رکھتے تھے کہ نبی آخر الزماں ان میں سے مبعوث ہوں گے۔جب انھوں نے دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری قوم میں مبعوث فرمائے گئے ہیں تو انھیں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ لوگ توریت و انجیل میں حضور کے اوصاف دیکھ کر آپ کی فرمانبرداری کی طرف جھک پڑیں گے اور ان کے نذرانے اور تحائف بند ہو جائیں گے،اس خیال سے انھیں حسد پیدا ہوا اور توریت و انجیل میں جو حضور کی نعت و صفت لکھی ہوئی تھی اس کو چھپایا۔" (خزائن العرفان،ص ۴۷،ضیاء القرآن پبلی کیشنز،لاہور)

رخصت اور عزیمت کے معاملہ میں صحیح نقطۂ نظر

"نہ تو دین کی رخصتوں کو حقیر سمجھنے کا رجحان صحیح ہے اور نہ رخصتوں ہی کو عزیمت قرار دینے کا رجحان صحیح ہے۔بلکہ صحیح مسلک یہ ہے کہ عام حالات میں جس طرح رخصتوں سے فائدہ اٹھانا مزاج شریعت کے مطابق ہے اس طرح خاص حالات میں عزیمت کے تقاضوں پر عمل کرنا بھی دین کا مطالبہ ہے مثلاً اگر کسی فاسق و فاجر حاکم کے زمانہ میں حرام و حلال کی تمیز اٹھ گئی ہو اور آدمی کو کسی حرام چیز کے کھانے پر مجبور کیا جائے تو وہاں ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ عزیمت کی راہ اختیار کی جائے اور دوسروں کے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے اپنی زندگی قربان کر دی جائے۔عام حالات میں صحیح رویہ یہی ہے کہ اگر انسان کی قوت برداشت سے معاملہ باہر ہو جائے تو وہ رخصت سے فائدہ اٹھالے،عزیمت کے جوش میں خواہ مخواہ جان کو مشقت میں نہ ڈالے۔کسی رخصت کو مطلق طور پر عزیمت کا درجہ حاصل نہیں ہوسکتا۔اگر ایک شخص اضطرار کے باوجود حرام سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور اس کی موت واقع ہو جاتی ہے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی موت حرام پر ہوتی۔یہ معاملہ ہر انسان اور اس کے حالات اور اس کی ایمانی حالت کے اعتبار سے مختلف ہو سکتا ہے۔" (تدبر قرآن، ج ۱،ص ۴۱۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (177)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراجم

ا۔ نیکی یہی نہیں، کہ منہ کرو اپنے مشرق کی طرف یا مغرب کی لیکن نیکی وہ ہے جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر، اور پچھلے دن پر، اور فرشتوں پر اور کتاب پر، اور نبیوں پر۔ اور دیوے مال اس کی محبت پر ناتے والوں کو، اور یتیموں کو، اور محتاجوں کو، اور راہ کے مسافر کو، اور مانگنے والوں کو، اور گردنیں چھڑانے میں۔ اور کھڑی رکھے نماز، اور دیا کرے زکوٰۃ، اور پورا کرنے والے اپنے اقرار کو جب قول کریں۔ اور ٹھہرنے والے سختی میں، اور تکلیف میں اور وقت لڑائی کے۔ وہی لوگ ہیں جو سچے ہوئے۔ اور وہی بچاؤ میں آئے (۱۷۷)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ کچھ سارا کمال اسی میں نہیں (آ گیا) کہ تم اپنا منہ مشرق کو کر لو یا مغرب کو، لیکن (اصلی) کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے۔ اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (سب) کتب (سماویہ) پر اور پیغمبروں پر اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور (بے خرچ) مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو اور جو اشخاص (ان عقائد و اعمال کے ساتھ یہ اخلاق بھی رکھتے ہوں کہ) اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں جب عہد کر لیں اور وہ لوگ مستقل رہنے والے ہوں تنگدستی میں اور بیماری میں اور قتال میں یہ لوگ ہیں جو سچے (کمال کے ساتھ موصوف) ہیں اور یہی لوگ ہیں جو (سچے) متقی (کہے جا سکتے ہیں) (۱۷۷)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو۔ ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر۔ اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرے جب عہد کریں۔ اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت، یہی ہیں جنھوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں (۱۷۷)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے۔ جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں (۱۷۷)۔ (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یومِ آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اُسے وفا کریں، اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راست باز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں (۱۷۷)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ خدا کے ساتھ وفاداری محض یہ نہیں ہے کہ تم مشرق اور مغرب کی طرف رخ کر لو بلکہ وفاداری (ان کی وفاداری) ہے جو اللہ پر، یومِ آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر صدقِ دل سے ایمان لائیں۔ اور اپنے مال، اس کی محبت کے باوجود، قرابت مندوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور گردنیں چھڑانے پر خرچ کریں اور نماز کا اہتمام کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جب معاہدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر بیٹھیں تو اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ خاص کر وہ جو فقر و فاقہ، تکالیف جسمانی اور جنگ کے اوقات میں ثابت قدم رہنے والے ہوں۔ یہی لوگ ہیں جنھوں نے راست بازی دکھائی اور یہی لوگ ہیں جو سچے متقی ہیں (۱۷۷)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ سے وفا کا حق مذہب کی کچھ رسمیں پوری کر دینے سے ادا ہو جاتا ہے۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ) اللہ کے ساتھ وفاداری صرف یہ نہیں کہ تم نے (نماز میں) اپنا رخ مشرق یا مغرب کی طرف کر لیا، بلکہ وفاداری تو اُن کی وفاداری ہے جو پورے دل سے اللہ کو مانیں اور قیامت کے دن کو مانیں اور اللہ کے فرشتوں کو مانیں اور اُس کی کتابوں کو مانیں اور اُس کے نبیوں کو مانیں اور مال کی محبت کے باوجود اُسے قرابت مندوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور مانگنے والوں پر اور لوگوں کی گردنیں چھڑانے میں خرچ کریں، اور نماز کا اہتمام کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ اور (اُن کی ہے کہ) جب عہد کر بیٹھیں تو اپنے اِس عہد کو پورا کرنے والے ہوں اور بالخصوص (اُن کی) جو تنگی اور بیماری میں اور جنگ کے موقع پر ثابت قدم رہنے والے ہوں۔ یہی ہیں جو (اللہ کے ساتھ اپنے عہدِ وفا میں) سچے ہوئے اور یہی ہیں جو فی الواقع پرہیزگار ہیں (۱۷۷)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

'البر' کا مطلب

''بر کا اصل مفہوم عربی زبان میں کسی کے حق کو پورا کرنا ہے۔ عام اس سے کہ خدا کا حق ہو یا ماں باپ کا۔ بنیادی حقوق کے علاوہ ان حقوق کا ایفا بھی اس کے مفہوم میں شامل ہے جو معاہدات، قول و قرار، حلف اور قسموں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لفظ کی وسعت کی وجہ سے وہ ساری نیکیاں اس کے تحت جمع ہو جاتی ہیں جو عدل یا احسان کے تحت آ سکتی ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۴۲۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''البر نیکی کے جملہ اقسام کو شامل ہے اردو میں اس کا صحیح مفہوم لفظ طاعت ہی سے ادا ہو سکتا ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۶۵، خان پبلشرز، نئی دہلی)

اس امت کے لیے ایک تنبیہ

''یہاں یہود و نصاریٰ پر تعریض ہے جن کے ہاں تورات وانجیل کی اصل تعلیمات تو طاق نسیاں پر رکھ دی گئی تھیں لیکن قبلہ کے معاملہ میں مشرق و مغرب کا جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ فرمایا کہ خدا کی بندگی اور اطاعت کا حق صرف مشرق اور مغرب کی طرف منہ کر لینے سے ادا نہیں ہوتا بلکہ اصل شے وہ اعمال و اخلاق ہیں جن کی شریعت نے تعلیم دی ہے۔ یہ بات اس امت کے لیے تنبیہ ہے کہ اس طرح کی فروعی باتوں میں الجھ کر اصل دین سے دستبردار نہ ہو جانا کہ یہود و نصاریٰ کی طرح تم بھی مچھر کو چھاننے والے اور اونٹ کے نگلنے والے بن کر رہ جاؤ۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۴۲۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں سب کے لیے تنبیہ

''جب مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس کے بجائے بیت اللہ کر دیا گیا تو یہود و نصاریٰ اور مشرکین میں بڑا شور و شغب ہوا اور طرح طرح کے اعتراضات کیے گئے۔ ان آیات میں ایک خاص انداز میں اس بحث کو ختم کر دیا گیا جس کا حاصل یہ ہے کہ تم نے سارا دین صرف اس بات میں منحصر کر دیا ہے کہ نماز میں انسان کا رخ مغرب کی طرف ہو یا مشرق کی طرف۔ تم نے صرف سمت و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہت کو دین کا مقصد بنالیا ہے۔اصل براور ثواب اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے وہ جس طرف رخ کرنے کا حکم دیں وہی ثواب و صواب ہو جاتا ہے۔اپنی ذات کے اعتبار سے مشرق ومغرب یا کوئی جانب، جہت نہ کوئی اہمیت رکھتی ہے نہ ثواب، بلکہ ثواب دراصل اطاعت حکم کا ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا،ص ۴۳۲، ادارۃ المعارف کراچی)

تمثیل

''مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنے کو تو محض بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے اصل مقصود یہ ذہن نشین کرانا ہے کہ مذہب کی چند ظاہری رسموں کو ادا کر دینا اور صرف ضابطے کی خانہ پری کے طور پر چند مقرر مذہبی اعمال انجام دینا اور تقویٰ کی چند معروف شکلوں کا مظاہرہ کر دینا وہ حقیقی نیکی نہیں ہے جو اللہ کے ہاں وزن اور قدر رکھتی ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ا،ص ۱۳۷، ادارہ ترجمان القرآن لاہور)

''صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ 'لیس البر' کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مقررہ سمت کی طرف منہ کرنا نیکی اور اطاعت ہے ہی نہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نیکی صرف اسی میں منحصر نہیں ہے۔یہ بھی نیکی ہے اور اس کے علاوہ اور بھی نیکی اور اطاعت کے کام ہیں جو حقیقی مقاصد ہیں اور تمھاری توجہ کے زیادہ مستحق ہیں۔'' (ضیاء القرآن، ج ا،ص ۱۱۹، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

سمت پرستی

''ظہور اسلام سے قبل حالت نماز میں یا عبادت کے وقت دنیا کی بے شمار گمراہیوں میں سے ایک اہم گمراہی سمت پرستی بھی تھی۔جاہلی قوموں نے یہ اعتقاد جمالیا تھا کہ فلاں مخصوص سمت مثلاً مشرق یا مغرب قابل پرستش ہے۔قرآن مجید یہاں شرک کی اس خاص صورت کی تردید کر رہا ہے۔اسلام نے نماز کے لیے کوئی سمت بہ حیثیت سمت ہرگز متعین نہیں کی بلکہ ایک متعین مکان کو مرکزی حیثیت دی ہے۔اور اسے قبلہ توجہ ٹھیرایا ہے خواہ وہ کسی سمت میں پڑ جائے۔کعبہ مصر، طرابلس، حبشہ وغیرہ سے مشرق میں پڑتا ہے۔ہندوستان، افغانستان، پاکستان، چین وغیرہ سے مغرب میں، شام، فلسطین، مدینہ وغیرہ سے جنوب میں اور یمن، بحر قلزم وغیرہ سے شمال میں۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا،ص ۶۵، خان پبلشرز، نئی دہلی)

المشرق، المغرب

''سورج دیوتا دنیائے شرک کا معبود اعظم رہا ہے۔اور چونکہ یہ مشرق سے طلوع ہوتا ہے، اس لیے ان قوموں نے مشرق کو بھی مقدس سمجھ لیا اور عبادت کے لیے مشرقی رخ اختیار کر لیا۔پال کے ماننے والے مسیحیوں نے جہاں اور بہت سے مشرکانہ عقائد رومیوں سے لیے وہیں انھوں نے مشرق پرستی کو بھی ان سے لے لیا اور عبادت میں مشرق کی طرف رخ کرنے لگے۔چنانچہ مسیحیوں کے گرجے مشرق رخ بنتے ہیں۔قرآن مجید نے اس مشرق رخی پر زبردست ضرب لگائی اور بتایا کہ سمت میں کوئی تقدس اور اطاعت نہیں ہے، بلکہ اطاعتیں تو وہ ہیں جو آگے بیان کی جارہی ہیں۔مغرب پرستی بھی دنیائے شرک میں رہ چکی ہے۔آفتاب کے طلوع وغروب پر قیاس کر کے مشرک ذہنیت نے یہ نتیجہ نکالا کہ مصدر حیات جس طرح مشرق میں ہے اسی طرح مستقر موت واجل سمت مغرب میں ہے اور یہ بھی مستحق تعظیم وتقدیس ہے۔'المشرق' اور 'المغرب' دونام قرآن مجید نے صراحت کے ساتھ صرف مثال کے طور پر لیے ہیں، مقصود تمام سمتوں کی تعمیم ہے۔انھی دوسمتوں کی تحدید یا تخصیص نہیں۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا،ص ۶۵، خان پبلشرز، نئی دہلی)

تمام احکام شرعیہ کا بیان

''اس آیت میں اصولی طور پر تمام احکام شرعیہ، اعتقادات، عبادات، معاملات، اخلاق کا اجمالی ذکر آ گیا۔پہلی چیز اعتقادات ہیں، اس کا ذکر 'من آمن باللہ' میں آ گیا۔دوسری چیز اعمال یعنی عبادات اور معاملات ہیں ان میں سے عبادات کا ذکر 'واتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزکوۃ‘ تک آ گیا پھر معاملات کا ذکر ’والموفون بعھدھم‘ سے کیا گیا۔ پھر اخلاق کا ذکر ’والصابرین‘ سے کیا گیا۔‘‘ (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۳۴، ادارۃ المعارف کراچی)

حقیقی ایمان اور اس سے مراد

’’یہاں سیاق وسباق اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں ایمان سے مراد حقیقی ایمان ہے۔ اللہ پر حقیقی ایمان یہ ہے کہ انسان بلا کسی شائبہ شرک کے اپنے کو پورا پورا اپنے رب کے حوالے کر دے۔ آخرت پر حقیقی ایمان یہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد اٹھائے جانے کو تسلیم کرے، اپنے ہر قول وفعل کا خدا کے سامنے اپنے آپ کو جواب دہ سمجھے اور جھوٹی شفاعتوں کے وہم میں مبتلا نہ ہو۔ فرشتوں پر ایمان کے معنی یہ ہیں کہ ان کی ہستی کو تسلیم کرے، ان کو معصوم اور قدسی صفت جانے، ان کو اللہ کی ہدایت لانے والا، امین اور معتمد مانے اور ان کو قضا وقدر کے فیصلوں کی تنفیذ کا ذریعہ سمجھے۔ ایمان بالکتاب کے معنی یہ ہیں کہ اس کو اللہ کا اتارا ہوا صحیفۂ ہدایت مانے، اس کو حق وباطل کی کسوٹی سمجھے اور زندگی کے ہر پہلو میں اس کی رہنمائی پر پورا پورا اعتماد کرے۔ نبیوں پر ایمان کے معنی یہ ہیں کہ ان کو خدا کی طرف سے مامور اور واجب الاطاعت ہادی مانے، ان کے علم کو بے خطا سمجھے، ان کے عمل کو زندگی کے لیے اسوہ قرار دے اور ان کی اطاعت، اتباع اور محبت کو لازم جانے۔‘‘ (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۲۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

’’آیت کے اتنے جزو میں قرآن مجید نے اپنی معجزانہ بلاغت وایجاز سے تمام اعتقادی گمراہیوں کی جڑ کاٹ دی اور سارے مذاہب باطلہ کی تردید کر دی۔ اعتقادی گمراہیاں جب کبھی بھی انسانوں کو گھیریں گی ہمیشہ ایمان باللہ، ایمان بالآخرت، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب اور ایمان بالانبیا ہی کی کسی نہ کسی غلط فہمی یا غلطی کی راہ سے آئیں گی۔‘‘ (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۶۶، خان پبلشرز، نئی دہلی)

ایمان بالملائکۃ

’’بعض ذہنوں میں یہ سوال کھٹکتا ہے کہ فرشتوں پر ایمان لانے کا کوئی خاص علمی یا عملی فائدہ واضح نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ جس طرح ایمان باللہ کا حق آخرت، کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے بغیر ادا نہیں ہوتا اسی طرح ایمان بالکتاب اور ایمان بالرسالت کا ایک لازمی جزو ایمان بالملائکہ ہے۔ ملائکہ کو مانے بغیر خدا اور اس کے نبیوں کے درمیان واسطہ غیر واضح اور غیر معین رہ جاتا ہے۔ یہ ایسی مخلوق ہیں جو عالم لاہوت اور ناسوت دونوں کے ساتھ یکساں ربط رکھ سکتے ہیں۔ یہ اپنی نورانیت کی وجہ سے خدا کے انوار وتجلیات کے بھی متحمل ہو سکتے ہیں اور اپنی مخلوقیت کی وجہ سے انسانوں سے بھی اتصال پیدا کر سکتے ہیں۔ اللہ چونکہ کبھی بے نقاب اور رودررو ہو کر ہمارے سامنے نہیں آتا۔ اس لیے وہ اپنا پیغام پہنچانے کے لیے یہ واسطہ استعمال کرتا ہے۔ اس وجہ سے یہ ضروری ہوا کہ نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ فرشتوں پر بھی ایمان لایا جائے جو خدا اور رسولوں کے درمیان واسطہ ہیں۔‘‘ (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۲۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ایمان بالکتاب

’’کتاب یہاں بطور اسم جنس آیا ہے، اس کا اطلاق صحیفۂ آسمانی کے نفس تخیل پر ہوگا۔ کتاب آسمانی کا عقیدہ بھی تمام تر اسلامی عقیدہ ہے۔ مشرک قومیں تو اس تخیل ہی سے نا آشنا ہیں، اہل کتاب بھی اسلامی اصطلاح کے مطابق کسی کتاب کے قائل نہیں۔ ان کے ہاں کتاب کا معنی صرف اس قدر ہے کہ خدا نے ہدایت کے لیے بعض اشخاص کو چن لیا اور ان کے قلوب میں کچھ مضامین الہام کر دیے اور ایسا الہام ہر عارف کو ہو سکتا ہے نبوت اس کی لازمی شرط نہیں۔ پھر بعد کو انھی بزرگوں نے انھی مضامین کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے لفظ وعبارت میں مرتب کر کے اپنے شاگردوں اور مریدوں کو سنا دیا۔اور سامعین نے اپنے طور پر لکھ لیا۔(بجز توریت کی ابتدائی پانچ سورتوں کے کہ وہ یہودی عقیدہ کے مطابق خود حضرت موسیٰ کی نوشتہ ہیں) گویا ان الہامی کتابوں کی حیثیت کل وہ ہے جو ہمارے ہاں بزرگوں کے جمع کیے ہوئے ملفوظات کی ہوتی ہے۔کہاں یہ تخیل اور کہاں مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف وحی شدہ ہے۔جس میں خلط ملط کا کوئی امکان نہیں اور مسیحی تو حضرت مسیح کی نبوت ورسالت کے سرے سے قائل ہی نہیں، بلکہ ان کی الوہیت کے قائل ہیں تو حضرت کا صاحب کتاب رسول ہونا ان کے ہاں کوئی معنی نہیں رکھتا۔کوئی آپ اپنے اوپر بھی بھلا کتاب نازل کیا کرتا ہے۔''(تفسیر ماجدی، ج۱،ص ۶۵، خان پبلشرز، نئی دہلی)

'علی حبه' میں ضمیر کا مرجع

''واتی المال علی حبه میں ضمیر مجرور خدا کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے یعنی آدمی اپنا مال خدا کی محبت میں خرچ کرے لیکن ہمارے نزدیک اس کا مرجع مال ہے۔یعنی آدمی مال کی محبت کے باوجود اس کو خدا کی راہ میں خرچ کرے۔مال ایک تو بجائے خود انسان کو مرغوب ہوتا ہے۔دوسرے آدمی اگر خود بھی اس کا ضرورت مند ہو تو خرچ کرنا نفس کو اور شاق گزرتا ہے مگر پھر بھی خرچ کرے۔تیسرے یہ کہ زمانہ قحط اور گرانی کا ہو جس میں کشادہ دست آدمی بھی محتاط بن جاتا ہے، اس کے باوجود خرچ کرے۔'علی حبه' کا لفظ ان تینوں صورتوں پر حاوی ہے۔''(تدبر قرآن، ج۱،ص ۴۲۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''علی حبه کی ضمیر کا مرجع تین طرف ہو سکتا ہے۔یا تو اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے کہ مال خرچ کرنے میں کوئی نفسانی غرض نہ ہو بلکہ اللہ کی محبت میں خرچ کیا جائے۔یا یہ ضمیر مال کی طرف راجع ہے یعنی اللہ کی راہ میں وہ مال خرچ کرنا موجب ثواب ہے جو انسان کو محبوب ہو۔یا یہ لفظ 'أتی' کے مصدر 'ایتاء' کی طرف راجع ہو یعنی وہ اپنے خرچ کرنے پر دل سے راضی ہو۔یہ نہ ہو کہ خرچ تو کر رہا ہے، مگر اندر سے دل دکھ رہا ہے۔امام جصاص نے فرمایا کہ ممکن ہے تینوں ہی چیزیں مراد ہوں۔''(معارف القرآن، ج۱،ص ۴۳۲، ادارۃ المعارف کراچی)

انفاق کے مصارف

قرابت دار

''انفاق کے مصارف میں سب سے پہلے قرابت مندوں کو رکھا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کے اعزا، اگر ضرورت مند ہیں تو اس کی اعانت کے زیادہ مستحق ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے افضل صدقہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو ایک بے مایہ اپنی محنت کی کمائی سے اپنے کسی ایسے عزیز پر خرچ کرتا ہے جو اس کے خلاف اپنے دل میں عداوت رکھتا ہے۔''(تدبر قرآن، ج۱،ص ۴۲۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

یتامیٰ

قرابت مندوں کے معاً بعد یتامیٰ کا ذکر اسلامی معاشرے میں ان کے درجہ ومرتبہ کو ظاہر کرتا ہے۔ان کی کفالت کی ذمہ داری معاشرے پر ہوتی ہے۔''(تدبر قرآن، ج۱،ص ۴۲۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ابن السبیل

''اس سے مراد مسافر ہیں۔مسافر مجرد اپنی مسافرت کی حالت کی بنا پر مستحق اعانت ہوتا ہے، اس سے قطع نظر کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب استطاعت ہے یا غیر صاحب استطاعت۔ اگر مستحق اعانت ہونے کے لیے غیر صاحب استطاعت ہونے کی شرط ہوتی تو مسکین کے بعد اس کے علیحدہ ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۲۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

السائلین

''اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اعانت کے لیے سوال کر بیٹھیں۔ مساکین کے بعد ان کے مستقل ذکر کرنے سے یہ بات نکلتی ہے کہ جو شخص سوال کر بیٹھے اس کے متعلق زیادہ کھوج کرید کی ضرورت نہیں اگر وہ بے ضرورت سوال کر رہا ہے تو اس کی جواب دہی خود اس کے اوپر اللہ کے ہاں ہے۔ اگر ہم ایسے شخص کی امداد سے معذور ہوں تو شائستہ انداز سے اس کے سامنے اپنی معذرت پیش کر دیں۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۲۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

فی الرقاب

''اس سے مراد غلام ہیں یعنی ان کو غلامی سے آزاد کروانا۔ اس زمانے میں بے شمار انسان اپنی معاشی مجبوریوں اور خاص طور پر سودی قرضوں کی لعنت کے سبب سے بندھنوں میں گرفتار اور جیلوں میں بند ہیں ایسے لوگوں کی گلوخلاصی کرانا اور ان کے رہن شدہ مکانوں اور کھیتوں کو چھڑانا بھی ان شاء اللہ اسی زمرے میں آئے گا۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۲۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

اقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ

''ایمان وانفاق کے بعد نماز اور زکوۃ کا ذکر ان دونوں کے قانونی وعملی مظاہر کی حیثیت سے ہوا ہے۔ ایمان کی حقیقت کا عملی مظہر نماز ہے اور انفاق کی وسیع حقیقت کا مظہر قانونی زکوٰۃ ہے۔ ان دونوں چیزوں کے ساتھ بندہ اپنے خالق اور خلق کے ساتھ اپنے تعلق کو صحت مندانہ بنیاد پر قائم کرتا ہے۔ یہاں زکوٰۃ کا علیحدہ ذکر کرنے سے یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ اوپر جس انفاق کا ذکر ہے، وہ اس قانونی مطالبہ سے الگ چیز ہے۔ بر وتقویٰ کا درجہ صرف ادائے زکوۃ سے نہیں، بلکہ سرأ وعلانیۃً فیاضانہ خرچ کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۲۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

زکوٰۃ کے علاوہ مال خرچ کرنا

''اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مالی فرض صرف زکوٰۃ سے پورا نہیں ہوتا بلکہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی بہت جگہ پر مال خرچ کرنا فرض وواجب ہوتا ہے جیسے رشتہ دار پر خرچ کرنا کہ جب وہ کمانے سے معذور ہو تو نفقہ ادا کرنا واجب ہے۔ کوئی مسکین غریب مر رہا ہے اور آپ اپنی زکوٰۃ ادا کر چکے ہیں، مگر اس وقت مال خرچ کر کے اس کی جان بچانا فرض ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۳۳، ادارۃ المعارف کراچی)

والموفون بعهدهم والصابرين...

صبر اور ایفائے عہد

''تمام عقائد وعبادات کا اصل مقصود اعلیٰ سیرت وکردار کی تعمیر ہی ہے۔ اور امتحان وآزمائش کا اصل میدان بھی سیرت وکردار ہی کا میدان ہے۔ لیکن یہاں سیرت وکردار سے متعلق صرف دو ہی چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس فہرست میں اور بھی چیزیں شامل ہو سکتی تھیں۔ ایفائے عہد میں تمام چھوٹے بڑے حقوق وفرائض آ جاتے ہیں خواہ وہ خلق سے متعلق ہوں یا خالق سے۔ گویا ایفائے عہد کی اصل روح ایفائے حقوق ہے اور ایفائے حقوق انسان کے تمام چھوٹے بڑے فرائض کو محیط ہے۔ اس کے ساتھ صبر کی صفت کو جمع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے یہ واضح فرما دیا کہ ہر وہ مزاحمت جو ایفائے حقوق کی اس راہ میں حائل ہو، مومن عزیمت و استقامت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرے اور کسی حال میں بھی طمع، پست ہمتی یا خوف سے مغلوب نہ ہو۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۲۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

صبر کے تین مواقع

"باساء سے مراد فقر و فاقہ (مالی پریشانیاں)، ضراء' سے مراد تکالیف جسمانی اور 'باس' سے مراد جنگ کے حالات ہیں۔ انسان کا عزم انھی تین راہوں سے آزمائش میں پڑ سکتا ہے، اگر کوئی شخص ان تینوں حالتوں میں حق پر ثابت قدم رہنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کے بر و تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۲۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"ان تینوں حالتوں میں صبر کرنا یعنی احکامات الٰہیہ سے سر مو انحراف نہ کرنا نہایت کٹھن ہوتا ہے، اس لیے ان حالتوں کو خاص طور پر بیان فرمایا۔" (احسن البیان، ص ۱۱۳، دار السلام ریاض سعودیہ)

"قرآن مجید کی یہ آیت (۱۷۷) بجائے خود معظم و محترم ہے۔ اس آیت کے بارے میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں تک صراحت موجود ہے کہ 'من عمل بهذه الاية فقد استكمل الايمان' جس نے اس آیت پر عمل کر لیا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا اور محققین کا قول نقل ہوا ہے کہ یہ آیت اہم ترین آیتوں میں سے ہے۔ اس کے اندر دین و شریعت کے سولہ احکام آ گئے ہیں۔ صوفیا نے بھی اس آیت کی جامعیت پر نظر کرتے ہوئے کہا ہے کہ آیت اصل مدار ہے شریعت و طریقت کا۔ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن کے لیے نہ صرف باطنی اعتقاد کافی ہے اور نہ صرف ظاہری بلکہ دل میں بھی ایمان کا ہونا ضروری ہے اور ظاہر میں احکام کی اطاعت بھی۔ مشہور متعصب پادری وہیری wherry سیل کے ترجمہ قرآن پر حواشی میں لکھتا ہے کہ یہ آیت قرآن کی بلند ترین آیتوں میں سے ہے۔ ذات باری پر ایمان اور نوع انسانی کے ساتھ حسن سلوک اس کو اس میں واضح طور پر مذہب کا اصلی جوہر بتایا گیا ہے، اس میں لب لباب عقائد اور اعمال کا آ گیا۔" (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۶۶، خان پبلشرز، نئی دہلی)

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (178) وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (179)

تراجم

۱۔ اے ایمان والو! حکم ہوا تم پر بدلا برابر مارے گیوں میں۔ صاحب کے بدلے صاحب، اور غلام کے بدلے غلام، اور عورت کے بدلے عورت۔ پھر جس کو معاف ہوا اس کے بھائی کی طرف سے کچھ ایک، تو چاہیے مرضی پر چلنا موافق دستور کے، اور پہنچانا اس کو نیکی سے۔ یہ آسانی ہوئی تمھارے رب کی طرف سے، اور مہربانی۔ پھر جو کوئی زیادتی کرے بعد اس کے، تو اس کو دکھ کی مار ہے (۱۷۸) اور تم کو قصاص میں زندگی ہے، اے عقلمندو! شاید تم بچتے رہو (۱۷۹)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اے ایمان والو! تم پر (قانونِ) قصاص فرض کیا جاتا ہے مقتولین (بقتلِ عمد) کے بارے میں۔ آزاد آدمی آزاد آدمی کے عوض میں اور غلام غلام کے عوض میں اور عورت عورت کے عوض میں۔ ہاں جس کو اس کے فریق کی طرف سے کچھ معافی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاوے (مگر پوری معافی نہ ہو) تو (مدعی کے ذمے) معقول طور پر (خون بہا کا) مطالبہ کرنا اور (قاتل کے ذمے) خوبی کے ساتھ اس کے پاس پہنچا دینا۔ یہ (قانونِ دیت وعفو) تمھارے پروردگار کی طرف سے (سزا میں) تخفیف ہے اور (شاہانہ) ترحم ہے۔ پھر جو شخص اس کے بعد تعدی کا مرتکب ہو تو اس شخص کو بڑا دردناک عذاب ہوگا (۱۷۸) اور فہیم لوگو! (اس قانون) قصاص میں تمھاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ تم لوگ (ایسے قانونِ امن کی خلاف ورزی کرنے سے) پرہیز رکھو گے (۱۷۹) (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا، یہ تمھارے رب کی طرف سے تمھارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت تو اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۷۸) اور خون کا بدلہ لینے میں تمھاری زندگی ہے اے عقل مندو کہ تم کہیں بچو (۱۷۹)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اے ایمان والو تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے، آزاد آزاد کے بدلے، غلام غلام کے بدلے، عورت عورت کے بدلے، ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے اُسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہیے اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہیے، تمھارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے۔ اس کے بعد بھی جو سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا (۱۷۸) عقلمندو! قصاص میں تمھارے لیے زندگی ہے اس باعث تم (قتلِ ناحق سے) رکو گے (۱۷۹)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تمھارے لیے قتل کے مقدموں میں قصاص کا حکم لکھ دیا گیا ہے۔ آزاد آدمی نے قتل کیا ہو تو اس آزاد ہی سے بدلہ لیا جائے، غلام قاتل ہو تو وہ غلام ہی قتل کیا جائے، اور عورت اِس جُرم کی مرتکب ہو تو اس عورت ہی سے قصاص لیا جائے۔ ہاں اگر کسی قاتل کے ساتھ اس کا بھائی کچھ نرمی کرنے کے لیے تیار ہو، تو معروف طریقے کے مطابق خوں بہا کا تصفیہ ہونا چاہیے اور قاتل کو لازم ہے کہ راستی کے ساتھ خوں بہا ادا کرے۔ یہ تمھارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے۔ اس پر بھی جو زیادتی کرے، اس کے لیے دردناک سزا ہے (۱۷۸) ___ عقل و خرد رکھنے والو! تمھارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔ اُمید ہے کہ تم اس قانون کی خلاف ورزی سے پرہیز کرو گے (۱۷۹)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض ٹھہرایا گیا ہے۔ آزاد آزاد کے بدلے، غلام غلام کے بدلے، عورت عورت کے بدلے۔ پس جس کسی کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ رعایت کی گئی تو اس کے لیے دستور کی پیروی کرنا اور خوبی کے ساتھ اس کو ادا کرنا ہے۔ یہ تمھارے رب کی طرف سے ایک قسم کی تخفیف اور مہرانی ہے۔ تو اس کے بعد جو زیادتی کرے گا اس کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۷۸) اور تمھارے لیے قصاص میں، اے عقل والو! زندگی ہے تاکہ تم حدودِ الٰہی کی پابندی کرو (۱۷۹)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ ایمان والو، (تم میں) جو لوگ قتل کر دیے جائیں، اُن کا قصاص تم پر فرض کیا گیا ہے۔ اِس طرح کہ قاتل آزاد ہو تو اُس کے بدلے میں وہی آزاد، غلام ہو تو اُس کے بدلے میں وہی غلام، عورت ہو تو اُس کے بدلے میں وہی عورت۔ پھر جس کے لیے اُس کے بھائی کی طرف سے کچھ رعایت کی گئی تو چاہیے کہ دستور کے مطابق اُس کی پیروی کی جائے اور (جو کچھ بھی خون بہا ہو) وہ خوبی کے ساتھ اُسے ادا کر دیا جائے۔ یہ تمھارے پروردگار کی طرف سے ایک قسم کی رعایت اور تم پر اُس کی عنایت ہے۔ پھر اِس کے بعد جو زیادتی کرے تو اُس کے لیے (قیامت میں) دردناک سزا ہے (۱۷۸) اور تمھارے لیے قصاص میں زندگی ہے، عقل والو، تاکہ تم حدودِ الٰہی کی پابندی کرتے رہو (۱۷۹)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفاسیر

قصاص کا مفہوم

''قصاص قصص سے ہے جس کے اصل معنی کسی کے پیچھے، اس کے نقش قدم کے ساتھ ساتھ چلنے کے ہیں۔ اسی سے قصاص نکلا، اس لیے کہ قاتل کا بھی کھوج لگایا جاتا اور اس کا تعاقب کیا جاتا ہے۔ پھر قصاص اس سزا کو کہنے لگے جس میں مجرم کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جس کا مرتکب وہ خود ہوا ہے۔ اس قصاص کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک جانی اور دوسری مالی جس کو دیت یا خون بہا کہتے ہیں۔ قصاص کا لفظ اپنے وسیع معنی میں ان دونوں ہی صورتوں پر حاوی ہو جاتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۳۱، تاج کمپنی نئی دہلی)

''قصاص کے لفظی معنی مماثلت کے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ جتنا ظلم کسی نے کیا ہے اتنا ہی بدلہ لینا دوسرے کے لیے جائز ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۳۵، ادارۃ المعارف کراچی)

قصاص کی ذمہ داری حکومت پر ہے

''قصاص کے حکم کا مخاطب پورا اسلامی معاشرہ بحیثیت مجموعی یا بالفاظ دیگر اسلامی حکومت ہے۔ جو شخص کسی شخص کو بغیر کسی حق کے قتل کر دیتا ہے تو وہ صرف ایک شخص کا ہی قاتل نہیں ہے، بلکہ سب کا قاتل ہے۔ اس لیے کہ اس نے تحفظ جان کے اس قانون کو منہدم کر دیا ہے جو سب کے لیے حرمت جان کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ اسی حقیقت کی طرف سورۂ مائدہ میں اس طرح اشارہ کیا گیا ہے: 'من قتل نفسا بغير نفس او فساد في الارض فكانما قتل الناس جميعا و من احياها فكانما احيا الناس جميعًا' ''جس نے کسی جان کو بغیر اس کے کہ اس نے کسی کی جان ماری ہو یا زمین میں فساد مچایا ہو قتل کر دیا تو گویا اس نے سارے ہی لوگوں کو قتل کر دیا اور جس نے ان کو زندہ کیا تو گویا سب کو زندہ کیا''۔ جہاں تک قصاص لینے کے فرض کا تعلق ہے وہ تو اسلامی حکومت ہی پر عائد ہوتا ہے، لیکن اس سلسلے میں اسلامی قانون نے حکومت پر یہ پابندی عائد کر دی ہے کہ وہ بجائے خود فیصلہ کرنے کے مقتول کے اولیا کو یہ اختیار دے دے کہ وہ قانون کی حدود میں رہتے ہوئے مجرم کے ساتھ جو معاملہ پسند کریں کر لیں۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۳۳، تاج کمپنی نئی دہلی)

''قصاص لینے کا حق اگرچہ اولیا مقتول کا ہے، مگر باجماع امت ان کو اپنا یہ حق خود وصول کرنے کا اختیار نہیں کہ خود ہی قاتل کو مار ڈالیں بلکہ اس حق کے حاصل کرنے کے لیے حکم سلطان مسلم یا اس کے کسی نائب کا ہونا ضروری ہے یعنی قصاص حاصل کرنے کے لیے اسلامی حکومت کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۳۷، ادارۃ المعارف کراچی)

قصاص میں مساوات کا اہتمام

''آزاد، آزاد کے بدلے، غلام، غلام کے بدلے... یہ اس کامل مساوات کا بیان ہے جو قصاص میں لازماً ملحوظ رکھنی چاہیے یعنی اگر ایک آزاد نے دوسرے آزاد کو قتل کیا ہے تو النفس بالنفس کے قانون کے بموجب وہ آزاد ہی اس آزاد کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ اور بصورت خون بہا ایک آزاد ہی کی دیت اس کے بدلے میں واجب ہوگی۔ یعنی عرب جاہلیت کے طریقہ کے مطابق یہ نہیں ہوگا کہ مقتول کے ورثا اپنی شرافت یا برتری کے زعم میں یہ مطالبہ کریں کہ وہ اپنے ایک مقتول کے بدلے میں قاتل خاندان کے دو یا اس سے بھی زیادہ آزادوں کو قتل کریں گے یا عورت کے بدلے میں مرد کو یا غلام کے بدلے آزاد کو قتل کریں گے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۳۳، تاج کمپنی نئی دہلی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آیت کا حاصل اس کے سوا کچھ نہیں کہ جس نے قتل کیا ہے وہی قصاص میں قتل کیا جائے گا۔عورت ہو یا غلام، قاتل عورت اور غلام کے بدلے میں بے گناہ مرد یا آزاد کو قتل کرنا جائز نہیں۔آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عورت کو کوئی مرد قتل کر دے یا غلام کو کوئی آزاد قتل کر دے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔قرآن مجید کی اسی آیت کے شروع میں 'القصاص فی القتلی' میں اس عموم کی واضح دلیل ہے اور دوسری آیات میں اس سے بھی زیادہ وضاحت ہے۔'' (معارف القرآن، ج۱،ص ۴۳۶، ادارۃ المعارف کراچی)

فمن عفی له من اخیه

دیت کی ادائیگی میں فیاضی

''یعنی اگر مقتول کے ورثا کی طرف سے قاتل کو کچھ چھوٹ دے دی جائے تو ان کو چاہیے کہ وہ اس کی قدر کریں۔اس چھوٹ کی شکل یہی ہو سکتی ہے کہ وہ قصاص جانی کے بجائے قصاص مالی پر راضی ہو جائیں تو قاتل اور اس کے خاندان والوں کا فرض ہے کہ وہ احسان مندی اور شکر گزاری کے جذبے کے ساتھ معروف کے بموجب دیت ادا کریں اور ادائیگی نہایت حسن و خوبی کے ساتھ کریں۔'' (تدبر قرآن، ج۱،ص ۴۴۴، تاج کمپنی نئی دہلی)

''اگر قتل عمد میں پوری معافی دے دی جائے مثلاً مقتول کے وارث صرف اس کے دو بیٹے تھے اور ان دونوں نے اپنا حق معاف کر دیا تو قاتل پر کوئی مطالبہ نہیں رہا اور اگر پوری معافی نہ ہو مثلاً دو بیٹوں میں سے ایک نے معاف کر دیا، دوسرے نے معاف نہیں کیا تو سزائے قصاص سے تو قاتل بری ہو گیا لیکن معاف کرنے والے کو نصف دیت دلایا جائے گا۔مقتول کے جتنے شرعی وارث ہیں وہی قصاص اور دیت کے مالک بقدر اپنے حصہ میراث کے ہیں۔اگر دیت یعنی خوں بہا لیا گیا تو مال ان وارثوں میں بحساب وراثت تقسیم ہوگا اور قصاص کا فیصلہ ہوا تو قصاص کا حق بھی سب میں مشترک ہوگا مگر قصاص چونکہ ناقابل تقسیم ہے، اس لیے کوئی ادنیٰ درجہ کا حق رکھنے والا بھی اپنا حق قصاص معاف کر دے گا تو دوسرے وارثوں کا حق قصاص بھی معاف ہو جائے گا۔ہاں ان کو دیت کی رقم حسب حصہ ملے گی۔'' (معارف القرآن، ج۱،ص ۴۳۷، ادارۃ المعارف کراچی)

معروف

''معروف کا لفظ قرآن میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔اس سے مراد وہ صحیح طریق کار ہے جس سے بالعموم انسان واقف ہوتے ہیں جس کے متعلق ہر وہ شخص جس کا کوئی ذاتی مفاد کسی بھی پہلو سے وابستہ نہ ہو بول اٹھے کہ بے شک حق و انصاف یہی ہے اور یہی مناسب طریق کار ہے۔رواج عام (کامن لا) کو بھی اسلامی اصطلاح میں عرف یا معروف سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ ایسے تمام معاملات میں معتبر ہے جس میں شریعت نے کوئی خاص قاعدہ مقرر نہیں کیا۔'' (تفہیم القرآن، ج۱،ص ۱۳۹، ادارہ ترجمان القرآن لاہور)

دیت مقرر ہے

''دیت یعنی خوں بہا شریعت میں سو اونٹ یا ہزار دینار یا دس ہزار درہم ہوتے ہیں اور درہم آج کل کے مروجہ اوزان کے اعتبار سے تقریباً ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے۔تو پوری دیت دو ہزار نو سو سولہ تولے آٹھ ماشے چاندی ہوگی یعنی ۳۶ سیر ۳۶ تولے اور ۸ ماشے۔'' (معارف القرآن، ج۱،ص ۴۳۷، ادارۃ المعارف کراچی)

دیت مقرر نہیں، بلکہ اس میں معروف کی پیروی ہوگی

''لفظ معروف قرآن میں بھلائی اور خیر کے معنی میں بھی آیا ہے اور رواج اور دستور کے معنی میں بھی۔یہاں 'اداء الیه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باحسان' کے الفاظ اس کے بعد دلیل ہیں کہ یہ دوسرے معنی میں آیا ہے۔ اس سے صاف واضح ہے کہ قرآن نے دیت کی کوئی خاص مقدار خود متعین کر دینے کے بجائے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس معاملے میں معاشرے کے دستور کی پیروی کریں۔ قرآن کے اس حکم کے مطابق ہر معاشرہ اپنے ہی دستور کا پابند ہے جس معاشرے میں دیت کا کوئی قانون پہلے سے موجود نہیں ہے وہاں مسلمانوں کے ارباب حل وعقد کو اختیار ہے کہ چاہیں تو عرب کے اس دستور کو برقرار رکھیں جس کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں دیت کے فیصلے کیے اور چاہیں تو اس کی کوئی دوسری صورت تجویز کریں۔ وہ جو صورت بھی اختیار کریں گے معاشرہ اسے قبول کر لیتا ہے تو اس کے لیے وہی دستور قرار پائے گا اور اس کے مطابق دیت ادا کر دینے سے قرآن کا منشا یقیناً پورا ہو جائے گا۔" (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۱۴، نومبر ۲۰۰۱)

فمن اعتدی بعد ذلک...

"اس میں قاتل اور مقتول دونوں خاندانوں والوں کے لیے تنبیہ ہے۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ قاتل اور اس کے اعزا یہ منصوبہ بنائیں کہ اس وقت تو کسی طرح مقتول کے ورثا کو راضی کر کے اپنی جان بچا لو پھر موقع پیدا کر کے اس کو مزید نقصان پہنچائیں گے اسی طرح ایسا نہ ہو کہ مقتول کے ورثا دل میں یہ منصوبہ رکھیں کہ اس وقت تو قاتل سے دیت لے لیتے ہیں بعد میں موقع ملنے پر اس کی جان بھی ٹھکانے لگا دیں گے۔ راضی نامے کے بعد جو بھی فریق زیادتی کرے گا وہ اللہ کے غضب کا مستحق ٹھہرے گا۔" (تدبر قرآن، ج۱، ص ۴۳۵، تاج کمپنی نئی دہلی)

ولکم فی القصاص حیوۃ...

"یہ معاشرہ کو تلقین ہے کہ قصاص کے معاملہ میں کسی سہل انگاری، کسی جانب داری، کسی چشم پوشی اور کسی بے جا رحم و مروت کو حائل نہیں ہونے دینا چاہیے۔ جو کسی کو قتل کرتا ہے وہ صرف ایک شخص ہی کو قتل نہیں کرتا بلکہ ایک قانون کو قتل کرتا ہے جس سب کی جان کی حفاظت کا ضامن ہے اس وجہ سے وہ گویا سب ہی کو قتل کرتا ہے۔" (تدبر قرآن، ج۱، ص ۴۳۵، تاج کمپنی نئی دہلی)

اسلامی سزاؤں کی حکمت

"معاشرہ اپنی مجموعی حیثیت میں ایک جسم سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس جسم کے بعض اعضا میں بھی بسا اوقات اس قسم کا فساد و اختلال پیدا ہو جاتا ہے جس کا علاج مرہم و ضماد سے ممکن نہیں ہوتا، بلکہ عضو مریض پر آپریشن کر کے اس کو جسم کے مجموعے سے الگ کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ عضو مریض ہے اس وجہ سے نرمی اور ہمدردی کا مستحق ہے تو اس نرمی کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ ایک دن یہ عضو سارے جسم کو سڑا اور گلا کر رکھ دے۔ یہی نکتہ ہے کہ قرآن مجید نے اس قسم کی سزاؤں کو جو سخت نوعیت کی ہیں 'نکال' کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ 'نکال' عربی میں اس سزا کو کہتے ہیں جو دوسروں کو عبرت دلانے والی ہو جس کو دیکھ کر دوسرے نصیحت پکڑیں اور اس قسم کے جرم کے ارتکاب سے باز رہیں۔ اس قسم کی سزائیں نافذ کر کے گویا پورے معاشرے کو ایسے ٹیکے لگا دیے جاتے ہیں جس سے وہ متعدی جراثیم کے اثرات سے محفوظ ہو جائے۔" (تدبر قرآن، ج۱، ص ۴۳۷، تاج کمپنی نئی دہلی)

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ (180) فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (181) فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(182)

تراجم

۱۔حکم ہوا تم پر جب حاضر ہو کسی کو تم میں موت، اگر کچھ مال چھوڑے کہ دلوا مرے ماں باپ کو اور ناتے والوں کو دستور سے، ضرور ہے پرہیزگاروں کو(۱۸۰) پھر جو کوئی اس کو بدلے، بعد اس کے سن چکا، تو اس کا گناہ انھیں پر جنھوں نے بدلا، بے شک اللہ ہے سنتا جانتا(۱۸۱) پھر جو کوئی ڈرا دلوانے والے کی طرف داری سے، یا گناہ سے پھر ان میں صلح کروا دی۔ تو اس پر گناہ نہیں۔ البتہ اللہ بخشنے والا ہے مہربان(۱۸۲)۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو تو والدین اور اقارب کے لیے معقول طور پر (کہ مجموعہ ایک ثلث سے زیادہ نہ ہو) کچھ کچھ بتلا جاوے (اس کے نام وصیت ہے) جن کو خدا کا خوف ہے ان کے ذمہ یہ ضروری ہے(۱۸۰) پھر جو شخص اس (وصیت) کے سن لینے کے بعد اس کو تبدیل کرے گا تو اس کا گناہ ان ہی لوگوں کو ہوگا جو اس کو تبدیل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ تو یقیناً سنتے جانتے ہیں(۱۸۱) ہاں جس شخص کو وصیت کرنے والے کی جانب سے کسی بے عنوانی کی یا کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو پھر یہ شخص ان میں باہم مصالحت کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ تو (خود گناہوں کے) معاف فرمانے والے ہیں اور (گنہگاروں پر) رحم کرنے والے ہیں(۱۸۲)۔(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں کسی کو موت آئے اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لیے موافق دستور۔ یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر(۱۸۰) تو جو وصیت کو سن سنا کر بدل دے اس کا گناہ انھیں بدلنے والوں پر ہے۔ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے(۱۸۱) پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے انصافی یا گناہ کیا تو اس نے ان میں صلح کرادی اس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے(۱۸۲)۔(مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔تم پر فرض کردیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور مال چھوڑ جاتا ہو تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے، پرہیزگاروں پر یہ حق اور ثابت ہے(۱۸۰) اب جو شخص اسے سننے کے بعد بدل دے اس کا گناہ بدلنے والے پر ہی ہوگا۔ واقعی اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے(۱۸۱) ہاں جو شخص وصیت کرنے والے کی جانب داری یا گناہ کی وصیت کر دینے سے ڈرے پس وہ ان میں آپس میں اصلاح کرادے تو اس پر گناہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ بخشنے، والا مہربان ہے(۱۸۲)۔(مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آئے اور وہ اپنے پیچھے مال چھوڑ رہا ہو، تو والدین اور رشتہ داروں کے لیے معروف طریقے سے وصیت کرے۔ یہ حق ہے متقی لوگوں پر(۱۸۰) پھر جنھوں نے وصیت سنی اور بعد میں اُسے بدل ڈالا، تو اس کا گناہ ان بدلنے والوں پر ہوگا۔ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے(۱۸۱) البتہ جس کو یہ اندیشہ ہو کہ وصیت کرنے والے نے نادانستہ یا قصداً حق تلفی کی ہے، اور پھر معاملے سے تعلق رکھنے والوں کے درمیان وہ اصلاح کرے، تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے، اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے(۱۸۲)۔(مولانا مودودیؒ)

۶۔جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ پہنچے اور وہ کچھ مال چھوڑ رہا ہو تو تم پر فرض کیا گیا ہے والدین اور قرابت مندوں کے لیے دستور کے مطابق وصیت کرنا۔ خدا سے ڈرنے والوں پر یہ حق ہے(۱۸۰) تو جو لوگ اس وصیت کو اس کے سننے کے بعد بدل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالیں تو اس کا گناہ ان بدل ڈالنے والوں ہی پر ہے۔ بے شک اللہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے (۱۸۱) جس کو کسی وصیت کرنے والے کی طرف سے کسی بے جا جانب داری یا حق تلفی کا اندیشہ ہو اور وہ آپس میں صلح کرا دے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے (۱۸۲)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (اسی طرح مال کے نزاعات سے بچنے کے لیے) تم پر فرض کیا گیا ہے کہ تم میں سے جب کسی کی موت کا وقت آ پہنچے اور وہ کچھ مال چھوڑ رہا ہو تو والدین اور قرابت مندوں کے لیے دستور کے مطابق وصیت کرے۔ اللہ سے ڈرنے والوں پر یہ حق ہے (۱۸۰) پھر جو اس وصیت کو اِس کے سننے کے بعد بدل ڈالے تو اِس کا گناہ اُن بدلنے والوں ہی پر ہوگا۔ (اُنھیں یاد رکھنا چاہیے کہ) اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (۱۸۱) جس کو، البتہ کسی وصیت کرنے والے کی طرف سے جانب داری یا حق تلفی کا اندیشہ ہو اور وہ آپس میں صلح کرا دے تو اِس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ بے شک، اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے (۱۸۲)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

کتب علیکم...

عبوری دور کا حکم

''اس آیت میں والدین اور اقربا کے لیے جو وصیت کا حکم دیا گیا ہے وہ معروف کے تحت تھا اور اس عبوری دور کے لیے تھا جب کہ اسلامی معاشرہ ابھی اس استحکام کو نہیں پہنچا تھا کہ تقسیم وراثت کا وہ آخری حکم دیا جائے جو سورۂ نساء میں نازل ہوا۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۹۵ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور)

تہائی مال کی وصیت

''وصیت ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے کرنے کا حکم دیا جائے خواہ زندگی میں یا بعد الموت۔ لیکن عرف میں اس کام کو کہا جاتا ہے جس کے کرنے کا حکم بعد الموت ہو۔ وصیت کا یہ حکم باجماع امت آیت میراث کے بعد منسوخ ہے۔ البتہ تہائی مال کی وصیت اب بھی کی جاسکتی ہے۔ وارثوں کی اجازت سے البتہ ایک تہائی سے زائد بلکہ پورے مال کی وصیت بھی کی جاسکتی ہے۔ جن رشتہ داروں کا میراث میں کوئی حصہ نہیں ان کے لیے بھی میت پر وصیت کرنا کوئی فرض و لازم نہیں یعنی وقت ضرورت صرف مستحب سمجھی جائے گی۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۴۴۰، ادارۃ المعارف کراچی)

وصیت کا حکم محض ایک سفارشی حکم نہیں بلکہ حق ہے

''یہ حکم اس زمانے میں دیا گیا تھا جبکہ وراثت کی تقسیم کے لیے ابھی کوئی قانون مقرر نہیں ہوا تھا۔ اس وقت ہر شخص پر لازم کیا گیا کہ وہ اپنے وارثوں کے حصے بذریعہ وصیت مقرر کر جائے تاکہ اس مرنے والے کے بعد نہ تو خاندان میں جھگڑے ہوں اور نہ کسی حق دار کی حق تلفی ہونے پائے۔ بعد میں تقسیم وراثت کے لیے اللہ تعالیٰ نے خود ایک ضابطہ بنا دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام وصیت اور احکام میراث کی توضیح میں حسب ذیل دو قاعدے بیان فرمائے۔ ایک یہ کہ اب کوئی شخص کسی وارث کے حق میں وصیت نہیں کر سکتا یعنی جن رشتہ داروں کے حصے قرآن میں مقرر کر دیے گئے ہیں ان کے حصوں میں نہ تو وصیت کے ذریعے کوئی کمی بیشی کی جاسکتی ہے، نہ کسی وارث کو میراث سے محروم کیا جاسکتا ہے اور نہ کسی وارث کو اس کے قانونی حصے کے علاوہ کوئی چیز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بذریعہ وصیت دی جاسکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ وصیت جائداد کے صرف ایک تہائی حصے کی حد تک کی جاسکتی ہے۔ان دو تشریحی ہدایات کے بعد اب اس آیت کا منشا یہ قرار پاتا ہے کہ آدمی کم از کم اپنا دو تہائی مال تو اس لیے چھوڑ دے کہ اس کے مرنے کے بعد وہ حسب قاعدہ اس کے وارثوں میں تقسیم ہو جائے اور زیادہ سے زیادہ ایک تہائی مال کی حد تک اسے اپنے ان غیر وارث رشتہ داروں کے حق میں وصیت کرنی چاہیے جو اس کے اپنے گھر میں یا اس کے خاندان میں مدد کے مستحق ہوں یا جنھیں وہ خاندان کے باہر محتاج اعانت پاتا ہو یا رفاہ عامہ کے کاموں میں سے جس کی وہ مدد کرنا چاہے۔ بعد کے لوگوں نے وصیت کے اس حکم کو محض ایک سفارشی حکم قرار دے دیا یہاں تک کہ بالعموم وصیت کا طریقہ ہی منسوخ ہو کر رہ گیا۔لیکن قرآن مجید اسے ایک حق قرار دے رہا ہے جو خدا کی طرف سے متقی لوگوں پر عائد ہوتا ہے اگر اس حق کو ادا کرنا شروع کر دیا جائے تو بہت سے وہ سوالات خود ہی حل ہو جائیں جو میراث کے بارے میں لوگوں کو الجھن میں ڈالتے ہیں مثلاً ان پوتوں اور نواسوں کا معاملہ جن کے ماں باپ دادا اور نانا کی زندگی میں مر جاتے ہیں۔'' (تفہیم القرآن، ج ا،ص ۱۴۰، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور)

عرب کے جاہلانہ رواج کی اصلاح

''اس آیت کریمہ نے عرب کے ایک جاہلانہ رواج کی اصلاح فرمائی۔اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ مرتے وقت اپنے مال کی وصیت ایسے لوگوں کے نام کر جاتے جن سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہ ہوتا اور اپنے زعم باطل میں اسے سخاوت سے تعبیر کرتے اور اگر کوئی وصیت کے بغیر مر جاتا تو وراثت صرف اولاد اور بیوی میں بٹ جاتی، والدین اور دوسرے رشتہ دار بالکل محروم رہتے۔ یہ دونوں صورتیں کیونکہ ظلم صریح تھیں، اس لیے قرآن کریم نے اس کی اصلاح فرمادی۔'' (ضیاء القرآن ج ا،ص ۱۲۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

وصیت کا اب کوئی محل نہیں

''وصیت کا اب کوئی محل باقی نہیں رہا بجز جائداد کے ایک ثلث کے کہ اتنے میں وصیت چل سکتی ہے اور اس کی تصریح بھی اسی سورۂ نساء کی آیت میراث میں موجود ہے۔ایک گروہ نے لفظ وجوب سے استناد کرتے ہوئے کہا ہے کہ کچھ نہ کچھ وصیت بہر حال کر جانی چاہیے۔ دوسرے گروہ نے آیت میراث کی موجودگی میں اسے بالکل غیر ضروری ٹھہرایا ہے۔امام نخعی کا قول اس باب میں قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے۔انھوں نے کہا کہ ہمارے سامنے دونوں قسم کے اسوۂ حسنہ موجود ہیں ابوبکر وصیت کر گئے تھے لیکن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت نہیں کی۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا،ص ۳۲۷، خان پبلشرز نئی دہلی)

وصیت مستحب ہے

''میراث کے احکام نازل ہونے کے بعد اب غیر وارث کے لیے تہائی سے کم میں وصیت کرنا مستحب ہے۔'' (خزائن العرفان، ص ۵۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

وارث کے لیے وصیت نہیں

''وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔'' (تفسیر عثمانی ص ۳۵، پاک کمپنی لاہور)

وارثوں کے لیے وصیت کا حکم اب منسوخ ہے

''وصیت کا یہ حکم ان وارثوں کے لیے باقی نہیں رہا جن کے حصے اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں اس کے بعد خود متعین فرما دیے۔اولاً اس لیے کہ نساء کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ حصے اس نے خود اس لیے متعین فرمائے ہیں کہ لوگ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ نہیں کر سکتے کہ ان کے وارثوں میں سے کون بہ لحاظ منفعت ان سے قریب تر ہیں۔ لہٰذا اب اگر کوئی شخص ان وارثوں کے لیے وصیت کرتا ہے تو وہ گویا اپنے عمل سے یہ کہتا ہے کہ میں یہ فیصلہ نہ صرف یہ کہ کر سکتا ہوں، بلکہ اس فیصلے سے بہتر کر سکتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ثانیاً اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے وہاں ان حصوں کو اپنی وصیت قرار دیا ہے جس کے بعد اگر وصیت کی جائے تو یہ گویا اللہ کی وصیت کے مقابلے میں اپنی وصیت پیش کرنے کی جسارت ہے۔ ثالثاً اس لیے کہ اسی سورۂ نساء کی آیت ۷ میں ان حصوں کو 'نصیباً مفروضا' کہا گیا ہے جنھیں ظاہر ہے کہ کوئی وصیت اب کسی طرح کی باطل نہیں کر سکتی۔ چنانچہ یہ بات تو بالکل قطعی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ وارثوں کی حد تک وصیت کا یہ حکم سورۂ نساء کی آیات سے منسوخ ہو گیا ہے۔" (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، دسمبر ۲۰۰۱، ص ۱۰)

خیر کا لفظ مال کے لیے

"خیر کے اصل معنی مطلوب اور مرغوب شے کے ہیں۔ اس وجہ سے علم، عقل، حکمت، عدل، نیکی اور بھلائی سب کے لیے اس کا استعمال ہوا ہے۔ پھر یہیں سے یہ مال کے لیے بھی استعمال ہونے لگا کہ مال بھی ایک مرغوب و مطلوب شے ہے۔ قرآن نے مال کے لیے اس لفظ کو استعمال کر کے گویا بالواسطہ اس غلط فہمی کی اصلاح کر دی ہے جو عام طور پر رہبانی تصور کے تحت لوگوں میں پھیلی ہوئی ہے کہ مال فی نفسہٖ ایک ناپاک و نجس چیز ہے، اس وجہ سے اس سے آلودہ ہونا جائز نہیں۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۹۵ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور)

معروف اور شریعت میں نسبت

"معروف کے لغوی معنی جانی پہچانی چیز کے ہیں جس کو عقل مانتی ہو، وہ عدل کے مطابق ہو اور سوسائٹی کے شریفوں میں اس کا چلن ہو۔ معروف بہت سے معاملات میں اسلامی قانون کا درجہ رکھتا ہے مگر صرف وہیں جہاں خدا کا قانون موجود نہ ہو۔ جس باب میں خدا کا قانون نازل ہو گیا وہاں معروف کا اعتبار ختم ہو گیا، اس لیے کہ سورج کے طلوع ہو جانے کے بعد ستاروں سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۳۹۵ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (183) اَيَّامًا
مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ
طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (184)
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ
الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا
يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (185) وَ اِذَا
سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ
لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (186) اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ
لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ط تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ(187)

تراجم

ا۔اے ایمان والو!حکم ہوا تم پر روزے کا، جیسے حکم ہوا تھا تم سے اگلوں پر شاید تم پرہیز گار ہو جاؤ (۱۸۳) کئی دن ہیں گنتی کے۔پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو، یا سفر میں، تو گنتی چاہیے اور دنوں سے۔اور جن کو طاقت ہے تو بدلا چاہیے ایک فقیر کا کھانا۔پھر جو کوئی شوق سے کرے نیکی، تو اس کو بہتر ہے۔اور روزہ رکھو، تو تمھارا بھلا ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو (۱۸۴) مہینہ رمضان کا، جس میں نازل ہوا قرآن، ہدایت واسطے لوگوں کے، اور کھلی نشانیاں راہ کی اور فیصلہ۔پھر جو کوئی پاوے تم میں یہ مہینہ، تو اس کو روزہ رکھے، اور جو کوئی ہو بیمار یا سفر میں، تو گنتی چاہیے اور دنوں سے۔اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی، اور نہیں چاہتا تم پر مشکل۔اور اس واسطے کہ پوری کرو گنتی اور بڑائی کرو اللہ کی اس پر کہ تم کو راہ بتائی، اور شاید تم احسان مانو (۱۸۵) اور جب تجھ سے پوچھیں بندے مجھ کو، تو میں نزدیک ہوں۔پہنچتا ہوں پکارتے کی پکار کو، جس وقت مجھ کو پکارتا ہے، تو چاہیے کہ حکم مانیں میرا، اور یقین لاویں مجھ پر، شاید نیک راہ پر آویں (۱۸۶) حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں بے پردہ ہونا اپنی عورتوں سے۔وہ پوشاک ہیں تمھاری اور تم پوشاک ہو اُن کی۔اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری کرتے تھے۔سو معاف کیا تم کو اور درگزر کی تم سے پھر اب ملو اُن سے، اور چاہو جو لکھ دیا اللہ نے تم کو اور کھاؤ اور پیو، جب تک کہ صاف نظر آوے تم کو دھاری سفید جدا دھاری سیاہ سے، فجر کی۔پھر پورا کرو روزہ رات تک۔اور نہ لگو اُن سے، جب اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں۔یہ حدیں باندھی ہیں اللہ کی، سو ان کے نزدیک نہ جاؤ۔اس طرح بیان کرتا ہے اللہ اپنی آیتیں لوگوں کو، شاید وہ بچتے رہیں (۱۸۷)۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے (اُمتوں کے) لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ (۱۸۳) تھوڑے دنوں روزہ رکھ لیا کرو پھر (اس میں بھی اتنی آسانی کہ) جو شخص تم میں (ایسا) بیمار ہو (جس میں روزہ رکھنا مشکل یا مضر ہو) یا (شرعی) سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار (کرکے ان میں روزہ) رکھنا (اس پر واجب ہے اور (دوسری آسانی جو بعد میں منسوخ ہوگئی یہ ہے کہ) جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہوں ان کے ذمہ فدیہ ہے کہ وہ ایک غریب کا کھانا کھلا دینا یا دے دینا ہے اور جو شخص خوشی سے (زیادہ) خیر (خیرات) کرے (کہ زیادہ فدیہ دے) تو یہ اُس شخص کے لیے اور بھی بہتر ہے اور تمھارا روزہ رکھنا (اس حال میں) زیادہ بہتر ہے اگر تم (روزے کی فضیلت کی) خبر رکھتے ہو (۱۸۴) (وہ تھوڑے دن) ماہِ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے (ایک) وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لیے (ذریعۂ) ہدایت ہے اور (دوسرا وصف) واضح الدلالہ ہے منجملہ ان کتب کے جو (ذریعہ) ہدایت (بھی) ہیں اور (حق و باطل میں) فیصلہ کرنے والی (بھی) ہیں سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہیے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا (اتنا ہی) شمار (کرکے ان میں روزہ) رکھنا (اس پر واجب ہے)۔اللہ تعالیٰ کو تمھارے ساتھ (احکام میں) آسانی کرنا منظور ہے اور تمھارے ساتھ (احکام وقوانین مقرر کرنے میں) دشواری منظور نہیں اور تاکہ تم لوگ ایام ادا یا قضا کی شمار کی تکمیل کرلیا کرو (کہ ثواب میں کمی نہ رہے) اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (وثنا) بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو (ایک ایسا) طریقہ بتلا دیا (جس سے تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برکات وثمراتِ صیام رمضان سے محروم نہ رہو گے)(۱۸۵) (آپ میری طرف سے فرما دیجیے) میں قریب ہی ہوں (اور باستثنا نامناسب درخواست کے) منظور کر لیتا ہوں (ہر) عرضی درخواست کرنے والے کی جبکہ وہ میرے حضور میں درخواست دے سو ان کو چاہیے کہ میرے احکام کو قبول کیا کریں اور مجھ پر یقین رکھیں امید ہے کہ وہ لوگ رشد (وفلاح) حاصل کرسکیں گے(۱۸۶) تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا کیونکہ وہ تمھارے (بجائے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہیں اور تم ان کے (بجائے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہو۔ خدا تعالیٰ کو اس کی خبر تھی کہ تم خیانت (کر کے گناہ میں اپنے کو مبتلا) کر رہے تھے (مگر) خیر اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا۔ سو اب ان سے ملو ملاؤ اور جو (قانون اجازت) تمھارے لیے تجویز کر دیا ہے (بلا تکلف) اس کا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو (بھی) اس وقت تک کہ تم کو سفید خط (یعنی نور) صبح (صادق) کا متمیز ہو جاوے سیاہ خط سے پھر (صبح صادق سے) رات تک روزہ کو پورا کیا کرو اور ان بیبیوں (کے بدن) سے اپنا بدن بھی مت ملنے دو جس زمانہ میں کہ تم لوگ اعتکاف والے ہو مسجدوں میں۔ یہ خداوندی ضابطے ہیں سو ان سے نکلنے کے نزدیک بھی مت ہونا اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے (اور) احکام (بھی) لوگوں (کی اصلاح) کے واسطے بیان فرمایا کرتے ہیں، اس امید پر کہ وہ لوگ (احکام پر مطلع ہو کر خلاف کرنے سے) پرہیز رکھیں (۱۸۷)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمھیں پرہیز گاری ملے (۱۸۳) گنتی کے دن ہیں تو تم میں کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اور جنھیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمھارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو (۱۸۴) رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اُترا لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمھیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو (۱۸۵) اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انھیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں (۱۸۶) روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمھارے لیے حلال ہوا وہ تمھاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔ اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمھاری توبہ قبول کی اور تمھیں معاف فرمایا۔ تو اب ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمھارے نصیب میں لکھا ہو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمھارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے (پو پھٹ کر) پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان کے پاس نہ جاؤ اللہ۔ یوں ہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں انھیں پرہیز گاری ملے (۱۸۷)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح سے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو (۱۸۳) گنتی کے چند ہی دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کر لے اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اسی کے لیے بہتر ہے لیکن تمھارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باعلم ہو (۱۸۴) ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے۔ ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمھارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں۔ وہ چاہتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو (۱۸۵) جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے۔ میں قبول کرتا ہوں اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے (۱۸۶) روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمھارے لیے حلال کیا گیا وہ تمھارا لباس ہیں اور تم اُن کے لباس ہو۔ تمھاری پوشیدہ خیانتوں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے اس نے تمھاری توبہ قبول فرما کر تم سے درگزر فرما لیا، اب تمھیں ان سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اجازت ہے تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔ پھر رات تک روزے کو پورا کرو اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں، تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان فرماتا ہے تا کہ وہ بچیں (۱۸۷)۔ (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے فرض کر دیے گئے، جس طرح تم سے پہلے انبیا کے پیرووں پر فرض کیے گئے تھے۔ اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی (۱۸۳) چند مقرر دنوں کے روزے ہیں۔ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو، یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے۔ اور جو لوگ روزہ رکھنے کی قدرت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں۔ ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے اور جو اپنی خوشی سے کچھ زیادہ بھلائی کرے، تو یہ اسی کے لیے بہتر ہے۔ لیکن اگر تم سمجھو، تو تمھارے حق میں اچھا یہی ہے کہ روزہ رکھو (۱۸۴) رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے، جو راہِ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔ لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے، اُس کو لازم ہے کہ اِس پورے مہینے کے روزے رکھے۔ اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو، تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے۔ اللہ تمھارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی کرنا نہیں چاہتا۔ اس لیے یہ طریقہ تمھیں بتایا جا رہا ہے تا کہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور جس ہدایت سے اللہ نے تمھیں سرفراز کیا ہے، اُس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو (۱۸۵) اے نبی، میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں، تو اُنھیں بتا دو کہ میں اُن سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے، میں اُس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں۔ لہٰذا انھیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ یہ بات تم اُنھیں سنا دو، شاید کہ وہ راہِ راست پا لیں (۱۸۶) تمھارے لیے روزوں کے زمانے میں راتوں کو اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ تمھارے لیے لباس ہیں، اور تم اُن کے لیے۔ اللہ کو معلوم ہو گیا کہ تم لوگ چپکے چپکے اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے، مگر اُس نے تمھارا قصور معاف کر دیا اور تم سے درگزر فرمایا۔ اب تم اپنی بیویوں کے ساتھ شب باشی کرو اور جو لطف اللہ نے تمھارے لیے جائز کر دیا ہے، اُسے حاصل کرو۔ نیز راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم کو سیاہیِ شب کی دھاری سے سپیدۂ صبح کی دھاری نمایاں نظر آ جائے۔ تب یہ سب کام چھوڑ کر رات تک اپنا روزہ پورا کرو۔ اور جب تم مسجدوں میں معتکف ہو، تو بیویوں سے مباشرت نہ کرو۔ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، ان کے قریب نہ پھٹکنا۔ اِس طرح اللہ اپنے احکام لوگوں کے لیے بصراحت بیان کرتا ہے، توقع ہے کہ وہ غلط رویے سے بچیں گے (۱۸۷)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے والوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم تقویٰ حاصل کرو (۱۸۳) گنتی کے چند دن۔ اس پر بھی تم میں سے جو کوئی مریض ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں تعداد پوری کر دے۔ اور جو لوگ ایک مسکین کو کھانا کھلا سکیں ان پر ایک روزے کا بدلہ ایک مسکین کا کھانا ہے۔ اور جو کوئی مزید نیکی کرے تو وہ اس کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتر ہے اور یہ کہ تم روزہ رکھو یہ تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم سمجھو (۱۸۴) رمضان کا مہینہ ہے، جس میں قرآن اتارا گیا، لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کے کھلے دلائل کے ساتھ، سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو وہ اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے۔ اللہ تمھارے لیے آسانی چاہتا ہے، تمھارے ساتھ سختی نہیں کرنا چاہتا۔ اور (چاہتا ہے) کہ تم تعداد پوری کرو، اور اللہ نے جو تمھیں ہدایت بخشی ہے اس پر اس کی بڑائی کرو اور تاکہ تم اس کے شکر گزار بنو (۱۸۵) اور جب میرے بندے تم سے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے تو چاہیے کہ وہ میرے حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ وہ صحیح راہ پر رہیں (۱۸۶) تمھارے لیے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا جائز کیا گیا۔ وہ تمھارے لیے بمنزلہ لباس ہیں اور تم ان کے لیے بمنزلہ لباس ہو۔ اللہ نے دیکھا کہ تم اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے تو اس نے تم پر عنایت کی اور تم سے درگزر فرمایا تو اب تم ان سے ملو اور اللہ نے تمھارے لیے جو مقدر کر رکھا ہے اس کے طالب بنو۔ اور کھاؤ پیو، یہاں تک کہ فجر کی سفید دھاری (شب کی) سیاہ دھاری سے تمھارے لیے نمایاں ہو جائے۔ پھر رات تک روزہ پورا کرو۔ اور جب تم مسجد میں اعتکاف میں ہو تو بیویوں سے نہ ملو۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں، تو ان کے پاس نہ پھٹکنا۔ اس طرح اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے لیے واضح کرتا ہے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں (۱۸۷)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (یہ اللہ کے حدود ہیں اور ان کی پابندی وہی کر سکتے ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہوں، اس لیے) ایمان والو، تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم اللہ سے ڈرنے والے بن جاؤ (۱۸۳) یہ گنتی کے چند دن ہیں۔ اس پر بھی جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرلے۔ اور جو اِس کی طاقت رکھتے ہوں (کہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں) تو اُن پر ہر روزے کا بدلہ ایک مسکین کا کھانا ہے۔ پھر جو شوق سے کوئی نیکی کرے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے، اور روزہ رکھ لو تو یہ تمھارے لیے اور بھی اچھا ہے، اگر تم سمجھ رکھتے ہو (۱۸۴) رمضان کا مہینا ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، لوگوں کے لیے رہنما بنا کر اور نہایت واضح دلیلوں کی صورت میں جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے سراسر ہدایت بھی ہیں اور حق و باطل کا فیصلہ بھی۔ سو تم میں سے جو شخص اِس مہینے میں موجود ہو، اُسے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے۔ اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرلے۔ (یہ رخصت اِس لیے دی گئی ہے کہ) اللہ تمھارے لیے آسانی چاہتا ہے اور نہیں چاہتا کہ تمھارے ساتھ سختی کرے۔ اور (فدیے کی اجازت) اس لیے (ختم کر دی گئی ہے) کہ تم روزوں کی تعداد پوری کرو، (اور جو خیر و برکت اِس میں چھپی ہوئی ہے، اُس سے محروم نہ رہو)۔ اور (اِس مقصد کے لیے رمضان کا مہینا) اِس لیے (خاص کیا گیا ہے) کہ (قرآن کی صورت میں) اللہ نے جو ہدایت تمھیں بخشی ہے، اُس پر اُس کی بڑائی کرو اور اس لیے کہ تم اُس کے شکر گزار بنو (۱۸۵) اور میرے (کسی حکم کے) بارے میں، (اے پیغمبر)، جب میرے بندے تم سے کوئی سوال کریں تو (اِن سے کہہ دو کہ اس وقت) میں اُن سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اُس کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ لہٰذا اُن کو چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ وہ صحیح راہ پر رہیں (۱۸۶) (تم پوچھنا چاہتے ہو تو لو ہم بتائے دیتے ہیں کہ) روزوں کی رات میں اپنی بیویوں کے پاس جانا تمھارے لیے جائز کیا گیا ہے۔ وہ تمھارے لیے لباس ہیں اور تم اُن کے لیے لباس ہو۔ اللہ نے دیکھا کہ تم اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے تو اُس نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے درگزر کیا۔ چنانچہ اب (بغیر کسی تردد کے) اپنی بیویوں کے پاس جاؤ اور (اِس کا جو نتیجہ) اللہ نے تمھارے لیے لکھ رکھا ہے، اُسے چاہو، اور کھاؤ پیو، یہاں تک کہ رات کی سیاہ دھاری سے فجر کی سفید دھاری تمھارے لیے بالکل نمایاں ہو جائے۔ پھر رات تک اپنا روزہ پورا کرو۔ اور (ہاں)، تم مسجدوں میں اعتکاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھے ہوتو (پھررات کوبھی) اُن کے پاس نہ جانا۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں،سو ان کے قریب نہ جاؤ۔اللہ اِسی طرح اپنی آیتیں لوگوں کے لیے واضح کرتا ہے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں (۱۸۷)۔(محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

صوم

''صوم اور صیام مصدر ہیں۔صوم کے معنی کسی شے سے رک جانے اور اسے ترک کرنے کے ہیں۔اسی سے صائم ہے یعنی وہ شخص جو کھانے پینے اور ازدواجی تعلقات سے رک جائے۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۴۴۵، فاران فاونڈیشن لاہور)

کتب علیکم الصیام

تدریج

''اسلام کے اکثر احکام کی طرح روزے کی فرضیت بھی بتدریج عائد کی گئی۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں مسلمانوں کو ہر ماہ صرف تین روزے رکھنے کی ہدایت فرمائی تھی مگر یہ روزے فرض نہ تھے۔پھر ۲ ہجری میں رمضان کے روزوں کا یہ حکم قرآن میں نازل ہوا مگر اس میں اتنی رعایت رکھی گئی کہ جو لوگ روزے برداشت کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور پھر بھی روزہ نہ رکھیں وہ ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔بعد میں دوسرا حکم نازل ہوا اور یہ عام رعایت منسوخ کر دی گئی،لیکن مریض، مسافر اور حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت اور بہت ضعیف جن میں روزے کی طاقت نہ ہو،ان کے لیے اس رعایت کو بدستور باقی رہنے دیا گیا اور انھیں حکم دیا گیا کہ بعد میں جب یہ عذر باقی نہ رہے تو قضا کے اتنے روزے رکھ لیں جتنے رمضان میں چھوٹ گئے ہوں۔'' (تفہیم القرآن، ج ا،ص ۱۴۱، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

کما کتب علی الذین من قبلکم

''روزہ شرائع الٰہی کی قدیم وراثت ہے۔آسمانی شریعتوں میں یہ ابتدا ہی سے تربیت نفس کی خاص ریاضت رہی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۴۴۵، فاران فاونڈیشن لاہور)

کما

''یہ تشبیہ دوسری ملتوں کے ساتھ صرف فرضیت صیام میں ہے نہ کہ تعداد و شرائط صیام میں۔'' (تفسیر ماجدی ج ا، ص ۳۳۰، خان پبلشرز نئی دہلی)

''قرآن کریم کے الفاظ 'الذین من قبلکم' عام ہیں،حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیا تک کی تمام شریعتوں اور امتوں کو شامل ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح نماز کی عبادت سے کوئی شریعت اور کوئی امت خالی نہیں رہی اسی طرح روزہ بھی ہر شریعت میں فرض رہا ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا،ص ۴۴۳، ادارۃ المعارف کراچی)

رسول اللہ کی صداقت کی گواہی

''روزہ شریعت موسوی کا ایک اہم اور مشہور جزو ہے۔مذاہب عالم سے اتنی گہری واقفیت کہ صاف صاف ان میں روزہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جز و مذہب ہونے کی خبر دے دی۔ ڈاک اور ریل کے زمانہ سے صدیوں قبل اور اخبارات اور کتب خانوں کے دور سے ہزار بارہ سو سال پیشتر عرب جیسے دور افتادہ اور دنیا کے ہر ملک سے بے تعلق جزیرہ نما میں ایک امی کے لیے کسی طرح ممکن نہیں بجز وحی الٰہی کے توسط سے۔'' (تفسیر ماجدی، ج۱، ص ۳۴۰، خان پبلشرز نئی دہلی)

روزے کا مقصد

''تقویٰ روزے کا مقصد ہے۔ تقویٰ پیدا ہوتا ہے جذبات و خواہشات پر قابو پانے کی قوت وصلاحیت سے اور اس قوت و صلاحیت کی سب سے بہتر تربیت روزوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص ۴۴۵، فاران فاونڈیشن لاہور)

ایاما معدودات

تالیف قلب

''ایاماً معدودات کے الفاظ بطور تالیف قلب کے وارد ہوئے ہیں کہ تربیت تقویٰ اور تزکیۂ نفس کا یہ کورس چند روزہ ہے، اس سے پست ہمت اور دل شکستہ نہیں ہونا چاہیے۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص ۴۴۵، فاران فاونڈیشن لاہور)

ایام معدودات سے مراد، ماہ رمضان کے روزے

''اس سے مراد ماہ رمضان ہی کے ایام ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی قابل اعتماد روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ مسلمانوں پر رمضان کے روزوں کے سوا کوئی اور روزہ فرض کیا گیا ہو جو رمضان کے روزوں سے منسوخ ہوا ہو۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص ۴۴۵، فاران فاونڈیشن لاہور)

فدیے کی اجازت سب کے لیے تھی

''وعلی الذین یطیقونه، اس آیت کے بے تکلف معنی یہی ہیں کہ جو لوگ مریض یا مسافر کی طرح روزہ رکھنے سے مجبور نہیں بلکہ روزے کی طاقت تو رکھتے ہیں، مگر کسی وجہ سے دل نہیں چاہتا تو ان کے لیے بھی گنجایش موجود ہے کہ وہ روزے کے بجائے روزے کا فدیہ بصورت صدقہ ادا کر دیں۔ یہ حکم شروع اسلام میں تھا جب لوگوں کو روزے کا خوگر کرنا مقصود تھا۔ اس کے بعد آیت 'فمن شھد منکم الشھر فلیصمه' سے یہ حکم عام لوگوں کے حق میں منسوخ ہو گیا صرف ایسے لوگوں کے حق میں اب بھی باجماع امت باقی رہ گیا ہے جو بہت بوڑھے ہوں یا ایسے بیمار ہوں کہ اب صحت کی امید ہی نہ رہی۔ جمہور صحابہ و تابعین کا یہی قول ہے۔'' (معارف القرآن، ج۱، ص ۴۴۳، ادارۃ المعارف کراچی)

'یطیقونه' میں ضمیر مفعول کا مرجع صوم ہے

''یطیقونه میں ضمیرہ 'صوم کی طرف ہے۔ یعنی روزہ رکھنے کو رکھ تو ڈالیں، لیکن روزہ کا تحمل انھیں دشواری ہی سے ہو سکے مشقت بہت زیادہ اٹھانی پڑے۔ جیسے بہت زیادہ بوڑھے اشخاص، حاملہ، مرضعہ وغیرہ۔ مفسر قرطبی کا فیصلہ اس باب میں قول فیصل ہے کہ ابن عباس کا قول سند صحیح سے ثابت ہے کہ آیت منسوخ نہیں بلکہ جن کے حق میں نازل ہوئی ہے محکم ہے۔ یعنی جن بوڑھوں ناتوانوں کے لیے روزہ رکھنا بہت تعب کا باعث ہو انھیں پورا اختیار ہے کہ بجائے روزہ رکھنے کے افطار کرتے رہیں اور ایک نادار کو روز کھانا کھلا دیا کریں۔ فدیہ یعنی نادار کو کھانا کھلا دینے میں کھانے کا معیار وہی ہو جو خود روزہ دار کا ہوتا ہے اور کھانے کی مقدار میں مختلف فقہا کے مختلف قول ہیں۔ لیکن صاف اور آسان صورت یہی ہے کہ جتنے میں اس نادار کا پیٹ بھر جائے۔'' (تفسیر ماجدی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج۱،ص۳۳۵،خان پبلشرز نئی دہلی)

'یطیقونہ' میں ضمیر مفعول کا مرجع صوم نہیں طعام ہے

قضا شدہ روزے کا فدیہ، یہ اجازت صرف مسافر اور مریض کے لیے تھی

''عام طور پر لوگوں نے اس آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ شروع میں آسانی کے لیے یہ گنجایش رکھی گئی تھی کہ جو شخص روزہ رکھنے کی قدرت کے باوجود روزہ نہ رکھنا چاہے تو وہ ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ تاویل صحیح نہیں۔'یطیقونہ' کی ضمیر مفعول سے سارے اشکالات پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے نزدیک اس کا مرجع صوم ہے لیکن ہمارے نزدیک طعام ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بیماری یا سفر کی وجہ سے رمضان کے روزے پورے نہیں کر سکتے تھے ان کو اس بات کی اجازت تھی کہ دوسرے دنوں میں یا تو روزے رکھ کر ان چھوڑے ہوئے روزوں کی تلافی کر دیں یا ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں گویا اس وقت تک قضا روزوں کی تلافی مسکین کو کھانا کھلا کر بھی ہو سکتی تھی۔ بعد میں یہ اجازت جیسا کہ اگلی آیت سے واضح ہے، منسوخ ہو گئی یعنی قضا شدہ روزوں کی جگہ بھی روزے رکھنا ہی ضروری قرار دیا گیا۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۴۴۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

شهر رمضان الذی انزل...

''قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت اوپر والی آیت سے کچھ عرصہ بعد نازل ہوئی جس میں ایک حقیقت تو یہ واضح کی گئی کہ رمضان کے مہینے کو اللہ تعالیٰ نے روزوں کے لیے کیوں منتخب فرمایا۔ دوسری یہ کہ اب تک سفر یا بیماری کی وجہ سے قضا شدہ روزوں کے لیے فدیہ کی جو اجازت تھی وہ اجازت منسوخ ہوئی۔ اب روزوں کی تلافی روزوں ہی کی ذریعہ سے ضروری قرار دے دی گئی۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۴۵۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

روزوں کے لیے رمضان کے مہینے کے انتخاب کی حکمت

''خدا کی تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت عقل ہے اور عقل سے بڑی نعمت قرآن ہے، اس لیے کہ عقل کو بھی حقیقی رہنمائی قرآن ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اس وجہ سے جس مہینے میں دنیا کو یہ نعمت ملی وہ سزاوار تھا کہ وہ خدا کی تکبیر اور اس کی شکر گزاری کا خاص مہینہ ٹھہرا دیا جائے۔ اس شکر گزاری اور تکبیر کے لیے اللہ تعالیٰ نے روزوں کی عبادت مقرر فرمائی جو اس تقویٰ کی تربیت کی خاص عبادت ہے جس پر تمام دین و شریعت کے قیام و بقا کا انحصار ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۴۵۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''رمضان میں نزول قرآن کا یہ مطلب نہیں کہ مکمل قرآن کسی ایک رمضان میں نازل ہو گیا۔ بلکہ یہ ہے کہ رمضان کی شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا گیا اور وہاں بیت العزہ میں رکھ دیا گیا۔ وہاں سے حسب حالات ۲۳ سالوں تک اترتا رہا۔ اس لیے یہ کہنا کہ قرآن رمضان میں یا لیلۃ القدر یا لیلۃ المبارکہ میں اترا، یہ سب صحیح ہے کیوں کہ لوح محفوظ سے تو رمضان میں ہی اترا ہے اور لیلۃ القدر یا لیلۃ المبارکہ یہ ایک ہی رات ہے جو رمضان میں ہی آتی ہے۔ بعض کے نزدیک مفہوم یہ ہے کہ رمضان میں نزول قرآن کا آغاز ہوا اور پہلی وحی جو غار حرا میں آئی وہ رمضان میں آئی۔'' (احسن البیان، ص۱۱۶، دارالسلام پبلشرز ریاض)

''حدیث میں آتا ہے کہ صحف ابراہیمی، توریت اور انجیل سب کا نزول رمضان ہی میں ہوا ہے اور قرآن شریف بھی رمضان کی چوبیسویں رات میں لوح محفوظ سے اول آسمان پر ایک ساتھ بھیجا گیا پھر تھوڑا تھوڑا کر کے مناسب احوال آپ پر نازل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا رہا۔'' (تفسیر عثمانی ص ۳۶، پاک کمپنی لاہور)

فمن شهد منكم الشهر فليصمه...

''سفر یا بیماری کے زمانے کے چھوٹے ہوئے روزوں کے لیے اب تک جو فدیے کی اجازت تھی، مذکورہ آیت کے بعد وہ ختم ہوگئی۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۵۱، فاران فاونڈیشن لاہور)

''روزہ کی بجائے فدیہ دینے کا عام اختیار جو اس سے پہلی آیت میں مذکور ہے، اس جملے نے منسوخ کر کے روزہ ہی رکھنا لازم کر دیا۔ ماہ رمضان میں حاضر و موجود ہونے کا مفہوم یہی ہے کہ وہ ماہ رمضان کو ایسی حالت میں پائے کہ اس میں روزہ رکھنے کی صلاحیت موجود ہو۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۴۹، ادارۃ المعارف کراچی)

يريد الله بكم اليسر...

''احادیث میں جو رخصتیں حاملہ، مرضعہ یا پیر فانی کے متعلق بیان ہوئی ہیں وہ تمام 'یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر' کے اصول یا اسی رخصت پر مبنی ہیں جو مریض و مسافر کے لیے بیان ہوئی ہیں۔ قرآن حکیم کی حکمت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گوشوں میں بھی وسعت دے دی ہے جو اس کے دائرے میں آتے تھے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۵۲، فاران فاونڈیشن لاہور)

''شریعت اسلامی کے سارے احکام و قوانین اسی ایک اصل پر مبنی ہیں اور خود رمضان کے معاملہ میں معذور کے لیے کتنی گنجائش رکھ دی گئی ہے۔ حدیث نبوی میں آتا ہے کہ 'دین اللہ یُسرٌ' وہ اسی آیت قرآنی کا تتمہ یا شرح ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۳۴۱، خان پبلشرز نئی دہلی)

سفر کی حالت میں روزہ

''سفر کی حالت میں روزہ رکھنا یا نہ رکھنا آدمی کے اختیار تمیزی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفر میں روزہ رکھا ہے اور کبھی نہیں بھی رکھا۔ سفر کے معاملے میں یہ بات کہ کتنی مسافت کے سفر پر روزہ چھوڑا جا سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد سے واضح نہیں ہوتی اور صحابہ کرام کا عمل اس میں مختلف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جس مسافت پر عرف عام میں سفر کا اطلاق ہوتا ہو اور جس میں انسان پر مسافرانہ حالت طاری ہوتی ہو وہ افطار کے لیے کافی ہے۔ جس روز آدمی سفر کی ابتدا کر رہا ہو اس روز کا روزہ افطار کر لینے کا اسے اختیار ہے۔ چاہے تو گھر سے کھانا کھا کر چلے اور چاہے تو گھر سے نکل کر کھالے۔'' (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۴۳، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

''سفر کی بھی کوئی متعین حد نہیں جس کے بعد افطار جائز یا ضروری ہو جائے۔ قرآن و حدیث میں موجود نہیں۔ البتہ فقہائے امت نے اندازے مقرر کیے ہیں۔ اور ان اندازوں میں اختلاف، فاصلہ اور وقت دونوں کے لحاظ سے شروع ہی سے چلا آتا ہے۔ بہ حیثیت مجموعی مسافر کے لیے بھی حکم شریعت یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر بلا زحمت ممکن ہو تو روزہ رکھ لیا جائے اور اگر بہت زحمت ہو تو قضا کر دیا جائے۔ مسافر کے لیے صوم اور افطار کے جواز پر سب ہی قائل ہیں، اختلاف جو کچھ ہے وہ اس میں ہے کہ افضل پہلو کون سا ہے بعض کے نزدیک صوم افضل ہے اور بعض کے نزدیک افطار۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۳۴۳، خان پبلشرز نئی دہلی)

بیماری کی حالت میں روزہ

''بیماری کی متعین حد شریعت نے نہیں بتائی۔ ہر مریض اپنے حالات کے لحاظ سے اپنے لیے اپنے ضمیر و دیانت کی روشنی میں فیصلہ کر سکتا ہے۔ فقہا امت کا اس پر اتفاق ہے کہ اس بیمار کے لیے افطار جائز ہے جس کو روزہ سے مرض کے بڑھ جانے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احتمال ہو۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا،ص ۳۳۱، خان پبلشرز نئی دہلی)

واذا سالک عبادی...

''میرے متعلق سوال سے مراد ضرور نہیں کہ خدا کی ذات وصفات ہی سے متعلق ہو بلکہ یہ سوال اس کی ذات وصفات، اس کی پسند و ناپسند اور اس کے احکام وشرائع سب ہی پر مشتمل ہوسکتا ہے۔ یہاں موقع کلام دلیل ہے کہ سوال کا تعلق ان احکام سے ہے جو ماہ رمضان اور روزوں کے آداب وشرائط سے متعلق اصل حکم کے بعد نازل ہوئے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۵۳، فاران فاونڈیشن لاہور)

فانی قریب

خدا اور بندے کا تعلق

''فانی قریب ایک حقیقت کا اظہار ہے، اس لیے کہ خدا سے قرب وبعد کا انحصار بندے کے اپنے دل کی حالت پر ہے۔ اگر بندہ خدا سے غافل اور بے پروا ہے تو اس سے زیادہ دور کوئی چیز بھی نہیں لیکن اگر وہ خدا کی طرف متوجہ رہے، اس کی یاد سے دل کو معمور رکھے تو وہ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۵۴، فاران فاونڈیشن لاہور)

''اس آیت میں 'انی قریب' فرما کر اس طرف بھی اشارہ کر دیا کہ دعا آہستہ اور خفیہ کرنی چاہیے، دعا میں آواز بلند کرنا پسند نہیں۔ ابن کثیرؒ نے آیت کا شان نزول یہی ذکر کیا ہے کہ کسی گاوں والے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہمارا رب اگر ہم سے قریب ہے تو ہم دعا آہستہ کریں۔ دور ہو تو بلند آواز سے پکارا کریں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۵۱، ادارۃ المعارف کراچی)

''قریب باعتبار کمال علم یا باعتبار قبول دعا۔ قرب سے قرب معنوی مراد ہے۔ حق تعالیٰ کا قرب اپنے بندوں سے رہتا تو ہمیشہ ہی ہے، ماہ رمضان میں اسی عموم میں خصوص پیدا ہو جاتا ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۳۴۱، خان پبلشرز نئی دہلی)

اجیب دعوۃ الداع...

''یہ بھی ایک حقیقت کا بیان ہے۔ جواب دینے سے مراد قبولیت کا جواب ہے۔ ممکن نہیں کہ بندہ اپنے رب کو پکارے اور وہ اس کی مدد اور دادرسی کو نہ پہنچے، شرط صرف یہ ہے کہ بندہ اخلاص وتضرع کے ساتھ پکارے اور اسی چیز کے لیے پکارے جس کے لیے پکارنا اس کو زیبا ہے۔ قبولیت دعا کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی ایک مخصوص سنت ہے جسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۵۴، فاران فاونڈیشن لاہور)

''یہ اگرچہ عام حالات میں ایک حقیقت ہے، لیکن یہاں اس سے مراد بالخصوص وہ جواب ہے جو زمانہ نزول قرآن میں لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے فوراً مل جاتا تھا، اس طرح کے متعدد سوالوں کے جوابات اس سے آگے اسی سورہ میں بیان ہوئے ہیں۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۷، فروری ۲۰۰۲)

''دعا عرض حاجت ہے اور اجابت یہ ہے کہ پروردگار اپنے بندے کی دعا پر لبیک عبدی فرماتا ہے۔ عطا فرمانا دوسری چیز ہے۔ وہ بھی اس کے کرم سے کبھی فی الفور ہو جاتا ہے کبھی بمقتضائے حکمت کسی تاخیر سے، کبھی بندے کی حاجت روائی دنیا میں فرمائی جاتی ہے، کبھی آخرت میں، کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے، کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اس کی حاجت روائی میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ تک دعا میں مشغول رہے، کبھی دعا کرنے والے میں صدق واخلاص وغیرہ شرائط قبول نہیں ہوتے۔'' (خزائن العرفان، ص ۵۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احل لکم لیلۃ الصیام...

روزے سے متعلق سوالات کا جواب

''اس آیت میں ان سوالات کا جواب ہے جو روزے کے احکام و آداب سے متعلق لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہوئے۔ اس کے آخر میں 'کـذلك یبین' کے الفاظ اس بات کے شاہد ہیں کہ یہ آیت اصل حکم کے نزول کے کچھ عرصہ بعد توضیح و تبیین کے طور پر نازل ہوئی۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۴۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

احل لکم لیلۃ الصیام الرفث...

اس معاملے میں پہلے کوئی واضح ہدایت موجود نہ تھی

''رفث کے معنی شہوانی باتوں کے ہیں۔ یہاں اس کے بعد 'الی' کے صلہ نے اس کے اندر بیویوں سے اختلاط و ملاقات کا مضمون پیدا کر دیا ہے۔ اس کے جائز کر دینے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ پہلے یہ چیز حرام ٹھہرائی گئی تھی بعد میں یہ جائز کر دی گئی۔ یہ بات نہیں ہے، بلکہ ابتدائی حکم میں اس قسم کی کوئی وضاحت چونکہ موجود نہیں تھی، اس وجہ سے بہت سے مسلمانوں نے بنظر احتیاط و تقویٰ یہ سمجھا کہ جس طرح روزے کی حالت میں دن میں زن و شو کے تعلقات کی اجازت نہیں ہے، اس طرح شب میں بھی اس کی اجازت نہیں ہوگی۔ لیکن اس معاملہ میں چونکہ اب تک کوئی واضح ہدایت نہیں تھی، اس وجہ سے اس کی نوعیت ایک مشتبہ معاملہ کی تھی۔ مشتبہ معاملہ کو اختیار کرنا انسان کو خود ایک خیانت سی محسوس ہوتی ہے، اس وجہ سے قرآن نے اس کو اپنے نفس کے ساتھ خیانت سے تعبیر فرمایا۔ لیکن چونکہ شریعت میں یہ احتیاط شریعت کے منشا کے خلاف تھی جو محتاط مسلمانوں نے از خود اپنے اوپر عائد کر لی تھی، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس خیانت سے درگزر فرمایا اور واضح الفاظ میں شب میں بیویوں سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کی اجازت دے دی۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۵۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

پہلے روزے کی راتوں میں کھانا اور جماع حرام تھا

''احـل لـکم کے لفظ سے معلوم ہوا کہ جو چیز اس آیت میں حلال کی گئی ہے، وہ اس سے پہلے حرام تھی۔ صحیح بخاری وغیرہ میں بروایت براء ابن عازب مذکور ہے کہ ابتدا میں رمضان کے روزے فرض کیے گئے تو افطار کے بعد کھانے پینے اور بیویوں کے ساتھ اختلاط کی اجازت صرف اس وقت تک تھی جب تک سو نہ جائے۔ سو جانے کے بعد یہ سب چیزیں حرام ہو جاتی تھیں۔ بعض صحابۂ کرام کو اس میں مشکلات پیش آئیں۔ قیس بن صرمہ انصاری دن بھر مزدوری کر کے افطار کے وقت گھر پہنچے تو گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہ تھا بیوی نے کہا کہ میں کہیں سے کچھ انتظام کر کے لاتی ہوں جب وہ واپس آئی تو دن بھر کی تھکان کے باعث ان کی آنکھ لگ گئی۔ اب بیدار ہوئے تو کھانا حرام ہو چکا تھا۔ اگلے دن اسی حالت میں روزہ رکھا دوپہر کو ضعف سے بیہوش ہو گئے۔ اسی طرح بعض صحابہ سونے کے بعد اپنی بیویوں کے ساتھ اختلاط میں مبتلا ہو کر پریشان ہوئے۔ ان واقعات کے بعد یہ آیت نازل ہوئی جس میں پہلا حکم منسوخ کر کے غروب آفتاب کے بعد سے طلوع صادق تک پوری رات میں کھانے پینے اور مباشرت کی اجازت دے دی گئی۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۵۳، ادارۃ المعارف کراچی)

قول رسول بھی بحکم قرآن ہے

''اس آیت نے جس حکم کو منسوخ کیا ہے یعنی سو جانے کے بعد کھانے پینے وغیرہ کی حرمت کو، یہ حکم قرآن میں کہیں مذکور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے صحابہ اس پر عمل کرتے تھے۔ اسی کو اس آیت نے حکم الٰہی قرار دے کر منسوخ کیا ہے۔ اس آیت میں پہلے حکم کو حکم الٰہی قرار دیا گیا اور پھر آسانی کے لیے اس کو منسوخ کیا گیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سنت سے ثابت شدہ بعض احکام کو قرآن کے ذریعہ بھی منسوخ کیا جاسکتا ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۵۴، ادارۃ المعارف کراچی)

رفث

''رفث کے لفظی معنی اگرچہ عام ہیں یعنی ایک مرد اپنی بیوی سے اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے جو کچھ کرتا ہے یا کہتا ہے، وہ سب اس میں شامل ہے۔ لیکن باتفاق امت اس جگہ اس سے مراد جماع ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۵۴، ادارۃ المعارف کراچی)

ھن لباس لکم وانتم لباس لھن

''میاں اور بیوی ایک دوسرے کے ساتھ جس نوعیت کی وابستگی رکھتے ہیں یہ اس کی طرف اشارہ ہے اور مقصود اس اشارے سے یہ بتانا ہے کہ ان دونوں میں ایسا چولی دامن کا ساتھ ہے کہ ان کو کسی حالت میں بھی ایک دوسرے سے الگ الگ رکھنے کی گنجایش نہیں ہے۔ میاں بیوی کے لیے لباس کا استعارہ ایک نہایت بلیغ استعارہ ہے جس کے بعض پہلوؤں کی طرف ہم یہاں اشارہ کریں گے۔

لباس کا سب سے زیادہ نمایاں پہلو یہ ہے کہ یہ پردہ فراہم کرتا ہے۔ اس سے انسان کے عیوب برہنگی کو پردہ پوشی نصیب ہوتی ہے اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے جنسی جذبات و داعیات کے لیے پردہ فراہم کرتے ہیں۔ باطن کا لباس حیا ہے۔ بلکہ باطن کا یہی لباس ہے جس کے سبب سے ہم ظاہر کے لباس کو اختیار کرتے ہیں۔ حیا قائم رکھنے میں جو مدد شوہر کو بیوی سے حاصل ہوتی ہے اور بیوی کو شوہر سے وہ کسی چیز سے بھی نہیں ملتی۔

لباس کا دوسرا پہلو زینت کا ہے، یہ درجہ ستر پوشی کے بعد کا ہے۔ انسان لباس کے ذریعہ سے آرایش، حسن و جمال اور تہذیب و سلیقہ سے اپنے آپ کو آراستہ کرتا ہے۔ مرد عورت کے لیے اور عورت مرد کے لیے حسن و جمال اور تہذیب و سلیقہ کا باعث ہے۔

لباس کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ وہ سردی اور گرمی کی سختیوں اور دشمن کے بہت سے خطرات سے آدمی کو محفوظ رکھتا ہے۔ اخلاقی پہلو سے یہی حال عورت کا مرد کے لیے اور مرد کا عورت کے لیے ہے۔ ایک دوسرے کی موجودگی میں دونوں شیطان کے حملوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ عورت مرد کا تعلق مختلف اعتبارات سے تقویٰ کا معاون قرار پاتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۵۷، فاران فاونڈیشن لاہور)

وابتغوا ما کتب اللہ لکم

اور اللہ نے جو کچھ تمھارے لیے مقدر کر رکھا ہے اس کے طالب بنو یعنی اولاد جو ازدواجی زندگی کا اصل مقصد ہے اس کے طالب بنو۔ ازدواجی زندگی کا اصل مقصد لذت نہیں، بلکہ بقائے نسل ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۵۹، فاران فاونڈیشن لاہور)

کلوا واشربوا حتی یتبین لکم...

''یہ چیز ہمارے روزوں کو اہل کتاب کے روزوں سے الگ کرتی ہے۔ ان کے ہاں رات کو اٹھ کر کھانے پینے یا ازدواجی تعلقات کی اجازت نہیں تھی اسلام نے نہ صرف یہ کہ اس کی اجازت دی، بلکہ اس کی تاکید کی ہے۔ قرآن کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے پینے کی اجازت صبح صادق کے اچھی طرح نمایاں ہو جانے تک ہے۔ عدی بن حاتم کی جو روایت تفسیر کی کتابوں میں نقل ہوئی ہے اس کو محض ان کی شدت احتیاط پر محمول کرنا چاہیے جو نئے نئے اسلام لانے والوں میں بالعموم پائی جاتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی اس طرح کی باتوں کو صحابہ کے فہم پر طعن کا بہانہ نہیں بنانا چاہیے۔'' (تدبر قرآن، ج۱،ص ۴۵۹، فاران فاونڈیشن لاہور)

سحری کھانے کا آخری وقت

''افراط وتفریط کے احتمالات کو ختم کرنے کے لیے حتی یتبین آیا ہے کہ نہ تو وہمی مزاج لوگوں کی طرح صبح صادق سے کچھ پہلے کھانے پینے وغیرہ کو حرام سمجھو اور نہ ایسی بے فکری اختیار کرو کہ صبح صادق کی روشنی کا یقین ہو جانے کے بعد بھی کھاتے پیتے رہو۔ کھانے پینے اور روزہ کے درمیان حد فاصل صبح صادق کا تیقن ہے۔ اس یقین سے پہلے کھانے پینے کو حرام سمجھنا درست نہیں اور یقین کے بعد کھانے پینے میں مشغول رہنا بھی حرام اور روزے کی طرح مفسد ہے، اگرچہ ایک منٹ کے لیے ہی ہو۔'' (معارف القرآن، ج۱،ص ۴۵۴، ادارۃ المعارف کراچی)

بے جا تشدد مناسب نہیں

''آج کل لوگ سحری اور افطار دونوں کے معاملے میں شدت احتیاط کی بنا پر کچھ بے جا تشدد برتنے لگے ہیں، مگر شریعت نے ان دونوں اوقات کی کوئی ایسی حد بندی نہیں کی ہے جس سے چند سیکنڈ یا منٹ ادھر ادھر ہو جانے سے آدمی کا روزہ خراب ہو جاتا ہو۔ سحر میں سیاہی شب سے سپیدہ سحر کا نمودار ہونا اچھی خاصی گنجائش رکھتا ہے اور ایک شخص کے لیے یہ بالکل صحیح ہے کہ اگر عین طلوع فجر کے وقت اس کی آنکھ کھلی ہو تو وہ جلدی سے اٹھ کر کچھ کھا پی لے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص سحری کھا رہا ہو اور اذان کی آواز آجائے تو فوراً چھوڑ نہ دے بلکہ اپنی حاجت بھر کھا پی لے۔ اسی طرح افطار کے وقت بھی غروب آفتاب کے بعد خواہ مخواہ دن کی روشنی ختم ہونے کا انتظار کرتے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (تفہیم القرآن، ج۱،ص ۱۴۶، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

اعتکاف

''عکف کے اصل معنی اپنے آپ کو کسی چیز سے روک لینے یا کسی چیز پر جما دینے کے ہیں اصطلاح دین میں اس سے مراد ہر چیز سے الگ ہو کر یاد الٰہی کے لیے گوشہ نشین ہونا ہے۔ اعتکاف سے مقصود چونکہ تبتل الی اللہ ہے اور اس میں دل کی کامل یکسوئی مطلوب ہے نیز مسجد کا قیام اس کے لوازم میں سے ہے اس لیے اس کے دوران میں بیویوں سے زن وشو کا تعلق قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱،ص ۴۵۹، فاران فاونڈیشن لاہور)

تلک حدود اللہ فلا تقربوھا

''یہ نہیں فرمایا کہ ان حدوں سے تجاوز نہ کرنا بلکہ یہ فرمایا کہ ان کے قریب بھی نہ پھٹکنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس مقام سے معصیت کی حد شروع ہوتی ہے عین اسی مقام کے آخری کناروں پر گھومتے رہنا آدمی کے لیے خطرناک ہے۔ سلامتی اسی میں ہے کہ آدمی سرحد سے دور ہی رہے تاکہ بھولے سے بھی اس کا قدم اس کے پار نہ چلا جائے۔'' (تفہیم القرآن، ج۱،ص ۱۴۷، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (188) يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ(189) وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِيْنَ (190) وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ
الْقَتْلِ ۚ وَ لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ
جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ (191) فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(192) وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ
الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (193) اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ
وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ(194)

تراجم

۱۔اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق اور نہ پہنچاؤ اُن کو حاکموں تک، کہ کھا جاؤ کاٹ کر لوگوں کے مال میں سے مارے گناہ کے اور تم کو معلوم ہے (۱۸۸) تجھ سے پوچھتے ہیں چاند کا نیا نکلنا تو کہہ، یہ وقت ٹھیرے ہیں واسطے لوگوں کے اور واسطے حج کے۔ اور نیکی یہ نہیں، کہ گھروں میں آؤ چھت پر سے، لیکن نیکی وہی جو کوئی بچتا رہے۔ اور گھروں میں آؤ دروازوں سے، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ شاید تم مراد کو پہنچو (۱۸۹) اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو لڑتے ہیں تم سے، اور زیادتی مت کرو۔ اللہ نہیں چاہتا زیادتی والوں کو (۱۹۰) اور مارو ان کو جس جگہ پاؤ، اور نکال دو ان کو جہاں سے انھوں نے تم کو نکالا، اور دین سے بچلانا مارنے سے زیادہ ہے اور نہ لڑو اُن سے مسجد الحرام پاس، جب تک وہ نہ لڑیں تم سے اس جگہ۔ پھر اگر وہ لڑیں تو ان کو مارو۔ یہی سزا ہے منکروں کی (۱۹۱) پھر اگر وہ باز آویں تو اللہ بخشنے والا، مہربان ہے (۱۹۲) اور لڑو ان سے جب تک نہ باقی رہے فساد اور حکم رہے اللہ کا۔ پھر اگر وہ باز آویں، تو زیادتی نہیں مگر بے انصافوں پر (۱۹۳) حرمت کا مہینہ مقابل حرمت کے مہینے کے، اور ادب رکھنے میں بدلا ہے۔ پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم اس پر زیادتی کرو، جیسے اُس نے زیادتی کی۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ ساتھ ہے پرہیزگاروں کے (۱۹۴)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق (طور پر) مت کھاؤ اور ان (کے جھوٹے مقدمہ) کو حکام کے یہاں اس غرض سے رجوع مت کرو کہ (اس کے ذریعہ سے) لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ بطریق گناہ (یعنی ظلم کے) کھا جاؤ اور تم کو (اپنے جھوٹ اور ظلم کا) علم (بھی) ہو (۱۸۸) آپ سے چاندوں کی حالت کی تحقیقات کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ وہ چاند آلہ شناخت اوقات ہیں لوگوں کے (اختیاری معاملات مثل عدۃ و مطالبۂ حقوق کے) لیے اور (غیر اختیاری عبادات مثل) حج (روزہ، زکوٰۃ وغیرہ) کے لیے اور اس میں کوئی فضیلت نہیں کہ گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آیا کرو ہاں لیکن فضیلت یہ ہے کہ کوئی شخص (حرام چیزوں سے) بچے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ تم کامیاب ہو (۱۸۹) اور (بے تکلف) تم لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جو (نقض عہد کرکے) تمھارے ساتھ لڑنے لگیں اور (از خود) حد (معاہدہ) سے مت نکلو واقعی اللہ تعالیٰ حد (قانونِ شرعی) سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے (۱۹۰) اور (جس حالت میں وہ خود عہد شکنی کریں اس وقت) ان کو قتل کرو جہاں ان کو پاؤ اور ان کو نکال باہر کرو جہاں سے انھوں نے تم کو نکلنے پر مجبور کیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورشرارت قتل سے (بھی) سخت تر ہے اوران کے ساتھ مسجد حرام کے قرب (ونواح) میں (کہ حرم کہلاتا ہے) قتال مت کرو جب تک کہ وہ لوگ وہاں تم سے خود نہ لڑیں۔ ہاں اگر وہ (کفار) خود ہی لڑنے کا سامان کرنے لگیں تو تم (بھی) ان کو مارو۔ ایسے کافروں کی (جو حرم میں لڑنے لگیں) ایسی ہی سزا ہے (۱۹۱) پھر اگر وہ لوگ (اپنے کفر سے) باز آ جاویں (اوراسلام قبول کر لیں) تو اللہ تعالیٰ بخش دیں گے اور مہربانی فرمادیں گے (۱۹۲) اوران کے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فساد عقیدہ (شرک) نہ رہے اور دین (خالص) اللہ ہی کا ہو جاوے۔ اور اگر وہ لوگ (کفر سے) باز آ جویں تو سختی کسی پر نہیں ہوا کرتی بجز بے انصافی کرنے والوں کے (۱۹۳) حرمت والا مہینہ ہے بعوض حرمت والے مہینہ کے اور یہ حرمتیں تو عوض معاوضہ کی چیزیں ہیں سو جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی اس نے تم پر زیادتی کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ ان ڈرنے والوں کے ساتھ ہوتے ہیں (۱۹۴)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر (۱۸۸) تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں۔ تم فرمادو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت (پچھلی دیوار) توڑ کر آؤ۔ ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ (۱۸۹) اور اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو۔ اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو (۱۹۰) اور کافروں کو جہاں پاؤ مارو اور انھیں نکال دو جہاں سے انھوں نے تمھیں نکالا تھا اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں۔ اور اگر تم سے لڑیں تو انھیں قتل کرو، کافروں کی یہی سزا ہے (۱۹۱) پھر اگر وہ باز رہیں تو بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے (۱۹۲) اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر (۱۹۳) ماہِ حرام کے بدلے ماہِ حرام اور ادب کے بدلے ادب ہے جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو اتنی ہی جتنی اس نے کی۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے (۱۹۴)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم وستم سے اپنا کر لیا کرو حالانکہ تم جانتے ہو (۱۸۸) لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ یہ لوگوں (کی عبادت) کے وقتوں اور حج کے موسم کے لیے ہے (احرام کی حالت میں) اور گھروں کے پیچھے سے تمھارا آنا کچھ نیکی نہیں بلکہ نیکی والا وہ ہے جو متقی ہو۔ گھروں میں تو دروازوں میں سے آیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ (۱۸۹) لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو، اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا (۱۹۰) انھیں مارو جہاں بھی پاؤ اور انھیں نکالو جہاں سے انھوں نے تمھیں نکالا ہے اور (سنو) فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے لڑائی نہ کرو جب تک کہ یہ خود تم سے نہ لڑیں۔ اگر یہ تم سے لڑیں تو تم بھی انھیں مارو۔ کافروں کا بدلہ یہی ہے (۱۹۱) اگر یہ باز آ جائیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا، مہربان ہے (۱۹۲) ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ آ جائے، اگر یہ رک جائیں (تو تم بھی رک جاؤ) زیادتی تو صرف ظالموں پر ہی ہے (۱۹۳) حرمت والے مہینے حرمت والے مہینوں کے بدلے ہیں اور حرمتیں اَدلے بدلے کی ہیں جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر اسی کے مثل زیادتی کرو جو تم پر کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (۱۹۴)۔ (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔ اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کرو کہ تمھیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے (۱۸۸) لوگ تم سے چاند کی گھٹتی بڑھتی صورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہو: یہ لوگوں کے لیے تاریخوں کی تعیین کی اور حج کی علامتیں ہیں۔ نیز ان سے کہو: یہ کوئی نیکی کا کام نہیں ہے کہ تم اپنے گھروں میں پیچھے کی طرف سے داخل ہوتے ہو۔ نیکی تو اصل میں یہ ہے کہ آدمی اللہ کی ناراضی سے بچے۔ لہٰذا تم اپنے گھروں میں دروازے ہی سے آیا کرو۔ البتہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ شاید کہ تمھیں فلاح نصیب ہو جائے (۱۸۹) اور تم اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑو، جو تم سے لڑتے ہیں، مگر زیادتی نہ کرو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (۱۹۰) ان سے لڑو جہاں بھی تمھارا اُن سے مقابلہ پیش آئے اور انھیں نکالو جہاں سے انھوں نے تم کو نکالا ہے، اس لیے کہ قتل اگرچہ برا ہے، مگر فتنہ اس سے بھی زیادہ برا ہے۔ اور مسجدِ حرام کے قریب جب تک وہ تم سے نہ لڑیں، تم بھی نہ لڑو، مگر جب وہ وہاں لڑنے سے نہ چوکیں، تو تم بھی بے تکلف انھیں مارو کہ ایسے کافروں کی یہی سزا ہے (۱۹۱) پھر اگر وہ باز آ جائیں، تو جان لو کہ اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے (۱۹۲) تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لیے ہو جائے۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں، تو سمجھ لو کہ ظالموں کے سوا اور کسی پر دست درازی روا نہیں (۱۹۳) ماہِ حرام کا بدلہ ماہِ حرام ہی ہے اور تمام حرمتوں کا لحاظ برابری کے ساتھ ہوگا۔ لہٰذا جو تم پر دست درازی کرے، تم بھی اسی طرح اس پر دست درازی کرو۔ البتہ اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ جان رکھو کہ اللہ انھیں لوگوں کے ساتھ ہے، جو اس کی حدود توڑنے سے پرہیز کرتے ہیں (۱۹۴)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اور تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ اور اس کو حکام رسی کا ذریعہ نہ بناؤ کہ اس طرح دوسرے کے مال کا کچھ حصہ حق تلفی کر کے ہڑپ کر سکو، درآنحالیکہ تم اس حق تلفی کو جانتے ہو (۱۸۸) وہ تم سے محترم مہینوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو: یہ لوگوں کے فوائد اور حج کے اوقات ہیں۔ اور تقویٰ یہ نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کے پچھواڑوں سے داخل ہو بلکہ تقویٰ ان کا (تقویٰ) ہے جو حدودِ الٰہی کا احترام ملحوظ رکھیں۔ گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ (۱۸۹) اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کریں اور حد سے بڑھنے والے نہ بنو۔ بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۱۹۰) اور ان کو جہاں کہیں تم پاؤ قتل کرو، اور ان کو وہاں سے نکالو جہاں سے انھوں نے تم کو نکالا ہے، اور فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور تم ان سے مسجدِ حرام کے پاس خود پہل کر کے جنگ نہ کرو جب تک وہ تم سے اس میں جنگ نہ چھیڑیں۔ پس اگر وہ تم سے جنگ چھیڑیں تو ان کو قتل کرو۔ یہی کافروں کا بدلہ ہے (۱۹۱) پس اگر وہ باز آ جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے (۱۹۲) اور ان سے جنگ کرو، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہ جائے اور دین اللہ کا ہو جائے۔ اور اگر یہ باز آ جائیں تو پھر اقدام صرف ان کے خلاف جائز ہے جو ظالم ہیں (۱۹۳) شہرِ حرام، شہرِ حرام کا بدلہ ہے اور اسی طرح دوسری محترم چیزوں کا بھی قصاص ہے، تو جو تم پر زیادتی کریں تم بھی ان کی زیادتی کے جواب میں اسی کے برابر ان کو جواب دو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ یقین رکھو کہ اللہ حدودِ الٰہی کا احترام کرنے والوں کے ساتھ ہے (۱۹۴)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور (اسی تقویٰ کا تقاضا ہے کہ) تم آپس میں ناحق ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ اور نہ اُسے حاکموں تک پہنچنے کا ذریعہ بناؤ کہ دوسروں کے مال کا کوئی حصہ تمھیں اِس طرح اُن کی حق تلفی کر کے کھانے کا موقع مل جائے، درآں حالیکہ تم (اِس حق تلفی کو) جانتے ہو (۱۸۸) وہ تم سے حرام مہینوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو: یہ لوگوں کی بہبود اور حج کے اوقات ہیں، (اِس لیے اِن کی یہ حرمت اِسی طرح قائم رکھی جائے گی)۔ اور (تم نے یہ سوال کیا ہے تو اب یہ بھی جان لو کہ) یہ ہرگز کوئی نیکی نہیں ہے کہ (احرام کی حالت میں اور حج سے واپسی پر) تم گھروں کے پیچھے سے داخل ہوتے ہو۔ بلکہ نیکی تو اصل میں اُس کی ہے جو تقویٰ اختیار کرے۔ اور (یہ بھی کہ اب) تم گھروں میں اُن کے دروازوں ہی سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تمھیں فلاح نصیب ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے (۱۸۹) اور اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑو جو (حج کی راہ روکنے کے لیے) تم سے لڑیں اور (اس میں) کوئی زیادتی نہ کرو۔ بے شک، اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (۱۹۰) اور اِن (لڑنے والوں) کو جہاں پاؤ، قتل کرو اور وہاں سے نکالو، جہاں سے اُنھوں نے تمھیں نکالا ہے اور (یاد رکھو کہ) فتنہ قتل سے زیادہ بری چیز ہے۔ اور مسجد حرام کے پاس تم اُن سے خود پہل کر کے جنگ نہ کرو، جب تک وہ تم سے اُس میں جنگ نہ کریں۔ پھر اگر وہ جنگ چھیڑ دیں تو اُنھیں (بغیر کسی تردد کے) قتل کرو۔ اس طرح کے منکروں کی یہی سزا ہے (۱۹۱) لیکن اگر وہ باز آ جائیں تو اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے (۱۹۲) اور تم یہ جنگ اُن سے برابر کیے جاؤ، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین (اس سرزمین میں) اللہ ہی کا ہو جائے۔ تاہم وہ باز آ جائیں تو (جان لو کہ) اقدام صرف ظالموں کے خلاف ہی جائز ہے (۱۹۳) ماہِ حرام کا بدلہ ماہِ حرام ہے اور (اِسی طرح) دوسری حرمتوں کے بدلے ہیں۔ لہٰذا جو تم پر زیادتی کریں، اُنھیں اِس زیادتی کے برابر ہی جواب دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور جان لو کہ اللہ اُن کے ساتھ ہے جو اُس کے حدود کی پابندی کرتے ہیں (۱۹۴)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل...

'اکل اموال بالباطل' کا مطلب

''اکل اموال سے مراد اموال کا ناجائز استعمال اور تصرف ہے۔ باطل اس طریقہ کو کہتے ہیں جو عدل، انصاف، شریعت، معروف اور سچائی کے خلاف ہو۔ اس کے تحت رشوت، جھوٹ، خیانت، غصب، سود، سٹہ، جوا، چوری اور معاملات کی وہ ساری قسمیں آ جاتی ہیں جن کو شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۶۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''اکل سے مراد تصرف میں لانا ہے۔ یہاں دو مختصر لفظوں میں مالی تقویٰ کی ساری تعلیم آ گئی۔ خیانت، قمار، غصب، حق تلفی کے ساتھ 'اکل بالباطل' کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ مال مالک کی خوشی کے بغیر لیا جائے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۳۵۴، خان پبلشرز نئی دہلی)

''روزے سے طہارت نفس مقصود تھی۔ یہاں تطہیر اموال کا ذکر ہے۔ مال حلال، تو صرف روزہ میں اس کا کھانا منع ہے جب کہ مال حرام سے روزہ مدت العمر کے لیے ہے۔'' (تفسیر عثمانی ص ۳۷، پاک کمپنی لاہور)

اموالکم

''اردو میں 'اموالکم' کا صحیح مفہوم 'اپنا مال' سے نہیں بلکہ 'ایک دوسرے کا مال' سے ظاہر ہوگا جیسے 'اقتلوا انفسکم' کا مطلب ایک دوسرے کا قتل کرنا ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۳۵۴، خان پبلشرز نئی دہلی)

وتدلوا بھا الی الحکام...

ادلا کا مفہوم

''ادلا کے اصل معنی کنویں میں ڈول ڈالنے کے ہیں۔ یہیں سے اس کے اندر رسائی اور قربت کا مفہوم پیدا ہو گیا۔ جس طرح رسی کے ذریعہ سے ڈول تک پانی پہنچتا ہے اسی طرح مال رشوت خور حکام تک رسائی کا ذریعہ بنتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۶۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وانتم تعلمون

رشوت

''رشوت کا گناہ ہونا ایک ایسی واضح حقیقت ہے کہ سب اس کو جانتے ہیں۔ عقل اس پر گواہ ہے فطرت انسانی اس پر شاہد ہے دنیا کا معروف اس پر حجت ہے اور تمام مذاہب و ادیان اس کی حرمت پر متفق ہیں۔ ناجائز طریقہ سے دوسروں کے حقوق ہڑپ کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ رشوت ہی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا ص ۴۶۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''اس آیت کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ حاکموں کو رشوت دے کر ناجائز فائدے اٹھانے کی کوشش نہ کرو اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جب تم خود جانتے ہو کہ مال دوسرے شخص کا ہے تو محض اس لیے کہ اس کے پاس اپنی ملکیت کا ثبوت نہیں ہے یا اس بنا پر کہ کسی اینچ پینچ سے تم اس کو کھا سکتے ہو اس کا مقدمہ عدالت میں نہ لے جاؤ ہو سکتا ہے کہ حاکم عدالت روداد مقدمہ کے لحاظ سے وہ مال تم کو دلوا دے، مگر حاکم کا ایسا فیصلہ دراصل غلط بنائی ہوئی روداد سے دھوکا کھا جانے کا نتیجہ ہوگا اور عدالت سے اس کی ملکیت کا حق حاصل کر لینے کے باوجود حقیقت میں تم اس کے جائز مالک نہ بن جاؤ گے، عنداللہ وہ تمھارے لیے حرام ہی رہے گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بہر حال ایک انسان ہوں ہو سکتا ہے کہ تم ایک مقدمہ میرے پاس لاؤ اور تم میں سے ایک فریق دوسرے کی نسبت زیادہ چرب زبان ہو اور اس کے دلائل سن کر میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں، مگر یہ سمجھ لو کہ اگر اس طرح اپنے کسی بھائی کے حق میں سے کوئی چیز تم نے میرے فیصلہ کے ذریعے سے حاصل کی تو دراصل تم دوزخ کا ایک ٹکڑا حاصل کرو گے۔'' (تفہیم القرآن، ج ا ص ۱۴۸، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

اہلہ سے مراد چند مخصوص مہینے

''اہلہ ہلال کی جمع ہے۔ ہلال شروع ماہ کے چاند کو بھی کہتے ہیں اور اس سے مراد مہینہ بھی ہوتا ہے خاص طور پر جمع کی صورت میں تو اس کا استعمال مہینوں ہی کے لیے معروف ہے۔ عام اہل تاویل کو گمان ہوا کہ یہ سوال چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے متعلق تھا۔ ہمارے خیال میں یہ صحیح نہیں اور اس کے صحیح نہ ہونے کی بعض وجوہ یہ ہیں۔ اول یہ کہ اس قسم کا سائنسی اور فلکیاتی سوال عربوں کے مذاق اور ان کی عام افتادِ طبع کے خلاف ہے۔ دوسری یہ کہ سیاق و سباق دلیل ہے کہ سوال عربوں کی طرف سے نہیں، بلکہ مسلمانوں کی طرف سے ہے۔ مسلمان یہ سوال مہینوں کے احکام و آداب کے متعلق تو کر سکتے تھے نہ کہ ایک بالکل ہی غیر ضروری اور لایعنی سوال۔ تیسری یہ کہ اگر سوال چاند کے گھٹنے اور بڑھنے سے متعلق ہوتا تو یوں نقل ہوتا کہ 'یسئلونک عن الھلال' وہ تم سے چاند کے بابت سوال کرتے ہیں 'یسئلونک عن الاھلۃ' کے الفاظ نہ ہوتے۔ چوتھی یہ کہ قرآن نے یہ سوال نقل کر کے اس کے جو جوابات دیے ہیں وہ تمام ترحج اور اشہر حرم کے احکام و آداب ہی سے متعلق ہیں۔ ان میں کوئی ادنیٰ سا اشارہ بھی چاند کے گھٹنے بڑھنے کی علت کی طرف نہیں ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا ص ۴۷۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

سوال اشہر حرم سے متعلق تھا

''یہاں سوال کا کوئی تعلق بھی چاند اور اس کے اتار چڑھاؤ سے نہیں ہے، بلکہ ان محترم مہینوں سے اس کا تعلق ہے جو حضرت ابراہیم کے وقت سے محترم چلے آ رہے تھے اور جن میں لڑنا بھڑنا جاہلیت کے زمانے میں بھی حرام سمجھا جاتا تھا۔ ان کے متعلق یہ سوال پیدا ہوا کہ خانہ کعبہ کے قبلہ قرار پا جانے اور کفار کے قبضہ سے اس کے چھڑانے کے بعد بھی ان کے احترام ملحوظ رکھنے کے کیا حدود و قیود ہوں گے۔'' (تدبر قرآن، ج ا ص ۴۷۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آیت میں اھلہ سے مراد اشہر حج یعنی شوال اور ذیقعد اور دس راتیں ذی الحج کی ہیں کہ احرام حج ان میں ہونا چاہیے۔لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ حج کے یہی ایام ہیں یا اور ایام میں بھی حج ہوسکتا ہے؟ اللہ نے جواب دیا کہ حج کے لیے اشہر حج مقرر اور معین ہیں۔'' (تفسیر عثمانی ص ۳۷، پاک کمپنی لاہور)

اہلہ سے مراد چاند

''چاند سے اچھے برے شگون لینا عربوں کے اندر رائج تھا اور اس سلسلے میں مختلف توہم پرستانہ رسمیں ان میں رائج تھیں انھی چیزوں کی حقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی گئی۔'' (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۴۹، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

سوال چاند گھٹنے بڑھنے کے بارے میں تھا

''صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہلہ یعنی شروع مہینے کے چاند کے بارے میں سوال کیا کہ اس کی صورت آفتاب سے مختلف ہے کہ وہ کبھی ہلالی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی پورا تو اس کی حقیقت دریافت کی یا حکمت و مصلحت کا سوال کیا۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۶۷، ادارۃ المعارف کراچی)

''چاند وہ قدرتی جنتری ہے جو آسمان کے صفحہ پر ہمیشہ کھلی رہتی ہے اور ہر ملک اور ہر زبان کے لوگ پڑھے بھی اور بے پڑھے بھی، سب اس سے اپنا حساب معلوم کر لیتے ہیں۔'' (خزائن العرفان، ص ۵۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

قل ھی مواقیت للناس والحج...

''یہ سوال کے جواب کا ایک حصہ ہے کہ یہ محترم مہینے لوگوں کی عوامی بہبود اور خاص کر حج وعمرہ کی سہولتوں کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔اشہر حرم نہ صرف عبادت کے نقطۂ نظر سے اہل عرب کے لیے بڑی اہمیت رکھتے تھے بلکہ ان کی معاشی وتجارتی سرگرمیوں کا تمام تر انحصار بھی انھی مہینوں پر تھا۔اسی حقیقت کی طرف یہاں 'مواقیت للناس' کے الفاظ اشارہ کر رہے ہیں یعنی ان محترم مہینوں کے اندر لوگوں کے لیے گوناگوں فوائد ومصالح مضمر ہیں اس وجہ سے ان کا احترام ہر حال میں ملحوظ رہنا چاہیے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۷۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ولیس البر بان تاتوا البیوت...

ایک بدعت کی اصلاح

''یہ حج کے ذکر کے ساتھ اسی طرح کی ایک تجدیدی اصلاح وتنبیہ ہے جس طرح کی اصلاحی وتجدیدی تنبیہ وتذکیر آیت ۱۷۷ میں دین کی بنیادی باتوں کے ذکر کے ساتھ گزر چکی ہے کہ تقویٰ یہ نہیں کہ تم مشرق ومغرب کی طرف رخ کرو بلکہ تقویٰ ان کا تقویٰ ہے جو ایمان لائیں...امتوں کی عام بیماری رہی ہے کہ آہستہ آہستہ لوگ دین کے اصل احکام وفرائض تو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور ان کی خانہ پری بدعات ورسوم سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں اہل عرب پر بھی یہی گزری۔یہ لوگ حج تو زمانہ جاہلیت میں بھی کرتے رہے، لیکن اس کی اصل روح سے اس کو بالکل خالی کر کے اور رسوم واوہام کا ایک گورکھ دھندا بنا کر۔انھوں نے حج کے سلسلہ میں یہ بدعت ایجاد کر لی تھی کہ حج کا احرام باندھ چکنے کے بعد اگر انھیں گھروں میں داخل ہونے کی ضرورت پیش آتی یا حج کے بعد جب گھروں کو واپس ہوتے تو ان دروازوں سے گھروں میں داخل نہ ہوتے جن دروازوں سے نکلتے بلکہ مکانوں کے پچھواڑے سے کسی دوسرے راستے سے داخل ہوتے۔اس عجیب وغریب حرکت کا محرک یہ وہم رہا ہوگا کہ جن دروازوں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہوں کا بوجھ لادے ہوئے نکلے ہیں پاک ہو جانے کے بعد انھی دروازوں سے گھروں میں داخل ہونا خلاف تقویٰ ہوگا۔ یہ وہم اسی طرح کا تھا جس طرح کے وہم میں وہ طواف کے معاملہ میں مبتلا ہو گئے تھے۔ بہت سے عرب جاہلیت میں ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔ غالباً ان کا خیال ہوگا کہ لباس جو زینت و آرائش کی چیزوں میں داخل ہے اس کی کوئی دھجی بھی زہد و رہبانیت کی اس عبادت میں جسم سے لگی کیوں رہ جائے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۷۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

نیکی اللہ سے ڈرنے کا نام ہے

''نیکی اصل میں اللہ سے ڈرنے کا نام ہے اور اس کے احکام کی خلاف ورزی سے بچنے کا نام ہے۔ بے معنی رسموں کا نیکی سے کوئی واسطہ نہیں جو محض باپ دادا کی اندھی تقلید میں کی جاتی ہیں۔'' (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۴۸، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

''جو چیز شریعت میں صرف مباح ہو یعنی کتاب و سنت میں اس کی کوئی نظیر یا مثال طاعت یا عبادت کے حکم میں نہ ملے اسے اپنے دل سے طاعت و عبادت ٹھہرا لینا یا اسی طرح اسے بلا دلیل شرعی معصیت و محل ملامت یقین کر لینا۔ یہ دونوں اعتقاد گناہ ہیں اور بدعت کے حکم میں ہیں۔ قرطبی نے ابن عباس کی سند سے حدیث نبوی نقل کی ہے کہ ''ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقریر فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص کو دیکھا کہ دھوپ میں کھڑا ہے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ ابو اسرائیل انصاری ہیں اور اس کی نذر مانے ہوئے ہیں کہ روزہ رکھ کر بیٹھیں گے نہیں، کھڑے ہی رہیں گے اور سایہ میں کھڑے نہ ہوں گے اور کسی سے بات چیت نہ کریں گے، خاموش رہیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ انھیں وہاں سے ہٹا لاؤ یہ بات چیت کریں سایہ میں رہیں اور بیٹھ بھی جائیں اور اس حال میں روزہ تمام کریں۔'' اسلام نام صرف امتثال امر کا ہے اور ایمان کی حقیقت فقط تعمیل احکام کی ہے، خود رائی اس میں سرتاسر کج رائی ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۳۵۴، خان پبلشرز نئی دہلی)

والفتنة اشد من القتل...

''فتنہ کے معنی یہاں کسی کو جبر و ظلم سے اس کے مذہب سے برگشتہ کرنے کی کوشش کے ہیں۔ انگریزی میں اس کو persecution کہتے ہیں۔ قرآن میں یہ لفظ اس معنی میں جگہ جگہ استعمال ہوا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۷۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''جب سنار میل نکالنے کے لیے سونے کو پگھلاتا ہے تو کہتے ہیں: 'فتن الصائغ الذهب' اور کسوٹی کو فتانہ کہتے ہیں۔ یہ اس کا لغوی معنی ہے۔ اب اس کا استعمال سخت آزمائش کے لیے کیا جاتا ہے۔ اور سب آزمائشوں سے سخت آزمائش وہ ہے جو دین سے برگشتہ کرنے کے لیے ہو۔'' (ضیاء القرآن، ج ا، ص ۱۳۳، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

''سوسائٹی کی وہ حالت جس میں بندوں پر بندوں کی فرماں روائی قائم ہو اور جس میں اللہ کے قانون کے مطابق زندگی بسر کرنا ممکن نہ رہے، فتنے کی حالت ہے اور اسلامی جنگ کا مطمح نظر یہ ہے کہ اس فتنے کی جگہ ایسی حالت قائم ہو جس میں بندے صرف قانون الٰہی کے مطیع بن کر رہیں۔'' (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۵۱، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

کفار قریش اور مسلمانوں کی اصل نزاع

''قریش اور مسلمانوں کی نزاع کوئی وقتی نزاع نہیں تھی، بلکہ اصلاً یہ نزاع بیت اللہ کی تولیت کے لیے تھی۔ قریش کا دعویٰ تھا کہ وہ اس کے تولیت کے اصل حقدار ہیں جبکہ قرآن کا کہنا تھا کہ حضرت ابراہیم کے بنائے ہوئے اس گھر کی تولیت کے اصل حقدار اہل ایمان ہیں نہ کہ کفار و مشرکین۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۷۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم...

''ہجرت مدینہ سے پہلے کفار کے ساتھ جہاد وقتال ممنوع تھا۔ہجرت کے بعد سب سے پہلے اس آیت میں قتال کفار کا حکم آیا۔'' (معارف القرآن، ج ا،ص ۴۶۹،ادارۃ المعارف کراچی)

جہاد

''اسلامی جہاد کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ تین چیزوں کو خوب ذہن نشین کر لیا جائے۔ا۔جہاد، کس مقصد کے لیے، ۲۔کس کے ساتھ، ۳۔اور کن شرائط وقیود کے ساتھ۔مقصد جہاد تو ہے فی سبیل اللہ یعنی حق کی سربلندی کے لیے، لوٹ مار، تجارتی و صنعتی رقابت، وطنی یا نسلی عداوت وتعصب ان میں سے کچھ بھی مقصد نہ ہو۔کس کے ساتھ، 'الذین یقاتلونکم' جو تمھارے ساتھ جنگ کر رہے ہوں۔کن شرائط وقیود کے ساتھ، 'لا تعتدوا' کہ زیادتی نہیں کرنی۔'' (ضیاء القرآن، ج ا،ص ۱۳۲،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

اللہ کا خوف

''اللہ کا خوف دہشت کے مترادف نہیں، دہشت سے وحشت پیدا ہوتی ہے۔یہ خوف اللہ کی عظمت کے احساس سے پیدا ہوتا ہے اور یہ احساس اللہ کے قریب کر دینے والا ہے۔گویا خشیت الٰہی اللہ کے قریب کرتی ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۳۵۴،خان پبلشرز نئی دہلی)

واقتلوهم حیث ثقفتموهم...

''جس جگہ پاؤ، یعنی حرم میں ہوں یا غیر حرم میں، جہاں سے تم کو نکالا یعنی مکہ سے۔'' (تفسیر عثمانی ص ۳۸، پاک کمپنی لاہور)

ولا تعتدوا

''یعنی اللہ کی راہ میں قتال بھی اخلاقی حدود سے بے پروا ہو کر نہیں کیا جا سکتا۔اخلاقیات ہر حال میں اور ہر چیز پر مقدم ہیں۔اور جنگ وجدال کے موقع پر بھی اللہ نے ان سے انحراف کی اجازت کسی شخص کو نہیں دی۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۷، اپریل ۲۰۰۲)

واقتلوهم حتی لا تکون فتنة...

''یعنی کفار قریش سے جنگ اس وقت تک جاری رہنی ہے جب تک سرزمین حرم پر فتنہ کا کوئی اثر باقی ہے اور اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین یہاں قائم رہے۔یہ کام حضرت ابراہیم کی دعا اور اللہ کے وعدے کے مطابق ہونا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۷۸،فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''فتنہ یعنی دوسروں کو بالجبر ان کے مذہب سے برگشتہ کرنے کا عمل، بڑی حد تک دنیا سے ختم ہو چکا، لیکن انسان جب تک انسان ہے، نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کب اور کس صورت میں فتنہ پھر زندہ ہو جائے اس لیے قرآن کا یہ حکم قیامت تک باقی ہے۔اللہ کی زمین پر اس طرح کا فتنہ جب سر اٹھائے، مسلمانوں کی حکومت اگر اتنی قوت رکھتی ہو کہ وہ اس کا استیصال کر سکے تو اس پر لازم ہے کہ مظلوموں کی مدد کے لیے اٹھے اور اللہ کی راہ میں جنگ کا اعلان کر دے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۸، اپریل ۲۰۰۲)

''واقتلوا کے صیغہ جمع سے فقہا حنفیہ نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ قتال و جہاد فریضہ انفرادی نہیں امام کی معیت میں ہے۔لشکر کا وجود وجوب بہ طور عبارۃ النص کے نکلا اور امام کا بہ طور اقتضاء النص کے کہ لشکر کا انتظام واجتماع بغیر ایک امام کے ممکن نہیں۔'' (تفسیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماجدی، ج ا ص ۳۵۴، خان پبلشرز نئی دہلی)

فان انتھوا فلا عدوان...

''باز آ جانے سے مراد کافروں کا اپنے کفر و شرک سے باز آ جانا نہیں، بلکہ فتنہ سے باز آ جانا ہے۔ کافر مشرک ہر ایک کو اختیار ہے کہ اپنا جو عقیدہ رکھتا ہے رکھے، اس کو گمراہی سے نکالنے کے لیے ہم اسے نصیحت کریں گے، مگر لڑیں گے نہیں۔ لیکن اسے ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ وہ خدا کی زمین پر خدا کے قانون کے بجائے اپنے باطل قوانین جاری کرے اور خدا کے بندوں کو غیر از خدا کسی کا بندہ بنائے۔ اس فتنے کو دفع کرنے کے لیے حسب موقع اور حسب امکان تبلیغ اور شمشیر دونوں سے کام لیا جائے گا اور مومن اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے گا جب تک کفار اپنے اس فتنے سے باز نہ آ جائیں۔'' (تفہیم القرآن، ج ا ص ۱۵۱، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

''یعنی کافروں سے لڑائی اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور کسی کو دین سے گمراہ نہ کر سکیں اور خاص اللہ ہی کا حکم جاری رہے۔'' (تفسیر عثمانی، ص ۳۸، پاک کمپنی لاہور)

رسولوں کے باب میں سنت الٰہی

''اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کی طرف اپنا رسول بھیجتا ہے تو وہ رسول اس قوم کے لیے خدا کی آخری اور کامل حجت ہوتا ہے۔ جس کے بعد مزید کسی حجت اور برہان کی اس قوم کے لیے ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ اس کے بعد اگر وہ قوم ایمان نہیں لاتی بلکہ تکذیب اور عداوت حق ہی پر اڑی رہتی ہے تو وہ فنا کر دی جاتی ہے۔ عام اس سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کسی عذاب کے ذریعہ سے فنا ہو یا حق کے اعوان و انصار اور رسول کے ساتھیوں کے ہاتھوں اور عام اس سے کہ یہ واقعہ رسول کی زندگی میں ظہور میں آئے یا اس کی وفات کے بعد۔ 'لاغلبن انا و رسلی' اور 'جاء الحق و زھق الباطل' اور اس مضمون کی دوسری آیات میں اسی سنت کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت کی رو سے آخری رسالت کے مقصد کی تکمیل اس بات پر ہوتی تھی کہ سرزمین عرب پر دین حق کے سوا اور کوئی دین باقی نہیں رہنے پائے گا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر قرآن نے کفار عرب کے سامنے صرف دو ہی راہیں باقی رکھی تھیں کہ یا تو اسلام قبول کر لیں یا تلوار۔ دوسرے کفار کی طرح ان کے لیے جزیہ کی گنجائش نہ تھی۔ حرم الٰہی کو مستقل طور پر کفر و شرک کے غلبہ سے پاک رکھنے کے لیے یہ بھی ضروری ہوا کہ اس پورے علاقہ کو غیر اسلامی قبضہ یا مداخلت سے بالکل محفوظ کر دیا جائے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے جزیرۂ عرب کے لیے یہ ہدایت دے دی کہ 'لا یجتمع فیه دینان' کہ اس میں دین حق کے ساتھ اور کوئی دین جمع نہیں ہو سکتا۔ اور آخر وقت آپ نے یہود و نصاریٰ کو بھی اس مرکز سے نکال دینے کی وصیت کی جس کی تعمیل حضرت عمر نے اپنے زمانے میں کی۔'' (تدبر قرآن، ج ا ص ۴۷۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

وَاَنۡفِقُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَيۡدِيۡكُمۡ اِلَى التَّهۡلُكَةِ ۚ وَاَحۡسِنُوۡا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ(195)
وَاَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنۡ اُحۡصِرۡتُمۡ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ ۚ وَلَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَكُمۡ حَتّٰى
يَبۡلُغَ الۡهَدۡىُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ بِهٖۤ اَذًى مِّنۡ رَّاۡسِهٖ فَفِدۡيَةٌ مِّنۡ صِيَامٍ اَوۡ صَدَقَةٍ اَوۡ
نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنۡتُمۡ فَمَنۡ تَمَتَّعَ بِالۡعُمۡرَةِ اِلَى الۡحَجِّ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ ۚ فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ
ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الۡحَجِّ وَسَبۡعَةٍ اِذَا رَجَعۡتُمۡ ؕ تِلۡكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنۡ لَّمۡ يَكُنۡ اَهۡلُهٗ حَاضِرِى
الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ (196) اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ ۚ فَمَنۡ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُونِ يٰأُولِي الْأَلْبَابِ (197) لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ ۚ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدٰكُمْ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّآلِّينَ (198) ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (199) فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (200) وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (201) أُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ (202) وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيٓ أَيَّامٍ مَعْدُودٰتٍ ۚ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوٓا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (203)

تراجم

ا۔اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں، اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں۔اور نیکی کرو، اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو(۱۹۵) اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے واسطے، پھر اگر تم روکے گئے ہو جو معتبر ہو قربانی بھیجو۔اور حجامت نہ کرو سر کی، جب تک پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر۔پھر جو کوئی تم میں مریض ہو، یا اُس کو دکھ دیا اس کے سر نے، تو بدلا دیوے روزے یا خیرات یا ذبح کرنا۔پھر جب تم کو خاطر جمع ہو، تو جو کوئی فائدہ لیوے عمرہ ملا کر حج کے ساتھ، تو جو میسر ہو قربانی پہنچاوے۔پھر جس کو پیدا نہ ہو، تو روزہ تین دن کا حج کے وقت میں، اور سات دن جب پھر کر جاؤ۔یہ دس ہوئے پورے۔یہ اُس کو ہے جس کے گھر والے نہ ہوں رہتے مسجد الحرام پاس۔اور ڈرتے رہو اللہ سے، اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے(۱۹۶) حج کے کئی مہینے ہیں معلوم۔پھر جس نے لازم کر لیا ان میں حج، تو بے پردہ ہونا نہیں عورت سے، نہ گناہ کرنا، نہ جھگڑا کرنا حج میں۔اور جو کچھ تم کرو گے نیکی، اللہ کو معلوم ہوگی اور خرچ راہ لیا کرو، کہ خرچ راہ میں بہتر ہے گناہ سے بچنا۔اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو(۱۹۷) کچھ گناہ نہیں تم پر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا۔پھر جب طواف کو چلو عرفات سے، تو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر الحرام کے۔اور اس کو یاد کرو جس طرح تم کو سکھایا۔اور تم تھے اس سے پہلے راہ بھولے(۱۹۸) پھر طواف کو چلو جہاں سے سب لوگ چلیں، اور گناہ بخشواؤ اللہ سے۔اللہ ہے بخشنے والا، مہربان(۱۹۹) پھر جب پورے کر چکو اپنے حج کے کام تو یاد کرو اللہ کو، جیسے یاد کرتے تھے اپنے باپ دادوں کو، بلکہ اس سے زیادہ یاد۔پھر کوئی آدمی کہتا ہے: اے رب ہمارے! دے ہم کو دنیا میں، اور اس کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں(۲۰۰) اور کوئی ان میں کہتا ہے، اے رب ہمارے! دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی، اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے(۲۰۱) یہ لوگ! انھی کو ہے کچھ حصہ اپنی کمائی سے۔اور اللہ جلد لیتا ہے حساب(۲۰۲) اور یاد کرو اللہ کو کئی دن گنتی کے۔پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو دن میں، اس پر نہیں گناہ اور جو کوئی رہ گیا اس پر نہیں گناہ، جو کوئی ڈرتا ہے۔اور ڈرتے رہو اللہ سے، اور جان رکھو کہ تم اسی پاس جمع ہو گے(۲۰۳)۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔اور تم لوگ (جان کے ساتھ مال بھی) خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں اور (اپنے آپ کو) اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو اور کام اچھی طرح کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اچھی طرح کام کرنے والوں کو(۱۹۵) اور (جب حج وعمرہ کرنا ہو تو اس) حج وعمرہ کو اللہ تعالیٰ کے واسطے پورا پورا ادا کیا کرو۔پھر اگر (کسی دشمن یا مرض کے سبب) روک دیے جاؤ تو قربانی کا جانور جو کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میسر ہو (ذبح کرو) اور اپنے سروں کو اس وقت تک مت منڈاؤ جب تک قربانی اپنے موقع پر نہ پہنچ جائے (اور وہ موقع حرم ہے کہ کسی کے ہاتھ وہاں جانور بھیج دیا جائے) البتہ اگر کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو (جس سے پہلے ہی سر منڈوانے کی ضرورت پڑ جائے) تو (وہ سر منڈوا کر) فدیہ (یعنی اس کا شرعی بدلہ) دے دے (تین) روزے سے یا (چھ مسکین کو) خیرات دے دینے سے یا (ایک بکری) ذبح کر دینے سے پھر جب تم امن کی حالت میں ہو (یا تو پہلے ہی سے کوئی خوف پیش نہ آیا ہو یا ہو کر جاتا رہا ہو) تو جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر متمتع ہوا ہو (یعنی ایام حج میں عمرہ بھی کیا ہو) تو جو کچھ قربانی میسر ہو (ذبح کرے اور جس نے صرف عمرہ یا صرف حج کیا ہو اس پر حج یا عمرہ کے متعلق کوئی قربانی نہیں) پھر جس شخص کو قربانی کا جانور میسر نہ ہو تو (اس کے ذمے) تین دن کے روزے ہیں (ایام) حج میں اور سات ہیں جب کہ حج سے تمھارے لوٹنے کا وقت آ جاوے، یہ پورے دس ہوئے۔ یہ اس شخص کے لیے ہے جس کے اہل (وعیال) مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے قریب (ونواح) میں نہ رہتے ہوں (یعنی قریب ہی کا وطن دار نہ ہو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (کہ کسی امر میں خلاف نہ ہو جائے) اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ (بیباکی اور مخالفت کرنے والوں کو) سزائے سخت دیتے ہیں (۱۹۶) (زمانہ) حج چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں (شوال ذیقعدہ اور دس تاریخیں ذی الحج کی) سو جو شخص ان میں حج مقرر کر لے تو پھر (اس کو) حج میں نہ کوئی فحش بات (جائز ہے) اور نہ کوئی بے حکمی (درست) ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع زیبا ہے اور جو نیک کام کرو گے خدا تعالیٰ کو اس کی اطلاع ہوتی ہے۔ اور (جب حج کو جانے لگو) خرچ ضرور لے لیا کرو کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ میں (گداگری سے) بچا رہنا ہے اور اے ذی عقل لوگو مجھ سے ڈرتے رہو (۱۹۷) تم کو اس میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ (حج میں) معاش کی تلاش کرو جو تمھارے پروردگار کی طرف سے ہے پھر جب تم لوگ عرفات سے واپس آنے لگو تو مشعرِ حرام کے پاس (مزدلفہ میں شب کو قیام کر کے) خدا تعالیٰ کی یاد کرو اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے (نہ یہ کہ اپنی رائے کو دخل دو) اور حقیقت میں قبل اس کے تم محض ناواقف ہی تھے (۱۹۸) پھر تم سب کو ضرور ہے کہ اسی جگہ ہو کر واپس آؤ جہاں اور لوگ جا کر وہاں سے واپس آتے ہیں اور (احکامِ حج میں پرانی رسموں پر عمل کرنے سے) خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے اور مہربانی فرمائیں گے (۱۹۹) پھر جب تم اپنے اعمالِ حج پورے کر چکو تو حق تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباء (واجداد) کا ذکر کیا کرتے ہو بلکہ یہ ذکر اس سے (بدرجہا) بڑھ کر ہو سو بعضے آدمی (جو کہ کافر ہیں) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو (جو کچھ دینا ہو) دنیا میں دیجیے اور ایسے شخص کو آخرت میں (بوجہ انکار آخرت کے) کوئی حصہ نہ ملے گا (۲۰۰) اور بعضے آدمی (جو کہ مومن ہیں) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجیے اور آخرت میں بھی بہتری دیجیے اور ہم کو عذابِ دوزخ سے بچائیے (۲۰۱) ایسے لوگوں کو (دونوں جہان میں بڑا) حصہ ملے گا بدولت ان کے اس عمل کے اور اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب لینے والے ہیں (۲۰۲) اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کئی روز تک پھر جو شخص دو دن میں (مکہ واپس آنے میں) تعجیل کرے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں اور جو شخص دو دن میں تاخیر کرے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں۔ اس شخص کے واسطے جو (خدا سے) ڈرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور خوب یقین رکھو کہ تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے (۲۰۳)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں (۱۹۵) اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔ پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو بدلہ دے روزے یا خیرات یا قربانی۔ پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے۔ یہ حکم اس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے(۱۹۶) حج کے کئی مہینہ ہیں جانے ہوئے تو جو ان میں حج کی نیت کرے تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو، نہ کوئی گناہ، نہ کسی سے جھگڑا۔ حج کے وقت تک اور تم جو بھلائی کرو اللہ اُسے جانتا ہے اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو(۱۹۷) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو تو جب عرفات سے پلٹو تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمھیں ہدایت فرمائی اور بے شک اس سے پہلے تم بہکے ہوئے تھے(۱۹۸) پھر بات یہ ہے کہ اے قریشیو! تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں اور اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے(۱۹۹) پھر جب اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے، ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں(۲۰۰) اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے، ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا(۲۰۱) ایسوں کو ان کی کمائی سے بھاگ (خوش نصیبی) ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے(۲۰۲) اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں تو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں پرہیزگار کے لیے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمھیں اسی کی طرف اٹھنا ہے(۲۰۳)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور سلوک و احسان کرو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے(۱۹۵) حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لیے پورا کرو۔ ہاں اگر تم روک لیے جاؤ تو جو قربانی میسر ہو اسے کر ڈالو اور اپنے سر نہ منڈواؤ جب تک کہ قربانی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے، البتہ تم میں سے جو بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو اس پر فدیہ ہے خواہ روزے رکھ لے، خواہ صدقہ دے دے، خواہ قربانی کرے۔ پس جب تم امن کی حالت میں ہو جاؤ تو جو شخص عمرے سے لے کر حج تک تمتع کرے پس اسے جو قربانی میسر ہو اسے کر ڈالے، جسے طاقت ہی نہ ہو وہ تین روزے تو حج کے دنوں میں رکھ لے اور سات واپسی میں، یہ پورے دس ہو گئے۔ یہ حکم ان کے لیے ہے جو مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں۔ لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذابوں والا ہے(۱۹۶) حج کے مہینے مقرر ہیں اس لیے جو شخص ان میں حج مقرر کرے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے، تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اور اے عقل مندو، مجھ سے ڈرتے رہا کرو(۱۹۷) تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر الحرام کے پاس ذکر الٰہی کرو اور اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمھیں ہدایت دی حالانکہ تم اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے تھے(۱۹۸) پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے طلب بخشش کرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا، مہربان ہے(۱۹۹) پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ(۲۰۰) بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے(۲۰۱) یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے ان کے اعمال کا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے(۲۰۲) اور اللہ تعالیٰ کی یاد ان گنتی کے چند دنوں (ایامِ تشریق) میں کرو، دو دن کی جلدی کرنے والے پر بھی کوئی گناہ نہیں، اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں، یہ پرہیزگار کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم سب اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے(۲۰۳) (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ احسان کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ محسنوں کو پسند کرتا ہے (۱۹۵) اللہ کی خوشنودی کے لیے جب حج اور عمرے کی نیت کرو، تو اُسے پورا کرو، اور اگر کہیں گھر جاؤ تو جو قربانی میسر آئے، اللہ کی جناب میں پیش کرو، اور اپنے سر نہ مونڈو جب تک کہ قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔ مگر جو شخص مریض ہو یا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اور اس بنا پر اپنا سر منڈوا لے، تو اُسے چاہیے کہ فدیے کے طور پر روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔ پھر اگر تمھیں امن نصیب ہو جائے (اور تم حج سے پہلے مکے پہنچ جاؤ)، تو جو شخص تم میں سے حج کا زمانہ آنے تک عمرے کا فائدہ اُٹھائے، وہ حسب مقدور قربانی دے، اور اگر قربانی میسر نہ ہو، تو تین روزے حج کے زمانے میں اور سات گھر پہنچ کر، اِس طرح پورے دس روزے رکھ لے۔ یہ رعایت اُن لوگوں کے لیے ہے، جن کے گھر بار مسجد حرام کے قریب نہ ہوں۔ اللہ کے اِن احکام کی خلاف ورزی سے بچو اور خوب جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے (۱۹۶) حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں۔ جو شخص ان مقرر مہینوں میں حج کی نیت کرے، اُسے خبردار رہنا چاہیے کہ حج کے دوران میں اس سے کوئی شہوانی فعل، کوئی بد عملی، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو۔ اور جو نیک کام تم کرو گے، وہ اللہ کے علم میں ہوگا۔ سفر حج کے لیے زادِ راہ ساتھ لے جاؤ، اور سب سے بہتر زادِ راہ پرہیزگاری ہے۔ پس اے ہوش مندو! میری نافرمانی سے پرہیز کرو (۱۹۷) اور اگر حج کے ساتھ ساتھ تم اپنے رب کا فضل بھی تلاش کرتے جاؤ، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ پھر جب عرفات سے چلو، تو مَشْعَرِ حرام (مُزدلفہ) کے پاس ٹھیر کر اللہ کو یاد کرو اور اُس طرح یاد کرو، جس کی ہدایت اس نے تمھیں دی ہے، ورنہ اس سے پہلے تو تم لوگ بھٹکے ہوئے تھے (۱۹۸) پھر جہاں سے اور سب لوگ پلٹتے ہیں وہیں سے تم بھی پلٹو اور اللہ سے معافی چاہو، یقیناً وہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے (۱۹۹) پھر جب اپنے حج کے ارکان ادا کر چکو، تو جس طرح پہلے اپنے آباواجداد کا ذکر کرتے تھے، اُس طرح اب اللہ کا ذکر کرو، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ (مگر اللہ کو یاد کرنے والے لوگوں میں بھی بہت فرق ہے) اُن میں سے کوئی تو ایسا ہے، جو کہتا ہے کہ اے ہمارے رب، ہمیں دنیا ہی میں سب کچھ دے دے۔ ایسے شخص کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں (۲۰۰) اور کوئی کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا (۲۰۱) ایسے لوگ اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ پائیں گے اور اللہ کو حساب چکاتے کچھ دیر نہیں لگتی (۲۰۲) یہ گنتی کے چند روز ہیں، جو تمھیں اللہ کی یاد میں بسر کرنے چاہییں۔ پھر جو کوئی جلدی کر کے دو ہی دن میں واپس ہو گیا تو کوئی حرج نہیں، اور جو کچھ دیر زیادہ ٹھیر کر پلٹا تو بھی کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ یہ دن اس نے تقویٰ کے ساتھ بسر کیے ہوں ___ اللہ کی نافرمانی سے بچو اور خوب جان رکھو کہ ایک روز اس کے حضور میں تمھاری پیشی ہونے والی ہے (۲۰۳)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو تباہی میں نہ جھونکو۔ اور انفاق خوبی کے ساتھ کرو۔ بے شک اللہ خوبی کے ساتھ کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۹۵) اور حج و عمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو۔ پس اگر تم گھر جاؤ تو جو ہدی میسر ہو (وہ پیش کر دو) اور اپنے سر نہ مونڈو جب تک ہدی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے البتہ جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو اس کے لیے روزے یا صدقہ یا قربانی کی شکل میں فدیہ ہے۔ اور جب اطمینان کی حالت ہو تو جو کوئی حج تک عمرہ سے فائدہ اٹھائے تو وہ قربانی پیش کرے جو میسر آئے۔ پس جس کو میسر نہ آئے تو وہ تین دن کے روزے دورانِ حج میں رکھے اور سات دن کے روزے واپسی کے بعد۔ یہ کل دس دن ہوئے۔ یہ ان کے لیے ہے جن کا گھر درجوارِ حرم میں نہ ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اچھی طرح جان رکھو کہ اللہ سخت پاداش والا ہے (۱۹۶) حج کے متعین مہینے ہیں تو جو کوئی ان میں حج کا عزم کر لے تو پھر اس کے لیے حج تک نہ شہوت کی کوئی بات کرنی ہے، نہ فسق و فجور کی، نہ لڑائی جھگڑے کی۔ اور نیکی کے جو کام بھی کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے اور اس کے لیے (تقویٰ کا) زادِ راہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لو، بہترین زادِ راہ تقویٰ (کا زادِ راہ) ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو، اے عقل والو! (۱۹۷) اس امر میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم اپنے رب کے فضل کے طالب بنو، پس جب عرفات سے چلو تو خدا کو یاد کرو مشعر حرام میں ٹھہر کر۔ اور اس کو اس طرح یاد کرو جس طرح خدا نے تم کو ہدایت کی ہے۔ اس سے پہلے بلاشبہ تم گمراہوں میں تھے۔ (۱۹۸) پھر تم بھی وہیں سے چلو جہاں سے لوگ چلیں اور اللہ سے گناہوں کی معافی مانگو۔ بے شک اللہ بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔ (۱۹۹) پھر جب تم اپنے حج کے مناسک ادا کر چکو تو اللہ کو یاد کرو جس طرح تم پہلے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے رہے ہو، بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر۔ اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جن کی دعا یہ ہوتی ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں کامیابی عطا کر، حالانکہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے (۲۰۰) اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کی دعا یہ ہوتی ہے کہ ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی کامیابی عطا فرما اور آخرت میں بھی، اور دوزخ کے عذاب سے بچا (۲۰۱) یہی لوگ ہیں جن کو ان کے کیے کا حصہ ملنا ہے، اور اللہ جلد حساب چکانے والا ہے (۲۰۲) اور گنتی کے چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔ سو جو دو ہی دنوں میں اٹھ کھڑا ہوا اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو ٹھہرا رہے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔ یہ (رعایت) ان کے لیے ہے جو تقویٰ کو ملحوظ رکھیں۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور خوب جان رکھو کہ تم اسی کے حضور میں اکٹھے کیے جاؤ گے (۲۰۳)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور (اِس جہاد کے لیے) اللہ کی راہ میں انفاق کرو، اور (اِس سے گریز کر کے) اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو، اور (انفاق) خوبی کے ساتھ کرو۔ اِس لیے کہ اللہ خوبی کے ساتھ کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (۱۹۵) اور حج و عمرہ (کی راہ اگر تمھارے لیے کھول دی جائے تو اُن کے تمام مناسک کے ساتھ اُن) کو اللہ ہی کے لیے پورا کرو، لیکن راستے میں گھر جاؤ تو ہدیے کی جو قربانی بھی میسر ہو، اُسے پیش کر دو، اور اپنے سر اُس وقت تک نہ مونڈو، جب تک یہ قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔ پھر جو بیمار ہو یا اُس کے سر میں کوئی تکلیف ہو (اور وہ قربانی سے پہلے ہی سر منڈانے پر مجبور ہو جائے) تو اُسے چاہیے کہ روزوں یا صدقہ یا قربانی کی صورت میں اُس کا فدیہ دے۔ پھر جب امن کی حالت پیدا ہو جائے تو جو کوئی عمرے (کے سفر) سے یہ فائدہ اٹھائے کہ اُسی کے ساتھ ملا کر حج بھی کر لے تو اُسے قربانی کرنا ہو گی، جیسی بھی میسر ہو جائے۔ اور اگر قربانی میسر نہ ہو تو روزے رکھنا ہوں گے، تین حج کے زمانے میں اور سات (حج سے) واپسی کے بعد۔ یہ پورے دس دن ہوئے۔ (اِس طریقے سے ایک ہی سفر میں عمرے کے ساتھ ملا کر حج کی) یہ (رعایت) صرف اُن لوگوں کے لیے ہے جن کے گھر در مسجد حرام کے پاس نہ ہوں۔ (اِس کی پابندی کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور خوب جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے (۱۹۶) حج کے متعین مہینے ہیں۔ سو اِن میں جو شخص بھی (احرام باندھ کر) حج کا ارادہ کر لے، اُسے پھر حج کے اِس زمانے میں نہ کوئی شہوت کی بات کرنی ہے، نہ خدا کی نافرمانی کی اور نہ لڑائی جھگڑے کی کوئی بات اُس سے سرزد ہونی چاہیے۔ اور (یاد رہے کہ) جو نیکی بھی تم کرو گے، اللہ اُسے جانتا ہے۔ اور (حج کے اِس سفر میں تقویٰ کا) زادِ راہ لے کر نکلو، اِس لیے کہ بہترین زادِ راہ یہی تقویٰ کا زادِ راہ ہے۔ اور عقل والو، مجھ سے ڈرتے رہو (۱۹۷) (اِس کے ساتھ، البتہ) کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو، لیکن (یاد رہے کہ مزدلفہ کوئی کھیل تماشے اور تجارت کی جگہ نہیں ہے، اِس لیے) جب عرفات سے چلو تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کو یاد کرو اور اُسی طرح یاد کرو، جس طرح اُس نے تمھیں ہدایت فرمائی ہے۔ اور اِس سے پہلے تو بلاشبہ تم لوگ گم راہوں میں تھے (۱۹۸) پھر (یہ بھی ضروری ہے کہ) جہاں سے اور سب لوگ پلٹتے ہیں، تم بھی، (اے قریش کے لوگو)، وہیں سے پلٹو اور اللہ سے مغفرت چاہو۔ یقیناً اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے (۱۹۹) (اور یہ بھی کہ) اِس کے بعد جب حج کے مناسک پورے کر لو تو جس طرح پہلے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے رہے ہو، اُسی طرح اب اللہ کو یاد کرو، بلکہ اُس سے بھی زیادہ۔ (یہ اللہ سے مانگنے کا موقع ہے)، مگر لوگوں میں ایسے بھی ہیں کہ وہ (اِس موقع پر بھی) یہی کہتے ہیں کہ پروردگار، ہمیں دنیا میں دے دے، اور (اِس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پھر) آخرت میں اُن کا کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ نہیں رہتا(۲۰۰) اور ایسے بھی ہیں کہ جن کی دعا یہ ہوتی ہے کہ پروردگار، ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی، اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے(۲۰۱) یہی ہیں جو اپنی کمائی کا حصہ پالیں گے، اور اللہ کو حساب چکاتے کبھی دیر نہیں لگتی (۲۰۲) اور (منیٰ کے) چند متعین دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔ پھر جس نے جلدی کی اور دو ہی دنوں میں چل کھڑا ہوا، اُس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو دیر سے چلا اُس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔(ہاں، مگر) اُن کے لیے جو اللہ سے ڈریں اور تم بھی اللہ سے ڈرتے رہو، اور خوب جان لو کہ (ایک دن) تم اُسی کے حضور میں اکٹھے کیے جاؤ گے(۲۰۳)۔(محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

وانفقوا فی سبیل اللّٰہ...

''یہاں انفاق کا حکم اس جہاد کے لیے ہے جس کا حکم یہاں دیا گیا ہے۔ جہاد جان اور مال دونوں کی قربانی کا مطالبہ کرتا ہے، اس وجہ سے قرآن میں جہاں کہیں بھی جہاد وقتال کا حکم ہے وہاں انفاق کا حکم بھی اس کے ساتھ ضرور ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۴۸۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''اس سے تمام دینی امور میں طاعت ورضائے الٰہی کے لیے خرچ کرنا مراد ہے خواہ جہاد ہو یا اور نیکیاں۔'' (خزائن العرفان، ص۵۵، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ...

''یہاں ایک ایسے شخص کی تصویر نگاہوں کے سامنے آتی ہے جو اوپر سے نیچے کی طرف دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے کسی غار یا دریا میں چھلانگ لگا رہا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں جان ومال کی قربانی سے جی چراتے ہیں بظاہر تو وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو خطرات سے بچا رہے ہیں لیکن درحقیقت وہ اپنے آپ کو جہنم کی ہلاکت میں جھونک رہے ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۴۸۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''ہلاکت میں ڈالنے سے اس جگہ کیا مراد ہے۔ اس میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے فرمایا کہ یہ آیت ہمارے ہی بارے میں نازل ہوئی ہے اور ہم اس کی تفسیر بخوبی جانتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب اللہ نے اسلام کو غلبہ اور قوت عطا فرمائی تو ہم میں یہ گفتگو ہوئی کہ اب جہاد کی کیا ضرورت ہے ہم اپنے وطن میں ٹھہر کر اپنے مال وجائداد کی خبر گیری کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس نے بتلا دیا کہ ہلاکت سے مراد اس جگہ ترک جہاد ہے۔'' (معارف القرآن، ج۱، ص۴۷۴، ادارۃ المعارف کراچی)

''راہ خدا میں انفاق کا ترک کرنا بھی سبب ہلاک ہے اور اسراف بے جا بھی اور اس طرح اور چیز بھی جو خطرہ وہلاک کا باعث ہو۔ اس سب سے باز رہنے کا حکم ہے حتیٰ کہ بے ہتھیار میدان جنگ میں جانا، زہر کھانا یا کسی طرح خودکشی کرنا وغیرہ۔ ہمارے علمانے اس سے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ جس شہر میں طاعون وغیرہ ہو وہاں نہ جائیں اگرچہ وہاں کے لوگوں کو وہاں سے بھاگنا ممنوع ہے۔'' (خزائن العرفان، ص۵۶، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

انفاق اور احسان

''واحسنوا کا عطف 'انفقوا' پر ہے یعنی اللہ کی راہ میں خوش دلی سے خرچ کرو۔ انفاق میں جب تک اللہ تعالیٰ کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوش اور جذبہ شامل نہ ہو اس وقت تک اس کو احسان کا درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مال کا محتاج نہیں ہے وہ سب سے بے نیاز و بے پروا ہے، البتہ ہم خود اس کے کرم کے ہر دم محتاج ہیں۔ وہ اگر ہم سے انفاق کا مطالبہ کرتا ہے تو اپنے لیے نہیں بلکہ خود ہمارے لیے کرتا ہے تاکہ اس طرح ہمارے خلوص کا امتحان لے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۸۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''عبادت میں احسان کی تفسیر حدیث جبریل میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ اس طرح عبادت کرو کہ جیسے تم خدا کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو تو کم از کم یہ اعتقاد لازم رکھو کہ اللہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔ معاملات و معاشرت میں احسان کی تفسیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ تم سب لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو اور جس چیز کو تم اپنے لیے برا سمجھتے ہو وہ دوسروں کے لیے بھی برا سمجھو۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۴۷۵، ادارۃ المعارف کراچی)

واتموا الحج و العمرة لله..

عمرہ کی نوعیت

''عمرہ کی نوعیت حج کے لیے ایک ریہرسل کی ہے اس سے حج کے لیے طبیعت میں آمادگی پیدا ہوتی ہے اور بعض حالات میں اس کے کسر کا جبر بھی ہوتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۸۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

لله

''اس آیت میں اصل زور لفظ للہ پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم یہ حج و عمرہ صرف اللہ کے لیے پورا کرو۔ اس تاکید و تنبیہ کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ حج و عمرہ تو اہل عرب اسلام سے قبل بھی کیا کرتے تھے لیکن یہ حج و عمرہ صرف اللہ کے لیے نہیں ہوتا تھا، بلکہ اس میں وہ معبودان باطل کو بھی شریک کرتے تھے۔ ان کی پوجا بھی کرتے اور ان کے لیے قربانیاں بھی کرتے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کے لیے حج و عمرہ عبادت سے زیادہ تجارت بن گئے تھے۔ ان کے لیے ان کی حیثیت تجارتی میلوں کی رہ گئی تھی اور وہ مقاصد امتداد زمانہ سے ان کی نظروں سے اوجھل رہ گئے تھے جن کے لیے حضرت ابراہیم نے اس گھر کی تعمیر فرمائی تھی۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۸۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''حج اور عمرہ کے پورا کرنے کا کیا مطلب ہے؟ اس کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً انھیں ان کے آداب و شرائط کے ساتھ بجالایا جائے۔ انسان صرف انھی کی ادائیگی کی نیت سے سفر کرے، کوئی اور مقصد اس کے پیش نظر نہ ہو۔ وجوب عمرہ کے قائلین کے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے کہ حج یا عمرے کا احرام باندھ لینے کے بعد پھر اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔'' (احسن البیان، ص ۱۲۰، دارالسلام پبلشرز ریاض)

''حافظ ابن القیم نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل سے صرف دو قسم کے عمرے ثابت ہیں۔ ایک وہ جو حج تمتع کے ساتھ کیا جاتا ہے اور دوسرا وہ عمرہ مفردہ جو ایام حج کے علاوہ صرف عمرے کی نیت سے ہی سفر کر کے کیا جائے۔ باقی حرم سے جا کر کسی قریب ترین حِل سے عمرے کے لیے احرام باندھ کر آنا غیر مشروع ہے۔ الا یہ کہ جن کے احوال و ظروف حضرت عائشہؓ جیسے ہوں۔'' (احسن البیان، ص ۱۲۰، دارالسلام پبلشرز، ریاض)

فمن كان منكم مريضا او به اذى...

''کسی بیماری یا تکلیف کے سبب اگر قربانی سے پہلے ہی سر منڈانے پر مجبور ہو جائے تو اس صورت میں اس کے اوپر کفارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔قرآن میں اس کفارے کی تین صورتیں بالاجمال بیان ہوئی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجمال کی تشریح فرمادی ہے کہ یا تو تین دن کے روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا کم از کم ایک بکری کی قربانی دے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۴۸۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

فمن تمتع بالعمرة الى الحج...

''زمانۂ جاہلیت میں ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ کو گناہ سمجھا جاتا تھا۔یہ بات حدود حرم کے اندر رہنے والوں کے لیے تو ٹھیک تھی ،لیکن دور سے آنے والے حجاج کے لیے اس میں زحمت تھی اس وجہ سے شریعت نے ان کو یہ رخصت مرحمت فرمائی کہ وہ ایک سفر میں حج وعمرہ کر سکتے ہیں البتہ اس صورت میں قربانی ضروری ہے،اگر قربانی میسر نہ آئے تو دس دن کے روزے رکھنے ضروری ہیں۔ تین دن کے روزے ایام حج میں اور سات دن کے حج سے لوٹنے کے بعد۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۴۸۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

واتقوا اللّٰہ...

''احکام وہدایات کی تفصیل کے بعد یہ ان کی اصل روح کی طرف اشارہ ہے کہ اصل مقصود ان تمام احکام سے تقویٰ ہے،اگر انسان اس چیز پر نگاہ نہ رکھے تو نہ تو ان کا حق ادا کر پاتا ہے اور نہ ان سے کچھ حاصل ہی کرتا ہے بلکہ اس کی ساری زندگی خدا سے جھوٹی آرزوئیں باندھنے اور اپنے نفس کو ناروا الاؤنس دینے میں گزر جاتی ہے حالانکہ خدا کے طبعی قوانین جس طرح اپنے نتائج میں بے لاگ ہیں اسی طرح اس کے شرعی واخلاقی قوانین بھی اپنے نتائج میں بے لاگ ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۴۸۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

رفث ،فسوق اور جدال

''رفث سے مراد شہوانی باتیں ہیں،فسوق کے معنی خدا کی نافرمانی کے ہیں اور جدال سے مراد آپس کے لڑائی جھگڑے ہیں۔ان تینوں چیزوں کی ممانعت سے نفسانی محرکات کے وہ تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں جن سے انسان گناہ میں داخل ہوتا ہے۔سفر کی حالت میں ان چیزوں کے مواقع بہت پیش آتے ہیں اور احرام کی پابندیوں کی وجہ سے بھی ان چیزوں کے لیے نفس کی اکساہٹ بڑھ جاتی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۴۸۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

وتزودوا فان خير الزاد التقوى

تقویٰ کا زادراہ

''ہمارے نزدیک اصل ترکیب کلام یہ ہے کہ تزودوا التقوى فان خير الزاد التقوى 'یعنی سفر حج کے لیے نکلو تو تقویٰ کا زادراہ لے کر نکلو۔کیونکہ بہترین زادراہ تقویٰ ہے۔پہلی جگہ ایجاز وبلاغت کے تقاضے کے تحت تقویٰ کے لفظ کو حذف کر دیا گیا ہے۔اکثر لوگ یہاں تقویٰ کے لفظ کو محذوف نہیں مانتے،ان کے خیال میں 'تزودوا' کے لفظ سے لوگوں کو حج کے لیے مادی زادراہ لے کر نکلنے کی تاکید کی گئی ہے۔ان کے خیال میں اس تاکید کی وجہ یہ پیش آئی کہ اکثر اہل عرب بغیر کسی زادراہ ہی کے حج کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور اس طرح خود بھی زحمت اٹھاتے تھے اور دوسروں کے لیے بھی موجب زحمت بنتے تھے۔اس لیے ان کو یہ ہدایت کی گئی کہ حج کے لیے نکلو تو زادراہ کا انتظام کر کے نکلا کریں۔لیکن یہاں یہ معنی لینا عربیت کے خلاف ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی میں 'فان' کا لفظ جب اس طرح آیا کرتا ہے جس طرح اس آیت میں آیا ہے تو وہ اپنے ماسبق کی توجیہ وتعلیل کے لیے آیا کرتا ہے اگر 'تزودوا' سے مراد مادی زادراہ ہوتا تو اس کے بعد اس کی توجیہ وتعلیل میں بھی اسی کی حکمت بیان ہوتی کہ کیوں اس سفر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے زادراہ کا اہتمام ضروری ہے۔لیکن یہاں حکمت یہ بیان ہوئی کہ تقویٰ زادراہ ہے۔مزید برآں یہ کہ حج تو فرض ہی ان لوگوں پر ہے جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں، اس لیے ان کو کہنا کہ مادی زادراہ لے کر نکلیں یہاں بے جوڑ بات ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱،ص ۴۸۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

مادی زادراہ

''اس میں ان لوگوں کی اصلاح ہے جو حج وعمرہ کے لیے بے سروسامانی کے ساتھ نکل کھڑے ہوتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں۔ پھر راستہ میں بھیک مانگنا پڑتی ہے۔خود بھی تکلیف اٹھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی پریشان کرتے ہیں۔ان کی ہدایت کے لیے حکم ہوا کہ سفر حج کے لیے ضروریات سفر ساتھ لے لینا چاہیے۔یہ توکل کے منافی نہیں۔ بلکہ توکل کی حقیقت یہی ہے کہ اللہ کے دیے ہوئے اسباب ووسائل کو اپنے مقدور کے مطابق حاصل اور جمع کرے پھر اللہ پر توکل کرے۔'' (معارف القرآن، ج۱،ص ۴۷۶، ادارۃ المعارف کراچی)

''جاہلیت کے زمانے میں حج کے لیے زادراہ ساتھ لے کر نکلنے کو ایک دنیادارانہ فعل سمجھا جاتا تھا اور ایک مذہبی آدمی سے یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہ خدا کے گھر کی طرف دنیا کا سامان لیے بغیر جائے گا۔اس آیت میں ان کے اس غلط خیال کی تردید کی گئی ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج۱،ص ۱۵۶، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز دہلی)

فضلا من ربکم

''یہاں فضل سے مراد تجارتی فائدہ ہے۔یعنی حج سے اصل مقصود تو تقویٰ ہی ہے،لیکن اس امر میں کوئی قباحت نہیں کہ کوئی شخص اس سفر سے کوئی تجارتی فائدہ بھی اٹھالے۔خدا کی حدود میں رہتے ہوئے اور اس کے حقوق ادا کرتے ہوئے بندہ جو معاشی فتوحات حاصل کرتا ہے،وہ سب فضل رب میں شامل ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱،ص ۴۸۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''ایک صاحب عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے اور سوال کیا کہ ہمارا پیشہ پہلے سے یہ ہے کہ اونٹ کرایہ پر چلاتے ہیں، کچھ لوگ ہمارے اونٹ حج کے لیے کرایہ پر لے جاتے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ جاتے ہیں اور حج بھی کر لیتے ہیں۔کیا ہمارا حج نہیں ہو گا۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور آپ سے وہی سوال کیا تھا جو تم مجھ سے کر رہے ہو۔اس وقت آپ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک یہ آیت نازل ہوئی:' لیس علیکم جناح ان تبتغوا ... ' اس وقت آپ نے اس شخص کو بلوایا اور فرمایا کہ تمہارا حج صحیح ہے۔الغرض اس آیت نے یہ واضح کر دیا کہ اگر کوئی شخص دوران حج کوئی بیع وشرا یا کوئی مزدوری کر لیتا ہے جس سے کچھ نفع ہو جائے تو کوئی گناہ نہیں۔ہاں کفار عرب کی طرح حج کو تجارت کی ایک منڈی اور نمائش گاہ نہ بنایا جائے۔'' (معارف القرآن، ج۱،ص ۴۸۷، ادارۃ المعارف کراچی)

واذکروہ کما ھداکم

جاہلی رسوم کی مخالفت

''جس طرح اس زمانے میں لوگ عید وغیرہ پر چراغاں کرتے ہیں، پکنک کے پروگرام بناتے ہیں، مشاعروں کی محفلیں منعقد کرتے ہیں یہاں تک کہ رقص وسرود کی محفلیں بھی آراستہ کی جاتی ہیں۔اس طرح جاہلیت میں بھی لوگ مزدلفہ میں جگہ جگہ آگ جلاتے اور قصیدہ خوانی، داستان گوئی اور مفاخرت کی مجلسیں منعقد کرتے تھے۔قرآن نے ان چیزوں کی جگہ تسبیح وتحلیل کی ہدایت فرمائی۔'' (تدبر قرآن، ج۱،ص ۴۸۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثم افیضوا من حیث افاض الناس...

''قرینہ دلیل ہے کہ یہاں خطاب خاص قریش سے ہے۔قریش زمانۂ جاہلیت میں حج کے موقع پر خاص اپنے لیے عرفات کی حاضری ضروری نہیں سمجھتے تھے صرف مزدلفہ تک جاتے اور وہیں سے لوٹ آتے۔بندگی میں بھی انھوں نے اپنے لیے ایک امتیاز قائم کر لیا تھا۔قرآن نے اس خودساختہ امتیاز کو ختم کر کے سب کو ایک سطح پر کر دیا۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۴۸۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

فمن الناس من یقول ربنا...

''یہ اشارہ ہے ان لوگوں کی طرف جن کے دل و دماغ کے ہر گوشے میں محبت دنیا کا غلبہ ہوتا ہے یہاں تک کہ حج جیسی عظیم عبادت میں بھی قبولیت دعا کے مواقع پر وہ دنیا ہی کے لیے مانگتے ہیں۔ان لوگوں کی آخرت کا خانہ خالی رہتا ہے اور یہ لوگ دین کی ہر چیز کو بھی دنیوی مفادات کے سانچوں میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۴۸۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة...

''یہ اشارہ ہے ان لوگوں کی طرف جن کے ذہن دنیا اور آخرت دونوں کے معاملہ میں بالکل متوازن ہیں۔اس گروہ کی طلب اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے۔بندے کو اپنے رب سے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی طلب کرنی چاہیے۔اور اس بھلائی کا فیصلہ اور انتخاب اسی پر چھوڑنا چاہیے۔وہی سب سے بہتر جانتا ہے کہ ہمارے لیے حقیقی خیر کس چیز میں ہے۔خاص طور پر دنیا کی چیزوں میں کسی چیز کا خیر ہونا تو منحصر اس امر پر کہ وہ چیز ہمارے لیے آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بن سکے اور کسی چیز کے اس پہلو کو جاننا صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۴۸۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''حسنہ وہ چیز ہے جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ و بہتر ہے۔اس کے اندر ہر قسم کی خیر و خوبی آ گئی۔دنیا میں حسنہ توفیق خیر ہوئی اور آخرت میں حسنہ ثمرۂ خیر۔'' (تفسیر ماجدی، ج۱ص۳۸۶، خان پبلشرز نئی دہلی)

واللہ سریع الحساب

''اللہ جلد حساب چکانے والا ہے۔یہ تہدید اور تسلی، دونوں موقعوں پر بولا جاتا ہے۔یہاں موقع کلام دلیل ہے کہ تسلی کے مفہوم میں ہے۔جو لوگ آخرت کو بعید چیز سمجھ کر اپنی بدعملیوں میں مست رہتے ہیں ان کے لیے تہدید ہے اور جو نیک لوگ سمجھتے ہیں کہ آخرت میں ایک غیر متناہی مدت باقی ہے ان کے لیے تسلی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۴۸۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

واعلموا انکم الیه تحشرون

حج کا اجتماع روز حشر کی یاددہانی

''یہ الفاظ اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ حج کا یہ اجتماع روز حشر کے اجتماع کی ایک یاددہانی ہے، اس وجہ سے اس مجاز میں اس حقیقت سے غفلت نہیں ہونی چاہیے۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۴۸۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''یہ آیت درحقیقت ان تمام احکام حج کی روح ہے جو یہاں بیان ہوئے۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ خاص ایام حج میں بھی اور بعد میں بھی اللہ ہی سے ڈرتے رہو کہ تم سب اسی کے پاس جمع ہونے والے ہو'' (معارف القرآن، ج۱ص۴۹۴، ادارۃ المعارف کراچی)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ (204)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ (205)
وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ(206) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ
نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ(207) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّ لَا
تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ(208)فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْکُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ
اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (209) هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِکَةُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ ؕ
وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (210) سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ اٰیَةٍۢ بَیِّنَةٍ ؕ وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ
بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (211) زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (212) کَانَ النَّاسُ اُمَّةً
وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا
اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِیْهِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ج فَهَدَی اللّٰهُ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (213) اَمْ حَسِبْتُمْ
اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی
یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ(214)

تراجم

ا۔اور بعضا آدمی ہے، کہ خوش آوے تجھ کو بات اس کی دنیا کی زندگی میں، اور گواہ پکڑتا ہے اللہ کو اپنے دل کی بات پر، اور وہ سخت جھگڑالو ہے (۲۰۴) اور جب پیٹھ پھیرے، دوڑتا پھرے ملک میں، کہ اس میں ویرانی کرے، اور ہلاک کرے کھیتیاں اور جانیں۔ اور اللہ خوش نہیں رکھتا فساد کرنا (۲۰۵) اور جو کہیے اللہ سے ڈر، تو کھینچ لاوے اس کو غرور گناہ پر پھر بس ہے اس کو دوزخ اور بری تیاری ہے (۲۰۶) اور کوئی آدمی ہے، جو بیچتا ہے اپنی جان، تلاش کرتا خوشی اللہ کی۔ اور اللہ شفقت رکھتا ہے بندوں پر (۲۰۷) اے ایمان والو! داخل ہو مسلمانی میں پورے، اور مت چلو قدموں پر شیطان کے۔ وہ تمھارا صریح دشمن ہے (۲۰۸) پھر اگر ڈِگنے لگو، بعد اس کے کہ پہنچے تم کو صاف حکم، تو جان رکھو کہ اللہ زبردست ہے، حکمت والا (۲۰۹) کیا لوگ یہی انتظار رکھتے ہیں؟ کہ آوے ان پر اللہ اَبر کے سائبانوں میں، اور فرشتے، اور فیصل ہووے کام۔ اور اللہ کی طرف رجوع ہیں سب کام (۲۱۰) پوچھ بنی اسرائیل سے، کتنی دیں ہم نے ان کو آیتیں واضح اور جو کوئی بدل ڈالے اللہ کی نعمت، بعد اس کے کہ پہنچ چکی اس کو، تو اللہ کی مار سخت ہے (۲۱۱) رجھایا ہے منکروں کو دنیا کی زندگی پر، اور ہنستے ہیں ایمان والوں سے، اور پرہیزگار ان سے اُوپر ہوں گے قیامت کے دن۔ اور اللہ روزی دیوے جس کو چاہے بےشمار (۲۱۲) تھا لوگوں کا دین ایک، پھر بھیجے اللہ نے نبی خوشی اور ڈر سناتے۔ اور اُتاری اُن کے ساتھ کتاب سچی، کہ فیصل کرے لوگوں میں، جس بات میں جھگڑا کریں اور کتاب میں جھگڑا ڈالا انہیں مگر اُنھوں نے جن کو ملی تھی بعد اس کے کہ اُن کو پہنچ چکے صاف حکم، آپس کی ضد سے۔ پھر اب راہ دی اللہ نے ایمان والوں کو اس سچی بات کی، جس میں وہ جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے۔ اور اللہ چلاوے جس کو چاہے سیدھی راہ (۲۱۳) کیا تم کو خیال ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر آئے نہیں احوال ان کے جو آگے ہو چکے تم سے۔ پہنچی ان کو سختی اور تکلیف اور جھڑجھڑائے گئے، یہاں تک کہ کہنے لگا رسول، اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اُس کے ساتھ ایمان لائے، کب آوے گی مدد اللہ کی؟ سن رکھو! مدد اللہ کی نزدیک ہے (۲۱۴)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ آپ کو اس کی گفتگو جو محض دنیاوی غرض سے ہوتی ہے مزہ دار معلوم ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر بتاتا ہے اپنے مافی الضمیر پر حالانکہ وہ (آپ کی) مخالفت میں نہایت شدید ہے (۲۰۴) اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں پھرتا رہتا ہے کہ شہر میں فساد کرے اور (کسی کے) کھیت یا مواشی کو تلف کر دے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتے (۲۰۵) اور جب اس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا خوف کر تو نخوت اس کو اس گناہ پر (دونا) آمادہ کر دیتی ہے سو ایسے شخص کی کافی سزا جہنم ہے اور وہ بری ہی آرام گاہ ہے (۲۰۶) اور بعضا آدمی ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے حال پر نہایت مہربان ہیں (۲۰۷) اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو اور (فاسد خیالات میں پڑ کر) شیطان کے قدم بقدم مت چلو واقعی وہ تمھارا کھلا دشمن ہے (۲۰۸) پھر اگر تم بعد اس کے کہ تم کو واضح دلیلیں پہنچ چکی ہیں (صراط مستقیم سے) لغزش کرنے لگو تو یقین کر رکھو کہ حق تعالیٰ (بڑے) زبردست ہیں، حکمت والے ہیں (۲۰۹) یہ (کج راہ) لوگ صرف اس امر کے منتظر (معلوم ہوتے) ہیں کہ حق تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں ان کے پاس (سزا دینے کے لیے) آویں اور سارا قصہ ہی ختم ہو جاوے اور یہ سارے مقدمات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کیے جاویں گے (۲۱۰) آپ (علماء) بنی اسرائیل سے ذرا پوچھیے (تو سہی) کہ ہم نے ان کو کتنی واضح دلیلیں دی تھیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدلتا ہے اس کے پاس پہنچنے کے بعد تو یقیناً حق تعالیٰ سخت سزا دیتے ہیں (۲۱۱) دنیوی معاش کفار کو آراستہ پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور (اسی وجہ سے) وہ ان مسلمانوں سے تمسخر کرتے ہیں حالانکہ یہ مسلمان جو کفر و شرک سے بچتے ہیں ان کافروں سے اعلیٰ درجہ میں ہوں گے قیامت کے روز۔ اور روزی تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے اندازہ دے دیتے ہیں (۲۱۲)۔ (ایک زمانہ میں) سب آدمی ایک ہی طریق کے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا جو کہ خوشی (کے وعدے) سناتے تھے اور ڈراتے تھے اور ان کے ساتھ (آسمانی) کتابیں بھی ٹھیک طور پر نازل فرمائیں۔ اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں ان کے امور اختلافیہ (مذہبی) میں فیصلہ فرمائیں اور اس کتاب میں (یہ) اختلاف اور کسی نے نہیں کیا مگر صرف ان لوگوں نے جن کو (اولاً) وہ کتاب ملی تھی بعد اس کے کہ ان کے پاس دلائلِ واضحہ پہنچ چکے تھے باہمی ضد اضدی کی وجہ سے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے (ہمیشہ) ایمان والوں کو وہ امرِ حق جس میں (مختلفین) اختلاف کیا کرتے تھے بفضلہٖ بتلا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کو راہِ راست بتلا دیتے ہیں (۲۱۳) دوسری بات سنو، کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ جنت میں (بے مشقت) جا داخل ہو گے حالانکہ تم کو ہنوز ان (مسلمان) لوگوں کا سا کوئی عجیب واقعہ پیش نہیں آیا جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں ان پر (مخالفین کے سبب) ایسی ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی اور (مصائب رہے) ان کو یہاں تک جنبشیں ہوئیں کہ (اس زمانے کے) پیغمبر تک اور جو ان کے ہمراہ اہلِ ایمان تھے بول اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد (موعود) کب ہوگی۔ یاد رکھو بے شک اللہ تعالیٰ کی امداد (بہت) نزدیک ہے (۲۱۴)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اور بعض آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے (۲۰۴) اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں (۲۰۵) اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے (۲۰۶) اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے (۲۰۷) اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے (۲۰۸) اور اگر اس کے بعد بھی بچلو کہ تمھارے پاس روشن حکم آ چکے تو جان لو کہ اللہ زبردست، حکمت والا ہے (۲۰۹) کاہے کے انتظار میں ہیں مگر یہی کہ اللہ کا عذاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ ئے چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اُتریں اور کام ہو چکے اور سب کاموں کی رجوع اللہ کی طرف ہے (۲۱۰) بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے کتنی روشن نشانیاں انھیں دیں اور جو اللہ کی آئی ہوئی نعمت کو بدل دے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے (۲۱۱) کافروں کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی اور مسلمانوں سے ہنستے ہیں اور ڈر والے ان سے اُوپر ہوں گے قیامت کے دن اور خدا جسے چاہے بے گنتی دے (۲۱۲) لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء بھیجے، خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اُتاری کہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے اور کتاب میں اختلاف اُنھیں نے ڈالا جن کو دی گئی تھی بعد اس کے کہ ان کے پاس روشن حکم آ چکے آپس کی سرکشی سے تو اللہ نے ایمان والوں کو وہ حق بات سوجھا دی جس میں جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے (۲۱۳) کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد (حالت) نہ آئی پہنچی انھیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہہ اُٹھا رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی اللہ کی مدد۔ سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے (۲۱۴)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ بعض لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کر دیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے، حالانکہ دراصل وہ زبردست جھگڑالو ہے (۲۰۴) جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے (۲۰۵) اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو تکبر اور تعصب اسے گناہ پر آمادہ کرتا ہے، اس کے لیے بس جہنم ہی ہے اور یقیناً وہ بدترین جگہ ہے (۲۰۶) اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی شفقت کرنے والا ہے (۲۰۷) ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو، وہ تمھارا کھلا دشمن ہے (۲۰۸) اگر تم باوجود تمھارے پاس دلیلیں آ جانے کے بھی پھسل جاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غلبہ والا اور حکمت والا ہے (۲۰۹) کیا لوگوں کو اس بات کا انتظار ہے کہ اُن کے پاس خود اللہ تعالیٰ اَبر کے سائبانوں میں آ جائے اور فرشتے بھی، اور کام انتہا تک پہنچا دیا جائے، اللہ ہی کی طرف تمام کام لوٹائے جاتے ہیں (۲۱۰) بنی اسرائیل سے پوچھو کہ ہم نے انھیں کس قدر روشن نشانیاں عطا فرمائیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنے پاس پہنچ جانے کے بعد بدل ڈالے (وہ جان لے) کہ اللہ تعالیٰ بھی سخت عذابوں والا ہے (۲۱۱) کافروں کے لیے دنیا کی زندگی خوب زینت دار کی گئی ہے۔ وہ ایمان والوں سے ہنسی مذاق کرتے ہیں۔ حالانکہ پرہیزگار لوگ قیامت کے دن ان سے اعلیٰ ہوں گے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے (۲۱۲) دراصل لوگ ایک ہی گروہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبریاں دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل فرمائیں تا کہ لوگوں کے ہر اختلافی امر کا فیصلہ ہو جائے اور صرف ان ہی لوگوں نے جو اسے دیئے گئے تھے اپنے پاس دلائل آ چکنے کے بعد آپس کے بغض و عناد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا۔ اس لیے اللہ پاک نے ایمان والوں کی اس اختلاف میں بھی حق کی طرف اپنی مشیت سے رہبری کی اور اللہ جس کو چاہے سیدھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے (۲۱۳) کیا تم یہ گمان کیے بیٹھے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے؟ حالانکہ اب تک تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے اگلے لوگوں پر آئے تھے۔ انھیں بیماریاں اور مصیبتیں پہنچیں اور وہ یہاں تک جھنجھوڑے گئے کہ رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن رکھو کہ اللہ کی مدد قریب ہی ہے (۲۱۴)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے، جس کی باتیں دنیا کی زندگی میں تمھیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور اپنی نیک نیتی پر وہ بار بار خدا کو گواہ ٹھیراتا ہے، مگر حقیقت میں وہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے (۲۰۴) جب اُسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے، تو زمین میں اُس کی ساری دوڑ دھوپ اس لیے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے، کھیتوں کو غارت کرے اور نسلِ انسانی کو تباہ کرے ___ حالانکہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جسے وہ گواہ بنا رہا تھا) فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا___(۲۰۵) اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر، تو اپنے وقار کا خیال اُس کو گناہ پر جما دیتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے تو بس جہنم ہی کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے (۲۰۶) دوسری طرف انسانوں ہی میں کوئی ایسا بھی ہے، جو رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی جان کھپا دیتا ہے اور ایسے بندوں پر اللہ بہت مہربان ہے (۲۰۷) اے ایمان لانے والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آ جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمھارا کھلا دُشمن ہے (۲۰۸) جو صاف صاف ہدایات تمھارے پاس آ چکی ہیں، اگر ان کو پا لینے کے بعد پھر تم نے لغزش کھائی، تو خوب جان رکھو کہ اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے (۲۰۹) (اِن ساری نصیحتوں اور ہدایتوں کے بعد بھی لوگ سیدھے نہ ہوں، تو) کیا اب وہ اِس کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کا چتر لگائے فرشتوں کے پرے ساتھ لیے خود سامنے آ موجود ہو اور فیصلہ ہی کر ڈالا جائے؟ آخر کار سارے معاملات پیش تو اللہ ہی کے حضور ہونے والے ہیں (۲۱۰) بنی اسرائیل سے پوچھو: کیسی کھلی کھلی نشانیاں ہم نے اُنھیں دکھائی ہیں (اور پھر یہ بھی انھیں سے پوچھ لو کہ) اللہ کی نعمت پانے کے بعد جو قوم اس کو شقاوت سے بدلتی ہے اُسے اللہ کیسی سخت سزا دیتا ہے (۲۱۱) جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے، اُن کے لیے دنیا کی زندگی بڑی محبوب و دل پسند بنا دی گئی ہے۔ ایسے لوگ ایمان کی راہ اختیار کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں، مگر قیامت کے روز پرہیز گار لوگ ہی اُن کے مقابلے میں عالی مقام ہوں گے۔ رہا دنیا کا رزق، تو اللہ کو اختیار ہے، جسے چاہے بے حساب دے (۲۱۲) ابتدا میں سب لوگ ایک ہی طریقے پر تھے۔ (پھر یہ حالت باقی نہ رہی اور اختلافات رونما ہوئے) تب اللہ نے نبی بھیجے جو راست روی پر بشارت دینے والے اور کج روی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے، اور اُن کے ساتھ کتابِ برحق نازل کی تاکہ حق کے بارے میں لوگوں کے درمیان جو اختلافات رونما ہو گئے تھے، اُن کا فیصلہ کرے___(اور ان اختلافات کے رونما ہونے کی وجہ یہ نہ تھی کہ ابتدا میں لوگوں کو حق بتایا نہیں گیا تھا۔ نہیں،) اختلاف اُن لوگوں نے کیا، جنھیں حق کا علم دیا جا چکا تھا۔ اُنھوں نے روشن ہدایات پا لینے کے بعد محض اس لیے حق کو چھوڑ کر مختلف طریقے نکالے کہ وہ آپس میں زیادتی کرنا چاہتے تھے پس جو لوگ انبیاؑ پر ایمان لے آئے، انھیں اللہ نے اپنے اذن سے اُس حق کا راستہ دکھا دیا، جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا۔ اللہ جسے چاہتا ہے، راہِ راست دکھا دیتا ہے (۲۱۳) پھر کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت کا داخلہ تمھیں مل جائے گا، حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے، جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے؟ اُن پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، ہلا مارے گئے، حتیٰ کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہلِ ایمان چیخ اُٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی_ اُس وقت اُنھیں تسلی دی گئی کہ ہاں اللہ کی مدد قریب ہے (۲۱۴)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جن کی باتیں تو اس دنیا کی زندگی میں تمھیں بڑی میٹھی معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنی دلی نیت پر خدا کو گواہ بھی بناتے ہیں لیکن ہیں وہ کٹر دشمن (۲۰۴) اور جب وہ (تمھارے پاس سے) ہٹتے ہیں تو ان کی ساری بھاگ دوڑ اس لیے ہوتی ہے کہ زمین میں فساد مچائیں اور کھیتی اور نسل کو تباہ کریں، اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا (۲۰۵) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کا خوف کرو تو گھمنڈ ان کو گناہ پر آمادہ کرتا ہے۔ سو ایسوں کے لیے جہنم کافی ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے (۲۰۶) اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضا جوئی کے لیے اپنے آپ کو تج دیتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے (۲۰۷) اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی نہ کرو۔ وہ تمھارا کھلا ہوا دشمن ہے (۲۰۸) اگر تم ان کھلی ہوئی تنبیہات کے بعد بھی، جو تمھارے پاس آ چکی ہیں، پھسل گئے تو جان رکھو کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے (۲۰۹) اب تو یہ لوگ صرف اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ نمودار ہو جائے، بدلیوں کے سایہ میں، اور اس کے فرشتے، اور معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے۔ اور یہ امور اللہ ہی کے حوالے ہیں (۲۱۰) بنی اسرائیل سے پوچھو: ہم نے ان کو کتنی کھلی کھلی نشانیاں دیں اور جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی نعمت کو، اس کے پانے کے بعد، بدل ڈالے تو اللہ سخت پاداش والا ہے (۲۱۱) ان کافروں کی نگاہوں میں دنیا کی زندگی کھبا دی گئی ہے اور یہ اہلِ ایمان کا مذاق اڑا رہے ہیں حالانکہ یہ لوگ تقویٰ اختیار کیے ہوئے ہیں، قیامت کے دن وہ ان پر بالا ہوں گے اور اللہ جسے چاہے بے حساب روزی دے (۲۱۲) لوگ ایک ہی اُمت بنائے گئے (انھوں نے اختلاف پیدا کیا) تو اللہ نے اپنے انبیاء بھیجے جو خوشخبری سناتے اور خبردار کرتے ہوئے آئے۔ اور ان کے ساتھ کتاب بھیجی قولِ فیصل کے ساتھ تا کہ جن باتوں میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں ان میں فیصلہ کرے۔ اور اس میں اختلاف نہیں کیا مگر ان ہی لوگوں نے جن کو یہ دی گئی تھی، بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی کھلی ہدایات آ چکی تھیں، محض باہمی ضدم ضدا کے سبب سے۔ پس اللہ نے اپنی توفیق بخشی سے، اہلِ ایمان کی اس حق کے معاملے میں رہنمائی فرمائی جس میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ اللہ جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت دیتا ہے (۲۱۳) کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تمھیں ان حالات سے سابقہ پیش نہیں آیا جن سے تمھارے اگلوں کو پیش آیا۔ ان کو آفتیں اور مصیبتیں پہنچیں اور وہ اس قدر جھنجھوڑے گئے کہ رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے پکار اٹھتے ہیں کہ اللہ کی مدد کب نمودار ہو گی! بشارت ہو کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔ (۲۱۴)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (یہ عبادت ہے جس کی راہ روکنے والوں سے تم کو لڑنا ہے) اور (ادھر صورت حال یہ ہے کہ تمھارے) لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں کہ جن کی باتیں تو اِس دنیا کی زندگی میں تمھیں بھلی معلوم ہوتی ہیں، اور وہ اپنے دل کے ارادوں پر اللہ کو گواہ بھی بناتے ہیں، لیکن ہیں وہ بدترین دشمن (۲۰۴) (تمھارے سامنے وہ یہی کرتے ہیں) اور جب وہاں سے ہٹتے ہیں تو اُن کی ساری تگ ودو اِس لیے ہوتی ہے کہ زمین میں فساد پھیلائیں اور کھیتیوں کو غارت کریں اور نسلیں تباہ و برباد کریں، اور (تم جانتے ہو کہ) اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا (۲۰۵) اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو گناہ پر آمادگی کے ساتھ اُن کا غرور دامن گیر ہو جاتا ہے۔ سو اُن کے لیے جہنم کافی ہے۔ اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے (۲۰۶) اور اِنھی لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں کہ اللہ کی رضا جوئی کے لیے اپنی جان کھپا دینے کے لیے تیار ہیں۔ (یہی ہیں کہ جن سے کوئی غلطی ہو جائے تو اللہ اُسے معاف کر دیتے ہیں)، اور اِس طرح کے بندوں پر اللہ بہت مہربان ہیں (۲۰۷) ایمان والو، (ایمان کے ساتھ یہ دو رویے نہیں ہو سکتے، اِس لیے) تم سب (ایک ہی طریقے سے) اللہ کی اطاعت میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی نہ کرو۔ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے (۲۰۸) اِن کھلی ہوئی تنبیہات کے بعد بھی جو تمھارے پاس آئی ہیں، اگر تم لغزش کھاتے ہو تو جان لو کہ اللہ زبردست ہے، وہ بڑی حکمت والا ہے (۲۰۹)۔ (اِس اتمامِ حجت کے باوجود) کیا یہ اِسی کے منتظر ہیں کہ اللہ اور اُس کے فرشتے بدلیوں کے سایے میں نمودار ہو جائیں اور معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے؟ (لیکن یہ اللہ کا طریقہ نہیں ہے) اور اِس طرح کے معاملات تو اللہ ہی کے حوالے ہیں (۲۱۰) بنی اسرائیل سے پوچھو، ہم نے اُن کو کتنی واضح نشانیاں دیں، (مگر اِس سے کیا فائدہ ہوا؟) اور (حقیقت یہ ہے کہ) جو لوگ اللہ کی (ہدایت جیسی) نعمت کو پا لینے کے بعد اُس کو (گمراہی سے) بدلتے ہیں، (وہ اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتے)۔ اِس لیے کہ اللہ سخت مواخذہ کرنے والا ہے (۲۱۱) دنیا کی زندگی اِن منکروں کے لیے بڑی دل پسند بنا دی گئی ہے۔ (اِس کے انجام سے اِنھیں آگاہ کیا جائے تو نہیں سنتے) اور ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں، دراں حالیکہ خدا سے ڈرنے والے قیامت کے دن اِن کے مقابلے میں عالی مقام ہوں گے۔ (یہ اُن کے لیے اللہ کا فضل ہے) اور اللہ جس کو چاہے گا، اپنا فضل بے حساب عطا فرمائے گا (۲۱۲) (اپنی منافقت کے لیے یہ اختلافات کو بہانہ بناتے ہیں۔ اِنھیں معلوم ہونا چاہیے کہ) لوگ ایک ہی امت تھے۔ (اُن میں اختلاف پیدا ہوا) تو اللہ نے نبی بھیجے، بشارت دیتے اور انذار کرتے ہوئے اور اُن کے ساتھ قولِ فیصل کی صورت میں اپنی کتاب نازل کی تا کہ لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان وہ اُن کے اختلافات کا فیصلہ کر دے۔ یہ جن کو دی گئی، اِس میں اختلاف بھی اُنھی لوگوں نے کیا، نہایت واضح دلائل کے سامنے آجانے کے بعد، محض آپس کے ضدم ضدا کی وجہ سے۔ پھر یہ جو (قرآن کے) ماننے والے ہیں، اللہ نے اپنی توفیق سے حق کے متعلق اِن سب اختلافات میں اِن کی رہ نمائی کی۔ اور اللہ جس کو چاہتا ہے، (اپنے قانون کے مطابق) سیدھی راہ کی ہدایت عطا فرماتا ہے (۲۱۳) (یہ منافق سمجھتے ہیں کہ اِن پر کوئی ذمہ داری ڈالے بغیر ہی اس راہ کی سب مشکلیں اللہ کی مدد سے دور ہو جانی چاہییں۔ خدا کے بندو)، تمھارا خیال ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، دراں حالیکہ تمھیں وہ حالات ابھی پیش ہی نہیں آئے جو (رسولوں کی بعثت کے نتیجے میں) تم سے پہلے لوگوں کو پیش آئے تھے؟ اُن پر آفتیں آئیں، مصیبتیں گزریں اور وہ ہلا مارے گئے، یہاں تک کہ رسول اور اُس کے ساتھ ایمان لانے والے سب پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ (اُس وقت بشارت دی گئی کہ) سنو، اللہ کی مدد قریب ہی ہے (۲۱۴)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

ومن الناس من یعجبک...

''یہ اشارہ ہے منافقین کی طرف۔ جن لوگوں کے کردار کمزور ہوتے ہیں وہ عموماً گفتار کے بڑے غازی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی عملی کمزوریوں پر اپنی چرب زبانی اور خوش گفتاری سے پردہ ڈالتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۴۹۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ویشھد اللّٰہ علی ما...

''جن کے پاس کردار کی حجت نہیں ہوتی وہ اپنے آپ کو معتبر ثابت کرنے کے لیے بات بات پر قسم کھاتے ہیں۔ جھوٹا آدمی اپنی نفسیاتی کمزوری کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ مخاطب اس کی بات اس وقت تک باور نہیں کرے گا جب تک کہ وہ اس کو قسم کھا کر یقین نہ دلا دے۔ یہاں منافقین کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۴۹۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

الد الخصام

''خصام خصم کی جمع ہے اور الد کے معنی شدید الخصومہ کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بظاہر تو ان کی باتیں بڑی چکنی چپڑی ہوتی ہیں، لیکن دلوں کے اندر تمھارے اور اسلام کے خلاف نہایت شدید قسم کا بغض اور حسد بھرا ہوا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۴۹۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''الد الخصام کے معنی ہیں وہ دشمن جو سب سے زیادہ ٹیڑھا ہو۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۵۹، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

واذا تولی سعی فی الارض...

اسلام کی مخالفت، فساد فی الارض ہے

''فساد فی الارض سے مراد اللہ کی بندگی اور اطاعت کی اس دعوت کی مزاحمت و مخالفت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے تھے۔ زمین کے تمام امن و عدل کا انحصار اس بات پر ہے کہ اللہ کے بندے اللہ ہی کی بندگی اور اطاعت میں داخل ہو جائیں۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۴۹۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واذا قیل له اتق اللّٰہ اخذته العزة...

دینداری کے جھوٹے مدعیوں کا غرور

''دینداری کے جھوٹے دعوے داروں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جب ان کی کسی خلاف اسلام حرکت پر گرفت کی جاتی ہے اوران کوتوبہ اوراصلاح کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے توان کے پندار کو بڑی چوٹ لگتی ہے، وہ اپنی کمزوری اوراحساس کہتری کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ اگرایک مرتبہ انھوں نے اپنی کمزوری تسلیم کرلی توان کا سارا بھرم ختم ہوجائے گا۔اس وجہ سے وہ اپنی اکڑ میں کوئی خم پیدانہیں ہونے دیتے۔'' (تدبرقرآن، ج۱،ص ۴۹۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ومن الناس من یشری نفسه ابتغا...

''یہ مخلص اہل ایمان کی طرف اشارہ ہے جواللہ کی رضاجوئی کے لیے اپنا سب کچھ تج دیتے ہیں۔'واللہ رء و ف بالعباد' میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر چند اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیع وشرا کا معاہدہ بڑا کٹھن ہے لیکن اگر اس عہد کے تقاضوں کو پورا کرنے میں کوئی بھول چوک ہوجائے تو وہ اس کو معاف بھی کردیتا ہے۔'' (تدبرقرآن، ج۱،ص ۴۹۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''یہ آیت ان مخلص صحابۂ کرام کی شان میں نازل ہوئی جنھوں نے بے مثال قربانیاں اللہ کی راہ میں پیش کی ہیں۔بعض حدیثوں کے مطابق یہ آیت حضرت صہیب رومی کے اس واقعہ میں نازل ہوئی ہے کہ جب وہ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ کے لیے روانہ ہوئے توراستہ میں کفارقریش کی ایک جماعت نے راستہ روک لیا۔یہ دیکھ کرصہیب اپنی سواری سے اتر کھڑے ہوئے اوران کے ترکش میں جتنے تیر تھے سب نکال لیے اورقریش سے کہا،تم جانتے ہوکہ میں تیراندازی میں تم سب سے زیادہ ماہر ہوں میرا تیر کبھی خطانہیں کرتا۔اب میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ تم میرے پاس اس وقت تک نہ پہنچ سکوگے جب تک میرے ترکش میں ایک تیربھی باقی ہے اورتیروں کے بعد میں تلوار سے کام لوں گا جب تک کہ مجھ میں دم ہے پھرجوتم چاہو کرلینا۔اگرتم نفع کا سودا کرنا چاہتے ہوتو میں تمھیں اپنے مال کا پتا دیتاہوں جو مکہ میں رکھا ہے تم وہ سارا مال لے لواور میرا راستہ چھوڑدو۔اس پرقریش کی جماعت راضی ہوگئی۔حضرت صہیب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ سنایا تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ فرمایا کہ'ربح البیع ابا یحی ربح البیع ابا یحی' تمھارا بیوپار نفع بخش رہا تمھاری بیع نفع بخش رہی۔آیت مذکورہ نے اس کلام کی تصدیق کردی جوحضور کی زبان سے نکلا تھا۔بعض مفسرین نے کچھ دوسرے صحابہ کے ایسے ہی واقعات کوبھی آیت کا شان نزول بتایا ہے۔'' (معارف القرآن، ج۱،ص ۴۹۶، ادارۃ المعارف کراچی)

یایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة...

''سلم کے معنی اطاعت کے ہیں۔مراد اس سے اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت ہے۔اسلام کی اطاعت درحقیقت اللہ و رسول کی اطاعت ہی ہے۔اس آیت میں الفاظ کے لحاظ سے خطاب اگرچہ تمام مسلمانوں سے عام ہے لیکن قرینہ دلیل ہے کہ روئے سخن منافقین کی طرف ہے۔ان سے خطاب کرکے یہ کہا جارہا ہے کہ سچے اورپکے اہل ایمان کی طرح تم بھی اللہ ورسول کی اطاعت میں پورے پورے داخل ہوجاؤ۔اس ہدایت کی وجہ یہ تھی کہ تمام منافقین کی وفاداری تقسیم تھی۔ایک طرف توحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کادم بھرتے تھے اوردوسری طرف اسلام کے مخالفین کے ساتھ بھی ان کی سازباز تھی۔وفاداری کی تقسیم ایمان واسلام کے منافی بلکہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے شرک ہے۔طاغوت سے یہاں مراد یہود کی عدالتیں ہیں۔چونکہ ان عدالتوں سے رشوت دے کرخلاف عدل وانصاف فیصلے کرانا بہت آسان تھانیز علماے یہود نے اپنی کتر بیونت سے شریعت کے بہت سے احکامات اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہشات کے مطابق کر دیے تھے اس وجہ سے منافقین اپنے معاملات انھی عدالتوں میں لے جانا چاہتے تھے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۴۹۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''یعنی اپنی پوری زندگی کو اسلام کے تحت لے آؤ۔ ایسا نہ ہو کہ زندگی کے بعض حصوں میں تو اسلام کی پیروی کرو اور بعض حصوں کو اس کی پیروی سے مستثنیٰ کر لو۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۶۰، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

''سلم کے دو معنی ہیں۔ ایک صلح اور دوسرے اسلام۔ اس جگہ جمہور صحابہ و تابعین کے نزدیک اسلام مراد ہے۔ لفظ کافة، جمیعاً اور عامة کے معنی میں آتا ہے۔ یہ لفظ اس جگہ ترکیب میں حال واقع ہوا ہے جس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ضمیر 'ادخلوا' کا حال قرار دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ سلم بمعنی اسلام کا حال ہو۔ پہلی صورت میں ترجمہ ہو گا کہ تم پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ یعنی تمھارے ہاتھ پاؤں، کان آنکھ، دل دماغ سب کو اطاعت اسلام میں داخل ہونا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ ہاتھ پاؤں تو اطاعت بجالا رہے ہوں اور دل اس پر مطمئن نہ ہو۔ اور دوسری صورت میں ترجمہ ہو گا کہ تم داخل ہو جاؤ مکمل اور پورے اسلام میں یعنی ایسا نہ ہو کہ اسلام کے بعض احکام کو تو قبول کر و اور بعض میں پس و پیش رہے۔ یعنی عبادات، معاملات، سیاسیات، معاشرت حکومت سب میں اسلام کی حکومت ہو۔ اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی تنبیہ ہے جنھوں نے اسلام کو صرف مسجد اور عبادات کے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے۔ اصطلاحی دینداروں میں یہ غفلت عام ہے حقوق و معاملات خصوصاً حقوق معاشرت سے بالکل بیگانہ ہیں۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۴۹۹، ادارۃ المعارف کراچی)

''مراد یہ ہے کہ اخلاص سے ایمان لاؤ اور بدعات سے بچتے رہو۔ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی عقیدہ یا کسی عمل کو کسی وجہ سے مستحسن سمجھ کر اپنی طرف سے دین میں شمار کر لیا جائے۔'' (تفسیر عثمانی، ص ۴۰، پاک کمپنی لاہور)

''یہ خطاب اگرچہ عام ہے، لیکن روئے سخن، اگر غور کیجیے تو انھی منافقین کی طرف ہے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ انھیں دعوت دی گئی ہے کہ شیطان کے پیچھے چلنے کے بجائے ان سچے اہل ایمان کی پیروی کرو جو اپنے پروردگار کی رضا کے لیے اپنا سب کچھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ اصل میں لفظ 'کافة' استعمال ہوا ہے اور یہ یہاں ضمیر فاعل سے حال پڑا ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم سب مسلمان ایک جماعت ہو تو اللہ کی اطاعت کے معاملے میں بھی تمھیں ایک ہی جماعت ہونا چاہیے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم ایمان کا دعویٰ تو کرو اور پھر تم میں سے کچھ اللہ کا حکم ماننے والے ہوں اور کچھ شیطان کے پیچھے چلنے والے۔ اللہ کو ماننے کے بعد یہ رویہ کسی حال میں بھی گوارا نہیں کیا جا سکتا۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۲۰، جولائی ۲۰۰۲)

''اہل کتاب میں سے عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد شریعت موسوی کے بھی بعض احکام پر قائم رہے۔ شنبہ کی تعظیم کرتے، اس روز شکار سے اجتناب کرتے اور اونٹ کے دودھ اور گوشت سے پرہیز کرتے اور یہ خیال کرتے کہ یہ چیزیں اسلام میں مباح تو ہیں مگر ان کا کرنا کوئی ضروری تو نہیں جبکہ توریت میں ان سے اجتناب لازم کیا گیا ہے تو ان کے ترک میں اسلام کی مخالفت بھی نہیں اور شریعت موسوی پر بھی عمل ہو جاتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اسلام کے احکام کا پورا اتباع کرو۔'' (خزائن العرفان، ص ۵۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

عزیز اور حکیم

''عزیز کی صفت کے حوالہ سے دو حقیقتوں کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ ایک تو یہ کہ خدا کوئی کمزور و ناتواں ہستی نہیں ہے بلکہ وہ غالب و توانا ہے جو اس کی تنبیہات کے باوجود شیطان کی پیروی کریں گے وہ ان کو عذاب میں ضرور پکڑے گا۔ دوسرا یہ کہ جو لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح ہدایات کے بعد بھی راہ حق کو چھوڑ کر شیطان کی پیروی اختیار کریں گے وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑیں گے بلکہ اپنا ہی بگاڑیں گے، اس لیے کہ خدا عزیز ہے یعنی ہر نفع و نقصان سے بالاتر۔ حکیم کی صفت بھی دو حقیقتوں کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اس کے حکیم ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ہدایت پر جمے رہنے والوں اور اس سے منحرف ہونے والوں کے درمیان انجام کے لحاظ سے امتیاز کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ حکیم نہیں بلکہ کھلنڈرا ہے اور یہ دنیا ایک پر حکمت اور بامقصد کارخانہ نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ نیکی اور بدی کے نتائج کے ظہور میں جو دیر سویر ہوتی ہے وہ سب حکمت پر مبنی ہوتی ہے بسا اوقات شیطان کے پیروکاروں کو اللہ مہلت دیتا ہے اور بسا اوقات اہل حق آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں۔ اس لیے نہ تو اہل حق کو مغرور ہونا چاہیے اور نہ اہل حق کو مایوس، اس لیے کہ اللہ حکیم ہے اور سب کچھ حکمت پر مبنی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۵۰۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

هل ينظرون الا ان ياتيهم الله في...

''یعنی جو لوگ حق تعالیٰ کے صاف صاف احکام کے بعد بھی اپنی کج روی سے باز نہیں آتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو رسول اور قرآن پر یقین اور اعتماد نہ ہوا اب صرف یہی کسر رہ گئی ہے کہ خدائے پاک خود اور اس کے فرشتے ان پر آئیں اور جزا و سزا کا جو قصہ قیامت کو ہونے والا ہے آج ہی فیصل کیا جائے۔'' (تفسیر عثمانی، ص۴۰، پاک کمپنی لاہور)

معتبر ایمان

''اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان و ہدایت وہ معتبر ہے جو نتیجہ ہو آیات الٰہی کے سننے اور سمجھنے کا، نہ کہ وہ جو منتظر ہو جلال الٰہی کے ظہور اور مشاہدے کا۔ اللہ کو مطلوب یہ ہے کہ انسان اپنی عقل سے کام لے، اپنی آنکھوں سے دیکھ کر حقائق کو ماننے کا رویہ اختیار نہ کرے، بلکہ اللہ کے بھیجے ہوئے نبیوں اور رسولوں کی رہنمائی کو قبول کرے۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۵۰۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''ایمان لانے اور اطاعت میں سر جھکانے کی ساری قدر و قیمت اسی وقت تک ہے جب تک حقیقت حواس سے پوشیدہ ہے۔ اس دنیا میں انسان کی ساری آزمائش بھی اسی بات میں پوشیدہ ہے کہ وہ حقیقت کو دیکھے بغیر مانتا ہے یا نہیں اور ماننے کے بعد کیا اتنی جرأت رکھتا ہے کہ نافرمانی کا اختیار رکھنے کے باوجود فرماں برداری اختیار کرے۔ جب اللہ اور اس کے فرشتے خود سامنے آجائیں گے تو پھر تو فیصلہ کر ہی ڈالا جائے گا اور بدتر سے بدتر مجرم اور کافر بھی مان لیں گے۔'' (تفہیم القرآن، ج۱، ص۱۶۰، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

''مفسرین نے اس آیت کو متشابہات میں سے مانا ہے۔ لیکن سیاق کلام پر نظر کر کے اگر روئے سخن صرف یہود تک محدود کر دیا جائے تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے۔ یہود کا مذہب تشبیہ و تجسیم کا تھا یہ لوگ خدا کی جسمانیت کے پوری طرح قائل تھے اور جلوۂ حق کو بادلوں سے خاص سمجھتے تھے بلکہ بادلوں کو گویا حق تعالیٰ کی سواری سمجھے ہوئے تھے۔ قرآن مجید نے یہاں صرف یہود کے خیال کی ترجمانی اس کی صحت و غلطی سے بحث کیے بغیر کر دی ہے کہ یہ بنی اسرائیل اس خیال میں پڑے ہوئے ہیں کہ خداوند مع فرشتوں کے بدلیوں پر سوار ہو کر ان کے سامنے آجائے گا اور ہر امر قطعی کا فیصلہ کر کے رکھ دے گا۔'' (تفسیر ماجدی، ج۱، ص۳۹۴، خان پبلشرز نئی دہلی)

ومن يبدل نعمة الله

''نعمۃ اللہ سے یہاں مراد اللہ کی ہدایت اور شریعت ہے۔ اور اس کے بدلنے سے مراد یہ ہے کہ اس کی قدر کر کے اس کو ایمان و ہدایت کا ذریعہ بنانے کے بجائے اس کی ناقدری کر کے اس کو کفر کا ذریعہ بناتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۵۰۱،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاران فاؤنڈیشن لاہور)

زین للذین کفروا الحیوۃ...

اہل باطل کا فریب نظر

”یہ اس فریب نظر کی طرف اشارہ ہے جس میں مبتلا ہونے کے سبب سے اہل باطل اپنی باطل پرستیوں ہی میں مگن زندگی گزارتے چلے جاتے ہیں۔“ (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۰۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

”دنیا کی خوشنمائی کا آنکھوں میں بس جانا، یہ کفر کا نتیجہ اور معلول ہے نہ کہ اس کا باعث وسبب، اپنے ارادہ کا سوء استعمال تو وہ پہلے ہی کر چکا محض نتیجہ کے طور پر مشیت تکوینی نے اس کی کوشش کو کامیاب کردیا۔“ (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۳۹۶، خان پبلشرز نئی دہلی)

حق و باطل دونوں کے لیے مہلت کا قانون

”فریب نظر یہ ہے کہ اس دنیا میں حق اور باطل دونوں کو مہلت ملی ہوئی ہے۔ کوئی شخص اگر نیکی اور اطاعت کی راہ اختیار کرتا ہے تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ ابتلا کے قانون سے بالاتر ہو جائے۔ بلکہ بعض حالات میں اس کا ابتلا اس کے ایمان کے اعتبار سے سخت سے سخت تر ہوتا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کفر و نافرمانی کی زندگی گزارنا چاہتا ہے تو اس کے لیے بھی سنت الٰہی یہ نہیں ہے کہ فوراً خدا کے فرشتے اتر کر اس کی گردن ناپ دیں۔ بلکہ اکثر حالات میں اس کو ڈھیل پر ڈھیل ملتی چلی جاتی ہے۔ اسی فریب نظر کو یہاں 'زین' سے تعبیر کیا گیا ہے۔“ (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۰۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

کان الناس امۃ واحدۃ...

”یہاں 'کان' ہمارے نزدیک تامہ ہے دوام کے مفہوم میں۔ جیسا کہ 'کان اللّٰہ علیما حکیما'۔ مطلب یہ ہے کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے اس نے لوگوں کو ایک ہی دین دیا اور ایک ہی امت بنایا جیسا کہ فرمایا ہے: 'ان الدین عند اللّٰہ الاسلام'، ہمیشہ سے اللہ کا دین اسلام ہی ہے۔ 'فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا' یہی دین فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا اور یہی دین ہے جو اس نے نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے لوگوں کی رہنمائی کے لیے بھیجا۔ نہ اس نے اسلام کے سوا کسی اور دین کو پسند فرمایا، نہ امت مسلمہ کے سوا کوئی اور امت بنانا چاہی۔ اس کے ہاں دین صرف اسلام اور امت صرف امت مسلمہ ہے۔“ (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۰۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

اختلاف

”کان الناس امۃ واحدۃ کے بعد 'فاختلفوا' کا لفظ محذوف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ نے تو ایک ہی دین دیا اور ایک ہی امت بنائی لیکن لوگوں نے اس دین میں اختلاف کیا اور اس کے نتیجے میں تحزب اور گروہ بندی کی۔ اللہ نے نبی بھیجے کہ وہ لوگوں کو دین میں اختلاف کے نتائج بد سے آگاہ کریں۔ اور حق پر قائم رہنے والوں کو کامیابی اور نجات کی خوشخبری سنائیں۔“ (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۰۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

”ناواقف لوگ جب اپنے قیاس و گمان کی بنیاد پر مذہب کی تاریخ مرتب کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ انسان نے اپنی زندگی کی ابتدا شرک کی تاریکیوں سے کی پھر تدریجی ارتقا کے ساتھ ساتھ یہ تاریکی چھٹتی اور روشنی بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ آدمی توحید کے مقام پر پہنچا۔ قرآن اس کے برعکس یہ بتاتا ہے کہ دنیا میں انسان کی زندگی کا آغاز پوری روشنی میں ہوا تھا اور نسل انسانی ایک مدت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک راہ راست پر قائم رہی۔ پھر لوگوں نے نئے نئے طریقے نکالے۔ اس وجہ سے نہیں کہ ان کو حقیقت نہیں بتائی گئی تھی، بلکہ اس وجہ سے کہ حق کو جاننے کے باوجود بعض لوگ اپنے جائز حق سے بڑھ کر امتیازات، اور فوائد حاصل کرنا چاہتے تھے اور آپس میں ظلم و سرکشی کے خواہشمند تھے۔ اسی خرابی کو دور کرنے کے لیے انبیا بھیجے گئے۔ انبیا اس لیے نہیں بھیجے گئے تھے کہ ہر ایک اپنے نام سے ایک نیا مذہب بنا ڈالے اور اپنی ایک نئی امت بنا لے بلکہ ان کے بھیجے جانے کی غرض یہ تھی کہ کھوئی ہوئی راہ حق کو واضح کر کے ایک امت بنا دیں۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۶۳، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة...

حاملین حق کے لیے امتحان کی سنت

''یہ اس سنت کی طرف اشارہ ہے جس کی کسوٹی پر ہر وہ جماعت پرکھی جاتی ہے جو اصل حق کی حامل بن کر اٹھتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ منافقین اور کفار کی مخالفت اور استہزا سے گھبرا نہ جانا ابھی تو راہ عشق کی ابتدا ہے، آگے اس سے کہیں کٹھن مقامات آتے ہیں۔ تمھیں بھی ان سارے مراحل سے گزرنا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۰۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''یعنی رسولوں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی دینونت جب بھی کسی سرزمین میں برپا ہوئی ہے، اس کا طریقہ یہی رہا ہے کہ سزا بھی اتمام حجت کے بعد دی جاتی ہے اور سرفرازی کا فیصلہ بھی ایمان لانے والوں کے بعض غیر معمولی آزمایشوں سے گزرنے کے بعد ہی کیا جاتا ہے۔ اللہ کی مدد، جس طرح تم چاہتے ہو، اس طرح نہ اس سے پہلے کبھی آئی ہے اور نہ اب آئے گی۔ یہ سنت الٰہی ہے اور اللہ کبھی اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور ص ۲۴، جولائی ۲۰۰۲)

''مراد یہ نہیں کہ کوئی مومن محض ایمان کی برکت اور فضل خدا سے جنت میں داخل ہی نہ ہو سکے گا جب تک کہ مجاہدات شدیدہ کی منزل سے نہ گزرے بلکہ مراد یہ ہے کہ صحابہ جن درجات عالیہ کے طالب تھے ان تک پہنچنے کے لیے عام شرط ان منزلوں سے گزرنے کی ہے باقی نفس مجاہدہ تو ہر مومن کو اپنے درجہ و بساط کے لحاظ سے کرنا ہی ہوتا ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۴۰۰، خان پبلشرز نئی دہلی)

''باساء میں راحت و آسایش کے فقدان کا پہلو نمایاں ہے اور 'ضراء' میں واقعی درد و اذیت کا۔'' (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۴۰۰، خان پبلشرز نئی دہلی)

متی نصر اللہ

''متی نصر اللہ کا اسلوب اس فریاد کو ظاہر کرتا ہے جس کی نوعیت امید کے دروازے پر آخری دستک کی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ نصرت الٰہی کا دروازہ اسی دستک کی کلید سے کھلتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۰۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''انبیا و مومنین کا یہ قول حالت اضطرار میں دعا و مناجات کے طور پر تھا، نہ بہ طور اعتراض و شکوہ۔ وعدہ نصرت الٰہی کا تھا، مگر یہ تعین نہ تھا کہ کس وقت ہوگی۔'' (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۴۰۰، خان پبلشرز نئی دہلی)

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (215) كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَعْلَمُوْنَ (216) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ط قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ط وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَكُفْرٌ م بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ج وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط وَلَا
يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ط وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ
كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ (217) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ
اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (218) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ط قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ
لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ط وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط قُلِ الْعَفْوَ ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ
الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ (219) فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ط قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ
خَيْرٌ ط وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ
عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (220) وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ط وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ
اَعْجَبَتْكُمْ ج وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ط وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ط
اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ج وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ج وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُوْنَ (221)

تراجم

ا۔ تجھ سے پوچھتے ہیں، کیا چیز خرچ کریں؟ تو کہہ، جو چیز خرچ کرو فائدے کی، سو ماں باپ کو، اور نزدیک ناتے والوں کو، اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور راہ کے مسافر کو۔ اور جو کرو گے بھلائی سو وہ اللہ کو معلوم ہے (۲۱۵) حکم ہوا تم پر لڑائی کا اور وہ بری لگتی ہے تم کو اور شاید تم کو بری لگے ایک چیز، اور وہ بہتر ہو تم کو۔ اور شاید تم کو خوش لگے ایک چیز، اور وہ بری ہو تم کو۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۲۱۶) تجھ سے پوچھتے ہیں مہینے حرام کو، اس میں لڑائی کرنی۔ تو کہہ، لڑائی اس میں بڑا گناہ ہے۔ اور روکنا اللہ کی راہ سے، اور اس کو نہ ماننا، اور مسجد الحرام سے روکنا، اور نکال دینا اس کے لوگوں کو وہاں سے، اس سے زیادہ گناہ ہے اللہ کے ہاں۔ اور دین سے بچلانا مار ڈالنے سے زیادہ۔ اور وہ تو لگے ہی رہتے ہیں تم سے لڑنے کو، یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں تمھارے دین سے، اگر مقدور پاویں۔ اور جو کوئی پھرے گا تم میں اپنے دین سے، پھر مر جاوے گا کفر ہی پر، تو ایسوں کے ضائع ہوئے عمل، دنیا میں اور آخرت میں۔ اور وہ آگ والے ہیں۔ وہ اس میں رہ پڑے (۲۱۷) جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں۔ وہ امیدوار ہیں اللہ کی مہر کے۔ اور اللہ بخشنے والا، مہربان ہے (۲۱۸) تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب اور جوئے کا۔ تو کہہ، ان میں گناہ بڑا ہے، اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو۔ اور ان کا گناہ فائدے سے بڑا ہے۔ اور پوچھتے ہیں تجھ سے کیا خرچ کریں؟ تو کہہ، جو افزود ہو۔ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمھارے واسطے حکم، شاید تم دھیان کرو (۲۱۹) دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور پوچھتے ہیں تجھ سے یتیموں کا حکم۔ تو کہہ، سنوارنا ان کا بہتر ہے۔ اور اگر خرچ ملا رکھو ان کا، تو تمھارے بھائی ہیں۔ اور اللہ کو معلوم ہے خرابی کرنے والا اور سنوارنے والا۔ اور اگر چاہتا اللہ تم پر مشکل ڈالتا۔ اللہ زبردست ہے، تدبیر والا (۲۲۰) اور نکاح میں نہ لاؤ شرک والی عورتیں، جب تک ایمان نہ لاویں۔ اور البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے کسی شرک والی سے، اگر چہ تم کو خوش آوے اور نکاح نہ کر دو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرک والوں کو، جب تک ایمان نہ لاویں۔ اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے کسی شرک والے سے، اگر چہ تم کو خوش آوے۔ وہ لوگ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف، اور اللہ بلاتا ہے جنت کی طرف، اور بخشش کی طرف، اپنے حکم سے، اور بتاتا ہے اپنے حکم لوگوں کو، شاید وہ چوکس ہو جاویں (۲۲۱)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کیا کریں؟ آپ فرما دیجیے کہ جو کچھ مال تم کو صرف کرنا ہو سو ماں باپ کا حق ہے اور قرابت داروں کا اور بے باپ کے بچوں کا اور محتاجوں کا اور مسافر کا اور جونسا نیک کام کرو گے سو اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے (وہ اس پر ثواب دیں گے) (۲۱۵) جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو (طبعًا) گراں (معلوم ہوتا) ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور وہ تمھارے حق میں خیر ہو اور یہ (بھی) ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور وہ تمھارے حق میں (باعث) خرابی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم (پورا پورا) نہیں جانتے (۲۱۶) لوگ آپ سے شہرِ حرام میں قتال کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ اس میں (خاص طور پر) قتال کرنا (یعنی عمداً) جرمِ عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک ٹوک کرنا اور اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور مسجدِ حرام (یعنی کعبہ) کے ساتھ اور جو لوگ مسجدِ حرام کے اہل تھے ان کو اس سے خارج کر دینا جرمِ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور فتنہ پردازی کرنا (اس) قتل (خاص سے) بدر جہا بڑھ کر ہے اور یہ تمھارے ساتھ ہمیشہ جنگ رکھیں گے۔ اس غرض سے کہ اگر (خدا نہ کرے) قابو پاویں تو تم کو تمھارے دین (اسلام) سے پھیر دیں۔ اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مر جائے تو ایسے لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے (۲۱۷) حقیقتاً جو لوگ ایمان لائے ہوں اور جن لوگوں نے راہِ خدا میں ترک وطن کیا ہو اور جہاد کیا ہو ایسے لوگ تو رحمتِ خداوندی کے امیدوار ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائیں گے اور (تم پر) رحمت کریں گے (۲۱۸) لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ ان دونوں (کے استعمال) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کو (بعضے) فائدے بھی ہیں اور (وہ) گناہ کی باتیں ان نمازوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں اور لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ (خیر خیرات میں) کتنا خرچ کیا کریں۔ آپ فرما دیجیے کہ جتنا آسان ہو۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح احکام کو صاف صاف بیان فرماتے ہیں تا کہ تم دنیا و آخرت کے معاملات میں سوچ لیا کرو (۲۱۹) اور لوگ آپ سے یتیم بچوں کا حکم پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ ان کی مصلحت کی رعایت رکھنا زیادہ بہتر ہے۔ اور اگر تم ان کے ساتھ خرچ شامل رکھو تو وہ تمھارے (دینی) بھائی ہیں۔ اور اللہ مصلحت کے ضائع کرنے والے کو اور مصلحت کی رعایت رکھنے والے کو (الگ الگ) جانتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تم کو مصیبت میں ڈال دیتے کیونکہ اللہ تعالیٰ زبردست ہیں، حکمت والے ہیں (۲۲۰) اور نکاح مت کرو کافر عورتوں کے ساتھ جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جاویں اور مسلمان عورت (چاہے) لونڈی (کیوں نہ ہو وہ ہزار درجہ) بہتر ہے کافر عورت سے گو وہ تم کو اچھی ہی معلوم ہو۔ اور عورتوں کو کافروں کے نکاح میں مت دو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جاویں۔ اور مسلمان مرد غلام بہتر ہے کافر مرد سے گو وہ تم کو اچھا ہی معلوم ہو۔ (کیونکہ) یہ لوگ دوزخ (میں جانے) کی تحریک دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جنت اور مغفرت کی تحریک دیتے ہیں اپنے حکم سے اور اللہ تعالیٰ اس واسطے آدمیوں کو اپنے احکام بتلا دیتے ہیں تا کہ وہ لوگ نصیحت پر عمل کریں (۲۲۱)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں۔ تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے (۲۱۵) تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمھیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمھیں بری لگے اور وہ تمھارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمھیں پسند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے اور وہ تمھارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۲۱۶) تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم۔ تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے بسنے والوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں اور ان کا فساد قتل سے سخت تر ہے اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمھیں تمھارے دین سے پھیر دیں، اگر بن پڑے اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے، پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا۔ دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انھیں اس میں ہمیشہ رہنا (۲۱۷) وہ جو ایمان لائے اور وہ جنھوں نے اللہ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے۔ وہ رحمت الٰہی کے اُمیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا، مہربان ہے (۲۱۸) تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔ تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں۔ تم فرماؤ جو فاضل بچے اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے (۲۱۹) کہ کہیں تم دنیا اور آخرت کے کام سوچ کر کرو اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر اپنا ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمھارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اللہ چاہتا تو تمھیں مشقت میں ڈالتا۔ بے شک اللہ زبردست، حکمت والا ہے (۲۲۰) اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے اگرچہ وہ تمھیں بھائی ہو۔ اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمھیں بھاتا ہو۔ وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں (۲۲۱)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ کہہ دیجیے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لیے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے (۲۱۵) تم پر جہاد فرض کیا گیا گو وہ تمھیں دشوار معلوم ہو ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بری جانو اور دراصل وہی تمھارے لیے بھلی ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو حالانکہ وہ تمھارے لیے بری ہو، حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو (۲۱۶) لوگ آپ سے حرمت والے مہینوں میں لڑائی کی بابت سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ ان میں لڑائی کرنا بڑا گناہ ہے لیکن اللہ کی راہ سے روکنا، اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ یہ فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ یہ لوگ تم سے لڑائی بھڑائی کرتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان سے ہو سکے تو تمھیں تمھارے دین سے مرتد کر دیں اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں اور اسی کفر کی حالت میں مریں گے ان کے اعمال دنیوی اور اخروی سب غارت ہو جائیں گے۔ یہ لوگ جہنمی ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے (۲۱۷) البتہ ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت مہربانی کرنے والا ہے (۲۱۸) لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجیے ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے۔ آپ سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں تو آپ کہہ دیجیے حاجت سے زائد چیز، اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے احکام صاف صاف تمھارے لیے بیان فرما رہا ہے تاکہ تم سوچ سمجھ سکو (۲۱۹) امور دینی اور دنیوی کو۔ اور تجھ سے یتیموں کے بارے میں بھی سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے تم اگر ان کا مال اپنے مال میں ملا بھی لو تو وہ تمھارے بھائی ہیں، بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو اللہ خوب جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمھیں مشقت میں ڈال دیتا، یقیناً اللہ تعالیٰ غلبہ والا اور حکمت والا ہے (۲۲۰) اور شرک کرنے والی عورتوں سے تاوقتیکہ وہ ایمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ لائیں تم نکاح نہ کرو، ایمان دار لونڈی بھی شرک کرنے والی آزاد عورت سے بہت بہتر ہے گو تمھیں مشرکہ ہی اچھی لگتی ہو اور نہ شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں اپنی عورتوں کو دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔ ایماندار غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے گو مشرک تمھیں اچھا لگے۔ یہ لوگ جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت کی طرف اور اپنی بخشش کی طرف اپنے حکم سے بلاتا ہے۔ وہ اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان فرما رہا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (۲۲۱)۔ (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔ لوگ پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اپنے والدین پر، رشتے داروں پر، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو۔ اور جو بھلائی بھی تم کرو گے، اللہ اس سے باخبر ہوگا (۲۱۵) تمھیں جنگ کا حکم دیا گیا ہے اور وہ تمھیں ناگوار ہے ___ ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمھیں ناگوار ہو اور وہی تمھارے لیے بہتر ہو۔ اور ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمھیں پسند ہو اور وہی تمھارے لیے بری ہو۔ اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے (۲۱۶) لوگ پوچھتے ہیں ماہِ حرام میں لڑنا کیسا ہے؟ کہو: اس میں لڑنا بہت برا ہے، مگر راہِ خدا سے لوگوں کو روکنا اور اللہ سے کفر کرنا اور مسجدِ حرام کا راستہ خدا پرستوں پر بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اِس سے بھی زیادہ برا ہے اور فتنہ خوں ریزی سے شدید تر ہے۔ وہ تو تم سے لڑے ہی جائیں گے حتیٰ کہ اگر اُن کا بس چلے، تو تمھیں اس دین سے پھیر لے جائیں۔ (اور یہ خوب سمجھ لو) تم میں سے جو کوئی اس دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا، اس کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے۔ ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے (۲۱۷) بخلاف اِس کے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے خدا کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑا اور جہاد کیا ہے، وہ رحمتِ الٰہی کے جائز اُمیدوار ہیں اور اللہ ان کی لغزشوں کو معاف کرنے والا اور اپنی رحمت سے انھیں نوازنے والا ہے (۲۱۸) پوچھتے ہیں: شراب اور جوے کا کیا حکم ہے؟ کہو: ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے۔ اگرچہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں، مگر ان کا گناہ اُن کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔ پوچھتے ہیں: ہم راہِ خدا میں کیا خرچ کریں؟ کہو: جو کچھ تمھاری ضرورت سے زیادہ ہو۔ اس طرح اللہ تمھارے لیے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے، شاید کہ تم دنیا اور آخرت دونوں کی فکر کرو۔ پوچھتے ہیں: یتیموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ کہو: جس طرزِ عمل میں ان کے لیے بھلائی ہو، وہی اختیار کرنا بہتر ہے۔ اگر تم اپنا اور اُن کا خرچ اور رہنا سہنا مشترک رکھو، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ آخر وہ تمھارے بھائی بند ہی تو ہیں۔ برائی کرنے والے اور بھلائی کرنے والے، دونوں کا حال اللہ پر روشن ہے۔ اللہ چاہتا تو اس معاملے میں تم پر سختی کرتا، مگر وہ صاحبِ اختیار ہونے کے ساتھ صاحبِ حکمت بھی ہے۔ (۲۱۹۔۲۲۰) تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا، جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن لونڈی مشرک شریف زادی سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمھیں بہت پسند ہو۔ اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا، جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن غلام مشرک شریف سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمھیں بہت پسند ہو۔ یہ لوگ تمھیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اذن سے تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے، اور وہ اپنے احکام واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے، توقع ہے کہ وہ سبق لیں گے اور نصیحت قبول کریں گے (۲۲۱)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ کتنا خرچ کریں؟ کہہ دو: جو مال بھی تم خرچ کرتے ہو تو وہ والدین، قرابت مندوں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اور جو نیکی بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے (۲۱۵) تم پر (کفار سے) جنگ فرض کی گئی اور وہ تمھارے لیے ایک ناگوار شے ہے۔ ممکن ہے تم ایک شے کو ناگوار خیال کرو حالانکہ وہ تمھارے لیے بہتر ہو اور ممکن ہے کہ تم ایک شے کو پسندیدہ سمجھو اور وہ تمھارے لیے بری ہو۔ اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے (۲۱۶) وہ تم سے شہرِ حرام میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو: اس میں جنگ بڑی سنگین بات ہے لیکن اللہ کے راستہ سے روکنا، اس کا کفر کرنا، مسجدِ حرام سے روکنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے لوگوں کو اس سے نکالنا اللہ کے نزدیک (اس جنگ سے بھی) زیادہ سنگین ہے اور جبر وظلم کے ذریعہ سے لوگوں کو دین سے پھیرنا قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور یہ لوگ تم سے برابر جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تم کو تمھارے دین سے پھیر دیں، اور اگر وہ پھیر سکیں، اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے گا اور حالت کفر میں مرے گا تو یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت گئے۔ اور یہی لوگ دوزخ میں پڑنے والے ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۱۷) البتہ جو لوگ ایمان پر جمے رہیں گے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ کی رحمت کے متوقع ہیں اور اللہ بخشنے والا، مہربان ہے (۲۱۸) وہ تم سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو: ان دونوں چیزوں کے اندر بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں، لیکن ان کا گناہ ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے۔ اور وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ کتنا خرچ کریں؟ کہہ دو کہ جو ضروریات سے بچ رہے۔ اسی طرح اللہ تمھارے لیے اپنی آیتوں کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم غور کرو (۲۱۹) دنیا اور آخرت (دونوں کے معاملات) میں۔ اور وہ تم سے یتیموں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو: جس میں ان کی بہبود ہو وہی بہتر ہے۔ اور اگر تم ان کو اپنے ساتھ شامل کر لو تو وہ تمھارے بھائی ہی ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ کون بگاڑ چاہنے والا ہے اور کون بہبود۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو مشقت میں ڈال دیتا۔ بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے (۲۲۰) اور مشرکہ عورتوں سے، جب تک وہ ایمان نہ لائیں، نکاح نہ کرو۔ ایک مومنہ لونڈی ایک (آزاد) مشرکہ سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ تمھیں بھلی لگے اور مشرکوں کو جب تک وہ ایمان نہ لائیں (اپنی عورتیں) نکاح میں نہ دو۔ ایک مومن غلام ایک مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمھیں بھلا لگے۔ یہ لوگ دوزخ کی طرف بلانے والے ہیں اور اللہ، اپنی توفیق بخشی سے، جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لیے واضح کرتا ہے تاکہ وہ یاد دہانی حاصل کریں (۲۲۱)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ اچھا، پھر کیا خرچ کریں؟ کہہ دو کہ جتنا مال بھی خرچ کرو، وہ تمھارے والدین، اعزہ واقربا، اور (تمھارے ہی معاشرے کے) یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، اور (مطمئن رہو کہ) جو نیکی بھی تم کرو گے، (وہ ہرگز ضائع نہ ہوگی)، اِس لیے کہ اللہ اُس سے پوری طرح واقف ہے (۲۱۵) تم پر جنگ فرض کی گئی اور (اللہ کی راہ میں انفاق کی طرح) وہ بھی تمھیں ناگوار ہے، دراں حالیکہ یہ بالکل ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور تمھارے لیے وہی بہتر ہو، اور بالکل ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمھارے لیے بری ہو۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ جانتا ہے اور (اس طرح کی بہت سی چیزوں کو) تم نہیں جانتے (۲۱۶) وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ حرام مہینے میں قتال کا کیا حکم ہے؟ کہہ دو کہ اِس میں قتال بڑی ہی سنگین بات ہے، لیکن اللہ کی راہ سے روکنا اور اُس کو نہ ماننا اور بیت الحرام کا راستہ لوگوں پر بند کرنا اور اِس کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ اور ظلم وجبر کے ذریعے سے لوگوں کو دین سے پھیرنا قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور (تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ جن لوگوں سے قتال کا حکم تمھیں دیا گیا ہے، اُنھوں نے طے کر لیا ہے کہ) وہ تم سے برابر لڑیں گے، یہاں تک کہ اگر اُن کے لیے ممکن ہو تو تمھیں دین سے پھیر لے جائیں۔ اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور پھر اسی کفر کی حالت میں مر جائے گا، (وہ خوب جان لے کہ) اسی طرح کے لوگ ہیں جن کے عمل دنیا اور آخرت میں ضائع ہوئے اور یہی دوزخ میں پڑنے والے ہیں، یہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۱۷) (اِس کے برخلاف) جو لوگ ایمان پر قائم رہے ہیں اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے، وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں، اور اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے (۲۱۸) وہ تم سے جوئے اور شراب کے بارے میں پوچھتے ہیں، (اِس لیے کہ یہ بھی اِن کے ہاں غریبوں کی مدد کا ایک ذریعہ ہیں)۔ کہہ دو کہ اِن دونوں کا گناہ بہت بڑا ہے اور (اِس میں شبہ نہیں کہ) لوگوں کے لیے اِن میں کچھ فائدے بھی ہیں، لیکن اِن کا گناہ اِن کے اِن فائدوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پوچھتے ہیں کہ (اچھا، یہ تو واضح کیجیے کہ) کیا خرچ کریں؟ کہہ دو کہ وہی جو ضرورت سے زیادہ ہے۔ اللہ اسی طرح تمھارے لیے اپنی آیتوں کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت، دونوں کے معاملات میں غور کرتے رہو (۲۱۹) اور پوچھتے ہیں کہ (جنگ ہوئی اور لوگ مارے گئے تو اُن کے) یتیموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ کہہ دو: جس میں اُن کی بہبود ہو، وہی بہتر ہے۔ اور اگر تم (اُن کی ماؤں سے نکاح کر کے) اُنھیں اپنے ساتھ شامل کر لو تو وہ تمھارے بھائی ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ کون بگاڑنے والا ہے اور کون اصلاح کرنے والا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو (اِس کی اجازت نہ دے کر) تمھیں مشقت میں ڈال دیتا۔ بے شک، اللہ زبردست ہے، وہ بڑی حکمت والا ہے (۲۲۰) اور (یتیموں کی بہبود کے مقصد سے بھی) مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو، جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ اور (یاد رکھو کہ) ایک مسلمان لونڈی کسی مشرک شریف زادی سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمھیں پسند ہو۔ اور اپنی عورتیں بھی مشرکوں کے نکاح میں نہ دو، جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ اور (یاد رکھو کہ) ایک مسلمان غلام کسی مشرک شریف زادے سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمھیں پسند ہو۔ یہ (مشرک لوگ تمھیں) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنی توفیق سے جنت اور مغفرت کی دعوت دیتا ہے، اور لوگوں کے لیے اپنی آیتوں کی وضاحت کرتا ہے تاکہ وہ یاددہانی حاصل کریں (۲۲۱)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

یسئلونک ماذا ینفقون...

سوال کرنے والوں کی ذہنیت

''الفاظ کے لحاظ سے تو یہاں خطاب عام ہے مگر روئے سخن درحقیقت ان مسلمانوں کی طرف ہے جو جان و مال کی قربانی میں کمزور تھے۔ قاعدہ یہ ہے کہ آدمی کے دل میں اگر کسی چیز سے متعلق کمزوری ہو، وہ اس کو کرنے کی ہمت نہ کر پا رہا ہو تو وہ اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لیے بار بار سوال کرتا ہے اور اس طرح گویا وہ یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ جہاں تک اصل کام کا تعلق ہے اس کو کرنے کے لیے تو وہ دل و جان سے حاضر ہے، لیکن کیا کرے کہ ابھی تو اصل بات ہی اس کی سمجھ میں نہیں آئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سچے اور پکے مسلمانوں کی طرف سے سوالات بہت کم کیے گئے ہیں۔ زیادہ تر ان لوگوں کی طرف سے کیے گئے جو کم ہمت اور بخیل تھے اور اپنی اس کمزوری کو سوالات کے پردے میں چھپانا چاہتے تھے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱ ص ۵۰۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ایک ہی سوال، دو مختلف جواب

'' یسئلونك ما ذا ینفقون کا سوال اس رکوع میں دو آیتوں میں انھی الفاظ میں دہرایا گیا ہے لیکن جواب مختلف دیا گیا ہے۔ پہلی آیت میں شاید سوال کرنے والوں کے پیش نظر زیادہ اہمیت اس سوال کی ہو کہ ہم جو مال خرچ کریں اس کا مصرف کیا ہو، تو اس کے جواب میں مصارف کی تفصیل بیان کر دی گئی۔ بعد والی آیت میں سوال صرف اتنا ہی تھا کہ ہم کیا مال خرچ کریں تو اس کا جواب دے دیا گیا کہ ' قل العفو '۔ یہ آیات زکوٰۃ کے متعلق نہیں، بلکہ صدقات نافلہ کے متعلق ہیں۔'' (معارف القرآن، ج ۱ ص ۵۱۲، ادارۃ المعارف کراچی)

اللہ کے راستے میں خرچ

'' خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے کہ وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کا کوئی حصہ بھی خدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جیب میں نہیں جاتا۔ بلکہ وہ ہماری طرف ہی لوٹا دیتا ہے۔انسان ہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔اور دوسری بات یہ ہے کہ انسان جو نیکی بھی کرتا ہے اس کا ایک ایک ذرہ خدا کے علم میں ہے اور وہ اس کا بھر پور صلہ دے گا۔دس گنا سے سات سو گنا تک تو ایسے نفع بخش کاروبار میں سرمایہ کیوں نہ لگایا جائے۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۵۱۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

قل ما انفقتم من خير فللوالدين...

''مصارف خیر کی یہ فہرست کتنی جامع اور اس کی ترتیب کس قدر حکیمانہ ہے۔سب سے بڑھا ہوا اور اہم ترین حق انسان کے ماں باپ کا ہے ان کی جتنی بھی مالی خدمت ہو کی جائے پھر عزیزوں کا نمبر ہے اور اس میں بھائی بہن، چچا پھوپھی سب آ گئے۔ شریعت نے خاندان کو جو مرکزی اہمیت دی ہے اس پر یہ ایک دلیل ہے۔پھر امت کے وہ فرزند ہیں جو معاش کے سب سے بڑے ظاہری سہارے یعنی باپ سے محروم ہو چکے ہیں پھر وہ اللہ کے بندے ہیں جن پر کسی طبعی معذوری کی وجہ سے یا اور کسی خارجی سبب سے معاش کے عام ذریعے قریباً بند ہو چکے ہیں اور اپنی ضرورتوں کے پوری ہونے کے لیے بیرونی امداد کے محتاج ہیں اور آخر میں وہ عام انسان آتے ہیں جو اپنے وطن سے علیحدہ ہونے کے باعث عارضی طور پر احتیاج یا تنگدستی میں مبتلا ہیں۔قریبی اور دور کے حقدار اور ملی رشتہ رکھنے والے سب کے سب اپنی اپنی جگہ پر کس خوبصورتی سے فٹ ہو گئے۔شریعت کا مقصود ہرگز یہ نہیں کہ پڑوس میں ہمارا بھائی بھوک سے تڑپ رہا ہو اور ہم اس کی طرف سے بے فکر ہو کر چندہ لکھوا رہے ہوں چین یا جاپان کے کسی ریلیف فنڈ میں۔'' (تفسیر ماجدی، ج۱ص۴۰۱، خان پبلشرز نئی دہلی)

كتب عليكم القتال وهو كره لكم...

''اس آیت میں ایک اصولی حقیقت واضح فرمائی ہے کہ انسان اپنے لیے فوز و فلاح کا راستہ خود طے نہیں کر سکتا، بلکہ وہ خدا ہی طے کر سکتا ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے۔اس لیے کہ اسی کو علم ہے کہ انسانی فطرت کے مضمرات اور اس کی صلاحیتیں کیا ہیں اور وہ طریقے اور قاعدے کیا ہیں جن کو اختیار کر کے وہ اپنی تمام صلاحیتیں اجاگر کر سکتا ہے۔جہاد کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے اس کے ظاہری پہلو پر نگاہ ڈالی جائے تو ایک ہولناک چیز ہے،لیکن بسا اوقات اس ہولناک چیز کو محبوب بنانا پڑتا ہے اس لیے کہ اگر اس سے گریز کیا جائے تو تمام انسانی اقدار بالکل تباہ ہو کر رہ جائیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۵۱۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

'اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے' اس کا مطلب

''اس کے معنی یہ نہیں کہ انسان کسی معاملے میں خیر و شر کے پہلو کو متعین کر ہی نہیں سکتا، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کو اس راہ میں بہت سے مغالطے پیش آتے ہیں۔اس وجہ سے وہ بسا اوقات ٹھوکر کھا جاتا ہے،اس وجہ سے اللہ نے انسان کی رہنمائی کے لیے زندگی کا سارا پروگرام خود بنا کر نازل فرمایا ہے کیونکہ وہی ظاہر و باطن اور ماضی، حال و مستقبل کا جاننے والا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۵۱۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

اشہر حرم

''اشہر حرم کے بارے میں زمانہ جاہلیت ہی سے عربوں کی روایات بہت سخت تھیں اور وہ ان میں جنگ و خون ریزی کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔اس لیے بہت سے دلوں میں یہ بات آسانی سے نہیں اتر سکتی تھی۔اس لیے بار بار سوال ہوا تو قرآن نے اس کا تفصیل سے جواب دیا۔قرآن نے واضح کیا کہ اشہر حرم میں جنگ اگرچہ بڑا گناہ ہے لیکن لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔اس وجہ سے اگر سنگین جرائم کے سدباب کے لیے اشہر حرم میں جنگ کرنی پڑے تو یہ اشہر حرم کی حرمت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصاص ہوگا اور یہ گناہ نہیں بلکہ نیکی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۱۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''چار ماہ، یعنی رجب، ذی قعد، ذی الحج اور محرم اشہر حرم کہلاتے ہیں۔ ان میں قتال حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کا ایک سفر میں اتفاق سے کفار سے مقابلہ ہو گیا۔ ایک کافر ان کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور جس روز یہ قصہ ہوا اس روز رجب کی پہلی تاریخ تھی مگر صحابہ اس کو جمادی الاخری کی تیس سمجھے تھے۔ رجب چونکہ اشہر حرم میں سے ہے۔ اس لیے کفار نے اس پر اعتراض کیا اور خود مسلمانوں نے بھی سوال کیا تو اس کا جواب اس آیت میں دیا گیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابتداً تو ان مہینوں میں قتال ہمیشہ کے لیے حرام ہے مگر جب کفار ان مہینوں میں حملہ آور ہوں تو مدافعانہ قتال کی مسلمانوں کو اجازت ہے۔ بعض علما کے نزدیک اشہر حرم کی حرمت کی اس آیت کا حکم اب منسوخ ہے مگر اکثر کے نزدیک اب بھی باقی ہے، لیکن دفاع کی البتہ اجازت ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۵۲۰، ادارۃ المعارف کراچی)

ارتداد اور حبط اعمال

اسلامی ریاست میں مرتد شہری حقوق سے محروم ہو جاتا ہے

''آخرت میں مرتد کے اعمال کا اکارت ہو جانا واضح ہے لیکن دنیا میں اس کے اعمال کے اکارت ہونے کی کیا شکل ہو گی۔ ہمارے نزدیک اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص مرتد ہو جاتا ہے وہ اسلامی ریاست میں جملہ شہری حقوق سے محروم ہو جاتا ہے، ریاست پر اس کے جان و مال کی ذمہ داری باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ اسی اصول پر اسلامی تعزیرات کا وہ قانون مبنی ہے جو مرتدوں کی سزا سے متعلق ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۱۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''دنیا میں مرتد کے اعمال کا ضائع ہونا یہ ہے کہ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے، اگر اس کوئی کا مورث مسلمان مرے تو اس کو میراث کا حصہ نہیں ملتا، حالت اسلام میں نماز، روزہ جو کچھ کیا تھا سب کالعدم ہو جاتا ہے اور اگر اسلام نہ لاوے تو قتل کیا جاتا ہے۔ اور آخرت میں اعمال کا ضائع ہونا یہ ہے کہ عبادات پہ ثواب نہیں ملتا، ابدالآباد کے لیے دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ مرتد اگر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو اس کے پچھلے اعمال کے ثواب کے واپس آنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ دوبارہ حج کو فرض کہتے ہیں اور گزشتہ نماز روزہ پر ثواب ملنے کے قائل نہیں۔ جو کافر اصلی ہو اور اس حالت میں کوئی نیک کام کرے تو اس کا ثواب معلق رہتا ہے اگر کبھی اسلام لے آیا تو سب پر ثواب ملتا ہے اور اگر کفر پر مر گیا تو سب بے کار جاتا ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۵۲۰، ادارۃ المعارف کراچی)

ان الذین امنوا والذین ھاجروا... یرجون رحمت اللہ

اللہ کی رحمت کے امیدوار کون ہو سکتے ہیں

''ہجرت اور جہاد کے مراحل سے گزرنے کے بعد ہی اللہ کی رحمت کی امید کرنی چاہیے۔ معلوم ہوا کہ اعمال کے بعد ہی رحمت الٰہی کی امید کرنا زیبا ہے۔ لیکن یقین تو ان تمام مراحل کے بعد بھی کسی کو نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ کوئی بھی اپنے عمل سے نجات حاصل نہیں کرے گا بلکہ جس کی بھی نجات ہو گی وہ خدا کی بخشش اور مہربانی ہی سے ہو گی۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۱۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''یرجون سے ظاہر ہوا کہ عمل سے اجر واجب نہیں ہوتا، بلکہ ثواب دینا محض فضل الٰہی ہے۔'' (خزائن العرفان، ص ۶۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یسئلونک عن الخمر والمیسر...

''شراب اور جوئے سے متعلق یہ سوال ان کے ان فوائد کو سامنے رکھ کر بعض لوگوں نے کیا تھا جو اس وقت کی عرب سوسائٹی کی روایات کی بنا پر عربوں میں پائے جاتے تھے۔ انفاق کی ایک راہ ان کے ہاں یہ بھی تھی کہ قحط کے زمانے میں مالدار لوگ شراب پیتے اور جوا کھیلتے اور جو کچھ جیتتے وہ غریبوں میں لٹا دیتے۔'' (تدبر قرآن، ج ا ص ۵۱۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''یہ پہلی آیت ہے جس میں شراب اور جوئے سے مسلمانوں کو روکنے کا ابتدائی قدم اٹھایا گیا۔ گویا اس کے ترک کرنے کے لیے ایک قسم کا مشورہ دیا گیا۔ دوسرا قدم یہ اٹھایا گیا کہ نشے کی حالت میں نماز ممنوع قرار دی گئی۔ پھر سورۂ مائدہ کی آیت میں شراب کو مطلقاً حرام قرار دے دیا گیا۔''

مضر چیزوں کے بارے میں اسلامی شریعت کا مزاج

''شراب اور جوئے کے بارے میں قرآن نے کہا کہ ٹھیک ہے کہ ان میں بعض پہلو فائدے کے بھی ہیں، مگر ان سے سوسائٹی کو جو نقصانات پہنچتے ہیں وہ ان کے فوائد سے کہیں زیادہ ہیں۔ اخلاقی بہبود کے نقطۂ نظر سے یہ ناجائز ہیں۔ گویا قرآن نے یہاں اسلامی شریعت کا مزاج بتا دیا کہ جن چیزوں کا نقصان ان کے نفع سے زیادہ ہو وہ شریعت میں ممنوع ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ا ص ۵۱۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''شریعت اسلامی نے صرف قانون کو قوم کی اصلاح کے لیے کبھی کافی نہیں سمجھا، بلکہ قانون سے پہلے ان کی ذہنی تربیت کی اور عبادت و زہادت اور فکر آخرت کے کیمیاوی نسخے سے ان کے مزاجوں میں ایک بڑا انقلاب لا کر ایسے افراد پیدا کر دیے جو رسول کی آواز پر اپنی جان، مال و آبرو سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ مکی زندگی کے پورے دور میں یہی افراد سازی کا کام ریاضتوں کے ذریعے ہوتا رہا۔ جب جان نثاروں کی جماعت تیار ہو گئی تو اس وقت قانون جاری کیا گیا۔'' (معارف القرآن، ج ا ص ۵۲۷، ادارۃ المعارف کراچی)

حرمت قمار

''میسر مصدر ہے اور لغت میں اس کے معنی تقسیم کرنے کے ہیں۔ یاسر تقسیم کرنے والے کو کہتے ہیں۔ تقسیم کی وجہ سے قمار کو میسر کہا جاتا ہے۔ میسر میں قمار یعنی جوئے کی تمام قسمیں داخل ہیں اور سب حرام ہیں۔ ہر وہ کام جس میں مخاطرہ ہو وہ میسر میں داخل ہے۔ مخاطرہ یہ ہے کہ ایسا معاملہ کیا جائے جو نفع وضرر کے درمیان دائر ہو یعنی یہ بھی احتمال ہو کہ بہت سا مال مل جائے گا اور یہ بھی کہ کچھ نہ ملے۔ آج کل کی لاٹری کی قسمیں سب اس میں داخل ہیں۔ جوئے کا سارا کھیل اس پر دائر ہے کہ ایک شخص کا نفع دوسرے کے ضرر پر موقوف ہے۔ جیتنے والے کا نفع ہی نفع اور ہارنے والے کا نقصان ہی نقصان ہے۔ جوئے سے دولت بڑھتی نہیں بلکہ ایک کی دولت سلب ہو کر دوسرے کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ اس لیے قمار مجموعی حیثیت سے قوم کی تباہی اور انسانی اخلاق کی موت ہے۔ یعنی اس میں انسان دوسرے کی مصیبت کو اپنی راحت، اور دوسرے کے نقصان کو اپنا نفع سمجھتا ہے اور اپنی ساری قابلیت اسی خودغرضی پر صرف کر دیتا ہے۔ بخلاف تجارت اور بیع وشرا کی جائز صورتوں میں طرفین کا فائدہ ہوتا ہے۔ قمار میں ایک بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ صرف اشخاص نہیں بلکہ گھر کے گھر برباد ہو جاتے ہیں اور پوری قوم متاثر ہوتی ہے۔ جس شخص کی مالی ساکھ دیکھ کر لوگ معاہدے اور معاملات کرتے ہیں وہ دیوالیہ ہوتا ہے تو سب پر اثر پڑتا ہے۔ قمار کا ایک مفسدہ یہ بھی ہے کہ اس سے انسان کی قوت عمل سست ہو کر وہمی منافع پر لگ جاتی ہے اور وہ بجائے اس کے کہ اپنے ہاتھ یا دماغ کی محنت کر کے کوئی دولت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھائے اس کی فکر اس بات میں محصور ہو کر رہ جاتی ہے کہ کسی طرح دوسرے کی کمائی پر اپنا قبضہ جمائے۔ جوئے کا معاملہ اگر دو چار آدمیوں کے درمیان ہو تو اس میں مذکورہ مضرتیں بالکل نمایاں ہوتی ہیں اور سب کو نظر آ جاتی ہیں مگر جب یہی کام اجتماعی پیمانے پر ہوتا ہے تو قوم کا تھوڑا تھوڑا روپیہ جمع ہوتا ہے اور جو نقصان ہوتا ہے وہ ان سب پر تقسیم ہو کر نمایاں نہیں ہوتا، اس لیے قوم کے اس اجتماعی نقصان کی طرف توجہ نہیں جاتی جبکہ جس کا فائدہ ہوتا ہے اس کا فائدہ نمایاں ہو جاتا ہے اور سب کو نظر آ جاتا ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۵۲۰، ادارۃ المعارف کراچی)

ایک غلط فہمی

''بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن نے یہاں جوئے اور شراب کے جن فوائد اور منافع کا اعتراف کیا ہے وہ ان کے طبی اور مادی منافع ہیں، لیکن یہ خیال غلط ہے۔ اول تو قرآن کو اشیا یا اعمال کے طبی و مادی فوائد سے براہ راست کوئی تعلق نہیں اور اگر کسی پہلو سے ہو بھی تو آخر دنیا کی کون سی بری سے بری اور ناپاک سے ناپاک چیز ہے جس کے اندر مضرت کے ساتھ کچھ پہلو فائدے کے نہ ہوں۔ آخر چوری، زنا، سود اور خنزیر کے اندر جو بعض پہلو فائدے کے ہیں قرآن نے ان کا اظہار کیوں نہیں کیا۔ دوسرے یہ کہ قرآن مجید نے یہاں نفع کے مدمقابل اثم کا لفظ استعمال کر کے بالکل واضح کر دیا ہے کہ یہاں زیر بحث ان کے مادی اور طبی فائدے نہیں ہیں، بلکہ اخلاقی فائدے ہیں اس لیے کہ اثم کا لفظ طبی نقصانات کے لیے استعمال نہیں ہوتا، بلکہ اخلاقی مفاسد اور گناہوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اگر سوال شراب کے طبی نفع و نقصان سے متعلق ہوتا تو نفع کے مقابل، ضرر کا لفظ استعمال ہوتا نہ کہ اثم کا۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۱۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''اثم کا لفظ ہر ایسے فعل کے لیے آتا ہے جو نیکی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والا ہو۔ اثم کا اطلاق کسی عمل پر خود اسے حرام قرار دینے کے لیے کافی ہے، چہ جائیکہ جب اس پر تاکید بھی کبیر کے ساتھ موجود ہو۔ اثم کبیر' سے فقہا نے نکالا ہے کہ شراب کی مقدار قلیل بھی حرام ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۴۰۹، خان پبلشرز نئی دہلی)

اخلاقیات اور اسلامی شریعت

''اس آیت نے اسلامی شریعت کا یہ مزاج واضح کر دیا کہ جو چیزیں اخلاقی اعتبار سے مضر ہیں اگر ان سے کوئی فائدہ بظاہر بنی نوع انسان کو پہنچتا بھی ہو یا پہنچایا جا سکتا ہو جب بھی ان کے اخلاقی ضرر کے حوالے سے ان سے احتراز ضروری ہے۔ مثلاً ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ لوگ لاٹری ڈالیں تا کہ اس کی یافت سے ایک شاندار مسجد تعمیر کریں یا فلم سٹاروں کا شو منعقد کریں تا کہ اس کے ٹکٹ کی فروخت سے کسی مصیبت زدہ علاقے کی مدد کریں۔ بظاہر یہ کام نیکی اور خدمت خلق کے ہیں لیکن اسلام نے اس نیکی کو جائز نہیں رکھا کیونکہ اس نیکی کے پردے میں جو بدی پرورش پاتی ہے، وہ اس نیکی سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۱۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ناگزیر حالات میں انفاق کی آخری حد

''قل العفو۔ اس جواب نے انفاق کی آخری حد معین کر دی۔ یہاں واضح رہے کہ یہاں وہ انفاق زیر بحث نہیں جو عام مستحقین کے لیے صدقات یا زکوٰۃ کی صورت میں ہر مسلمان پر ضروری ہے بلکہ یہ وہ انفاق ہے جس کا تعلق جہاد، اعلائے کلمۃ اللہ اور تحفظ و دفاع ملت سے ہے۔ اگر ملت کی حفاظت و مدافعت کے لیے ضرورت پڑ جائے تو اپنی ناگزیر ضروریات سے جو فاضل بچ جائے وہ سب جہاد پر قربان کر دو۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۱۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظ 'عفو' اور اشتراکی نظریات

''عفو کے لفظ سے اشتراکی نظریات سے متاثر لوگوں نے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے کہ ناگزیر ضروریات سے فاضل آمدنی کو ایک اسلامی حکومت اجتماعی مقاصد کے لیے اپنے قبضے میں لے سکتی ہے، لیکن یہ خیال صحیح نہیں۔ یہاں جو کہا گیا اس کا تعلق حکومت سے نہیں بلکہ عام افراد سے ہے کہ وہ اپنی آزادی رائے سے اس حد تک ایثار کے لیے تیار رہیں۔ دوسرے اس کا تعلق عام حالات سے نہیں بلکہ جہاد سے ہے جب ملت کے تحفظ کا سوال پیدا ہو جائے۔ ایسے حالات میں اول تو افراد خود ہی ہر طرح کی قربانیاں کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اگر حکومت ان مخصوص حالات میں کوئی پابندی عائد کرنے کی ضرورت محسوس بھی کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ اسلام کا حقیقی رجحان یہی ہے کہ افراد کی تربیت اس طرح کی جائے کہ ان کے اندر ارادہ اور اختیار کے ساتھ زیادہ سے زیادہ نیکی کرنے کا حوصلہ پیدا ہو۔ اسلام کی نظر میں اس آزادی کی جتنی قدر ہے اتنی قدر مجبوری اور پابندی کی نیکی کی نہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۱۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

كذلك يبين الله لكم الأيت لعلكم تتفكرون في الدنيا و الأخرة...

''تاکہ تم سوچ لیا کرو دنیا اور آخرت کے معاملات میں۔ امور آخرت میں غور و فکر کرتے رہنے کی اہمیت تو ظاہر ہے یہاں حکم اس کا مل رہا ہے کہ امور دنیا میں میں بھی سوچ بچار سے کام لیا کرو تو کیا دنیا اس قابل ہے کہ اس کے معاملات میں غور و تدبر سے کام لیا جائے۔ مرشد تھانوی نے فرمایا کہ اس میں راز یہ ہے کہ انسان خلو ذہن کے ساتھ جس قدر دنیا اور اس کے کاروبار کو سوچے گا اسی قدر اس کی بے ثباتی اور بے قدری اس کے دل پر جمتی جائے گی۔'' (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۴۱۲، خان پبلشرز نئی دہلی)

''یعنی دنیا فانی مگر محل حوائج ہے اور آخرت باقی اور دار ثواب ہے اس لیے سوچ سمجھ کر ہر ایک امر میں اس کے مناسب حال خرچ کرنا چاہیے اور مصلحت دنیا اور آخرت دونوں کو پیش نظر رکھنا مناسب ہے۔'' (تفسیر عثمانی ص ۴۳، پاک کمپنی لاہور)

يسئلونك عن اليتمى...

''اس آیت کے نزول سے پہلے قرآن میں یتیموں کے حقوق کی حفاظت کے متعلق بار بار سخت احکام آ چکے تھے اور یہاں تک فرما دیا گیا تھا کہ یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکو اور یہ کہ جو لوگ یتیموں کا مال ظلم کے ساتھ کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ ان شدید احکام کی بنا پر وہ لوگ جن کی تربیت میں یتیم بچے تھے اس قدر خوف زدہ ہو گئے تھے کہ انھوں نے ان کا کھانا پینا تک اپنے سے الگ کر دیا تھا اور اس احتیاط پر بھی انھیں ڈر تھا کہ کہیں یتیموں کے مال کا کوئی حصہ ان کے مال میں نہ مل جائے۔ اسی لیے انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ان بچوں کے ساتھ ہمارے معاملے کی صحیح صورت کیا ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۶۸، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

ولا تنكحوا المشركت...

مشرکین اور مشرکات کا استعمال بطور اصطلاح

''قرآن میں مشرکات اور مشرکین کا لفظ خاص عرب کے مشرکین اور مشرکات کے لیے بطور لقب یا علم کے استعمال ہوا ہے۔ دوسری قومیں جن میں شرک پایا جاتا ہے خواہ وہ اہل کتاب سے ہوں یا مشابہ اہل کتاب سے، وہ براہ راست اس لفظ کے تحت نہیں ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۱۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس سے مراد مشرکین عرب ہیں۔قرآن میں یہ لفظ خاص انھی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔دنیا کی کوئی دوسری قوم اگر ان کی طرح شرک کو بحیثیت دین اختیار کیے ہوئے ہو تو اس کو بھی اسی کے تحت سمجھنا چاہیے۔یہود ونصاریٰ بھی شرک جیسی نجاست سے آلودہ ہیں،لیکن وہ چونکہ اصلاً توحید ہی کے ماننے والے ہیں اور شرک سے برأت کا اظہار کرتے ہیں،اس لیے یہ حکم ان سے متعلق نہیں ہے۔'' (البیان،بحوالہ ماہنامہ اشراق،لاہور،ص ۷،ستمبر ۲۰۰۲)

''مشرک سے مراد وہ غیر مسلم جو کسی پیغمبر اور آسمانی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے۔'' (معارف القرآن،ج ۱،ص ۵۴۰،ادارۃ المعارف کراچی)

''لفظ مشرکہ یہاں اپنے وسیع معنوں میں ہے۔ہر قسم کی کافر یا غیر مسلم عورت اس حکم ممانعت میں داخل ہے،اس کا بت پرست ہونا لازم نہیں۔امام مالک اور امام شافعی اسی آیت پر رک گئے ہیں اور ان کی فقہ میں ہر قسم کی غیر مسلم عورت سے نکاح ناجائز ہے۔لیکن فقہاء حنفیہ کے نزدیک قرآن مجید کی ایک دوسری آیت اس عموم کا خصوص پیدا کرتی ہے (والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتاب...) یعنی ان کے ہاں کتابیہ یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح جائز ہے۔آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ کفر قرآن کی نظر میں کس قدر مبغوض ہے۔کافر عورت میں جو بھی خوبیاں ہوں وہ سب ایک طرف اور اس کے کفر کی گندگی دوسری طرف۔'' (تفسیر ماجدی،ج ۱،ص ۴۱۵،خان پبلشرز نئی دہلی)

''ولا تنکحوا کے لفظ سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ عورت کے ولی سے خطاب ہے کہ تم مومن عورتوں کو مشرک مردوں کے نکاح میں مت دو۔اس سے قبل مردوں سے خطاب کیا گیا تو اس میں فرمایا کہ 'ولا تَنکحوا' تم مشرک عورتوں سے نکاح مت کرو۔اور جب یہی بات عورتوں سے کہی گئی تو براہ راست عورتوں سے خطاب کرنے کے بجائے ان کے اولیا کو کہا گیا۔'' (احسن البیان،ص ۱۳۰،دارالسلام پبلشرز ریاض)

پسند اور ناپسند کے لیے اسلامی معیار

''اسلام میں پسند اور ناپسند کا معیار نہ ظاہری شکل وصورت ہے،نہ نسل ونسب اور نہ آزادی وغلامی بلکہ ایمان اور عمل صالح ہے۔اس وجہ سے رشتے ناتے ذاتوں،برادریوں کے پابند نہیں رہ گئے بلکہ عقیدے اور عمل کے تابع ہو گئے۔رشتے ناتے کے اثرات زندگی پر سطحی اور سرسری نہیں ہوتے بلکہ بڑے گہرے ہوتے ہیں۔شادی بیاہ کے تعلقات نے مذہب،روایات اور تہذیب وتمدن میں جو عظیم تبدیلیاں کی ہیں ان کی عملی مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔بنی اسرائیل کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر بے شمار عقائدی گمراہیاں ان عورتوں کی وجہ سے پھیلیں جو وہ دوسری بت پرست قوموں سے بیاہ کر لائے تھے۔مغل سلاطین کے ہاں بھی گمراہی ان شادیوں سے پھیلی جو انھوں نے ہندوؤں میں کیں۔'' (تدبر قرآن،ج ۱،ص ۵۲۰،فاران فاؤنڈیشن لاہور)

مسلم وکافر کا باہمی ازدواج

''جو قوم اپنی وضع اور طرز سے اہل کتاب سمجھے جاتے ہوں لیکن عقائد کی تحقیق کرنے سے کتابی ثابت نہ ہوں،اس قوم کی عورتوں سے نکاح درست نہیں۔جیسے آج کل کے انگریزوں کو لوگ عموماً عیسائی سمجھتے ہیں حالانکہ تحقیق سے ان کے بعض عقائد ملحدانہ ثابت ہوئے کہ نہ خدا کے قائل،نہ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے قائل،نہ انجیل کے آسمانی کتاب ہونے کے قائل،سو ایسے لوگ عیسائی نہیں۔اسی طرح جو مرد ظاہری حالت سے مسلمان سمجھا جائے لیکن عقائد اس کے کفر تک پہنچے ہوں،اس سے مسلمان عورتوں کا نکاح درست نہیں۔اہل کتاب یہود ونصاریٰ کی عورتوں سے مسلمان مردوں کو نکاح کی اجازت کے معنی یہ ہیں کہ اگر نکاح کر لیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا، اولاد ثابت النسب ہوگی۔ لیکن روایات حدیث اس پر شاہد ہیں کہ یہ نکاح بھی پسندیدہ نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو اپنے لیے دیندار عورت تلاش کرنا چاہیے تاکہ خود اس کے لیے دین میں معین ثابت ہو اور اس کی اولاد کو بھی دین دار ہونے کا موقع میسر آئے۔ اور جب غیر متدین مسلمان عورت سے نکاح پسند نہیں کیا گیا تو کسی غیر مسلم سے کیسے پسند کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو جب خبر پہنچی کہ عراق وشام کے مسلمانوں میں کچھ ایسے ازدواج کی کثرت ہونے لگی تو بذریعہ فرمان اس سے روک دیا۔" (معارف القرآن، ج ا، ص ۵۴۲، ادارۃ المعارف کراچی)

وَيَسْـئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِيْضِ ط قُلْ هُوَ اَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ(222) نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ط وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ(223) وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ(224) لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ(225) لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ج فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (226) وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (227) وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ط وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ط وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ(228) اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ م بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ م بِاِحْسَانٍ ط وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ط فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ط تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ج وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(229)

تراجم

ا۔ اور پوچھتے ہیں تم سے حکم حیض کا۔ تو کہہ، وہ گندگی ہے، سو تم پرے رہو عورتوں سے حیض کے وقت، اور نزدیک نہ ہو اُن سے جب تک کہ پاک نہ ہوویں۔ پھر جب ستھرائی کر لیں، تو جاؤ ان پاس جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے۔ اللہ کو خوش آتے ہیں توبہ کرنے والے، اور خوش آتے ہیں ستھرائی والے (۲۲۲) عورتیں تمھاری کھیتی ہیں تمھاری، سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو۔ اور آگے کی تدبیر کرو اپنے واسطے۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے، اور جان رکھو کہ تم کو اس سے ملنا ہے۔ اور خوشخبری سنا ایمان والوں کو (۲۲۳) اور نہ ٹھیراؤ اللہ کو ہتھکنڈا اپنی قسمیں کھانے کا، کہ سلوک نہ کرو اور پرہیزگاری اور صلح درمیان لوگوں کے۔ اور اللہ سنتا ہے جانتا (۲۲۴) نہیں پکڑتا تم کو اللہ ناکاری قسموں پر تمھاری، لیکن پکڑتا ہے اس کام پر جو کرتے ہیں دل تمھارے۔ اور اللہ بخشتا ہے تحمل والا (۲۲۵) جو لوگ قسم کھا رہتے ہیں اپنی عورتوں سے، ان کو فرصت ہے چار مہینے۔ پھر اگر مل گئے تو اللہ بخشنے والا، مہربان ہے (۲۲۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر ٹھہرایا رخصت کرنا، تو اللہ سنتا ہے جانتا (۲۲۷) اور طلاق والی عورتیں انتظار کروائیں اپنے تئیں تین حیض تک۔ اور ان کو حلال نہیں، کہ چھپا رکھیں، جو پیدا کیا اللہ نے ان کے پیٹ میں، اگر ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر۔ اور ان کے خاوندوں کو پہنچتا ہے پھیر لینا اُن کا اتنی دیر میں اگر چاہیں صلح کرنی۔ اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ ان پر حق ہے، موافق دستور کے۔ اور مردوں کو ان پر درجہ ہے، اور اللہ زبردست ہے، تدبیر والا (۲۲۸) طلاق ہے دو بار تک، پھر رکھنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے اور تم کو روا نہیں، کہ لے لو کچھ اپنا دیا ہوا عورتوں کو، مگر کہ وہ دونوں ڈریں، کہ نہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے۔ پھر اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ نہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے، تو نہیں گناہ دونوں پر جو بدلا دے کر چھوڑے عورت۔ یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے، سو اُن سے آگے نہ بڑھو۔ اور جو کوئی بڑھ چلے اللہ کے قاعدوں سے، سو وہی لوگ ہیں گنہگار (۲۲۹)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو اور ان سے قربت مت کیا کرو جب تک وہ پاک نہ ہو جاویں۔ پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہو جاویں تو ان کے پاس آ ؤ جاؤ جس جگہ سے تم کو خدا تعالیٰ نے اجازت دی ہے (یعنی آگے سے) یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں پاک صاف رہنے والوں سے (۲۲۲) تمھاری بیبیاں تمھارے لیے (بمنزلہ) کھیت (کے) ہیں سو اپنے کھیت میں جس طرف سے ہو کر چاہو آؤ اور آئندہ کے واسطے (بھی) اپنے لیے کچھ کرتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ بے شک تم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والے ہو۔ اور (اے محمدؐ) ایسے ایمان داروں کو خوشی کی خبر سنا دیجیے (۲۲۳) اور اللہ کو اپنی قسموں کے ذریعہ سے ان امور کا حجاب مت بناؤ کہ تم نیکی کے اور تقویٰ کے اور اصلاح فی ما بین خلق کے کام کرو اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتے جانتے ہیں (۲۲۴) اللہ تعالیٰ تم پر (آخرت میں) دارو گیر نہ فرمائیں گے تمھاری قسموں میں (ایسی) بیہودہ قسم پر لیکن دارو گیر فرما دیں گے اس (جھوٹی قسم) پر جس میں تمھارے دلوں نے (جھوٹ بولنے کا) ارادہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غفور ہیں، حلیم ہیں (۲۲۵) جو لوگ قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی بیبیوں (کے پاس جانے) سے ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے۔ سو اگر یہ لوگ (قسم توڑ کر عورت کی طرف) رجوع کر لیں تب تو اللہ معاف کر دیں گے، رحمت فرما دیں گے (۲۲۶) اور اگر بالکل چھوڑ ہی دینے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو اللہ تعالیٰ سنتے ہیں، جانتے ہیں (۲۲۷) اور طلاق دی ہوئی عورتیں اپنے آپ کو (نکاح سے) روکے رکھیں تین حیض تک۔ اور ان عورتوں کو یہ بات حلال نہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو کچھ ان کے رحم میں پیدا کیا ہو (خواہ حمل یا حیض) اس کو پوشیدہ کریں۔ اگر وہ عورتیں اللہ تعالیٰ پر اور یوم قیامت پر یقین رکھتی ہیں۔ اور ان عورتوں کے شوہر ان کے (بلا تجدید نکاح) پھر لوٹا لینے کا حق رکھتے ہیں اس عدت کے اندر بشرطیکہ اصلاح کا قصد رکھتے ہیں اور عورتوں کے لیے بھی حقوق ہیں جو کہ مثل ان ہی حقوق کے ہیں جو ان عورتوں پر ہیں قاعدہُ (شرعی) کے موافق اور مردوں کا ان کے مقابلہ میں کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست (حاکم) ہیں، حکیم ہیں (۲۲۸) وہ طلاق دو مرتبہ (کی) ہے پھر خواہ رکھ لینا قاعدے کے موافق خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ اور تمھارے لیے یہ بات حلال نہیں کہ (چھوڑنے کے وقت) کچھ بھی لو (گو) اس میں سے (سہی) جو تم نے ان کو (مہر میں) دیا تھا مگر یہ کہ میاں بیوی دونوں کو احتمال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کو قائم نہ کر سکیں گے۔ سو اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں ضوابط خداوندی کو قائم نہ کر سکیں گے۔ تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا اُس (مال کے لینے دینے) میں جس کو دے کر عورت اپنی جان چھڑا لے۔ یہ خدائی ضابطے ہیں سو تم ان سے باہر مت نکلنا اور جو شخص خدائی ضابطوں سے بالکل باہر نکل جائے سو ایسے ہی لوگ اپنا نقصان کرنے والے ہیں (۲۲۹)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم۔ تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو جب تک پاک نہ ہولیں۔ پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمھیں اللہ نے حکم دیا بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو(۲۲۲) تمھاری عورتیں تمھارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمھیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب، بشارت دو ایمان والوں کو(۲۲۳) اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنالو کہ احسان اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے کی قسم کرلو اور اللہ سنتا جانتا ہے(۲۲۴) اللہ تمھیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائے ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو کام تمھارے دلوں نے کیے اور اللہ بخشنے والا، حلم والا ہے(۲۲۵) اور وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انھیں چار مہینے کی مہلت ہے۔ پس اگر اس مدت میں پھر آئے تو اللہ بخشنے والا، مہربان ہے(۲۲۶) اور اگر چھوڑ دینے کا ارادہ پکا کرلیا تو اللہ سنتا، جانتا ہے(۲۲۷) اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک اور انھیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا۔ اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے اگر ملاپ چاہیں اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب، حکمت والا ہے(۲۲۸) یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمھیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمھیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انھی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کہ عورت چھٹی لے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں(۲۲۹)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے، حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمھیں اجازت دی ہے۔ اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے(۲۲۲) تمھاری بیویاں تمھاری کھیتیاں ہیں۔ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے لیے آگے بھیجو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ تم اس سے ملنے والے ہو اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجیے(۲۲۳) اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا (اس طرح) نشانہ نہ بناؤ کہ بھلائی اور پرہیزگاری اور لوگوں کے درمیان کی اصلاح کو چھوڑ بیٹھو اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے(۲۲۴) اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری ان قسموں پر نہ پکڑے گا جو پختہ نہ ہوں۔ ہاں اس کی پکڑ اس چیز پر ہے جو تمھارے دلوں کا فعل ہو، اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور بردبار ہے(۲۲۵) جو لوگ اپنی بیویوں سے قسمیں کھائیں ان کے لیے چار مہینے کی مدت ہے پھر اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے، والا مہربان ہے(۲۲۶) اور اگر طلاق کا ہی قصد کرلیں تو اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے(۲۲۷) طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں، انھیں حلال نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو پیدا کیا ہو، اسے چھپائیں، اگر انھیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو، اُن کے خاوند اس مدت میں انھیں لوٹا لینے کے پورے حق دار ہیں اگر ان کا ارادہ اصلاح کا ہو۔ عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں۔ اچھائی کے ساتھ، ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے، حکمت والا ہے(۲۲۸) یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں پھر یا تو اچھائی سے روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمھیں حلال نہیں کہ تم نے انھیں جو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو، اس لیے اگر تمھیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لیے کچھ دے ڈالے، اس میں دونوں پر گناہ نہیں۔ یہ اللہ کی حدود ہیں، خبردار ان سے آگے نہ بڑھنا اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں(۲۲۹)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ پوچھتے ہیں: حیض کا کیا حکم ہے؟ کہو: وہ ایک گندگی کی حالت ہے۔ اس میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ، جب تک کہ وہ پاک صاف نہ ہو جائیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں، تو اُن کے پاس جاؤ اُس طرح جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔ اللہ اُن لوگوں کو پسند کرتا ہے، جو بدی سے باز رہیں اور پاکیزگی اختیار کریں (۲۲۲) تمھاری عورتیں تمھاری کھیتیاں ہیں۔ تمھیں اختیار ہے، جس طرح چاہو، اپنی کھیتی میں جاؤ، مگر اپنے مستقبل کی فکر کرو اور اللہ کی ناراضی سے بچو۔ خوب جان لو کہ تمھیں ایک دن اُس سے ملنا ہے۔ اور اے نبی! جو تمھاری ہدایات کو مان لیں انھیں فلاح وسعادت کا مژدہ سنا دو (۲۲۳) اللہ کے نام کو ایسی قسمیں کھانے کے لیے استعمال نہ کرو، جن سے مقصود نیکی اور تقویٰ اور بندگانِ خدا کی بھلائی کے کاموں سے باز رہنا ہو۔ اللہ تمھاری ساری باتیں سن رہا ہے اور سب کچھ جانتا ہے (۲۲۴) جو بے معنی قسمیں تم بلا ارادہ کھا لیا کرتے ہو، اُن پر اللہ گرفت نہیں کرتا، مگر جو قسمیں تم سچے دل سے کھاتے ہو، اُن کی باز پرس وہ ضرور کرے گا۔ اللہ بہت درگزر کرنے والا اور بُردبار ہے (۲۲۵) جو لوگ اپنی عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں، اُن کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے۔ اگر انھوں نے رجوع کر لیا، تو اللہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے (۲۲۶) اور اگر اُنھوں نے طلاق ہی کی ٹھان لی تو جانے رہیں کہ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (۲۲۷) جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، وہ تین مرتبہ ایامِ ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں اور اُن کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ نے اُن کے رِحم میں جو کچھ خلق فرمایا ہو، اُسے چھپائیں۔ اُنھیں ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے، اگر وہ اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتی ہیں۔ اُن کے شوہر تعلقات درست کر لینے پر آمادہ ہوں، تو وہ اِس عدت کے دوران میں انھیں پھر اپنی زوجیت میں واپس لے لینے کے حق دار ہیں۔ عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں، جیسے مردوں کے حقوق اُن پر ہیں۔ البتہ مردوں کو اُن پر ایک درجہ حاصل ہے۔ اور سب پر اللہ غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا موجود ہے (۲۲۸) طلاق دو بار ہے۔ پھر یا تو سیدھی طرح عورت کو روک لیا جائے یا بھلے طریقے سے اس کو رخصت کر دیا جائے۔ اور رخصت کرتے ہوئے ایسا کرنا تمھارے لیے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ تم انھیں دے چکے ہو، اُس میں سے کچھ واپس لے لو۔ البتہ یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ زَوجین کو اللہ کے حدود پر قائم نہ رہ سکنے کا اندیشہ ہو۔ ایسی صورت میں اگر تمھیں یہ خوف ہو کہ وہ دونوں حدودِ الٰہی پر قائم نہ رہیں گے، تو اُن دونوں کے درمیان یہ معاملہ ہو جانے میں مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کر لے۔ یہ اللہ کے مقرر کردہ حدود ہیں، اِن سے تجاوز نہ کرو۔ اور جو لوگ حدودِ الٰہی سے تجاوز کریں، وہی ظالم ہیں (۲۲۹)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ اور وہ تم سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو: ناپاکی ہے تو عورتوں سے حیض کے دنوں میں الگ رہو اور ان سے قربت نہ کرو جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں۔ پس جب وہ صفائی کر لیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔ اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۲۲۲) تمھاری عورتیں تمھارے لیے بمنزلہ کھیتی ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ، اور اپنے لیے آگے بڑھاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور جان رکھو کہ تمھیں اس سے لازماً ملنا ہے اور ایمان والوں کو خوش خبری دو (۲۲۳) اور اللہ کو اپنی ایسی قسموں کا ہدف نہ بناؤ کہ احسان نہ کرو گے یا حدودِ الٰہی کا احترام نہ کرو گے یا لوگوں کے درمیان صلح نہ کراؤ گے۔ اللہ سننے، والا جاننے والا ہے (۲۲۴) اللہ تم سے تمھاری عادی قسموں کے باب میں تو کوئی مواخذہ نہیں کرے گا لیکن ان قسموں کے باب میں تم سے ضرور مواخذہ کرے گا جو تمھارے دل کے ارادے کا نتیجہ ہیں اور اللہ بخشنے والا اور بردبار ہے (۲۲۵) جو لوگ اپنی بیویوں سے نہ ملنے کی قسم کھا بیٹھیں ان کے لیے چار ماہ کی مہلت ہے۔ اگر وہ رجوع کر لیں تو بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے (۲۲۶) اور اگر طلاق کا فیصلہ کر لیں تو بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے (۲۲۷) اور مطلقہ عورتیں اپنے بارے میں تین حیض تک توقف کریں اور اگر وہ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتی ہیں تو ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے جائز نہیں ہے کہ اللہ نے ان کے رحموں میں جو کچھ پیدا کیا ہے اس کو چھپائیں اور اس دوران میں ان کے شوہر ان کے لوٹانے کے زیادہ حق دار ہیں۔ اگر وہ سازگاری کے طالب ہیں اور ان عورتوں کے لیے دستور کے مطابق اسی طرح حقوق ہیں جس طرح دستور کے مطابق ان پر ذمہ داریاں ہیں۔ ہاں! مردوں کے لیے ان پر ایک درجہ ترجیح کا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے (۲۲۸) طلاق دو مرتبہ ہے۔ پھر دستور کے مطابق یا تو روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ رخصت کر دینا ہے اور تمھارے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ تم نے جو کچھ عورتوں کو دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لو، مگر اس صورت میں کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ حدود الٰہی کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ پس اگر تمھیں اندیشہ ہو کہ وہ دونوں حدود الٰہی پر قائم نہیں رہ سکتے تو ان پر اس چیز کے باب میں کوئی گناہ نہیں ہے جو عورت فدیہ میں دے۔ یہ اللہ کے حدود ہیں تو ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور جو اللہ کے حدود سے تجاوز کرتے ہیں تو وہی لوگ ظالم ہیں (۲۲۹)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ اور (نکاح کا ذکر ہوا ہے تو) وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ (عورتوں کے) حیض کا کیا حکم ہے؟ کہہ دو: یہ ایک طرح کی نجاست ہے۔ چنانچہ حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ خون سے پاک نہ ہو جائیں، اُن کے قریب نہ جاؤ۔ پھر جب وہ نہا کر پاکیزگی حاصل کر لیں تو اُن سے ملاقات کرو، جہاں سے اللہ نے تمھیں (اِس کا) حکم دیا ہے۔ یقیناً اللہ اُن لوگوں کو پسند کرتا ہے جو توبہ کرنے والے ہوں اور اُن کو جو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہوں (۲۲۲) تمھاری یہ عورتیں تمھارے لیے کھیتی ہیں، لہٰذا تم اپنی اِس کھیتی میں جس طرح چاہو، آؤ اور (اِس کے ذریعے سے دنیا اور آخرت، دونوں میں) اپنے لیے آگے کی تدبیر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور خوب جان لو کہ تمھیں (ایک دن) لازماً اُس سے ملنا ہے۔ اور ایمان والوں کو (اے پیغمبر، اِس ملاقات کے موقع پر فلاح و سعادت کی) خوش خبری سنا دو (۲۲۳)۔ (عورتوں سے متعلق بعض دوسرے معاملات بھی ہیں، اِنھیں بھی سمجھ لو) اور اپنی قسموں کے لیے اللہ کے نام کو دوسروں سے حسن سلوک کرنے اور حدود الٰہی کی رعایت کرنے اور لوگوں کے مابین صلح کرانے میں رکاوٹ نہ بناؤ اور (متنبہ رہو کہ) اللہ سمیع و علیم ہے (۲۲۴) اللہ تمھاری اُن قسموں پر تو تمھیں نہیں پکڑے گا جو تم بے ارادہ کھا لیتے ہو، لیکن وہ قسمیں جو دل کے ارادے سے کھاتے ہو، اُن پر لازماً مواخذہ کرے گا اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ بخشنے والا ہے، وہ بڑا بردبار ہے (۲۲۵) (اِس لیے) جو لوگ اپنی بیویوں سے نہ ملنے کی قسم کھا بیٹھیں، اُن کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے۔ پھر وہ رجوع کر لیں تو اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے (۲۲۶) اور اگر طلاق کا فیصلہ کر لیں تو (اُنھیں معلوم ہونا چاہیے کہ) اللہ سمیع و علیم ہے (۲۲۷) اور (یہ دوسری صورت پیدا ہو جائے تو) جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، وہ اپنے آپ کو تین حیض تک انتظار کرائیں۔ اور اگر وہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں تو اُن کے لیے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ اللہ نے اُن کے پیٹ میں پیدا کیا ہے، اُسے چھپائیں۔ اور اُن کے شوہر اگر معاملات کی اصلاح چاہیں تو اِس (عدت کے) دوران میں زیادہ حق دار ہیں کہ اُنھیں لوٹا لیں اور (یہ اِس لیے ہے کہ اِس میں تو شبہ نہیں کہ) اِن عورتوں پر دستور کے مطابق جس طرح (شوہروں کے) حقوق ہیں، اُسی طرح اُن کے بھی حقوق ہیں، لیکن مردوں کے لیے (شوہر کی حیثیت سے) اُن پر ایک درجہ ترجیح کا ہے۔ (یہ اللہ کا حکم ہے) اور اللہ زبردست ہے، وہ بڑی حکمت والا ہے (۲۲۸) یہ طلاق (ایک رشتۂ نکاح میں) دو مرتبہ (دی جا سکتی) ہے۔ اِس کے بعد پھر بھلے طریقے سے روک لینا ہے یا خوبی کے ساتھ رخصت کر دینا ہے۔ اور (رخصت کر دینے کا فیصلہ ہو تو) تمھارے لیے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ تم نے اِن (عورتوں) کو دیا ہے، اُس میں سے کچھ بھی (اِس موقع پر) واپس لو۔ یہ صورت، البتہ مستثنیٰ ہے کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ حدود الٰہی پر قائم نہ رہ سکیں گے۔ پھر اگر تمھیں بھی اندیشہ ہو کہ وہ حدود الٰہی پر قائم نہیں رہ سکتے تو (شوہر کی دی ہوئی) اُن چیزوں کے معاملے میں اُن دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے جو عورت فدیے میں دے کر طلاقِ حاصل کر لے۔ یہ اللہ کے مقرر کردہ حدود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، سو ان سے آگے نہ بڑھو اور (جان لو کہ) جو اللہ کے حدود سے آگے بڑھتے ہیں، وہی ظالم ہیں (۲۲۹)۔(محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

ویسئلونک عن المحیض...

ایام حیض کے احکام

''ایام ماہواری سے متعلق یہ سوال اس پہلو سے پیدا نہیں ہوا کہ اس زمانے میں عورت سے قربت جائز ہے یا ناجائز۔ اس زمانے میں قربت تو تمام آسمانی مذاہب میں ممنوع رہی ہے بلکہ عرب جاہلیت بھی اس کو ناجائز سمجھتے تھے۔ البتہ اس سے متعلق دوسرے بہت مسائل تھے جن میں بڑی افراط و تفریط پائی جاتی تھی مثلاً کہ اس زمانے میں عورت سے اجتناب کے حدود کیا ہیں، اس کے لیے طہارت کے آداب و شرائط کیا ہیں اور طلاق و عدت کے معاملات میں اس کی اہمیت کیا ہے؟'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۲۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

شان نزول

''اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ عرب کے لوگ یہود و مجوس کی طرح حائضہ عورتوں سے کمال نفرت کرتے تھے اور نصاریٰ اس کے برعکس حیض کے ایام میں عورتوں کے ساتھ بڑی محبت سے مشغول ہوتے تھے اور اختلاط میں بہت مبالغہ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے حضورؐ سے حیض کا حکم دریافت کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور افراط و تفریط کی راہیں چھوڑ کر اعتدال کی تعلیم فرمائی گئی۔'' (خزائن العرفان، ص ۶۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

علیحدگی کا حکم

''اس زمانے میں علیحدگی کا حکم صرف زن و شو کے خاص تعلق کی حد تک ہی مطلوب ہے، یہ مطلب نہیں کہ عورت کو بالکل اچھوت بنا کے رکھ دو جیسا کہ دوسرے مذاہب میں ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۲۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

طہر اور تطہر

''طہر کے معنی تو یہ ہیں کہ عورت کی ناپاکی کی حالت ختم ہو جائے اور خون آنا بند ہو جائے اور تطہر کے معنی یہ ہیں کہ عورت نہا دھو کر پاکیزگی کی حالت میں آ جائے۔ آیت میں عورت سے قربت کے لیے طہر کو شرط قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ فرمادیا ہے کہ جب وہ پاکیزگی حاصل کر لیں تب ان کے پاس آؤ جس سے یہ بات نکلتی ہے کہ چونکہ قربت کی ممانعت کی اصل علت خون ہے اس وجہ سے اس کے انقطاع کے بعد یہ پابندی تو اٹھ جاتی ہے، لیکن صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب عورت نہا دھو کر پاکیزگی حاصل کر لے تب اس سے ملاقات کرو۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۲۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''جب وہ پاک ہو جائیں۔ اس کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں ایک یہ کہ خون بند ہو جائے یعنی خون بند ہونے کی صورت میں غسل کیے بغیر بھی مباشرت جائز ہے۔ دوسرے معنی ہیں کہ جب خون بند ہونے کے بعد غسل کر کے پاک ہو جائیں۔ اس کی رو سے جب تک عورت غسل نہ کر لے مباشرت ناجائز ہے۔ ہمارے نزدیک دونوں مسلک قابل عمل ہیں، البتہ دوسرا قابل ترجیح ہے۔'' (احسن البیان، ص ۱۳۰، دارالسلام ریاض)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اگر غلبۂ شہوت سے حالت حیض میں صحبت ہوگئی تو خوب توبہ کرنا واجب ہے اور کچھ خیرات بھی کر دے تو زیادہ بہتر ہے۔‘‘ (معارف القرآن، ج۱ص ۵۴۶، ادارۃ المعارف کراچی)

فاتوھن من حیث امر کم اللّٰہ

محل مباشرت بدیہات فطرت میں سے ہے

’’اگر چہ خدا نے اس بات کا کہیں حکم نہیں دیا کہ لقمہ منہ ہی میں ڈالنا چاہیے ناک یا آنکھ میں نہیں ڈالنا چاہیے تاہم یہ خدا کا حکم ہے کیونکہ یہ اس نے ہماری فطرت میں ودیعت کیا ہے۔ اگر کوئی اس کی خلاف ورزی کرے تو وہ گویا خدا کے واضح حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ یہی معاملہ محل مباشرت کا ہے، اگر کوئی شخص اندھے پن کا ثبوت دیتا ہے تو وہ حیوانات سے بھی گیا گزرا ہے اس لیے کہ وہ تو اس میں کوئی غلطی نہیں کرتے اگر چہ وہ کسی کتاب سے آشنا نہیں۔‘‘ (تدبر قرآن، ج۱ص ۵۲۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

’’پیچھے کے موقع میں اپنی بیوی سے بھی صحبت کرنا حرام ہے۔‘‘ (معارف القرآن، ج۱ص ۵۴۶، ادارۃ المعارف کراچی)

’’خدا کی شریعت کو اس سے بحث نہیں کہ تم اس کھیت میں کاشت کس طرح کرتے ہو البتہ اس کا مطالبہ تم سے یہ ہے کہ جاؤ کھیت ہی میں اور اس غرض سے جاؤ کہ تمھیں اس سے پیداوار حاصل کرنی ہے۔‘‘ (تفہیم القرآن، ج۱ص ۱۷۰، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

ان اللّٰہ یحب التوابین و یحب المطھرین

توبہ اور تطہر کی حقیقت

’’توبہ باطن کو گناہوں سے پاک کرنے کا نام ہے اور تطہر اپنے ظاہر کو نجاستوں اور گندگیوں سے پاک کرنا ہے۔ اس اعتبار سے دونوں کی حقیقت ایک ہوئی اور مومن کی یہ دونوں خصلتیں اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں۔‘‘ (تدبر قرآن، ج۱ص ۵۲۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

نساؤکم حرث لکم

’’حرث کے معنی عربی میں کھیتی کے ہیں عام اس سے کہ وہ باغوں کی نوعیت کی ہو یا دوسری فصلوں کی۔ جس طرح کھیتی کے لیے قدرت کا بنایا ہوا ضابطہ یہ ہے کہ تخم ریزی ٹھیک موسم میں ہو اور مناسب وقت پر کی جائے نیز بیج کھیت ہی میں ڈالے جائیں کھیت سے باہر نہ پھینکے جائیں اور کھیتی کے بارے میں کسان پوری پابندی، ذمہ داری اور احتیاط برتے۔ اسی طرح عورتوں کے معاملے میں رویہ اختیار کیا جائے۔ یعنی نہ تو ایام ماہواری میں مباشرت کی جائے کہ یہ موسم نہیں نہ کسی غیر محل میں مباشرت کی جائے کہ یہ بیج کھیت سے باہر پھینکنا ہے اور اذیت و تکلیف کا باعث بھی ہے اور ساتھ ہی وہ احتیاط و ذمہ داری کا وہ رویہ بھی اختیار کیا جائے جو کسان اختیار کرتا ہے۔‘‘ (تدبر قرآن، ج۱ص ۵۲۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

’’یعنی فطرۃ اللہ نے عورتوں کو مردوں کے لیے سیر گاہ نہیں بنایا بلکہ ان دونوں کے درمیان کھیت اور کسان کا سا تعلق ہے۔‘‘ (تفہیم القرآن ج۱ص ۱۷۰، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

فاتوا حرثکم انی شئتم

آزادی اور پابندی کے حدود

’’پس اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔ ان الفاظ میں بیک وقت دو باتوں کی طرف اشارہ ہے ایک تو اس آزادی، بے تکلفی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خودمختاری کی طرف جوایک باغ یا کھیتی کے مالک کواپنے باغ یا کھیتی کے معاملے میں حاصل ہوتی ہےاس کی طرف لفظ'انی شئتم' اشارہ کرر ہا ہےاور دوسرے اس پابندی، ذمہ داری اوراحتیاط کی طرف جوایک باغ یا کھیتی والا اپنے باغ کے معاملے میں ملحوظ رکھتا ہے۔ اس کی طرف لفظ حرث اشارہ کرر ہا ہے۔ یہ دونوں چیزیں مل کراس رویہ کو متعین کرتی ہیں جوایک شوہرکو بیوی کے معاملے میں اختیار کرنا چاہیے۔ازدواجی زندگی کا سارا سکون وسرور فریقین کے اس اطمینان میں ہے کہ ان کی خلوت کی آزادیوں پر فطرت کے چند موٹے موٹے قیود کے سوا کوئی پابندی اور نگرانی نہیں ہے۔ آزادی کے اس احساس میں بہت کیف اور مزہ ہے۔قدرت چاہتی ہے کہ انسان جب اپنے اس عیش وسرور کے باغ میں داخل ہو جائے تو وہ اپنے اس نشہ سے پوری طرح سرشار ہولیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی سامنے رکھ دی ہے کہ یہ کوئی جنگل نہیں ہے بلکہ اس کا اپنا باغ ہے۔ یہ کوئی ویرانہ نہیں بلکہ اس کی اپنی کھیتی ہے۔اس میں وہ آنے کو تو سو بار آئے، جس شان، جس آن، جس سمت اور جس پہلو سے چاہے آئے لیکن اس باغ کا باغ ہونا اور کھیتی کا کھیتی ہونا یاد رہے تا کہ اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۲۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

بے بنیاد خیالات

''یہودیوں کا خیال تھا کہ اگر عورت کو پیٹ کے بل لٹا کر پیچھے سے مباشرت کی جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے،اس کی تردید میں کہا جار ہا ہے کہ مباشرت آگے سے کرو یا پیچھے یا کروٹ سے جس طرح چاہو جائز ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر صورت میں فرج کی استعمال ہو۔بعض لوگ استدلال کرتے ہیں کہ جس طرح چاہو میں تو دبر بھی آ جاتی ہے لہٰذا دبر کا استعمال بھی جائز ہے۔ یہ بالکل غلط استدلال ہے جب قرآن نے عورت کو کھیتی قرار دیا تو اس کا صاف مطلب ہے کہ صرف کھیتی کے استعمال کے لیے کہا جار ہا ہے اور یہ کھیتی فرج ہے نہ کہ دبر۔ یہ ایک غیر فطری فعل ہے اور ایسے شخص کو جو اپنی عورت کی دبر استعمال کرتا ہے ملعون قرار دیا گیا۔'' (احسن البیان، ص ۱۳۱، دارالسلام ریاض)

خاندانی منصوبہ بندی کے نظریے کی لغویت

''کھیتی کے بارے میں یہ رہنمائی تو معقول قرار دی جاسکتی ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ اور اچھی سے اچھی پیداوار کس طرح حاصل کی جائے لیکن یہ بات بالکل غیر منطقی ہوگی کہ لوگوں کو یہ سبق پڑھائے جائیں کہ وہ بیج تو زیادہ سے زیادہ ڈالیں لیکن فصل کم سے کم ہو۔عورتوں کے لیے کھیتی کے استعارے نے خاندانی منصوبہ بندی کے نظریے کی جڑ کاٹ دی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۲۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

وقدموا لانفسکم

''اور اپنے لیے آگے بڑھاؤ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کھیتی کی اصل غایت یہ ہے کہ اس سے تم اپنے مستقبل کی معاش کا انتظام کرو اس طرح عورت کی کھیتی کی اصلی غایت یہ ہے کہ اس سے تم نسل انسانی کے مستقبل کے قیام و بقا میں اپنا حصہ ڈالو۔'فاتوا حرثکم انی شئتم' کے بعد 'وقدموا لانفسکم' کے الفاظ کے اضافے نے یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ عورت سے مواصلت کی اصل غایت تو بقائے نسل ہے لذت اس کا ضمنی فائدہ ہے۔اس وجہ سے ہر وہ طریقہ جو اس مقصد کو ضائع کرنے والا یا اس کو نقصان پہنچانے والا ہو اگرچہ لذت کے تقاضے اس سے پورے ہو جائیں گے مگر وہ فطرت اور اس کے تقاضوں کے بالکل خلاف ہوگا۔'قدموا لانفسکم' میں یہ پہلو بھی موجود ہے کہ انسان اولاد کے ذریعے آخرت میں بھی اپنے سرمائے میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔صالح اولاد ایک خیر جاری ہے،جس کا سلسلہ انسان کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔'فالئن باشروھن و ابتغوا ما

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب اللّٰہ لکم' میں بھی اس طرح کے پہلو موجود ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۲۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''وقدموا لانفسکم سے مراد ہے کہ اعمال صالحہ یا جماع سے قبل بسم اللّٰہ پڑھنا۔'' (خزائن العرفان، ص ۶۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

''یعنی ایسی اولاد پیدا کرو جو دنیا اور آخرت، دونوں میں تمھارے لیے سرمایہ بنے۔ اس ہدایت کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ لوگ بچوں کی پیدائش کے معاملے میں اپنے اقدام کی ذمہ داری سمجھیں اور جو کچھ کریں، اس ذمہ داری کو پوری طرح سمجھ کر کریں۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۹، اکتوبر ۲۰۰۲)

ولا تجعلوا اللّٰہ عرضۃ لایمانکم...

''عرضہ کے معنی ہدف اور نشانہ کے ہیں۔ اللہ کو قسموں کا ہدف بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے نام پر بے ضرورت اور لایعنی قسمیں یا ایسی قسمیں کھائی جائیں جو نیکی، تقویٰ اور مقصد اصلاح کے خلاف ہوں۔ خدا کے عظیم نام کو لایعنی قسموں کے لیے استعمال کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص مچھر مارنے کے لیے توپ داغتا پھرے۔ اور نیکی اور تقویٰ کے خلاف قسموں کے لیے اس کے پاک نام کو استعمال کرنا گویا اسی کے نام سے نیکی اور تقویٰ کی جڑ کاٹنا ہے جو تمام نیکی اور تمام خیر کا سرچشمہ ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۲۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''عرضہ کے عام و متداول معنی ہدف یا نشانہ کے ہیں لیکن ایک دوسرے معنی حجاب یا مانع حجاب کے بھی ہیں اور یہاں یہی زیادہ چسپاں ہیں۔ عرب جاہلیت کا دستور تھا کہ خدا کی قسم کھا کر یہ کہہ بیٹھتے تھے کہ ہم فلاں فلاں کام نیکی کا، تقویٰ کا یا اصلاح خلق کا نہ کریں گے اور جب کوئی کہتا تو یہی عذر پیش کرتے کہ ہم تو اس کی قسم کھا چکے ہیں۔ ان اعمال خیر کا ترک تو ہر صورت میں مذموم تھا چہ جائیکہ حضرت حق کے اسم بزرگ اور اس کی قسم کو بجائے قرب حق کے دوری کا ذریعہ بنا لیا جائے آیت اسی شعار جاہلی کی تردید میں ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۴۲۲، ادارہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

''حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنے بہنوئی نعمان بن بشیر کے گھر جانے اور ان سے کلام کرنے اور ان کے خصوم کے ساتھ ان کی صلح کرانے سے قسم کھائی تھی جب اس کے متعلق ان سے کہا جاتا تھا تو کہہ دیتے تھے کہ میں قسم کھا چکا ہوں، اس لیے یہ کام کر ہی نہیں سکتا۔ اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی اور نیک کام کرنے سے قسم کھانے کی ممانعت فرمائی گئی۔ اگر کوئی شخص نیکی سے باز رہنے کی قسم کھالے تو اس کو چاہیے کہ قسم کو پورا نہ کرے بلکہ وہ نیک کام کرے اور قسم کا کفارہ دے۔ بعض مفسرین نے لکھا کہ اس آیت سے بکثرت قسم کھانے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔'' (خزائن العرفان، ص ۶۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

قسم کی قسمیں

''قسم تین طرح کی ہوتی ہے۔ لغو، غموس اور منعقدہ۔ لغو یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھائے اور درحقیقت وہ اس کے خلاف ہو، یہ معاف ہے۔ اور اس پر کفارہ نہیں۔ غموس یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر دانستہ جھوٹی قسم کھائے، اس میں گنہگار ہوگا۔ منعقدہ یہ ہے کہ کسی آئندہ امر پر قصد کر کے قسم کھائے اس قسم کو اگر توڑے تو گنہگار ہوگا اور کفارہ بھی لازم۔'' (خزائن العرفان، ص ۶۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

''احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے کسی بات کی قسم کھائی ہو اور بعد میں اس پر واضح ہو کہ اس قسم کے توڑنے ہی میں خیر اور بھلائی ہے تو اسے قسم توڑ دینی چاہیے اور کفارہ قسم ادا کرنا چاہیے۔ قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا انھیں کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے یا تین دن کے روزے رکھنا ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۷۱، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بر، تقویٰ اور اصلاح

''بر ان تمام نیکیوں پر حاوی ہے جن کا تعلق والدین، رشتہ داروں، مسکینوں، یتیموں اور دوسرے حقوق العباد سے ہے۔ تقویٰ ان نیکیوں پر حاوی ہے جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں اور اصلاح سے مراد وہ نیکیاں ہیں جو معاشرہ سے تعلق رکھتی ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۵۲۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ارادی اور غیر ارادی قسمیں

''مواخذہ سے صرف وہی قسمیں مستثنیٰ ہیں جو بالکل غیر ارادی طور پر زبان پر جاری ہو جاتی ہیں جن کا تعلق دل سے نہیں محض زبان سے ہوتا ہے اور محض تکیہ کلام کے طور پر زبان سے ٹپک پڑتی ہیں۔ لیکن جو قسمیں دل کے قصد وارادہ سے ہوں اور جن کا اثر حقوق و مفادات پر پڑنے والا ہو اگر ان میں اللہ کے نام کو غلط استعمال کیا جائے گا تو اللہ ان قسموں پر مواخذہ فرمائے گا۔ لغو قسموں کو اگرچہ مواخذہ سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے لیکن ان کو لغو سے تعبیر کر کے واضح کر دیا کہ ان سے بھی احتراز کرنا چاہیے۔ قرآن مجید میں شائستہ لوگوں کے جو اوصاف بیان ہوئے ہیں ان میں یہ بات بھی ہے کہ وہ لغو چیزوں سے احتراز کرتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۵۳۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے کسی بات کی قسم کھائی ہو اور بعد میں اس پر واضح ہو کہ اس قسم کے توڑنے ہی میں خیر اور بھلائی ہے تو اسے قسم توڑ دینی چاہیے اور کفارۂ قسم ادا کرنا چاہیے۔ قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا انھیں کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے یا تین دن کے روزے رکھنا ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج۱ص۱۷۱، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

للذين يولون من نسائهم...

ایلا

''ایلا کے معنی کسی چیز کے ترک کی قسم کھالینے کے ہیں۔ یہ عرب جاہلیت کی ایک اصطلاح ہے جس کا مفہوم بیوی سے زن و شوہر کا تعلق نہ رکھنے کی قسم کھالینا ہے۔ اسلام نے اس طرح کی قسم کھالینے والوں کے لیے چار ماہ کی حد مقرر کر دی ہے کہ اس کے اندر یا تو وہ بیوی سے تعلقات بحال کر لیں یا طلاق دینے کا فیصلہ کر لیں۔ جو تعلقات بحال کر لیں ان کے ذمے ہے کہ وہ قسم توڑنے کا کفارہ دیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۵۳۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

چار ماہ کی مدت

''اگر چار ماہ کی مدت گزر جائے اور اس دوران میں ایک شخص نہ تو رجوع کرے اور نہ طلاق ہی دے تو فقہا کے ایک گروہ کے نزدیک چار ماہ کی مدت گزرتے ہی ایک طلاق آپ سے آپ پڑ جائے گی۔ بعض کے نزدیک یہ طلاق بائن ہوگی اور بعض کے نزدیک رجعی۔ دوسرے گروہ کے نزدیک چار ماہ کی مدت گزرنے پر معاملہ قاضی کی عدالت میں پیش ہوگا اور وہ شوہر کو حکم کرے گا کہ یا تو وہ رجوع کرے اور یا طلاق دے۔ قرآن کے الفاظ سے جو بات نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ چار ماہ گزرنے پر شوہر کو بہر حال یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ یا تو رجوع کرے اور یا طلاق دے۔ اگر وہ نہ کرے تو ایسی عورت عدالت کے ذریعے طلاق حاصل کر لے گی۔ قرآن کے الفاظ سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ عورت کو طلاق حاصل کرنے کا حق صرف اس صورت ہوگا جب شوہر نے بر بنائے بغض و نفرت بیوی سے نہ ملنے کی قسم کھائی ہو اور پیش نظر اس کو معلق بنا کے رکھنا ہو۔ اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ کسی وقتی مصلحت خواہ بتقاضائے صحت ہو یا بارادہ تنبیہ تو یہ صورت اس حکم کے تحت نہیں آتی خواہ انقطاع کی مدت چار ماہ سے متجاوز ہی کیوں نہ ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔" (تدبر قرآن، ج۱،ص ۵۳۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"رجوع صحبت سے ہی ہوگا اور اگر کسی وجہ سے قدرت نہ ہو تو بعد قدرت صحبت کا وعدہ رجوع ہے۔" (خزائن العرفان، ص ۶۵، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

"اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ عذر معقول کے بغیر بیوی سے ازدواجی تعلق منقطع کر لینا کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اس کے لیے اگر قسم بھی کھالی گئی ہے تو اسے توڑ دینا ضروری ہے۔ یہ عورت کا حق ہے اور اسے ادا نہ کرنے پر دنیا اور آخرت، دونوں میں شوہر کو مجرم قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہی معاملہ، ظاہر ہے کہ بیوی کا بھی ہوگا۔ وہ بھی کسی معقول وجہ کے بغیر شوہر کے ساتھ یہ تعلق قائم کرنے سے انکار نہیں کر سکتی۔" (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۱۰، نومبر ۲۰۰۲)

والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلثة قروء ...

'قروء' کا مفہوم

"قروء، 'قرء' کی جمع ہے۔ بعض نے اس کے معنی حیض کے کیے ہیں بعض نے طہر کے۔ ہمارا رجحان اس طرف ہے کہ اس کے اصل معنی تو حیض کے ہی ہیں لیکن عام بول چال میں اس کو طہر سے بھی تعبیر کر دیتے ہیں۔" (تدبر قرآن، ج۱،ص ۵۳۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"ہم نے اسے حیض کے معنی میں لیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں اصل مسئلہ ہی یہ متعین کرنے کا ہے کہ عورت حاملہ ہے یا نہیں، اور اس کا فیصلہ حیض سے ہوتا ہے، نہ کہ طہر سے۔ پھر اس کے لیے توقف کی مدت مقرر کی گئی ہے اور یہ بھی حیض سے بالکل متعین ہو جاتی ہے، اس لیے کہ اس کی ابتدا کے بارے میں کسی کو کوئی شبہ نہیں ہوتا۔" (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۷، دسمبر ۲۰۰۲)

طلاق کی عدت کی حکمت

"اس سے مقصود یہ متعین کر لینا ہے کہ عورت حاملہ ہے یا نہیں۔" (تدبر قرآن، ج۱،ص ۵۳۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف

"یعنی یہ نہ سمجھو کہ بس مردوں کے حقوق عورتوں پر اور شوہروں کے حقوق بیویوں پر ہوتے ہیں، بلکہ اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق مردوں پر اور بیویوں کے حقوق بھی شوہروں کے ذمے عائد ہوتے ہیں۔ یکسانیت صرف وجوب ادائے حقوق میں ہے۔ یہ مراد نہیں کہ جو حقوق شوہر کی طرف سے بی بی پر عائد ہوتے ہیں بس بالکل وہی بی بی کی طرف سے شوہر پر عائد ہوتے ہیں۔ حقوق نسواں کا یہ نام عرب کے ایک امی کی زبان پر اس وقت لایا جارہا ہے کہ جب دنیا اس تخیل سے بھی ناواقف تھی۔ اور یہودیت اور نصرانیت کی مذہبی دنیا میں تو عورت گویا ہر برائی کا سرچشمہ تھی اور ذلت وحقارت کا مرقع۔ یہود کی معتبر کتاب جیوش انسائیکلوپیڈیا میں ہے: معصیت اول چونکہ بیوی ہی کی تحریک پر سرزد ہوئی اس لیے اس کو شوہر کا محکوم کر کے رکھا گیا اور شوہر اس کا حاکم ہے، شوہر اس کا مالک وآقا ہے اور وہ اس کی مملوکہ ہے۔" (تفسیر ماجدی، ج۱،ص ۴۲۸ ادارہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

وللرجال علیھن درجة

گھر کا قوام مرد ہے

"خاندانی نظام کی بقا اور استحکام کے لیے اسلام نے مرد کو عورت پر ایک درجہ ترجیح کا دیا ہے۔ اسلام نے خاندان کا قوام یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرپرست عورت کو نہیں بلکہ مرد کو بنایا ہے۔ جس طرح ایک ریاست کا نظم ایک سربراہ کا محتاج ہے اسی طرح گھر کا نظم بھی ایک قوام کا محتاج ہے۔ اور اس قوامیت کے لیے اپنی فطرت اور صلاحیتوں کے لحاظ سے مرد ہی موزوں ہے نہ کہ عورت۔ قرآن کے ان الفاظ کی موجودگی میں مساوات مرد وزن کے اس نظریے کو ماننے کی کوئی گنجایش نظر نہیں آتی جو ہمارے ہاں مغرب سے درآمد ہوا ہے۔ قرآن اس بات کو تو تسلیم کرتا ہے کہ عورت پر جس طرح کی ذمہ داریاں ہیں اسی کے ہم وزن اس کے حقوق بھی ہیں لیکن وہ یہ تسلیم نہیں کرتا کہ وہ ہر اعتبار سے برابر ہیں۔ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف' کے معنی یہ ہرگز نہیں کہ عورت اور مرد دونوں کے حقوق برابر ہیں، بلکہ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ عورت پر جس طرح کی ذمہ داریاں ہیں اسی طرح کے حقوق بھی ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۳۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

فضیلت کی بنیاد وصف رجولیت ہے

''قرآنی لفظ درجۃ خوب خیال میں رہے مرد عورت کے مالک نہیں، بلحاظ حقوق دونوں ایک سطح پر ہیں پھر بھی مرد کو عورت پر ایک گونہ فضیلت و ترجیح حاصل ہے۔ جدید علوم طبیات کے ماہرین جنھوں نے مرد وزن کی جسمانی ساخت و ترکیب دماغی و ذہنی قوائے اور طبعی خصوصیات کے مطالعہ و تحقیق میں عمریں بسر کر دی ہیں ان کی بڑی جماعت اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے متمم و مکمل ہیں تاہم بہ لحاظ قوت و بہ لحاظ عقل مرد ہی کو فضیلت حاصل ہے۔ وللرجال 'بجائے ضمیر'لھم' لانے کے صراحۃ لفظ 'للرجال' لا کر گویا اس طرف اشارہ کر دیا کہ فضیلت کی بنیاد وصف رجولیت ہے۔ لیکن اس اثبات فضیلت کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ افضل مفضول پر ظلم یا سختی شروع کر دے بلکہ قوی کو تو کمزور سے اور زیادہ لطف و حسن مراعات رکھنا چاہیے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۴۲۹، ادارہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

مرد وعورت میں تفوق دنیوی معاملات میں ہے، آخرت کی فضیلت الگ ہے

''الرجال قوامون علی النساء سے سب مردوں کا سب عورتوں سے افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ فضیلت عنداللہ کا تمام تر مدار ایمان اور عمل صالح پر ہے، اس لیے امور آخرت میں عین ممکن ہے کہ بعض عورتیں مردوں پر فائق ہو جائیں۔ قرآن مجید میں احکام شرعیہ، اعمال کی جزا و سزا اور ثواب و عذاب میں عورتیں اور مرد برابر ہیں۔ (من عمل صالحا من ذکر او انثی و ھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ) البتہ دنیا میں نظام عالم اور انسانی فطرت اور خود عورتوں کی مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ مردوں کو عورتوں پر ایک قسم کی حاکمیت اور نگرانی کا حق دیا جائے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۵۵۱، ادارۃ المعارف کراچی)

الطلاق مرتٰن...

''یہاں طلاق کا صحیح طریقہ بتا دیا کہ تمام معاشرتی زندگی کی بنیاد چونکہ نکاح کے پاکیزہ رشتے ہی پر ہے، اس وجہ سے اگر کسی مجبوری کی وجہ سے اس کے ٹوٹنے کی نوبت آئے تو یہ نہیں ہونا چاہیے کہ آدمی ایک ہی جھٹکے میں اس مقدس رشتے کو توڑ کر رکھ دے۔ بلکہ مطلقہ کے لیے جس طرح یہ ہدایت ہے کہ وہ تین حیض تک انتظار کرے اسی طرح طلاق دینے والے کے لیے یہ ہدایت ہے کہ وہ الگ الگ دو طہروں میں دو مرتبہ طلاق دے اور پھر تیسرے طہر میں یا تو بیوی سے مراجعت کر لے یا اگر اس کو رخصت کرنا ہے تو بھی اچھے طریقے سے رخصت کرے۔ مذکورہ طریقے سے طلاق دینے میں بہت سی برکتیں ہیں، جس سے وہ لوگ محروم ہو جاتے ہیں، جو غصہ اور جوش کی حالت میں شریعت کی اس ہدایت کی پیروی نہیں کرتے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۳۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''ایک عورت نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا رہے گا اور رجعت کرتا رہے گا۔ ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہوگی رجعت کر لے گا، پھر طلاق دے دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔اس طرح عمر بھر قید رکھے گا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ طلاق رجعی دو بار تک ہے،اس کے بعد طلاق دینے پر رجعت کا حق نہیں۔'' (خزائن العرفان،ص ۶۵،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

''اچھے طریقے سے رخصت کر دینے کی جو ہدایت اس سے پہلے بیان ہوئی ہے، یہ اس کی وضاحت ہے کہ بیوی کو کوئی مال، جائداد، زیورات اور ملبوسات وغیرہ، خواہ کتنی ہی مالیت کے ہوں، اگر تحفے کے طور پر دیے گئے ہیں تو اس موقع پر ان کا واپس لینا شوہر کے لیے جائز نہیں ہے۔نان ونفقہ اور مہر تو عورت کا حق ہے،ان کے واپس لینے یا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ان کے علاوہ جو چیزیں دی گئی ہوں، ان کے بارے میں بھی قرآن کا حکم ہے کہ وہ ہرگز واپس نہیں لی جا سکتیں۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور،ص ۹، دسمبر ۲۰۰۲)

''طلاق دینے کا شرعی طریقہ یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو طلاق تک پہنچا جائے تیسری طلاق کی نوبت نہ آئے۔مرتان کے لفظ سے یہ اشارہ ہے کہ دو طلاق بھی بیک لفظ و بیک وقت نہ ہوں، بلکہ دو طہروں میں الگ الگ ہوں۔الطلاق طلاقان سے بھی دو طلاق کی اجازت ثابت ہو سکتی تھی، مگر مرتان ایک ترتیب و تراخی کی طرف مشیر ہے جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ دو طلاقیں ہوں تو الگ الگ ہوں۔'' (معارف القرآن، ج ا،ص ۵۶۰،ادارۃ المعارف کراچی)

''یعنی وہ طلاق جس میں خاوند کو عدت کے اندر رجوع کا حق حاصل ہے، وہ دو مرتبہ ہے۔'' (احسن البیان،ص ۱۳۳، دارالسلام ریاض)

طلاق کا صحیح طریقہ

''قرآن وسنت کے ارشادات، تعامل صحابہ وتابعین کے جو کچھ ثابت ہوتا ہے،اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو طلاق کا احسن طریقہ یہ ہے کہ صرف ایک طلاق حالت طہر میں دی جائے جس میں مجامعت نہ کی ہو اور ایک طلاق دے کر چھوڑ دے۔عدت ختم ہونے پر رشتۂ نکاح خود بخود ٹوٹ جائے گا۔عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے تو صرف طلاق سے رجوع کر لینا بقائے نکاح کے لیے کافی ہوگا اور عدت ختم ہونے پر بھی یہ گنجایش رہے گی کہ دوبارہ نکاح کر کے خاندان بچایا جا سکتا ہے۔اگر ضرورت ہو تو اسی طریقے سے دوسری طلاق دے۔لیکن تیسری طلاق کے بعد رجوع یا نکاح کی گنجایش ختم ہو جائے گی۔'' (معارف القرآن، ج ا،ص ۵۶۱،ادارۃ المعارف کراچی)

فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ...

خلع

''شریعت کی اصطلاح میں خلع اسے کہتے ہیں کہ ایک عورت کا اپنے شوہر کو کچھ دے دلا کر طلاق حاصل کرنا۔اس معاملے میں اگر عورت اور مرد کے درمیان گھر کے گھر ہی میں کوئی معاملہ طے ہو جائے تو جو کچھ طے ہوا ہو وہی نافذ ہوگا۔لیکن اگر عدالت میں معاملہ جائے تو عدالت اس امر کی تحقیق کرے گی کہ آیا فی الواقع وہ عورت اس مرد سے اس حد تک متنفر ہو چکی ہے کہ اس کے ساتھ نبھاہ نہیں ہو سکتا۔اس کی تحقیق ہو جانے پر عدالت کو اختیار ہے کہ حالات کے لحاظ سے جو فدیہ چاہے تجویز کرے۔اور اس فدیے کو قبول کر کے شوہر کو اسے طلاق دینا ہوگا۔خلع کی صورت میں جو طلاق دی جاتی ہے وہ رجعی نہیں ہے، بلکہ بائنہ ہے چونکہ عورت نے معاوضہ دے کر اس طلاق کو گویا خریدا ہے،اس لیے شوہر کو یہ حق باقی نہیں رہتا کہ اس طلاق سے رجوع کر سکے۔البتہ یہی مرد وعورت اگر پھر ایک دوسرے سے راضی ہو جائیں تو دوبارہ نکاح کر کے رہنا جائز ہے۔جمہور کے نزدیک خلع کی عدت وہی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوطلاق کی ہے یعنی تین حیض، مگر متعدد روایات ایسی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عدت ایک ہی حیض قرار دی تھی اور اسی کے مطابق حضرت عثمانؓ نے ایک مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا۔'' (تفہیم القرآن، ج ا ص ۱۷۶، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

نکاح

''اصل یہ ہے کہ لفظ نکاح شریعت اسلامی کی ایک معروف اصطلاح ہے جس کا اطلاق ایک عورت اور مرد کے اس ازدواجی معاہدے پر ہوتا ہے جو زندگی بھر کے نباہ کے ارادے کے ساتھ زن وشوکی زندگی گزارنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اگر یہ ارادہ کسی نکاح کے اندر نہیں پایا جاتا تو وہ فی الحقیقت نکاح ہی نہیں ہے، بلکہ وہ ایک سازش ہے جو ایک عورت اور ایک مرد نے باہم مل کر کرلی ہے۔ نکاح کے ساتھ شریعت نے طلاق کی جو گنجایش رکھی ہے تو وہ اصل اسکیم کا کوئی جزو نہیں ہے، بلکہ یہ کسی ناگہانی افتاد کے پیش آجانے کا ایک مجبورانہ مداوا ہے۔ اس وجہ سے نکاح کی اصل فطرت یہی ہے کہ وہ زندگی بھر کے سنجوگ کے ارادے کے ساتھ عمل میں آئے۔ اگر کوئی نکاح واضح طور پر محض ایک معین ومخصوص مدت تک ہی کے لیے ہو تو اس کو متعہ کہتے ہیں اور متعہ اسلام میں قطعی حرام ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اس نیت سے کسی عورت سے نکاح کرے کہ اس نکاح کے بعد طلاق دے کر وہ اس عورت کو اس کے پہلے شوہر کے لیے جائز ہونے کا حیلہ فراہم کرے تو شریعت کی اصطلاح میں یہ حلالہ ہے اور یہ بھی اسلام میں متعہ ہی کی طرح حرام ہے۔ جو شخص کسی کی مقصد برآری کے لیے یہ ذلیل کام کرتا ہے، وہ درحقیقت ایک قرم ساق یا بھڑوے یا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے 'کرایے کے سانڈ' کا رول ادا کرتا ہے اور ایسا کرنے والے اور ایسا کروانے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا ص ۵۳۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

اسلام میں نکاح کی حیثیت

''اسلام نے نکاح کے معاملے کو عام معاہدات اور معاملات کی سطح سے بلند رکھا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور بہت سے دوسرے آئمہ کے نزدیک نکاح میں معاملہ اور معاہدہ کی حیثیت سے زیادہ عبادت وسنت کی حیثیت غالب ہے۔ اس لیے اس کے منعقد ہونے کی کچھ ایسی شرائط ہیں جو عام معاملات بیع وشرا میں نہیں ہوتیں۔ اول تو یہ کہ ہر عورت سے ہر مرد کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اور دوسرے تمام معاملات ومعاہدات کے منعقد ہونے اور مکمل ہونے کے لیے کوئی گواہی شرط نہیں لیکن نکاح میں گواہوں کا ہونا شرط ہے۔ اگر دو مرد وعورت بغیر گواہوں کے نکاح کرلیں اور دونوں میں کوئی فریق کبھی اختلاف وانکار نہ بھی کرے تو بھی شرعاً وہ نکاح باطل اور کالعدم ہے اور سنت یہ ہے کہ نکاح کا اعلان عام کیا جائے۔ تیسرے یہ کہ معاہدۂ نکاح توڑنے اور فسخ کرنے کا طریقہ بھی وہ نہیں رکھا جو عام بیع وشرا کے معاملات ومعاہدات کا ہوتا ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا ص ۵۵۶، ادارۃ المعارف کراچی)

تین طلاق کا مسئلہ

''اس بات میں بحث ہے کہ اگر کسی نے تین طلاق یک بارگی دے دی تو کیا تین طلاق ہی موثر سمجھی جائیں گی یا ایک طلاق شمار ہوگی۔ ہمارے نزدیک تین طلاق پر تین طلاق کا ہی اطلاق ہوگا۔ کسی فعل کا جرم وگناہ ہونا اس کے موثر ہونے میں کہیں بھی مانع نہیں ہوتا۔ قتل کسی بھی طریق سے کیا جائے قتل ہی کہلائے گا۔ تین طلاق کا یکبارگی دینا اگرچہ غیر مستحسن اور ناپسندیدہ ہے، مگر اس کے باوجود اگر کسی نے یہ فعل کرلیا تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار غضب کے باوجود تین طلاق کو نافذ فرمایا۔ امام نسائی نے بروایت محمود بن لبید نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آدمی کے متعلق خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دی تھیں۔ آپ غصہ ہوکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ کیا اللہ کی کتاب سے کھیل کیا جاتا ہے حالانکہ میں تمھارے درمیان موجود ہوں۔ مذکورہ حدیث کے متعلق قاضی ابوبکر بن عربی نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عویمر کی تین طلاقوں کی طرح اس کی بھی تین طلاقوں کو نافذ فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ بیک وقت تین طلاقوں کو تین قرار دینا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تھا۔ مگر یہاں ایک اشکال حضرت عمرؓ کے ایک واقعے سے پیدا ہوتا ہے جو صحیح مسلم اور اکثر کتب حدیث میں نقل ہوا ہے۔ ''حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں طلاق کا یہ طریقہ تھا کہ تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جاتا تھا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ لوگ جلدی کرنے لگے ہیں ایک ایسے معاملہ میں جس میں ان کے لیے مہلت تھی تو مناسب ہوگا کہ ہم اس کو ان پر نافذ کر دیں تو آپ نے ان پر نافذ کر دیا۔'' اس روایت سے دو اشکال پیدا ہوتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کے اس کلام کا کیا مطلب ہے کہ عہد رسالت میں اور عہد صدیقی میں اور عہد فاروقی کے دو سال تین طلاق کو ایک ہی مانا جاتا تھا۔ فاروق اعظم نے تین طلاق کا فیصلہ فرمایا۔ دوسرا یہ کہ اگر واقعہ اسی طرح تسلیم کر لیا جائے کہ تین طلاق کو ایک مانا جاتا تھا تو فاروق اعظم نے اس فیصلے کو کیسے بدل دیا اور بالفرض ان سے کوئی غلطی بھی ہوگئی تھی تو تمام صحابہؓ کرام نے اس کو کیسے تسلیم کر لیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر کا یہ فرمان اور اس پر صحابہؓ کرام کا اجماع طلاق کی ایک خاص صورت کے بارے میں ہے۔ وہ یہ کہ کوئی شخص تین مرتبہ تجھ کو طلاق، تجھ کو طلاق، تجھ کو طلاق کہے یا یوں کہے کہ میں نے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ ان صورتوں میں دو احتمال ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ کہنے والے نے تین طلاق دینے کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہوں۔ دوسرے یہ کہ تین مرتبہ محض تاکید کے لیے مکرر کہا ہو۔ تین طلاق کی نیت نہ ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نیت کا علم کہنے والے ہی کے اقرار سے ہو سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صدق و دیانت عام اور غالب تھی اگر ایسے الفاظ کہنے کے بعد کسی نے یہ بیان کیا کہ میری نیت تین طلاق کی نہ تھی بلکہ محض تاکید کے لیے یہ الفاظ کہے تھے تو آپ اس کے حلفی بیان کی تصدیق فرما دیتے۔ اور اس کو ایک ہی طلاق قرار دیتے۔ اس کی تصدیق حضرت رکانہ کی حدیث سے ہوتی ہے جس میں مذکور ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو لفظ البتہ کے ساتھ طلاق دی تھی۔ یہ لفظ عرب کے عرف عام میں تین طلاق کے لیے بولا جاتا ہے۔ مگر تین اس کا مفہوم صریح نہیں تھا اور حضرت رکانہ نے کہا کہ میری نیت تو اس لفظ سے تین طلاق کی نہیں تھی، بلکہ ایک طلاق دینے کا قصد تھا۔ حضورؐ نے ان کو قسم دی انھوں نے اس پر حلف دیا تو آپ نے ایک ہی طلاق قرار دے دی۔ صدیق اکبر کے عہد میں اور فاروق اعظم کے ابتدائی دو سالوں میں یہی طریقہ جاری رہا۔ پھر حضرت عمرؓ نے محسوس کیا کہ اب صدق و دیانت کا معیار گھٹ رہا ہے اور آئندہ اور کم ہو جائے گا۔ دوسری طرف ایسے واقعات کی بھی کثرت ہونے لگی کہ تین مرتبہ الفاظ طلاق کہنے والے اپنی نیت صرف ایک طلاق کی بیان کرنے لگے تو یہ محسوس کیا گیا کہ اگر اسی طرح طلاق دینے والے کے بیان نیت کی تصدیق کر کے ایک طلاق قرار دی جاتی رہی تو بعید نہیں کہ لوگ شریعت کی دی ہوئی اس سہولت کا بے جا استعمال کرنے لگیں۔ اور بیوی کو واپس لینے کے لیے جھوٹ کہہ دیں کہ نیت ایک کی ہی تھی۔ فاروق اعظم کی فراست اور دور بینی کو سبھی صحابہ نے درست سمجھ کر اتفاق کیا۔ یہ اصحاب چونکہ مزاج شناس رسول تھے، انھوں نے سمجھا کہ اگر ہمارے اس دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے تو یقیناً وہ بھی اب دلوں کی مخفی نیت اور صاحب معاملہ کے بیان پر مدار رکھ کر فیصلہ نہ فرماتے اس لیے قانون بنا دیا کہ اب جو شخص تین مرتبہ لفظ طلاق کا تکرار کرے گا اس کی تین ہی طلاقیں قرار دی جائیں گی۔ اس کی یہ بات نہ سنی جائے گی کہ اس نے نیت صرف ایک ہی طلاق کی کی تھی۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۵۶۷، ادارۃ المعارف کراچی)

''ایک ہی وقت میں تین طلاق سخت گناہ ہے تاہم آئمہ اربعہ کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور طلاق مغلظ ہو جاتی ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۷۵، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیک وقت دو یا تین طلاقیں دینا یا انھیں نافذ کر دینا حکمت الٰہیہ کے خلاف ہے

"الطلاق مرتان نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ بیک وقت دو یا تین طلاقیں دینا اور انھیں بیک وقت نافذ کر دینا حکمت الٰہیہ کے خلاف ہے۔ حکمت الٰہیہ اس بات کی مقتضی ہے کہ ایک مرتبہ طلاق دینے کے بعد (چاہے وہ ایک ہو یا کئی ایک) اور اسی طرح دوسری طلاق کے بعد (چاہے وہ ایک ہو یا کئی ایک) مرد کو سوچنے سمجھنے اور جلد بازی یا غصے میں کیے گئے کام کے ازالے کا موقع دیا جائے۔ یہ حکمت ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق رجعی قرار دینے میں ہی باقی رہتی ہے نہ کہ تینوں کو بیک وقت نافذ کر کے سوچنے اور غلطی کا ازالہ کرنے کی سہولت سے محروم کر دینے کی صورت میں جیسا کہ بعض لوگوں کا نقطۂ نظر ہے۔" (احسن البیان، ص۱۳۳، دار السلام ریاض)

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ أَنْ يَّتَرَاجَعَآ إِنْ ظَنَّآ أَنْ يُّقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُونَ (230) وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۖ وَّلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۗ وَلَا تَتَّخِذُوا آيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ وَّاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوآ أَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (231) وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذٰلِكُمْ أَزْكٰى لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (232) وَالْوٰلِدٰتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۗ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدْتُّمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوآ أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوآ أَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (233) وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِيٓ أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (234) وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِيٓ أَنْفُسِكُمْ ۗ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّآ أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۗ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ أَجَلَهُ ۗ وَاعْلَمُوآ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيٓ أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوآ أَنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ (235) لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَّمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ (236) وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَ الَّذِىْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ(237)

تراجم

۱۔ پھر اگر اس کو طلاق دے، تو اب حلال نہیں اس کو وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح نہ کرے، کسی خاوند سے اس کے سوا۔ پھر اگر وہ شخص اس کو طلاق دے تب گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر مل جاویں اگر خیال رکھیں کہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے۔ اور یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے، بیان کرتا ہے واسطے جاننے والوں کے (۲۳۰) اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو، پھر پہنچیں اپنی عدت تک، تو رکھ لواُن کو دستور سے، یا رخصت کرو دستور سے۔ اور مت بند کرواُن کے ستانے کو یا زیادتی کرو۔ اور جو کوئی یہ کام کرے اُس نے برا کیا اپنا۔ اور مت ٹھہراؤ حکم اللہ کے ہنسی۔ اور یاد کرو احسان اللہ کا جو تم پر ہے۔ اور وہ جو اتاری تم پر کتاب اور کام کی باتیں، کہ تم کو سمجھاوے۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے، اور جان رکھو کہ اللہ سب چیز جانتا ہے (۲۳۱) اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو، پھر پہنچ چکیں اپنی عدت کو، تو اب نہ روکو، ان کو کہ نکاح کرلیں اپنے خاوندوں سے، جب راضی ہو جاویں آپس میں، موافق دستور کے۔ یہ نصیحت ملتی ہے اس کو، جو کوئی تم میں یقین رکھتا ہے اللہ پر، اور پچھلے دن پر۔ اسی میں سنوار زیادہ ہے تم کو اور ستھرائی۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۲۳۲) اور لڑکے والیاں دودھ پلاویں اپنے لڑکوں کو دو برس پورے جو کوئی چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت۔ اور لڑکے والے پر ہے کھانا اور پہننا اُن کا موافق دستور کے۔ تکلیف نہیں کسی شخص کو مگر جو اس کی گنجائش ہے۔ نہ ضرر چاہے ماں اپنی اولاد کا، اور نہ لڑکے والا اپنی اولاد کا۔ اور وارث پر بھی یہی ذمہ ہے۔ پھر اگر دونوں چاہیں دودھ چھڑانا آپس کی رضا سے اور مشورت سے، تو ان کو نہیں گناہ۔ اور اگر تم مرد چاہو کہ دودھ پلواؤ اپنی اولاد کو، تو تم پر نہیں گناہ، جب حوالہ کردیا جو تم نے دینا ٹھہرایا تھا موافق دستور کے اور ڈرو اللہ سے، اور جان رکھو، کہ اللہ تمھارے کام دیکھتا ہے (۲۳۳) اور جو لوگ مرجائیں تم میں اور چھوڑ جائیں عورتیں، وہ انتظار کروادیں اپنے تئیں چار مہینے اور دس دن۔ پھر جب پہنچ چکیں اپنی عدت کو، تو تم پر نہیں گناہ، جو وہ اپنے حق میں کریں موافق دستور کے۔ اور اللہ کو تمھارے کام کی خبر ہے (۲۳۴) اور گناہ نہیں تم پر جو پردے میں کہو پیغام نکاح کا عورت کو، یا چھپا رکھو اپنے دل میں۔ معلوم ہے اللہ کو، کہ تم البتہ ان کا دھیان کرو گے، لیکن وعدہ نہ کرواُن سے چھپ کر، مگر یہی کہ کہو ایک بات جس کا رواج ہے۔ اور نہ باندھو گرہ نکاح کی۔ جب تک پہنچ چکے حکم اللہ کا اپنی مدت کو۔ اور جان رکھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمھارے دل میں ہے، تو اس سے ڈرتے رہو۔ اور جان رکھو کہ اللہ بخشتا ہے تحمل والا (۲۳۵) گناہ نہیں تم پر، اگر طلاق دو عورتوں کو، جب تک یہ نہیں کہ ان کو ہاتھ لگایا ہو یا مقرر کیا ہواُن کا کچھ حق۔ اور ان کو خرچ دو۔ وسعت والے پر اس کے موافق ہے اور تنگی والے پر اس کے موافق، جو خرچ دستور ہے، لازم ہے نیکی والوں کو (۲۳۶) اور اگر طلاق دو ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے، اور ٹھہرا چکے ہواُن کا حق، تو لازم ہوا آدھا جو کچھ ٹھہرایا تھا۔ مگر یہ کہ درگزر کریں عورتیں، یا درگزر کرے جس کے ہاتھ گرہ ہے نکاح کی۔ اور تم مرد درگزر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری سے اور نہ بھلا دو بھلائی رکھنی آپس میں۔ تحقیق، اللہ جو کرتے ہو، سو دیکھتا ہے (۲۳۷)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ پھر اگر کوئی (تیسری) طلاق دے دے عورت کو تو پھر وہ اس کے لیے حلال نہ رہے گی اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ (عدت کے بعد) نکاح کرے۔ پھر اگر یہ اس کو طلاق دے دے تو ان دونوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بدستور پھر مل جاویں بشرطیکہ دونوں غالب گمان رکھتے ہوں کہ (آئندہ) خداوندی ضابطوں کو قائم رکھیں گے اور یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خداوندی ضابطے ہیں حق تعالیٰ ان کو بیان فرماتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے جو دانش مند ہیں (۲۳۰) اور جب تم نے عورتوں کو (رجعی) طلاق دی (ہو) پھر وہ اپنی عدت گزرنے کے قریب پہنچ جاویں تو (یا تو) تم ان کو قاعدے کے موافق (رجعت کر کے) نکاح میں رہنے دو یا قاعدے کے موافق ان کو رہائی دو۔ اور ان کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے مت رکھو۔ اس ارادہ سے کہ ان پر ظلم کیا کرو گے۔ اور جو شخص ایسا (برتاؤ) کرے گا۔ سو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور حق تعالیٰ کے احکام کو لہو ولعب (کی طرح بے وقعت) مت سمجھو۔ اور حق تعالیٰ کی جو تم پر نعمتیں ہیں ان کو یاد کرو اور (خصوصاً) اس کتاب اور (مضامین) حکمت کو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر اس حیثیت سے نازل فرمائی ہیں کہ تم کو ان کے ذریعہ سے نصیحت فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (۲۳۱) اور جب تم (میں ایسے لوگ پائے جائیں کہ وہ) اپنی بیبیوں کو طلاق دے دیں پھر وہ عورتیں اپنی میعاد (عدت) بھی پوری کر چکیں۔ تو تم ان کو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں جب کہ باہم سب رضا مند ہو جائیں۔ قاعدے کے موافق اس مضمون سے نصیحت کی جاتی ہے اس شخص کو جو کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور بروزِ قیامت پر یقین رکھتا ہو۔ اس نصیحت کا قبول کرنا تمھارے لیے زیادہ صفائی اور زیادہ پاکی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے (۲۳۲) اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلایا کریں۔ یہ مدت اس کے لیے ہے جو کوئی شیر خوارگی کی تکمیل کرنا چاہے۔ اور جس کا بچہ ہے (یعنی باپ) اس کے ذمہ ہے اُن (ماؤں) کا کھانا اور کپڑا قاعدے کے موافق۔ کسی شخص کو حکم نہیں دیا جاتا، مگر اس کی برداشت کے موافق کسی ماں کو تکلیف نہ پہنچانا چاہیے اس کے بچہ کی وجہ سے اور نہ کسی باپ کو تکلیف دینی چاہیے اس کے بچہ کی وجہ سے۔ اور مثل طریق مذکور کے اس کے ذمہ ہے جو وارث ہو پھر اگر دونوں دودھ چھڑانا چاہیں اپنی رضا مندی اور مشورہ سے تو دونوں پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اگر تم لوگ اپنے بچوں کو (کسی اور انا کا) دودھ پلوانا چاہو۔ تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ ان کے حوالہ کر دو جو کچھ ان کو دینا کیا ہے قاعدہ کے موافق اور حق تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ حق تعالیٰ تمھارے کیے ہوئے کاموں کو خوب دیکھ رہے ہیں (۲۳۳) اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو (نکاح وغیرہ سے) روکے رکھیں چار مہینے اور دس دن پھر جب اپنی میعاد (عدت) ختم کر لیں تو تم کو کچھ گناہ نہ ہوگا۔ ایسی بات میں کہ وہ عورتیں اپنی ذات کے لیے کچھ کارروائی (نکاح کی) کریں قاعدہ کے موافق۔ اور اللہ تعالیٰ تمھارے تمام افعال کی خبر رکھتے ہیں (۲۳۴) اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام (نکاح) دینے کے بارے میں کوئی بات اشارۃً کہو یا اپنے دل میں (ارادۂ نکاح کو) پوشیدہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہے کہ تم ان عورتوں کا (ضرور) ذکر مذکور کرو گے لیکن ان سے نکاح کا وعدہ (اور گفتگو) مت کرو مگر یہ کہ کوئی بات قاعدے کے موافق کہو اور تم تعلق نکاح کا (فی الحال) ارادہ بھی مت کرو یہاں تک کہ عدت مقررہ اپنی ختم کو نہ پہنچ جاوے اور یقین رکھو اس کا کہ اللہ تعالیٰ کو تمھارے دلوں کی بات کی اطلاع ہے سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ معاف بھی کرنے والے ہیں، حلیم بھی ہیں (۲۳۵) تم پر (مہر کا) کچھ مواخذہ نہیں اگر بیبیوں کو ایسی حالت میں طلاق دے دو کہ نہ ان کو تم نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ ان کے لیے کچھ مہر مقرر کیا ہے اور (صرف) ان کو ایک جوڑا دے دو۔ صاحبِ وسعت کے ذمہ اس کی حیثیت کے موافق ہے اور تنگدست کے ذمہ اس کی حیثیت کے موافق ہے جوڑا دینا قاعدے کے موافق واجب ہے خوش معاملہ لوگوں پر (۲۳۶) اور اگر تم ان بیبیوں کو طلاق دو قبل اس کے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ اور ان کے لیے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہو اس کا نصف (واجب ہے) مگر یہ کہ وہ عورتیں (اپنا نصف) معاف کر دیں یا یہ کہ وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کا تعلق (رکھنا اور توڑنا) ہے اور تمھارا معاف کر دینا (بہ نسبت وصول کرنے کے) تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور آپس میں احسان کرنے سے غفلت مت کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمھارے سب کاموں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوخوب دیکھتے ہیں (۲۳۷)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں۔ اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنھیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لیے (۲۳۰) اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آ لگے تو اس وقت تک یا بھلائی کے ساتھ روک لو یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دو اور انھیں ضرر دینے کے لیے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بنالو اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور وہ جو تم پر کتاب اور حکمت اُتاری تمھیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے (۲۳۱) اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو! انھیں نہ روکو اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں جب کہ آپس میں موافق شرع رضامند ہو جائیں۔ یہ نصیحت اسے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ تمھارے لیے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۲۳۲) اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس اس کے لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے۔ اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے حسب دستور۔ کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا، مگر اس کے مقدور بھر۔ ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے۔ پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں۔ اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر مضائقہ نہیں جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا بھلائی کے ساتھ انھیں ادا کر دو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمھارے کام دیکھ رہا ہے (۲۳۳) اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو تم پر مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اور اللہ کو تمھارے کاموں کی خبر ہے (۲۳۴) اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو۔ اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی بات کہو جو شرع میں معروف ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو جب تک لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے اور جان لو کہ اللہ تمھارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا، حلم والا ہے (۲۳۵) تم پر کچھ مطالبہ نہیں تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر کر لیا ہو اور ان کو کچھ برتنے کو دو۔ مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگدست پر اس کے لائق حسب دستور کچھ برتنے کی چیز، یہ واجب ہے بھلائی والوں پر (۲۳۶) اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لیے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اے مردو! تمھارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو بے شک اللہ تمھارے کام دیکھ رہا ہے (۲۳۷)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ پھر اگر اس کو طلاق دے دے تو اب اس کے لیے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے، پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ یہ جان لیں کہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں جنھیں وہ جاننے والوں کے لیے بیان فرما رہا ہے (۲۳۰) جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت ختم کرنے پر آئیں تو اب انھیں اچھی طرح بساؤ یا بھلائی کے ساتھ الگ کر دو۔ اور انھیں تکلیف پہنچانے کی غرض سے ظلم و زیادتی کے لیے نہ روکو جو شخص ایسا کرے اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تم اللہ کے احکام کو ہنسی کھیل نہ بناؤ اور اللہ کا احسان جو تم پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یاد کرو اور جو کچھ کتاب وحکمت اس نے نازل فرمائی ہے جس سے تمھیں نصیحت کر رہا ہے اسے بھی، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے (۲۳۱) اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انھیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں۔ یہ نصیحت انھیں کی جاتی ہے جنھیں تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر یقین وایمان ہو۔ اس میں تمھاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۲۳۲) مائیں اپنی اولادوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو مطابق دستور کے ہو۔ ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو۔ ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے۔ وارث پر بھی اسی جیسی ذمہ داری ہے۔ پھر اگر دونوں (یعنی ماں باپ) اپنی رضامندی اور باہمی مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں اور اگر تمھارا ارادہ اپنی اولاد کو دودھ پلوانے کا ہو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تم ان کو مطابق دستور کے جو دینا ہو وہ ان کے حوالے کر دو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال کی دیکھ بھال کر رہا ہے (۲۳۳) تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس (دن) عدت میں رکھیں، پھر جب مدت ختم کر لیں تو جو اچھائی کے ساتھ وہ اپنے لیے کریں اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور اللہ تعالیٰ تمھارے ہر عمل سے خبردار ہے (۲۳۴) تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اشارۃً کنایۃً ان عورتوں سے نکاح کی بابت کہو یا اپنے دل میں پوشیدہ ارادہ کرو، اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ تم ضرور ان سے ذکر کرو گے لیکن تم ان سے پوشیدہ وعدے نہ کر لو۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ تم بھلی بات بولا کرو اور عقد نکاح جب تک کہ عدت ختم نہ ہو جائے پختہ نہ کرو، جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو تمھارے دلوں کی باتوں کا بھی علم ہے۔ تم اس سے خوف کھاتے رہا کرو اور یہ بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ بخشش اور حلم والا ہے (۲۳۵) اگر تم عورتوں کو بغیر ہاتھ لگائے اور بغیر مہر مقرر کیے طلاق دے دو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، ہاں انھیں کچھ نہ کچھ فائدہ دو۔ خوشحال اپنے انداز سے اور تنگدست اپنی طاقت کے مطابق، دستور کے مطابق اچھا فائدہ دے، بھلائی کرنے والوں پر یہ لازم ہے (۲۳۶) اور اگر تم عورتوں کو اس سے پہلے طلاق دے دو کہ تم نے انھیں ہاتھ لگایا ہو اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کر دیا ہو تو مقررہ مہر کا آدھا مہر دے دو۔ یہ اور بات ہے کہ وہ خود معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ تمھارا معاف کر دینا تقویٰ سے بہت نزدیک ہے اور آپس کی فضیلت اور بزرگی کو فراموش نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال کو دیکھ رہا ہے (۲۳۷)۔ (مولانا محمدؒ جوناگڑھی)

۵۔ پھر اگر (دو بار طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری بار) طلاق دے دی، تو وہ عورت پھر اس کے لیے حلال نہ ہوگی، اِلاّ یہ کہ اس کا نکاح کسی دُوسرے شخص سے ہو اور وہ اسے طلاق دے دے۔ تب اگر پہلا شوہر اور یہ عورت دونوں یہ خیال کریں کہ حدودِ الٰہی پر قائم رہیں گے، تو ان کے لیے ایک دُوسرے کی طرف رُجوع کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، جنھیں وہ اُن لوگوں کی ہدایت کے لیے واضح کر رہا ہے، جو (اس کی حدوں کو توڑنے کا انجام) جانتے ہیں (۲۳۰) اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت پوری ہونے کو آ جائے، تو یا بھلے طریقے سے انھیں روک لو یا بھلے طریقے سے رخصت کر دو۔ محض ستانے کی خاطر انھیں نہ روکے رکھنا کہ یہ زیادتی ہوگی اور جو ایسا کرے گا، وہ درحقیقت آپ اپنے ہی اوپر ظلم کرے گا۔ اللہ کی آیات کا کھیل نہ بناؤ۔ بھول نہ جاؤ کہ اللہ نے کس نعمتِ عظمیٰ سے تمھیں سرفراز کیا ہے۔ وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے کہ جو کتاب اور حکمت اُس نے تم پر نازل کی ہے، اس کا احترام ملحوظ رکھو۔ اللہ سے ڈرو اور خوب جان لو کہ اللہ کو ہر بات کی خبر ہے (۲۳۱) جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں، تو پھر اس میں مانع نہ ہو کہ وہ اپنے زیرِ تجویز شوہروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نکاح کرلیں، جب کہ وہ معروف طریقے سے باہم مناکحت پر راضی ہوں۔ تمھیں نصیحت کی جاتی ہے کہ ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا، اگر تم اللہ اور روزِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ تمھارے لیے شائستہ اور پاکیزہ طریقہ یہی ہے کہ اس سے باز رہو۔ اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے (۲۳۲) جو باپ چاہتے ہوں کہ ان کی اولاد پوری مدتِ رضاعت تک دودھ پیے، تو مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں۔ اِس صورت میں بچے کے باپ کو معروف طریقے سے انھیں کھانا کپڑا دینا ہوگا۔ مگر کسی پر اس کی وسعت سے بڑھ کر بار نہ ڈالنا چاہیے۔ نہ تو ماں کو اس وجہ سے تکلیف میں ڈالا جائے کہ بچہ اس کا ہے، اور نہ باپ ہی کو اس وجہ سے تنگ کیا جائے کہ بچہ اس کا ہے ___ دودھ پلانے والی کا یہ حق جیسا بچے کے باپ پر ہے، ویسا ہی اس کے وارث پر بھی ہے ___ لیکن اگر فریقین باہمی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں، تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر تمھارا خیال اپنی اولاد کو کسی غیر عورت سے دودھ پلوانے کا ہو، تو اِس میں بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کا جو کچھ معاوضہ طے کرو، وہ معروف طریقے پر ادا کرو۔ اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، سب اللہ کی نظر میں ہے (۲۳۳) تم میں سے جو لوگ مرجائیں، اُن کے پیچھے اگر اُن کی بیویاں زندہ ہوں، تو وہ اپنے آپ کو چار مہینے، دس دن روکے رکھیں۔ پھر جب ان کی عدت پوری ہو جائے، تو انھیں اختیار ہے، اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقے سے جو چاہیں، کریں۔ تم پر اس کی کوئی ذمے داری نہیں۔ اللہ تم سب کے اعمال سے باخبر ہے (۲۳۴) زمانہ عدت میں خواہ تم ان بیوہ عورتوں کے ساتھ منگنی کا ارادہ اشارے کنایے میں ظاہر کردو، خواہ دل میں چھپائے رکھو، دونوں صورتوں میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ اُن کا خیال تو تمھارے دل میں آئے گا ہی۔ مگر دیکھو! خفیہ عہد و پیمان نہ کرنا۔ اگر کوئی بات کرنی ہے، تو معروف طریقے سے کرو۔ اور عقدِ نکاح باندھنے کا فیصلہ اُس وقت تک نہ کرو، جب تک کہ عدت پوری نہ ہو جائے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ تمھارے دلوں کا حال تک جانتا ہے۔ لہٰذا اس سے ڈرو اور یہ بھی جان لو کہ اللہ بردبار ہے، چھوٹی چھوٹی باتوں سے درگزر فرماتا ہے (۲۳۵) تم پر کچھ گناہ نہیں، اگر اپنی عورتوں کو طلاق دے دو قبل اس کے کہ ہاتھ لگانے کی نوبت آئے یا مہر مقرر ہو۔ اس صورت میں انھیں کچھ نہ کچھ دینا ضرور چاہیے۔ خوش حال آدمی اپنی مقدرت کے مطابق اور غریب اپنی مقدرت کے مطابق معروف طریقہ سے دے۔ یہ حق ہے نیک آدمیوں پر (۲۳۶) اور اگر تم نے ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی ہو، لیکن مہر مقرر کیا جا چکا ہو، تو اس صورت میں نصف مہر دینا ہوگا۔ یہ اور بات ہے کہ عورت نرمی برتے (اور مہر نہ لے) یا وہ مرد، جس کے اختیار میں عقدِ نکاح ہے، نرمی سے کام لے اور (پورا مہر دے دے)، اور تم (یعنی مرد) نرمی سے کام لو، تو یہ تقویٰ سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ آپس کے معاملات میں فیاضی کو نہ بھولو۔ تمھارے اعمال کو اللہ دیکھ رہا ہے (۲۳۷)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ پس اگر وہ اس کو طلاق دے دے تو وہ عورت اس کے بعد اس کے لیے جائز نہیں ہے تا آنکہ وہ اس کے سوا کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ پس اگر وہ اس کو طلاق دے دے تو پھر ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ مراجعت کرلیں۔ اگر یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے حدود پر قائم رہ سکتے ہیں۔ یہ اللہ کے مقرر کردہ حدود ہیں وہ ان کو واضح کر رہا ہے ان لوگوں کے لیے جو علم کے طالب ہیں (۲۳۰) اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ پہنچ جائیں اپنی مدت کو تو ان کو، دستور کے مطابق، روک لو، یا دستور کے مطابق، رخصت کردو۔ اور تم ان کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے نہ روکو کہ تم حدود سے تجاوز کرو۔ اور جو ایسا کرے گا تو اپنی ہی جان پر ظلم ڈھائے گا۔ اور اللہ کی آیات کو مذاق نہ بناؤ اور اپنے اُوپر اللہ کے فضل کو یاد رکھو اور اس کتاب و حکمت کو یاد رکھو جو اس نے تمھاری نصیحت کے لیے اُتاری اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے (۲۳۱) اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کرچکیں تو تم اس بات میں مزاحم نہ بنو کہ وہ اپنے (ہونے والے) شوہروں سے نکاح کریں جب کہ وہ آپس میں معاملہ، دستور کے مطابق، طے کریں۔ یہ نصیحت تم میں سے ان لوگوں کو کی جاتی ہے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی تمھارے لیے زیادہ پاکیزہ اور ستھرا طریقہ ہے اور اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے (۲۳۲) اور مائیں اپنے بچوں کو، ان لوگوں کے لیے، پورے دو سال دودھ پلائیں، جو پوری مدت دودھ پلوانا چاہتے ہوں اور بچے والے کے ذمہ بچوں کی ماؤں کا، دستور کے مطابق، کھانا اور کپڑا ہے۔ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے، نہ کسی ماں کو اس کے بچے کے سبب سے نقصان پہنچایا جائے اور نہ کسی باپ کو اس کے بچے کے سبب سے۔ اور اسی طرح کی ذمہ داری وارث پر بھی ہے۔ پھر اگر دونوں باہمی رضامندی اور صلاح سے دودھ چھڑا دینا چاہیں تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنے بچوں کو کسی اور سے دودھ پلوانا چاہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، جبکہ تم ان کو، دستور کے مطابق، وہ ادا کر دو جو تم نے دینے کا وعدہ کیا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے (۲۳۳) اور جو تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں اپنے بارے میں چار ماہ دس دن توقف کریں۔ پھر جب وہ اپنی مدت کو پہنچ جائیں تو جو کچھ وہ اپنے بارے میں، دستور کے مطابق، کریں اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اور اللہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو، اس سے پوری طرح باخبر ہے (۲۳۴) اور اس بات میں بھی کوئی گناہ نہیں جو تم ان عورتوں سے پیغامِ نکاح کے قسم کی بطریق کنایہ و اشارہ کہو یا اپنے دلوں میں رکھو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم ان سے ذکر کرو گے، لیکن چپکے سے ان کے ساتھ (نکاح کا) قول و قرار نہ کر بیٹھو۔ ہاں! دستور کے مطابق کوئی بات کہہ سکتے ہو اور عقدِ نکاح کا عزم اس وقت تک نہ کرو جب تک قانون اپنی مدت کو نہ پہنچ جائے۔ اور جان رکھو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے تو اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا اور بردبار ہے (۲۳۵) اور اگر تم عورتوں کو اس صورت میں طلاق دو کہ نہ ان کو ہاتھ لگایا اور نہ ان کے لیے متعین مہر مقرر کیا ہو تو ان کے مہر کے باب میں تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ ان کو، دستور کے مطابق، دے دلا کر رخصت کرو: صاحبِ وسعت اپنی وسعت کے مطابق اور غریب اپنی حالت کے مطابق۔ یہ بھلے لوگوں پر حق ہے (۲۳۶) اور اگر تم نے ان کو طلاق تو دی، ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے لیکن ایک متعین مہر ٹھہرا چکے ہو تو مقررہ مہر کا آدھا ادا کرو، الا آنکہ وہ اپنا حق چھوڑیں یا وہ اپنا حق چھوڑے جس کے ہاتھ میں سررشتۂ نکاح ہے۔ اور یہ کہ تم اپنا حق معاف کر دو، یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور تمھارے درمیان ایک کو دوسرے پر جو فضیلت ہے اس کو نہ بھولو۔ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے (۲۳۷)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ پھر اگر (دو مرتبہ طلاق سے رجوع کے بعد) شوہر نے (اسی رشتۂ نکاح میں) بیوی کو (تیسری مرتبہ) طلاق دے دی تو اب وہ اُس کے لیے جائز نہ ہوگی، جب تک اُس کے سوا کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ لیکن اگر اُس (دوسرے شوہر) نے بھی طلاق دے دی تو پہلے میاں بیوی کے لیے ایک دوسرے کی طرف رجوع کر لینے میں کوئی مضایقہ نہیں ہے، اگر یہ توقع رکھتے ہوں کہ (اب) وہ حدود الٰہی پر قائم رہ سکیں گے۔ اور یہ اللہ کے مقرر کردہ حدود ہیں جنھیں وہ اُن لوگوں کے لیے واضح کر رہا ہے جو علم حاصل کرنا چاہتے ہوں (۲۳۰) اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی مدت کو پہنچ جائیں تو اُنھیں بھلے طریقے سے روک لو یا بھلے طریقے سے رخصت کر دو اور اُنھیں نقصان پہنچانے کے ارادے سے ہرگز نہ روکو کہ (اس طرح) اُن پر زیادتی کرو۔ اور (جان لو کہ) جو ایسا کرے گا، وہ اپنی ہی جان پر ظلم ڈھائے گا۔ اور اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بناؤ، اور اپنے اوپر اللہ کی عنایت کو یاد رکھو، اور اُس قانون اور حکمت کو یاد رکھو جو اُس نے اتاری ہے، جس کی وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور خوب جان رکھو کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے (۲۳۱) اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی مدت کو پہنچ جائیں تو اب اس میں مانع نہ ہو کہ وہ اپنے ہونے والے شوہروں سے نکاح کر لیں، جب وہ معاملہ بھی آپس میں دستور کے مطابق طے کریں۔ یہ نصیحت تم میں سے اُن لوگوں کو کی جاتی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہی تمھارے لیے زیادہ شایستہ اور زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۲۳۲) اور (طلاق کے بعد بھی) مائیں اُن لوگوں کے لیے جو دودھ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدت پوری کرنا چاہتے ہوں، اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں گی اور بچے کے باپ کو (اِس صورت میں) دستور کے مطابق اُن کا کھانا کپڑا دینا ہوگا۔ کسی پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔ نہ کسی ماں کو اُس کے بچے کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور نہ کسی باپ کو اُس کے بچے کے سبب سے اور اِسی طرح کی ذمہ داری اُس کے وارث پر بھی ہے پھر اگر دونوں باہمی رضامندی اور آپس کے مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور اگر تم کسی اور سے دودھ پلوانا چاہو تو اِس میں بھی کوئی مضایقہ نہیں، بشرطیکہ (بچے کی ماں سے) جو کچھ دینا طے کیا ہے، وہ دستور کے مطابق اُسے دے دو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُسے دیکھ رہا ہے (۲۳۳) اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑیں تو وہ بھی اپنے آپ کو چار مہینے دس دن انتظار کرائیں۔ پھر جب اُن کی عدت پوری ہو جائے تو اپنے حق میں دستور کے مطابق جو کچھ وہ کریں، اُس کا تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُسے خوب جانتا ہے (۲۳۴) اور اِس میں بھی کوئی گناہ نہیں جو تم اشارے کنایے میں نکاح کا پیغام اُن عورتوں کو دو یا اُسے دل میں چھپائے رکھو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اُن سے یہ بات تو کرو گے ہی۔ (سو کرو)، لیکن (اِس میں) کوئی وعدہ اُن سے چھپ کر نہ کرنا۔ ہاں، دستور کے مطابق کوئی بات، البتہ کہہ سکتے ہو۔ اور عقدِ نکاح کا فیصلہ اُس وقت تک نہ کرو، جب تک قانون اپنی مدت پوری نہ کر لے۔ اور جان رکھو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے، اِس لیے اُس سے ڈرو اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا ہے، وہ بڑا بردبار ہے (۲۳۵) (اور) اگر تم عورتوں کو اِس صورت میں طلاق دو کہ تم نے اُنھیں ہاتھ نہیں لگایا یا اُن کا مہر مقرر نہیں کیا تو مہر کے معاملے میں تم پر کچھ گناہ نہیں ہے، لیکن (یہ تو لازماً ہونا چاہیے کہ) دستور کے مطابق اُنھیں کچھ سامان زندگی دے کر رخصت کرو، اچھی حالت والے اپنی حالت کے مطابق اور غریب اپنی حالت کے مطابق۔ یہ حق ہے اُن پر جو احسان کا رویہ اختیار کرنے والے ہوں (۲۳۶) اور اگر تم نے طلاق تو اُنھیں ہاتھ لگانے سے پہلے دی، مگر مہر مقرر کر چکے ہو تو مقررہ مہر کا نصف اُنھیں دینا ہوگا، اِلّا یہ کہ وہ اپنا حق چھوڑ دیں یا وہ چھوڑ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ اور یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے کہ تم مرد اپنا حق چھوڑ دو۔ اور اپنے درمیان کی فضیلت نہ بھولو۔ بے شک اللہ دیکھ رہا ہے اُس کو جو تم کر رہے ہو (۲۳۷)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح...

ایک پر حکمت پابندی

''آخری طلاق دے چکنے کے بعد اگر کوئی شخص پھر اس عورت سے نکاح کرنا چاہے تو یہ اس حکم کا بیان ہو رہا ہے کہ جب تک وہ عورت کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اور وہ اس کو طلاق نہ دے اس وقت تک یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے جائز نہیں ہو سکتی۔ اس پابندی سے مقصود طلاق کو ایک سہل کھیل بنانے سے بچانا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۳۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

لفظ نکاح عقد نکاح کے مفہوم میں ہے

''حتی تنکح زوجا غیرہ میں نکاح کا لفظ ہمارے نزدیک عقد نکاح ہی کے معنی میں ہے۔ جن لوگوں نے اس کو وطی کے معنی میں لیا ہے انھوں نے ایک غیر ضروری سا تکلف کیا ہے۔ یہاں اس لفظ کا طریق استعمال اس معنی سے ابا کر رہا ہے۔ 'تنکح' کا فاعل ظاہر ہے کہ عورت ہے، اگر اس کے معنی وطی کے لیے جائیں تو اس کا ترجمہ ہوگا کہ یہاں تک کہ وہ عورت کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے شوہر سے وطی کرے، وطی کرنا مرد کا کام ہے نہ کہ عورت کا۔ اس لیے ہمارے خیال میں یہاں یہ لفظ عقد نکاح ہی کے مفہوم میں ہے۔" (تدبر قرآن، ج۱ص ۵۴۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

نکاح وطی کے مفہوم میں ہے

"یہاں نکاح اپنے اصطلاحی شرعی مفہوم میں ہے یعنی ہم بستری کے مترادف ہے۔ محض عقد کا مفہوم تو خود لفظ 'زوجاً' سے نکل آتا ہے۔ 'تنکح' سے مقصود ہم بستری کو ظاہر کرنا ہے۔ نکاح کا لفظ جب مطلق صورت میں ہو تو اس سے مراد عقد زوجیت ہو گی لیکن جب اضافت زوجۃ و امراتہ کے ساتھ ہو گی تو ہم بستری مراد ہو گی۔ جمہور فقہا و آئمہ مجتہدین کا قول یہی ہے کہ مطلقہ کے ساتھ پہلے شوہر کا نکاح جب ہی درست ہے جب دوسرا شوہر ہم بستری کے بعد طلاق دے اور اس طلاق پر بھی تین ماہ کی عدت گزرے۔ اختلاف صرف دو تابعین سے منقول ہے، ان کے خیال میں مجرد عقد ثانی بھی ہم بستری کے بغیر طلاق کے بعد شوہر اول سے یا کسی اور سے عقد کے لیے کافی ہے۔" (تفسیر ماجدی ج۱ص ۴۳۳، تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

حلالہ

"اگر کوئی شخص اس نیت سے کسی عورت سے نکاح کرے کہ اس نکاح کے بعد طلاق دے کر وہ اس عورت کو اس کے پہلے شوہر کے لیے جائز ہونے کا حیلہ فراہم کرے تو شریعت کی اصطلاح میں یہ حلالہ ہے۔ یہ اسلام میں متعہ ہی کی طرح حرام ہے۔ حدیث میں اس کو کرائے کا سانڈ کہا گیا ہے اور ایسا کرنے والے اور ایسا کروانے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔" (تدبر قرآن، ج۱ص ۵۳۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

متعہ اور حلالہ کا فرق

"متعہ صریح طور پر ایک متعین مدت کے لیے ہوتا ہے، اس وجہ سے اس کے متعلق واضح طور پر ایک فقیہ یہ حکم لگا سکتا ہے کہ یہ نکاح منعقد نہیں ہوا لیکن حلالہ کی نوعیت ایک درپردہ سازش کی ہے۔ اس کے متعلق کوئی ظاہری ثبوت اس بات کا موجود نہیں ہوتا کہ نکاح کے نام پر اللہ کی شریعت سے مذاق کیا گیا ہے اس وجہ سے اللہ کے نزدیک تو یہ نکاح اور یہ طلاق سب باطل ہو گا، لیکن ایک فقیہ جو صرف ظاہری حالات کو سامنے رکھ کر فتویٰ دینے پر مجبور ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس طرح کا نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا۔" (تدبر قرآن، ج۱ص ۵۳۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

فامسکوھن بالمعروف...

"دستور کے مطابق روکنے سے شریعت کا منشا کیا ہے اس کی وضاحت یوں فرمائی کہ یہ روکنا ہرگز ہرگز اس ارادے سے نہ ہو کہ اس طرح بیوی تمھارے پنجۂ ستم میں اسیر رہے۔" (تدبر قرآن، ج۱ص ۵۳۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

رجعت

"رجعت کا ایک قاعدہ تو یہ ہے کہ پچھلے غصہ و ناراضی کو دل سے نکال کر حسن معاشرت سے زندگی گزارنا مقصود ہو۔ 'ولا تمسکوھن ضرارا لتعدوا' دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ 'واشھدوا ذوی عدل منکم و اقیموا الشھادۃ' یعنی آپس میں دو معتبر مسلمانوں کو گواہ بنالو اس کے کئی فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ عورت کی طرف سے رجعت کے خلاف کوئی دعویٰ ہو تو اس گواہی سے کام لیا جا سکے۔ دوسرے خود انسان کو اپنے نفس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے اگر رجعت پر شہادت کا قاعدہ جاری نہ کیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شخص عدت پوری گزر جانے کے بعد بھی اپنی غرض یا شیطانی اغواء سے یہ دعویٰ کر بیٹھے کہ میں نے عدت گزرنے سے پہلے رجوع کر لیا تھا، اس لیے قاعدہ بنا دیا کہ رجعت کرو تو دو معتبر گواہ بنالو۔'' (معارف القرآن، ج۱، ص۵۷۲، ادارۃ المعارف کراچی)

او سرحوھن بالمعروف

''یعنی طلاق دینا ہی ٹھہرے تو اچھے طریقے سے ہو طلاق دو، خاندانوں کے مابین دشمنی کا ذریعہ نہ بنے۔ اس کے لیے فرمایا کہ 'ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموھن' یعنی اپنا دیا ہوا سامان واپس نہ لو اور دوسرا کہ 'وللمطلقت متاع بالمعروف حقا علی المتقین' یعنی طلاق دی ہوئی عورتوں کے لیے کچھ فائدہ پہنچانا مقرر ہوا ہے، ان پر جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ فائدہ پہنچانے کی تفسیر رخصت کے وقت عورت کو کوئی تحفہ وغیرہ دینا ہے۔ اسلام کی حسن معاشرت ہے کہ فسخ نکاح کا معاملہ جنگ وجدل اور دشمنی کا ذریعہ نہ بنے بلکہ احسن طریقے سے یہ معاہدہ ختم ہو۔ اسی طرح ضروری ہے کہ ایام عدت میں عورت کو اپنے گھر رہنے دیا جائے خلوت ہو چکی ہو تو پورا مہر دیا جائے اور خلوت سے پہلے ہی طلاق کا واقعہ پیش آ جائے تو آدھا مہر خوش دلی سے دیا جائے۔'' (معارف القرآن، ج۱، ص۵۷۲، ادارۃ المعارف کراچی)

ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسه

قرآن مجید کا اسلوب

''قرآن کریم کا اسلوب یہ ہے کہ وہ قانون کو دنیا کے قوانین وتعزیرات کی طرح بیان نہیں کرتا، بلکہ مربیانہ انداز میں قانون کا بیان اس کی حکمت ومصلحت کی وضاحت اس کے خلاف کرنے میں انسان کی مضرت ونقصان کا ایسا سلسلہ بیان کرتا ہے جس کو دیکھ کر کوئی انسان تو انسانیت کے جامے سے باہر نہ ہو وہ ان جرائم پر اقدام کر ہی نہیں سکتا۔ ہر قانون کے بعد خدا کا خوف اور آخرت کا حساب یاد دلایا جاتا ہے۔'' (معارف القرآن، ج۱، ص۵۷۳، ادارۃ المعارف کراچی)

ولا تتخذوا ایات اللہ ھزوًا

نکاح وطلاق کو کھیل نہ بناؤ

''کھیل بنانے کی ایک تفسیر تو یہ ہے کہ نکاح وطلاق کے لیے اللہ نے جو حدود وشرائط مقرر کر دیے ہیں ان کی خلاف ورزی نہ کرنا اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ طلاق ونکاح کو اگر کسی نے کھیل یا مذاق میں بھی پورا کر دیا تو وہ نافذ ہو جائیں گے۔ نیت نہ کرنے کا عذر مسموع نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں ہنسی کے طور پر کرنا اور واقعی طور پر کرنا دونوں برابر ہیں۔ ایک طلاق، دوسرے عتاق، تیسرے نکاح۔'' (معارف القرآن، ج۱، ص۵۷۳، ادارۃ المعارف کراچی)

طلاق یافتہ عورتیں

''طلاق یافتہ عورتوں کی چار قسمیں ہیں۔ ۱۔ جن کا حق مہر بھی مقرر ہے، خاوند نے مجامعت بھی کی ہے، ان کو پورا حق مہر دیا جائے گا۔ ۲۔ حق مہر بھی مقرر نہیں، مجامعت بھی نہیں کی، ان کو صرف متعہ طلاق یعنی کچھ دے دلا کر رخصت کیا جائے گا۔ ۳۔ حق مہر مقرر ہے، لیکن مجامعت نہیں کی گئی، ان کو نصف مہر دینا ضروری ہے۔ ۴۔ مجامعت کی گئی ہے، لیکن حق مہر مقرر نہیں، ان کے لیے مہر مثل ہے۔ مہر مثل کا مطلب ہے کہ اس عورت کی قوم میں جو رواج ہے یا اس جیسی عورت کے لیے بالعموم جتنا مہر مقرر کیا جاتا ہو۔'' (احسن البیان، ص۱۳۹، دارالسلام پبلشرز ریاض)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واذكروا نعمت الله عليكم وما انزل عليكم من الكتب والحكمة...

"یعنی اس حقیقت کو فراموش نہ کرو کہ اللہ نے تمھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے کر دنیا کی رہنمائی کے عظیم الشان منصب پر مامور کیا ہے۔ تم امت وسط بنائے گئے ہو، تمھیں نیکی اور راستی کا گواہ بنا کر کھڑا کیا گیا ہے۔ تمھارا یہ کام نہیں ہے کہ حیلہ بازیوں سے آیات الٰہی کا کھیل بناؤ۔ قانون کے الفاظ سے روح قانون کے خلاف ناجائز فائدے اٹھاؤ اور دنیا کو راہ راست دکھانے کے بجائے خود اپنے گھروں میں ظالم اور بدراہ بن کر رہو۔" (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۷۷، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

فلا تعضلوھن ان ینکحن

"عضل کے معنی رکاوٹ ڈالنے کے ہیں اور ازواج سے مراد ان کے وہ ہونے والے شوہر ہیں جن سے وہ آئندہ نکاح کرنے کی خواہش مند ہوں۔ جو عورت طلاق پا کر اپنی عدت پوری کر چکی ہو وہ آزاد ہے کہ جہاں پسند کرے نکاح کرے۔ اس کے اس ارادے میں طلاق دینے والے شوہر یا اس کے خاندان والوں کو کوئی رکاوٹ نہیں پیدا کرنی چاہیے، عام اس سے کہ وہ رکاوٹ صریح ممانعت کے قسم کی ہو یا اندرونی سازش اور جوڑ توڑ کی نوعیت کی۔ اگر عورت کی حسب مرضی نکاح کی راہ میں رکاوٹ پیدا کی گئی تو اس سے خاندان اور پھر معاشرے میں بہت سی خرابیاں پھیلنے کے اندیشے ہیں۔ یہیں سے خفیہ روابط، پھر زنا، پھر اغوا اور فرار کے چور دروازے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ایک دن ان سب کی ناک کٹ کر رہتی ہے جو ناک ہی اونچی رکھنے کے زعم میں فطری جذبات کے مقابل بے ہودہ رسوم کی رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۴۵ فاران فاونڈیشن لاہور)

"ان ینکحن کے لفظ سے معلوم ہوا کہ عورتیں اپنا نکاح خود بھی کر سکتی ہیں اور یہیں سے حنفیہ نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ نکاح بغیر ولی کے بھی جائز ہے۔" (تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۴۳۷، تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

کفو

"عورت کے لیے معروف کی جو شرط لگائی ہے، اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ نکاح کے معاملے میں کفو کا بھی لحاظ ہونا چاہیے تاکہ متعلق خاندانوں کی وجاہت کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۴۶ فاران فاونڈیشن لاہور)

اذا تراضوا بینھم بالمعروف

"یعنی جب دونوں مرد و عورت شرعی قاعدہ کے مطابق رضامند ہو جائیں تو نکاح سے نہ روکو۔ اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ اگر دونوں کی رضامندی نہ ہو، کوئی کسی پر زبردستی کرنا چاہے تو سب کو روکنے کا حق ہے یا رضامندی ہو بھی مگر شرعی قاعدہ کے مطابق نہ ہو مثلاً بلا نکاح آپس میں میاں بیوی کی طرح رہنے پر رضامند ہو جائیں یا تین طلاقوں کے بعد ناجائز طور پر آپس میں نکاح کر لیں یا ایام عدت میں دوسرے شوہر سے نکاح کا ارادہ ہو تو ہر مسلمان کو بالخصوص ان لوگوں کو جن کا ان مرد و عورت سے تعلق ہے، روکنے کا حق ہے۔ اسی طرح لڑکی بلا اجازت اپنے اولیا کے اپنے کفو کے خلاف دوسرے کفو میں نکاح کرنا چاہے تو یہ رضامندی بھی قاعدۂ شرعی کے مطابق نہیں۔ 'اذا تراضوا' سے اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح بغیر اس کی رضا یا اجازت کے نہیں ہو سکتا۔" (معارف القرآن، ج ۱، ص ۵۷۶، ادارۃ المعارف کراچی)

"بالمعروف کی قید ان احکام کے ساتھ ہر جگہ لگی ہوئی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ بات بھی دین و اخلاق کے قانون کے خلاف نہ ہونے پائے اور ایک صالح معاشرے کے معیار شرافت کے خلاف نہ ہونے پائے۔" (تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۴۳۸، تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوالدت یرضعن اولادھن...

رضاعت سے متعلق مسائل

''اس آیت میں رضاعت سے متعلق بہت سے مسائل اکٹھے بیان ہو گئے ہیں جو بالترتیب یہ ہیں۔ ا۔ مطلقہ عورت پر اپنے بچے کو پورے دوسال دودھ پلانے کی ذمہ داری ہے، اگر طلاق دینے والا شوہر یہ چاہتا ہے کہ عورت یہ رضاعت کی مدت پوری کرے۔

۲۔ اس مدت میں بچے کے باپ پر مطلقہ کے کھانے کپڑے کی ذمہ داری ہے اور اس معاملہ میں دستور کا لحاظ ہوگا یعنی شوہر کی حیثیت، عورت کی ضروریات، اور مقام کے حالات پیش نظر رکھ کر فریقین فیصلہ کریں گے کہ عورت کو نان ونفقہ کے طور پر کیا دیا جائے۔

۳۔ فریقین میں سے کسی پر بھی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے گا، نہ بچے کے بہانے سے ماں کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی جائے گی اور نہ بچے کی آڑ لے کر باپ پر کوئی ناروا دباؤ ڈالا جائے گا۔

۴۔ اگر بچے کا باپ وفات پاچکا ہو تو بعینہ یہی پوزیشن مذکورہ ذمہ داریوں اور حقوق کے معاملے میں اس کے وارث کی ہوگی۔

۵۔ اگر باہمی رضامندی اور مشورہ سے دوسال کی مدت کے اندر ہی اندر بچے کا دودھ چھڑا دینے کا عورت مرد فیصلہ کرلیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔

۶۔ اگر باپ یا بچے کے ورثا بچے کی والدہ کی جگہ کسی اور عورت سے دودھ پلوانا چاہتے ہوں تو وہ ایسا کرنے کے مجاز ہیں بشرطیکہ بچے کی والدہ سے دینے دلانے کی جو قرارداد ہوئی ہے وہ پوری کر دی جائے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۴۵ فاران فاونڈیشن لاہور)

رضاعت کے مسائل

''ا۔ دودھ پلانا ماں کے ذمہ واجب ہے اور اس پر وہ شوہر سے کوئی اجرت یا معاوضہ نہیں لے سکتی جب تک کہ اس کے نکاح میں ہے۔

۲۔ پوری مدت رضاعت دوسال ہے جب تک کہ کوئی خاص عذر مانع نہ ہو۔ البتہ بعض احادیث اور آیات قرآنیہ کی بنا پر امام ابوحنیفہ کے نزدیک ڈھائی سال تک بھی پلایا جاسکتا ہے مگر اس کے بعد باتفاق حرام ہے۔

۳۔ طلاق کی صورت میں بچے کو دودھ پلانے کا معاوضہ باپ کے ذمہ ہوگا۔

۴۔ جب تک عورت نکاح میں ہے یا عدت میں ہے تو وہ دودھ پلانے کی اجرت مانگنے کی حقدار نہیں، البتہ طلاق کی عدت کے بعد وہ اس کی حقدار ہے۔

۵۔ ماں اگر کسی ضرورت کے سبب دودھ پلانے سے انکار کرے تو باپ کو مجبور کرنا جائز نہیں، البتہ بچہ اگر کسی اور کا دودھ نہیں پیتا یا کسی جانور وغیرہ کا دودھ بھی نہیں لیتا تو ماں کو مجبور کیا جائے گا۔

۶۔ باپ کی وفات کی صورت میں دودھ پلانے یا پلوانے کا انتظام کرنے کی ذمہ داری وارثوں پر ہے۔ جن جن کو اس کی وراثت پہنچتی ہے، باپ نہ ہونے کی صورت میں، وہ سب نفقہ کے ذمہ دار ہوں گے۔ نابالغ بچے کا خرچہ دودھ چھڑانے کے بعد بھی وارثوں پر ہوگا۔ اور وارثوں پر نفقہ بقدر میراث عائد ہوگا۔ مثلاً ماں اور دادا ہیں تو ایک تہائی ماں کے ذمہ اور دو تہائی دادا کے ذمہ ہوگا۔

۷۔ ماں کی معذوری کے سبب یا بچے کی کسی بیماری کے سبب دوسال سے پہلے بھی دودھ چھڑایا جاسکتا ہے۔ مشورے اور رضامندی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شرط اس لیے لگائی کہ دودھ چھڑانے میں بچے کی مصلحت پیش نظر ہو۔" (معارف القرآن، ج ا،ص ۵۸۰، ادارۃ المعارف کراچی)

مدت رضاعت

"اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ دودھ کی مدت کو جس ماں سے پورا کرانا چاہیں یا جس صورت سے باپ سے دودھ پلانے کی اجرت ماں کو دلوانا چاہیں تو اس کی انتہا دو برس کامل ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ علی العموم دودھ پلانے کی مدت دو برس سے زیادہ نہیں۔" (تفسیر عثمانی، ص ۴۷، پاک کمپنی لاہور)

"شیر خوار کے مصارف جو دوسروں پر واجب کیے گئے ہیں اس کی علت یہی ہے کہ بچہ بذات خود اپنی پرورش کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس اشتراک علت سے فقہا حنفیہ نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ محتاج عورتوں، اپاہج مردوں اور نابالغوں کے مصارف ان کے اقارب کے ذمہ ہیں اور یہی مسلک حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔" (تفسیر ماجدی ج ا، ص ۴۴۰، تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

والذین یتوفون منکم...

بیوہ کی عدت

"بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل تک ہے۔ عام مطلقہ کی نسبت سے بیوہ کی عدت میں یہ اضافہ استبرائے رحم، عورت کی سہولت اور سوگ وغیرہ کی مختلف مصلحتوں سے ہے۔ مذکورہ عدت گزرنے کے بعد عورت اور اس کے اولیا آزاد ہیں کہ دستور کے مطابق جو قدم مناسب خیال کریں اٹھائیں۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۴۶ فاران فاونڈیشن لاہور)

یتربصن بانفسھن

"اپنے آپ کو روکے رکھیں سے مراد صرف یہی نہیں کہ وہ اس مدت میں نکاح نہ کریں، بلکہ اس سے مراد اپنے آپ کو زینت سے بھی روکے رکھنا ہے البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا اس زمانے میں عورت گھر سے نکل سکتی ہے یا نہیں۔ حضرات عمر، عثمان، ابن عمر، زید بن ثابت، ابن مسعود، ام سلمہ، سعید بن میئب، ابراہیم نخعی، محمد بن سیرین اور آئمہ اربعہ اس بات کے قائل ہیں کہ زمانہ عدت میں عورت کو اسی گھر میں رہنا چاہیے جہاں اس کے شوہر نے وفات پائی ہو۔ دن کے وقت وہ کسی ضرورت سے باہر نکل سکتی ہے مگر قیام اس کا اسی گھر میں ہونا چاہیے۔ اس کے برعکس حضرت عائشہ، ابن عباس، علی، جابر بن عبداللہ، عطا، طاؤس، حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، اور تمام اہل ظاہر اس بات کے قائل ہیں کہ عورت اپنی عدت کا زمانہ جہاں چاہے گزار سکتی ہے اور اس زمانے میں سفر بھی کر سکتی ہے۔" (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۸۱، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

عدت کے بعض احکام

"عدت کے دوران عورت کے لیے سنگھار درست نہیں۔ صریح گفتگوئے نکاح بھی درست نہیں۔ رات کو دوسرے گھر میں رہنا بھی درست نہیں۔ اگر چاندرات کو خاوند کی وفات ہوئی تب تو یہ مہینے خواہ تیس کے ہوں خواہ انتیس کے ہوں چاند کے حساب سے پورے کیے جائیں گے اور اگر چاندرات کے بعد وفات ہوئی ہے تو یہ سب مہینے تیس تیس دن کے حساب سے پورے کیے جائیں گے پس کل ایک سوتیس دن پورے کیے جائیں گے اور جس وقت وفات ہوئی ہو جب یہ مدت گزر کر وہی وقت آ جائے تو عدت ختم ہو جائے گی۔" (معارف القرآن، ج ا، ص ۵۸۵، ادارۃ المعارف کراچی)

بیوہ ہونے کی صورت میں مہر

"خاوند کی موت کی صورت میں، اگر مہر مقرر نہ کیا تھا اور ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا یا ہاتھ لگانے کے بعد مرا اور مہر مقرر نہ کیا تھا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ان دونوں صورتوں میں مہر مثل لازم ہوگیا۔ اور اگر مہر مقرر کیا اور ہاتھ لگایا یا نہ لگایا تو ان دونوں صورتوں میں جو مہر مقرر ہوا تھا، وہ پورا دینا ہوگا۔" (تفسیر عثمانی، ص ۴۹، پاک کمپنی لاہور)

بیوہ کی عدت

"بیوہ کی عدت میں عام مطلقہ کی نسبت سے یہ اضافہ اس لیے ہوا ہے کہ اس کو تو ایسے طہر میں طلاق دینے کی ہدایت کی گئی ہے جس میں شوہر سے اس کی ملاقات نہ ہوئی ہو، لیکن بیوہ کے لیے اس طرح کا ضابطہ بنانا چونکہ ممکن نہیں ہے، اس لیے احتیاط کا تقاضا یہی تھا کہ دن بڑھا دیے جاتے۔ قرآن نے یہی کیا ہے اور مطلقہ کی نسبت سے اس کی مدت ایک ماہ دس دن زیادہ مقرر کر دی ہے۔ مطلقہ اور بیوہ کے لیے عدت کا حکم چونکہ ایک ہی مقصد سے دیا گیا ہے، اس لیے جو مستثنیات طلاق کے حکم میں بیان ہوئے ہیں، وہ بیوہ کی عدت میں بھی اسی طرح ملحوظ ہوں گے۔ چنانچہ بیوہ غیر مدخولہ کے لیے کوئی عدت نہیں ہوگی اور حاملہ کی عدت وضع حمل کے بعد ختم ہو جائے گی۔ روایتوں میں ہے کہ ایک حاملہ عورت، سبیعہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے یہی فیصلہ فرمایا۔" (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۶، فروری ۲۰۰۳)

الذی بیدہ عقدۃ النکاح

"الذی بیدہ عقدۃ النکاح کے الفاظ میں قرآن نے واضح کر دیا ہے کہ طلاق کا اختیار شریعت نے مرد کو دیا ہے۔ اس کی وجہ بھی بالکل واضح ہے۔ عورت کی حفاظت اور کفالت کی ذمہ داری ہمیشہ سے مرد پر ہے اور اس کی اہلیت بھی قدرت نے اسے ہی دی ہے۔ قرآن نے اسی بنا پر اسے قوام قرار دیا اور اس سے پہلے اسی سورہ کی آیت ۲۲۸ میں بہ صراحت فرمایا ہے کہ 'للرجال علیھن درجۃ' (شوہروں کو ان پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔) چنانچہ ذمہ داری کی نوعیت اور حفظ مراتب، دونوں کا تقاضا ہے کہ طلاق کا اختیار شوہر ہی کو دیا جائے۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ عورت اگر علیحدگی چاہے تو وہ طلاق دے گی نہیں، بلکہ شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے گی۔ عام حالات میں توقع یہی ہے کہ ہر شریف النفس آدمی نباہ کی کوئی صورت نہ پا کر یہ مطالبہ مان لے گا، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو عورت عدالت سے رجوع کر سکتی ہے۔" (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۷، فروری ۲۰۰۳)

واعلموا ان اللہ یعلم ما فی انفسکم

"یعنی جو امور ناجائز ہیں ان کے ارتکاب کا ارادہ بھی اللہ کے علم میں رہتا ہے۔" (تفسیر ماجدی ج ۱، ص ۴۴۴، تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

لا جناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبۃ النساء...

اسلامی معاشرے میں جذبات کا احترام

"مسلمانوں کا معاشرہ رحماء بینھم کا معاشرہ ہے۔ اس میں ایک دوسرے کے جذبات کا بہت لحاظ و احترام رکھا گیا ہے۔ اس وجہ سے یہ ممانعت فرمائی گئی کہ اگر کوئی انتقال کر جائے تو کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کی بیوہ سے اس کے زمانہ عدت ہی میں نکاح کی پینگیں بڑھانا شروع کر دے۔ ہاں کوئی کلمہ اشارۃً کہہ دے یا اپنے دل میں نکاح کا ارادہ کرے تو یہ جائز ہے۔ پوشیدہ طور پر نکاح کا قول و قرار نہ کرے بس تعزیت و ہمدردی ہی تک بات محدود رہنی چاہیے۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۴۷ فاران فاؤنڈیشن لاہور)

الا ان یعفون او یعفو الذی بیدہ عقدۃ النکاح

"اگر نکاح کے وقت مہر مقرر ہو چکا تھا اور ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی تو آدھا مہر دینا لازم ہے مگر عورت یا مرد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے حق سے درگزر کریں تو بہتر ہے۔ عورت کی درگزر یہ ہے کہ آدھا بھی معاف کر دے اور مرد کی درگزر یہ ہے کہ جو مہر مقرر ہوا ہے پورا حوالے کر دے۔ فرمایا کہ مرد درگزر کرے تو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔" (تفسیر عثمانی ص ۴۹، پاک کمپنی لاہور)

ولا تنسوا الفضل بینکم

"کسی ناخوشگوار واقعہ جیسے طلاق کے پیش آ جانے پر بھی صحبت قدیم و محبت سابق کے حقوق زائل نہیں ہو جاتے، بلکہ حالت طیش و ناگواری میں لحاظ تقویٰ اور حسن اخلاق اور عفو و احسان کا برابر رکھنا چاہیے۔" (تفسیر ماجدی ج ا ص ۴۴۶، تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (238) فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ج
فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (239) وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ
اَزْوَاجًا ج وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ج فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا
فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (240) وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ م بِالْمَعْرُوْفِ ط حَقًّا
عَلَى الْمُتَّقِيْنَ (241) كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (242) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا
مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى
النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ (243) وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ
عَلِيْمٌ (244) مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ط وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ
وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (245) اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ م بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْ م بَعْدِ مُوْسٰى م اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ
لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ط قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا
نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ط فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا
مِّنْهُمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ م بِالظّٰلِمِيْنَ (246) وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ط قَالُوْٓا اَنّٰى
يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ط قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ
عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ط وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (247)
وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى
وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (248) فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ
بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ج فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ج وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ
اغْتَرَفَ غُرْفَةً م بِيَدِهٖ ج فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ط فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ لا قَالُوْا لَا طَاقَةَ
لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ط قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ لا كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً م
بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (249) وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا
وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (250) فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ قف وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاٰتٰـهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ط وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ ذُوْفَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (251) تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ط وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (252)

تراجم

ا۔خبردار ہونمازوں سے،اور بیچ والی نماز سے۔اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے (۲۳۸) پھر اگر تم کو ڈر ہو، تو پیادہ پڑھ لو یا سوار۔ پھر جس وقت چین پاؤ، تو یاد کرو اللہ کو، جیسا تم کو سکھایا ہے جو تم نہ جانتے تھے (۲۳۹) اور جو لوگ تم میں مرجاویں اور چھوڑ جاویں عورتیں۔ وصیت کر دیں اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک برس، نہ نکال دینا۔ پھر اگر وہ نکل جاویں تو گناہ نہیں تم پر، جو کچھ کریں اپنے حق میں دستور کی بات۔ اور اللہ زبردست ہے، حکمت والا (۲۴۰) اور طلاق والیوں کو خرچ دینا ہے موافق دستور کے۔ لازم ہے پرہیزگاروں کو (۲۴۱) اس طرح بیان کرتا ہے اللہ، تمھارے واسطے اپنی آیتیں شاید تم بوجھ رکھو (۲۴۲) تو نے نہ دیکھے وہ لوگ؟ جو نکلے اپنے گھروں سے، اور وہ ہزاروں تھے، موت کے ڈر سے۔ پھر کہا ان کو اللہ نے، مرجاؤ۔ پیچھے ان کو جلایا۔ اللہ تو فضل رکھتا ہے لوگوں پر، لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (۲۴۳) اور لڑو اللہ کی راہ میں، اور جان لو کہ اللہ سنتا ہے جانتا (۲۴۴) کون شخص ہے ایسا؟ کہ قرض دے اللہ کو اچھا قرض، کہ وہ اس کو دونا کردے کتنے برابر؟ اور اللہ تنگی کرتا ہے اور کشایش، اور اسی پاس اُلٹے جاؤ گے (۲۴۵) تو نے نہ دیکھی ایک جماعت بنی اسرائیل میں، موسیٰ کے بعد، جب کہا اپنے نبی کو، کھڑا کردے۔ ہم کو ایک بادشاہ، کہ ہم لڑائی کریں اللہ کی راہ میں، وہ بولا، کہ یہ بھی توقع ہے تم سے، کہ اگر حکم ہو تم کو لڑائی کا، تب نہ لڑو۔ بولے ہم کو کیا ہوا، ہم نہ لڑیں اللہ کی راہ میں، اور ہم کو نکال دیا ہے ہمارے گھر سے، اور بیٹوں سے۔ پھر جب حکم ہوا ان کو لڑائی کا، پھر گئے، مگر تھوڑے ان میں سے۔ اور اللہ کو معلوم ہیں گنہگار (۲۴۶) اور کہا ان کو اُن کے نبی نے، اللہ نے کھڑا کردیا تم کو طالوت بادشاہ۔ بولے کہاں ہوگی اس کو سلطنت۔ ہمارے اُوپر؟ اور ہمارا حق زیادہ ہے سلطنت میں اس سے۔ اور اس کو ملی نہیں کشایش مال کی۔ کہا اللہ نے اس کو پسند کیا تم سے، اور زیادہ کشایش دی عقل میں اور بدن میں۔ اور اللہ دیتا ہے اپنی سلطنت جس کو چاہے اور اللہ کشایش والا ہے سب جانتا (۲۴۷) اور کہا ان کو اُن کے نبی نے، نشان اُس کی سلطنت کا یہ، کہ آوے تم کو صندوق، جس میں ہے دل جمعی تمھارے رب کی طرف سے، اور کچھ بچی چیزیں جو چھوڑ گئے موسیٰ اور ہارون کی اولاد، اٹھالاویں اس کو فرشتے۔ اس میں نشانی پوری ہے تم کو اگر یقین رکھتے ہو (۲۴۸) پھر جب باہر ہوا طالوت فوجیں لے کر، کہا، اللہ تم کو آزماتا ہے ایک نہر سے۔ پھر جس نے پانی پیا اس کا، وہ میرا نہیں۔ اور جس نے اس کو نہ چکھا، وہ ہے میرا، مگر جو کوئی بھر لے ایک چلّو اپنے ہاتھ سے۔ پھر پی گئے اس کا پانی مگر تھوڑے ان میں۔ پھر جب پار ہوا وہ اور ایمان والے ساتھ اس کے۔ کہنے لگے، قوت نہیں ہم کو آج جالوت کی اور اس کے لشکروں کی۔ بولے، جن کو خیال تھا کہ اُن کو ملنا ہے اللہ سے بہت جگہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی ہے جماعت بہت پر، اللہ کے حکم سے۔ اور اللہ ساتھ ہے ٹھہرنے والوں کے (۲۴۹) اور جب سامنے ہوئے جالوت کے اور اُس کی فوجوں کے، بولے، اے رب ہمارے! ڈال دے ہم میں جتنی مضبوطی ہے، اور ٹھہرا ہمارے پاؤں، اور مدد کر ہماری اس کافر قوم پر (۲۵۰) پھر شکست دی ان کو اللہ کے حکم سے، اور مارا داؤد نے جالوت کو، اور دی اس کو اللہ نے سلطنت اور تدبیر، اور سکھایا اس کو جو چاہا۔ اور اگر دفع نہ کرواوے اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے تو خراب ہو جاوے ملک لیکن اللہ فضل رکھتا ہے جہان کے لوگوں پر (۲۵۱) یہ آیتیں اللہ کی ہیں، ہم تجھ کو سناتے ہیں تحقیق اور تو بے شک رسولوں میں ہے (۲۵۲)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔محافظت کرو سب نمازوں کی (عموماً) اور درمیان والی نماز کی (خصوصاً) اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے (۲۳۸) پھر اگر تم کو اندیشہ ہو تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے پڑھ لیا کرو پھر جب تم کو اطمینان ہو جاوے تو تم خدا تعالیٰ کی یاد اس طریق سے کرو کہ جو تم کو سکھلایا ہے جس کو تم نہ جانتے تھے (۲۳۹) اور جو لوگ وفات پا جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیوں کو وہ وصیت کر جایا کریں اپنی ان بیبیوں کے واسطے ایک سال تک منتفع ہونے کی اس طور پر کہ وہ گھر سے نکالی نہ جاویں ہاں اگر خود نکل جاویں تو تم کو کوئی گناہ نہیں، اس قاعدہ کی بات میں جس کو وہ اپنے بارے میں کریں اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں (اور) حکمت والے ہیں (۲۴۰) اور سب طلاق دی ہوئی عورتوں کے لیے کچھ کچھ فائدہ پہنچانا (مقرر ہے) قاعدہ کے مطابق (اور یہ) مقرر ہوا ہے ان پر جو (شرک و کفر سے) پرہیز کرتے ہیں (۲۴۱) اسی طرح حق تعالیٰ تمھارے لئے اپنے احکام بیان فرماتے ہیں اس توقع پر کہ تم سمجھو (اور عمل کرو) (۲۴۲) (اے مخاطب) تجھ کو ان لوگوں کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جو اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اور وہ لوگ ہزاروں ہی تھے موت سے بچنے کے لیے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے (حکم) فرمادیا کہ مر جاؤ پھر ان کو جلا دیا بے شک اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والے ہیں لوگوں (کے حال پر) مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (اس قصہ میں غور کرو) (۲۴۳) اور اللہ کی راہ میں قتال کرو اور یقین رکھو اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں (۲۴۴) کون شخص ہے (ایسا) جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا پھر اللہ تعالیٰ اس (کے ثواب) کو بڑھا کر بہت سے حصے کو دیوے۔ اور اللہ کمی کرتے ہیں اور فراخی کرتے ہیں۔ اور تم انھی کی طرف (بعد مرنے کے) لیے جائے جاؤ گے (۲۴۵) (اے مخاطب) تجھ کو بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد ہوا ہے تحقیق نہیں ہوا۔ جب کہ ان لوگوں نے اپنے ایک پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دیجیے کہ ہم اللہ کی راہ میں (جالوت سے) قتال کریں (ان پیغمبر نے) فرمایا: کیا یہ احتمال ہے کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جاوے تو (اس وقت) جہاد نہ کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے واسطے ایسا کون سا سبب ہوگا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں حالانکہ ہم اپنی بستیوں اور اپنے فرزندوں سے بھی جدا کر دیئے گئے ہیں پھر جب ان لوگوں کو جہاد کا حکم ہوا تو باستثناء ایک قلیل مقدار کے (باقی) سب پھر گئے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتے ہیں (۲۴۶) اور ان لوگوں سے ان کے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ کہنے لگے: ان کو ہم پر حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہوسکتا ہے حالانکہ بہ نسبت ان کے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو تو کچھ مالی وسعت بھی نہیں دی گئی۔ ان پیغمبر نے (جواب میں) فرمایا کہ اوّل تو اللہ تعالیٰ نے تمھارے مقابلہ میں ان کو منتخب فرمایا ہے اور (دوسرے) علم اور جسامت میں ان کو زیادتی دی ہے اور (تیسرے) اللہ تعالیٰ اپنا ملک جس کو چاہیں دیں اور (چوتھے) اللہ تعالیٰ وسعت دینے والے ہیں، جاننے والے ہیں (۲۴۷) اور ان سے ان کے پیغمبر نے فرمایا کہ ان کے (منجانب اللہ) بادشاہ ہونے کی یہ علامت ہے کہ تمھارے پاس وہ صندوق آجاوے گا جس میں تسکین (اور برکت) کی چیز ہے تمھارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں جن کو آلِ (حضرت) موسیٰ و آلِ (حضرت) ہارون (علیہما السلام) چھوڑ گئے ہیں۔ اس صندوق کو فرشتے لے آدیں گے اس میں تم لوگوں کے واسطے پوری نشانی ہے، اگر تم یقین لانے والے ہو (۲۴۸) پھر جب طالوت فوجوں کو لے کر (بیت المقدس سے عمالقہ کی طرف) چلے تو انھوں نے کہا کہ حق تعالیٰ تمھارا امتحان کریں گے ایک نہر سے۔ سو جو شخص (افراط کے ساتھ) اس سے پانی پیوے گا وہ تو میرے ساتھیوں میں نہیں اور جو اس کو زبان پر بھی نہ رکھے وہ میرے ساتھیوں میں ہے۔ لیکن جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے سو سب نے اس سے (بے تحاشا) پینا شروع کر دیا، مگر تھوڑے آدمیوں نے ان میں سے۔ سو جب طالوت اور جو مومنین ان کے ہمراہ تھے نہر سے پار اتر گئے۔ کہنے لگے آج تو ہم میں جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے کی طاقت نہیں معلوم ہوتی (یہ سن کر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے لوگ جن کو یہ خیال تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونے والے ہیں، کہنے لگے کہ کثرت سے بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر خدا کے حکم سے غالب آ گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ استقلال والوں کا ساتھ دیتے ہیں (۲۴۹) اور جب طالوت اور اس کی فوجوں کے سامنے میدان میں آئے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار، ہم پر استقلال (غیب سے) نازل فرمائیے اور ہمارے قدم جمائے رکھیے اور ہم کو اس کافر قوم پر غالب کیجیے (۲۵۰) پھر طالوت والوں نے جالوت والوں کو خدا تعالیٰ کے حکم سے شکست دے دی اور داؤد (علیہ السلام) نے جالوت کو قتل کر ڈالا اور ان کو (یعنی داؤد کو) اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور بھی جو جو منظور ہوا ان کو تعلیم فرمایا اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعضے آدمیوں کو بعضوں کے ذریعے سے دفع کرتے رہا کرتے تو سرزمین (تمام تر) فساد سے پر ہو جاتی و لیکن اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں جہان والوں پر (۲۵۱) یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور (اس سے ثابت ہے کہ) آپ بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہیں (۲۵۲)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے (۲۳۸) پھر اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو تم نہ جانتے تھے (۲۳۹) اور جو تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لیے وصیت کر جائیں سال بھر تک نان و نفقہ دینے کی بے نکالے۔ پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مؤاخذہ نہیں جو انھوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے (۲۴۰) اور طلاق والیوں کے لیے بھی مناسب طور پر نان و نفقہ ہے، یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر (۲۴۱) اللہ یونہی بیان کرتا ہے تمھارے لیے اپنی آیتیں کہ کہیں تمھیں سمجھ ہو (۲۴۲) اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انھیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ نے ان سے فرمایا: مر جاؤ پھر انھیں زندہ فرما دیا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔ مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں (۲۴۳) اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ سنتا جانتا ہے (۲۴۴) ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کے لیے بہت گنا بڑھا دے اور اللہ تنگی اور کشایش کرتا ہے اور تمھیں اسی کی طرف پھر جانا (۲۴۵) اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا جب اپنے ایک پیغمبر سے بولے: ہمارے لیے کھڑا کر دو ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں۔ نبی نے فرمایا: کیا تمھارے انداز ایسے ہیں کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو۔ بولے: ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے وطن اور اپنی اولاد سے تو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا، منہ پھیر لیے گئے مگر ان میں کے تھوڑے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو (۲۴۶) اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا۔ بے شک اللہ نے طالوت کو تمھارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ بولے: اسے ہم پر بادشاہی کیونکر ہوگی اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی۔ فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے (۲۴۷) اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمھارے پاس تابوت جس میں تمھارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی۔ اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمھارے لیے اگر ایمان رکھتے ہو (۲۴۸) پھر جب طالوت لشکروں کو لے کر شہر سے جدا ہوا۔ بولا: بے شک اللہ تمھیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے تو جو اس کا پانی پیے وہ میرا نہیں اور جو نہ پیے وہ میرا ہے، مگر وہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے لے لے تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے پھر جب طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار گئے، بولے: ہم میں آج طاقت نہیں جالوت اور اس کے لشکروں کی بولے وہ جنھیں اللہ سے ملنے کا یقین تھا کہ بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے (۲۴۹) پھر جب سامنے آئے جالوت اور اس کے لشکروں کے، عرض کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے رب ہمارے، ہم پر صبر انڈیل اور ہمارے پاؤں جمے رکھ کافر لوگوں پر، ہماری مدد کر(۲۵۰) تو انھوں نے ان کو بھگا دیا اللہ کے حکم سے اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور اللہ نے اُسے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور اسے جو چاہا سکھایا اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے(۲۵۱) یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم اے محبوب تم پر ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں اور تم بے شک رسولوں میں ہو(۲۵۲)۔(مولانا احمد رضا خاںؒ)

۴۔نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو(۲۳۸) اگر تمھیں خوف ہو تو پیدل ہی سہی یا سوار ہی سہی، ہاں جب امن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح کہ اس نے تمھیں اس بات کی تعلیم دی جسے تم نہیں جانتے تھے(۲۳۹) جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ وصیت کر جائیں کہ ان کی بیویاں سال بھر تک فائدہ اٹھائیں انھیں کوئی نہ نکالے۔ ہاں اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ اپنے لیے اچھائی سے کریں۔ اللہ تعالیٰ غالب اور حکیم ہے(۲۴۰) طلاق والیوں کو اچھی طرح فائدہ دینا پرہیز گاروں پر لازم ہے(۲۴۱) اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی آیتیں تم پر ظاہر فرما رہا ہے تاکہ تم سمجھو(۲۴۲) کیا تم نے انھیں نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں تھے اور موت کے ڈر کے مارے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں فرمایا: مر جاؤ پھر انھیں زندہ کر دیا بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ ناشکرے ہیں(۲۴۳) خدا کی راہ میں جہاد کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سنتا، جانتا ہے(۲۴۴) ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے پس اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے، اللہ ہی تنگی اور کشادگی کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے(۲۴۵) کیا آپ نے (حضرت) موسیٰ کے بعد والی بنی اسرائیل کی جماعت کو نہیں دیکھا جب کہ انھوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ کسی کو ہمارا بادشاہ بنا دیجیے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ پیغمبرؑ نے کہا کہ ممکن ہے جہاد فرض ہو جانے کے بعد تم جہاد نہ کرو۔ انھوں نے کہا کہ بھلا ہم اللہ کی راہ میں جہاد کیوں نہ کریں گے؟ ہم تو اپنے گھروں سے اجاڑے گئے ہیں اور بچوں سے دور کر دیے گئے ہیں۔ پھر جب ان پر جہاد فرض ہوا تو سوائے تھوڑے سے لوگوں کے سب پھر گئے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے(۲۴۶) اور انھیں ان کے نبی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمھارا بادشاہ بنا دیا ہے تو کہنے لگے بھلا اس کی ہم پر حکومت کیسے ہو سکتی ہے، اس سے تو بہت زیادہ حقدار بادشاہت کے ہم ہیں۔ اس کو تو مالی کشادگی بھی نہیں دی گئی۔ نبی نے فرمایا: سنو، اللہ تعالیٰ نے اسی کو تم پر برگزیدہ کیا ہے۔ اور اسے علمی اور جسمانی برتری بھی عطا فرمائی ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ جسے چاہے اپنا ملک دے۔ اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے(۲۴۷) ان کے نبی نے انھیں پھر کہا کہ اس کی بادشاہت کی ظاہری نشانی یہ ہے کہ تمھارے پاس وہ صندوق آ جائے گا جس میں تمھارے رب کی طرف سے دلجمعی ہے اور آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون کا بقیہ ترکہ ہے، فرشتے اُسے اٹھا کر لائیں گے۔ یقیناً یہ تو تمھارے لیے کھلی دلیل ہے اگر تم ایمان دار ہو(۲۴۸) جب (حضرت) طالوت لشکروں کو لے کر نکلے تو کہا: سنو، اللہ تعالیٰ تمھیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے جس نے اس میں سے پانی پی لیا وہ میرا نہیں اور جو اسے نہ چکھے وہ میرا ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ اپنے ہاتھ سے ایک چلّو بھر لے، لیکن سوائے چند کے باقی سب نے وہ پانی پی لیا (حضرت) طالوت مومنین سمیت جب نہر سے گزر گئے تو وہ لوگ کہنے لگے: آج تو ہم میں طاقت نہیں کہ جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ملاقات پر یقین رکھنے والوں نے کہا، بسا اوقات چھوٹی اور تھوڑی سی جماعتیں بڑی اور بہت سی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غلبہ پا لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے(۲۴۹) جب ان کا جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ ہوا تو انھوں نے دعا مانگی کہ اے پروردگار، ہمیں صبر دے، ثابت قدمی دے اور قوم کفار پر ہماری مدد فرما(۲۵۰) چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انھوں نے جالوتیوں کو شکست دے دی اور حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں جالوت قتل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے داؤد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کومملکت وحکمت اور جتنا کچھ چاہا علم بھی عطا فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر بڑا فضل وکرم کرنے والا ہے (۲۵۱) یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جنھیں ہم حقانیت کے ساتھ آپ پر پڑھتے ہیں، بالیقین آپ رسولوں میں سے ہیں (۲۵۲)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ اپنی نمازوں کی نگہداشت رکھو، خصوصاً ایسی نماز کی جو محاسن صلوٰۃ کی جامع ہو۔ اللہ کے آگے اس طرح کھڑے ہو، جیسے فرماں بردار غلام کھڑے ہوتے ہیں (۲۳۸) بدامنی کی حالت ہو، تو خواہ پیدل ہو، خواہ سوار، جس طرح ممکن ہو، نماز پڑھو۔ اور جب امن میسر آ جائے، تو اللہ کو اُس طریقے سے یاد کرو، جو اُس نے تمھیں سکھا دیا ہے، جس سے تم پہلے ناواقف تھے (۲۳۹) تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑ رہے ہوں، اُن کو چاہیے کہ اپنی بیویوں کے حق میں یہ وصیت کر جائیں کہ ایک سال تک ان کو نان ونفقہ دیا جائے اور وہ گھر سے نہ نکالی جائیں۔ پھر اگر وہ خود نکل جائیں، تو اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقے سے وہ جو کچھ بھی کریں، اس کی کوئی ذمہ داری تم پر نہیں ہے، اللہ سب پر غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا ہے (۲۴۰) اِسی طرح جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، انھیں بھی مناسب طور پر کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا جائے۔ یہ حق ہے متقی لوگوں پر (۲۴۱) اِس طرح اللہ اپنے احکام تمھیں صاف صاف بتاتا ہے۔ اُمید ہے کہ تم سمجھ بوجھ کر کام کرو گے (۲۴۲) تم نے اُن لوگوں کے حال پر بھی کچھ غور کیا، جو موت کے ڈر سے اپنے گھربار چھوڑ کر نکلے تھے اور ہزاروں کی تعداد میں تھے؟ اللہ نے اُن سے فرمایا: مر جاؤ۔ پھر اُس نے اُن کو دوبارہ زندگی بخشی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ انسان پر بڑا فضل فرمانے والا ہے، مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے (۲۴۳) ___ مسلمانو! اللہ کی راہ میں جنگ کرو اور خوب جان رکھو کہ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے (۲۴۴) تم میں کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے تاکہ اللہ اُسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرے؟ گھٹانا بھی اللہ کے اختیار میں ہے اور بڑھانا بھی، اور اُسی کی طرف تمھیں پلٹ کر جانا ہے (۲۴۵) پھر تم نے اُس معاملے پر بھی غور کیا، جو موسیٰ کے بعد سردارانِ بنی اسرائیل کو پیش آیا تھا؟ اُنھوں نے اپنے نبی سے کہا: ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دو تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ نبی نے پوچھا: کہیں ایسا تو نہ ہوگا کہ تم کو لڑائی کا حکم دیا جائے اور پھر تم نہ لڑو۔ وہ کہنے لگے: بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم راہِ خدا میں نہ لڑیں، جب کہ ہمیں اپنے گھروں سے نکال دیا گیا ہے اور ہمارے بال بچے ہم سے جدا کر دیے گئے ہیں۔ مگر جب ان کو جنگ کا حکم دیا گیا، تو ایک قلیل تعداد کے سوا وہ سب پیٹھ موڑ گئے، اور اللہ ان میں سے ایک ایک ظالم کو جانتا ہے (۲۴۶) اُن کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمھارے لیے بادشاہ مقرر کیا ہے۔ یہ سن کر وہ بولے: ''ہم پر بادشاہ بننے کا وہ کیسے حق دار ہوگیا؟ اُس کے مقابلے میں بادشاہی کے ہم زیادہ مستحق ہیں۔ وہ تو کوئی بڑا مال دار آدمی نہیں ہے۔'' نبی نے جواب دیا: ''اللہ نے تمھارے مقابلے میں اسی کو منتخب کیا ہے اور اس کو دماغی وجسمانی دونوں قسم کی اہلیتیں فراوانی کے ساتھ عطا فرمائی ہیں اور اللہ کو اختیار ہے کہ اپنا ملک جسے چاہے دے، اللہ بڑی وسعت رکھتا ہے اور سب کچھ اُس کے علم میں ہے۔'' (۲۴۷) اس کے ساتھ اُن کے نبی نے اُن کو یہ بھی بتایا کہ خدا کی طرف سے اُس کے بادشاہ مقرر ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے عہد میں وہ صندوق تمھیں واپس مل جائے گا، جس میں تمھارے رب کی طرف سے تمھارے لیے سکونِ قلب کا سامان ہے، جس میں آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں، اور جس کو اس وقت فرشتے سنبھالے ہوئے ہیں۔ اگر تم مومن ہو، تو یہ تمھارے لیے بہت بڑی نشانی ہے (۲۴۸) پھر جب طالوت لشکر لے کر چلا، تو اُس نے کہا: ایک دریا پر اللہ کی طرف سے تمھاری آزمائش ہونے والی ہے۔ جو اس کا پانی پیے گا، وہ میرا ساتھی نہیں۔ میرا ساتھی صرف وہ ہے جو اس سے پیاس نہ بجھائے، ہاں ایک آدھ چلو کوئی پی لے، تو پی لے، مگر ایک گروہِ قلیل کے سوا وہ سب اس دریا سے سیراب ہوئے۔ پھر جب طالوت اور اس کے ساتھی مسلمان دریا پار کر کے آگے بڑھے، تو اُنھوں نے طالوت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہہ دیا کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ لیکن جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ انھیں ایک دن اللہ سے ملنا ہے، انھوں نے کہا: بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے اذن سے ایک بڑے گروہ پر غالب آ گیا ہے۔ اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے(۲۴۹) اور جب وہ جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلہ پر نکلے، تو انھوں نے دُعا کی: ''اے ہمارے رب! ہم پر صبر کا فیضان کر، ہمارے قدم جما دے اور اس کافر گروہ پر ہمیں فتح نصیب کر۔''(۲۵۰) آخر کار اللہ کے اذن سے اُنھوں نے کافروں کو مار بھگایا اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے اُسے سلطنت اور حکمت سے نوازا اور جن جن چیزوں کا چاہا، اس کو علم دیا ــــ اگر اس طرح اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے سے ہٹاتا نہ رہتا، تو زمین کا نظام بگڑ جاتا، لیکن دنیا کے لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے (کہ وہ اِس طرح دفعِ فساد کا انتظام کرتا رہتا ہے)(۲۵۱) یہ اللہ کی آیات ہیں، جو ہم ٹھیک ٹھیک تم کو سنا رہے ہیں اور تم یقیناً اُن لوگوں میں سے ہو، جو رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں(۲۵۲)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ نمازوں کی نگہداشت رکھو، خاص طور پر بیچ کی نماز کی، اور نمازوں میں خدا کے حضور فرمانبردارانہ کھڑے ہو(۲۳۸) اگر خطرے کی حالت ہو تو پیدل یا سوار، جس صورت میں ادا کر سکو نماز ادا کرو۔ پھر جب خطرہ دور ہو جائے تو اللہ کو اس طریقہ پر یاد کرو جو اس نے تم کو سکھایا ہے، جس کو تم نہیں جانتے تھے(۲۳۹) اور جو تم میں سے وفات پائیں اور بیویاں چھوڑ رہے ہوں وہ اپنی بیویوں کے لیے سال بھر کے نان نفقے کی، گھر سے نکالے بغیر، وصیت کر جائیں۔ اگر وہ (خود) گھر چھوڑیں تو جو کچھ وہ اپنے باب میں، دستور کے مطابق، کریں اس کا تم پر کوئی الزام نہیں۔ اللہ غالب اور حکمت والا ہے(۲۴۰) اور مطلقہ عورتوں کو بھی، دستور کے مطابق، کچھ دینا دلانا ہے۔ یہ خدا سے ڈرنے والوں پر حق ہے(۲۴۱) اسی طرح اللہ اپنی آیتوں کی تمھارے لیے وضاحت کرتا ہے تا کہ تم سمجھو(۲۴۲) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں ہونے کے باوجود، موت کے ڈر سے، اپنے گھروں سے بھاگ کھڑے ہوئے تو اللہ نے ان کو کہا کہ جاؤ مر جاؤ! پھر اللہ نے ان کو زندہ کیا۔ اللہ لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکرگزار نہیں ہوتے(۲۴۳) اور اللہ کی راہ میں جنگ کرو اور یہ خوب سمجھ رکھو کہ اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے(۲۴۴) اور کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے کہ اللہ اس کو اس کے لیے کئی گنا بڑھائے؟ اللہ ہی ہے جو تنگ دستی بھی دیتا ہے اور کشادگی بھی دیتا ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹنا بھی ہے(۲۴۵) کیا تم نے بنی اسرائیل کے سرداروں کو نہیں دیکھا جبکہ، موسیٰ کے بعد، انھوں نے اپنے ایک نبی سے کہا کہ آپ ہمارے لیے ایک امیر مقرر کر دیجیے کہ ہم خدا کی راہ میں جہاد کریں۔ اس نے کہا: ایسا نہ ہو کہ تم پر جہاد فرض کر دیا جائے تو تم جہاد نہ کرو۔ وہ بولے کہ بھلا ہم اللہ کی راہ میں جہاد کیوں نہ کریں گے، جب کہ ہم اپنے گھروں اور بچوں سے نکالے گئے ہیں؟ پھر جب ان پر جہاد فرض کر دیا گیا تو ان کی ایک قلیل تعداد کے سوا، سب منہ موڑ گئے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے(۲۴۶) اور ان کے نبی نے ان کو بتایا کہ بے شک اللہ نے تمھارے لیے طالوت کو امیر مقرر کر دیا ہے۔ وہ بولے کہ بھلا اس کی امارت ہمارے اُوپر کیسے ہو سکتی ہے جبکہ اس سے زیادہ حق دار ہم اس امارت کے ہیں اور اسے تو مال کی وسعت بھی حاصل نہیں ہے؟ نبی نے کہا: اللہ نے تمھاری سرداری کے لیے اسی کو چنا اور اس کو علم اور جسم دونوں میں کشادگی عطا فرمائی ہے، اللہ اپنی طرف سے جسے چاہے اقتدار بخشے، اللہ بڑی سمائی اور بڑا علم رکھنے والا ہے(۲۴۷) اور ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اس کی امارت کی نشانی یہ ہے کہ تمھارے پاس وہ صندوق آ جائے گا جس میں تمھارے رب کی طرف سے سامانِ تسکین اور آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون کی چھوڑی ہوئی یادگاریں ہیں، صندوق کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اس میں تمھارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھنے والے ہو(۲۴۸) پھر جب طالوت فوجوں کو لے کر چلے تو انھوں نے بتایا کہ اللہ ایک ندی کے ذریعہ سے تمھاری جانچ کرنے والا ہے تو جو اس میں سے پی لے گا وہ میرا ساتھی نہیں اور جو اس کو نہیں چکھے گا تو بے شک وہ میرا ساتھی ہے، مگر یہ کہ کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہاتھ سے ایک چلّو بھرلے۔ تو انھوں نے اس میں سے خوب پیا، صرف ان میں سے تھوڑے لوگ اس سے بچے۔ پھر جب طالوت اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ایمان پر ثابت قدم رہے دریا پار کر گئے تو یہ لوگ بولے کہ اب ہم میں تو جالوت اور اس کی فوجوں سے لڑنے کی طاقت نہیں۔ جو لوگ یہ گمان رکھتے تھے کہ بالآخر انھیں اللہ سے ملنا ہے انھوں نے للکارا کہ کتنی چھوٹی جماعتیں رہی ہیں جو اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آ گئی ہیں، اللہ تو ثابت قدموں کے ساتھ ہوتا ہے (۲۴۹) اور جب جالوت اور اس کی فوجوں سے ان کا سامنا ہوا تو انھوں نے دعا کی: اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر انڈیل دے، ہمارے قدم جمائے رکھ، اور کافر قوم پر ہمیں غلبہ عطا فرما! (۲۵۰) تو اللہ کے حکم سے انھوں نے ان کو شکست دی اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے اس کو بادشاہی اور حکمت بخشی اور اس علم سے اس کو سکھایا جس میں سے وہ چاہتا ہے۔ اور اگر اللہ ایک کو دوسرے کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا رہتا تو زمین فساد سے بھر جاتی لیکن اللہ دنیا والوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے (۲۵۱) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تمھیں سناتے ہیں مقصد کے ساتھ، اور بے شک تم (اللہ کے) رسولوں میں سے ہو (۲۵۲)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (یہ خدا کی شریعت ہے۔ اِس پر قائم رہنا چاہتے ہو تو) اپنی نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص اُس نماز کی جو (دن اور رات کی نمازوں کے) درمیان میں آتی ہے، (جب تمھارے لیے اپنی مصروفیتوں سے نکلنا آسان نہیں ہوتا)، اور (سب کچھ چھوڑ کر) اللہ کے حضور میں نہایت ادب کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ (۲۳۸) پھر اگر خطرے کا موقع ہو تو پیدل یا سواری پر، جس طرح چاہے پڑھ لو۔ لیکن جب امن ہو جائے تو اللہ کو اُسی طریقے سے یاد کرو، جو اُس نے تمھیں سکھایا ہے، جسے تم نہیں جانتے تھے (۲۳۹) اور (ہاں، بیوہ اور مطلقہ کے بارے میں جو ہدایات تمھیں دی گئی ہیں، اُن سے متعلق یہ وضاحت ضروری ہے کہ) تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ رہے ہوں، وہ اپنی اُن بیویوں کے لیے سال بھر کے نان ونفقہ کی وصیت کر جائیں اور یہ بھی کہ (اس عرصے میں) اُنھیں گھر سے نہ نکالا جائے۔ لیکن وہ خود گھر چھوڑ دیں تو جو کچھ دستور کے مطابق وہ اپنے معاملے میں کریں، اُس کا تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (یہ اللہ کا قانون ہے) اور (جان لو کہ) اللہ زبردست ہے، وہ بڑی حکمت والا ہے (۲۴۰) اور (اِسی طرح یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ) مطلقہ عورتوں کو ہر حال میں دستور کے مطابق کچھ سامانِ زندگی دے کر رخصت کرنا چاہیے۔ یہ حق ہے اُن پر جو خدا سے ڈرنے والے ہوں (۲۴۱) اللہ اِسی طرح تمھارے لیے اپنی آیتوں کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھنے والے بنو (۲۴۲) (یہ مباحث جہاد و انفاق کے بارے میں تمھارے سوالوں سے پیدا ہوئے تھے۔ ایمان والو، اِن کا حکم تم پر شاق نہ ہونا چاہیے)۔ کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں تھے اور موت کے ڈر سے اپنے گھر چھوڑ کر اُن سے نکل کھڑے ہوئے۔ اِس پر اللہ نے فرمایا کہ مردے ہو کر جیو۔ (وہ برسوں اِسی حالت میں رہے)، پھر اللہ نے اُنھیں دوبارہ زندگی عطا فرمائی۔ اِس میں شبہ نہیں کہ اللہ لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے، مگر لوگوں میں زیادہ ہیں جو (اُس کے) شکر گزار نہیں ہوتے (۲۴۳) (ایمان والو، اِس سے سبق لو) اور اللہ کی راہ میں جنگ کرو اور خوب جان رکھو کہ اللہ سمیع و علیم ہے (۲۴۴) کون ہے جو (اِس جنگ کے لیے) اللہ کو قرض دے گا، اچھا قرض کہ اللہ اُس کے لیے اُسے کئی گنا بڑھا دے۔ اور اللہ ہی ہے جو تنگی بھی کرتا ہے اور فراخی بھی۔ (اِس لیے جو کچھ ملا ہے، یہ اُسی کی عنایت ہے) اور تم کو (ایک دن) اُسی کی طرف لوٹنا بھی ہے (۲۴۵) تم نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کے سرداروں کو نہیں دیکھا، جب اُنھوں نے اپنے ایک نبی سے کہا: آپ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دیں تاکہ ہم (اُس کے حکم پر) اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ اِس پر نبی نے کہا: ایسا نہ ہو کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے اور پھر تم جہاد نہ کرو؟ وہ بولے: ہم کیوں اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں گے، جب کہ ہمیں ہمارے گھروں اور ہمارے بچوں سے دور نکال دیا گیا ہے۔ لیکن (ہوا یہی کہ) جب اُن پر جہاد فرض کیا گیا تو اُن میں سے تھوڑے سے لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے، اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ اِن ظالموں سے خوب واقف تھا (۲۴۶) اور (اُن کے اِس مطالبے پر) اُن کے نبی نے اُنھیں بتایا کہ اللہ نے طالوت کو تمھارے لیے بادشاہ مقرر کر دیا ہے۔ بولے: اُس کی بادشاہی ہم پر کس طرح ہو سکتی ہے، جب کہ ہم اِس بادشاہی کے اُس سے زیادہ حق دار ہیں اور وہ کوئی دولت مند آدمی بھی نہیں ہے؟ نبی نے جواب دیا: اللہ نے اُسی کو تم پر حکومت کے لیے منتخب کیا ہے اور (اِس مقصد کے لیے) اُسے علم اور جسم، دونوں میں بڑی کشادگی عطا فرمائی ہے۔ (یہ سلطنت اللہ کی ہے) اور (اپنی حکمت کے مطابق) اللہ اِس کو جسے چاہے، بخش دیتا ہے۔ (تم معاملات کو اپنی تنگ نظروں سے دیکھتے ہو) اور اللہ بڑی وسعت رکھنے والا ہے، وہ ہر چیز سے واقف ہے (۲۴۷) اور اُن کے نبی نے مزید وضاحت کی کہ (اللہ کی طرف سے) اُس کے بادشاہ مقرر کیے جانے کی نشانی یہ ہے کہ (تمھارا) وہ صندوق (تمھارے دشمنوں کے ہاتھ سے نکل کر) تمھارے پاس آ جائے گا جس میں تمھارے پروردگار کی طرف سے (تمھارے لیے ہمیشہ) بڑی سکینت رہی ہے اور جس میں وہ یادگاریں بھی ہیں جو موسیٰ اور ہارون کی ذریت نے (تمھارے لیے) چھوڑی ہیں۔ اِسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اِس میں، یقیناً ایک بڑی نشانی ہے تمھارے لیے، اگر تم ماننے والے ہو (۲۴۸) (بنی اسرائیل کی حکومت سنبھالنے کے بعد) پھر جب طالوت فوجیں لے کر نکلے تو اُنھوں نے (لوگوں کو) بتایا کہ اللہ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ایک ندی کے ذریعے سے تمھیں آزمائے گا۔ اِس کی صورت یہ ہوگی کہ جو اِس کا پانی پیے گا، وہ میرا ساتھی نہیں ہے اور جس نے اِس (ندی) سے کچھ نہیں چکھا، وہ میرا ساتھی ہے۔ ہاں، مگر اپنے ہاتھ سے ایک چلو کوئی پی لے، تو پی لے۔ لیکن ہوا یہ کہ اُن میں سے تھوڑے لوگوں کے سوا باقی سب نے اُس (ندی) کا پانی پی لیا۔ پھر جب طالوت اُس کے پار اترے اور اُن کے وہ ساتھی بھی جو اپنے ایمان پر قائم رہے، (اور فوجیں دیکھیں) تو (جو لوگ آزمائش میں پورے نہیں اترے تھے)، اُنھوں نے کہہ دیا کہ ہم تو آج جالوت اور اُس کے لشکروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اِس پر وہ لوگ جنھیں اللہ سے ملنے کا خیال تھا، بول اُٹھے کہ (حوصلہ کرو، اِس لیے کہ) بہت جگہ ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے چھوٹے گروہ بڑے گروہوں پر غالب آئے ہیں، اور اللہ تو ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے (۲۴۹) اور (یہی سچے مسلمان تھے کہ) جب جالوت اور اُس کی فوجوں کا سامنا ہوا تو اُنھوں نے دعا کی کہ پروردگار، ہم پر صبر کا فیضان فرما اور ہمارے پاؤں جما دے اور اِن منکروں پر ہمیں غلبہ عطا کر دے (۲۵۰) چنانچہ (اُن کی دعا قبول ہوئی اور) اللہ کے حکم سے اُنھوں نے (اپنے) اِن (دشمنوں) کو شکست دے دی اور جالوت کو داؤد نے قتل کر دیا اور اللہ نے اُسے بادشاہی دی اور حکمت عطا فرمائی اور اُسے اُس علم میں سے سکھایا جو اللہ چاہتا ہے (کہ اپنے اِس طرح کے بندوں کو سکھائے) اور (حقیقت یہ کہ) اگر اللہ ایک کو دوسرے سے نہ ہٹاتا تو زمین فساد سے بھر جاتی، لیکن (اُس نے اِسی طرح ہٹایا ہے، اِس لیے کہ) اللہ دنیا والوں پر بڑی عنایت فرمانے والا ہے (۲۵۱) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تمھیں حق کے ساتھ سنا رہے ہیں، اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ تم اللہ کے رسولوں میں سے ہو (۲۵۲)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ

نماز کی محافظت

''نماز کی محافظت میں ان تمام چیزوں کی نگہداشت اور ان کا اہتمام شامل ہے جو اس کے لوازم و شرائط اور اس کے آداب و ارکان سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ یہاں اقامت کی جگہ محافظت کا لفظ جس نئے پہلو کی طرف اشارہ کر رہا ہے وہ یہ ہے کہ مشکل اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرخطر حالات میں بھی اس کی حفاظت کی جائے چنانچہ آگے والی آیت میں صلوٰۃ الخوف کا ذکر بھی ہے جس سے واضح ہے کہ تلواروں کی چھاؤں میں بھی جس چیز کو مومن نہیں بھولتا وہ یہی ہے۔'قنت' کے معنی خضوع اور تذلل کے ہیں یہاں اس کا موقع ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ نماز کی محافظت کے حکم میں نماز کا یہ ادب بھی داخل ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۵۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''نماز کی محافظت سے مراد پنج گانہ نمازوں کو ان کے اوقات پر ارکان وشرائط کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ اس میں پانچوں نمازوں کی فرضیت کا بیان ہے اور اولاد وازواج کے مسائل واحکام کے درمیان میں نماز کا ذکر فرمانا اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ ان کو ادائے نماز سے غافل نہ ہونے دو اور نماز کی پابندی سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے جس کے بغیر معاملات کا درست ہونا متصور نہیں۔'' (خزائن العرفان، ص ۷۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

''طلاق کے حکموں کے میں نماز کے حکم کے بیان فرمانے کی یا یہ وجہ ہے کہ دنیا کے معاملات میں پڑ کر کہیں خدا کی عبادت کو نہ بھلا دینا اور یا یہ وجہ ہے کہ ہوا وہوس کے بندوں کو بوجہ غلبۂ حرص وبخل عدل کو پورا کرنا اور انصاف سے کام لینا اور وہ بھی رنج اور طلاق کی حالت میں بہت دشوار ہے، اس حالت میں ان سے عمل کرنے کی توقع بے شک مستبعد نظر آتی تھی۔ سو اس کا علاج فرما دیا کہ نماز کی محافظت اور اس کی پابندی اور اس کے حقوق کی رعایت عمدہ علاج ہے کہ نماز کو ازالۂ رذائل اور تحصیل فواضل میں بڑا اثر ہے۔'' (تفسیر عثمانی ص ۴۹، پاک کمپنی لاہور)

''یہاں بیویوں کے حقوق کا ذکر چلا آ رہا تھا اور آگے پھر یہی ذکر چلے گا۔ درمیان میں احکام نماز سے متعلق آ گئے یہیں سے اس حقیقت پر ایک بار پھر روشنی پڑ رہی ہے کہ اسلام میں معاشرت ومعاملت، قانون واخلاق کے مسائل عبادات سے الگ نہیں اور نظام شریعت میں خالق کے حقوق اور مخلوق کے حقوق دوش بدوش چل رہے ہیں۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۴۴۷، تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

'الصلوٰۃ الوسطیٰ' سے مراد، عصر کی نماز

''اس کے لغوی معنی تو بیچ والی نماز کے ہیں۔ اسلوب کلام شہادت دے رہا ہے کہ یہ عام کے بعد خاص کا ذکر ہے۔ زیادہ تر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد عصر کی نماز ہے۔ ہمارا اپنا رجحان بھی اسی قول کی طرف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عصر کے وقت دن کی تمام سرگرمیاں اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو رہی ہوتی ہیں اور یہ دنیا طلبوں کے لیے بڑی آپادھاپی کا وقت ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی حفاظت کی خاص تاکید فرمائی۔ یہی نماز ہے جس کے بارے میں انبیا علیہم السلام کو بھی ابتلا پیش آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو فوجی پریڈ کے موقع پر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ احزاب کے موقع پر۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۵۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''بیچ والی نماز سے مراد نماز عصر ہے، کیونکہ اس کے ایک طرف دو نمازیں فجر اور ظہر ہیں اور دوسری طرف دو نمازیں مغرب اور عشا ہیں۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۵۸۹، ادارۃ المعارف کراچی)

''اس سے مراد ہے عصر کی نماز۔ یہ ان حالات کی رعایت سے فرمایا ہے جن میں قرآن نازل ہوا۔ تمدن کی تبدیلی یا حالات کے تغیر سے یہی صورت اگر کسی اور نماز کی ہو جائے تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۳، اپریل ۲۰۰۳)

پورے خشوع والی نماز

''بعض مفسرین نے اس سے صبح کی نماز مراد لی ہے بعض نے ظہر، بعض نے مغرب اور بعض نے عشا۔ سب سے زیادہ اقوال نماز عصر کے حق میں ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نماز عصر کو نبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ وسطیٰ قرار دیا ہے اور اس کے حق میں حضور کا وہ ارشاد پیش کیا جاتا ہے جو آپ نے جنگ احزاب کے موقع پر کہا۔ اس جنگ میں مشرکین نے حملے میں اس قدر مشغول رکھا کہ سورج ڈوبنے کا وقت آ گیا اور آپ نماز عصر نہ پڑھ سکے اس وقت آپ نے فرمایا کہ خدا ان لوگوں کی قبریں اور گھر آگ سے بھر دے انھوں نے ہماری صلوٰۃ وسطیٰ فوت کر دی۔ لیکن ہمارے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ اس مشغولیت نے اعلیٰ درجے کی نماز فوت کرا دی۔ وسطیٰ کے معنی بیچ والی چیز کے بھی ہیں اور اعلیٰ و اشرف چیز کے بھی۔ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد وہ نماز ہے جو صحیح وقت پر پورے خشوع اور توجہ الی اللہ کے ساتھ پڑھی جائے اور جس میں نماز کی تمام خوبیاں موجود ہوں۔ بعد کا فقرہ کہ اللہ کے آگے فرمانبردار بندوں کی طرح کھڑے ہو خود اس کی تفسیر کر رہا ہے۔" (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۸۳، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

وقوموا للّٰه قانتين

نماز میں باتیں کرنے کی ممانعت

"اسی آیت سے نماز میں باتیں کرنے کی ممانعت ہوئی ہے پہلے کلام کرنا درست تھا۔" (معارف القرآن، ج ا، ص ۵۸۹، ادارۃ المعارف کراچی)

"اس سے نماز کے اندر قیام کا فرض ہونا ثابت ہوا۔" (خزائن العرفان، ص ۷۰ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

فان خفتم فرجالا او رکبانا...

صلوٰۃ الخوف سے مراد

"اگر دشمن نے حالت خطرے کی پیدا کر دی ہو اور نماز اپنے تمام شرائط اور آداب کے ساتھ ادا کرنی ممکن نہ ہو تو جس حال میں ہو اسی حال میں نماز ادا کر لو۔ قرآن میں دوسری جگہ وہ شکل بھی بتا دی گئی ہے جو خطرے کے وقت نماز باجماعت کے قیام کے لیے اختیار کی جا سکتی ہے اگر اس کا امکان ہو۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۵۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

فاذکروا اللّٰه...

ذکر اللہ سے مراد

"اللہ کو یاد کرنے سے مراد نماز کی ادائیگی ہے۔ ذکر کا لفظ نماز کے لیے قرآن میں جگہ جگہ استعمال ہوا ہے۔ نماز کی اصل حقیقت چونکہ ذکر ہی ہے، اس وجہ سے کبھی کبھی اصل حقیقت سے اس کی شکل بھی تعبیر کر دی جاتی ہے تاکہ شکل اختیار کرتے وقت آدمی کی نظر اصل روح پر رہے، صرف شکل پر ہی نہ جم کر رہ جائے۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۵۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

پیغمبر کی تعلیم عین اللہ کی تعلیم ہے

"اس آیت سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ پیغمبر کی تعلیم عین اللہ کی تعلیم ہے۔ قرآن میں نماز کا حکم تو ہوا ہے لیکن اس کے ادا کرنے کا طریقہ کہیں نہیں بتایا گیا۔ یہ چیز امت کو پیغمبر کی تعلیم سے معلوم ہوئی ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صرف قرآن سنانے کے لیے تشریف نہیں لائے تھے، بلکہ اس کام پر بھی مامور تھے کہ لوگوں کو قرآن سنائیں، سکھائیں، اس کے مضمرات و اشارات، اس کی حکمتیں اور اسرار واضح کریں۔ ان آیات کی موجودگی میں بعض لوگ نماز کے اوقات اور رکعات کے بارے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے سروپا بحثیں اٹھاتے ہیں، ان پر تعجب ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۵۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

والذین یتوفون منکم...

بیوہ کے لیے وصیت کا عارضی حکم

''آیت ۲۳۴ میں بیوہ عورتوں کی عدت بیان ہوئی ہے، اسی کی توضیح مزید کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ ان آیات کے زمانے تک میراث کا قانون ابھی نازل نہ ہوا تھا۔ یہ حکم عارضی طور پر اس وقت تک کے لیے دیا گیا جب تک کہ سورۂ نساء والا قانون وراثت نازل نہ ہوگیا۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۵۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

تقسیم وراثت سے اس کا کوئی تعلق نہیں

''اصل الفاظ ہیں: 'وصیة لازواجھم متاعاً الی الحول غیر اخراج'۔ ان میں 'وصیة' فعل محذوف کا مفعول ہے۔ 'متاعاً' 'وصیة' کا مفعول ہے اور 'غیر اخراج' 'لازواجھم' سے حال واقع ہوا ہے۔ اس جملے کی یہی تالیف ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ عام طور پر لوگ اس حکم کو سورۂ نساء میں تقسیم وراثت کی آیات سے منسوخ مانتے ہیں، لیکن صاف واضح ہے کہ عورت کو نان و نفقہ اور سکونت فراہم کرنے کی جو ذمہ داری شوہر پر اس کی زندگی میں عائد ہوتی ہے، یہ اسی کی توسیع ہے۔ عدت کی پابندی وہ شوہر ہی کے لیے قبول کرتی ہے۔ پھر اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لیے بھی اسے کچھ مہلت لازماً ملنی چاہیے۔ یہ حکم ان مصلحتوں کے پیش نظر دیا گیا ہے۔ تقسیم وراثت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۳، اپریل ۲۰۰۳)

آیات ۲۴۳ تا ۲۵۲

سلسلۂ کلام

''اصل بیان تو بیت اللہ کے تعلق سے جہاد و انفاق کا ہو رہا تھا، لیکن انفاق کی بحث نے یتیموں کی صلاح و فلاح اور ان کی ماؤں کے ساتھ نکاح کا سوال سامنے کر دیا۔ اس طرح نکاح و طلاق سے متعلق بعض مناسب وقت مسائل کے بیان کے لیے ایک تقریب پیدا ہوگئی۔ قرآن کا طریقہ یہی ہے کہ جب کسی مسئلے کے بیان کے لیے تقریب پیدا ہو جاتی ہے تو اصل سلسلۂ بیان کو روک کر اس مسئلے سے متعلق اتنی باتیں بیان کر دیتا ہے جتنی باتوں کے لیے وقت کے حالات تقاضا کر رہے ہوتے ہیں اور پھر اصل سلسلۂ بیان شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی یہی صورت ہے۔ نکاح و طلاق سے متعلق مناسب وقت مسائل بیان کر چکنے کے بعد اصل بیان جہاد و انفاق کا پھر شروع ہوگیا۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۵۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

بنی اسرائیل کی سرگزشت بیان کرنے کی وجہ

''بنی اسرائیل ایک بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود اپنے دشمن کے ڈر کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اس طرح انھوں نے اپنے لیے اخلاقی اور سیاسی موت اختیار کر لی۔ اس واقعے کی طرف اشارہ کر کے مسلمانوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ انھوں نے مکہ سے مدینہ جو ہجرت کی ہے تو یہ موت اور دشمن سے فرار نہیں ہے، بلکہ کفر اور فتنہ سے فرار ہے۔ اصل مقصد اس سے جانیں بچانا نہیں، بلکہ اللہ کے دین کی نصرت اور اس کی راہ میں جہاد کے لیے منظم ہونا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو جہاد و انفاق پر ابھارا ہے اور ساتھ ہی بنی اسرائیل کی اس جنگ کا کسی قدر تفصیل سے ذکر ہے جس کی تحریک ان کے ہاں بھی بعینہ اسی مقصد کے لیے ہوئی تھی جس مقصد کے لیے مسلمانوں کو یہاں جہاد پر ابھارا جا رہا ہے یعنی بنی اسرائیل نے بھی یہ جنگ اپنے قبلہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزادی کے لیےلڑی تھی اور مسلمان بھی اپنے قبلہ ہی کی آزادی کے لیے اٹھ رہے تھے۔ بنی اسرائیل اس جنگ کے مختلف مراحل میں جن آزمائشوں سے گزرے اور جن فتنوں میں مبتلا ہوئے وہ بڑے سبق آموز تھے۔ اس وجہ سے مسلمانوں کو جو بعینہ انھی مراحل سے گزرنے کے لیے کمربستہ ہورہے تھے۔ ان کی سرگزشت کا یہ حصہ سنادینا ضروری تھا تاکہ مسلمان اس سے سبق حاصل کریں اور ان فتنوں سے اپنے آپ کو بچاکر رکھیں جو آگے کے مراحل میں پیش آسکتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۵۷۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''مسلمان مکے سے نکالے جاچکے تھے، سال ڈیڑھ سال سے مدینے میں پناہ گزیں تھے اور کفار کے مظالم سے تنگ آکرخود بار بار مطالبہ کرچکے تھے کہ ہمیں لڑنے کی اجازت دی جائے مگر جب انھیں لڑائی کا حکم دے دیا گیا تو اب ان میں سے بعض لوگ کسمسارہے تھے، اس لیے یہاں بنی اسرائیل کی تاریخ کے دو اہم واقعات سے انھیں عبرت دلائی گئی ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج۱ص۱۸۴، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

'الم تر' کا خطاب

''الم تر کا خطاب ضروری نہیں کہ واحد کے لیے ہو، بلکہ یہ عموماً جمع کے لیے آتا ہے۔ اس میں گویا خطاب مخاطب گروہ کے ہر شخص سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد جس واقعہ کا حوالہ دیا جاتا ہے وہ یا تو مخاطب کے گروہ کا عینی مشاہدہ ہوتا ہے یا واقعے کی شہرت اس درجے کی ہوتی ہے کہ اس کی نسبت یہ باور کیا جاتا ہے کہ اس سے مخاطب باخبر ہیں یا انھیں باخبر ہونا چاہیے۔ یا متکلم کو یہ اعتماد ہوتا ہے کہ واقعے کی صداقت ایسی مسلم ہے کہ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجایش نہیں ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱ص۵۶۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

فقال لهم الله موتوا ثم احياهم

موت وحیات کا مفہوم

موت ایمانی واخلاقی موت اور زندگی اخلاقی وایمانی زندگی

''قرآن میں موت کا لفظ جس طرح زندگی کے فنا ہونے کے لیے استعمال ہوا ہے اسی طرح نیند، بے ہوشی اور ایمانی و اخلاقی موت کے لیے بھی استعمال ہوا ہے مثلاً سورۂ زمر آیت ۴۲، سورۂ بقرہ آیت ۵۶، سورۂ نمل آیت ۸۰، سورۂ انعام آیت ۱۲۲۔ اسی طرح حیات کا لفظ بھی مادی زندگی سے لے کر نیند سے بیداری اور ایمانی واخلاقی زندگی سب کے لیے استعمال ہوا ہے مثلاً سورۂ انعام آیت ۱۲۲، انفال آیت ۲۴۔ یہاں اس آیت میں بھی بنی اسرائیل کی ایمانی واخلاقی موت وحیات کی طرف اشارہ ہے۔ اس واقعے کا تعلق بنی اسرائیل کی تاریخ کے اس دور سے ہے جس کا ذکر صحیفۂ سموئیل میں ہے۔ اگرچہ اس وقت ان کی تعداد تین لاکھ تھی لیکن یہ سخت انتشار میں مبتلا تھے شرک وبدعات کے غلبے نے ان کی مذہبی واخلاقی موت واقع کردی تھی اجتماعی تنظیم مفقود ہونے کی وجہ سے سیاسی حالت بھی بڑی ابتر تھی۔ ہر طرف سے دشمنوں کی یورش تھی اور یہ کسی کا مقابلہ نہ کرپارہے تھے۔ فلسطینی ان سے خدا کا وہ صندوق بھی چھین کرلے گئے تھے جس کی حیثیت ان کے ہاں قبلہ کی تھی۔ انھوں نے اپنے سارے شہر بھی خالی کردیے تھے۔ خوف وبزدلی کی یہ موت ان پر بیس سال طاری رہی۔ اس کے بعد سموئیل نبی نے ان کے ہاں تجدید واصلاح کا کام شروع کیا اور ان کے اندر ایمانی وسیاسی زندگی پیدا ہوئی۔ جب بنی اسرائیل نے خوف وبزدلی کی زندگی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمانی و اخلاقی موت کے حوالے کردیا جس کی تعبیر 'موتوا' سے فرمائی ہے یہ معاملہ ٹھیک ٹھیک اس سنت اللہ کے مطابق ہوا جس کی طرف 'فلما زاغوا ازاغ الله قلوبهم' میں اشارہ کیا گیا ہے پھر جب ان میں تجدید واحیائے امت کی دعوت اٹھی اور انھوں نے ازسرنو ایمان واسلام کی حیات تازہ اختیار کرلینے کا عزم کرلیا تو اللہ نے ان کو ازسرنو زندہ کردیا۔ اسی کو 'ثم احیاهم' سے تعبیر فرمایا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوموں کے ساتھ اللہ کا معاملہ اسی اصول پر ہے۔ اگر کوئی قوم ذلت و نامرادی پسند کرتی ہے تو اللہ اس کو ذلت کے حوالے کر دیتا ہے۔ اور اگر کوئی قوم عروج و سر بلندی کی طالب ہوتی ہے اور اس طلب کے تقاضے پورے کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عزت و سر بلندی بخشتا ہے اور پھر یہ مرتبہ دے کر اس کا امتحان کرتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۶۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ذلت و نامرادی کی تعبیر

''اصل میں لفظ 'مــوتــوا' آیا ہے، یعنی مر جاؤ۔ یہ قومی حیثیت سے ذلت اور نامرادی کی تعبیر ہے۔ ذریت ابراہیم کے معاملے میں اللہ کا قانون یہی تھا کہ ان کے جرائم کی سزا انھیں دنیا ہی میں دی جائے گی۔ چنانچہ جب ایمان اور عمل صالح کے بجائے انھوں نے اخلاقی بے راہ روی اور خوف و بزدلی کی زندگی اختیار کی اور اس طرح اللہ کے ساتھ نقض عہد کے مرتکب ہوئے تو اس کی سزا کے طور پر اللہ نے بھی انھیں ذلت و نامرادی کے حوالے کر دیا۔ بنی اسرائیل نے توبہ و استغفار کر کے ازسرنو ایمان و اسلام کی راہ اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے صلے میں انھیں قومی حیثیت سے ازسرنو زندہ کر دیا اور دشمنوں کے مقابلے میں عزت اور سر بلندی عطا فرمائی۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، ص ۳، مئی ۲۰۰۳)

غلبہ حیات اور مغلوبیت موت

''یہاں اشارہ بنی اسرائیل کے واقعۂ خروج کی طرف ہے۔ سورۂ مائدہ کے چوتھے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ یہ لوگ بڑی تعداد میں مصر سے نکلے تھے دشت و بیاباں میں بے خانماں پھر رہے تھے، مگر جب اللہ تعالیٰ کے ایما پر حضرت موسیٰ نے ان کو حکم دیا کہ ظالم کنعانیوں کو ارض فلسطین سے نکال دو اور اس علاقے کو فتح کر لو تو انھوں نے بزدلی دکھائی اور آگے بڑھنے سے انکار کر دیا آخر کار اللہ تعالیٰ نے انھیں چالیس سال تک زمین میں سرگرداں رکھا یہاں تک کہ ان کی ایک نسل ختم ہو گئی اور دوسری نسل صحراؤں کی گود میں پل کر اٹھی۔ تب اللہ تعالیٰ نے انھیں کنعانیوں پر غلبہ عطا کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی معاملے کو اللہ تعالیٰ نے موت اور دوبارہ زندگی کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۸۴، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

موت وحیات سے مراد، اصل موت وحیات

''یہاں ایک بلیغ انداز میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال کی قربانی پیش کرنے کی ہدایت ہے اور ان احکام کے بیان کرنے سے پہلے تاریخ کا ایک اہم واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ موت وحیات تقدیر الٰہی کے تابع ہے جنگ و جہاد میں جانا موت کا سبب نہیں۔ بنی اسرائیل کی کوئی جماعت کسی شہر میں بستی تھی۔ وہاں کوئی سخت وبا طاعون وغیرہ پھیلی۔ یہ لوگ جو تقریباً دس ہزار کی تعداد میں تھے گھبرا اٹھے اور موت کے خوف سے اس شہر کو چھوڑ کر سب کے سب دو پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع میدان میں جا کر مقیم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اور دنیا کی دوسری قوموں پر یہ واضح کرنے کے لیے کہ موت سے کوئی شخص بھاگ کر جان نہیں چھڑا سکتا۔ دو فرشتے بھیج دیے جو میدان کے دونوں سروں پر آ کھڑے ہوئے اور کوئی ایسی آواز دی جس سے سب بیک وقت مر گئے۔ آس پاس کے لوگوں کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی، یہاں پہنچے، دس ہزار انسانوں کے کفن دفن کا انتظام آسان نہ تھا۔ اس لیے ان کے گرد ایک احاطہ کھینچ دیا۔ ان کی لاشیں حسب دستور گل سڑ گئیں، ہڈیاں پڑی رہ گئیں۔ ایک زمانہ دراز کے بعد بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر جن کا نام حزقیل بتلایا گیا ہے وہاں سے گزرے۔ اس جگہ اتنے ڈھانچے اور ہڈیاں دیکھ کر حیران رہ گئے۔ بذریعہ وحی ان کو ان لوگوں کا حال بتلایا گیا۔ انھوں نے دعا کی کہ اللہ ان کو پھر زندہ فرما دے۔ اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور سب ان کے سامنے زندہ ہو گئے۔ یہ واقعہ منکروں کو دعوت فکر دینے کے ساتھ ساتھ اس ہدایت پر بھی مشتمل ہے کہ موت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خوف سے بھاگنا خواہ جہاد سے ہو یا کسی طاعون وغیرہ سے، اللہ تعالیٰ اور اس کی تقدیر پر ایمان رکھنے والے کے لیے ممکن نہیں۔" (معارف القرآن، ج ا، ص ۵۹۳، ادارۃ المعارف کراچی)

قوم کا تعین مقصود قرآن نہیں

"کئی مفسرین نے کوشش کی ہے کہ جس قوم کا واقعہ بیان ہو رہا ہے اس کا تعین کریں کہ وہ کون سی قوم تھی، لیکن علامہ قرطبی نے ابن عطیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ سب قصے ناقابل اعتماد ہیں۔ آیت کا مقصد مسلمانوں کو عبرت دلانا ہے نہ کہ قوم کا تعین کرنا۔ عبرت یہ ہے کہ یہ قوم موت کے ڈر سے بھاگ نکلی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ موت جس سے وہ بھاگے تھے ان پر مسلط کر دی پھر نئی زندگی عطا فرمائی۔ یہ سمجھانا مقصود تھا کہ موت سے بھاگنے کی کوشش کرنا بے سود ہے نہ تم اپنی کوشش سے موت کو ٹال سکتے ہو اور نہ زندگی بڑھا سکتے ہو۔ اس واقعہ سے امت محمدیہ کو یہ بتانا مقصود ہے کہ تم ایسا مت کرنا۔ وہ کون تھے، کہاں سے بھاگے تھے، کیوں بھاگے تھے، ایسی تنقیحات میں الجھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔" (ضیاء القرآن، ج ا، ص ۱۶۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا...

انفاق کے لیے قرض کی تعبیر

"جانی قربانی کے بعد یہ مالی قربانی کی دعوت ہے۔ اور اس کے لیے جو اسلوب اختیار فرمایا وہ حد درجہ موثر ہے۔ قرض قرضدار کے ذمے واجب ہوتا ہے۔ یہ رب کریم کا کتنا احسان ہے کہ جو مال اس نے خود بندوں کو عنایت فرمایا ہے وہی مال وہ جب ان سے اپنی راہ میں خرچ کرنے کو کہتا ہے تو اس کو اپنے ذمے قرض ٹھہراتا ہے یعنی اس کی واپسی از خود اپنے ذمہ واجب قرار دیتا ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ قرض اس لیے نہیں مانگتا کہ اس کو معاذ اللہ کوئی ضرورت پیش آ گئی ہے، بلکہ اس کی شان کریمی نے اپنے بندوں کے لیے نفع کمانے کی راہ کھولی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو ایک خرچ کر کے دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک اجر کما لیں۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۶۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

قرض حسن

"قرض حسن وہ ہوتا ہے جو دل کی تنگی کے ساتھ نہ ہو بلکہ پوری فراخدلی اور حوصلے کے ساتھ دیا جائے، ریا اور نمائش نہ ہو، کوئی دنیوی طمع نہ ہو بلکہ صرف آخرت کے اجر کے لیے دیا جائے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ حقیر، کم وقعت اور ناجائز ذرائع سے حاصل کیے ہوئے مال سے نہ دیا جائے بلکہ محبوب عزیز اور پاکیزہ کمائی میں سے دیا جائے۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۶۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

قرض کا مفہوم

"عربی میں قرض سے مراد ہر وہ چیز یا عمل ہے جس پر جزا یا بدلہ طلب کیا جائے۔ یعنی یہ مت سمجھو کہ یہ رقم خرچ ہو گئی تو پھر واپس نہیں ملے گی بلکہ اللہ تعالیٰ کئی گنا معاوضہ دے گا۔ قرض اگر بمعنی مفعول ہو تو حسن کی صفت سے یہ مراد ہو گا کہ جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ حلال اور پاک ہو اور اگر قرض اپنے مصدری معنی میں ہو تو پھر حسن سے مراد یہ ہو گا کہ قرض دو تو خلوص سے، دو خوشی دو۔" (ضیاء القرآن، ج ا، ص ۱۶۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

الم تر الی الملا...

"ان آیات سے مقصود ترغیب قتال ہے۔ ایک قوم کا ہزاروں کی تعداد میں مرنے کا قصہ اسی کی تمہید ہے، انفاق فی سبیل اللہ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون اسی کی تائید ہے، طالوت وجالوت کا قصہ اسی کی تاکید ہے۔" (معارف القرآن، ج ا،ص ۶۰۴، ادارۃ المعارف کراچی)

لفظ 'ملا' کا مطلب

"ملا کا لغوی مطلب بھرنا ہے۔ اپنے اسی مفہوم سے ترقی کر کے یہ لفظ کسی قوم کے اشراف واعیان اور اکابر وسادات کے لیے استعمال ہونے لگا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی ہوگی کہ قوم کے اعیان واشراف ہی ہوتے ہیں جو اس کی چوپالوں، پنچایتوں، مجلسوں اور درباروں کو پر کرتے ہیں۔" (تدبر قرآن، ج ا،ص ۵۶۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ملک کا مفہوم اور سیاسی نظام

"ملک کے معنی صاحب اقتدار واختیار کے ہیں۔ قرآن نے یہ لفظ مدح وذم دونوں کے محل میں استعمال کیا ہے۔ ایک بادشاہ وہ بھی تھا جس نے حضرت ابراہیم سے حجت کی۔ قرآن نے اس کی مذمت کی اس کے برعکس داؤد اور سلیمان علیہما السلام بھی بادشاہ تھے۔ لیکن قرآن نے ان کی تعریف فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے نزدیک سیاسی نظام میں اصل اہمیت صورت کی نہیں بلکہ اس کی روح کی ہے اگر اس کی روح خدا اور اس کے رسول کے قانون کے تابع ہے تو وہ قابل ستائش ہے، اس کی شکل کچھ بھی ہو اگر روح خدا اور رسول کی باغی ہے تو وہ قابل مذمت ہے عام اس سے کہ وہ ملوکیت ہو یا جمہوریت۔" (تدبر قرآن، ج ا،ص ۵۶۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

اسلام میں بادشاہت؟

"یہ واقعہ بنی اسرائیل کا ہے۔ اس سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ قرآن نے ان کے اس مطالبہ کو پسند کیا اور مسلمانوں کو شاہی نظام اختیار کرنے کا حکم دیا، بلکہ بائبل کے باب سموئیل اول میں جو آیات ہیں وہ وضاحت کرتی ہیں کہ ان کے اس مطالبے کو نہ اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور نہ اللہ کے نبی نے۔" (ضیاء القرآن، ج ا،ص ۱۷۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

بادشاہت کا جواز

"نبی کی موجودگی میں بادشاہ مقرر کرنے کا مطالبہ بادشاہت کے جواز کی دلیل ہے کیونکہ اگر بادشاہت جائز ہی نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس مطالبے کو رد فرما دیتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو رد نہیں فرمایا۔ بلکہ طالوت کو ان کے لیے بادشاہ مقرر کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بادشاہ مطلق العنان نہیں ہے، بلکہ وہ احکام الٰہی کا پابند اور عدل وانصاف کرنے والا ہے تو اس کی بادشاہت جائز ہی نہیں بلکہ مطلوب ومحبوب بھی ہے۔" (احسن البیان ص ۱۴۱ دار السلام پبلشرز ریاض)

اذ قالوا لنبی لهم ابعث لنا ملكا نقاتل...

"یہ تقریباً ایک ہزار سال قبل مسیح کا واقعہ ہے۔ اس وقت بنی اسرائیل پر عمالقہ چیرہ دست ہو گئے تھے اور انھوں نے اسرائیلیوں سے فلسطین کے اکثر علاقے چھین لیے تھے۔ سموئیل نبی اس زمانے میں بنی اسرائیل کے درمیان حکومت کرتے تھے مگر وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ اس لیے سرداران بنی اسرائیل نے یہ ضرورت محسوس کی کہ کوئی اور شخص ان کا سربراہ کار ہو جس کی قیادت میں وہ جنگ کر سکیں۔" (تفہیم القرآن، ج ا،ص ۱۸۵، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

آیت ۲۴۶ کی تعلیم

"جس طرح پہلے بنی اسرائیل کی ایمانی واخلاقی موت وحیات کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کر کے مسلمانوں کو زندگی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہ اختیار کرنے کی دعوت دی گئی اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ زندگی خدا کی راہ میں جان اور مال کی قربانی سے حاصل ہوتی ہے اسی طرح اس آیت میں اور آگے چند آیات میں تاریخ بنی اسرائیل کے اسی سلسلے کے بعض واقعات کی طرف اشارہ کر کے مسلمانوں کو اجتماعی و سیاسی زندگی سے متعلق اہم سبق دیے گئے ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۵۶۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

طالوت اور ساؤل

'' طالوت اس مامور سالار کا نام ہے۔ تورات میں اس کا نام ساؤل آیا ہے اور ان کے غیر معمولی قد آور ہونے کا ذکر خاص طور پر ہے۔ طالوت کے معنی لمبے تڑنگے کے ہیں۔ گمان ہوتا ہے کہ تورات نے ان کا ذکر نام سے کیا ہے اور قرآن نے لقب سے۔ ورنہ پھر ماننا پڑے گا کہ ان کے نام کے بارے میں تورات کا بیان غلط ہے۔ اصل نام طالوت ہی ہے۔ قرآن نے بعض دوسرے مقامات پر بھی تورات کے بیانات کی تردید کی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۵۶۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

تابوت کی حقیقت

'' تابوت کے معنی صندوق کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد بنی اسرائیل کا وہ صندوق ہے جس کو تورات میں خدا کا صندوق یا خدا کے عہد کا صندوق کہا گیا ہے۔ بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کے زمانے سے لے کر بیت المقدس کی تعمیر تک اسی صندوق کو بنی اسرائیل کے قبلہ کی حیثیت حاصل رہی۔ وہ اس کو اپنے خیمۂ عبادت میں ایک مخصوص مقام پر نہایت مخصوص اہتمام کے ساتھ پردوں کے بیچ میں رکھتے اور تمام عبادات اور دعا میں اسی کی طرف متوجہ ہوتے۔ ان کے ربی اور کاہن غیبی رہنمائی کے لیے بھی اس کو مرجع بناتے۔ مشکل حالات، قومی مصائب اور جنگ کے میدانوں میں بھی بنی اسرائیل کا حوصلہ قائم رکھنے میں اس صندوق کو سب سے بڑے عامل کی حیثیت حاصل رہی۔ حضرت موسیٰ کے زمانے تک تو اس میں تورات اور صحرا کی زندگی کے دور کی بعض یادگاریں محفوظ کی گئیں لیکن پھر اس میں حضرت موسیٰ، حضرت ہارون اور ان کے خاندان کے بعض اور تبرکات بھی محفوظ کر دیے گئے۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۵۷۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

'' آل موسیٰ اور آل ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے مراد پتھر کی وہ تختیاں تھیں جو طور سینا پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو دی تھیں۔ اس کے علاوہ تورات کا وہ اصل نسخہ بھی اس میں تھا جسے حضرت موسیٰ نے خود لکھوا کر بنی لاوی کے سپرد کیا تھا نیز ایک بوتل میں من بھی بھر کر اس میں رکھ دیا تھا کہ آئندہ نسلیں اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد رکھیں جو صحرا میں اس نے ان کے باپ داوا پر کیا تھا اور غالباً حضرت موسیٰ کا وہ عصا بھی اس کے اندر تھا جو خدا کے عظیم الشان معجزات کا مظہر بنا تھا۔'' (تفہیم القرآن، ج ا،ص ۱۸۹، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

'' یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک زراندوز صندوق تھا جس کا طول تین ہاتھ اور عرض دو ہاتھ کا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اس میں تمام انبیا علیہم السلام کی تصویریں تھیں، ان کے مساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک یاقوت سرخ میں تھی کہ حضور بحالت نماز قیام میں ہیں اور آپ کے گرد اصحاب۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا یہ صندوق وراثتاً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ تک پہنچا۔ آپ اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی۔'' (خزائن العرفان، ص ۷۳، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

'' طالوت کے وقت میں یہ تابوت واپس آ جانے کے بعد تاریخ کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل کے قبضہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے تک رہا۔ اور آپ نے بیت المقدس میں ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے بعد اسی میں اسے بھی رکھ دیا تھا، اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد سے اس کا پتا نہیں چلتا۔ یہود کا عام خیال یہ ہے کہ یہ تابوت اب بھی ہیکل سلیمانی کی بنیادوں میں دفن ہے۔ موجودہ علمائے یہود کی تحقیق کے مطابق اس کی پیمائش یہ تھی: طول ڈھائی فٹ، عرض ڈیڑھ فٹ اور بلندی بھی ڈیڑھ فٹ۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۴۵۹، تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

تبرکات

''اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیا اور صالحین کے تبرکات یقیناً باذن اللہ اہمیت وافادیت رکھتے ہیں بشرطیکہ ان کی نسبت واقعی ثابت ہو۔'' (احسن البیان، ص ۱۴۲، دارالسلام پبلشرز ریاض)

''اس آیت سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ وہ اشیا جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے ہوتا ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اور دشمنوں پر غلبہ نصیب ہوتا ہے۔ صحابۂ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن، بال مبارک تبرک کے طور پر پاس رکھا کرتے۔ حضرت خالد بن ولید کے سر پر کپڑے کی ایک ٹوپی تھی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال شریف رکھا ہوا تھا۔ حضرت خالد فرماتے ہیں کہ جس معرکہ میں میں یہ ٹوپی سر پر رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ اس بال کی برکت سے مجھے کامیاب وکامران کرتا ہے۔'' (ضیاء القرآن، ج ا، ص ۱۷۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

'سکینۃ' کا مفہوم

''سکینۃ کے معنی اطمینان، قرار اور حوصلہ کے ہیں بالخصوص وہ اطمینان وحوصلہ جو پرخطر حالات اور جنگ کے مصائب میں آدمی کے عزم کو قائم رکھے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۷۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

تابوت کی بنی اسرائیل کو واپسی

''تابوت کے چھن جانے کو بنی اسرائیل کے بزرگوں نے ساری حشمت کے چھن جانے سے تعبیر کیا اور ساری قوم نے اس عظیم حادثے پر ماتم کیا۔ اس دور میں بنی اسرائیل کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ اس تابوت کو دشمنوں سے واپس لینے کا تھا۔ اسی بنا پر سموئیل نبی نے طالوت کے انتخاب کے خدائی انتخاب ہونے کی یہ نشانی ٹھہرائی کہ اس کے بعد تابوت تمھارے پاس فرشتوں کی مدد سے آپ سے آپ آ جائے گا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور فلسطیوں نے اس صندوق کو ایک گاڑی پر رکھ کر اس کو بنی اسرائیل کے علاقے کی طرف ہانک دیا۔ اس کی واپسی کا واقعہ اس وقت پیش آیا جب طالوت کا خدا کے مقرر کردہ بادشاہ کی حیثیت سے اعلان ہوا تھا۔ تورات کا بیان اس کے برعکس ہے کہ اس سے بہت پہلے وباؤں اور بیماریوں سے ڈر کر فلسطیوں نے خود ہی اس تابوت کو بھیج دیا تھا۔ تورات کا یہ بیان ہمارے نزدیک ٹھیک نہیں۔ سموئیل نبی کی اصلاحی سرگرمیوں اور طالوت کی خداداد صلاحیتوں نے قوم میں تنظیم اور جہاد کی روح پیدا کی جس سے ان کے دشمنوں پر ان کی دھاک بیٹھ گئی چنانچہ انھوں نے ایک خوفناک جنگ سے بچنے کے لیے تابوت کو واپس کر دیا اور یہ تابوت فرشتوں کی مدد سے واپس ہوگیا۔ جس کو قرآن نے 'تحملہ الملئکۃ' سے تعبیر کیا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۷۶ فاران فاؤنڈیشن لاہور)

فلما فصل طالوت بالجنود...

جنگ بدر کی تصویر قدیم صحیفوں میں

''تحویل قبلہ کے بعد جو پہلی جنگ پیش آئی وہ بدر کی جنگ ہے۔ اس طرح گویا بدر کے پیش آنے سے پہلے اس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو طالوت کی جنگ کی شکل میں دکھا دیا تھا۔ یہود بدر کا نقشہ دیکھ کر اس حقیقت کو تاڑ گئے تھے لیکن انھوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرکین کو برانگیختہ کرنے کے معاملہ میں بالکل شیطان کی روش اختیار کی۔ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ اس جنگ میں طالوت کے ساتھیوں کی تعداد بھی کم وبیش اتنی ہی تھی جتنی بدر میں مسلمانوں کی تھی۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۷۶ فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ان اللہ مبتلیکم بنھر...

فوج کی اطاعت کا امتحان

''دشمن کے آمنے سامنے ہونے سے پہلے طالوت نے اپنی فوج کے ڈسپلن اور ان کی اطاعت و وفاداری کا امتحان لینے کے لیے یہ اعلان کیا کہ سامنے جوندی آرہی ہے اس کے ذریعہ سے اللہ تمھاری جانچ کرے گا۔ یہ امتحان چونکہ سموئیل نبی کی ہدایت پر ہوا تھا اس لیے طالوت نے اس کو اللہ کی جانب منسوب کیا۔ کہا کہ تم میں سے جو اس کا پانی پی لے گا وہ میرا ساتھی نہ بن سکے گا جو اس کو بالکل نہ پیے گا وہ میرا ساتھی بنے گا اگر کسی نے ایک آدھ چلو لے لیا تو وہ بھی قابل درگزر ہوگا اس امتحان میں فوج کی اکثریت فیل ہوگئی صرف تھوڑے سے لوگ اس امتحان میں پورے اتر سکے۔ اس امتحان کے بارے میں تورات کا بیان مختلف ہے مگر عقل و نقل پر قرآن کا بیان ہی پورا اترتا ہے۔ تورات کے بیان کو اس کے بے احتیاط راویوں نے بالکل مسخ اور بے مقصد بنا کر رکھ دیا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۷۸ فاران فاؤنڈیشن لاہور)

امتحان کا مقصد

''اس امتحان کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس طرح کے موقعوں پر جوش وخروش میں بھیڑ بھاڑ بہت ہو جایا کرتی ہے لیکن وقت پر جمنے والے کم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کو علیحدہ کرنا منظور تھا۔ ان کے لیے یہ امتحان مقرر کیا گیا۔ ان میں تین قسم کے لوگ تھے۔ ناقص الایمان، جو امتحان میں پورے نہ اترے اور کامل الایمان، جو امتحان میں پورے اترے، مگر اپنی قلت کی فکر ہوئی اور اکمل الایمان جن کو یہ فکر بھی نہ ہوئی۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۶۰۷، ادارۃ المعارف کراچی)

جالوت

''جالوت فلسطینیوں کا سپہ سالار تھا تورات میں اس کا نام جاتی جولیت آیا ہے۔ یہ بڑا گرانڈیل، دیوہیکل اور ماہر جنگ سپہ سالار مانا جاتا تھا بنی اسرائیل پر اس کا بڑا رعب تھا۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۸۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

حضرت داؤد علیہ السلام کی زندگی کا آغاز

''ان کی ابتدا غریبانہ لیکن انتہا نہایت شاندار تھی۔ یہ طالوت کی فوج کے سپاہی تھے۔ بعض روایات کے مطابق یہ شروع ہی سے فوج میں شامل تھے اور بعض روایات کے مطابق یہ عین جنگ کے وقت اپنے بھائیوں کو کچھ کھانے پینے کی چیزیں دینے آئے تھے۔ یہاں انھوں نے دیکھا کہ جالوت مقابلہ کے لیے چیلنج کر رہا ہے لیکن کوئی مقابلے کے لیے آگے نہیں بڑھ رہا۔ یہ دیکھ کر ان کی غیرت کو جوش آیا اور طالوت کی اجازت سے انھوں نے جالوت کا مقابلہ کیا اور اسے ڈھیر کر دیا۔ اسی واقعہ سے ان کی زندگی کا آغاز ہوا اور پھر وہ بنی اسرائیل کی تاریخ میں اس مقام پر پہنچے جو ان کے لیے مقدر تھا۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۸۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''طالوت نے حضرت داؤد سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور طالوت کے بعد یہ بادشاہ ہوئے۔'' (تفسیر عثمانی ص ۵۲، پاک کمپنی لاہور)

فھزموھم باذن اللہ...

''اس سے مقصود اسباب و وسائل کی نفی نہیں بلکہ تنہا انھی کو وسیلۂ ظفر سمجھ لینے کی نفی ہے۔ یہی بات وما رمیت اذ رمیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولکن اللہ رمی' میں بیان ہوئی ہے۔فتح وشکست کا اصل مدار قلت وکثرت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہے اس وجہ سے اصل اعتماد اور بھروسہ اسی پر ہونا چاہیے۔''(تدبر قرآن، ج۱،ص۵۸۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ولو لا دفع اللہ الناس...

جہاد کی ضرورت اور اس کی حکمت

''اگر اللہ تعالیٰ جہاد کا حکم نہ دیتا اور اس کے صالح بندے زمین کو فتنہ وفساد سے پاک کرنے کے لیے تلوار نہ اٹھاتے تو اشرار مفسدین دنیا کو شر اور فساد سے بھر دیتے۔ انبیا وصالحین جو جہاد کرتے ہیں اس سے مقصود عدل اور حق کا قیام اور شر وفساد کا استیصال ہوتا ہے۔ قرآن میں جہاد کی اس ضرورت وحکمت کی طرف مختلف اسلوبوں سے جگہ جگہ اشارے کیے گئے ہیں، مثلاً سورہ حج میں فرمایا: ولو لا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض ھدمت صوامع و بیع و صلوۃ مساجد...''(تدبر قرآن، ج۱،ص۵۸۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

تلک آیات اللہ نتلوھا...

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف التفات اور آپ کی رسالت کا اثبات

''اصل سلسلہ کلام کو روک کر بطور التفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا کہ بنی اسرائیل کی تاریخ کو ہم نے سامنے رکھ دیا ہے تا کہ اس کے آئینے میں آپ اور آپ کے ساتھی مستقبل کا نقشہ کار دیکھ سکیں اور یہ اس بات کی نہایت دلیل ہے کہ آپ انبیا اور رسل کے مبارک سلسلے کی کڑی ہیں کیونکہ جس سرگزشت کے جاننے کا کوئی ذریعہ بھی نہ تھا وہ سب ملاوٹوں سے پاک ہو کر آپ بیان کر رہے ہیں یہی آپ کی رسالت کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔''(تدبر قرآن، ج۱،ص۵۸۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''قرآن مجید کا ایک بڑا مقصد نبوت محمدیہ کا اثبات بھی ہے اس لیے جس جگہ مضمون کی مناسبت ہوتی ہے اس کا اعادہ کر دیا جاتا ہے اس موقع پر اس قصہ کی صحیح صحیح خبر دینا جس کو آپ نے نہ کسی سے پڑھا نہ کسی سے سنا ایک معجزہ ہے جو آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ یعنی اللہ کی آیتیں جو تم صحیح صحیح لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہیں۔''(معارف القرآن، ج۱،ص۶۰۷، ادارۃ المعارف کراچی)

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ مِّنْ ۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۫ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ(253) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (254) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ(255) لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۫ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ ۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ(256)

تراجم

ا۔یہ سب رسول، بڑائی دی ہم نے ان میں ایک کو ایک سے، کوئی ہے کہ کلام کیا اس سے اللہ نے، اور بلند کیے بعضوں کے درجے اور دی ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو نشانیاں صریح، اور زور دیا اس کو روح پاک سے۔ اور اگر چاہتا اللہ، نہ لڑتے ان کے پچھلے، بعد اس کے کہ پہنچے ان کو صاف حکم، لیکن وہ پھٹ گئے، پھر کوئی ان میں یقین لایا اور کوئی منکر ہوا۔ اور اگر چاہتا اللہ، نہ لڑتے، لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہے (۲۵۳) اے ایمان والو! خرچ کرو کچھ ہمارا دیا، پہلے اس دن کے آنے سے، جس میں نہ بکنا ہے اور نہ آشنائی ہے، اور نہ سفارش۔ اور جو منکر ہیں وہی ہیں گنہگار (۲۵۴) اللہ! اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، جیتا ہے سب کا تھامنے والا۔ نہیں پکڑتی اس کو اونگھ، اور نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔ کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اس کے پاس، مگر اس کے اذن سے؟ جانتا ہے جو خلق کے روبرو ہے، اور پیٹھ پیچھے۔ اور یہ نہیں گھیر سکتے، اس کے علم میں سے کچھ، مگر جو وہ چاہے۔ گنجایش ہے اس کی کرسی میں، آسمان اور زمین کو۔ اور تھکتا نہیں ان کے تھامنے سے، اور وہی ہے اوپر سب سے بڑا (۲۵۵) زور نہیں دین کی بات میں، کھل چکی ہے صلاحیت اور بے راہی، اب جو کوئی منکر ہو مفسد سے، اور یقین لاوے اللہ پر، اس نے پکڑی گہہ مضبوط، جو ٹوٹنے والی نہیں، اور اللہ سنتا ہے جانتا (۲۵۶)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت دی ہے (مثلاً) بعضے ان میں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے ہیں (یعنی موسیٰ) اور بعضوں کو ان میں سے بہت سے درجوں پر سرفراز کیا اور ہم نے حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کو کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے اور ہم نے ان کی تائید روح القدس (یعنی جبریل) سے فرمائی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو (امت کے) جو لوگ ان کے بعد ہوئے باہم قتل وقتال نہ کرتے، بعد اس کے کہ ان کے پاس (امر حق) کے دلائل پہنچ چکے تھے۔ ولیکن وہ لوگ باہم (دین میں) مختلف ہوئے۔ سو ان میں کوئی تو ایمان لایا اور کوئی کافر رہا (اور نوبت قتل وقتال کی پہنچی) اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ لوگ باہم قتل وقتال نہ کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں (۲۵۳) اے ایمان والو، خرچ کرو ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں قبل اس کے کہ وہ دن (قیامت کا) آجاوے۔ جس میں نہ تو خرید وفروخت ہو گی اور نہ دوستی ہوگی اور نہ (بلا اذن الٰہی) کوئی سفارش ہوگی۔ اور کافر لوگ ہی ظلم کرتے ہیں (تو تم ایسے مت بنو) (۲۵۴) اللہ تعالیٰ (ایسا ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ زندہ ہے، سنبھالنے والا ہے (تمام عالم کا)۔ نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند۔ اسی کے مملوک ہیں سب جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں۔ ایسا کون شخص ہے جو اس کے پاس (کسی کی) سفارش کر سکے بدون اس کی اجازت کے۔ وہ جانتا ہے ان کے تمام حاضر اور غائب حالات کو اور وہ موجودات اس کے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لا سکتے، مگر جس قدر (علم دینا وہی) چاہے۔ اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہ عالی شان، عظیم الشان ہے (۲۵۵) دین میں زبردستی (کا فی نفسہ کوئی موقع) نہیں (کیونکہ) ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے، سو جو شخص شیطان سے بداعتقاد ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو (یعنی اسلام قبول کر لے) تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کو کسی طرح شکستگی نہیں (ہو سکتی) اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے، خوب جاننے والے ہیں (۲۵۶)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔ ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب پر درجوں بلند کیا۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی۔ اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آ چکیں۔ لیکن وہ مختلف ہوگئے، ان میں کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہوگیا اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے، مگر اللہ جو چاہے کرے (۲۵۳) اے ایمان والو، اللہ کی راہ میں ہمارے دیے میں سے خرچ کرو، وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید وفروخت ہے اور نہ کافروں کے لیے دوستی اور نہ شفاعت اور کافر خود ہی ظالم ہیں (۲۵۴) اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا۔ اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔ وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بغیر اس کے حکم کے۔ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے، مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی ہے بلند بڑائی والا (۲۵۵) کچھ زبردستی نہیں دین میں۔ بے شک خوب جدا ہوگئی ہے نیک راہ گمراہی سے۔ تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے، اس نے بڑی محکم گرہ تھامی، جسے کبھی کھلنا نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے (۲۵۶)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے بات چیت کی ہے اور بعض کے درجے بلند کیے ہیں اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزات عطا فرمائے اور روح القدس سے ان کی تائید کی۔ اگر اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے اپنے پاس دلیلیں آجانے کے بعد ہرگز آپس میں لڑائی بھڑائی نہ کرتے، لیکن ان لوگوں نے اختلاف کیا، ان میں سے بعض تو مومن ہوئے اور بعض کافر، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ آپس میں نہ لڑتے، لیکن اللہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے (۲۵۳) اے ایمان والو! جو ہم نے تمھیں دے رکھا ہے، اس میں سے خرچ کرتے رہو، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ تجارت ہے، نہ دوستی اور نہ شفاعت، اور کافر ہی ظالم ہیں (۲۵۴) اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے، نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین وآسمان کی تمام چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے۔ وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کرسی کی وسعت نے زمین وآسمان کو گھیر رکھا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے (۲۵۵) دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، سیدھی راہ ٹیڑھی راہ سے ممتاز اور روشن ہو چکی ہے، اس لیے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے (۲۵۶)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ یہ رسول (جو ہماری طرف سے انسانوں کی ہدایت پر مامور ہوئے) ہم نے ان کو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مرتبے عطا کیے۔ ان میں کوئی ایسا تھا جس سے خدا خود ہمکلام ہوا، کسی کو اس نے دوسری حیثیتوں سے بلند درجے دیے، اور آخر میں عیسیٰ ابن مریم کو روشن نشانیاں عطا کیں اور روح پاک سے اس کی مدد کی۔ اگر اللہ چاہتا تو ممکن نہ تھا کہ ان رسولوں کے بعد جو لوگ روشن نشانیاں دیکھ چکے تھے، وہ آپس میں لڑتے۔ مگر (اللہ کی مشیت یہ نہ تھی کہ وہ لوگوں کو جبراً اختلاف سے روکے، اس وجہ سے) انھوں نے باہم اختلاف کیا، پھر کوئی ایمان لایا اور کسی نے کفر کی راہ اختیار کی۔ ہاں، اللہ چاہتا تو وہ ہرگز نہ لڑتے، مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (۲۵۳) اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، جو کچھ مال متاع ہم نے تم کو بخشا ہے، اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آئے، جس میں نہ خرید وفروخت ہوگی، نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش چلے گی۔ اور ظالم اصل میں وہی ہیں، جو کفر کی روش اختیار کرتے ہیں (۲۵۴) اللہ وہ زندۂ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ نہ سوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور نہ اُسے اونگھ لگتی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اُسی کا ہے۔ کون ہے جو اُس کی جناب میں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے، اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اُن سے اوجھل ہے، اس سے بھی وہ واقف ہے اور اُس کی معلومات میں سے کوئی چیز اُن کی گرفتِ ادراک میں نہیں آسکتی اِلّا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی اُن کو دینا چاہے۔ اُس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور اُن کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے۔ بس وہی بزرگ و برتر ذات ہے (۲۵۵) دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔ صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔ اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اُس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ (جس کا سہارا اس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے (۲۵۶)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ یہ رسول جو ہیں ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ ان میں سے بعض سے اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے بلند کیے۔ اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس سے اس کی تائید کی۔ اگر اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے واضح دلائل کے بعد نہ لڑتے۔ لیکن انھوں نے اختلاف کیا، سو ان میں سے کچھ ایمان لائے اور کچھ نے کفر کیا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑ پاتے، لیکن اللہ کرتا ہے، جو وہ چاہتا ہے (۲۵۳) اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو بخشا ہے اس میں سے خرچ کرو، اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ تو خرید و فروخت ہوگی، نہ دوستی کام آئے گی اور نہ کسی کی سفارش نفع پہنچائے گی۔ اور جو لوگ انکار کرنے والے ہیں، اپنے اوپر اصلی ظلم ڈھانے والے وہی ہیں (۲۵۴) اللہ ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ زندہ ہے، سب کا قائم رکھنے والا ہے۔ نہ اس کو اونگھ لاحق ہوتی ہے، نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اسی کی ملکیت ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر، کسی کی سفارش کر سکے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔ اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جو وہ چاہے۔ اس کا اقتدار آسمانوں اور زمین، سب پر حاوی ہے اور ان کی حفاظت اس پر ذرا بھی گراں نہیں۔ اور وہ بلند و عظیم ہے (۲۵۵) دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے۔ ہدایت گمراہی سے بالکل الگ ہو چکی ہے۔ تو جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے مضبوط رسی پکڑی، جو ٹوٹنے والی نہیں۔ اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے (۲۵۶)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (بنی اسرائیل بھی اِس بات کو جانتے ہیں، لیکن مانتے اِس لیے نہیں کہ) یہ جو رسول ہیں، ہم نے اِن میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی، اِس طرح کہ اِن میں سے کسی سے اللہ خود ہم کلام ہوا اور کسی کے درجے اُس نے (بعض دوسری حیثیتوں سے) بلند کیے اور (آخر میں) مریم کے بیٹے عیسیٰ کو نہایت واضح نشانیاں دیں اور روح القدس سے اُس کی تائید کی۔ (چنانچہ یہی چیز اِن رسولوں کے ماننے والوں میں ایک دوسرے کو جھٹلانے کا باعث بن گئی)۔ اور اگر اللہ چاہتا تو نہایت واضح دلائل سامنے آ جانے کے بعد یہ اُن کے بعد والے ایک دوسرے سے نہ لڑتے۔ لیکن (اللہ نے یہ نہیں چاہا کہ لوگوں پر جبر کرے، اِس لیے) اُنھوں نے اختلاف کیا۔ سو اُن میں سے کوئی (اِن رسولوں پر) ایمان لایا اور کسی نے ماننے سے انکار کر دیا۔ (تم کو نہ ماننے کی وجہ بھی یہی ہے، اے پیغمبر)، اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ہرگز آپس میں نہ لڑتے، مگر اللہ (اپنی حکمت کے مطابق) جو چاہے کرتا ہے (۲۵۳) ایمان والو، (تم اِنھیں اِن کے حال پر چھوڑو اور) جو کچھ ہم نے تمھیں دیا ہے، اُس میں سے (اللہ کی راہ میں) اُس دن کے آنے سے پہلے خرچ کر لو، جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی، نہ (کسی کی) دوستی کام آئے گی اور نہ کوئی سفارش نفع دے گی۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ اُس دن کے) منکر ہی اپنی جان پر ظلم ڈھانے والے ہیں (۲۵۴)۔ (اُس دن معاملہ صرف اللہ سے ہوگا)۔ اللہ، جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، زندہ اور سب کو قائم رکھنے والا۔ نہ اُس کو نیند آتی ہے، نہ اونگھ لاحق ہوتی ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، سب اُسی کا ہے۔ کون ہے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس کی اجازت کے بغیر اُس کے حضور میں کسی کی سفارش کرے۔ لوگوں کے آگے اور پیچھے کی ہر چیز سے واقف ہے اور اُس کی مرضی کے بغیر وہ اُس کے علم میں سے کسی چیز کو بھی اپنی گرفت میں نہیں لے سکتے۔ اُس کی بادشاہی زمین و آسمان پر چھائی ہوئی ہے اور اُن کی حفاظت اُس پر ذرا بھی گراں نہیں ہوتی، اور وہ بلند ہے، بڑی عظمت والا ہے (۲۵۵)۔ (یہ جو رو یہ چاہیں، اختیار کریں)، دین کے معاملے میں (اللہ کی طرف سے) کوئی جبر نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہدایت (اس قرآن کے بعد اب) گمراہی سے بالکل الگ ہو چکی ہے۔ لہٰذا جس نے شیطان کا انکار کیا اور اللہ کو مانا تو اُس نے گویا نہایت مضبوط رسی پکڑ لی جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتی۔ اور (یہ اس لیے کہ) اللہ سمیع و علیم ہے (۲۵۶)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

تلک الرسل فضلنا

''تلك کا اشارہ ان رسولوں کی طرف ہے جن کا حوالہ وانك لمن المرسلين' میں دیا گیا ہے۔ اس آیت میں اس صحیح رویے کی وضاحت ہے جو اللہ کے رسولوں کے بارے میں ان کی امتوں کو اختیار کرنا تھا۔ اللہ نے ہر رسول کو کسی نہ کسی پہلو سے فضیلت بخشی ہے اور اس فضیلت میں وہ دوسروں سے ممتاز ہے۔ لیکن انبیا کی امتوں نے جو روش اختیار کی، وہ یہ ہے کہ ان میں سے جس نے جس نبی و رسول کو مانا سارے فضائل و خصوصیات کا جامع تنہا اسی کو بنا کے رکھ دیا اور دوسرے کسی رسول کی کسی فضیلت کو تسلیم کرنا ان کے نزدیک ایمان کے منافی قرار پایا۔ اس رویے نے ان کے لیے دوسرے انبیا اور رسل کی برکات سے فائدہ اٹھانے کی راہ مسدود کر دی۔ اگر وہ صحیح روش اختیار کرتیں تو ہر رسول ان کا رسول اور ہر ہدایت ان کی ہدایت ہوتی اور اس طرح وہ اس ہدایت سے بھی حصہ پاتیں جو اب قرآن مجید کی صورت میں آخری ہدایت کی حیثیت سے دنیا کے سامنے ظاہر ہوئی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۸۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

نبیؐ کے لیے تسلی

''تلك الرسل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گونہ تسلی دینا ہے کیونکہ جب آپ کی رسالت دلیل سے ثابت تھی جس کو 'انك لمن المرسلين' میں بھی فرمایا ہے اور پھر بھی منکرین نہ مانتے تھے تو یہ آپ کے رنج و افسوس کا محل تھا، اس لیے اللہ نے یہ بات سنادی کہ اور بھی پیغمبر مختلف درجوں کے گزرے ہیں، لیکن ایمان عام کسی کی امت میں بھی نہیں ہوا، کسی نے موافقت کی، کسی نے مخالفت۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۶۰۹، ادارۃ المعارف کراچی)

انبیا کی فضیلت

''یہ آیت صراحۃً اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ بعض انبیا بعض سے افضل ہیں، لیکن حدیث میں ہے کہ ''انبیا کے درمیان تفضیل نہ کرو''، ''مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو''، ''میں نہیں کہہ سکتا کہ کوئی نبی یونس بن متی سے افضل ہے''۔ ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ دلیل کے بغیر اپنی رائے سے بعض کو بعض پر فضیلت نہ دو۔ لیکن اگر قرآن و سنت سے بعض کی بعض پر فضیلت معلوم ہو گئی تو اس کے مطابق اعتقاد رکھا جائے گا۔ رہی یونس علیہ السلام والی بات تو یہ اس وقت سے متعلق ہے جب کہ آپ کو یہ علم نہیں دیا گیا تھا کہ آپ تمام انبیا سے افضل ہیں، بعد میں بذریعہ وحی آپ کو یہ بتلا دیا گیا اور صحابہؓ کرام سے آپ نے اس کا اظہار بھی فرما دیا۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۶۱۰، ادارۃ المعارف کراچی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''باہمی فضیلت وافضلیت جو کچھ بھی ہے عنداللہ ہے، خالق کے ہاں درجات ومراتب قربت کے لحاظ سے، خلق کے لیے بحیثیت مطاع سب یکساں ہیں۔ اطاعت وتعظیم سب کی واجب ہے، اس معنی میں قرآن مجید کی دوسری آیت ہے: 'لا نفرق بین احد من رسلہ'۔'' (تفسیر ماجدی، ج۱، ص۴۶۶، تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

فمنهم من آمن ومنهم من كفر...

''آیت کے اس حصے میں اللہ کریم نے اپنی اس سنت کی طرف اشارہ کیا ہے جو ہدایت وضلالت کے باب میں اس نے پسند فرمائی ہے اور جس کا قرآن میں جگہ جگہ مختلف اسالیب میں بیان ہوا ہے۔ وہ سنت اللہ یہ ہے کہ اس نے ہدایت وضلالت کے بارے میں جبر کا طریقہ اختیار نہیں فرمایا۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۵۸۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ربط مضمون

''جہاد اور انفاق کا مضمون چلا آ رہا تھا پھر ضمناً دو آیتیں التفات کی بطور تنبیہ وتذکیر آ گئیں جن کی نوعیت جملۂ معترضہ کی ہے۔ اس کے بعد انفاق کا مضمون پھر آ رہا ہے۔ اس مضمون کی وضاحت کے لیے جو استدلال اختیار فرمایا ہے اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ خدا کے ہاں کام آنے والی اصل چیز تو اس کی راہ میں جان اور مال کی قربانی ہے، لیکن منکرین یہ تو کرنے کے لیے تیار نہیں، بلکہ انھوں نے اپنے جی سے خدا کے بہت سے شریک وشفیع گھڑ لیے ہیں اور ان کی حمایت وشفاعت پر بھروسا کیے بیٹھے ہیں حالانکہ یہ جھوٹے سہارے کچھ بھی کام آنے والے نہیں۔ جو لوگ اس حماقت میں مبتلا ہیں وہ اپنے اوپر بہت ظلم ڈھا رہے ہیں۔ اس کے بعد نہایت مختصر اور جامع الفاظ میں توحید کی حقیقت واضح فرمائی اور شرک کی تردید کی تاکہ جو لوگ ایک بالکل غلط سہارے پر جی رہے ہیں وہ چوکنے ہوں اور خدا پرستی کی صحیح راہ اختیار کریں۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۵۸۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

انفقوا مما رزقنكم...

انفاق کی دلیل اور اس کی تسہیل

''مما رزقنکم میں انفاق کی دلیل بھی اور اس کی تسہیل بھی۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تم سے کوئی تمھاری چیز نہیں مانگ رہا، بلکہ اپنی ہی بخشی ہوئی چیز مانگ رہا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۵۸۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

والكفرون هم الظلمون

''الکافرون سے مراد ہمارے نزدیک وہ لوگ ہیں جو اس طرح کے کسی دن کے ظہور کے منکر ہیں جس سے یہاں ڈرایا گیا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۵۸۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

آیت الکرسی کے فضائل

''رسول اللہ نے ابی بن کعب سے پوچھا کہ قرآن میں کون سی آیت سب سے عظیم ہے۔ انھوں نے کہا: آیت الکرسی۔ رسول اللہ نے اس کی تصدیق فرماتے ہوئے کہا: اے ابوالمنذر، تمھیں علم مبارک ہو۔ اسی طرح حضرت ابوذر نے رسول کریمؐ سے دریافت کیا کہ کون سی آیت عظیم تر ہے تو آپ نے فرمایا کہ آیت الکرسی۔ اسی طرح حضور نے فرمایا کہ جو شخص ہر نماز فرض کے بعد آیت الکرسی پڑھا کرے تو اس کو جنت میں داخل ہونے کے لیے بجز موت کے کوئی مانع نہیں ہے۔'' (معارف القرآن، ج۱، ص۶۱۲، ادارۃ المعارف کراچی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیوم

''قیوم مبالغے کا وزن ہے، اس کے معنی ہیں وہ ذات جو خود اپنے بل پر قائم اور دوسروں کے قیام و بقا کا ذریعہ ہو۔'' (تدبر قرآن، ج ۱ص ۵۸۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

سِنة

''سِنة کے معنی اونگھ اور نوم کے معنی نیند کے ہیں۔ان دونوں کی نفی سے نیند کی ابتدا اور انتہا دونوں کی نفی ہوگئی۔جس کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ غفلت کے تمام اثرات سے کمال درجہ پاک ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱ص ۵۸۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ما بین ایدھم وما خلفھم

''یعنی اللہ کا علم لوگوں کے آگے اور پیچھے اور ان کے ماضی اور مستقبل سب پر حاوی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱ص ۵۸۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

وسع کرسیه السموات والارض

''کرسی کا لفظ یہاں اقتدار کی تعبیر کے لیے استعمال ہوا ہے۔اس کا اقتدار آسمانوں اور زمین کے تمام اطراف واکناف پر حاوی ہے، کوئی گوشہ اور کونہ بھی اس کے دائرۂ اقتدار سے الگ نہیں ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱ص ۵۸۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''کرسی سے بعض نے موضع قدمین، بعض نے علم، بعض نے قدرت، بعض نے عظمت، بعض نے بادشاہی، اور بعض نے عرش مراد لیا ہے۔اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہیں ان پر بغیر تاویل وکیفیت ایمان رکھا جائے۔اس کی کیفیت کیا ہے، اس پر وہ کس طرح مستوی ہے، اس کو ہم بیان نہیں کر سکتے کیونکہ ہم اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔البتہ یہ ایمان رکھنا چاہیے کہ وہ فی الواقع ایک کرسی ہے۔'' (احسن البیان، ص ۱۴۵، دارالسلام پبلشرز ریاض)

''کرسی کے عام متعارف معنی وہی ہیں جو اردو میں بھی چلے ہوئے ہیں، لیکن حق تعالیٰ کے لیے وہ معنی تھوڑے ہی مراد ہو سکتے ہیں۔کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ بھی کوئی جسم رکھتا ہے جو وہ اس عام معنی میں کرسی نشین ہوگا۔کرسی کے اصل معنی علم کے ہیں۔اور کراسہ جو علمی صحیفوں کے لیے آتا ہے وہ اسی اصل سے ماخوذ ہے۔کرسی کے دوسرے معنی قدرت اور حکومت کے بھی ہیں غرض یہ کہ اس کی کرسی علم ہو یا کرسی حکومت وہ جمیع کائنات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ۱ص ۴۷۴، تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ

شفاعت کی حقیقت

''اس ارشاد نے شفاعت کے اس تصور کا بالکل خاتمہ کر دیا جس کی بنیاد اس خیال پر تھی کہ بعض شرکا کو خدا کے ہاں اعتماد اور تدلل کا یہ درجہ حاصل ہے کہ وہ کسی کے لیے خود بڑھ کر خدا سے سفارش کر سکتے ہیں اور خدا ان کی ناز برداری میں لازماً ان کی سفارش قبول فرمائے گا۔شفاعت کا یہ تصور بنیادی طور پر غلط ہے، اس لیے کہ یہ بندے کا اعتماد خدا کے بجائے بندے پر جماتی ہے اور اس طرح شرک کی راہ کھولتی ہے۔خدا کے ہاں نہ کسی کا یہ درجہ ہے اور نہ کوئی اس کے دربار میں اس کی اجازت کے بغیر زبان کھولنے کی جرأت کر سکے گا۔قرآن نے جو شفاعت کا تصور دیا ہے اس کے مطابق اللہ اپنے خاص بندوں میں سے جس کو چاہے گا اور جس کے لیے چاہے گا، شفاعت کی اجازت دے گا۔اور وہ خدا سے ڈرتے ہوئے وہی بات زبان سے نکالے گا جو بالکل حق ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی۔ یہ شفاعت نہ تو کسی حق کو باطل بنائے گی اور نہ کسی باطل کو حق۔" (تدبر قرآن، ج ا،ص ۵۹۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین اپنے اپنے پیشواؤں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ پر ان کا اتنا اثر ہے کہ وہ اپنی شخصیت کے دباؤ سے اپنے پیروکاروں کے بارے میں جو بات چاہیں اللہ سے منوا سکتے ہیں اور منوا لیتے ہیں۔ اسی کو وہ شفاعت کہتے تھے۔ یعنی ان کا عقیدہ تقریباً وہی تھا جو آج کل کے جاہلوں کا ہے کہ ہمارے بزرگ اللہ کے پاس بیٹھ کر اڑ جائیں گے اور بخشوا کر اٹھیں گے۔ اِس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کے ہاں ایسی کسی شفاعت کا وجود نہیں۔ دوسری قسم کی شفاعت ہوگی، مگر وہ بھی وہی لوگ کر سکیں گے جن کے لیے اللہ اجازت دے گا۔ ایسی شفاعت فرشتے، انبیا، رسل، شہدا و صالحین کر سکیں گے، مگر اللہ پر کسی کا کوئی دباؤ نہیں ہوگا، بلکہ وہ خود اللہ کے خوف سے لرزاں و ترساں ہوں گے۔" (احسن البیان، ص ۱۴۶، دارالسلام پبلشرز ریاض)

شفاعت دعا کی ایک صورت

"مقبول بندوں کی شفاعت دعا کی ہی ایک صورت ہے۔" (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۴۷۲، تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

آیت الکرسی میں اللہ کی صفات

"آیت الکرسی میں اللہ کی صفات کے ذکر کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی صفات کے بارے میں جو کچھ خود بتاتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور ظن و قیاس اور تشبیہ و تمثیل کی خیال آرائیوں سے بچو۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۹۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"آیت الکرسی میں ان لوگوں کے خیالات کی تردید ہے جو خداوند عالم کی ہستی کو اپنی ناقص ہستیوں پر قیاس کرتے ہیں اور اس کی طرف کمزوریاں منسوب کرتے ہیں۔ جیسے بائبل میں ہے کہ خدا نے چھ دن میں زمین و آسمان کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا۔" (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۹۴، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت...

طاغوت کا مفہوم

"طاغوت بروزن ملکوت و جبروت، طغیٰ کے مادہ سے ہے جس کے معنی حد سے آگے بڑھ جانے کے ہیں۔ قرآن نے اس لفظ کو مختلف مقامات پر استعمال کیا ہے اور ہر جگہ اس کے مقابل کا ذکر کر کے اس کے مختلف مفاہیم پر روشنی ڈالی ہے، مثلاً زیر بحث آیت میں 'فمن یکفر بالطاغوت و یومن باللّٰہ'، اللہ کے تقابل سے واضح ہے کہ یہاں طاغوت سے مراد ماسوا اللہ ہے۔ سورۂ نساء میں ہے: 'الذین امنوا یقاتلون فی سبیل اللّٰہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت'، یہاں طاغوت کے ذکر کے بعد 'فقاتلوا اولیاء الشیاطین' ہے جس سے متعین ہوگیا کہ طاغوت سے مراد شیطان ہے اور شیطان کا لفظ شیاطین انس اور جن دونوں کو شامل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو خدا کی بندگی و اطاعت سے نکل جائے یا نکل جانے کا باعث اور ذریعہ ہو وہ سب اس لفظ کے مفہوم میں شامل ہے۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۹۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

طاغوت کے درجے اور قسمیں

"قرآن کی اصطلاح میں طاغوت سے مراد وہ بندہ ہے جو بندگی کی حد سے تجاوز کر جائے۔ خدا کے مقابلے میں ایک بندے کی سرکشی کے تین درجے ہیں۔ پہلا یہ کہ بندہ اصولاً اس کی فرمانبرداری کو حق مانے، مگر عملاً اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے، اس کا نام فسق ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ اس کی فرمانبرداری سے اصولاً منحرف ہو کر یا تو خود مختار بن جائے یا اس کے سوا کسی اور کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندگی کرنے لگے، یہ کفر ہے۔تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ مالک سے باغی ہوکر اس کی زمین میں خود اپنا حکم چلانے لگے۔اس آخری مرتبے پر جو بندہ پہنچ جائے، اسی کا نام طاغوت ہے۔آیت ۲۵۷ میں طاغوت کو طواغیت کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ایک طاغوت شیطان ہے، دوسرا طاغوت انسان کا اپنا نفس ہے، تیسرا طاغوت باہر کی دنیا ہے۔ بیوی، بچے، اقربا، خاندان، برادری، دوست، سوسائٹی، قوم، پیشوا، رہنما، حکومت اور حکام سب اس میں شامل ہیں۔اگر یہ سب انسان سے اپنی اغراض کی بندگی کرائیں تو سب طاغوت ہیں۔'' (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۹۷، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

'لا اکراہ فی الدین' کا مفہوم

''لا اکراہ فی الدین میں جس جبر واکراہ کی نفی کی گئی ہے اس سے مقصود جبر فطری کی نفی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے بارے میں راہ انبیا کے ذریعے واضح کر دی ہے اور جو بھی راہ انسان اختیار کرنا چاہیں وہ کر سکتے ہیں، اللہ ان کو مجبور نہیں کرتا۔ اسی سے یہ بات نکلتی ہے کہ کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔لیکن دوسری طرف اسی آیت سے جبر قانونی کی نفی نہیں ہوتی یعنی اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک شخص اسلام کے دائرے میں داخل ہونے کے بعد جو اس کے جی میں آئے کرتا پھرے اور اس پر کوئی گرفت نہ ہو، بلکہ وہ اس کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اسلام کے حدود و قیود کی پابندی کرے۔لادینی نظاموں میں مذہب کو نجی زندگی سے متعلق مانا جاتا ہے، اس وجہ سے ان میں حکومت کی نافرمانیوں پر تو سزائیں اور تعزیرات ہیں، لیکن خدا سے بغاوت کی آزادی حاصل ہوتی ہے۔لیکن اسلام میں مذہب کے پرائیویٹ زندگی سے مخصوص ہونے کا کوئی تصور نہیں ہے۔خدا کی ہر نافرمانی قابل گرفت ہوتی ہے، فرق یہ ہے کہ مخفی نافرمانیوں پر خدا کی اخروی عدالت گرفت کرے گی اور ظاہری نافرمانیوں پر اسلام کی دنیوی عدالتیں گرفت کرنے کی مجاز ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۹۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''یہاں دین سے مراد اللہ کے متعلق وہ عقیدہ ہے جو آیت الکرسی میں بیان ہوا ہے اور وہ پورا نظام زندگی ہے جو اس عقیدے پر بنتا ہے۔آیت کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کا یہ اعتقادی اور عملی نظام کسی پر زبردستی نہیں ٹھونسا جا سکتا۔'' (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۱۹۶، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

کفر اور جہاد

''مجرد کسی قوم کے اندر کفر کا وجود اس امر کے لیے کافی نہیں کہ اسلام کے علمبرداران کے خلاف جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور تلوار کے زور سے ان کو اسلام پر مجبور کر دیں۔ جہاد اصلاً فتنہ اور فساد فی الارض کے مٹانے کے لیے شروع ہوا ہے۔اگر کہیں یہ چیز پائی جاتی ہے تو اہل ایمان کی ذمہ داری ہے کہ اگر وہ استطاعت رکھتے ہوں تو اس فتنہ کو مٹانے کے لیے جہاد کریں۔اس فتنے کے استیصال کے بعد اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جائے، بلکہ اس نے اپنے نظام میں اس بات کی پوری گنجائش رکھی ہے کہ اہل کفر اپنے کفر پر قائم رہتے ہوئے اسلامی حکومت کی رعایا بن کر رہ سکتے ہیں۔صرف مشرکین بنی اسماعیل کا معاملہ اس کلیہ سے ایک استثنا رکھتا ہے۔جس کی وضاحت سورۂ توبہ میں ہے اور سورۂ بقرہ کی آیت ۱۹۲۔۱۹۳ میں ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۵۹۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

آیات جہاد وقتال اور 'لا اکراہ فی الدین'

''آیات جہاد وقتال 'لا اکراہ فی الدین' کے معارض نہیں، اس لیے کہ جہاد وقتال کا مقصد لوگوں کو ایمان قبول کرنے پر مجبور کرنا نہیں ہوتا، بلکہ دنیا سے ظلم وستم مٹا کر عدل وانصاف اور امن وامان قائم کرنا ہوتا ہے۔حضرت عمر نے ایک نصرانی بڑھیا کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی دعوت دی۔اس نے کہا: انا عجوز کبیرة والموت الیّ قریب ’’کہ میں ایک قریب المرگ بڑھیا ہوں آخری وقت اپنا مذہب کیوں چھوڑوں۔اس پر حضرت عمر نے اس کو ایمان پر مجبور نہیں کیا۔بلکہ یہی آیت تلاوت فرمائی کہ لا اکراہ فی الدین ‘‘۔‘‘(معارف القرآن،ج۱،ص۶۱۶،ادارۃ المعارف کراچی)

’’جہاد کا مقصد معاشرے سے اس قوت کا زور اور دباؤ ختم کرنا ہے جو اللہ کے دین پر عمل اور اس کی تبلیغ کی راہ میں روڑہ بنی ہو،تاکہ ہر شخص اپنی مرضی سے چاہے تو اپنے کفر پر قائم رہے اور چاہے تو اسلام میں داخل ہو جائے۔‘‘(احسن البیان،ص ۱۴۷،دار السلام پبلشرز ریاض)

قد تبین الرشد من الغی

’’یہ اکراہ کی نفی کی وجہ بیان ہوئی ہے کہ خدا کی طرف سے اتمام حجت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس نے اپنے نبی کے ذریعے حق و باطل کو الگ الگ کر دیا ہے،اب جس کا جی چاہے حق کو اختیار کرے اور جس کا جی چاہے باطل کے ساتھ چمٹا رہے۔البتہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جو لوگ اس وضاحت کے بعد بھی باطل سے چمٹے رہیں گے تو ایک دن آئے گا کہ خود یہ باطل ان کا ساتھ چھوڑ دے گا۔نہ ٹوٹنے والی رسی صرف اسی کے ہاتھ میں ہوگی جو آج غیر اللہ سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف یکسو ہو جائیں۔‘‘(تدبر قرآن،ج۱،ص۵۹۴،فاران فاؤنڈیشن لاہور)

عروۃ الوثقیٰ

’’اسلام کو مضبوط پکڑنے والا چونکہ ہلاکت اور محرومی سے محفوظ رہتا ہے،اس لیے اس کو ایسے شخص سے تشبیہ دی جو کسی مضبوط رسی کا حلقہ تھام کر گرنے سے مامون رہتا ہے۔‘‘(معارف القرآن،ج۱،ص۶۱۶،ادارۃ المعارف کراچی)

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُھُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـئُھُمُ الطَّاغُوۡتُ یُخۡرِجُوۡنَھُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمۡ فِیۡھَا خٰلِدُوۡنَ (257) اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡ حَآجَّ اِبۡرٰھٖمَ فِیۡ رَبِّہٖۤ اَنۡ اٰتٰىہُ اللّٰہُ الۡمُلۡکَ ۘ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰھٖمُ رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ قَالَ اَنَا اُحۡیٖ وَ اُمِیۡتُ ؕ قَالَ اِبۡرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاۡتِیۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِھَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیۡ کَفَرَ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ(258) اَوۡ کَالَّذِیۡ مَرَّ عَلٰی قَرۡیَۃٍ وَّ ھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوۡشِھَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحۡیٖ ھٰذِہِ اللّٰہُ بَعۡدَ مَوۡتِھَا ۚ فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ ؕ قَالَ کَمۡ لَبِثۡتَ ؕ قَالَ لَبِثۡتُ یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ ؕ قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَۃَ عَامٍ فَانۡظُرۡ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمۡ یَتَسَنَّہۡ ۚ وَ انۡظُرۡ اِلٰی حِمَارِکَ وَ لِنَجۡعَلَکَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَ انۡظُرۡ اِلَی الۡعِظَامِ کَیۡفَ نُنۡشِزُھَا ثُمَّ نَکۡسُوۡھَا لَحۡمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗ ۙ قَالَ اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ(259) وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَۃً مِّنَ الطَّیۡرِ فَصُرۡھُنَّ اِلَیۡکَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنۡھُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُھُنَّ یَاۡتِیۡنَکَ سَعۡیًا ؕ وَاعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ(260)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراجم

ا۔ اللہ کام بنانے والا ہے ایمان والوں کا، نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے اجالے میں۔ اور وہ جو منکر ہیں، ان کے رفیق ہیں شیطان، نکالتے ہیں ان کو اجالے سے اندھیروں میں۔ وہ ہیں دوزخ والے، وہ اسی میں رہ پڑے (۲۵۷) تو نے نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اس کے رب پر؟ واسطہ یہ کہ دی تھی اس کو اللہ نے سلطنت، جب کہا ابراہیم نے، میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے، بولا میں ہوں جلاتا اور مارتا، کہا ابراہیم نے، اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے، پھر تو لے آ اس کو مغرب سے، تب حیران رہ گیا وہ منکر۔ اور اللہ نہیں راہ دیتا بے انصاف لوگوں کو (۲۵۸) جیسے وہ شخص کہ گزرا ایک شہر پر، اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتوں پر، بولا، کہاں جلاوے گا اس کو اللہ مر گئے پیچھے؟ پھر مار رکھا اس شخص کو اللہ نے سو برس، پھر اٹھایا۔ کہا، تو کتنی دیر رہا؟ بولا، میں رہا ایک دن، یا دن سے کچھ کم۔ کہا، نہیں بلکہ تو رہا سو برس، اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا، سڑ نہیں گیا۔ اور دیکھ اپنے گدھے کو، اور تجھ کو ہم نمونہ کیا چاہیں لوگوں کے واسطے، اور دیکھ ہڈیاں کس طرح ان کو ابھارتے ہیں، پھر ان پر پہناتے ہیں گوشت۔ پھر جب اس پر ظاہر ہوا، بولا، میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۲۵۹) اور جب کہا ابراہیم نے، اے رب، دکھا مجھ کو کیونکر جلاویگا تو مردے؟ فرمایا: کیا تو یقین نہیں کیا؟ کہا: کیوں نہیں! لیکن اس واسطے کہ تسکین ہو میرے دل کو۔ فرمایا، تو پکڑ چار جانور اڑتے، پھر ان کو ہلا اپنے ساتھ، پھر ڈال ہر پہاڑ پر اُن کا ایک ایک ٹکڑا، پھر ان کو پکار کہ آدیں تیرے پاس دوڑتے۔ اور جان لے کہ اللہ زبردست ہے، حکمت والا (۲۶۰)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اللہ تعالیٰ ساتھی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے، ان کو (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (یا بچا کر) نورِ (اسلام) کی طرف لاتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہیں ان کے ساتھی شیاطین ہیں (انسی یا جنی)، وہ ان کو نورِ (اسلام) سے نکال کر (یا بچا کر کفر کی) تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں، ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں اور یہ لوگ اس میں ہمیشہ کو رہیں گے (۲۵۷)۔ (اے مخاطب) تجھ کو اس شخص کا قصہ تحقیق نہیں ہوا (یعنی نمرود کا) جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مباحثہ کیا تھا اپنے پروردگار کے (وجود کے) بارہ میں اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو سلطنت دی تھی۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا پروردگار ایسا ہے کہ جلاتا ہے اور مارتا ہے کہنے لگا کہ میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آفتاب کو (روز کے روز) مشرق سے نکالتا ہے تو (ایک ہی دن) مغرب سے نکال دے۔ اس پر متحیر رہ گیا وہ کافر (اور کچھ جواب نہ بن آیا) اور اللہ تعالیٰ (کی عادت ہے کہ) ایسے بے جا راہ پر چلنے والوں کو ہدایت نہیں فرماتے (۲۵۸) یا تم کو اس طرح کا قصہ بھی معلوم ہے جیسے ایک شخص تھا کہ ایک بستی پر ایسی حالت میں اس کا گزر ہوا کہ اس کے مکانات اپنی چھتوں پر گر گئے تھے۔ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی (کے مردوں) کو اس کے مَرے پیچھے کس کیفیت سے زندہ کریں گے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سو برس تک مردہ رکھا پھر اس کو زندہ کر اٹھایا (اور پھر) پوچھا کہ تو کتنے (دنوں) اس حالت میں رہا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہوں گا یا ایک دن سے بھی کم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ تو (اس حالت میں) سو برس رہا ہے تو اپنے کھانے (کی چیز) اور پینے (کی چیز) کو دیکھ لے کہ نہیں سڑی گلی اور (دوسرے) اپنے گدھے کی طرف نظر کر اور تا کہ ہم تجھ کو ایک نظیر لوگوں کے لیے بنا دیں اور (اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف نظر کر کہ ہم ان کو کس طرح ترکیب دیے دیتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ پھر جب یہ سب کیفیت اس شخص کو واضح ہوگئی تو کہہ اٹھا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں (۲۵۹) اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیم نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار، مجھ کو دکھلا دیجیے کہ آپ مردوں کو کس کیفیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زندہ کریں گے؟ ارشاد فرمایا: کیا تم یقین نہیں لائے۔ انھیں نے عرض کیا کہ یقین کیوں نہ لاتا، لیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو سکون ہو جاوے۔ ارشاد ہوا کہ اچھا تو تم چار پرندے لو پھران کو (پال کر) اپنے لیے ہلا لو پھر ہر پہاڑ پر ان میں کا ایک ایک حصہ رکھ دو (اور) پھر ان سب کو بلاؤ (دیکھو) تمھارے پاس سب دوڑے (دوڑے) چلے آویں گے اور خوب یقین رکھو اس بات کا کہ حق تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں (۲۶۰)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اللہ والی ہے مسلمانوں کا، انھیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انھیں نور سے اندھیریوں کی طرف نکالتے ہیں۔ یہی لوگ دوزخ والے ہیں، انھیں ہمیشہ اس میں رہنا (۲۵۷) اے محبوب، کیا تم نے نہ دیکھا تھا اسے جو ابراہیم سے جھگڑا اس کے رب کے بارے میں، اس پر کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی جبکہ ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے۔ بولا: میں جلاتا اور مارتا ہوں۔ ابراہیم نے فرمایا: تو اللہ سورج کو لاتا ہے پورب (مشرق) سے تو اس کو پچھم (مغرب) سے لے آ۔ تو ہوش اڑ گئے کافر کے اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو (۲۵۸) یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی (مسمار ہوئی) پڑی تھی۔ اپنی چھتوں پر۔ بولا: اسے کیونکہ جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد؟ تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا۔ فرمایا: تو یہاں کتنا ٹھہرا؟ عرض کی: دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم۔ فرمایا: نہیں، تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں سلامت نہ رہیں اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ، کیونکر ہم انھیں اٹھان دیتے، پھر انھیں گوشت پہناتے ہیں۔ جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا، بولا: میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے (۲۵۹) اور جب عرض کی ابراہیم نے: اے میرے رب، مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا؟ فرمایا: کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کی: یقین کیوں نہیں، مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے۔ فرمایا: تو اچھا، چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے۔ پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انھیں بلا، وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے۔ اور جان رکھ کہ اللہ غالب، حکمت والا ہے (۲۶۰)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے۔ وہ انھیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے اور کافروں کے اولیا شیاطین ہیں۔ وہ انھیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے (۲۵۷) کیا تو نے انھیں نہ دیکھا جو سلطنت پا کر ابراہیم علیہ السلام سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے، وہ کہنے لگا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں، ابراہیم علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ۔ اب تو وہ کافر بھونچکارہ گیا اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا (۲۵۸) یا اس شخص کے مانند کہ جس کا گزر اس بستی پر ہوا جو چھت کے بل اوندھی پڑی ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگا: اس کی موت کے بعد اللہ تعالیٰ اسے کس طرح زندہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مار دیا، سو سال کے لیے پھر اسے اٹھایا، پوچھا کتنی مدت تجھ پر گزری؟ کہنے لگا: ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ فرمایا: بلکہ تو سو سال تک رہا، پھر اب تو اپنے کھانے پینے کو دیکھ کہ بالکل خراب نہیں ہوا، اور اپنے گدھے کو بھی دیکھ، ہم تجھے لوگوں کے لیے ایک نشانی بناتے ہیں تو دیکھ کہ ہم ہڈیوں کو کس طرح اٹھاتے ہیں، پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ جب یہ سب ظاہر ہو چکا تو کہنے لگا: میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (۲۵۹) اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے دکھا تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ جناب باری تعالیٰ نے فرمایا: کیا تمھیں ایمان نہیں؟ جواب دیا: ایمان تو ہے، لیکن میرے دل کی تسکین ہو جائے گی۔ فرمایا: چار پرندلو، ان کے ٹکڑے کر ڈالو پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو، پھر انھیں پکارو، تمھارے پاس دوڑتے ہوئے آ جائیں گے اور جان رکھو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے، حکمتوں والا ہے(۲۶۰)۔(مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔جو لوگ ایمان لاتے ہیں، اُن کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں، اُن کے حامی و مددگار طاغوت ہیں اور وہ انھیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔ یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے(۲۵۷) کیا تم نے اُس شخص کے حال پر غور نہیں کیا، جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا؟ جھگڑا اس بات پر کہ ابراہیم کا رب کون ہے، اور اس بنا پر کہ اس شخص کو اللہ نے حکومت دے رکھی تھی۔ جب ابراہیم نے کہا کہ ''میرا رب وہ ہے، جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے'' تو اُس نے جواب دیا: ''زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے''۔ ابراہیم نے کہا: ''اچھا، اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، تو ذرا اُسے مغرب سے نکال لا''۔ یہ سن کر وہ منکرِ حق ششدر رہ گیا، مگر اللہ ظالموں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا(۲۵۸) یا پھر مثال کے طور پر اُس شخص کو دیکھو، جس کا گزر ایک ایسی بستی پر ہوا، جو اپنی چھتوں پر اوندھی گری پڑی تھی۔ اُس نے کہا: ''یہ آبادی، جو ہلاک ہو چکی ہے، اسے اللہ کس طرح دوبارہ زندگی بخشے گا؟'' اس پر اللہ نے اس کی روح قبض کر لی اور وہ سو برس تک مردہ پڑا رہا۔ پھر اللہ نے اسے دوبارہ زندگی بخشی اور اس سے پوچھا: ''بتاؤ، کتنی مدت پڑے رہے ہو؟'' اُس نے کہا: ''ایک دن یا چند گھنٹے رہا ہوں گا''۔ فرمایا: ''تم پر سو برس اسی حالت میں گزر چکے ہیں۔ اب ذرا اپنے کھانے اور پانی کو دیکھو کہ اس میں ذرا تغیر نہیں آیا ہے۔ دوسری طرف اپنے گدھے کو بھی دیکھو (کہ اس کا پنجر تک بوسیدہ ہو رہا ہے)۔ اور یہ ہم نے اس لیے کیا کہ ہم تمھیں لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دینا چاہتے ہیں۔ پھر دیکھو کہ ہڈیوں کے اِس پنجر کو ہم کس طرح اٹھا کر گوشت پوست اس پر چڑھاتے ہیں''۔ اس طرح جب حقیقت اس کے سامنے بالکل نمایاں ہو گئی تو اس نے کہا: ''میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے''(۲۵۹) اور وہ واقعہ بھی پیش نظر رہے، جب ابراہیم نے کہا تھا کہ ''میرے مالک! مجھے دکھا دے تو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے''۔ فرمایا: ''کیا تو ایمان نہیں رکھتا؟'' اُس نے عرض کیا: ''ایمان تو رکھتا ہوں، مگر دل کا اطمینان درکار ہے''۔ فرمایا: ''اچھا، تو چار پرندے لے اور ان کو اپنے سے مانوس کر لے۔ پھر ان کا ایک ایک جز ایک ایک پہاڑ پر رکھ دے۔ پھر ان کو پکار، وہ تیرے پاس دوڑے چلے آئیں گے۔ خوب جان لے کہ اللہ نہایت بااقتدار اور حکیم ہے''(۲۶۰)۔(مولانا مودودیؒ)

۶۔اللہ ان لوگوں کا کارساز ہے جو ایمان لاتے ہیں، وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے کارساز طاغوت بنتے ہیں، وہ ان کو روشنی سے تاریکیوں کی طرف دھکیلتے ہیں۔ یہی لوگ دوزخی ہیں، یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے(۲۵۷) کیا تم نے اس کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے باب میں اس وجہ سے حجت کی کہ خدا نے اس کو اقتدار بخشا تھا۔ جبکہ ابراہیم نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے۔ وہ بولا کہ میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا کہ یہ بات ہے تو اللہ سورج کو پورب سے نکالتا ہے، تو اسے پچھم سے نکال دے! تو وہ کافر یہ سن کر بھوچکا رہ گیا اور اللہ ظالموں کو راہ یاب نہیں کرتا(۲۵۸) یا جیسے کہ وہ جس کا گزر ایک بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی۔ اس نے کہا کہ بھلا اللہ اس کو اس کے فنا ہو چکنے کے بعد کس طرح زندہ کرے گا؟ تو اللہ نے اس کو سو سال کی موت دے دی۔ پھر اس کو اٹھایا۔ پوچھا: کتنی مدت (اس حال میں) رہے؟ بولا: (اس حال میں) ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ رہا۔ فرمایا: بلکہ تم پورے سو سال (اس حال میں) رہے! اب تم اپنے کھانے پینے کی چیزوں کی طرف دیکھو، ان میں سے کوئی چیز بُسی تک نہیں۔ اور اپنے گدھے کو دیکھو (ہم اس کو کس طرح زندہ کرتے ہیں تاکہ تمھیں اٹھائے جانے پر یقین ہو) اور تاکہ ہم تمھیں لوگوں کے لیے ایک نشانی بنائیں۔ اور ہڈیوں کی طرف دیکھو، کس طرح ہم ان کا ڈھانچہ کھڑا کرتے ہیں، پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ پس جب اس پر حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی، وہ پکار اٹھا کہ میں مانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے(۲۵۹) اور (یاد کرو) جبکہ ابراہیم نے کہا: اے میرے رب! مجھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھادے تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ فرمایا: کیا تم اس بات پر ایمان نہیں رکھتے؟ بولا: ایمان تو رکھتا ہوں، لیکن چاہتا ہوں کہ میرا دل پوری طرح مطمئن ہو جائے۔ فرمایا: تو چار پرندے لو اور ان کو اپنے سے ہلا لو، پھر (ان کو ٹکڑے کر کے) ہر پہاڑی پر ان کا ایک ایک حصہ رکھ دو، پھر ان کو بلاؤ تو وہ تمھارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے، اور جان رکھو کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے (۲۶۰)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (یہ ہدایت پانا چاہیں تو) اللہ ماننے والوں کا مددگار ہے۔ وہ اُنھیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے۔ (اس کے برخلاف) نہ ماننے والوں کے مددگار اُن کے شیاطین ہیں، وہ اُنھیں روشنی سے اندھیروں کی طرف نکال لے جاتے ہیں۔ یہی دوزخ کے لوگ ہیں۔ یہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۵۷)۔ (اس بات کو سمجھنا چاہتے ہو تو اِس کی مثالیں بہت ہیں)۔ کیا تم نے اُس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اُس کے پروردگار کے معاملے میں محض اِس لیے حجت کرنا چاہی کہ اللہ نے اُسے اقتدار عطا فرمایا تھا، اُس وقت جب ابراہیم نے (اُس سے) کہا کہ میرا پروردگار تو وہ ہے جو مارتا اور جلاتا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ میں بھی مارتا اور جلاتا ہوں۔ ابراہیم نے فوراً کہا: اچھا تو یوں ہے کہ اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، تم ذرا اُسے مغرب سے نکال لاؤ۔ (یہ سن کر) وہ منکر حق بالکل حیران رہ گیا۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) اِس طرح کے ظالموں کو اللہ کبھی ہدایت نہیں دیتا (۲۵۸) یا اُس شخص کی مثال ہے جس کا گزر ایک بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی۔ اُس نے حیرت سے کہا: اِس طرح فنا ہو جانے کے بعد اللہ اِسے کس طرح دوبارہ زندہ کرے گا؟ اِس پر اللہ نے اُسے سو سال کی موت دی، پھر اُٹھایا۔ (وہ اٹھا تو) پوچھا: کتنی مدت پڑے رہے؟ اُس نے جواب دیا: ایک دن یا اُس سے کچھ کم۔ فرمایا: نہیں، بلکہ سو سال اِسی حالت میں گزر گئے۔ اب ذرا اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھو، ان میں سے کوئی چیز سڑی نہیں۔ (دوسری طرف) ذرا اپنے گدھے کو دیکھو (کہ ہم اُس کو کس طرح زندہ کرتے ہیں، اس لیے کہ تمھیں اِس بستی کے اٹھائے جانے پر یقین ہو) اور اس لیے کہ ہم لوگوں کے لیے تمھیں ایک نشانی بنا دیں، اور ہڈیوں کی طرف دیکھو، ہم کس طریقے سے اُن کو اٹھاتے اور پھر اُن پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ اِس طرح جب حقیقت واضح ہوگئی تو وہ پکار اٹھا کہ (اب کوئی تردد نہیں رہا)، میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۲۵۹) اور (اِس سلسلے میں) وہ واقعہ بھی پیش نظر رہے، جب ابراہیم نے کہا تھا کہ پروردگار مجھے دکھا دیں کہ آپ مردوں کو کس طرح زندہ کریں گے؟ فرمایا: کیا تم ایمان نہیں رکھتے؟ عرض کیا: ایمان تو رکھتا ہوں، لیکن خواہش ہے کہ دل پوری طرح مطمئن ہو جائے۔ فرمایا: اچھا، تو چار پرندے لو، پھر اُن کو اپنے ساتھ ہلا لو، پھر (ٹکڑے ٹکڑے کر کے) ہر پہاڑی پر اُن کا ایک ایک حصہ رکھ دو، پھر اُنھیں پکارو، وہ (زندہ ہو کر) دوڑتے ہوئے تمھارے پاس آ جائیں گے، اور (آیندہ کے لیے) خوب سمجھ لو کہ اللہ زبردست ہے، وہ بڑی حکمت والا ہے (۲۶۰)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

www.KitaboSunnat.com

اللہ ولی الذین امنوا...

ایمان سب سے بڑی نعمت

''اس آیت سے ایمان کا سب سے بڑی نعمت اور کفر کا سب سے بڑی مصیبت ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی کہ کافروں کی دوستی میں بھی ظلمت ہے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۶۱۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ولی کا مفہوم

''ولی کے معنی مددگار، کارساز، ساتھی اور حمایتی کے ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۹۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نور اور ظلمت

''نور سے مراد عقلی، ایمانی، عملی اور اخلاقی روشنی ہے، اسی طرح ظلمت سے مراد عقلی و اخلاقی ظلمت ہیں۔ حق کی روشنی کا منبع ایک ہی ہے، اس لیے نور کا لفظ واحد استعمال ہوا جبکہ ظلمت اس لیے جمع استعمال ہوا کہ اس کے ظہور میں آنے کے راستے مختلف ہیں اور اس کے مزاج میں انتشار اور اختلاف ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۹۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ہدایت اور ضلالت کے باب میں اصل نکتہ

''ہدایت اور ضلالت کے معاملے میں اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ بندہ اپنے رب کا دامن پکڑتا ہے یا کسی غیر کا۔ اگر خدا کا دامن پکڑتا ہے تو خدا اس کا کارساز و مددگار بن جاتا ہے اور اس کو اپنی توفیق بخشی سے تمام ظلمات سے نکال کر توحید خالص کی شاہراہ پر لا کھڑا کرتا ہے۔ اور اگر بندہ اپنے رب سے منہ موڑ کر کسی اور راہ پر جا نکلتا ہے تو پھر وہ شیطان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے۔ یہی بات سورۂ زخرف میں ارشاد ہوئی: 'ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهو له قرین' کہ جو لوگ اللہ کے ذکر سے بے پروا ہو جاتے ہیں ہم ان پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ ان کا ساتھی بن جاتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۹۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

الم تر الی الذی حاج ابراهیم...

'الذی' سے مراد

''اگرچہ یہاں واضح نہیں کہ اس سے کون مراد ہے تاہم مفسرین کے خیال میں ابراہیم علیہ السلام کا ہم عصر بادشاہ نمرود مراد ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۹۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ضلالت کا سب سے بڑا سبب استکبار ہے

''دولت، نعمت اور اقتدار کا گھمنڈ ہمیشہ ضلالت کے اسباب میں سے سب سے بڑا سبب رہا ہے، بہت کم خوش قسمت ایسے نکلے ہیں جو اپنے آپ کو اس فتنہ سے بچا سکے ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۵۹۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

حضرات انبیا کا طریق بحث

''انبیا علیہم السلام مناظر نہیں داعی ہوتے ہیں، اس وجہ سے ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے بحث میں الجھنے کے بجائے ایسی دلیل پیش کر دی کہ جس سے فرار کی راہ بالکل مسدود تھی۔ حضرت ابراہیم اگر چاہتے تو موت و حیات کے بارے میں نمرود کی بات اور اپنی بات کا فرق واضح کر سکتے تھے، مگر انھوں نے محسوس فرما لیا کہ ان کی واضح بات پر اس قسم کا احمقانہ معارضہ وہی کر سکتا ہے جو کٹ حجتی پر اتر آیا ہو، اس لیے فوراً دوسری دلیل پیش کر دی۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۰۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں بخشتا

''قرآن کی اصطلاح میں ظالم سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کی نعمتوں اور اس کی بخشی ہوئی قوتوں اور صلاحیتوں کا بے جا استعمال کرتے ہیں اور جو اللہ کے انعامات کو اس کا فضل قرار دینے کے بجائے ان کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۰۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمرود کی خدائی کی حیثیت

''نمرود کا دعویٰ یہ نہیں تھا کہ وہ زمین وآسمان کا خالق اور کائنات کا مدبر ہے، بلکہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ ملک عراق اور اس کے باشندوں کا حاکم مطلق میں ہوں۔ میری زبان قانون ہے، میرے اوپر کوئی بالا اقتدار نہیں ہے اور میں کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہوں۔ عراق کا ہر وہ باشندہ باغی اور غدار ہے جو اس حیثیت سے مجھے اپنا رب نہ مانے یا میرے سوا کسی اور کو رب تسلیم کرے۔ ابراہیم علیہ السلام کے اقدام سے قومی ریاست اور اس کے مرکزی اقتدار پر زد پڑتی تھی یہی وجہ ہے کہ انھیں جرم بغاوت کے الزام میں نمرود کے سامنے پیش کیا گیا۔'' (تفہیم القرآن، ج ا،ص ۱۹۹، مرکزی مکتبہ اسلامی، نئی دہلی)

او کالذی مر علی قریة....

'او' کا استعمال

''حرف 'او' اصلاً تقسیم کے لیے آتا ہے۔ پہلے ان لوگوں کی مثال پیش کی جن کا ذکر 'الذین کفروا اولیئهم الطاغوت' کے الفاظ سے فرمایا تھا۔ اب یہ ان لوگوں کی مثال ہے جن کا ذکر 'اللّٰہ ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمت الی النور' سے فرمایا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۶۰۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

'الذی' سے مراد حزقی ایل

''کسی نے خضر کا نام لیا ہے، کسی نے عزیر کا، لیکن قدیم صحیفوں میں ان دونوں بزرگوں سے اس قسم کا کوئی واقعہ منقول نہیں ہے۔ البتہ صحیفۂ حزقی ایل میں حزقی ایل نبی کے حوالے سے ایک مکاشفہ منقول ہے چنانچہ اغلب یہی ہے کہ وہی مراد ہوں۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۶۰۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ایک بندہ مومن جو طالب یقین تھا

''صاحب کشاف کا یہ خیال درست نہیں کہ یہاں جس شخص کا حوالہ ہے وہ کافر تھا، بلکہ یہ ایک ایسے بندہ مومن کا ذکر معلوم ہوتا ہے جو ایمان سے تو بہرہ ور تھا، لیکن اپنے اس ایمان میں اس اطمینان قلب اور یقین کا طالب تھا جس کو حق الیقین کہتے ہیں۔ یہ سوال انکار کی نوعیت کا نہیں، بلکہ اظہار حیرت کی نوعیت کا ہے۔ یہ حالت ایمان کے منافی نہیں، بلکہ اس ایمان کے مقتضیات میں سے ہے، جس کی بنیاد عقل وبصیرت پر ہو۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۶۰۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

حزقی ایل نبی کی معراج کی طرح سیر ملکوت

''اگر قرآن کے اس حوالہ کا تعلق حزقی ایل نبی کے اسی مشاہدۂ ملکوت سے مان لیا جائے جس کا ذکر بائبل حزقی ایل، باب ۳۷، آیات ا تا ۱۱ میں آیا ہے تو اس کے معنی ہوں گے کہ یہ آیات الٰہی کے مشاہدہ کے لیے اس طرح کی سیر ملکوت تھی، جس طرح کی سیر ملکوت کی اس سے اعلیٰ مثال ہمارے یہاں واقعۂ معراج ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا،ص ۶۰۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

وہ شخص عزیر پیغمبر تھے

''وہ شخص حضرت عزیر پیغمبر تھے اور تمام توریت ان کو یاد تھی۔ بخت نصر کافر بادشاہ تھا اس نے بیت المقدس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل سے بہت لوگوں کو قید کر کے لے گیا۔ ان میں حضرت عزیر بھی تھے جب قید سے چھوٹ آئے تب حضرت عزیر نے راہ میں ایک شہر دیکھا ویران۔ اس کی عمارتیں گری ہوئی دیکھ کر جی میں کہا کہ یہاں کے ساکن سب مر گئے کیونکر حق تعالیٰ ان کو جلا دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ شہر پھر آباد ہو۔اسی جگہ ان کی روح قبض ہوئی اور ان کی سواری کا گدھا بھی مر گیا۔سو برس تک اسی حال میں رہے اور کسی نے نہ ان کو وہاں آ کے دیکھا، نہ ان کو خبر ہوئی۔اس مدت میں بخت نصر بھی مر گیا اور کسی بادشاہ نے اس مدت میں بیت المقدس کو آباد کیا۔ پھر سو برس کے بعد حضرت عزیر زندہ کیے گئے۔اس سو برس میں بنی اسرائیل قید سے خلاص ہو کر شہر میں آباد ہو چکے تھے، حضرت عزیر نے زندہ ہو کر آبادی دیکھا۔یہاں سے اٹھ کر بیت المقدس پہنچے تو کسی نے نہ پہچانا۔کیونکہ یہ تو جوان رہے اور ان کے وقت کے بچے بوڑھے ہو گئے تھے جب انھوں نے توریت حفظ سنائی تو لوگوں کو ان کا یقین آیا۔بخت نصر بنی اسرائیل کی تمام کتابیں جلا گیا تھا جن میں توریت بھی تھی۔'' (تفسیر عثمانی، ص۵۵، پاک کمپنی لاہور)

''حضرت عزیر اپنے محلّہ میں پہنچے عمر وہی چالیس سال کی تھی، لیکن سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے۔اندازے سے اپنے مکان تک پہنچے، ایک ضعیف بڑھیا ملی جس کے پاؤں رہ گئے تھے اور وہ نابینا ہو گئی تھی۔یہ آپ کے گھر کی باندی تھی اور اس نے آپ کو دیکھا تھا۔آپ نے اس سے دریافت کیا کہ یہ عزیر کا مکان ہے؟ اس نے کہا: ہاں، اور عزیر کہاں؟ انھیں تو مفقود ہوئے سو برس ہو گئے۔ یہ کہہ کر وہ خوب روئی۔آپ نے فرمایا کہ میں عزیر ہوں۔اس نے کہا: سبحان اللہ. یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے سو برس تک مردہ رکھا پھر زندہ کیا۔اس نے کہا: عزیر تو مستجاب الدعوات تھے، آپ دعا کریں میں بینا ہو جاؤں تا کہ میں آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔آپ نے دعا فرمائی، وہ بینا ہوئی۔آپ نے اسے کہا اٹھ اللہ کے حکم سے، یہ فرماتے ہی اس کے پاؤں درست ہو گئے۔اس نے آپ کو دیکھا اور پہچانا اور کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک آپ عزیر ہیں۔وہ آپ کو بنی اسرائیل کے محلّہ میں لے گئی، وہاں ایک مجلس میں آپ کے فرزند تھے جن کی عمر ایک سو اٹھارہ سال ہو چکی تھی اور آپ کے پوتے بھی تھے جو بوڑھے ہو چکے تھے۔بڑھیا نے مجلس والوں سے کہا کہ حضرت عزیر تشریف لے آئے۔اہل مجلس نے اس کو جھٹلایا۔اس نے کہا: مجھے دیکھو، آپ کی دعا سے میں ٹھیک ہو گئی۔لوگ اٹھے اور آپ کے پاس آئے۔آپ کے فرزند نے کہا کہ میرے والد صاحب کے شانوں کے درمیان سیاہ بالوں کا ایک ہلال تھا۔جسم مبارک کھول کر دیکھا گیا تو وہ موجود تھا۔اس زمانہ میں توریت کا کوئی نسخہ نہ تھا اور نہ کوئی اس کا جاننے والا تھا۔آپ نے تمام توریت حفظ پڑھ دی۔ایک شخص نے کہا کہ مجھے اپنے والد سے معلوم ہوا تھا کہ بخت نصر کی ستم انگیزیوں سے تنگ آ کر میرے دادا نے توریت کو ایک جگہ دفن کر دیا تھا، اس کا پتا مجھے معلوم ہے اس پر جستجو کی گئی اور توریت کا مدفون نسخہ نکالا گیا اور حضرت عزیر نے اپنی یاد سے جو توریت لکھوائی تھی، اس سے مقابلہ کیا گیا تو ایک حرف کا فرق نہ تھا۔'' (خزائن العرفان، ص۷۹، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

غیر ضروری بحث

''یہ ایک غیر ضروری بحث ہے کہ وہ شخص کون تھا اور وہ بستی کون سی تھی۔اصل مدعا جس کے لیے یہاں یہ ذکر لایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جس نے اللہ کو اپنا ولی بنایا تھا اسے اللہ نے کس طرح روشنی عطا کی۔شخص اور مقام دونوں کی تعیین کا نہ ہمارے پاس کوئی ذریعہ، نہ اس کا کوئی فائدہ۔البتہ بعد کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن کا ذکر ہے، وہ ضرور کوئی نبی ہوں گے۔'' (تفہیم القرآن، ج۱، ص۲۰۰، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

کم لبثت قال لبثت یوماً او ...

''یہ سوال و جواب اس حقیقت کے اظہار کے لیے ہے کہ آدمی کا جو زمانہ عالم برزخ میں گزرے گا، اٹھنے پر اس کا کوئی احساس باقی نہیں رہے گا۔ایسا معلوم ہوگا کہ ابھی سوئے تھے، ابھی جاگ اٹھے ہیں۔آج قیامت بہت دور کی بات معلوم ہوتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے،لیکن جب قیامت کو اٹھیں گے تو معلوم ہوگا کہ جو کچھ گزر رہا ہے وہ بہت دور کی بات نہیں، بلکہ صبح و شام کا قصہ ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۰۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ولنجعلك آية للناس

''اور تاکہ ہم لوگوں کے لیے نشانی بنائیں۔یعنی تم بنی اسرائیل کے لیے اس بات کی نشانی بن سکو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں کہ وہ ان کو از سر نو غلامی و محکومی کی ذلت سے چھڑا کر آزادی اور قوت و عزت بخش دے۔ان آیات کا مشاہدہ کرانے سے مقصود ایک تو یہ تھا کہ موت کے بعد کی زندگی کے مسئلہ میں خود ان کو شرح صدر ہو جائے۔دوسرا یہ کہ ان کا یہ مشاہدہ بنی اسرائیل کے لیے پیغام حیات کا کام دے اور ان کے اندر یہ حوصلہ پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ انھیں بھی دوبارہ ایک زندہ قوم بنانے پر قادر ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۰۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

گدھے کا گلنا سڑنا اور کھانے میں تغیر نہ ہونا

''طالب کی جو اصلی خلش تھی وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں تھی۔گدھے کی صورت میں اس کا مشاہدہ کروایا اور کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی تغیر نہ ہونا اس بات کا ثبوت بن گیا کہ اصل شے اللہ کا حکم ہے۔اگر اللہ چاہے تو کسی ایک شے کو اس کے گل سڑ جانے کے بعد بھی از سر نو زندگی بخش سکتا ہے اور اگر چاہے تو کسی شے کو تمام قوانین طبعی کے عمل سے بالاتر بھی رکھ سکتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۰۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

واذ قال ابراهيم...

لفظ اطمینان کی حقیقت

''اطمینان کے معنی ہیں کسی چیز کا اپنی جگہ پر بالکل ٹھیک ٹھیک اس طرح ٹک جانا کہ اس کے ادھر یا ادھر جھکنے یا لڑھکنے کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہے۔جو نفس اپنے عقائد و اعمال میں بالکل پابر جا رہے حالات کے تغیر و تلون سے اس کے اطمینان اور اس کی دلجمعی میں کوئی فرق نہ آئے، اس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔یہ اطمینان ایمان کے اعلیٰ مدارج میں سے ہے۔قرآن مجید میں اس کو شرح صدر کے لفظ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔سلوک باطن کے مدارج و مقامات درجہ بدرجہ طے ہوتے ہیں، اس وجہ سے سیر باطن کے ایک دور میں حضرات انبیا بھی اس مقام کے طالب ہوتے ہیں۔یہ طلب ایمان کے منافی نہیں ہے، بلکہ اس کی تکمیل ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۰۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''حضرت علی سے منقول ہے کہ اگر عالم غیب سے پردہ اٹھا دیا جائے تو میرے یقین و اطمینان میں کوئی زیادتی نہ ہوگی کیونکہ مجھے ایمان بالغیب ہی سے کامل اطمینان حاصل ہے۔تو جب امتیوں کو یہ درجہ اطمینان حاصل ہے تو خلیل اللہ کو کیوں نہیں؟ اس کے متعلق سمجھ لینا چاہیے کہ اطمینان کے بھی بہت سے درجات ہیں۔ایک وہ اطمینان ہے جو اولیاء اللہ اور صدیقین کو حاصل ہوتا ہے۔ایک اس سے اعلیٰ مقام ہے جو عام انبیا کو حاصل ہوتا ہے۔ایک اس سے بھی مافوق ہے جو خاص خاص کو بصورت مشاہدہ عطا فرمایا جاتا ہے۔خلیل اللہ وہ سب سے اعلیٰ اطمینان طلب فرما رہے ہیں جو خاص خاص انبیا کو عطا فرمایا جاتا ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرا کر اطمینان بخشا گیا۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۶۲۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

فصرهن

'' صور کے معنی میلان اور جھکاؤ کے ہیں، اسی سے 'فصرھن' ہے یعنی ان پرندوں کو اپنے سے ہلالو۔'' (تدبر قرآن، ج ۱،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص ۶۰۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

حضرت ابراہیم کی درخواست شرح صدر کے لیے تھی

''حضرت ابراہیم نے اپنے سلوک باطن کے ایک دور میں (یہ دوران کی زندگی کا ابتدائی دور ہی ہوسکتا ہے) اس بات کی خواہش کی کہ ان کو مشاہدہ کرا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ حشر کے وقت مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔ یہ خواہش اسی طرح کی ایک خواہش تھی جس طرح کی خواہش حضرت موسیٰ کے اندر اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے لیے پیدا ہوئی تھی۔ ایک حقیقت عقل کے نزدیک کتنی ہی واضح اور مدلل کیوں نہ ہو جب تک وہ نادیدہ ہوتی ہے اس وقت تک اس کو ماننے کے باوجود انسان اس کے باب میں شرح صدر کا آرزومند ہی رہتا ہے، یہ آرزو انبیا کی شان کے خلاف نہیں ہے۔ نبی کریم کو بھی قرآن میں یہ دعا سکھلائی گئی 'وقل رب زدنی علما'۔ آخرت میں اصل حقیقت بے نقاب ہوکر سامنے آجائے گی البتہ جہاں تک اطمینان قلب اور شرح صدر کا تعلق ہے، اس سے اللہ اپنے ان بندوں کو محروم نہیں رکھتا جو صدق دل سے اس کے طالب ہوتے ہیں یہاں تک کہ اس مقصد کے لیے اگر اس کی حکمت کا تقاضا ہوتا ہے تو وہ اپنے خاص بندوں کو اپنی قدرت کے بعض مخصوص گوشوں کا مشاہدہ بھی کرا دیتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱ص ۶۰۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''انسان نے مردہ کو کبھی زندہ ہوتے دیکھا نہیں اور مردہ کو زندہ کرنے کی کیفیات اور صورتیں مختلف ہوسکتی ہیں۔ حضرت خلیل اللہ کا سوال بھی کیفیت احیا کے متعلق تھا۔'' (معارف القرآن، ج ۱ص ۶۳۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

چار پرندے

''چاروں سمتوں سے پرندوں کے مجتمع ہونے کا مشاہدہ اس بات کے لیے ہے کہ ان کا یقین مستحکم ہو جائے کہ قیامت کے دن اسی طرح نفخ صور پر تمام مخلوق ہر سمت سے اپنے پروردگار کی طرف دوڑے گی۔'' (تدبر قرآن، ج ۱ص ۶۰۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

فصرهن اليك

موت کے بعد کی زندگی میں یادداشت واپس آجائے گی

''اپنے سے ہلا لینے کی ہدایت اس وجہ سے ہوئی ہوگی کہ ان کو وہ اچھی طرح پہچان رکھیں تاکہ ان کو اس امر میں کوئی اشتباہ نہ رہے کہ جو پرندے زندہ ہوکر آئے ہیں وہی ہیں جن کو انھوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا۔ نیز یہ حقیقت بھی ان پر واضح ہو جائے کہ دوبارہ جو زندگی ہوگی اس میں دنیوی زندگی کی ساری یادداشتیں بھی زندہ ہو جائیں گی یہاں تک کہ مانوس پرندے اپنے مالکوں کی آواز بھی پہچانتے ہوں گے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱ص ۶۰۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

منهن جزءًا

''اگرچہ یہاں پرندوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کے معنی کے لیے کوئی خاص لفظ استعمال نہیں ہوا، لیکن اس سے یہ معنی لینے میں کسی اشتباہ کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ 'جزءًا' کا لفظ اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہی پہاڑوں پر ڈالنے کی ہدایت ہوئی تھی۔'' (تدبر قرآن، ج ۱ص ۶۰۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

مشاہدۂ خاص

''پرندوں کا واقعہ ان معجزات میں سے نہیں ہے جو حضرت ابراہیم کی طرف سے اپنی قوم پر حجت قائم کرنے کے لیے ظاہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے، بلکہ یہ ان مشاہدات میں سے ہے جو ذاتی طور پر حضرت ابراہیم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس لیے کرائے گئے کہ ان کو اطمینان قلب اور شرح صدر کی دولت حاصل ہو۔" (تدبر قرآن، ج۱، ص ۶۰۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

مشاہدہ انبیا کے لیے خاص

"ایمان بالغیب کی منزل سے تو انبیا منصب نبوت پر مامور ہونے سے پہلے گزر چکے ہوتے ہیں، نبی ہونے کے بعد ان کو ایمان بالشہادہ کی نعمت دی جاتی ہے اور یہ نعمت انھی کے ساتھ مخصوص ہے۔ وہ ان حقیقتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں جن پر ایمان لانے کی دعوت انھیں دنیا کو دینی ہوتی ہے تا کہ وہ پورے زور سے کہہ سکیں کہ ہم اپنی آنکھوں دیکھی بات کہہ رہے ہیں۔" (تفہیم القرآن، ج۱، ص۲۰۲، مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی)

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ
وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (261) اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ
مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (262) قَوْلٌ
مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ (263) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا
صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ
صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (264) وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ
جَنَّةٍ بِۢرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ (265) اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ
كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ (266) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا
لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ
اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (267) اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ
وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (268) يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا
كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (269) وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَ
مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (270) اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ
خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (271) لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا
مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (272) لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (273) اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (274)

تراجم

ا۔مثال ان کی جوخرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں، جیسے ایک دانہ، اس سے اگیں سات بالیں، ہر بال میں سوسو دانے۔اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے، اور اللہ کشائش والا ہے، سب جانتا (۲۶۱) جولوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال، اللہ کی راہ میں، پھر پیچھے خرچ کرکر، نہ احسان رکھتے ہیں نہ ستاتے ہیں، انھیں کو ہے ثواب ان کا، اپنے رب کے ہاں۔اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غم کھاویں گے (۲۶۲) بات کہنی معقول، اور درگزر کرنی، بہتر اس خیرات سے جس کے پیچھے ستانا، اور اللہ بے پروا ہے، تحمل والا (۲۶۳) اے ایمان والو! مت ضائع کرو اپنی خیرات، احسان رکھ کر اور ستا کر، جیسے وہ خرچ کرتا ہے اپنا مال، لوگوں کے دکھانے کو، اور یقین نہیں رکھتا اللہ پر، اور پچھلے دن پر۔سو اس کی مثال جیسے صاف پتھر، اس پر پڑی ہے مٹی، پھر اس پر برسا زور کا مینہ، تو اس کو کر رکھا سخت۔کچھ ہاتھ نہیں لگتی ان کو اپنی کمائی۔اور اللہ راہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو (۲۶۴) اور مثال ان کی، جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے اللہ کی خوشی چاہ کر، اور اپنا دل ثابت کرکر، جیسے ایک باغ ہے بلندی پر، اس پر پڑا مینہ، تو لایا پھل دونا پھر اگر نہ پڑا اُس پر مینہ، تو اوس ہی پڑی۔اور اللہ تمھارے کام دیکھتا ہے (۲۶۵) بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو؟ کہ ہووے اس کا ایک باغ کھجور اور انگور کا، نیچے اس کے بہتی ندیاں، اس کو وہاں حاصل سب طرح کا میوہ، اور اس پر بڑھاپا پڑا، اور اس کے اولاد ہیں ضعیف، تب پڑا اس باغ پر بگولا، جس میں آگ تھی، تو وہ جل گیا۔یوں سمجھاتا ہے اللہ تم کو آیتیں، شاید تم دھیان کرو (۲۶۶) اے ایمان والو! خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے، اور جو ہم نے نکال دیا تم کو زمین میں سے، اور نیت نہ رکھو گندی چیز پر کہ خرچ کرو اور تم آپ وہ نہ لوگے، مگر جو آنکھیں موند لو اور جان رکھو کہ اللہ بے پروا ہے، خوبیوں والا (۲۶۷) شیطان وعدہ دیتا ہے تم کو تنگی کا اور حکم کرتا ہے بے حیائی کا، اور اللہ وعدہ دیتا ہے اپنی بخشش کا اور فضل کا، اور اللہ کشائش والا ہے، سب جانتا (۲۶۸) دیتا ہے سمجھ جس کو چاہے، اور جس کو سمجھ ملی بہت خوبی ملی۔اور وہی سمجھیں جن کو عقل ہے (۲۶۹) اور جو خرچ کرو گے کوئی خیرات، یا قبول کرو گے کوئی منت، سو اللہ کو معلوم ہے، اور گنہگاروں کا کوئی نہیں مددگار (۲۷۰) اگر کھلی دو خیرات، تو کیا اچھی بات، اور اگر چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ تو تم کو بہتر ہے۔اور اتارتا ہے کچھ گناہ تمھارے اور اللہ تمھارے کام سے واقف ہے (۲۷۱) تیرا ذمہ نہیں ان کو راہ پر لانا، لیکن اللہ راہ پر لاوے جس کو چاہے۔اور مال جو خرچ کرو گے، سو اپنے واسطے، جب تک خرچ نہ کرو گے مگر اللہ کی خوشی چاہ کر، اور جو خرچ کرو گے خیرات، پوری ملے گی تم کو، اور تمھارا حق نہ رہے گا (۲۷۲) دینا ہے ان مفلسوں کو جو اٹک رہے ہیں اللہ کی راہ میں، چل پھر نہیں سکتے ملک میں، سمجھے ان کو بے خبر محظوظ، ان کے نہ مانگنے سے، تو پہچانتا ہے ان کو ان کے چہرے سے، نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر، اور جو خرچ کرو گے کام کی چیز وہ اللہ کو معلوم ہے (۲۷۳) جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں، رات اور دن، اور کھلے، تو ان کو ہے مزدوری ان کی اپنے رب کے پاس، اور نہ ڈر ہے ان پر، نہ وہ غم کھاویں گے (۲۷۴)۔(شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کیے ہوئے مالوں کی حالت ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس سے (فرض کرو) سات بالیں جمیں (اور) ہر بال کے اندر سو دانے ہوں اور یہ افزونی خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں، جاننے والے ہیں (۲۶۱) جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو (اس پر) احسان جتلاتے ہیں اور نہ (برتاؤ سے) اس کو آزار پہنچاتے ہیں ان لوگوں کو ان (کے اعمال) کا ثواب ملے گا ان کے پروردگار کے پاس اور نہ ان پر کوئی خطرہ ہوگا اور نہ وہ مغموم ہوں گے (۲۶۲) (ناداری کے وقت) مناسب بات کہہ دینا اور درگزر کرنا (ہزار درجہ) بہتر ہے ایسی خیرات (دینے) سے جس کے بعد آزار پہنچایا جاوے۔ اور اللہ تعالیٰ غنی ہیں، حلیم ہیں (۲۶۳) اے ایمان والو، تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو جس طرح وہ شخص جو اپنا مال خرچ کرتا ہے (محض) لوگوں کے دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور یوم قیامت پر سو، اس شخص کی حالت ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر جس پر کچھ مٹی (آ گئی) ہو پھر اس پر زور کی بارش پڑ جاوے، سو اس کو بالکل صاف کر دے۔ ایسے لوگوں کو اپنی کمائی ذرا بھی ہاتھ نہ لگے گی اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو (جنت کا) رستہ نہ بتلاویں گے (۲۶۴) اور ان لوگوں کے مال کی حالت جو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی غرض سے اور اس غرض سے کہ اپنے نفسوں (کو اس عملِ شاق کا خوگر بنا کر ان) میں پختگی پیدا کریں، مثل حالت ایک باغ کے ہے جو کسی ٹیلے پر ہو کہ اس پر زور کی بارش پڑی ہو پھر وہ دونا (چوگنا) پھل لایا ہو۔ اور اگر ایسے زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکی پھوار بھی اس کو کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں کو خوب دیکھتے ہیں (۲۶۵) بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا ایک باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا، اس کے (درختوں کے) نیچے نہریں چلتی ہوں، اس شخص کے ہاں اس باغ میں اور بھی ہر قسم کے (مناسب) میوے ہوں۔ اور اس شخص کا بڑھاپا آ گیا ہو اور اس کے اہل وعیال بھی ہوں جن میں (کمانے کی) قوت نہیں۔ سو اس باغ پر ایک بگولا آئے جس میں آگ (کا مادہ) ہو پھر وہ باغ جل جاوے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح نظائر بیان فرماتے ہیں تمھارے لیے تا کہ تم سوچا کرو (۲۶۶) اے ایمان والو (نیک کام میں) خرچ کیا کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی میں سے اور اس میں سے جو کہ ہم نے تمھارے لیے زمین سے پیدا کیا ہے۔ اور ردی (ناکارہ) چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو کہ اس میں سے خرچ کرو حالانکہ تم کبھی اس کے لینے والے نہیں، ہاں مگر چشم پوشی کر جاؤ (تو اور بات ہے) اور یقین کر رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں، تعریف کے لائق ہیں (۲۶۷) شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور تم کو بری بات (یعنی بخل) کا مشورہ دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کرتا ہے اپنی طرف سے گناہ معاف کر دینے کا اور زیادہ دینے کا۔ اور اللہ تعالیٰ وسعت والے ہیں، خوب جاننے والے ہیں (۲۶۸) دین کا فہم جس کو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں۔ اور (سچ تو یہ ہے کہ) جس کو دین کا فہم مل جاوے اس کو بڑی خیر کی چیز مل گئی اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں (یعنی جو عقل صحیح رکھتے ہیں) (۲۶۹) اور تم لوگ جو کسی قسم کا خرچ کرتے ہو یا کسی طرح کی نذر مانتے ہو تو حق تعالیٰ کو سب کی یقیناً اطلاع ہے۔ اور بے جا کام کرنے والوں کا کوئی ہمراہی (اور حمایتی) نہ ہوگا (۲۷۰) اگر تم ظاہر کر کے دو صدقوں کو تب بھی اچھی بات ہے۔ اور اگر ان کا اخفا کرو اور فقیروں کو دے دو تو یہ اخفا تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ (اس کی برکت سے) تمھارے کچھ گناہ بھی دور کر دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ تمھارے کیے ہوئے کاموں کی خوب خبر رکھتے ہیں (۲۷۱) ان (کافروں) کو ہدایت پر لے آنا کچھ آپ کے ذمہ (فرض و واجب) نہیں، ولیکن خدا تعالیٰ جس کو چاہیں ہدایت پر لے آویں اور (اے مسلمانو!) جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے فائدے کی غرض سے کرتے ہو۔ اور تم اور کسی غرض سے خرچ نہیں کرتے بجز رضا جوئی ذات پاک حق تعالیٰ کے۔ اور (نیز) جو کچھ مال خرچ کر رہے ہو یہ سب (یعنی اس کا ثواب) پورا پورا تم کو مل جاوے گا اور تمھارے لیے اس میں ذرا کمی نہ کی جاوے گی (۲۷۲) اصل حق ان حاجتمندوں کا ہے جو مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ میں (اور اسی وجہ سے) وہ لوگ کہیں ملک میں چلنے پھرنے کا (عادۃً) امکان نہیں رکھتے (اور) ناواقف ان کو تونگر خیال کرتا ہے ان کے سوال سے بچنے کے سبب سے (البتہ) تم ان کو ان کے طرز سے پہچان سکتے ہو (کہ فقر و فاقہ سے چہرہ پر اثر ضرور آ جاتا ہے) وہ لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھرتے۔ اور جو مال خرچ کرو گے بے شک حق تعالیٰ کو اس کی خوب اطلاع ہے (۲۷۳) جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں (یعنی بلا تخصیص اوقات) پوشیدہ اور آشکار (یعنی بلا تخصیص حالات) سو ان لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا ان کے رب کے پاس اور نہ ان پر کوئی خطرہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے (۲۷۴)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح، جس نے اگائیں سات بالیں۔ ہر بالی میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے (۲۶۱) وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں، نہ تکلیف دیں، ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور انھیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم (۲۶۲) اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ بے پروا، حلم والا ہے (۲۶۳) اے ایمان والو، اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر، اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے۔ تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے، اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نرا پتھر کر چھوڑا۔ اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا (۲۶۴) اور ان کی کہاوت، جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو، اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ (ریتلی زمین) پر ہو، اس پر زور کا پانی پڑا تو دونے میوے لایا پھر اگر زور کا مینہ اسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے۔ اور اللہ تمھارے کام دیکھ رہا ہے (۲۶۵) کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا جس کے نیچے ندیاں بہتیں، اس کے لیے اس میں ہر قسم کے پھلوں سے ہے اور اسے بڑھاپا آیا اور اس کے ناتوان بچے ہیں تو آیا اس پر ایک بگولا جس میں آگ تھی تو جل گیا۔ ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ (۲۶۶) اے ایمان والو، اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمھارے لیے زمین سے نکالا اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے اور تمھیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پروا سراہا گیا ہے (۲۶۷) شیطان تمھیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا اور اللہ وسعت والا علم والا ہے (۲۶۸) اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی اور نصیحت نہیں مانتے، مگر عقل والے (۲۶۹) اور تم جو خرچ کرو یا منت مانو اللہ کو اس کی خبر ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۲۷۰) اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمھارے لیے سب سے بہتر ہے۔ اور اس میں تمھارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمھارے کاموں کی خبر ہے (۲۷۱) انھیں راہ دینا تمھارے ذمہ لازم نہیں۔ ہاں، اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو اچھی چیز دو تو تمھارا ہی بھلا ہے اور تمھیں خرچ کرنا مناسب نہیں، مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لیے اور جو مال دو تمھیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیے جاؤ گے (۲۷۲) ان فقیروں کے لیے جو راہ خدا میں روکے گئے، زمین میں چل نہیں سکتے، نادان انھیں تونگر سمجھے بچنے کے سبب۔ تو انھیں ان کی صورت سے پہچان لے گا۔ لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے (۲۷۳) وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں، چھپے اور ظاہر، ان کے لیے، ان کا نیگ (انعام، حصہ) ہے ان کے رب کے پاس۔ ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو، نہ کچھ غم (۲۷۴)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے (۲۶۱) جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ تو احسان جتاتے ہیں نہ ایذا دیتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے ان پر نہ تو کچھ خوف ہے نہ وہ اداس ہوں گے (۲۶۲) نرم بات کہنا اور معاف کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایذا رسانی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردبار ہے (۲۶۳) اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو، جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے، نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زوردار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے۔ ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو راہ نہیں دکھاتا (۲۶۴) ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں، اس باغ جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو اور زوردار بارش اس پر برسے اور وہ اپنا پھل دُگنا دلاوے اور اگر اس پر بارش نہ بھی برسے تو پھوار ہی کافی ہے اور اللہ تعالیٰ تمھارے کام دیکھ رہا ہے (۲۶۵) کیا تم میں سے کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہہ رہی ہوں اور ہر قسم کے پھل موجود ہوں، اس شخص کا بڑھاپا آ گیا ہو، اس کے ننھے ننھے سے بچے بھی ہوں اور اچانک باغ کو بگولا لگ جائے جس میں آگ بھی ہو، پس وہ باغ جل جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمھارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو (۲۶۶) اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمھارے لیے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو۔ ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا، جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں اگر آنکھیں بند کر لو تو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پروا اور خوبیوں والا ہے (۲۶۷) شیطان تمھیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے (۲۶۸) وہ جسے چاہے حکمت اور دانائی دیتا ہے۔ اور جو شخص حکمت اور سمجھ دیا جائے وہ بہت ساری بھلائی دیا گیا اور نصیحت صرف عقل مند ہی حاصل کرتے ہیں (۲۶۹) تم جتنا کچھ خرچ کرو یعنی خیرات اور جو کچھ نذر مانو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۲۷۰) اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو تو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھارے گناہوں کو مٹا دے گا اور اللہ تعالیٰ تمھارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے (۲۷۱) انھیں ہدایت پر لا کھڑا کرنا تمھارا ذمہ نہیں، بلکہ ہدایت اللہ تعالیٰ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو بھلی چیز اللہ کی راہ میں دو گے اس کا فائدہ خود پاؤ گے۔ تمھیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب کے لیے ہی خرچ کرنا چاہیے۔ تم جو کچھ مال خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ تمھیں دیا جائے گا اور تمھارا حق نہ مارا جائے گا (۲۷۲) صدقات کے مستحق صرف وہ غربا ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دیے گئے جو ملک میں چل پھر نہیں سکتے، نادان لوگ ان کی بے سوالی کی وجہ سے انھیں مال دار خیال کرتے ہیں، آپ ان کے چہرے دیکھ کر قیافہ سے انھیں پہچان لیں گے، وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے، تم جو کچھ مال خرچ کرو تو اللہ تعالیٰ اس کا جاننے والا ہے (۲۷۳) جو لوگ اپنے مالوں کو رات دن چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں، اُن کے لیے اُن کے رب تعالیٰ کے پاس اجر ہے اور نہ اُنھیں خوف ہے اور نہ غمگینی (۲۷۴)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں، اُن کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔ اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے، افزونی عطا فرماتا ہے۔ وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی (۲۶۱) جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کر کے پھر احسان نہیں جتاتے، نہ دکھ دیتے ہیں، اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور ان کے لیے کسی رنج اور خوف کا موقع نہیں (۲۶۲) ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اُس خیرات سے بہتر ہے، جس کے پیچھے دکھ ہو۔ اللہ بے نیاز ہے اور بردباری اُس کی صفت ہے (۲۶۳) اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دکھ دے کر اُس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو، جو اپنا مال محض لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے، نہ آخرت پر۔ اُس کے خرچ کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک چٹان تھی، جس پر مٹی کی تہ جمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی تھی۔اس پر جب زور کا مینہ برسا تو ساری مٹی بہہ گئی اور صاف چٹان کی چٹان رہ گئی۔ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں،اس سے کچھ بھی اُن کے ہاتھ نہیں آتا،اور کافروں کو سیدھی راہ دکھانا اللہ کا دستور نہیں ہے(۲۶۴) بخلاف اِس کے جو لوگ اپنے مال محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے دل کے پورے ثبات و قرار کے ساتھ خرچ کرتے ہیں،ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے،جیسے کسی سطح مرتفع پر ایک باغ ہو۔اگر زور کی بارش ہو جائے تو دوگنا پھل لائے،اور اگر زور کی بارش نہ بھی ہو تو ایک ہلکی پھوار ہی اُس کے لیے کافی ہو جائے۔تم جو کچھ کرتے ہو،سب اللہ کی نظر میں ہے(۲۶۵) کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس ایک ہرا بھرا باغ ہو،نہروں سے سیراب،کھجوروں اور انگوروں اور ہر قسم کے پھلوں سے لدا ہوا،اور وہ عین اُس وقت ایک تیز بگولے کی زد میں آ کر جھلس جائے،جبکہ وہ خود بوڑھا ہو اور اس کے کم سن بچے ابھی کسی لائق نہ ہوں؟اس طرح اللہ اپنی باتیں تمھارے سامنے بیان کرتا ہے،شاید کہ تم غور وفکر کرو(۲۶۶) اے لوگو،جو ایمان لائے ہو،جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے زمین سے تمھارے لیے نکالا ہے،اُس میں سے بہتر حصہ راہِ خدا میں خرچ کرو۔ایسا نہ ہو کہ اس کی راہ میں دینے کے لیے بری سے بری چیز چھانٹنے کی کوشش کرنے لگو،حالانکہ وہی چیز اگر کوئی تمھیں دے تو تم ہرگز اُسے لینا گوارا نہ کرو گے اِلا یہ کہ اس کو قبول کرنے میں تم اغماض برت جاؤ۔تمھیں جان لینا چاہیے کہ اللہ بے نیاز ہے اور بہترین صفات سے متصف ہے(۲۶۷) شیطان تمھیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرزِ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے،مگر اللہ تمھیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے۔اللہ بڑا فراخ دست اور دانا ہے(۲۶۸) جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت ملی،اُسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی اِن باتوں سے صرف وہی لوگ سبق لیتے ہیں،جو دانشمند ہیں(۲۶۹) تم نے جو کچھ بھی خرچ کیا ہو اور جو نذر بھی مانی ہو،اللہ کو اُس کا علم ہے،اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں(۲۷۰) اگر تم اپنے صدقات علانیہ دو،تو یہ بھی اچھا ہے،لیکن اگر چھپا کر حاجت مندوں کو دو،تو یہ تمھارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔تمھاری بہت سی برائیاں اس طرزِ عمل سے محو ہو جاتی ہیں۔اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو بہر حال اُس کی خبر ہے(۲۷۱) لوگوں کو ہدایت بخش دینے کی ذمے داری تم پر نہیں ہے۔ہدایت تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے بخشتا ہے۔اور خیرات میں جو مال تم خرچ کرتے ہو وہ تمھارے اپنے لیے بھلا ہے۔آخر تم اسی لیے تو خرچ کرتے ہو کہ اللہ کی رضا حاصل ہو۔تو جو کچھ مال تم خیرات میں خرچ کرو گے،اس کا پورا پورا اجر تمھیں دیا جائے گا اور تمھاری حق تلفی ہرگز نہ ہوگی(۲۷۲) خاص طور پر مدد کے مستحق وہ تنگ دست لوگ ہیں جو اللہ کے کام میں ایسے گھر گئے ہیں کہ اپنی ذاتی کسبِ معاش کے لیے زمین میں کوئی دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے۔ان کی خودداری دیکھ کر ناواقف آدمی گمان کرتا ہے کہ یہ خوش حال ہیں۔تم ان کے چہروں سے ان کی اندرونی حالت پہچان سکتے ہو۔مگر وہ ایسے لوگ نہیں ہیں کہ لوگوں کے پیچھے پڑ کر کچھ مانگیں۔اُن کی اعانت میں جو کچھ مال تم خرچ کرو گے،وہ اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گا(۲۷۳) جو لوگ اپنے مال شب و روز کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں،ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور اُن کے لیے کسی خوف اور رنج کا مقام نہیں(۲۷۴)۔(مولانا مودودیؒ)

۶۔ان لوگوں کے مال کی تمثیل جو اپنے مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کے مانند ہے جس سے سات بالیاں پیدا ہوں اور اس کی ہر بالی میں سو دانے ہوں۔اللہ برکت دیتا جس کو چاہتا ہے۔اللہ بڑی گنجایش والا اور علم والا ہے(۲۶۱) جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں،پھر اپنے اس انفاق کے پیچھے نہ احسان جتاتے نہ دل آزاری کرتے،ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے۔اور نہ تو ان کے لیے کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے(۲۶۲) دلداری کا ایک کلمہ کہہ دینا اور درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دل آزاری لگی ہوئی ہو۔اللہ بے نیاز اور بردبار ہے(۲۶۳) اے ایمان والو! احسان جتا کر اور دل آزاری کر کے اپنی خیرات کو اکارت مت کرو،اس شخص کے مانند جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے اور اللہ اور روز آخرت پر وہ ایمان نہیں رکھتا۔ ایسے شخص کی تمثیل یوں ہے کہ ایک چٹان ہو جس پر کچھ مٹی ہو، پھر اس پر زور کا مینہ پڑے اور وہ اس کو بالکل سپاٹ پتھر چھوڑ جائے۔ ان کی کمائی میں سے کچھ بھی ان کے پلے نہیں پڑے گا اور اللہ ناشکروں کو بامراد نہیں کرے گا (۲۶۴) اور ان لوگوں کے عمل کی تمثیل جو اپنے مال اللہ کی رضا جوئی اور اپنے دلوں کو جمائے رکھنے کے لیے خرچ کرتے ہیں، اس باغ کے مانند ہے جو بلندی پر واقع ہو۔ اس پر بارش ہوگئی تو دو چند پھل لایا، بارش نہ ہوئی تو پھوار بھی کافی ہوگی۔ اور اللہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اس کو دیکھ رہا ہے (۲۶۵) کیا تم میں سے کوئی بھی یہ پسند کرے گا کہ اس کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو، نیچے اس کے نہریں بہہ رہی ہوں، اس میں اس کے واسطے ہر قسم کے پھل ہوں، وہ بوڑھا ہو جائے اور اس کے بچے ابھی ناتواں ہوں، اور باغ پر سموم کا بگولا پھر جائے اور وہ جل کر خاک ہو جائے؟ اللہ اس طرح اپنی باتیں تمھارے لیے واضح کرتا ہے تاکہ تم غور کرو (۲۶۶) اے ایمان والو! اپنے کمائے ہوئے پاکیزہ مال میں سے خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمھارے لیے زمین سے پیدا کی ہیں اور اس میں سے وہ مال تو خرچ کرنے کا خیال بھی نہ کرو جس کو خدا کی راہ میں تو خرچ کرنے پر آمادہ ہو جاؤ، لیکن (اگر وہی مال تمھیں لینا پڑ جائے تو) بغیر آنکھیں میچے اس کو نہ لے سکو۔ اور اس بات کو خوب یاد رکھو کہ اللہ بے نیاز اور ستودہ صفات ہے (۲۶۷) شیطان تمھیں تنگ دستی سے ڈراتا اور بے حیائی کی راہ سجھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اللہ بڑی سمائی اور بڑا علم رکھنے والا ہے (۲۶۸) وہ جس کو چاہتا ہے حکمت بخشتا ہے اور جسے حکمت ملی اسے خیر کثیر کا خزانہ ملا۔ مگر یاددہانی وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہیں (۲۶۹) جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے یا جو کچھ بھی نذر مانو گے تو یاد رکھو کہ اللہ اس سے اچھی طرح واقف ہے، اور ان لوگوں کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا جو اپنی جانوں پر ظلم ڈھانے والے ہیں (۲۷۰) اور اگر تم اپنے صدقات ظاہر کر کے دو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر ان کو چھپاؤ اور چپکے سے غریبوں کو دے دو تو یہ تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ اور اللہ تمھارے گناہوں کو جھاڑ دے گا۔ اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس کی خبر رکھنے والا ہے (۲۷۱) ان کو ہدایت دینا تمھارے ذمہ نہیں ہے، بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور جو مال بھی تم خرچ کرو گے اس کا نفع تمھیں کو حاصل ہونا ہے۔ اور نہ خرچ کیجیو مگر اللہ کی رضا جوئی ہی کے لیے۔ اور جو مال بھی تم خرچ کرو گے وہ تم کو پورا کر دیا جائے گا اور تمھارے حق میں ذرا بھی کمی نہ کی جائے گی (۲۷۲) یہ ان غریبوں کے لیے ہے جو خدا کی راہ میں گھرے ہوئے ہیں، زمین میں کاروبار کے لیے نقل و حرکت نہیں کر سکتے، بے خبر ان کی خودداری کے سبب ان کو غنی خیال کرتا ہے، تم ان کو ان کی صورت سے پہچان سکتے ہو، وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔ اور جو مال بھی تم خرچ کرو گے تو اللہ اس کو خوب جانتا ہے (۲۷۳) جو لوگ اپنے مال رات اور دن، پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے، اور نہ ان کے لیے خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۲۷۴)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (ہدایت و ضلالت کے معاملے میں اللہ کا طریقہ یہی ہے۔ اس لیے یہ نہیں مانتے تو انھیں چھوڑو اور تم اچھی طرح سمجھ لو کہ) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے اِس عمل کی مثال اُس دانے کی ہے جس سے سات بالیں نکلیں، اس طرح کہ ہر بال میں سو دانے ہوں۔ اللہ (اپنی حکمت کے مطابق) جس کے لیے چاہتا ہے، (اِسی طرح) بڑھا دیتا ہے۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ بڑی وسعت والا ہے، وہ ہر چیز سے واقف ہے (۲۶۱) جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو کچھ خرچ کیا ہے، اُس کے پیچھے نہ احسان جتاتے ہیں، نہ دل آزاری کرتے ہیں، اُن کے لیے اُن کے پروردگار کے ہاں اُن کا اجر ہے اور اُنھیں (وہاں) کوئی اندیشہ ہوگا اور نہ وہ کوئی غم کبھی کھائیں گے (۲۶۲) ایک اچھا بول اور (ناگواری کا موقع ہو تو) ذرا سی چشم پوشی اُس خیرات سے بہتر ہے جس کے ساتھ اذیت لگی ہوئی ہو۔ اور (تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اِس طرح کی خیرات سے) اللہ بے نیاز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اِس رویے پر وہ تمھیں محروم کر دیتا، لیکن اُس کا معاملہ یہ ہے کہ اِس کے ساتھ) وہ بڑا بردبار بھی ہے (۲۶۳) ایمان والو، احسان جتا کر اور (دوسروں کی) دل آزاری کر کے اپنی خیرات کو اُن لوگوں کی طرح ضائع نہ کرو جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور وہ نہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن کو مانتے ہیں۔ سو اُن کی مثال ایسی ہے کہ ایک چٹان ہو جس پر کچھ مٹی ہو، پھر اُس پر زور کا مینہ پڑے اور اُس کو بالکل چٹان کی چٹان چھوڑ جائے۔ (قیامت کے دن) اُن کی کمائی میں سے کچھ بھی اُن کے ہاتھ نہ آئے گا۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) اِس طرح کے ناشکروں کو اللہ کبھی راہ یاب نہیں کرتا (۲۶۴) اللہ کی خوشنودی کے لیے اور اپنے آپ کو (حق پر) قائم رکھنے کی غرض سے اپنا مال خرچ کرنے والوں کی مثال اُس باغ کی ہے جو بلند اور ہموار زمین پر واقع ہو۔ اُس پر زور کی بارش ہو جائے تو دونا پھل لائے اور زور کی بارش نہ ہو تو پھوار بھی کافی ہو جائے۔ (یہ مثال سامنے رکھو) اور (مطمئن رہو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُسے دیکھ رہا ہے (۲۶۵) کیا تم میں کوئی یہ پسند کرے گا کہ اُس کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں۔ اُس میں اُس کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں اور وہ بوڑھا ہو جائے اور اُس کے بچے ابھی ناتواں ہوں اور باغ پر سموم کا بگولا پھر جائے اور وہ جل کر خاک ہو جائے۔ (احسان جتا کر اور دوسروں کی دل آزاری کر کے اپنا انفاق برباد کر لینے والوں کی حالت قیامت میں یہی ہوگی)۔ اللہ اِسی طرح اپنی آیتیں تمھارے لیے واضح کرتا ہے تاکہ تم غور کرو (۲۶۶) ایمان والو، اپنی پاکیزہ کمائی میں سے خرچ کرو اور اُس میں سے بھی جو ہم نے تمھارے لیے زمین سے نکالا ہے، اور کوئی بری چیز تو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے کا خیال بھی نہ کرو۔ تم اِس طرح کی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہو، لیکن خود آنکھیں موند نہ لو تو اُسے لینے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور جان رکھو کہ (تمھاری اِس خیرات سے) اللہ بے نیاز ہے، وہ ستودہ صفات ہے (۲۶۷) شیطان تمھیں تنگ دستی سے ڈراتا اور (خرچ کے لیے) بے حیائی کی راہ سجھاتا ہے اور اللہ اپنی طرف سے تمھارے ساتھ مغفرت اور عنایت کا وعدہ کرتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت اور بڑا علم رکھنے والا ہے (۲۶۸) وہ (اپنے قانون کے مطابق) جس کو چاہتا ہے، (اِس وعدے کا) فہم عطا کر دیتا ہے، اور جسے یہ فہم دیا گیا، اُسے تو درحقیقت خیر کثیر کا ایک خزانہ دے دیا گیا۔ لیکن (اِس طرح کی باتوں سے) یاددہانی صرف دانش مند ہی حاصل کرتے ہیں (۲۶۹)۔ (اِس بات کو سمجھ لو) اور (مطمئن رہو کہ) جو خرچ بھی تم کرو گے یا جو نذر بھی تم مانو گے، (اُس کا صلہ لازماً پاؤ گے)، اِس لیے کہ اللہ اُسے جانتا ہے اور (اللہ کی اِس ہدایت سے منہ موڑ کر) اپنی جانوں پر ظلم ڈھانے والوں کا (اللہ کے ہاں) کوئی مددگار نہ ہوگا (۲۷۰) تم اپنی خیرات علانیہ دو تو یہ بھی کیا اچھی بات ہے اور اُسے چھپاؤ اور غریبوں کو دے دو تو یہ تمھارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ (اِس سے) اللہ تمھارے گناہ مٹا دے گا اور (اِس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں کہ) جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُس سے پوری طرح باخبر ہے (۲۷۱)۔ (بنی اسرائیل نہیں مانتے تو اے پیغمبر)، اِن کو ہدایت پر لے آنا تمھاری ذمہ داری نہیں ہے، بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے، (اپنے قانون کے مطابق) ہدایت دیتا ہے۔ (اِس لیے اِن سے قطع نظر کر کے تم مسلمان یہ سمجھ لو کہ) جو مال بھی تم خرچ کرو گے، اُس کا نفع تمھیں ہی ملنا ہے، اور تم اِسی لیے تو خرچ کر رہے ہو کہ اللہ کی رضا حاصل ہو، اور (اِس مقصد سے) جو مال بھی تم خرچ کرو گے، وہ (قیامت میں) تمھیں پورا کر دیا جائے گا اور تمھارے حق میں ذرا بھی کمی نہ ہوگی (۲۷۲) یہ (بالخصوص) اُن غریبوں کے لیے ہے جو اللہ کی راہ میں گھرے ہوئے ہیں، اپنے کاروبار کے لیے زمین میں کوئی دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے، اُن کی خودداری کے باعث ناواقف اُن کو غنی خیال کرتا ہے، اُن کے چہروں سے تم اُنھیں پہچان سکتے ہو، وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔ (اُن کی مدد کرو) اور (سمجھ لو کہ اِس مقصد کے لیے) جو مال بھی تم خرچ کرو گے، (اُس کا صلہ تمھیں لازماً ملے گا)، اِس لیے کہ اللہ اُسے خوب جانتا ہے (۲۷۳) جو لوگ شب و روز، علانیہ اور چھپا کر اپنا مال (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، اُن کے لیے اُن کا اجر اُن کے پروردگار کے پاس ہے اور (وہاں) اُن کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے کوئی اندیشہ ہوگا اور نہ وہ کوئی غم کبھی کھائیں گے (۲۷۴)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ...

'فی سبیل اللّٰہ' کا مفہوم

"فی سبیل اللہ قرآن کی اصطلاح ہے جس کے تحت وہ سارے کام آجاتے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کی بہبود کے لیے کیے جائیں گے۔ حالات کے اعتبار سے کوئی کام زیادہ اہم ہوسکتا ہے اور کوئی کم، لیکن جو کام بھی رضائے الٰہی کے لیے اور شریعت کی ہدایات کے تحت کیا جائے وہ فی سبیل اللہ ہے۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۱۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

انفاق، صدقہ، زکوٰۃ

"قرآن مجید نے اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے کو کہیں بہ لفظ انفاق بیان فرمایا ہے، کہیں بہ لفظ اطعام، کہیں بہ لفظ صدقہ اور کہیں بہ لفظ ایتاء الزکوۃ۔ لفظ انفاق، اطعام اور صدقہ عام ہیں جو ہر قسم کے صدقہ وخیرات اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کے خرچ پر حاوی ہے، خواہ فرض و واجب ہو یا نفلی یا مستحب اور زکوٰۃ فرض کے لیے قرآن نے ایک ممتاز لفظ 'ایتاء الزکوۃ' استعمال فرمایا ہے۔" (معارف القرآن، ج ۱، ص ۶۳۰، ادارۃ المعارف کراچی)

کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل

"اگانے والا حقیقت میں اللہ ہے۔ دانہ کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسناد مجازی جائز ہے جبکہ اسناد کرنے والا غیر خدا کو مستقل فی التصرف اعتقاد نہ کرتا ہو اسی لیے یہ کہنا جائز ہے کہ دوا نافع ہے، یہ مضر ہے، یہ درد کی دوا ہے۔ ماں باپ نے پالا، عالم نے گمراہی سے بچایا، بزرگوں نے حاجت روائی کی وغیرہ سب میں اسناد مجازی ہے اور مسلمان کے اعتقاد میں فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی سب وسائل۔" (خزائن العرفان، ص ۸۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

"یہ جو نیک راہ میں خرچ کرنے کی لطیف تشبیہ دی ہے اس میں دو نکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے مصارف خیر کی حفاظت و نگہداشت بھی اہل زراعت ہی کی طرح کرتے رہنا چاہیے۔ ریا، نمایش، عجب، تکبر، ایذا اور احسان رکھنے سے انھیں برباد نہ کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ تخم ریزی اور آبپاشی وغیرہ کے اختلاف سے پیداوار بہ لحاظ محنت، قیمت و نفع مختلف ہوتی رہتی ہے اسی طرح اجر گو مقدار میں برابر ہوتا ہم حسن قبول، قرب درجات وغیرہ کی کیفیات میں نیت و اخلاص کے اعتبار سے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔" (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۴۸۹، ادارہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

اجر کا فرق

"نیکیوں کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ملے گا۔ یہ فرق عمل کی نوعیت، عمل کا زمانہ، اور عمل کرنے والے کے ظاہری و باطنی حالات پر مبنی ہوگا۔ اگر ایک نیکی مشکل حالات اور تنگ وسائل کے ساتھ کی گئی ہے تو اس کا اجر زیادہ ہوگا اور اگر ایک نیکی آسان حالات اور کشادہ وسائل کے ساتھ کی گئی ہے تو اس کا اجر کم ہوگا۔ پھر نیکی کرنے والے کے احساسات کا بھی اس پر اثر پڑے گا۔ ایک نیکی پوری خوش دلی اور جوش کے ساتھ کی گئی ہے اور دوسری سرد مہری اور نیم دلی کے ساتھ۔ ظاہر ہے ان دونوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثواب میں بھی فرق ہوگا۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۱۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

قبول صدقات کی مثبت شرائط

"جس طرح کاشتکار ایک دانہ گندم سے سات سو دانے اسی وقت حاصل کر سکتا ہے جب کہ دانہ عمدہ ہو، زمین بھی عمدہ ہو اور کاشتکار بھی کاشتکاری کے فن سے خوب واقف ہو اسی طرح اعمال صالحہ خصوصاً انفاق فی سبیل اللہ کی مقبولیت اور زیادتی اجر کی تین شرائط ہیں۔ جو مال اللہ کے راستے میں خرچ کیا جائے وہ پاک اور حلال ہو، خرچ کرنے والا بھی نیک اور صالح ہو، تیسرے جس پر خرچ کرے وہ بھی صدقہ کا مستحق ہو محض جیب میں ڈالنے سے یہ فضیلت حاصل نہیں ہوتی۔" (معارف القرآن، ج ۱، ص ۶۳۲، ادارۃ المعارف کراچی)

انفاق کے اجر کے اصلی حق دار

"اذی کا لفظ ہر اس چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے جو باعث رنج واذیت ہو عام اس سے کہ یہ رنج واذیت جسمانی ہو یا جذباتی وروحانی۔ یہاں اس سے مراد وہ طعن وتشنیع اور توہین وتحقیر ہے جو عموماً کم ظرفوں کی طرف سے ان لوگوں کے لیے ظاہر ہوتی ہے جن پر وہ کبھی کوئی احسان کر بیٹھتے ہیں۔ انفاق کا اجر ان کے لیے ہے جو خرچ کرنے کے بعد نہ تو ان لوگوں پر کوئی احسان جتائیں جن پر انھوں نے خرچ کیا ہے اور نہ کسی پہلو سے ان کی کوئی دل آزاری کریں۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۱۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"احسان رکھنا یہ ہے کہ دینے کے بعد دوسروں کے سامنے اظہار کریں کہ ہم نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کیے اور اس کو مکدر کریں اور تکلیف دینا یہ ہے کہ اس کو عار دلائیں کہ تو نادار تھا، مفلس ومجبور تھا، ہم نے تیری خبر گیری کی یا اور طرح دباویں، یہ ممنوع کیا گیا۔" (خزائن العرفان، ص ۸۱، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

"یہ جنت کی تعبیر ہے، اس لیے کہ جنت ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں نہ مستقبل کا کوئی اندیشہ ہوگا اور نہ ماضی کا کوئی پچھتاوا۔ اس تعبیر میں ایک لطیف اشارہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ انفاق کرنے والے اس جنت کے سزاوار اس لیے ٹھیریں گے کہ نہ تو خدا کی راہ میں خرچ کر کے انھوں نے کبھی اس بات کا غم کیا کہ کیوں خرچ کر دیا اور نہ کبھی شیطان کے ڈراووں سے متاثر ہو کر مستقبل کے اندیشوں میں مبتلا ہوئے کہ کل کیا کھائیں گے۔ ان کے اس حوصلے کے صلے میں خدا ان کو سات سو گنے تک اجر بھی دے گا اور وہ بہشت بھی جو ماضی اور مستقبل، دونوں طرف سے انھیں مطمئن کر دے گی۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۱۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"یعنی نہ تو ان کے لیے اس بات کا کوئی خطرہ ہے کہ ان کا اجر ضائع ہوگا اور نہ کبھی یہ نوبت آئے گی کہ وہ اپنے اس خرچ پر پشیماں ہوں۔" (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۲۰۴، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

قول معروف ومغفرة...

"سائل سے نرمی سے پیش آنا یا دعائیہ کلمات سے اس کو جواب دینا قول معروف ہے۔ اور 'مغفرۃ' کا مطلب سائل کے فقر اور اس کی حاجت کا لوگوں کے سامنے عدم اظہار اور اس کی پردہ پوشی ہے اور اگر سائل کے منہ سے کوئی نازیبا بات نکل جائے تو اس سے چشم پوشی بھی اس میں شامل ہے یعنی سائل سے نرمی وشفقت، چشم پوشی اور پردہ پوشی اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد اس کو لوگوں میں ذلیل ورسوا کر کے اس کو تکلیف پہنچائی جائے۔" (احسن البیان، ص ۱۵۰، دار السلام پبلشرز ریاض)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غنا اور حلم

''آدمی کے اندر اگر غنا کے ساتھ حلم نہ ہو تو وہ انفاق کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ چاہتا ہے کہ اس کی صفت غنی اور حلیم کا عکس اس کے بندوں کے اندر بھی ہو۔ نہ تو وہ محتاجوں اور سائلوں کو حقارت کی نظر سے دیکھیں اور نہ ان کے اندر احساس برتری پیدا ہو۔ غریبوں کی آستینوں کے اندر جو ہاتھ مالداروں کے سامنے پھیلتا ہے وہ درحقیقت اللہ ہی کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یعنی در پردہ اسی غنی کا ہاتھ ہے جس کے ہاتھ سے انھوں نے سب کچھ پایا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا ص ۶۱۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

احسان جتانے والے کی تمثیل

''جو لوگ انفاق کر کے احسان جتاتے یا دل آزاری کرتے ہیں ان کی تمثیل اس کسان سے دی ہے جس نے اپنی فصل ایک ایسی زمین پر بوئی جس کے نیچے سخت اور چکنی چٹان تھی، بارش کا ایک زور کا دونگڑا پڑا تو اوپر کی ساری مٹی فصل سمیت وادی میں بہ گئی اور نیچے سے گنجے سر کی چٹان نکل آئی۔ جس طرح اس محروم القسمت کسان کی ساری محنت رائگاں چلی جاتی ہے اسی طرح اس خیرات کرنے والے کی خیرات برباد ہو کر رہ جاتی ہے جو خیرات کرنے کے بعد احسان جتاتا اور دل آزاری کرتا ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا ص ۶۱۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''اس تمثیل میں بارش سے مراد خیرات ہے، چٹان سے مراد اس نیت اور اس جذبے کی خرابی ہے جس کے ساتھ خیرات کی گئی ہے، مٹی کی ہلکی تہ سے مراد نیکی کی وہ ظاہری شکل ہے جس کے نیچے نیت کی خرابی چھپی ہوئی ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ا ص ۲۰۴، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

قبولیت صدقات کی منفی شرائط

''ایک یہ کہ دے کر احسان نہ جتائیں، دوسرے یہ کہ جس کو دیں اس کو عملاً ذلیل وخوار نہ سمجھیں اور کوئی ایسا برتاؤ نہ کریں جس سے وہ اپنی حقارت وذلت محسوس کرے یا اس کو ایذا پہنچے۔'' (معارف القرآن، ج ا ص ۶۳۲، ادارۃ المعارف کراچی)

واللہ لا یھدی القوم الکفرین

ہدایت کی مختلف صورتیں

''ہدایت کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک ہدایت جبلت وفطرت کی ہدایت ہے جو سب حیوانات اور انسانوں کو عطا ہوئی ہے۔ ایک ہدایت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کی تدبیروں اور کوششوں میں بخشتا ہے جس سے وہ کسی کوشش میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ایک ہدایت وہ ہے جو انبیا اور شرائع کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور جس سے بندہ قبول حق کی توفیق پاتا ہے۔ ان کے علاوہ ایک وہ ہدایت ہے جو آخرت میں حاصل ہوگی جس سے بندے اپنی کوششوں کے آخری ثمرات ونتائج کی طرف رہنمائی حاصل کریں گے۔ آیت زیر بحث میں ہمارے نزدیک ہدایت کا لفظ اسی آخری معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی کافر اور ناشکرے لوگ اپنے اعمال میں بامراد نہ ہوں گے، بلکہ ان کے سارے کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔'' (تدبر قرآن، ج ا ص ۶۱۶، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''یہاں کافر کا لفظ ناشکرے اور منکر نعمت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ا ص ۲۰۵، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

تثبیت

''تثبیت کے معنی مضبوط کرنے، جمانے اور مستحکم کرنے کے ہیں۔ جس طرح روزے سے مقصود نفس کی تربیت ہے اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح انفاق بھی نفس کی ریاضت کے لیے ہے۔ انفاق کا حقیقی فائدہ بھی خدا کی طرف نہیں، بلکہ بندے ہی کی طرف لوٹتا ہے۔ سب سے اعلیٰ انفاق وہ ہے جو قحط کے زمانے میں ہو، غربت کے باوجود ہو، اپنی ذاتی ضروریات کو نظر انداز کر کے ہو، جو عزیز و محبوب مال سے ہو اور خاص طور پر ان حق داروں کے لیے ہو جن سے آدمی کا دل خوش نہ ہو، اس لیے کہ یہی انفاق ہے جس سے نفس کو حق پر جمائے رکھنے کی حقیقی تربیت حاصل ہوتی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۱۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

'' تثبیتا من انفسھم میں نفسیات بشری کی ایک گہری حقیقت بیان ہوگئی ہے۔ معصیت کی طرح ہر طاعت کا یہی خاصہ ہے کہ وہ متجانس اعمال کو کھینچتی ہے چنانچہ ہر عمل صالح کے بعد نفس میں دوسرے اعمال صالح کے لیے آمادگی و پختگی پیدا ہوتی ہے۔ آیت میں دلیل ہے کہ عمل صالح سے جس طرح حصول اجر مقصود ہوتا ہے اسی طرح اصلاح نفس بھی مقصود ہوتی ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۴۹۲، ادارہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

'' دلوں کو ثابت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ثابت کریں دلوں کو ثواب پانے میں یعنی ان کو یقین ہے کہ خیرات کا ثواب ضرور ملے گا۔'' (تفسیر عثمانی ص ۵۷، پاک کمپنی لاہور)

رضائے الٰہی کے لیے انفاق کی تمثیل

'' یہ لوگ بہ جانے والی زمین پر باغ لگانے کی بجائے ایسی بلند، مسطح، اور اچھی آب و ہوا والی زمین پر اپنا باغ لگاتے ہیں کہ بارش ہو تو اس کو برباد کرنے کی بجائے اس کی بارآوری کو دوگنا کر دیتی ہے اور اگر بارش نہ ہو تو ہلکی پھوار بھی آب و ہوا کی خوبی کی وجہ سے اس کے لیے کفایت کر جاتی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۱۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

'' زور کی بارش سے مراد وہ خیرات ہے جو انتہائی جذبۂ خیر اور کمال درجے کی نیک نیتی کے ساتھ کی جائے اور ہلکی پھوار سے مراد ایسی خیرات ہے جس کے اندر جذبۂ خیر کی شدت نہ ہو۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۲۰۶، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

'' زور کے مینہ سے مراد بہت مال خرچ کرنا اور پھوار سے مراد تھوڑا مال خرچ کرنا ہے۔'' (تفسیر عثمانی ص ۵۷، پاک کمپنی لاہور)

اعصار

'' اعصار کے معنی گرد باد اور بگولے کے ہیں۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جو باغ اس کی زد میں آتا ہے وہ بالکل جھلس کے رہ جاتا ہے۔ ریا کاری، احسان داری اور ایذا رسانی کی آفتوں سے اپنے انفاق کو برباد کرنے والوں کی تمثیل کی یہ مزید وضاحت ہے۔ اس میں یہ دکھایا ہے کہ اس طرح انفاق کرنے والے عین اس وقت اپنی امیدوں کے باغ کی بربادی کا حسرت انگیز منظر دیکھیں گے جب وہ اس کے سب سے زیادہ محتاج ہوں گے، اس لیے کہ اس وقت ان کے لیے سعی و عمل کے دروازے بند ہو چکیں گے۔ جو انفاق کو برباد کرنے والی آفتوں سے نہیں بچاتے ان کے خرمن کی بجلی خود ان کی آستینوں میں چھپی ہوتی ہے اور وہ ٹھیک اس وقت ظاہر ہوگی جب ان کے لیے کھو کر پھر پانے کا کوئی امکان باقی نہ رہے گا۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۱۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

'' اگر ریا کاری کے بگولہ سے تم نے اپنے اعمال کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا تو قیامت کے دن تمھاری حسرت، ندامت اور دل سوزی کا کیا عالم ہوگا، اس کو اس بوڑھے کی مثال سے سمجھو کہ جس نے باغ لگایا اور وہ ہی اس کا واحد سہارا تھا۔'' (ضیاء القرآن، ج ۱، ص ۱۸۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

طیبات

'' طیبات کا لفظ بیک وقت دو باتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنی کمائی میں سے وہی مال خرچ کرو جو پاکیزہ طریقہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیا ہو،غلط یا مشتبہ طریقے سے نہ آیا ہو۔دوسری یہ کہ مال بجائے خود اچھا ہو، بے وقعت اور گھٹیا نہ ہو۔غلط طریقے سے کمائے ہوئے یا نکمے مال سے نہ تو خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی نفس کی تربیت۔" (تدبر قرآن، ج۱،ص۶۱۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"طیبات سے مراد وہ چیزیں ہیں جو عمدہ بھی ہوں، حلال بھی ہوں اور حلال طریقے سے کمائی بھی گئی ہوں۔" (ضیاء القرآن، ج۱،ص۱۸۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ولا تیمموا الخبیث

"لا تیمموا کا مفہوم یہ ہے کہ برے مال کے دینے کا ارادہ بھی نہ کرو۔ برے مال سے مراد وہ مال ہے جو خدا کی راہ میں دینے کے لیے تیار تو ہو جاؤ، لیکن اگر وہی مال تمھیں لینا پڑ جائے تو آنکھیں میچے اور دل پر جبر کیے بغیر نہ لے سکو۔" (تدبر قرآن، ج۱،ص۶۱۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

الشیطن یعدکم الفقر ...

انفاق کی راہ میں مزاحمتیں

"شیطان اور اس کی ذریت دو طرح سے انسان کو انفاق سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ایک تو مستقبل کے موہوم خطرات سے اس کو ڈراتے ہیں کہ فلاں فلاں کام اس کے آگے پڑے ہیں، اس لیے ہاتھ روکے رکھو ورنہ سخت دشواری میں پھنس جاؤ گے۔دوسرے اس کو عیاشی اور اسراف و تبذیر کی لت میں پھنساتے ہیں تا کہ کسی اعلیٰ مقصد میں خرچ کرنے کی کوئی گنجایش باقی ہی نہ رہے۔" (تدبر قرآن، ج۱،ص۶۲۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

الفحشاء

"یہاں 'الفحشاء' سے مراد ادائے زکوۃ و صدقات میں بخل ہے۔" (تفسیر ماجدی، ج۱،ص۴۹۶، ادارہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

منت ماننا

"احادیث سے واضح ہے کہ اسلام میں منت ماننے کو مستحسن قرار نہیں دیا گیا۔لیکن اگر کوئی شخص اس طرح منت مان بیٹھے کہ جس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو تو اس کو پورا کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ ایک قسم کا عہد ہے جو منت ماننے والا اپنے رب سے کر رہا ہے۔شریعت اور تمام اخلاق کی بنیاد ہی عہد پر ہے، اس وجہ سے اسلام نے اس پہلو میں کسی ڈھیل کو گوارا نہیں کیا۔" (تدبر قرآن، ج۱،ص۶۲۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

نیکی

"حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ نیکی تین خصلتوں کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔نیکی کرنے میں جلدی کرے، اسے چھوٹا سمجھے اور اسے پوشیدہ رکھے۔جب تم نے نیکی کرنے میں جلدی کی تو اسے خوش گوار بنایا، جب اسے حقیر سمجھا تو اس کی قدر کو بڑھایا اور جب اسے پوشیدہ رکھا تو اسے مکمل کر دیا۔" (ضیاء القرآن، ج۱،ص۱۹۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ومن یوتی الحمکۃ...

حکمت کا مطلب

"لفظ حکمت قرآن کریم میں بار بار آیا ہے اور ہر جگہ اس کی تفسیر میں مختلف معنی بیان کیے گئے ہیں۔کسی جگہ اس سے مراد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن ہے، کسی جگہ حدیث، کسی جگہ صحیح علم، کہیں عمل صالح، کہیں قول صادق، کہیں عقل سلیم، کہیں فقہ الدین، کہیں اصابت رائے اور کہیں خشیت اللہ۔ آیت زیر نظر میں یہ سب چیزیں مراد ہیں۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۶۴۱، ادارۃ المعارف کراچی)

''حکمت سے یہاں مراد یہ ہے کہ جس کو چاہتا ہے دین کی باتوں میں دانائی اور خیرات کرنے میں سمجھ عنایت کرتا ہے کہ کس نیت سے اور کس مال سے اور کس کو اور کس طرح محتاج کو دینا ہے اور جس کو یہ سمجھ عنایت ہوئی اس کو بڑی خوبی ملی'' (تفسیر عثمانی، ص ۵۸، پاک کمپنی لاہور)

''حکمت سے مراد امور دین میں فہم صحیح کا حاصل ہونا ہے۔ اور دین کی اس صحیح فہم میں بخل سے بیزاری اور صرف میں توازن بھی شامل ہے۔'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۴۹۷، ادارہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

ان تبدوا الصدقت فنعما هی وان تخفوها...

علانیہ اور پوشیدہ انفاق

''انفاق علانیہ بہتر ہے یا پوشیدہ؟ قرآن نے اس کا جواب دیا ہے کہ اگر ظاہر کر کے دو تو یہ بھی اچھا ہے، اس لیے کہ اس میں بھی بعض مفید پہلو ہیں مثلاً دوسروں کو اس سے انفاق کی ترغیب ہوتی ہے خاص طور پر ان مواقع پر جب کسی اجتماعی مہم کے لیے لوگوں کو ابھارنا اور شوق دلانا مقصود ہو۔ لیکن جب اس طرح کے حالات نہ ہوں تو بہتر یہی ہے کہ پوشیدہ دیا جائے تا کہ انسان ریاو نمائش کے فتنہ سے محفوظ رہے اور خود حاجت مندوں کی خودداری بھی قائم رہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۶۲۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ویکفر عنکم من سیاتکم

''من سیاتکم میں مِن تبعیضیہ ہے یعنی یہ صدقہ سارے گناہوں کا نہیں البتہ کچھ گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ تبعیض کا یہ ابہام مصلحتاً رکھا گیا ہے اور گناہوں کی یہ تفصیل قصداً مخفی رکھی گئی ہے کہ فلاں فلاں گناہوں کا کفارہ صدقات سے ہو جائے گا تا کہ بندہ گناہوں پر دلیر نہ ہو جائے'' (تفسیر ماجدی، ج ا، ص ۴۹۹، ادارہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

لیس علیک هداهم...

ہدایت وضلالت کے بارے میں سنت اللہ

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اس سنت اللہ کی یاد دہانی کی گئی ہے جو ہدایت وضلالت کے باب میں اللہ نے مقرر فرمائی ہے۔ نبی کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ لوگوں کو تعلیمات وہدایات سے اچھی طرح آگاہ کر دیں، قبول کرنے کی توفیق دینا اللہ کا کام ہے۔ اور وہ یہ توفیق ان کو دیتا ہے جن کو چاہتا ہے اور اس چاہنے کے لیے خود اس کا مقرر کیا ہوا ایک ضابطہ ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۶۲۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

صدقہ مومن کافر سب کے لیے

''اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ نیت بھی تمھاری اصل میں اپنے ہی نفع حاصل کرنے کی ہے اور واقع میں بھی حاصل خاص تم ہی کو ہو گا پھر ان زوائد پر کیوں نظر کی جاتی ہے کہ یہ نفع خاص اسی طریق سے حاصل کیا جاوے کہ مسلمان ہی کو دیں اور کافر کو نہ دیں۔ صدقہ نفلی ذمی کافر سب کو دینا جائز ہے، صدقہ واجبہ صرف مسلمان کو دینا جائز ہے۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۶۴۲، ادارۃ المعارف کراچی)

''ابتدا میں مسلمان اپنے غیر مسلم رشتہ داروں اور عام غیر مسلم اہل حاجت کی مدد کرنے میں تامل کرتے تھے۔ ان کا خیال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ صرف مسلمان حاجت مندوں ہی کی مدد کرنا انفاق فی سبیل اللہ ہے، اس آیت میں ان کی یہ غلط فہمی دور کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں ہدایت اتارنے کی ذمہ داری تم پر نہیں ہے تم حق بات پہنچا کر اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے۔ اب یہ اللہ کے اختیار میں ہے کہ ان کو بصیرت کا نور عطا کرے یا نہ۔ رہا دنیوی مال ومتاع سے ان کی حاجتیں پوری کرنا تو اس میں تم محض اس وجہ سے تامل نہ کرو کہ انھوں نے ہدایت قبول نہیں کی، اللہ کی رضا کے لیے انسان جس حاجت مند کی بھی مدد کرے گا اس کا اجر پائے گا۔" (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۲۱۰، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ

"دور نبوت میں اس کا مصداق اہل صفہ تھے۔ اب بھی جو حضرات خدمت دین میں مشغول رہتے ہوں اور کسب معاش کے لیے وقت نہ نکال سکتے ہوں، ان کے متعلق یہی حکم ہے۔" (ضیاء القرآن، ج ا، ص ۱۹۱، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

یحسبهم الجاهل اغنیاء من التعفف

"جاہل کے معنی یہاں بے خبر کے ہیں اور تعفف کے معنی خودداری کے ہیں یعنی یہ لوگ خودداری کے سبب سے کسی کے آگے نہ تو دست سوال دراز کرتے ہیں نہ اپنے فقر وفاقہ کا اظہار کرتے ہیں۔ اس وجہ سے جو شخص ان کے حالات سے بے خبر ہیں ان کو مستغنی خیال کرتا ہے۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۶۲۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

تعرفهم بسیمهم

"سیما کے معنی علامت اور ہیئت کے ہیں جیسا کہ فرمایا: 'سیمهم فی وجوههم من اثر السجود'۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۶۲۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

لا یسئلون الناس الحافا

"وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔ اصل مقصود سوال کرنے کی نفی ہے۔ 'الحافا' کی قید اس کے ساتھ صرف سوال کرنے والوں کی عام حالت کی تصویر اور اس کے گھناؤنے پن کے اظہار کے لیے لگائی ہے۔ مثلاً فرمایا کہ 'لا تقتلوا اولادکم خشیة املاق' (اپنی اولاد کو فقر کے اندیشے سے قتل نہ کرو)۔ اس میں ممانعت دراصل قتل کی ہے، 'خشیة املاق' کی قید محض اس کے گھناؤنے پن کو واضح کرنے کے لیے ہے۔ یا فرمایا کہ 'لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفة' (اور سود نہ کھاؤ دوگنا چوگنا کر کے)۔ اس میں ممانعت دراصل سود کھانے کی ہے، 'اضعافا مضاعفة' کی قید محض اس کی کراہت کو نمایاں کرنے کے لیے ہے۔ یہاں وہ لوگ جو لپٹ کر سوال نہیں کرتے اس کے بہترین مصداق قرآن کے زمانہ نزول میں اہل صفہ تھے۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۶۲۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ لپٹ کر نہیں مانگتے، لیکن بغیر لپٹ کر مانگنے کی نفی نہیں ہے چنانچہ بعض حضرات کا یہی قول ہے، لیکن جمہور کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ سوال بالکل ہی نہیں کرتے۔" (معارف القرآن، ج ا، ص ۶۴۳، ادارۃ المعارف کراچی)

الذین ینفقون اموالهم باللیل والنهار سرا...

"یہ آیت انفاق کے سلسلے میں خاتمہ باب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس آیت میں رات اور دن، پوشیدہ اور علانیہ میں جو مناسبت اور تقابل ہے وہ ملحوظ رہے۔ اوقات میں سب احاطہ میں آ گئے اور حالتیں بھی دونوں اس میں جمع ہو گئیں۔" (تدبر قرآن،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج ا،ص ۶۲۵،فاران فاؤنڈیشن لاہور)

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۗ وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۚ فَمَنْ جَآءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ فَانْتَهٰى فَلَهُ مَا
سَلَفَ ۚ وَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَنْ عَادَ فَأُولٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ (275) يَمْحَقُ اللّٰهُ
الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ (276) إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (277)
يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ (278) فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا
بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ ۖ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ (279) وَإِنْ
كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (280) وَاتَّقُوا يَوْمًا
تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللّٰهِ ۖ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (281) يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا إِذَا
تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَّكْتُبَ
كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۖ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ۚ فَإِنْ كَانَ
الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا
شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ أَنْ تَضِلَّ
إِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدٰىهُمَا الْأُخْرٰى ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا تَسْـَٔمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا
أَوْ كَبِيرًا إِلٰى أَجَلِهِ ۚ ذٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنٰى أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً
حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۚ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ
وَّلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمٌ (282) وَإِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوضَةٌ ۚ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ
الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ ۚ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهُ اٰثِمٌ قَلْبُهُ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (283)

تراجم

ا۔ جولوگ کھاتے ہیں سود، نہ اٹھیں گے قیامت کو، مگر جس طرح اٹھتا ہے جس کے حواس کھودیئے جن نے لپٹ کر۔ یہ اس واسطے کہ انھوں نے کہا، سودا کرنا بھی ویسا ہی ہے جیسا سود لینا، اور اللہ نے حلال کیا ہے سودا، اور حرام کیا سود۔ پھر جس کو پہنچی نصیحت اپنے رب کی، اور باز آیا، تو اس کا ہے جو آگے ہو چکا۔ اور اس کا حکم اللہ کے اختیار۔ اور جو کوئی پھر کرے، وہی ہیں دوزخ کے لوگ، وہ اس میں رہ پڑے (۲۷۵) مٹاتا ہے اللہ سود اور بڑھاتا ہے خیرات، اور اللہ نہیں چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو (۲۷۶) جو لوگ ایمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائے اور عمل نیک کیے اور قائم رکھی نماز اور دی زکوٰۃ، ان کو ہے بدلا ان کا اپنے رب کے پاس، اور نہ ان پر ڈر ہے، نہ وہ غم کھاویں گے (۲۷۷) اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے، اور چھوڑ دو جو رہ گیا سود، اگر تم کو یقین ہے (۲۷۸) پھر اگر نہیں کرتے، تو خبردار ہو جاؤ، لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے، اور اگر توبہ کرتے ہو، تو تم کو پہنچتے ہیں اصل مال تمھارے، نہ تم کسی پر ظلم کرو، نہ کوئی تم پر (۲۷۹) اور اگر ایک شخص ہے تنگی والا، تو فرصت دینی چاہیے جب تک کشائش پاوے، اور اگر خیرات کردو تو تمھارا بھلا ہے، اگر تم کو سمجھ ہو (۲۸۰) اور ڈرتے رہو اس دن سے جس میں الٹے جاؤ گے اللہ کے پاس، پھر پورا ملے گا ہر شخص کو جو اس نے کمایا، اور ان پر ظلم نہ ہوگا (۲۸۱) اے ایمان والو! جس وقت معاملت کرو ادھار کی، کسی وعدۂ مقرر تک، تو اس کو لکھو۔ اور چاہیے لکھ دے تمھارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف سے، اور نہ کنارہ کرے لکھنے والا اس سے کہ لکھ دیوے جیسا سکھایا اس کو اللہ نے، سو وہ لکھے۔ اور بتا دے جس پر حق دینا ہے، اور ڈرے اللہ سے، جو رب ہے اس کا، اور ناقص نہ کرے اس میں سے کچھ۔ پھر اگر جس شخص پر دینا آیا، بے عقل ہے، یا ضعیف ہے، یا آپ نہیں بتا سکتا تو بتاوے اس کا اختیار والا انصاف سے۔ اور شاہد کرو دو شاہد، اپنے مردوں میں سے۔ پھر اگر نہ ہوں دو مرد، تو ایک مرد اور دو عورتیں، جن کو پسند رکھتے ہو شاہدوں میں کہ بھول جاوے ایک عورت، تو یاد دلاوے اس کو وہ دوسری۔ اور کنارہ نہ کریں شاہد جس وقت لائے جاویں، اور کاہلی نہ کرو اس کے لکھنے سے، چھوٹا ہو یا بڑا، اس کے وعدہ تک۔ اس میں خوب انصاف ہے اللہ کے ہاں، اور درست رہتی ہے گواہی، اور لگتا کہ تم کو شبہ نہ پڑے، مگر ایسا کہ سودا ہو رو برو کا، پھر بدل کرتے ہو آپس میں تو گناہ نہیں تم پر کہ نہ لکھو اس کو، اور شاہد کرلو جب سودا کرو، اور نقصان نہ کیا جائے لکھنے والا، نہ شاہد۔ اور اگر ایسا کرو تو یہ گناہ کی بات ہے تمھارے اندر۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ تم کو سکھاتا ہے اور اللہ سب چیز سے واقف ہے (۲۸۲) اور اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ لکھنے والا، تو گرو ہاتھ میں رکھنی۔ پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا، تو چاہیے پورا کرے، جس پر اعتبار کیا، اپنے اعتبار کو، اور ڈرتا رہے اللہ سے، جو رب ہے اس کا، اور نہ چھپاؤ گواہی کو۔ اور جو کوئی وہ چھپاوے، تو گنہگار ہے دل اس کا۔ اور اللہ تمھارے کام سے واقف ہے (۲۸۳)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اور جو لوگ سود کھاتے ہیں نہیں کھڑے ہوں گے (قیامت میں قبروں سے) مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص جس کو شیطان خبطی بنا دے لپٹ کر (یعنی حیران و مدہوش) یہ سزا اس لیے ہوگی کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کر دیا ہے۔ پھر جس شخص کو اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ پہلے (لینا) ہو چکا ہے وہ اسی کا رہا اور (باطنی) معاملہ اس کا خدا کے حوالہ رہا اور جو شخص پھر عود کرے تو یہ لوگ دوزخ میں جاویں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۷۵) اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے کسی کفر کرنے والے کو (اور) کسی گناہ کے کام کرنے والے کو (۲۷۶) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے اور (بالخصوص) نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ دی، ان کے لیے ان کا ثواب ہوگا ان کے پروردگار کے نزدیک اور (آخرت میں) ان پر کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور نہ وہ مغموم ہوں گے (۲۷۷) اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو (۲۷۸) پھر اگر تم (اس پر عمل) نہ کرو گے تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے (یعنی تم پر جہاد ہوگا) اور اگر تم توبہ کرلو گے تو تم کو تمھارے اصل اموال مل جاویں گے، نہ تم کسی پر ظلم کرنے پاؤ گے اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پائے گا (۲۷۹) اور اگر تنگ دست ہو تو مہلت دینے کا حکم ہے آسودگی تک اور یہ (بات) کہ معاف ہی کردو اور زیادہ بہتر ہے تمھارے لیے اگر تم کو (اس کے ثواب کی) خبر ہو (۲۸۰) اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ تعالیٰ کی پیشی میں لائے جاؤ گے۔ پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا (یعنی اس کا بدلہ) پورا پورا ملے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا (۲۸۱) اے ایمان والو، جب معاملہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے لگو ادھار کا ایک میعاد معین تک (کے لیے) تو اس کو لکھ لیا کرو اور یہ ضروری ہے کہ تمھارے آپس میں (جو) کوئی لکھنے والا (ہو وہ) انصاف کے ساتھ لکھے اور لکھنے سے انکار بھی نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو لکھنا سکھلا دیا اس کو چاہیے کہ لکھ دیا کرے۔ اور وہ شخص لکھوا دے جس کے ذمہ وہ حق واجب ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو اس کا پروردگار ہے، ڈرتا رہے اور اس میں سے ذرہ برابر (بتلانے میں) کمی نہ کرے۔ پھر جس شخص کے ذمہ حق واجب تھا وہ اگر خفیف العقل ہو یا ضعیف البدن ہو یا خود لکھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کا کارکن ٹھیک ٹھیک طور پر لکھوا دے اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ (بھی) کر لیا کرو پھر اگر وہ دو گواہ مرد (میسر) نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنالی جاویں) ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو تا کہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی بھول جاوے تو ان میں ایک دوسری کو یاد دلا دے اور گواہ بھی انکار نہ کیا کریں جب (گواہ بننے کے لیے) بلائے جایا کریں۔ اور تم اس (دَین) کے (بار بار) لکھنے سے اکتایا مت کرو خواہ وہ (معاملہ) چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ یہ لکھ لینا انصاف کا زیادہ قائم رکھنے والا ہے اللہ کے نزدیک اور شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور زیادہ سزاوار ہے اس بات کا کہ تم (معاملہ کے متعلق) کسی شبہ میں نہ پڑو، مگر یہ کہ کوئی سودا دست بدست ہو جس کو باہم لیتے دیتے ہو۔ تو اس کے نہ لکھنے میں تم پر کوئی الزام نہیں اور (اتنا اس میں ضرور کیا کرو کہ) خرید و فروخت کے وقت گواہ کر لیا کرو اور کسی کاتب کو تکلیف نہ دی جاوے اور نہ کسی گواہ کو اور اگر تم ایسا کرو گے تو اس میں تم کو گناہ ہو گا اور خدا سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ (کا تم پر احسان ہے کہ) تم کو تعلیم فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کے جاننے والے ہیں (۲۸۲) اور اگر تم کہیں سفر میں ہو اور (وہاں) کوئی کاتب نہ پاؤ، سو رہن رکھنے کی چیزیں (ہیں) جو قبضہ میں دے دی جائیں اور اگر ایک دوسرے کا اعتبار کرتا ہو تو جس شخص کا اعتبار کر لیا گیا ہے (یعنی مدیون) اس کو چاہیے کہ دوسرے کا حق (پورا پورا) ادا کر دے اور اللہ تعالیٰ سے جو کہ اس کا پروردگار ہے ڈرے اور شہادت کا اخفا مت کرو۔ اور جو شخص اس کا اخفا کرے گا اس کا قلب گنہگار ہو گا اور اللہ تمھارے کیے ہوئے کاموں کو خوب جانتے ہیں (۲۸۳)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے، مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے۔ اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود۔ تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے۔ اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے، وہ اس میں مدتوں رہیں گے (۲۷۵) اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا، بڑا گنہگار (۲۷۶) بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انھیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم (۲۷۷) اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود، اگر مسلمان ہو (۲۷۸) پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو۔ نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ، نہ تمھیں نقصان ہو (۲۷۹) اور اگر قرض دار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمھارے لیے اور بھلا ہے، اگر جانو (۲۸۰) اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہو گا (۲۸۱) اے ایمان والو، جب تم ایک مقرر مدت تک کسی دین کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو اور چاہیے کہ تمھارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے، جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا ہے تو اسے لکھ دینا چاہیے اور جس بات پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ رکھ نہ چھوڑے۔ پھر جس پر حق آتا ہے، اگر بے عقل یا ناتواں ہو یا لکھا نہ سکے تو اس کا ولی انصاف سے لکھائے۔ اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے پھر اگر مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں۔ ایسے گواہ جن کو پسند کرو کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلا دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں اور اسے بھاری نہ جانو کہ دین چھوٹا ہو یا بڑا اس کی معیاد تک لکھت کر لو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔ اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمھیں شبہ نہ پڑے، مگر یہ کہ کوئی سر دست کا سودا دست بدست ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر گناہ نہیں۔ اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو۔ اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے، نہ گواہ کو (یا نہ لکھنے والا ضرر دے نہ گواہ) اور جو تم ایسا کرو تو یہ تمھارا فسق ہوگا۔ اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمھیں سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے (۲۸۲) اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گرو (رہن) ہو قبضہ میں دیا ہوا اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا، اپنی امانت ادا کر دے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے۔ اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار ہے اور اللہ تمھارے کاموں کو جانتا ہے (۲۸۳)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے، مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے۔ یہ اس لیے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام۔ جو شخص اپنے پاس آئی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لیے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ اور جس نے پھر بھی کیا وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے (۲۷۵) اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گناہگار کو دوست نہیں رکھتا (۲۷۶) جو لوگ ایمان کے ساتھ سنت کے مطابق کام کرتے ہیں، نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اُن کا اجر اُن کے رب تعالیٰ کے پاس ہے، اُن پر نہ کوئی خوف ہے، نہ اداسی اور غم (۲۷۷) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم سچ مچ ایمان دار ہو (۲۷۸) اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کر لو تو تمھارا اصل مال تمھارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے (۲۷۹) اور اگر تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیے، اور صدقہ کرو تو تمھارے لیے بہت ہی بہتر ہے، اگر تم میں علم ہو (۲۸۰) اور اس دن سے ڈرو جس میں تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۲۸۱) اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک دوسرے سے میعاد مقرر پر قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور لکھنے والے کو چاہیے کہ تمھارا آپس کا معاملہ عدل سے لکھے، کاتب کو چاہیے کہ لکھنے سے انکار نہ کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے اُسے سکھایا ہے پس اسے بھی لکھ دینا چاہیے، اور جس کے ذمہ حق ہو وہ لکھوائے اور اپنے اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ گھٹائے نہیں۔ ہاں جس شخص کے ذمہ حق ہے وہ اگر نادان ہو یا کمزور ہو یا لکھوانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کا ولی عدل کے ساتھ لکھوا دے اور اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ لو، اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنھیں تم گواہوں میں سے پسند کر لو تا کہ ایک کی بھول چوک کو دوسری یاد دلا دے، اور گواہوں کو چاہیے کہ وہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں، اور قرض کو جس کی مدت مقرر ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو، لکھنے میں کاہلی نہ کرو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات بہت انصاف والی ہے اور گواہی کو بھی درست رکھنے والی اور شک و شبہ سے بھی زیادہ بچانے والی ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ معاملہ نقد تجارت کی شکل میں ہو۔ جو آپس میں تم لین دین کر رہے ہو تو تم پر اس کے نہ لکھنے میں کوئی گناہ نہیں۔ خرید و فروخت کے وقت بھی گواہ مقرر کر لیا کرو۔ اور (یاد رکھو کہ) نہ تو لکھنے والے کو نقصان پہنچایا جائے، نہ گواہ کو، اور اگر تم یہ کرو تو یہ تمھاری کھلی نافرمانی ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تمھیں تعلیم دے رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے (۲۸۲) اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں رکھ لیا کرو، ہاں اگر آپس میں ایک دوسرے سے مطمئن ہو تو جسے امانت دی گئی ہے وہ اُسے ادا کر دے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے جو اس کا رب ہے اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو اُسے چھپالے وہ گنہگار دل والا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (۲۸۳)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ مگر جو لوگ سود کھاتے ہیں، اُن کا حال اُس شخص کا سا ہوتا ہے، جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔ اور اس حالت میں اُن کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں: ''تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی چیز ہے''۔ حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ لہٰذا جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچے اور آئندہ کے لیے وہ سود خواری سے باز آ جائے، تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکا، اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اور جو اِس حکم کے بعد پھر اسی حرکت کا اعادہ کرے، وہ جہنمی ہے، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا (۲۷۵) اللہ سود کا مٹھ مار دیتا ہے اور صدقات کو نشوونما دیتا ہے۔ اور اللہ ناشکرے بدعمل انسان کو پسند نہیں کرتا (۲۷۶) جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، اُن کا اجر بے شک ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں (۲۷۷) اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمھارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے، اسے چھوڑ دو، اگر واقعی تم ایمان لائے ہو (۲۷۸) لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمھارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ اب بھی توبہ کر لو (اور سود چھوڑ دو) تو اپنا اصل سرمایہ لینے کے تم حق دار ہو۔ نہ تم ظلم کرو، نہ تم پر ظلم کیا جائے (۲۷۹) تمھارا قرض دار تنگ دست ہو، تو ہاتھ کھلنے تک اُسے مہلت دو اور جو صدقہ کر دو، تو یہ تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے، اگر تم سمجھو (۲۸۰) اس دن کی رسوائی و مصیبت سے بچو، جبکہ تم اللہ کی طرف واپس ہو گے، وہاں ہر شخص کو اس کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر ظلم ہرگز نہ ہو گا (۲۸۱) اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، جب کسی مقرر مدت کے لیے تم آپس میں قرض کا لین دین کرو، تو اسے لکھ لیا کرو۔ فریقین کے درمیان انصاف کے ساتھ ایک شخص دستاویز تحریر کرے۔ جسے اللہ نے لکھنے پڑھنے کی قابلیت بخشی ہو، اُسے لکھنے سے انکار نہ کرنا چاہیے۔ وہ لکھے اور املا وہ شخص کرائے جس پر حق آتا ہے (یعنی قرض لینے والا) اور اُسے اللہ، اپنے رب سے ڈرنا چاہیے کہ جو معاملہ طے ہوا ہو اس میں کوئی کمی بیشی نہ کرے۔ لیکن اگر قرض لینے والا خود نادان یا ضعیف ہو، یا املا نہ کرا سکتا ہو تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ املا کرائے۔ پھر اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی اس پر گواہی کرا لو۔ اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تا کہ ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔ یہ گواہ ایسے لوگوں میں سے ہونے چاہییں، جن کی گواہی تمھارے درمیان مقبول ہو۔ گواہوں کو جب گواہ بننے کے لیے کہا جائے تو انھیں انکار نہ کرنا چاہیے۔ معاملہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، معیاد کی تعیین کے ساتھ اس کی دستاویز لکھوا لینے میں تساہل نہ کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ طریقہ تمھارے لیے زیادہ مبنی بر انصاف ہے، اس سے شہادت قائم ہونے میں زیادہ سہولت ہوتی ہے اور تمھارے شکوک و شبہات میں مبتلا ہونے کا امکان کم رہ جاتا ہے۔ ہاں جو تجارتی لین دین دست بدست تم لوگ آپس میں کرتے ہو، اس کو نہ لکھا جائے تو کوئی حرج نہیں، مگر تجارتی معاملے طے کرتے وقت گواہ کر لیا کرو۔ کاتب اور گواہ کو ستایا نہ جائے۔ ایسا کرو گے تو گناہ کا ارتکاب کرو گے۔ اللہ کے غضب سے بچو۔ وہ تم کو صحیح طریقِ عمل کی تعلیم دیتا ہے اور اسے ہر چیز کا علم ہے (۲۸۲) اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور دستاویز لکھنے کے لیے کوئی کاتب نہ ملے تو رہن بالقبض پر معاملہ کرو۔ اگر تم میں سے کوئی شخص دوسرے پر بھروسا کر کے اس کے ساتھ کوئی معاملہ کرے تو جس پر بھروسا کیا گیا ہے، اسے چاہیے کہ امانت ادا کرے اور اللہ، اپنے رب سے ڈرے۔ اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ۔ جو شہادت چھپاتا ہے، اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے۔ اور اللہ تمھارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے (۲۸۳)۔ (مولانا مودودیؒ)

۶۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں اُٹھیں گے مگر اس شخص کے مانند جس کو شیطان نے اپنی چھوت سے پاگل بنا دیا ہو۔ یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے کہا کہ بیع بھی تو سود ہی کی مانند ہے، اور حال یہ ہے کہ اللہ نے بیع کو حلال ٹھہرایا اور سود کو حرام۔ تو جس کو اللہ کی تنبیہ پہنچی اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ وہ لے چکا وہ اس کے لیے ہے، اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اور جو اب اس کے مرتکب ہوں تو وہی لوگ دوزخی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۷۵) اللہ سود کو گھٹائے گا اور صدقات کو بڑھائے گا۔ اور اللہ ناشکروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حق تلفوں کو پسند نہیں کرتا (۲۷۶) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے بھلے کام کیے، نماز کا اہتمام کیا اور زکوٰۃ ادا کی، ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے۔ نہ ان کے لیے کوئی اندیشہ ہوگا نہ ان کو کوئی غم لاحق ہوگا (۲۷۷) اے ایمان والو! اگر تم سچے مومن ہو تو اللہ سے ڈرو اور جو سود تمھارا باقی رہ گیا ہے، اس کو چھوڑ دو (۲۷۸) اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لیے خبردار ہو جاؤ۔ اور اگر تم توبہ کرلو تو اصل رقم کا تمھیں حق ہے۔ نہ تم کسی کا حق مارو، نہ تمھارا حق مارا جائے (۲۷۹) اور اگر مقروض تنگ دست ہو تو فراخی تک اس کو مہلت دو۔ اور بخش دو تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم سمجھو (۲۸۰) اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر ہر شخص کو جو اس نے کمائی کی ہے پوری پوری مل جائے گی اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا (۲۸۱) اے ایمان والو! جب تم کسی معین مدت کے لیے ادھار کا لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اور اس کو لکھے تمھارے مابین کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ۔ اور جسے لکھنا آتا ہو وہ لکھنے سے انکار نہ کرے بلکہ جس طرح اللہ نے اس کو سکھایا اس طرح وہ دوسروں کے لیے لکھنے کے کام آئے۔ اور یہ دستاویز لکھوائے وہ جس پر حق عائد ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ سے، جو اس کا رب ہے، ڈرے اور اس میں کوئی کمی نہ کرے۔ اور اگر وہ جس پر حق عائد ہوتا ہے نادان یا ضعیف ہو یا لکھوا نہ سکتا ہو تو جو اس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ لکھوا دے۔ اور اس پر اپنے لوگوں میں سے دو مردوں کو گواہ ٹھہرا لو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں سہی۔ یہ گواہ تمھارے پسندیدہ لوگوں میں سے ہوں۔ (دو عورتیں اس لیے کہ) ان میں سے ایک بھول جائے گی تو دوسری یاد دلائے گی۔ اور گواہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں۔ اور قرض چھوٹا ہو یا بڑا، اس کی مدت تک کے لیے اس کو لکھنے میں تساہل نہ برتو۔ یہ ہدایات اللہ کے نزدیک زیادہ قرین عدل، گواہی کو زیادہ ٹھیک رکھنے والی اور اس امر کے زیادہ قرین قیاس ہیں کہ تم شبہات میں پڑو۔ ہاں! اگر معاملہ دست بدست لین دین اور دست گرداں نوعیت کا ہو تب اس کے نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور تم کوئی معاملہ خرید و فروخت کا کرو تو اس صورت میں بھی گواہ بنا لیا کرو۔ اور کاتب یا گواہ کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچایا جائے اور اگر ایسا کرو گے تو یہ تمھاری بڑی پائدار نافرمانی ہوگی۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور اللہ تمھیں تعلیم دے رہا ہے۔ اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے (۲۸۲) اور اگر تم سفر میں ہو اور کاتب نہ مل سکے تو رہن قبضہ میں کرا دو۔ پس اگر ایک دوسرے پر اعتماد کی صورت نکل آئے تو جس کے پاس امانت رکھی گئی ہے وہ اس کی امانت ادا کرے اور اللہ سے، جو اس کا رب ہے، ڈرے۔ اور شہادت کو چھپاؤ مت۔ اور جو اس کو چھپائے تو وہ یاد رکھے کہ اس کا دل گنہگار ہے۔ اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو، اس کو جاننے والا ہے (۲۸۳)۔ (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ (اِس کے برخلاف) جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ قیامت میں اٹھیں گے تو بالکل اُس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے اپنی چھوت سے پاگل بنا دیا ہو۔ یہ اِس لیے کہ اُنھوں نے کہا ہے کہ بیع بھی تو آخر سود ہی کی طرح ہے اور تعجب ہے کہ اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام ٹھیرایا ہے۔ (اِس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ نے اُسے حرام ٹھیرایا ہے)، لہٰذا جسے اُس کے پروردگار کی تنبیہ پہنچی اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ وہ لے چکا، سو لے چکا، (اُس کے خلاف کوئی اقدام نہ ہوگا) اور اُس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو (اِس تنبیہ کے بعد بھی) اِس کا اعادہ کریں گے تو وہ دوزخ کے لوگ ہیں، وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۷۵)۔ (اُس دن) اللہ سود کو مٹا دے گا اور خیرات کو بڑھائے گا اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ کسی ناشکرے اور کسی حق تلفی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا (۲۷۶) ہاں، جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کیے اور نماز کا اہتمام کیا اور زکوٰۃ ادا کی، اُن کے لیے اُن کا اجر اُن کے پروردگار کے پاس ہے اور (وہاں) اُن کے لیے کوئی اندیشہ ہوگا اور نہ وہ کوئی غم کبھی کھائیں گے (۲۷۷) ایمان والو، اگر تم سچے مومن ہو تو اللہ سے ڈرو اور جتنا سود باقی رہ گیا ہے، اُسے چھوڑ دو (۲۷۸) لیکن اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لیے خبردار ہو جاؤ، اور اگر توبہ کرلو تو اصل رقم کا تمھیں حق ہے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو گے، نہ تم پر ظلم کیا جائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا(۲۷۹)اور مقروض تنگ دست ہو تو ہاتھ کھلنے تک اُسے مہلت دو اور اگر تم بخش دو تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم سمجھتے ہو(۲۸۰)اور اُس دن سے ڈرو، جب اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر ہر شخص کو اُس کی کمائی (وہاں) پوری مل جائے گی اور لوگوں پر کوئی ظلم نہ ہو گا(۲۸۱)ایمان والو، (قرض کے معاملات، البتہ ہوں گے۔ لہٰذا) تم کسی مقرر مدت کے لیے ادھار کا لین دین کرو تو اُسے لکھ لو اور چاہیے کہ اُس کو تمھارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے۔ اور جسے لکھنا آتا ہو، وہ لکھنے سے انکار نہ کرے، بلکہ جس طرح اللہ نے اُسے سکھایا ہے، وہ بھی دوسروں کے لیے لکھ دے۔ اور یہ دستاویز اُسے لکھوانی چاہیے جس پر حق عائد ہوتا ہو۔ اور وہ اللہ، اپنے پروردگار سے ڈرے اور اُس میں کوئی کمی نہ کرے۔ پھر اگر وہ شخص جس پر حق عائد ہوتا ہے، نادان یا ضعیف ہو یا لکھوا نہ سکتا ہو تو اُس کے ولی کو چاہیے کہ وہ انصاف کے ساتھ لکھوا دے۔ اور تم اِس پر اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی گواہی کرا لو، لیکن اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، تمھارے پسندیدہ گواہوں میں سے۔ دو عورتیں اِس لیے کہ اگر ایک الجھے تو دوسری یاد دلا دے۔ اور یہ گواہ جب بلائے جائیں تو اُنھیں انکار نہیں کرنا چاہیے۔ اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا، اُس کے وعدے تک اُسے لکھنے میں تساہل نہ کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ طریقہ زیادہ مبنی بر انصاف ہے، گواہی کو زیادہ درست رکھنے والا ہے اور اِس سے تمھارے شبہوں میں پڑنے کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ ہاں، اگر معاملہ روبرو اور دست گرداں نوعیت کا ہو، تب اُس کے نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور سودا کرتے وقت بھی گواہ بنا لیا کرو، اور (متنبہ رہو کہ) لکھنے والے یا گواہی دینے والے کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے، اور اگر تم ایسا کرو گے تو یہ وہ گناہ ہے جو تمھارے ساتھ چپک جائے گا۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور (اِس بات کو سمجھو کہ) اللہ تمھیں تعلیم دے رہا ہے، اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے(۲۸۲)اور اگر تم سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ ملے تو قرض کا معاملہ رہن قبضہ کرانے کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ پھر اگر ایک دوسرے پر بھروسے کی صورت نکل آئے تو جس کے پاس (رہن کی وہ چیز) امانت رکھی گئی ہے، وہ یہ امانت واپس کر دے اور اللہ، اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے۔ (اور اِس معاملے پر گواہی کرا لے) اور گواہی (جس صورت میں بھی ہو، اُس) کو ہرگز نہ چھپاؤ اور (یاد رکھو کہ) جو اُسے چھپائے گا، اُس کا دل گناہ گار ہو گا، اور (یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُسے جانتا ہے(۲۸۳)۔ (محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

الذین یاکلون الربا...

وان کان ذو عسرۃ...

ربا کا مفہوم

"ربا، یربو، ربائً کے معنی بڑھنے اور زیادہ ہونے کے ہیں۔ اسی سے ربوٰ ہے جس سے مراد وہ معین اضافہ ہوتا ہے جو ایک قرض دینے والا مجرد مہلت کے عوض اپنے مقروض سے اپنی اصل رقم پر وصول کرتا ہے۔ جاہلیت اور اسلام دونوں میں یہ اصطلاح مذکورہ مفہوم کے لیے مشہور رہی ہے۔ اس کی شکلیں مختلف رہی ہیں۔ اس امر کو اس حقیقت کے تعین میں کوئی دخل نہیں کہ قرض کسی غریب نادار کو دیا گیا ہے یا کسی امیر و تاجدار کو، کسی رفاہی اسکیم کے لیے دیا گیا ہے یا تجارت کے لیے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مقصد قرض یا قرضدار کی کی نوعیت و حیثیت کی تبدیلی ربوٰ کی عرفی حیثیت کو بدل دیتی ہے، ان کا خیال غلط ہے، خود قرآن کے الفاظ سے اس خیال کی تردید ہو رہی ہے۔" (تدبر قرآن، ج ا، ص ۶۳۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس زمانے میں بعض کم سواد یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عرب میں زمانۂ نزول قرآن سے پہلے جو سود رائج تھا وہ صرف مہاجنی سود تھا۔ غریب اور نادار لوگ اپنی ناگزیر ضروریات زندگی حاصل کرنے کے لیے مہاجنوں سے قرض لینے پر مجبور تھے اور یہ مہاجن ان سے بھاری بھاری سود وصول کیا کرتے تھے۔ اسی سود کو قرآن نے ربا قرار دیا ہے اور اسی کو حرام ٹھہرایا ہے۔ رہے تجارتی و کاروباری قرضے، جن کا اس زمانے میں رواج ہے تو ان کا اس زمانے میں نہ دستور تھا نہ ان کی حرمت و کراہت سے قرآن نے کوئی بحث کی ہے۔ ان لوگوں کا واضح جواب اس آیت میں موجود ہے (وان کان ذو عسرة...)۔ جب قرآن یہ حکم دیتا ہے کہ اگر قرض دار تنگ دست (ذو عسرة) ہو تو اس کو کشادگی (میسرة) حاصل ہونے تک مہلت دو تو اس آیت نے گویا پکار کر یہ خبر دے دی کہ اس زمانے میں قرض لینے والے امیر و مال دار لوگ بھی ہوتے تھے۔ بلکہ یہاں اگر اسلوب بیان کا صحیح صحیح حق ادا کیا جائے تو یہ بات نکلتی ہے کہ قرض لین دین کی معالمت زیادہ تر مال داروں ہی میں ہوتی تھی، البتہ امکان اس کا بھی تھا کہ کوئی قرض دار تنگ حالی میں مبتلا ہو تو اس کو اس کی مالی حالت سنبھلنے تک مہلت دی جائے اور اگر اصل بھی معاف کر دیا جائے تو یہ بہتر ہے۔ اس بات کا اشارہ آیت کے ان الفاظ سے نکلتا ہے 'وان کان ذو عسرة فنظرة الی میسرة'۔ عربی زبان میں 'ان' کا استعمال عام اور عادی حالات کے لیے نہیں ہوتا، بلکہ بالعموم نادر اور شاذ حالات کے بیان کے لیے ہوتا ہے۔ عام حالات کے بیان کے لیے عربی میں 'اذا' ہے۔ اس روشنی میں غور کیجیے تو آیت کے الفاظ سے یہ بات صاف نکلتی ہے کہ اس زمانہ میں عام طور پر قرض دار 'ذو میسرة' (خوش حال) ہوتے تھے، لیکن گاہ گاہ ایسی صورت بھی پیدا ہو جاتی تھی کہ قرضدار غریب ہو یا قرض لینے کے بعد غریب ہو گیا تو اس کے ساتھ اس رعایت کی ہدایت فرمائی۔ مولانا فراہی نے بھی اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ 'وان کان ذو عسرة' کے الفاظ سے یہ بات صاف نکلتی ہے کہ اہل عرب خوش حالوں سے بھی سود لیتے تھے پھر قریش تاجر لوگ تھے اور سودی بیوپار ان میں رائج تھا، اس وجہ سے اس معاملے میں ان کے اور ہمارے حالات کے درمیان کوئی خاص فرق مجھے در باب سود نظر نہیں آتا۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۳۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عرب میں تجارتی قرضوں کا رواج نہ تھا، لیکن یہ خیال غلط ہے عربوں کا اہم ذریعہ معاش ہی تجارت تھا۔ اس امر کا تذکرہ خود قرآن کریم میں ہے کہ اہل مکہ کے تجارتی قافلے سردیوں میں یمن و فارس اور گرمیوں میں شام و روم کی طرف باقاعدگی سے جایا کرتے تھے۔ ان تاریخی حقائق کی بنا پر یہ فرض کر لینا کب روا ہے کہ اس وقت کے اہل عرب کاروبار کے لیے سودی قرض نہیں لیا کرتے تھے۔ قرآن کریم نے ہر ربا کو حرام کہا، کہیں کاروباری سود لینے کی اجازت آپ نہیں دکھا سکتے۔'' (ضیاء القرآن، ج ۱، ص ۱۹۳ ضیاء القرآن پبلشرز لاہور)

ربا کیا ہے

''عربی زبان میں ربا کا اطلاق قرض دینے والے کے مقصد اور مقروض کی نوعیت و حیثیت سے قطع نظر محض اس معین اضافے ہی پر ہوتا ہے جو کسی قرض کی رقم پر لیا جائے۔ چنانچہ یہ بات سورۂ روم (۳۰) کی آیت ۳۹ میں خود قرآن نے واضح کر دی ہے کہ اس کے زمانۂ نزول میں سودی قرض زیادہ تر کاروباری لوگوں کے مال میں جا کر بڑھنے کے لیے دیے جاتے تھے۔ اس کے لیے آیت میں 'لیربوا فی اموال الناس' (اس لیے کہ وہ دوسروں کے مال میں پروان چڑھے) کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ تعبیر، ظاہر ہے کہ غریبوں کو دیے جانے والے سودی قرضوں کے لیے کسی طرح موزوں نہیں ہے، بلکہ صاف بتاتی ہے کہ اس زمانے میں سودی قرض بالعموم تجارتی مقاصد کے لیے دیا جاتا تھا اور اس طرح قرآن کی اس تعبیر کے مطابق گویا دوسروں کے مال میں پروان چڑھتا تھا۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ سود کا تعلق صرف انھی چیزوں سے ہے جن کا استعمال ان کی اپنی حیثیت میں انھیں فنا کر دیتا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح مقروض کوانھیں دوبارہ پیدا کر کے ان کے مالک کولوٹانے کی مشقت میں مبتلا کرتا ہے۔اس میں شبہ نہیں کہ اس پر اگر کسی اضافے کا مطالبہ کیا جائے تو یہ عقل ونقل، دونوں کی رو سے ظلم ہے۔لیکن اس کے برخلاف وہ چیزیں جن کے وجود کو قائم رکھ کران سے استفادہ کیا جاتا ہے اور استعمال کے بعد وہ جس حالت میں بھی ہوں، اپنی اصل حیثیت ہی میں ان کے مالک کو لوٹا دی جاتی ہیں، ان کے استعمال کا معاوضہ کرایہ ہے اور اس پر، ظاہر ہے کہ کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔'' (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، نومبر ۲۰۰۳، ص ۱۲)

ربا کا مطلب

''نزول قرآن سے پہلے بھی ربا ایک متعارف چیز تھی۔یعنی قرض ادھار پر بحساب میعاد زیادتی لینے کو ربا کہا جاتا تھا۔قرآن میں حرمت ربا نازل ہوتے ہی سب صحابہ نے اس کو ترک کر دیا، اس کے معنی سمجھنے سمجھانے میں کسی کو کوئی اشکال پیش نہ آیا۔اگر یہ اس معاشرے میں معروف چیز نہ ہوتی تو اشکالات پیش آتے۔رسول اللہ نے چھ چیزوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان کی باہمی بیع وشرا میں برابری شرط ہے، کمی بیشی ربا میں داخل ہے۔اور ان میں ادھار کرنا بھی ربا میں داخل ہے۔یہ چھ چیزیں سونا، چاندی، گیہوں، جو، کھجور، اور انگور ہیں۔اسی قانون کے تحت عرب میں مروجہ اقسام بیع مزابنہ، محاقلہ کو حرام قرار دیا گیا۔آپ کا یہ ارشاد محل تفقہ واجتہاد تھا کہ آیا یہ حکم ان چھ چیزوں کے ساتھ مخصوص ہے یا دوسری اشیا بھی ان میں شامل ہیں اور ان کا ضابطہ کیا ہے۔اس بارہ میں فقہانے اپنے غور وفکر سے مختلف صورتیں تجویز کیں۔فاروق اعظمؓ نے اس بات کے افسوس کا اظہار کیا کہ کاش، حضورؐ سب چیزوں کے بارے میں واضح کر جاتے تو کسی میں اشتباہ نہ رہتا۔اسی بنا پر آپؓ نے فرمایا کہ جس چیز میں ربا کا شبہ بھی ہو اس کو ترک کر دینا چاہیے۔اصلی اور حقیقی ربا جس کو فقہا نے 'ربوا القرآن' یا 'ربوا القرض' کے نام سے موسوم کیا ہے وہی ہے جو عرب میں متعارف تھا یعنی قرض ادھار پر بحساب میعاد نفع لینا۔دوسرے سب ربا جو حدیث میں بتلائے گئے وہ سب اسی ربا سے ملحق اور اسی کے حکم میں ہیں اور جو کچھ اختلاف امت میں رہا ہے وہ سب اس دوسری قسم ربا میں ہوا۔پہلی قسم کا ربا جو قرآن میں مذکور ہے، اس کے حرام ہونے میں پوری امت میں کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا۔اور آج کل کا ربا یہی ربا ہے جس کی حرمت قرآن سے واضح ہے۔سات آیات، چالیس احادیث اور اجماع امت سے اس کا حرام ہونا ثابت ہے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۶۶۷، ادارۃ المعارف کراچی)

''سود مطلقاً حرام ہے چاہے ذاتی ضرورت کے لیے لیے گئے قرضے کا سود ہو یا تجارتی قرضے کا۔'' (احسن البیان، ص ۱۵۵، دارالسلام پبلشرز ریاض)

اسلام کا احسان

''سود کے مفاسد سب پر روشن ہیں اور سب عاجز ہیں، لیکن اس کی قطعی بندش کا خیال کسی انسانی دماغ میں نہیں آیا۔اصلاح احوال کی کوششیں بس شرح سود کی تحدید تک محدود رہیں۔یہ اسلام ہے جس نے 'حرم الربوا' کا زلزلہ افگن نعرہ بلند کیا اور اسے قطعی اور کلی صورت حرام قرار دیا۔'' (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۵۰۵، مکتبہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

'مس' کا مفہوم

''مس کے اصل معنی چھونے کے ہیں، اس کا غالب استعمال کسی برائی، آفت اور دکھ کے پہنچنے اور لاحق ہونے کے لیے ہوتا ہے۔یوں تو دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ ہی کے اذن سے ہوتا ہے، لیکن شیطان کو جن کاموں کے لیے مہلت ملی ہوئی ہے ان کی نسبت بعض اوقات اس کی طرف کر دی جاتی ہے جیسے حضرت ایوب کی دعا میں ہے 'انی مسنی الشیطن بنصب وعذاب'۔'' (تدبر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن، ج ۱، ص ۶۳۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''مس اور مس شیطانی سے مراد عربی محاورہ میں جنون ہوتا ہے۔ ان الفاظ کے آجانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن مجید خود بھی اس عقیدہ کی تعلیم دے رہا ہے کہ جنون مس شیطانی ہی سے پیدا ہوتا ہے، بلکہ قرآن بعض اوقات ایسے موقع پر صرف مخاطبین کے معتقدات کو دہرا دیتا ہے اور چونکہ اہل عرب کا عقیدہ یہی تھا، اس لیے ہوسکتا ہے کہ قرآن انھیں کی فہم کی مناسبت اور مذاق کی رعایت سے یہ فقرہ لے آیا ہو۔'' (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۵۰۴، مکتبہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

صاحب انفاق اور سود خور

عمل اور جزا کی مشابہت

''پہلے صاحب انفاق کا بیان تھا کہ وہ آخرت میں 'لا خوف علیهم ولا هم یحزنون' کے سرور ازلی وابدی سے نوازے جائیں گے۔ یہاں سود خور کا بیان ہے کہ وہ آخرت میں مخبوط الحواس ہوگا۔ سود خوروں کی یہ حالت اس وجہ سے ہوگی کہ وہ سود کی حرمت پر اعتراض اٹھاتے تھے کہ بیع بھی تو سود ہی کی مانند ہے پھر اللہ نے سود کو حرام کو کیوں کیا؟ چونکہ یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جو بالکل مخبوط الحواس ہو اس لیے قیامت میں بھی ایسے ہی اٹھے گا۔ عمل اور جزا کی مشابہت کا قانون قرآن میں کئی جگہ ارشاد ہوا ہے جیسا کہ 'من کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی' (جو دنیا میں عقل اور دل کا اندھا ہوگا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا)۔ سود خور جب قیامت میں اٹھے گا تو پاگلوں اور دیوانوں کی طرح اٹھے گا۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۳۱، فاران فاؤنڈیشن، لاہور)

جرم وسزا کی مناسبت

''سود خوروں کو خبطی بنا کر محشر میں اٹھانا شاید اس کا اظہار ہے کہ سود خور روپے پیسے کی حرص میں اس قدر مدہوش ہوتا ہے کہ اس کو نہ کسی غریب پر رحم آتا ہے نہ کسی کی شرم مانع ہوتی ہے۔ وہ چونکہ اپنی زندگی میں درحقیقت بے ہوش تھا، اس لیے محشر میں بھی اسی حالت میں اٹھایا گیا۔ یا یہ سزا اس لیے دی گئی کہ دنیا میں اس نے عقلی رنگ میں اپنی بے عقلی کو ظاہر کیا کہ بیع کو مثل سود قرار دیا اس لیے اس کو بے عقل کر کے اٹھایا گیا۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۶۴۸، ادارۃ المعارف کراچی)

''محققین صوفیہ کا بیان ہے کہ حشر میں انسان اسی صورت کے ساتھ اٹھے گا جس قسم کی سیرت اور خصلتیں دنیا میں اس پر غالب رہی ہوں گی۔'' (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۵۰۴، مکتبہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

تاجر اور سود خور

''تاجر اپنے سرمایے پر اس وقت تک نفع نہیں کما سکتا جب تک کہ اس کا سرمایہ محنت، زحمت اور تمام خطرات سے نہ گزرے اور معیشت کے سارے اتار چڑھاؤ سے گزر کر معاشرے کی خدمت کر کے اپنا استحقاق ثابت نہ کرے۔ جب کہ سود خور محنت، زحمت اور خدمت کے لیے تو تیار نہیں ہوتا البتہ نفع بٹانے کے لیے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ سود خور کا سرمایہ دو بھیسوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایک تو سودی کاروبار کرنے والے بنیوں، پٹھانوں اور یہودیوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس شکل میں تو اس کی خونخواری سے کسی کے لیے بھی انکار کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس کا دوسرا بھیس رفاہی کاموں، اجتماعی منصوبوں اور ملکی اسکیموں کی سرپرستی کے نام سے اٹھتا ہے۔ اس بھیس میں بھی اس کی بزدلی اور خود غرضی اتنی ہی واضح ہوتی ہے جتنی کہ پہلی صورت میں۔ فرض کیجیے کہ ایک ملک کی حکومت ملک کے کسی حصے کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لیے کوئی بڑا منصوبہ عمل میں لانا چاہتی ہے اور اس کے لیے پانچ یا سات فی صد کی شرح سے لوگوں سے قرض لیتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ حکومت کا منصوبہ کروڑوں خرچ کرنے کے بعد کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آفت کا شکار ہو کر تباہ ہو جائے۔ اس صورت میں ملک کو بحیثیت مجموعی شدید قسم کا نقصان اٹھانا پڑا لیکن جن سود خوروں نے اس کے لیے قرض دیا تھا ان کا سرمایہ محفوظ ہے، بلکہ اس پر سود بھی وصول کر رہے ہیں۔ پہلی صورت میں بھی سود خور کو صرف اس سے غرض ہوتی ہے کہ اس کا سرمایہ محفوظ رہے چاہے قرض دار کی سات پشتیں فاقہ کرتی مر جائیں، اس دوسری صورت میں بھی اسے اس سے ہی مطلب ہوتا ہے کہ اس کا سرمایہ اور منافع ملتا رہے چاہے قوم کا مردہ جہنم میں جائے۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۳۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

کاروبار اور سود

''دنیا کا کوئی کاروبار ایسا نہیں ہے جس میں انسان نقصان کا خطرہ مول نہ لیتا ہو پھر آخر ایک قرض دینے والا سرمایہ دار ہی ایسا کیوں ہو جو نقصان کے خطرے سے بچ کر ایک مقررہ اور لازمی منافع کا حق دار قرار پائے۔ جو لوگ کاروبار میں اپنا وقت، محنت، قابلیت اور سرمایہ رات دن کھپا رہے ہیں اور جن کی سعی و کوشش کے بل پر ہی اس کاروبار کا بار آور ہونا موقوف ہے، ان کے لیے تو ایک مقرر منافع کی ضمانت نہ ہو، بلکہ نقصان کا خطرہ ہو مگر جس نے صرف اپنا روپیہ انھیں قرض دیا ہو وہ بے خطر ایک طے شدہ منافع وصول کرتا جائے۔ یہ آخر کس عقل منطق، کس اصول انصاف اور اصول معاشیات کی بنا پر درست ہے۔ اور یہ کس بنا پر صحیح ہے کہ ایک شخص ایک کارخانے میں بیس سال کے لیے ایک رقم قرض دے اور آج ہی یہ طے کر لے کہ آئندہ ۲۰ سال تک وہ برابر ۵ فی صد سالانہ کے حساب سے اپنا منافع لینے کا حق دار ہو گا حالانکہ وہ کارخانہ جو مال تیار کرتا ہے اس کے متعلق کسی کو بھی معلوم نہیں کہ مارکیٹ میں اس کی قیمتوں کے اندر آئندہ بیس سال میں کتنا اتار چڑھاؤ ہو گا اور یہ کس طرح درست ہے کہ ایک قوم کے سارے ہی طبقے ایک لڑائی میں خطرات اور نقصانات اور قربانیاں برداشت کریں، مگر ساری قوم کے اندر سے صرف ایک قرض دینے والا سرمایہ دار ہی ایسا ہو جو اپنے دیے ہوئے جنگی قرض پر اپنی ہی قوم سے لڑائی کے ایک صدی بعد تک سود وصول کرتا رہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۲۱۲، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

تجارت اور سود کا فرق

''تجارت میں بائع اور مشتری کے درمیان منافع کا مساویانہ تبادلہ ہوتا ہے بخلاف سود کے کہ اس میں یہ تبادلہ مساویانہ نہیں ہوتا۔ تجارت میں بائع مشتری سے ایک ہی بار لیتا ہے، لیکن سود والا اپنے مال پر برابر منافع وصول کرتا رہتا ہے۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کو بڑھاتا بھی چلا جاتا ہے۔ تجارت میں شے اور اس کی قیمت کا تبادلہ ہوتے ہی معاملہ ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد مشتری کو کوئی چیز بائع کو واپس نہیں کرنی ہوتی لیکن سود کو صرف شدہ مال دوبارہ پیدا کر کے واپس کرنا ہوتا ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۲۱۳، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

''بیع میں جو نفع ہوتا ہے وہ مال کے مقابلہ میں ہوتا ہے جیسا کہ کسی نے ایک درہم کی قیمت کا کپڑا دو درہم میں خرید لیا اور سود وہ ہوتا ہے جس میں نفع بلا عوض ہو جیسے ایک درہم سے دو درہم خرید لے۔'' (تفسیر عثمانی، ص ۵۹، پاک کمپنی لاہور)

اصل کرنسی سونا اور چاندی ہے

''امام غزالی لکھتے ہیں کہ فرض کرو تمھارے پاس زعفران ہے اور ایک دوسرے شخص کے پاس اونٹ ہے۔ تم اونٹ لینا چاہتے ہو لیکن اونٹ والے کو زعفران کی ضرورت نہیں۔ اب تم اونٹ کیونکر حاصل کر سکتے ہو۔ یا تمھارے پاس کپڑے ہیں اور دوسرے شخص کے پاس کھانا ہے تمھیں بھوک لگی ہے تمھیں کھانا چاہیے، لیکن کھانے والے کو کپڑوں کی ضرورت نہیں۔ اب تم کھانا کیونکر خریدو گے۔ اس کے لیے قدرت نے ایک ایسی جنس (سونا چاندی) کی تخلیق فرما دی جس کے ذریعہ سے ہر شخص اپنی ضرورت کی چیز خرید سکے۔ اگر آپ ذرا سا تامل کریں گے تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ سونے چاندی کی تخلیق اس حکیم و دانا رب نے اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصد کے لیے فرمائی ہے اور ان کا اور کوئی فائدہ نہیں۔ ایک تو یہ کمیاب ہیں اور دوسرے ان میں وہ صلابت اور سختی ہے جو لوہے اور تانبے میں ہے تاکہ ان کی جگہ استعمال ہو سکیں۔ اب اگر روپیہ پر سود لینے کی اجازت دی جائے تو روپیہ پھر صرف تبادلہ اشیا کا ذریعہ نہیں رہے گا بلکہ اس کی اپنی ذات کاسب اور نفع خیز بن جائے گی اور لوگ دوسرے سامان تجارت کی طرح اس کی ذخیرہ اندوزی شروع کر دیں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بازار میں سے یہ غائب ہوتا چلا جائے گا۔ اور جب روپیہ بازار سے غائب ہونا شروع ہوگا تو صنعتی ترقی رک جائے گی، تجارتی سرگرمی ختم ہو جائے گی اور دوسری اشیا کی قیمتوں میں وہ اتار چڑھاؤ ہوگا جس سے سارا اقتصادی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ شریعت اسلامیہ نے ان مفاسد کی بنا پر سود کو حرام قرار دیا۔" (ضیاء القرآن، ج ۱، ص ۱۹۴، ضیاء القرآن پبلشرز لاہور)

ومن عاد فاولئک اصحب النار هم فیها خلدون

سود خور کے لیے دائمی دوزخ

"جو اللہ کی واضح تنبیہ کے بعد بھی سود کا کاروبار کریں گے وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ ایسے لوگوں کے لیے دائمی دوزخ کی سزا کی وجہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ ان کا رویہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ خدا کے اس حکم کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی اگر جذبات کے غلبے کے سبب سے ہو جاتی ہے تو توبہ کے ذریعے سے اس کی اصلاح کی راہ کھلی ہوئی ہے۔ اس کا بھی امکان ہے کہ توبہ سے غفلت کے باوجود اللہ تعالیٰ کسی کو معاف کر دے۔ یا اس کے گناہوں کے بقدر سزا دے کر رہائی دے دے۔ لیکن جب واضح حکم کے باوجود ایک شخص حکم کی خلاف ورزی پر اصرار کیے چلے جا رہا ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ خدا کے حکم کا منکر ہے۔ اگر وہ اس کے ساتھ ایمان کا بھی دعویٰ کرتا ہے تو یہ محض ایک منافقانہ حرکت ہے۔ اس عالم الغیب سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ وہ ایسے لوگوں کے ساتھ وہی معاملہ کرے گا جس کے وہ مستحق ہیں۔ یعنی جہنم کا دائمی عذاب جو کفار و منافقین کے لیے ہے۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۳۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"یہ سزا ہے جواز سود کے قائلوں کی۔ جواز سود کا عقیدہ کفر ہے اور کفر کی سزا خلود جہنم ہے۔" (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۵۰۶، مکتبہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

یمحق اللہ الربوا و یربی الصدقت...

"محق کے معنی گھٹانے اور مٹانے کے ہیں اور ربا کے معنی بڑھانے اور زیادہ کرنے کے ہیں۔ یہ گھٹانا اور بڑھانا دنیوی زندگی کے محدود تصور کے لحاظ سے نہیں ہے بلکہ دنیا اور آخرت دونوں کی مجموعی زندگی کے لحاظ سے ہے۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۳۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"سود کا مٹانا اور صدقہ کا بڑھانا آخرت کے لیے تو ہے ہی مگر اس کے کچھ آثار دنیا میں بھی مشاہدہ میں آ جاتے ہیں۔ سود کا مال خواہ کتنا ہی بڑھ جائے لیکن وہ عموماً پائیدار اور باقی نہیں رہتا۔ سود خور کے مال کے بڑھنے کی مثال جسم کے ورم جیسی ہے۔ ورم کی زیادتی بھی تو بدن ہی کی زیادتی ہے مگر کوئی سمجھ دار انسان اس زیادتی کو پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ زیادتی موت کا پیغام ہے بخلاف اس کے صدقہ کرنے والے مطمئن اور سکون قلب کی زندگی گزارتے ہیں۔ صدقہ کرنے والے کے مال میں برکت ہوتی ہے۔ برکت کی حقیقت یہ ہے کہ تھوڑے مال میں زیادہ کام بن جاتے ہیں۔ جبکہ حرام مال والوں کے بڑے بڑے اموال سے وہ کام نہیں نکلتے۔" (معارف القرآن، ج ۱، ص ۶۵۳، ادارۃ المعارف کراچی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آل عمران میں فرمایا گیا کہ 'لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفة' کہ سود کو بڑھا بڑھا کر نہ کھاؤ۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اضعاف و مضاعف نہ ہو تو حرام نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے کہا گیا کہ 'لا تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا'۔ یعنی میری آیتوں کے بدلہ میں تھوڑی قیمت نہ لو، اس کے معنی یہ نہیں کہ تھوڑی قیمت نہ ہو تو جائز ہے۔ اسی طرح اس آیت میں 'اضعافا مضاعفة' کا لفظ ان کے شرمناک طریقہ پر فکر کے لیے لایا گیا۔'' (معارف القرآن، ج ا ص ۶۵۹، ادارۃ المعارف کراچی)

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ ورسوله

سود خوروں کو الٹی میٹم

''اس کی نوعیت بالکل الٹی میٹم کی ہے یعنی اب بھی جو لوگ اس حکم کو نہ مانیں گے وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لیے خبردار ہو جائیں۔ سود کے متعلق جو لب ولہجہ ان آیات کا ہے بعینہ یہی لہجہ سود سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع میں معلوم ہوتا ہے جس سے ان آیات کے زمانۂ نزول کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس آیت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلامی نظام میں سودی کاروبار کرنے والوں کی حیثیت باغیوں اور مفسدوں کی ہے جن کی سرکوبی کے لیے عند الضرورت فوجی کارروائی کی جاسکتی ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا ص ۶۳۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

واتقوا یوما ترجعون الی اللّٰہ ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون

''بعض آثار کے مطابق یہ قرآن کریم کی آخری آیت ہے جو نبی کریم پر نازل ہوئی اس کے چند ہی دن بعد آپ دنیا سے رحلت فرما گئے۔'' (احسن البیان، ص ۱۵۷، دار السلام ریاض)

یایھا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین...

قرض کے بارے میں ہدایات

''۱۔ جب کوئی قرض لین دین ایک خاص مدت کے لیے ہو تو اس کی دستاویز لکھ لی جائے۔

۲۔ یہ دستاویز دونوں پارٹیوں کی موجودگی میں کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے۔

۳۔ دستاویز کے لکھوانے کی ذمہ داری قرض لینے والے پر ہوگی۔ وہ دستاویز میں اعتراف کرے گا کہ وہ فلاں بن فلاں کا اتنے کا قرض دار ہے۔

۴۔ اگر کوئی شخص کم عقل یا ضعیف ہو یا دستاویز وغیرہ لکھنے لکھانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو جو اس کا ولی یا وکیل ہو، وہ اس کا قائم مقام ہو کر انصاف اور سچائی کے ساتھ دستاویز لکھوائے۔

۵۔ اس پر دو مردوں کی گواہی ثبت ہوگی۔ 'من رجالکم' سے یہ بات نکلتی ہے کہ وہ مسلمان ہوں۔ میل جول اور تعلق والے ہوں، فریقین کو پہچانتے ہوں۔ 'ممن ترضون' سے یہ بات نکلتی ہے کہ پسندیدہ اخلاق کے، ثقہ، معتبر اور ایماندار لوگ ہوں۔

۶۔ اگر دو مرد میسر نہ آسکیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کا انتخاب کیا جائے۔ دو عورتوں کی شرط اس لیے ہے کہ اگر ایک سے کوئی لغزش صادر ہو جائے تو دوسری یاد کرادے۔ یہ فرق عورت کی تحقیر کے پہلو سے نہیں، بلکہ اس کی مزاجی خصوصیات اور اس کے حالات و مشاغل کے لحاظ سے ہے۔

۷۔ گواہ عند الطلب گواہی سے گریز نہ کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔قرض کا معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا، اگر وہ کسی مدت کے لیے ہے، دست گرداں نوعیت کا نہیں تو اس کو قید تحریر میں لانے سے گرانی محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

۹۔دست گرداں لین دین کے لیے تحریر و کتابت کی پابندی نہیں۔

۱۰۔ہاں اگر کوئی اہمیت رکھنے والی خرید و فروخت ہو تو اس پر گواہ بنالیا جائے تا کہ کوئی نزاع پیدا ہو تو تصفیہ کیا جا سکے۔

۱۱۔نزاع پیدا ہو جانے کی صورت میں کاتب یا گواہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کسی فریق کے لیے جائز نہیں۔'' (تدبر قرآن، ج۱، ص۶۴۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

تداينتم بدين

''دین یا ادھار معاملت کی دو صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ چیز ابھی خریدی اور قیمت کے لیے طے پا گیا کہ اتنی مدت کے بعد دیں گے۔دوسری یہ کہ قیمت اسی وقت دے دیں اور چیز کے لیے یہ طے پایا کہ اتنی مدت کے بعد لیں گے۔شرعاً دونوں صورتیں جائز ہیں۔قرضہ کے معاملات میں مدت بالکل صاف اور متعین ہونی چاہیے۔مجمل نہ رہے مثلاً جاڑوں کے زمانے میں، برسات کے موسم میں بلکہ فلاں سن، فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ کو ہونا چاہیے۔'' (تفسیر ماجدی، ج۱، ص۵۱۰، مکتبہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

شہادت

''اس آیت میں گواہی کا جو ضابطہ بیان ہوا ہے، اس کے بارے میں دو باتیں واضح رہنی چاہییں:

ایک یہ کہ واقعاتی شہادت کے ساتھ اس ضابطے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔یہ صرف دستاویزی شہادت سے متعلق ہے۔ہر شخص جانتا ہے کہ دستاویزی شہادت کے لیے گواہ کا انتخاب ہم کرتے ہیں اور واقعاتی شہادت میں گواہ کا موقع پر موجود ہونا ایک اتفاقی معاملہ ہوتا ہے۔ہم اگر کوئی دستاویز لکھتے ہیں یا کسی معاملے میں کوئی اقرار کرتے ہیں تو ہمیں اختیار ہے کہ اس پر جسے چاہیں، گواہ بنائیں۔لیکن زنا، چوری، قتل، ڈاکا اور اس طرح کے دوسرے جرائم میں جو شخص بھی موقع پر موجود ہوتا ہے، وہی گواہ قرار پاتا ہے۔چنانچہ شہادت کی ان دونوں صورتوں کا فرق اس قدر واضح ہے کہ ان میں سے ایک کو دوسری کے لیے قیاس کا مبنیٰ نہیں بنایا جا سکتا۔

دوسری یہ کہ آیت کے موقع و محل اور اسلوب بیان میں اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اسے قانون و عدالت سے متعلق قرار دیا جائے۔اس میں عدالت کو مخاطب کر کے یہ بات نہیں کہی گئی کہ اس طرح کا کوئی مقدمہ اگر پیش کیا جائے تو مدعی سے اس نصاب کے مطابق گواہ طلب کرو۔اس کے مخاطب ادھار کا لین دین کرنے والے ہیں اور اس میں انھیں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اگر ایک خاص مدت کے لیے اس طرح کا کوئی معاملہ کریں تو اس کی دستاویز لکھ لیں اور نزاع اور نقصان سے بچنے کے لیے ان گواہوں کا انتخاب کریں جو پسندیدہ اخلاق کے حامل، ثقہ، معتبر اور ایمان دار بھی ہوں اور اپنے حالات و مشاغل کے لحاظ سے اس ذمہ داری کو بہتر طریقے پر پورا بھی کر سکتے ہوں۔یہی وجہ ہے کہ اس میں اصلاً مردوں ہی کو گواہ بنانے اور دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کو گواہ بنانے کی ہدایت کی گئی ہے تا کہ گھر میں رہنے والی یہ بی بی اگر عدالت کے ماحول میں کسی گھبراہٹ میں مبتلا ہو تو گواہی کو ابہام و اضطراب سے بچانے کے لیے ایک دوسری بی بی اس کے لیے سہارا بن جائے۔اس کے یہ معنی، ظاہر ہے کہ نہیں ہیں اور نہیں ہو سکتے کہ عدالت میں مقدمہ اسی وقت ثابت ہوگا، جب کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اس کے بارے میں گواہی دینے کے لیے آئیں۔یہ ایک معاشرتی ہدایت ہے جس کی پابندی اگر لوگ کریں گے تو ان کے لیے یہ نزاعات سے حفاظت کا باعث بنے گی۔لوگوں کو اپنی اصلاح و فلاح کے لیے اس کا اہتمام بہرحال کرنا چاہیے لیکن مقدمات کا فیصلہ کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے یہ کوئی نصاب شہادت نہیں ہے جس کی پابندی عدالت کے لیے ضروری ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی تمام ہدایات کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ طریقہ اللہ کے نزدیک زیادہ مبنی بر انصاف ہے، گواہی کو زیادہ درست رکھنے والا ہے، اور اس سے شبہوں میں پڑنے کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، دسمبر ۲۰۰۳ ص ۸)

"قرآن کریم کی اس نص سے معلوم ہوا کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔ مرد کے بغیر ایک اکیلی عورت کی گواہی بھی جائز نہیں سوائے ان معاملات کے جن پر عورت کے علاوہ اور کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔" (احسن البیان، ص ۱۵۸، دارالسلام ریاض)

"لکھنے والے یا گواہ کو نقصان پہنچانا حرام ہے۔ لکھنے والا اپنے لکھنے کی مزدوری مانگے یا گواہ اپنی آمدورفت کا خرچ طلب کرے تو یہ اس کا حق ہے، اس کو نہ ادا کرنا بھی اس کو نقصان پہنچانے میں داخل ہے۔" (معارف القرآن، ج ۱، ص ۶۸۷، ادارۃ المعارف کراچی)

"ادائے شہادت چونکہ واجب ہے اس لیے فقہا نے اس پر اجرت لینا ناجائز قرار دیا ہے۔ البتہ آمدورفت اور خوراک پر جو کچھ صرف ہو اس کے بہ قدر لینا جائز ہے۔" (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۵۱۷، مکتبہ تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

وان كان على سفر ولم تجدوا كاتبا فرهن مقبوضة...

رہان مقبوضہ کا مفہوم

"رہان رہن کی جمع ہے، اس سے مراد وہ شے ہے جو قرض دینے والے کے قرض کی ضمانت کے طور پر اس کے قبضے میں کرا دی جائے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر لکھا پڑھی اور گواہی شہادت کی صورت مفقود ہو تو کوئی چیز بطور رہن قبضے میں کرا کے بھی قرض کی معاملت کی جا سکتی ہے۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۴۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

رہن کے احکام

"رہن کردہ مال امانت ہوتا ہے، اس سے کسی قسم کا انتفاع جائز نہیں۔ مجاہد اور ضحاک رہن کو سفر کے ساتھ مخصوص مانتے ہیں۔ مجھے ان کی یہ رائے قوی معلوم ہوتی ہے۔ قرآن کے الفاظ سے یہ بات صاف نکلتی ہے کہ جب اعتماد کرنے کے وجوہ و اسباب موجود ہوں تو رہن پر قبضہ جمائے رکھنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی، یہ امانت امانت والوں کو لوٹا دینی چاہیے۔ یہ چیز ویسے بھی اسلامی مروت و اخوت کے خلاف ہے بلکہ ایک قسم کی دنائت ہے۔ رہی یہ بات کہ آنحضرتؐ نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس کچھ جو کے بدلے رہن رکھی تو اس سے جو بات زیادہ سے زیادہ نکلتی ہے، وہ یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کو کسی شدید مجبوری کے سبب سے کسی بنیے یا یہودی سے قرض لینے کی نوبت آ جائے اور وہ رہن کے سوا کسی اور صورت معاملہ کرنے کے لیے تیار نہ ہو تو اس کے ساتھ یہ معاملہ کیا جا سکتا ہے۔ اور بہت کھینچ تان کر اگر یہ بات نکالی جائے تو نکل سکتی ہے کہ کسی تنگ دل مسلمان سے بھی بدرجہ مجبوری اس طرح کا معاملہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن عمومی طور پر یہ پسندیدہ نہیں۔ اس حدیث سے رہن کے عام جواز پر استدلال کسی طرح صحیح نہیں۔ قرض کے لیے امانت کی تعبیر ہمارے نزدیک غلط ہے۔ سفر ختم ہو جانے کے بعد جب اعتماد و اطمینان کی صورت پیدا ہو جائے تو رہن واپس کر دینا چاہیے۔" (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۴۴، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

مرہونہ شے سے فائدہ اٹھانا ناجائز ہے

"رہن بالقبض کا مقصد صرف یہ ہے کہ قرض دینے والے کو اپنے قرض کی واپسی کا اطمینان ہو جائے اسے اپنے دیے ہوئے مال کے معاوضے میں شے مرہونہ سے فائدہ اٹھانے کا کوئی حق نہیں۔ اگر کوئی شخص رہن لیے ہوئے مکان میں خود رہتا ہے یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا کرایہ لیتا ہے تو دراصل سود کھاتا ہے۔قرض پر براہ راست سود لینے اور رہن لی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانے میں اصولاً کوئی فرق نہیں البتہ اگر کوئی جانور رہن لیا گیا ہو تو اس کا دودھ استعمال کیا جاسکتا ہے اور اس سے سواری و بار برداری کی خدمت لی جاسکتی ہے کیونکہ یہ دراصل اس چارے کا معاوضہ ہے جو مرتہن اس جانور کو کھلاتا ہے۔" (تفہیم القرآن، ج ۱ ص ۲۲۲، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

'آثم قلبه' کی حقیقت

"بعض گناہوں کا اثر انسان کے ظاہری اعضا تک ہی محدود رہتا ہے، مثلاً لغو قسمیں، اس طرح کے گناہ روزمرہ کی نیکیوں سے آپ سے آپ جھڑ جاتے ہیں۔ یا معمولی توجہ سے ان کی اصلاح ہو جایا کرتی ہے۔ دوسرے گناہ وہ ہوتے ہیں جن کی تحریک دل کی گہرائیوں سے اٹھتی ہے۔ ایسے گناہوں کے اثرات بھی دل تک متعدی ہوتے ہیں۔ یہ قسم خطرناک ہے اگر اس سے احتیاط نہ کی جائے یا صادر ہو جانے کے بعد فوراً اس کی اصلاح نہ کی جائے تو اس کے جڑ پکڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ شہادت کو چھپانا بھی اسی نوعیت کا گناہ ہے۔" (تدبر قرآن، ج ۱ ص ۶۴۳، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (284) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۚ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (285) لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ؕ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (286)

تراجم

۱۔ اللہ کا ہے، جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے، اور اگر کھولو گے اپنے جی کی بات، یا چھپاؤ گے، حساب لے گا تم سے اللہ، پھر بخشے گا جس کو چاہے، اور عذاب کرے گا جس کو چاہے، اور اللہ سب چیز پر قادر ہے (۲۸۴) مانا رسول نے جو کچھ اترا اس کو اس کے رب کی طرف سے، اور مسلمانوں نے، سب نے مانا اللہ کو، اور اس کے فرشتوں کو، اور کتابوں کو، اور رسولوں کو، ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے رسولوں میں اور بولے، ہم نے سنا، اور قبول کیا، تیری بخشش چاہیے، اے رب ہمارے! اور تجھی تک رجوع ہے (۲۸۵) اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو، مگر جو اس کی گنجائش ہے۔ اسی کو ملتا ہے جو کمایا، اور اسی پر پڑتا ہے جو کیا، اے رب ہمارے! نہ پکڑ ہم کو، اگر ہم بھولیں، یا چوکیں، اے رب ہمارے! اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری، جیسا رکھا تھا تو نے اگلوں پر، اے رب ہمارے! اور نہ اٹھوا ہم سے جس کی طاقت نہیں ہم کو، اور درگزر کر ہم سے، اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا صاحب ہے، مدد کر ہماری، قوم کافر پر (۲۸۶)۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

۲۔ اعتقاد رکھتے ہیں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مومنین بھی۔ سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے۔ اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے (آپ کا ارشاد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنااور خوشی سے مانا۔ ہم آپ کی بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے پروردگار، اور آپ ہی کی طرف (ہم سب کو) لوٹنا ہے (۲۸۵) اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی طاقت اور اختیار میں ہو۔ اس کو ثواب بھی اسی کا ملے گا جو ارادہ سے کرے اور اس پر عذاب بھی اسی کا ہوگا جو ارادہ سے کرے۔ اے ہمارے رب، ہم پر دارو گیر نہ فرمایئے اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں۔ اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر آپ نے بھیجے تھے۔ اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بار (دنیا یا آخرت کا) نہ ڈالیے جس کی ہم کو سہار نہ ہو۔ اور درگزر کیجیے ہم سے اور بخش دیجیے ہم کو اور رحم کیجیے ہم پر، آپ ہمارے کارساز ہیں (اور کارساز طرفدار ہوتا ہے) سو آپ ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجیے (۲۸۶)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳۔ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمھارے جی میں ہے یا چھپاؤ، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۲۸۴) رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے۔ سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو، یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا۔ تیری معافی ہو اے رب ہمارے، اور تیری ہی طرف پھرنا ہے (۲۸۵) اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا، مگر اس کی طاقت بھر۔ اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی۔ اے رب ہمارے، ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔ اے رب ہمارے، اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا۔ اے رب ہمارے، اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار (برداشت) نہ ہو اور ہمیں معاف فرمادے اور بخش دے اور ہم پر مہر کر تو ہمارا مولیٰ ہے۔ تو کافروں پر ہمیں مدد فرما (۲۸۶)۔ (مولانا احمد رضا خانؒ)

۴۔ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے۔ تمھارے دلوں میں جو کچھ ہے اُسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ اس کا حساب تم سے لے گا، پھر جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (۲۸۴) رسول مان چکا اس چیز کو جو اُس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی جان چکے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اُس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انھوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب، اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے (۲۸۵) اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لیے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے، اے ہمارے رب، اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا، اے ہمارے رب، ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب، ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو، اور ہم سے درگزر فرما، اور ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما (۲۸۶)۔ (مولانا محمدؒ جونا گڑھی)

۵۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، سب اللہ کا ہے۔ تم اپنے دل کی باتیں خواہ ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ بہرحال ان کا حساب تم سے لے لے گا۔ پھر اسے اختیار ہے، جسے چاہے معاف کر دے اور جسے چاہے سزا دے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۲۸۴) رسول اُس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے۔ اور جو لوگ اِس رسول کے ماننے والے ہیں، انھوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کیا۔ یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ ''ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے، ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی۔ مالک! تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے'' (۲۸۵) اللہ کسی متنفس پر اُس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے، اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے، اس کا وبال اسی پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(ایمان لانے والو!تم یوں دعا کیا کرو) اے ہمارے رب! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں، ان پر گرفت نہ کر۔ مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال، جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ پروردگار! جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے، وہ ہم پر نہ رکھ۔ ہمارے ساتھ نرمی کر، ہم سے درگزر فرما، ہم پر رحم کر، تو ہمارا مولیٰ ہے، کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر (۲۸۶)۔(مولانا مودودیؒ)

۶۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، سب خدا ہی کا ہے۔اور جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے اس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ، خدا اس کا تم سے حساب لے گا۔ پھر جس کو چاہے گا بخشے گا اور جس کو چاہے گا سزا دے گا۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے(۲۸۴) رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس پر اس کے رب کی جانب سے اتاری گئی اور مومنین ایمان لائے۔ یہ سب ایمان لائے اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔(ان کا اقرار ہے کہ) ہم خدا کے رسولوں میں کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے۔اور کہتے ہیں کہ ہم نے مانا اور اطاعت کی۔اے ہمارے پروردگار! ہم تیری مغفرت کے طلبگار ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے(۲۸۵) اللہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر ایک پائے گا جو کمائے گا اور بھرے گا جو کرے گا۔اے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کر بیٹھیں تو ہم سے مواخذہ نہ فرمانا اور اے ہمارے پروردگار! ہمارے اوپر اس طرح کا کوئی بار نہ لاد جس کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔اور ہمیں معاف کر، ہمیں بخش اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہمارا مولیٰ ہے، پس کافروں کے مقابل میں ہماری مدد کر!(۲۸۶)۔(مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

۷۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، سب اللہ ہی کا ہے،(اس لیے تم بھی اے بنی اسرائیل، ایک دن اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے) اور جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے، اُسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ اُس کا حساب تم سے لے گا۔ پھر جس کو چاہے گا،(اپنے قانون کے مطابق) بخش دے گا اور جس کو چاہے گا، سزا دے گا، اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے(۲۸۴)۔(تم نہیں مانتے تو اس کا نتیجہ بھی تمھیں ہی دیکھنا ہے)۔ ہمارے پیغمبر نے تو اُس چیز کو مان لیا جو اُس کے پروردگار کی طرف سے اُس پر نازل کی گئی ہے، اور اُس کے ماننے والوں نے بھی۔ یہ سب اللہ پر ایمان لائے، اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان لائے۔(اِن کا اقرار ہے کہ) ہم اللہ کے پیغمبروں میں سے کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور اِنھوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم نے سنا اور سر اطاعت جھکا دیا۔ پروردگار، ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور(جانتے ہیں کہ) ہمیں لوٹ کر تیرے ہی حضور میں پہنچنا ہے(۲۸۵)۔(یہ حقیقت ہے کہ) اللہ کسی پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔(اُس کا قانون ہے کہ) اُسی کو ملے گا جو اُس نے کمایا ہے اور وہی بھرے گا جو اُس نے کیا ہے۔ پروردگار، ہم بھول جائیں یا غلطی کر جائیں تو اُس پر ہماری گرفت نہ کرنا۔اور پروردگار، تو ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلوں پر ڈالا تھا۔اور پروردگار، کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جسے ہم اٹھا نہیں سکتے، اور ہمیں معاف کر دے اور بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو ہمارا آقا ہے، اور ان منکروں کے مقابلے میں(جو ہمارے دشمن بن کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں)، ہماری مدد کر(۲۸۶)۔(محترم جاوید احمد غامدی)

تفاسیر

ربط کلام

”یہ اس عظیم سورہ کا خاتمہ ہے جس میں بنی اسرائیل سے اظہار برأت کے بعد ایک بے مثل دعا اس نئی امت کی زبان پر جاری ہوگئی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد بنی اسمٰعیل میں سے اٹھائی گئی۔ سورۂ فاتحہ کی طرح خود اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف سے اس کا نزول اس بات کی بشارت ہے کہ یہ حرف بہ حرف قبول بھی ہو جائے گی۔ استاذ امام امین احسن اصلاحی اس دعا کے بارے میں لکھتے ہیں: ''اس کے لفظ لفظ سے اس بھاری ذمہ داری کا احساس بھی ٹپک رہا ہے جو اس امت پر ڈالی گئی ہے، وہ اعتراف بھی نمایاں ہو رہا ہے جو روحِ ایمان ہے، ان باتوں سے بچائے جانے کی التجا بھی جھلک رہی ہے جو پچھلی امتوں کے لیے ٹھوکر کا باعث ہوئیں اور ادائے فرض کی راہ میں جن مشکلات کے اندیشے ہیں، ان میں استعانت اور جن لغزشوں کے خطرے ہیں، ان سے درگزر کی درخواست بھی ہے''۔ (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، دسمبر ۲۰۰۳ء ص ۱۲)

''یہ آیات خاتمہ کلام ہیں۔ جس طرح سورت کا آغاز دین کی بنیادی تعلیمات سے کیا گیا تھا اسی طرح سورت کو ختم کرتے ہوئے ان تمام اصولی امور کو بیان کر دیا گیا ہے جن پر دین اسلام کی اساس قائم ہے۔ تقابل کے لیے اس سورہ کے پہلے رکوع کو سامنے رکھ لیا جائے تو زیادہ مفید ہوگا''۔ (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۲۲۲، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

لله ما فی السموات وما فی الارض

''جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ یہ جملہ اپنے اندر بیک وقت تین مفہوم رکھتا ہے۔ ایک تو یہ کہ ہر چیز خدا ہی کی ملکیت ہے، دوسرا یہ کہ ہر چیز اسی کے اختیار و تصرف میں ہے، تیسرا یہ کہ بالآخر ہر چیز کا مرجع خدا ہی ہے''۔ (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۴۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

او تخفوه یحاسبکم به الله

''یہ چھپانے اور ظاہر کرنے کا فرق تو بندوں کے اعتبار سے ہے ورنہ اللہ کے لیے تو دونوں حالتیں یکساں ہیں''۔ (تفسیر ماجدی، ج ۱، ص ۵۱۸، تعلیمات اسلامیہ لکھنؤ)

''دل کی پوشیدہ باتوں کا محاسبہ کرنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ دل میں جو خیالات یا وسوسے گزرتے ہیں ان کا بھی محاسبہ ہوگا، بلکہ اس سے مراد صرف وہ عزائم ہیں جو مضبوط ارادے کے ساتھ دل میں موجود ہوں لیکن کسی مجبوری یا مزاحمت کے سبب سے وہ ظاہر نہ ہو سکیں یا عمل میں نہ آ سکیں۔ مثلاً ایک شخص اگر کسی کے قتل کا دل میں پختہ ارادہ رکھتا ہے تو ہر چند کسی خوف یا مجبوری کے سبب سے اس کا ارادہ بروئے کار نہ آ سکے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس ارادے پر اس کی پکڑ ہوگی''۔ (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۴۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''وہ وساوس اور خیالات جو انسان کے دل میں بغیر قصد و ارادہ کے آ جاتے ہیں وہ اس امت کے حق میں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیے ہیں۔ آیت مذکورہ میں جس محاسبے کا ذکر ہے اس سے مراد وہ نیتیں اور ارادے ہیں جو انسان اپنے قصد اور ارادے سے دل میں جماتا ہے اور اس کے عمل میں لانے کی کوشش بھی کرتا ہے پھر اتفاق سے کچھ موانع پیش آ جانے پر ان پر عمل نہیں کر سکتا۔ قیامت کے دن ان کا محاسبہ ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے جس میں پوشیدہ چیزوں کا بھی جائزہ لیا جائے گا اور دلوں کے پوشیدہ راز کھولے جائیں گے اور یہ کہ میرے کاتب اعمال فرشتوں نے تو تمھارے وہ اعمال لکھے جو ظاہر تھے اور میں ان چیزوں کو بھی جانتا ہوں جن پر فرشتوں کو اطلاع نہیں اور نہ انھوں نے وہ چیزیں تمھارے نامۂ اعمال میں لکھی ہیں اور اب میں وہ سب تم کو بتلاتا ہوں اور ان پر محاسبہ کرتا ہوں پھر جس کو چاہوں گا بخش دوں گا، جس کو چاہوں گا سزا دوں گا۔ پھر مومنین کو معاف کر دیا جائے گا اور کفار کو عذاب دیا جائے گا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابۂ کرام کو سخت غم اور فکر لاحق ہوا کہ اگر غیر اختیاری خیالات و وساوس پر بھی مواخذہ ہوگا تو کون نجات پائے گا۔ انھوں نے حضور سے عرض کیا تو آپ نے سب کو تلقین کی کہ جو حکم ربانی نازل ہوا اس کی تعمیل و اطاعت کا پختہ قصد کرو اور کہو 'سمعنا و اطعنا'۔ صحابہ نے اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق کیا تو قرآن میں نازل ہوا کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔' (معارف القرآن، ج ا، ص ۶۹۰، ادارۃ المعارف کراچی)

''ارادے کے مختلف درجے ہیں۔ایک وہ ہے جسے وسوسہ کہتے ہیں کہ دل میں خیال آیا اور گزر گیا۔دوسرا اس سے بڑھ کر ہے تردد، کبھی اس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور کبھی چھوڑ دیتا ہے، اس پر پختگی سے قائم نہیں رہتا۔اس کے بعد ھم ہے یعنی اس کی طرف میلان ورجحان ہوتا ہے، اس سے نفرت نہیں کرتا بلکہ ارادہ کر لیتا ہے۔چوتھا درجہ اس سے بھی بڑھ کر ہے کہ اس کی طرف میلان ہو جاتا ہے اور کرنے کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے یہ عزم صمیم ہے۔پہلے تین درجے معاف ہیں اور یہ چوتھا درجہ عزم صمیم قابل مواخذہ ہے۔حدیث میں ہے کہ جب دو مسلمان باہم تلواروں کے ساتھ ملتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔صحابہ نے پوچھا قاتل کا جہنمی ہونا تو ٹھیک ہے لیکن مقتول کیوں جہنمی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس لیے کہ وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا خواہش مند تھا یعنی اس کے قتل کا عزم صمیم رکھتا تھا۔اس سے معلوم ہوا کہ عزم صمیم دل کا فعل ہے جو وسوسہ سے مختلف اور قابل مواخذہ ہے۔'' (احسن البیان، ص ۱۶۱، دارالسلام ریاض)

فیغفر لمن یشاء

خدا کی مشیت اس کی حکمت کے ساتھ ہے

''اس طرح کی آیات میں اصل زور جس بات پر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا کی مشیت میں کوئی مزاحمت کرنے والا نہیں اور مقصود اس سے شرک کی نفی ہوتی ہے۔یہ مقصد نہیں ہوتا کہ خدا کی اس مشیت کے لیے سرے سے کوئی ضابطہ وقاعدہ ہی نہیں۔خدا کی ہر مشیت اس کی حکمت کے ساتھ ہے چنانچہ یہ مغفرت اور عذاب کا معاملہ بھی اسی ضابطہ حکمت کے تحت عمل میں آئے گا جو اس کے لیے مقرر فرما رکھا ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ کسی اور کے لیے اس میں کسی مداخلت کی گنجائش نہیں ہے۔'' (تدبر قرآن، ج ا، ص ۶۴۷، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''یہ اللہ کے اختیار مطلق کا بیان ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ا، ص ۲۲۳، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمومنون...

ان آیات کے فضائل

''سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کے بڑے بڑے فضائل مذکور ہیں۔رسول کریمؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے رات کو یہ دو آیتیں پڑھ لیں تو یہ اس کے لیے کافی ہیں۔ابن عباس کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو آیتیں جنت کے خزائن میں سے نازل فرمائی ہیں جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود رحمٰن نے اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا جو شخص ان کو عشا کی نماز کے بعد پڑھ لے تو وہ اس کے لیے قیام اللیل کے قائم مقام ہو جاتی ہیں۔مستدرک حاکم اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ اللہ نے سورۂ بقرہ کو ان دو آیتوں پر ختم فرمایا ہے جو مجھے اس خزانہ خاص سے عطا ہوئی ہیں، جو عرش کے نیچے ہے اس لیے تم خاص طور پر ان آیتوں کو سیکھو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ۔'' (معارف القرآن، ج ا، ص ۶۹۴، ادارۃ المعارف کراچی)

''اس مضمون کے ساتھ، اگر غور کیجیے تو یہود پر اتمام حجت اور ایک نئی امت کی تاسیس کے بعد بات وہیں پہنچ گئی، جہاں سے شروع ہوئی تھی کہ اس کتاب سے ہدایت وہی لوگ پائیں گے جو خدا سے ڈرنے والے ہوں۔یہی اس سورہ کا اصل پیغام ہے اور عود علی البدء کے اسلوب پر قرآن نے خاتمۂ کلام میں ایک مرتبہ پھر اسے نہایت خوبی کے ساتھ نمایاں کر دیا ہے۔یہ تمام ایمانیات اس سے پہلے آیت ۱۷۷ کے تحت زیر بحث آ چکے ہیں۔یہاں ان کا ذکر جس بات کو واضح کرنے کے لیے ہوا ہے، وہ آگے بیان ہو گئی ہے کہ یہ نئی امت خدا کی پوری ہدایت پر ایمان لائی ہے۔یہود کی طرح اس کے ایک حصے کو مان کر دوسرے کا انکار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کر رہی ہے۔"(البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، دسمبر ۲۰۰۳ء ص ۱۳)

قانون کی فرمانبرداری

"کتاب الٰہی پر ایمان لانے والوں میں سب سے پہلے جس کا ذکر ہوا ہے وہ خود رسول کی ذات ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں قانون کی فرمانبرداری اور اطاعت کے معاملے میں پیغمبر بھی اسی سطح پر ہے جس پر عام اہل ایمان ہیں۔دنیوی بادشاہ اپنی رعایا کو جو قانون دیتے ہیں وہ خود اس قانون سے بالاتر ہوتے ہیں،لیکن خدا کے قانون میں خود اس قانون کا لانے والا نہ صرف یہ کہ اس کے تحت ہوتا ہے بلکہ اسے سب سے بڑھ کر 'انا اول المومنین' اور 'انا اول المسلمین' کہتے ہوئے اس کا قلادہ اپنی گردن میں ڈالتا ہے۔"(تدبر قرآن، ج ا،ص ۶۴۸، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"پہلے پورا جملہ حضور کے ایمان کے ذکر میں لایا گیا پھر مومنین کے ایمان کا علیحدہ تذکرہ کیا گیا اس میں اشارہ ہے کہ اگرچہ نفس ایمان میں حضور اور سب مسلمان شریک ہیں،لیکن درجات ایمان کے اعتبار سے ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔رسول کا علم مشاہدہ اور سماع کی بنا پر ہے اور مسلمانوں کا علم ایمان بالغیب اور حضور کی رویت کی بنا پر۔"(معارف القرآن، ج ا،ص ۶۹۶، ادارۃ المعارف کراچی)

"اس آیت میں تفصیلات سے قطع نظر کر کے اسلام کے عقائد اور اسلامی طرز عمل کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کو، اس کے فرشتوں کو، اس کی کتابوں کو ماننا، اس کے تمام رسولوں کو تسلیم کرنا، بغیر اس کے کہ ان کے درمیان کوئی فرق کیا جائے اور اس امر کو تسلیم کرنا کہ آخر کار ہمیں اس کے حضور ہونا ہے۔"(تفہیم القرآن، ج ا،ص ۲۲۳، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

لا نفرق بین احد من رسلہ

"امت اس بات کا اقرار کرتی ہے کہ ہم اللہ کے رسولوں کے باب میں کسی تعصب میں گرفتار نہیں ہیں۔"(تدبر قرآن، ج ا،ص ۶۴۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

سمعنا و اطعنا

"یہاں 'سمعنا' کا لفظ دل کی قبولیت کا اظہار کرتا ہے اور 'اطعنا' کا لفظ عملی اطاعت کا۔ایمان اور اسلام کی اصل حقیقت بھی یہی ہے۔اس میں یہود کے 'سمعنا و عصینا' پر ایک لطیف تعریض بھی ہے۔"(تدبر قرآن، ج ا،ص ۶۴۹، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

غفرانک ربنا و الیک المصیر

"غفرانک فعل محذوف کا مفعول ہے۔اس طرح کے مواقع پر فعل کا حذف دعا کرنے والے کے اضطراب کو ظاہر کرتا ہے۔جو قبولیت دعا کے لیے ایک نہایت مؤثر سفارش ہے۔سمع وطاعت کے اقرار کے معاً بعد دعا کا زبان پر جاری ہو جانا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ اقرار ایک عظیم ذمہ داری کا اقرار ہے۔یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے۔'الیك المصیر' میں کامل سپردگی ہے۔اس میں ایک لطیف تعریض یہود و نصاریٰ پر بھی کہ وہ اپنے آباواجداد اور شرکا وشفعا کے اعتماد پر سمع وطاعت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو بیٹھے۔"(تدبر قرآن، ج ا،ص ۶۵۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

لا یکلف اللہ نفسا...

دعا کے بیچ میں جملہ معترضہ

"یہ دعا کے بیچ میں ایک جملہ معترضہ ہے اور مقصود اس کے لانے سے اس اہم حقیقت کا اظہار ہے کہ سمع وطاعت کی جو ذمہ داری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس امت پر ڈالی گئی ہے، ہے تو یہ ایک بھاری ذمہ داری لیکن اس کے بھاری ہونے کے احساس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عنایت و رحمت کا یہ پہلو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وہ بندوں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر شخص بس اسی حد تک مکلف ہے، جس حد تک اس کو طاقت عطا ہوئی ہے۔ حضورؐ جب لوگوں سے سمع و طاعت کا عہد لیتے تو از خود یاددہانی کر کے ان سے تا بہ حد استطاعت کی شرط لگوا دیتے۔ جس طرح اللہ کو یہ پسند نہیں کہ بندے اپنے آپ کو تکلیف مالا یطاق میں ڈالیں اسی طرح کسی دوسرے کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ ان پر کوئی ایسا بوجھ ڈالے جس کو وہ اٹھا نہ سکیں۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۵۰، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

اللہ کے ہاں انسانَ کی ذمہ داری کا بیان

''یعنی اللہ کے ہاں انسان کی ذمہ داری اس کی مقدرت کے لحاظ سے ہے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا کہ بندہ ایک کام کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور اللہ اس سے باز پرس کرے کہ تو نے فلاں کام کیوں نہ کیا۔ لیکن اپنی مقدرت کا فیصلہ کرنے والا انسان خود نہیں بلکہ اللہ ہے کہ ایک شخص فی الحقیقت کس چیز کی قدرت رکھتا تھا اور کس چیز کی نہ رکھتا تھا۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۲۲۴، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت

''آدمی کو نفع یا ضرر جو کچھ بھی پہنچے گا اس کے اپنے عمل ہی سے پہنچے گا۔ جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔ نہ دوسرے کے نیک اعمال کا کریڈٹ اس کو ملنے والا ہے اور نہ دوسرے کی بدیاں اس کے کھاتے میں پڑنے والی ہیں۔ اور نہ کوئی دوسرا اس کا بوجھ اٹھانے والا بنے گا۔ 'كل نفس بما كسبت رهينة'۔'' (تدبر قرآن، ج ۱، ص ۶۵۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

''یہ ممکن نہیں کہ جس بھلائی یا برائی میں آدمی کی نیت اور سعی و عمل کا کوئی حصہ نہ ہو اس کی جزا یا سزا اسے مل جائے۔ مکافات عمل کوئی قابل انتقال چیز نہیں ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۲۲۴، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

ایصال ثواب

''ابتداءً بلا واسطہ اس عمل کا ثواب یا عذاب ہوگا جو قصد و ارادہ سے کرے۔ کسی ایسے عمل کا ثواب و عذاب ہو جانا جس کا اس نے ارادہ نہیں کیا، اس کے منافی نہیں۔ بعض اوقات انسان کو بلا قصد و ارادہ بھی ثواب یا عذاب ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کی آیات اور بہت سی روایات حدیث سے ثابت ہے کہ جو آدمی کوئی ایسا نیک کام کرے جس سے دوسرے لوگوں کو بھی اس نیکی کی توفیق ہو جائے تو جب تک لوگ یہ نیک کام کرتے رہیں گے اس کا ثواب اس پہلے والے کو بھی ملتا رہے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے کوئی طریقہ گناہ کا جاری کیا تو آئندہ جتنے لوگ اس گناہ میں مبتلا ہوں گے اس کا وبال بھی اس شخص کو پہنچے گا جس نے اول یہ برا طریقہ جاری کیا۔ اسی طرح روایاتِ حدیث سے ثابت ہے کہ کوئی شخص اپنے عمل کا ثواب دوسرے آدمی کو دینا چاہے تو اس کو یہ ثواب پہنچتا ہے ان سب صورتوں میں بغیر قصد و ارادہ انسان کو ثواب یا عذاب ہو رہا ہے۔'' (معارف القرآن، ج ۱، ص ۶۹۴، ادارۃ المعارف کراچی)

ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا

خطا اور نسیان کا فرق

''نسیان یہ ہے کہ آدمی سمع و طاعت کی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے کوئی چیز بھول جائے اور خطا یہ ہے کہ اپنی ناسمجھی سے کسی کام کو غلط طور پر کر بیٹھے۔ اگرچہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاف ہیں لیکن معاف شدہ چیزوں کی معافی کی درخواست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندے کی طرف سے غایت درجہ خشیت کا اظہار ہے۔" (تدبر قرآن، ج ا،ص ۶۵۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ربنا ولا تحمل علینا اصرا...

"خاتم الانبیا کے مقاصد بعثت میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ اللہ کی شریعت کو ان بوجھل طوق وسلاسل سے آزاد کر کے اس کو فطرت کی اساس پر قائم کریں گے۔ و یضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم' دعا میں یہ درخواست ہے کہ ہم پر اس قسم کے بوجھ نہ ڈالے جائیں جس قسم کے بوجھ یہود پر ان کی سرکشی کی وجہ سے ڈالے گئے اور جن کو وہ بالآ خر نہ اٹھا سکے۔ دعا کے یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ اس امت کے مزاج اور اس کو ملنے والی شریعت کے مزاج میں کامل موافقت ہے۔" (تدبر قرآن، ج ا،ص ۶۵۱، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ

"مطلب یہ ہے کہ سمع وطاعت کی راہ میں جو آزمایشیں آنے والی ہیں ان میں کوئی آزمایش ایسی نہ ہو جو ہماری طاقت سے باہر اور جو ہمیں وفاداری کے امتحان میں ناکام بنا دے۔ ابتلا تو لازمۂ ایمان و اسلام ہے لیکن یہ دعا بندے کو کرتے رہنا چاہیے کہ کوئی امتحان اس کی طاقت سے زیادہ نہ ہو۔ اپنی کمزوری و ناتوانی کا اعتراف ہی صحیح رویہ ہے۔ جو لوگ اپنے اوپر زیادہ اعتماد کر بیٹھتے ہیں وہ اکثر اس امتحان میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ اوپر والی دعا میں یہ درخواست ہے کہ ہماری شریعت اس قسم کے اصر و اغلال سے پاک رہے جو پچھلی شریعتوں میں موجود ہیں اور یہاں ان خارج از استطاعت آزمایشوں سے محفوظ رکھے جانے کی دعا ہے جو اس شریعت کے حقوق ادا کرنے کی راہ میں پیش آ سکتی ہیں۔" (تدبر قرآن، ج ا،ص ۶۵۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"یہ استطاعت سے باہر ان آزمایشوں سے محفوظ رہنے کی درخواست ہے جو بنی اسمٰعیل کو منصب شہادت کی ذمہ داری ادا کرنے کی راہ میں پیش آ سکتی تھیں۔" (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، دسمبر ۲۰۰۳ء ص ۱۴)

واعف عنا واغفر لنا وارحمنا...

آخرت کا سہارا

"اس میں اکٹھی تین چیزوں کی درخواست ہے۔ عفو، مغفرت اور رحم۔ عفو کے معنی چشم پوشی کے ہیں اور معاف کر دینے کے بھی۔ یہاں لفظ دوسرے معنی میں ہے۔ غفر کے معنی ڈھانک دینے کے ہیں، رحم کا مفہوم واضح ہے۔ بندے کا سارا اعتماد بس انھی تین چیزوں پر ہونا چاہیے۔ رب کریم کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، گناہوں کو ڈھانک دے اور اپنی رحمت سے نوازے۔ آخرت کا سہارا بس یہی تین چیزیں ہیں۔" (تدبر قرآن، ج ا،ص ۶۵۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

انت مولنا فانصرنا...

"مولیٰ کے معنی مرجع کے ہیں جس کی طرف مشکلات میں رجوع کیا جائے۔ آخر میں یہ مخالفین اسلام کے مقابل میں مدد و نصرت کی دعا ہے۔" (تدبر قرآن، ج ا،ص ۶۵۲، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

"اس سے مراد وہ منکرین یہود ہیں جو اس طرح اتمام حجت کے باوجود اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری طرح پہچان لینے کے بعد بھی نہ صرف یہ کہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہوئے، بلکہ الٹا آپ کی دعوت کے دشمن بن کر مقابلے پر آ گئے۔" (البیان، بحوالہ ماہنامہ اشراق، لاہور، دسمبر ۲۰۰۳ء ص ۱۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی تربیت

''یہ آیات ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے اس وقت نازل ہوئیں جب مسلمانوں پر مکہ میں مصائب ومشکلات کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ان حالات میں مسلمانوں کوتلقین کی گئی کہ اپنے مالک سے اس طرح مانگا کرو۔ضمناً اس دعا میں مسلمانوں کو یہ تلقین بھی کی گئی کہ وہ اپنے جذبات کوکسی نامناسب رخ نہ بہنے دیں، بلکہ انھیں دعا کے سانچے میں ڈھال لیں۔ایک طرف ان روح فرسا مظالم کو دیکھیے جو محض حق پرستی کے جرم میں ان لوگوں پر توڑے جا رہے تھے، دوسری طرف اس دعا کو دیکھیے جس میں دشمنوں کے خلاف کسی تلخی کا شائبہ تک نہیں۔ایک طرف ان جسمانی تکلیفوں اور مالی نقصانات کو دیکھیے جن میں یہ لوگ مبتلا تھے اور دوسری طرف اس دعا کو دیکھیے جس میں کسی دنیوی مفاد کی طلب کا ادنیٰ نشان تک نہیں ہے۔اس تقابل سے ہی صحیح اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس وقت اہل ایمان کی کس طرز کی اخلاقی وروحانی تربیت کی جارہی تھی۔'' (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۲۲۶، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نورالقرآن کا مقصد 05

سورہ البقرۃ 07

تراجم بسم اللہ 55

تفاسیر بسم اللہ 55

☆ 'بسم اللہ' قرآن کی ایک آیت ہے 55

☆ فضائل ومسائل 55

☆ اللہ 56

☆ الرَّحمٰن اور الرَّحیم 56

☆ بسم اللہ کی حکمت 57

☆ بسم اللہ کی تاریخی حیثیت 58

☆ یہ آیت دعا ہے 58

☆ صحفِ سابقہ بسم اللہ کا تعلق 58

سورة الفاتحة

☆ نام 59

☆ آیات وحروف کی تعداد 59

☆ زمانۂ نزول 59

☆ مضمون 59

☆ سورہ کا مرکزی مضمون 60

☆ اسلوب 60

☆ قرآن سے تعلق 60

☆ سورہ کا تعلق بعد کی سورہ سے 61

تراجم آیت ۱ 61

تفاسیر آیت ۱ 62

☆ حمد 62

☆ رب العالمین 63

تراجم آیات ۲ تا ۴ 64

تفاسیر آیات ۲ تا ۴ 64

☆ لفظ رحمٰن اور رحیم میں فرق 64

☆ کیا رحمٰن کے بعد رحیم کا لفظ ایک زائد لفظ ہے؟ 65

☆ لفظ مالک کی وضاحت 65

☆ لفظ دین کی تشریح 65

☆ اللہ مہربان ہی نہیں منصف بھی ہے 66

☆ لفظ مالک کی مزید وضاحت 66

☆ روز جزا کی وضاحت 67

☆ دنیا دارالعمل ہے، جزاوسزا کی جگہ نہیں 67

☆ انسان کی ملکیت اور اللہ کی ملکیت میں فرق 67

☆ لفظ عبادت کا مفہوم 67

☆ عبادت کے ساتھ اطاعت کا تعلق 67

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ عبادت میں بھی بندہ خدا کی مدد کا محتاج ہوتا ہے 68
☆ لفظ عبادت کے تین معنی 68
☆ انبیا اور اولیا سے مدد چاہنا شرک نہیں 69
☆ کیا کسی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا شرک ہے؟ 69
☆ محبوبانِ الٰہی کی طرف رجوع بھی اصل میں اسباب کی طرف رجوع کی مانند ہے 70
☆ استعانت اور شرک کی حقیقت 70
☆ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب استعانت میں فرق 70
☆ توحید کی تین اہم قسمیں 70

تراجم آیات ۵ تا ۷ 71

تفاسیر آیات ۵ تا ۷ 71
☆ 'اھدنا' کا مطلب 71
☆ الصراط المستقیم 72
☆ صراط الذین انعمت علیھم 72
☆ انعمت علیھم 72
☆ مغضوب علیھم 72
☆ الضالین 72
☆ انسانی غضب اور غضب الٰہی میں فرق 73
☆ 'مغضوب علیھم' اور 'الضالین' کا اطلاق کن پر؟ 73
☆ رازی کی رائے 73
☆ انعام سے مراد 73
☆ ہدایت کیا ہے 73
☆ ہدایت کے درجات 74
☆ صراط مستقیم کتاب اللہ اور رجال اللہ دونوں کے مجموعہ سے ملتا ہے 75
☆ صراط مستقیم 75
☆ رجال اللہ کی پہچان 75
☆ سورۂ فاتحہ پر دعا کے پہلو سے ایک نظر 75
☆ اس دعا کی خوبیاں 76
☆ سورۂ فاتحہ سے متعلق بعض مسائل اور حکمتیں 77
☆ دعا کرنے کا طریقہ 77
☆ استعانت و توسل کی تحقیق 77
☆ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے 77
☆ اللہ کے نام کے سوا کسی اور نام کی نذر (منت) ماننا بھی شرک ہے 78
☆ علامات شرک کو اختیار کرنا بھی شرک ہے 78
☆ استعانت اور توسل 78
☆ انبیا اور اولیا کو وسیلہ بنانا نہ مطلقاً جائز ہے اور نہ مطلقاً ناجائز 79
☆ کیا بزرگانِ دین کو مدد کے لیے پکارنا شرک نہیں ہے؟ 80
☆ مطلقاً پکارنا شرک نہیں ہے، مافوق الاسباب پکارنا شرک ہے 80
☆ مافوق الاسباب طریقے سے کسی کو پکارنا دراصل عبادت ہے 80
☆ فوت شدہ بزرگوں سے استغاثہ کرنا اور ان کا وسیلہ پکڑنا جائز نہیں، اس کے دلائل 81

سورۃ البقرۃ
☆ نام اور تعداد آیات 83
☆ وجہ تسمیہ 83
☆ زمانۂ نزول 83
☆ فضائل 83
☆ مرکزی مضمون 84

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ سورۂ بقرہ کا خطاب 84

تراجم آیات ۱ تا ۲ 84

تفاسیر آیات ۱ تا ۲ 85

☆ حروف مقطعات 85

☆ حروف مقطعات کے مطلب کے ضمن میں کوئی مستند روایت موجود نہیں 85

☆ حروف مقطعات عربی ادب کا ایک اسلوب ہیں 85

☆ حروف مقطعات ایک راز ہیں 85

☆ حروف مقطعات اللہ اور رسول کے درمیان ایک راز ہیں 85

☆ حروف مقطعات سورتوں کے نام ہیں 86

☆ حروف مقطعات کے متعلق مولانا فراہی کا نقطۂ نظر 86

☆ 'ذٰلک' کی وضاحت 87

☆ 'الکتاب' کا مصداق صرف قرآن ہے 88

☆ اس کلام میں شک اصل میں سمجھنے والے کی فہم کا قصور ہوگا 88

☆ یہ کتاب علم حقیقت پر مبنی ہے اس لیے اس میں شک کے لیے کوئی جگہ نہیں 88

☆ قرآن کے واضح دلائل، روشن تعلیمات اور پیشن گوئیوں کی بنا پر اس میں شک نہیں کیا جا سکتا 88

☆ اس کے منزل من اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں 89

☆ اس کتاب کے کتاب الٰہی ہونے میں کوئی شک نہیں 89

☆ خالق کا کلام بندے تک پہنچنے کے ذرائع بھی لاریب ہیں 89

☆ یہاں ہدایت خاصہ کا ذکر ہے 90

☆ قرآن سے نفع متقی کے لیے ہے اور تقویٰ کا مفہوم 90

☆ ہدایت اور تقویٰ کے قرآنی مفاہیم 90

تراجم آیات ۳ تا ۵ 91

تفاسیر آیات ۳ تا ۵ 92

☆ ایمان کی تفسیر 92

☆ یومنون بالغیب 92

☆ خشیت، توکل اور اعتقاد والا یقین، ایمان کہلاتا ہے 92

☆ مفعول کے ساتھ اور اس کے بغیر لفظ ایمان کے معنی 92

☆ ایمان کیا ہے 92

☆ تصدیق اور ایمان میں فرق 92

☆ جاننے اور ماننے میں فرق 93

☆ عمل، ایمان میں داخل نہیں 93

☆ ایمانیات کا دائرہ اور تصریحات نبویؐ 93

☆ قرآن مجید میں لفظ 'غیب' کے معانی 93

☆ غیب شہود کی ضد ہے 94

☆ ہر شخص کا دائرۂ غیب دوسرے سے مختلف ہوتا ہے 94

☆ یقیمون الصلوٰۃ 95

☆ لفظ صلوٰۃ کا مطلب 96

☆ نماز اہل عرب کے لیے اجنبی چیز نہ تھی 96

☆ اقامت نماز کا مطلب نماز کا نظام قائم کرنا ہے 96

☆ انفاق کا مطلب اللہ کی راہ میں ہر قسم کا خرچ ہے 96

☆ رزق سے مراد ہر قسم کی نعمتیں ہیں 97

☆ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک 97

☆ یہ آیت مسئلۂ ختم نبوت کی دلیل ہے 97

☆ پچھلی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب 97

☆ بروز، حلول اور وحدۃ الوجود کا مسئلہ اور یہ آیت 97

☆ حق جہاں بھی ہو اس کے آگے سر جھکانا بھی اس آیت کا تقاضا ہے 97

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ وبالآخرة هم یوقنون 98
☆ آخرت سے مراد، اور ایمان وایقان میں فرق 98
☆ آخرت کے عقیدے میں پانچ باتیں شامل ہیں 98
☆ فلاح نہال کر دینے والی کامیابی ہوتی ہے 98
☆ فلاح وسیع معنی کا حامل ہے 99
☆ آیت ۳ تا ۵ کا خلاصہ تفاسیر 99
☆ یہ صفات ان متقین کی ہیں جو قرآن کی ہدایت سے بہرہ ور ہوتے ہیں 99
☆ ایمان، اقامت صلوٰۃ، انفاق، ایمان بالرسل اور ایقان بالآخرۃ کی صفات بیان کرنے کا مقصد 99
☆ سورۂ بقرہ کی پہلی پانچ آیات اور ان کے حوالے سے چند سوالات 100

تراجم آیات ۶ تا ۷ 103
تفاسیر آیات ۶ تا ۷ 103
☆ کفر کی تعریف حقیقت 103
☆ کفر کی حقیقت 103
☆ انذار کے معنی 104
☆ انذار کی حقیقت 104
☆ 'ختم' کا مفہوم 104
☆ کیا مہر اللہ لگاتا ہے؟ 104
☆ ختم قلوب کا قانون اور سنت الٰہی 105
☆ جبر کی حقیقت 106

تراجم آیات ۸ تا ۱۶ 107
تفاسیر آیات ۸ تا ۱۶ 109

☆ 'من الناس' میں 'الناس' سے مراد 109
☆ 'الناس' سے مراد یہود 109
☆ 'الناس' سے مراد منافقین یہود 109
☆ 'الناس' سے مراد منافقین 110
☆ 'من الناس' سے استنباط، بشر کہنا بے ادبی ہے 110
☆ خدع اور مخادعت کا مفہوم 110
☆ 'فی قلوبهم مرض' میں 'مرض' سے مراد 110
☆ مرض سے مراد منافقت ہے 110
☆ مرض سے مراد مخفی کفر ہے 110
☆ مرض سے مراد عداوت، حسد اور غصہ ہے 111
☆ مرض سے مراد بدعقیدگی ہے 111
☆ لا تفسدوا فی الارض 111
☆ فساد اصلاح کی ضد ہے 111
☆ فساد سے مراد مداہنت اور صلح کل بنتا ہے 111
☆ فساد فی الارض کی حقیقت 111
☆ 'کما آمن الناس' سے مراد، صحابہ 111
☆ صحابہ کا ایمان کسوٹی 111
☆ 'الناس' سے مراد صحابہ یا مومنین 111
☆ 'آمنوا کما آمن الناس' سے استنباط 112
☆ صالحین کا اتباع محمود ومطلوب ہے 112
☆ لفظ شیطان کی تحقیق 112
☆ شیطان سے مراد یہود 112
☆ شیطان سے مراد کفار کے سردار 112
☆ شیطان سے مراد اسلام کے مخالف سردار 112
☆ لفظ استہزا کی تحقیق 112
☆ اللہ کا مذاق 113

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ دین کے ساتھ استہزا کفر ہے 113
☆ کیا ان آیات میں منافقین کا ذکر ہے؟ 113
☆ ایمان وکفر کی حقیقت 114
☆ کفر وایمان کا ضابطہ 114
☆ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہا جاسکتا، اس کا مطلب 114
☆ کیا کفر ونفاق عہد نبویؐ کے ساتھ مخصوص تھا؟ 114
☆ صلاح وفساد کی تعریف 115
☆ فساد سے مراد، فعل نتیجہ فعل کے معنی میں 115
☆ ان آیات میں سخت الفاظ کی حکمت 115

تراجم آیات ۱۷ تا ۲۰ 116
تفاسیر آیات ۱۷ تا ۲۰ 117
☆ تمثیل کے متعلق ایک اصولی حقیقت 117
☆ آیت کی تشبیہات سے مراد 118
☆ صیب کا مفہوم 118
☆ 'صم، بکم، عمی' کا مطلب 118
☆ تماثیل کا مطلب 118
☆ تمثیلات کی وضاحت 119
☆ دونوں گروہوں میں فرق 119
☆ تمثیل منافقین کی ہے 119
☆ آگ جلانے والے سے مراد موسیٰ علیہ السلام ہیں 120
☆ آگ جلانے والے سے مراد محمدؐ ہیں 120

تراجم آیات ۲۱ تا ۲۵ 120
تفاسیر آیات ۲۱ تا ۲۵ 123
☆ یہ خطاب مشرکین سے ہے 123
☆ تین گروہوں سے خطاب ہے 123
☆ تمام انسان مخاطب ہیں 123
☆ رب 123
☆ خدا کی بندگی محمدؐ کے طریقے پر 123
☆ ختم نبوت کی دلیل 124
☆ خلقکم والذین من قبلکم 124
☆ اعمال نجات کا یقینی سبب نہیں 124
☆ ہم سر، مدمقابل 124
☆ مثل ومشابہ 124
☆ ادعوا شهداء کم 125
☆ ان کنتم صادقین 125
☆ وقودها الناس والحجارة 125
☆ دنیا کی بشارتیں اور آخرت کی نعمتیں 125
☆ جنت کی نعمتوں کا پہلو 125
☆ شکل وصورت دنیاوی، ذائقہ نرالا 126
☆ جوڑے 126
☆ پاکیزہ بیویاں 126
☆ آیات کی مجموعی تعلیمات، توحید، رسالت 127
☆ توحید کی دلیل، اضداد میں ہم آہنگی 127
☆ توحید ربوبیت سے توحید الوہیت پر استدلال 127
☆ حق تعالیٰ کی صفات سے توحید پر استدلال 127
☆ رسالت کی دلیل 128
☆ رسالت محمدی کا اثبات 128
☆ قرآن کے معجزہ ہونے کی وجوہات 129
☆ ایک اشکال اور اس کا جواب 130

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراجم آیات ۲۶ تا ۲۹ 131
تفاسیر آیات ۲۶ تا ۲۹ 133
☆ ان اللہ لایستحی ان یضرب مثل 133
☆ مناسب موقع تنبیہ 133
☆ تمثیل کی ضرورت اور حقیقت 133
☆ حقیر چیز، حقیر مثال 134
☆ بڑی چھوٹی چیزیں اور نسبت 134
☆ اللہ کے گمراہ کرنے کا مطلب 134
☆ عہد اور میثاق 134
☆ عہد کا مطلب 134
☆ معاہدۂ الست مراد ہے 135
☆ عہد، اللہ کا مستقل فرمان 135
☆ عہد سے مراد، تین عہد 135
☆ رشتۂ قرابت کی اہمیت 135
☆ تمام تعلقات مراد ہیں 135
☆ تعلقات کے حقوق ادا کرنا واجب 136
☆ قیامت کی دلیل 136
☆ 'کیف' کا مفہوم 136
☆ کفر کا ایک خاص پہلو 136
☆ استوا کا مفہوم 136
☆ آسمان ایک حسی وجود 137
☆ آسمان کی حقیقت کا تعین مشکل ہے 137

تراجم آیات ۳۰ تا ۳۳ 137
تفاسیر آیات ۳۰ تا ۳۳ 139
☆ قصۂ آدم و ابلیس بیان کرنے کی حکمت 139
☆ انسان کی حقیقت اور کائنات میں اس کی حیثیت 139
☆ یہود کے ردعمل کا آئینہ 140
☆ آدم کی سرگزشت اور قرآن کا علم الانسان 140
☆ 'اذ' کا مفہوم 141
☆ 'ملک' کا مفہوم 141
☆ فساد فی الارض 141
☆ فرشتوں سے گفتگو کی حکمت 142
☆ کیا فرشتوں نے اعتراض کیا تھا 142
☆ فرشتوں کی گفتگو کا مدعا 142
☆ فرشتوں کی گفتگو اظہار نیازمندی 142
☆ انی جاعل فی الارض خلیفة 142
☆ خلیفة 142
☆ خلیفہ کا مطلب صاحبِ اختیار 143
☆ خلیفہ کا مطلب نائب 143
☆ خلیفہ، جانشین 143
☆ خلافت ارض 143
☆ آدم علیہ السلام کی ذریت کے نام 144
☆ تعارف کراؤ 144
☆ انبیاء و رسل و صلحا کے نام 144
☆ زمینی مخلوقات کے نام و خواص 144
☆ تمام اشیا کے نام 144
☆ واضع لغت خود حق تعالیٰ ہیں 145
☆ آدم علیہ السلام کا تفوق فرشتوں پر 145
☆ فرشتوں کے علم میں کمی زیادتی 145

تراجم آیات ۳۴ تا ۳۹ 145

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفاسیر آیات ۳۴ تا ۳۹ — 147

☆ سجدہ کا مفہوم (سجدۂ تعظیمی) 148
☆ سجدہ سے مراد مسخر ہونا 148
☆ سجدہ اللہ کے لیے ہی تھا، البتہ سمت آدم میں تھا 149
☆ سجدہ کے حکم کی علت، امتحان 149
☆ سجدہ کے حکم میں بنی اسرائیل کے لیے سبق 149
☆ کائنات کے پہلے گناہ 150
☆ ابلیس 150
☆ شیطان مستقل مخلوق نہیں 150
☆ شیطان مجرد قوت نہیں، صاحب تشخص ہستی ہے 150
☆ زوجک 150
☆ حوا کی پیدائش پسلی سے، یہ اسرائیلی روایت ہے 150
☆ زوجیت اور کھانا پینا روحانی فضیلت میں رکاوٹ نہیں 150
☆ جنت سے مراد آخرت والی جنت 151
☆ جنت سے مراد اسی دنیا کا کوئی باغ 151
☆ 'الشجرۃ' سے مراد 151
☆ گندم یا انگور کا درخت تھا 151
☆ 'الشجرۃ' سے مراد شجرۂ خلد، یعنی شجرۂ تناسل ہے 151
☆ سدِ ذرائع کا مسئلہ 152
☆ 'اھبطوا' کا خطاب 152
☆ آدمؑ کا زمین پر اترنا سزا کے لیے نہیں، مقصد کی تکمیل کے لیے تھا 152
☆ آدم نے حضورؐ کے وسیلے سے دعا کی 152
☆ آدمؑ نے بوسیلہ نبیؐ دعا کی، یہ قرآن کے خلاف ہے 153
☆ توبہ کے بارے میں اللہ کی سنت 153
☆ گناہ کے نتائج لازم نہیں 153
☆ نبوت کے اجرا کا پہلا وعدہ 154
☆ نہ کوئی خوف نہ کوئی غم، یہ الفاظ جنت کی تعبیر ہیں 154
☆ یہ اولیاء اللہ کی شان ہے 154
☆ یہ ہر مومن صادق کی شان ہے 154
☆ گناہ کا سرچشمہ 154
☆ مسئلۂ عصمت انبیا 155

تراجم آیات ۴۰ تا ۴۶ — 155

تفاسیر آیات ۴۰ تا ۴۶ — 157

☆ سیاق وسباق 157
☆ ان آیات کا سبق 158
☆ لفظ اسرائیل کی تحقیق 158
☆ نعمت کی وضاحت 158
☆ عہد سے مراد 158
☆ 'مصدقا لما معکم' کا مفہوم 159
☆ قرآن کی مخالفت میں سبقت نہ کرو 159
☆ بعد والے کافروں کا وبال پہلے کافر پر 159
☆ تعریض ہے 159
☆ نہی کا مطلب (ولا تکونوا) 159
☆ دنیوی مفادات کو ترجیح دینا 160
☆ آیات کا غلط مطلب بتانا اور پیسے لینا 160
☆ رہبت، تقویٰ اور خشوع 160
☆ 'لبس حق بالباطل' کا مفہوم 160
☆ نماز وزکوٰۃ 160
☆ زکوٰۃ کا مفہوم 161
☆ رکوع 161

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ نماز وزکوۃ بنی اسرائیل پر بھی فرض تھی 161
☆ اقامت نماز 161
☆ 'البر' کا مفہوم 161
☆ بے عمل واعظ کی مذمت 161
☆ کیا بے عمل، وعظ ونصیحت کر سکتا ہے؟ 162
☆ صبر کا مطلب 162
☆ صبر کے مختلف مفاہیم 162
☆ اقامت دین کی جدوجہد میں کامیابی کا انحصار 162
☆ اصلاح ملت اور نماز 163
☆ 'انہا' میں ضمیر کا مرجع 163
☆ ظن کا مطلب 163

تراجم آیات ۴۷ تا ۵۲ 164
تفاسیر آیات ۴۷ تا ۵۲ 166
☆ سیاق وسباق 166
☆ واقعات کو پیش کرنے کی مخصوص نوعیت 166
☆ فضیلت سے مراد 166
☆ فضیلت کی بنا توحید 167
☆ کمال ایمان کے حصول کا نسخہ، شکر 167
☆ 'العالمین' سے مراد 167
☆ لا تجزی نفس عن نفس شیا 167
☆ شفاعت کا مفہوم 167
☆ لا یوخذ منھا شفاعة ولا یوخذ منھا
عدل ولا ھم ینصرون 167
☆ رہائی کے سب طریقوں کی نفی 168
☆ گناہ گار مومن کی شفاعت 168
☆ کیا مجرموں کی شفاعت ہوگی؟ 168
☆ 'آل' کا مفہوم 168
☆ سوم کے معنی 169
☆ فرقنا بکم البحر 169
☆ وانتم تنظرون 169
☆ اذ وعدنا موسیٰ اربعین لیلة 169
☆ گوسالہ پرستی کا واقعہ 169

تراجم آیات ۵۳ تا ۵۷ 170
تفاسیر آیات ۵۳ تا ۵۷ 172
☆ فرقان سے مراد 172
☆ واذ اتینا موسیٰ الکتب والفرقان... 172
☆ فرقان، تورات 172
☆ فرقان، معجزات 172
☆ آسمانی کتابیں فرقان کیوں 172
☆ فاقتلوا انفسکم 172
☆ واذ قلتم یموسی لن نومن لک حتی
نری اللہ... 172
☆ اللہ کو دیکھنے کی خواہش 172
☆ موت کا مفہوم، نیند اور بے ہوشی 172
☆ ثم بعثنا من بعد موتکم... 172
☆ موت یعنی اصل موت 173
☆ من وسلویٰ کہاں نازل ہوا 173
☆ من کی تحقیق 173
☆ سلویٰ کی تحقیق 173

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ وما ظلمونا ولکن کانوا انفسھم یظلمون 174

تراجم آیات ۵۸ تا ۶۰ 174
تفاسیر آیات ۵۸ تا ۶۰ 176
☆ واذ قلنا ادخلوا... 176
☆ قریہ، فلسطین 176
☆ قریہ، بیت المقدس 176
☆ سجدہ کا مفہوم 176
☆ 'الباب' سے مراد 176
☆ 'حطۃ' کا مفہوم 176
☆ تبدیلی دعا 177
☆ حنطۃ 177
☆ کلام میں لفظی تغیر کا حکم شرعی 177
☆ فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا... 177
☆ قد علم کل اناس مشربھم 177

تراجم آیات ۶۱ تا ۶۲ 178
تفاسیر آیات ۶۱ تا ۶۲ 180
☆ بقل، قثاء، فوم اور ثوم کا مفہوم 180
☆ قال اتستبدلون الذی ھو ادنی بالذی ھو خیر 180
☆ اعلیٰ غذا کے بجائے گھٹیا غذا 180
☆ مقصد کے بجائے لذت کام و دہن 180
☆ اِھبِطُوا مِصرًا 180
☆ مصر سے مراد 180
☆ مصر سے مراد شہر یا ملک مصر 180
☆ مسکنت کا مفہوم 181

☆ یہودیوں کی ابدی ذلت کا مطلب 181
☆ یقتلون النبیین بغیر الحق 181
☆ 'بغیر الحق' کا مطلب 181
☆ یہود کی ذلت کا سبب 181
☆ لفظ یہود کے معنی 182
☆ لفظ نصاریٰ کی تحقیق 182
☆ لفظ 'صابئین' کی تحقیق 183
☆ وحدت ادیان کا فلسفہ اور یہ آیت 184
☆ نجات کا دار و مدار نسب اور قومیت پر نہیں 184
☆ رسول اللہ پر ایمان لانا، ایمان باللہ کا تقاضا ہے 184
☆ کیا اہل کتاب کے لیے رسول اللہ پر ایمان لانا ضروری نہیں؟ 184
☆ مسلمانوں کے لیے ایک خاص تنبیہ 186

تراجم آیات ۶۳ تا ۶۶ 187
تفاسیر آیات ۶۳ تا ۶۶ 188
☆ سیاق و سباق 188
☆ میثاق کا مفہوم 189
☆ پہاڑ کو سر پر لٹکانے کا مفہوم 189
☆ زلزلہ 189
☆ پہاڑ سروں پر معلق 189
☆ خوفناک صورت حال 189
☆ کیا پہاڑ کا لٹکانا بنی اسرائیل کو مجبور کرنے کے لیے تھا؟ 189
☆ قدرت حق کی برہان قوی 189
☆ یہ جبر تھا، مگر بغاوت کی وجہ سے تھا 190
☆ واذکروا ما فیہ 190
☆ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السبت ... نقض عہد کی ایک مثال 190
☆ مسخ کی نوعیت، 191
☆ ظاہری مسخ ہوا 191
☆ مسخ اخلاقی نہیں جسمانی تھا 191
☆ نکال کا مفہوم 191

تراجم آیات ۶۷ تا ۷۳ 192
تفاسیر آیات ۶۷ تا ۷۳ 195
☆ بنی اسرائیل کی حیلہ جویانہ ذہنیت 195
☆ قسامہ کا واقعہ 195
☆ قالوا أتتخذنا هزوا... 195
☆ یہود کی مزاجی خصوصیت 195
☆ حق کا مفہوم 196
☆ فقلنا اضربوه ببعضها 196

تراجم آیات ۷۴ تا ۸۲ 197
تفاسیر آیات ۷۴ تا ۸۲ 200
☆ دل کب سخت ہوتا ہے 200
☆ فهي كالحجارة او اشد قسوة 201
☆ تحریف کا مفہوم اور اس کی شکلیں 201
☆ یہود کے دعوائے ایمان کی حقیقت 201
☆ 'امیون' کا مفہوم 202
☆ یہود کی بیماری 202
☆ يكتبون الكتاب بايديهم 202
☆ و قالوا لن تمسنا النار الا اياما معدودة 202
☆ جھوٹی آرزوؤں کی ایک مثال 202

☆ یہود کے واہمہ کی تردید 203
☆ والذين آمنوا وعملوا الصالحات... 203

تراجم آیات ۸۳ تا ۸۶ 203
تفاسیر آیات ۸۳ تا ۸۶ 206
☆ بنی اسرائیل سے ابتدائی عہد 206
☆ خدا کے بعد سب سے بڑا حق 206
☆ احسان اور ادائے حقوق 206
☆ یتامیٰ اور مساکین 206
☆ وقولوا للناس حسنا 206
☆ تعلیم و تبلیغ میں سخت کلامی کافر سے بھی درست نہیں 206
☆ واقيموا الصلوٰة واتوا الزكوٰة... 207
☆ ثم انتم هولاء تقتلون انفسكم... 207
☆ اولئك الذين اشتروا الحيوة الدنيا... 207
☆ اشترا کا مفہوم 207

تراجم آیات ۸۷ تا ۹۰ 208
تفاسیر آیات ۸۷ تا ۹۰ 210
☆ ولقد آتينا موسىٰ الكتب 210
☆ واتينا عيسى ابن مريم البينت
وايدنه بروح القدس 210
☆ عیسیٰ 210
☆ عیسیٰ، مریم اور روح القدس کے معنی 211
☆ تائید روح القدس کا مفہوم 211
☆ بما لا تهوى انفسكم استكبرتم 211
☆ وقالوا قلوبنا غلف 212

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ولما جاء هم كتاب من عند الله 212

☆ نبیؐ کے وسیلے سے دعا 212

☆ فباؤوا بغضب على غضب 213

☆ عذاب مهين 213

تراجم آیات ۹۱ تا ۹۶ 213

تفاسیر آیات ۹۱ تا ۹۶ 216

☆ قالوا نومن بما انزل علینا و یکفرون بما وراءه 216

☆ قل فلم تقتلون انبياء الله 216

☆ ولقد جاء كم موسىٰ بالبينت ثم اتخذتم العجل 217

☆ وانتم ظلمون 217

☆ سمعنا وعصينا 217

☆ یہود کی دکھتی رگ 217

☆ تعریض ہے 217

☆ ولن يتمنوه ابدا 217

☆ ولتجدنهم احرص الناس على حيوة 218

☆ والله بصير بما يعملون 218

☆ خدا کی شریعت کا حق اس کے ہر جزو پر عمل کرنے سے ادا ہوتا ہے 218

☆ قبول حق کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ 219

☆ زندگی کی حرص محبت الٰہی کے منافی ہے 219

تراجم آیات ۹۷ تا ۱۰۰ 219

تفاسیر آیات ۹۷ تا ۱۰۰ 221

☆ قل من كان عدوا لجبريل 221

☆ من كان عدوا لله وملئكته ورسله وجبريل 221

☆ فسق کا مفہوم 221

تراجم آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳ 222

تفاسیر آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳ 224

☆ ولما جاء هم رسول من عند الله... 224

☆ و اتبعوا ما تتلوا الشيطين على ملك سليمن... 224

☆ وما كفر سليمن ولكن الشيطين كفروا... 225

☆ وما انزل على الملكين ببابل هاروت وماروت... 226

☆ ہاروت و ماروت پر کیا چیز اتری تھی 226

☆ ہاروت اور ماروت 227

☆ وما يعلمن من احد حتى يقولا انما نحن فتنة... 228

☆ فتنہ کا مفہوم 228

☆ وما هم بضارين به من احد الا باذن الله 229

☆ ولقد علموا لمن اشتراه ما له في الاخرة من خلاق 229

☆ ان آیات کی چند اہم باتیں 229

☆ سحر کی حقیقت 230

☆ سحر اور معجزہ میں فرق 230

☆ سحر اور معجزہ میں فرق کی پہچان 230

☆ سحر کے احکام 230

تراجم آیات ۱۰۴ تا ۱۰۷ 231

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفاسیر آیات ۱۰۴ تا ۱۰۷ 232
☆ 'راعنا' کا مفہوم 232
☆ یہود کی شرارت 233
☆ الفاظ سے متعلق ایک نفسیاتی حقیقت 233
☆ سد ذرائع 233
☆ نسخ کا مفہوم 233
☆ احکام الٰہیہ میں نسخ کی حقیقت 234
☆ نسخ کے مفہوم میں متقدمین و متاخرین کی اصطلاحوں میں فرق 235

تراجم آیات ۱۰۸ تا ۱۱۳ 236
تفاسیر آیات ۱۰۸ تا ۱۱۳ 238
☆ لفظ سوال کا مفہوم 238
☆ مسلمانوں کو ایک تنبیہ 239
☆ فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ 239
☆ واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وما تقدموا... 239
☆ نجات کی اصل راہ 239
☆ مسلمانوں کے لیے اہم ہدایات 239
☆ محسن 240
☆ نسلی مسلمان کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں 240
☆ کفار کی ترقی کی وجہ 240

تراجم آیات ۱۱۴ تا ۱۲۱ 241
تفاسیر آیات ۱۱۴ تا ۱۲۱ 244
☆ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیها اسمه... 244
☆ وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا... 245
☆ بدیع السموات والارض... 245
☆ وقال الذین لا یعلمون لولا یکلمنا اللہ او تاتینا.. 245
☆ ولن ترضی عنک الیهود ولا النصاری حتی تتبع ملتهم... 246
☆ الذین اتینهم الکتاب یتلونه حق تلاوته.. 246
☆ نسخ کی حقیقت اور اس کی ضرورت 247
☆ شریعت اسلامی میں نسخ کی نوعیت 248
☆ تدریج کی حکمتیں اور مصالح 248

تراجم آیات ۱۲۲ تا ۱۲۵ 249
تفاسیر آیات ۱۲۲ تا ۱۲۵ 250
☆ ابتلا کا معنی اور مقصد 250
☆ آزمائش کا مقصد 251
☆ امتحان کا مقصد 251
☆ کلمات کا مفہوم 251
☆ انی جاعلک للناس اماما 251
☆ 'البیت' سے مراد 251
☆ 'بیتی' (میرا گھر) 252
☆ 'مثابة' کے معنی 252
☆ 'للناس' سے مراد 252
☆ مقام ابراہیم سے مراد، حرم کا پورا علاقہ 252
☆ مقام ابراہیم سے مراد، پتھر 252
☆ یہود اور مسلمانوں کے مابین اہم نزاعی مسئلہ 252

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ بیت اللہ کی تعبیر مصلیٰ سے 253
☆ تطہیر بیت اللہ کا مقصد 253
☆ طواف کا مقصد 253
☆ اعتکاف کا مفہوم 253
☆ رکوع اور سجود کا مفہوم 253

تراجم آیات ۱۲۶ تا ۱۳۲ 254
تفاسیر آیات ۱۲۶ تا ۱۳۲ 257
☆ واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا بلدا
آمنا وارزق اھلہ من الثمرات 257
☆ ابراہیمؑ نے صرف پھلوں کے رزق کی دعا کیوں کی؟ 257
☆ ثمرات سے مراد تمام ضروریات زندگی 258
☆ اپنے نیک عمل پر بھروسہ نہ کرنے کی تعلیم 258
☆ کتاب، حکمت اور تزکیہ سے مراد 258
☆ حکمت سے مراد، بیان قرآن 258
☆ کتاب سے مراد شریعت اور حکمت سے مراد ایمان واخلاق 258
☆ تزکیہ 259
☆ بے سمجھے قرآن پڑھنے کا ثواب 259
☆ فلا تموتن الا وانتم مسلمون 259
☆ قرآن مجید کا لب لباب 259

تراجم آیات ۱۳۳ تا ۱۳۷ 260
تفاسیر آیات ۱۳۳ تا ۱۳۷ 262
☆ ام کنتم شهداء اذ حضر یعقوب الموت... 262
☆ تلک امة قد خلت لھا ما کسبتم... 263
☆ حنیف 263
☆ لا نفرق بین احد منھم 263
☆ اسباط 264
☆ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم 264

تراجم آیات ۱۳۸ تا ۱۴۱ 264
تفاسیر آیات ۱۳۸ تا ۱۴۱ 266
☆ صبغة اللہ 266
☆ دین وایمان ایک گہرا رنگ ہے جو انسان کے
چہرہ بشرہ سے نظر آنا چاہیے 266
☆ ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم 266
☆ ونحن لہ مخلصون 266
☆ انبیا کا تعلق کس فرقے سے؟ 266
☆ لھا ما کسبت و لکم ما کسبتم 267

تراجم آیات ۱۴۲ تا ۱۴۷ 268
تفاسیر آیات ۱۴۲ تا ۱۴۷ 271
☆ سفہا سے مراد 271
☆ قبلہ سے مراد 271
☆ قل للہ المشرق والمغرب یھدی... 271
☆ تحویل قبلہ پر یہود کے اعتراض کا جواب 271
☆ قبلہ مقرر کرنے کی حکمت 272
☆ تحویل قبلہ کی ایک حکمت 272
☆ وکذلک جعلنکم امة وسطا... 272
☆ امت محمدیہ کی امامت کا اعلان 273
☆ امت وسط 273
☆ اجماع امت 273
☆ امت وسط، تمام امت مسلمہ 273

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول... 273
☆ امت وسط کا فریضۂ منصبی، شہادت علی الناس 273
☆ امت وسط سے مراد صحابہؓ 274
☆ شہادت کا منصب اور شہادت کا مطلب 274
☆ امت وسط تمام عالم کی ذمہ دار 275
☆ شاہد بمعنی مطلع 275
☆ بیت المقدس کو عارضی قبلہ قرار دینے کی حکمت 275
☆ دین میں آزمائشوں کی حکمت 275
☆ قد نری تقلب وجھک... 275
☆ فلنولينك قبلة ترضها 276
☆ مقام محبوبیت 276
☆ فول وجهك شطر المسجد الحرام... 276
☆ وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره 276
☆ نماز میں خاص بیت اللہ کا استقبال ضروری نہیں اس کی سمت کا استقبال کافی ہے 277
☆ خطاب کی تبدیلی کی حکمت وبلاغت 277
☆ ليعلمون انه الحق من ربهم 277
☆ الذين اتينهم الكتب يعرفونه كما يعرفون ابناء هم 277
☆ پہچاننے سے مراد قرآن مجید کا پہچاننا ہے 277
☆ پہچاننے سے مراد کعبہ کا پہچاننا ہے 277
☆ پہچاننے سے مراد حضورؐ کا پہچاننا ہے 278
☆ ليكتمون الحق 278
☆ الحق من ربك فلا تكونن من الممترين 278

تراجم آیات ۱۴۸ تا ۱۵۲ 279
تفاسیر آیات ۱۴۸ تا ۱۵۲ 281
☆ ولكل وجهة هو مولّيها 281
☆ فاستبقوا الخيرات 281
☆ فضول بحثوں سے اجتناب کی ہدایت 282
☆ اين ما تكونوا يات بكم الله جميعًا 282
☆ فولوا وجوهكم شطره 282
☆ تکرار کی حکمت 283
☆ كما ارسلنا 283
☆ يتلوا عليكم ايتنا 284
☆ ويزكيكم 284
☆ ويعلمكم الكتاب والحكمة 284
☆ حکمت سے مراد 284
☆ ويعلمكم مالم تكونوا تعلمون 284
☆ علم لدنی 284
☆ فاذكروني اذكركم... 285
☆ اللہ اور امت مسلمہ کے درمیان ایک معاہدہ 285
☆ ذکر اللہ کی حقیقت 285
☆ تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا 285
☆ ذکر کی اقسام 286
☆ واشكروا لي 286

تراجم آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷ 286
تفاسیر آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷ 288
☆ يا ايها الذين امنوا استعينوا بالصبر والصلوٰة... 288

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ منصب امامت کی مشکلات اور ان کا علاج 288
☆ ہر مشکل کا حل 288
☆ صبر کی اصل حقیقت 288
☆ صابرین 289
☆ ان اللّٰہ مع الصابرین 289
☆ نماز 289
☆ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ.. 289
☆ زندگی اور موت سے متعلق صحیح تصور 289
☆ شہدا اور انبیا کی حیات برزخی 289
☆ ولنبلونکم بشیء من الخوف... 290
☆ آزمائشیں 290
☆ خوف، جوع... 290
☆ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ... 291
☆ اولئک علیھم صلوات من... 291
☆ انا للّٰہ... کہنا 291

تراجم آیات ۱۵۸ تا ۱۶۲ 292

تفاسیر آیات ۱۵۸ تا ۱۶۲ 294

☆ سلسلۂ کلام اور ربط 294
☆ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ 294
☆ شعائر کیا ہیں؟ 294
☆ شعائر سے مقصود 294
☆ شعائر سے متعلق چند اصولی باتیں 295
☆ صفا اور مروہ، شعائر اللّٰہ 295
☆ حکم سعی کی نوعیت 296
☆ سعی واجب ہے 296
☆ ومن تطوع خیرًا 297
☆ سعی نفل ہے 297
☆ فان اللّٰہ شاکر علیم 297
☆ ان الذین یکتمون... 297
☆ یہود کا کتمان حق 297
☆ تابوا واصلحوا 297
☆ ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار 298
☆ کفر کے معنی 298
☆ کفر کی مختلف صورتیں 298
☆ اولئک علیھم لعنۃ اللّٰہ والملٰئکۃ
والناس اجمعین 298
☆ لعنت کرنا 298

تراجم آیات ۱۶۳ تا ۱۶۷ 299

تفاسیر آیات ۱۶۳ تا ۱۶۷ 302

☆ والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم 302
☆ ان فی خلق السموات والارض... 302
☆ آسمان وزمین کی نشانیاں 302
☆ اختلاف لیل ونہار 303
☆ فلک 303
☆ بما ینفع الناس 303
☆ زمین کی موت اور زندگی 303
☆ دابۃ 303
☆ تصریف ریاح 303
☆ تسخیر کا مفہوم 303
☆ قرآن مجید میں بیان کردہ نشانیوں کے مختلف پہلو 304

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ آیت ۱۶۴ کے مطالب پر ایک خصوصی نظر 304
☆ والذین امنوا اشد حبا للّٰہ 305
☆ اسباب 305
☆ کذلک یریھم اللّٰہ اعمالھم حسرت 305

تراجم آیات ۱۶۸ تا ۱۷۱ 305
تفاسیر آیات ۱۶۸ تا ۱۷۱ 306
☆ یایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا 307
☆ حکم الٰہی کے بغیر تحلیل وتحریم شرک ہے 308
☆ حلال اور طیب 308
☆ خطوات 308
☆ انما یامرکم بالسوء والفحشاء... 309
☆ امر کا مفہوم 309
☆ 'السوء' اور 'الفحشاء' کا مفہوم 309
☆ واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللّٰہ... 309
☆ ماضی کے ورثہ کا احترام، مگر 309
☆ جائز و ناجائز تقلید 309
☆ ومثل الذین کفروا کمثل الذین ینعق
بما لا یسمع الا دعا ونداء... 310
☆ تمثیل 310
☆ دعا اور ندا 310

تراجم آیات ۱۷۲ تا ۱۷۶ 311
تفاسیر آیات ۱۷۲ تا ۱۷۶ 313
☆ یایھا الذین آمنوا کلوا من طیبت... 313
☆ مسلمانوں کے تردد کا ازالہ 313
☆ مسلمانوں سے خطاب 313
☆ انما حرم علیکم المیتۃ والدم... 313
☆ ملت ابراہیمی میں حرام وحلال 313
☆ کلمۂ حصر 314
☆ حصر مطلق نہیں حصر اضافی 314
☆ ظاہری اور باطنی گندگی 315
☆ میتۃ 315
☆ خون 315
☆ خنزیر 316
☆ ما اھل بہ لغیر اللّٰہ 316
☆ نذر لغیر اللّٰہ کا مسئلہ 317
☆ وقت ذبح اللّٰہ کا نام لینے سے جانور حلال ہوتا
ہے چاہے وہ کسی ولی یا نبی کے نام کا ہو 317
☆ بزرگوں کے نام کیے گئے جانور حرام ہیں چاہے
وقت ذبح ان پر اللّٰہ کا نام ہی لیا جائے 318
☆ ان الذین یکتمون ما انزل اللّٰہ... 318
☆ اہل کتاب کی بعض تحریمات 318
☆ یہود حضورؐ کے اوصاف چھپاتے تھے 319
☆ رخصت اور عزیمت کے معاملہ میں صحیح نقطۂ نظر 319

تراجم آیت ۱۷۷ 320
تفاسیر آیت ۱۷۷ 321
☆ 'البر' کا مطلب 321
☆ اس امت کے لیے ایک تنبیہ 321
☆ یہود ونصاریٰ اور مسلمانوں سب کے لیے تنبیہ 321
☆ تمثیل 322

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ سمت پرستی 322
☆ المشرق، المغرب 322
☆ تمام احکام شرعیہ کا بیان 322
☆ حقیقی ایمان اور اس سے مراد 323
☆ ایمان بالملائکۃ 323
☆ ایمان بالکتاب 323
☆ 'علی حبہ' میں ضمیر کا مرجع 324
☆ انفاق کے مصارف 324
☆ قرابت دار 324
☆ یتامیٰ 324
☆ ابن السبیل 324
☆ السائلین 325
☆ فی الرقاب 325
☆ اقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ 325
☆ زکوٰۃ کے علاوہ مال خرچ کرنا 325
☆ والموفون بعهدهم والصابرین... 325
☆ صبر اور ایفائے عہد 325
☆ صبر کے تین مواقع 326

تراجم آیات ۱۷۸ تا ۱۷۹ 326
تفاسیر آیات ۱۷۸ تا ۱۷۹ 328
☆ قصاص کا مفہوم 328
☆ قصاص کی ذمہ داری حکومت پر ہے 328
☆ قصاص میں مساوات کا اہتمام 328
☆ فمن عفی له من اخيه 329
☆ دیت کی ادائیگی میں فیاضی 329
☆ معروف 329
☆ دیت مقرر ہے 329
☆ دیت مقرر نہیں، بلکہ اس میں معروف کی پیروی ہوگی 329
☆ فمن اعتدی بعد ذلک... 330
☆ ولکم فی القصاص حیوة... 330
☆ اسلامی سزاؤں کی حکمت 330

تراجم آیات ۱۸۰ تا ۱۸۲ 331
تفاسیر آیات ۱۸۰ تا ۱۸۲ 332
☆ کتب علیکم... 332
☆ عبوری دور کا حکم 332
☆ تہائی مال کی وصیت 332
☆ وصیت کا حکم محض ایک سفارشی حکم نہیں بلکہ حق ہے 332
☆ عرب کے جاہلانہ رواج کی اصلاح 333
☆ وصیت کا اب کوئی محل نہیں 333
☆ وصیت مستحب ہے 333
☆ وارث کے لیے وصیت نہیں 333
☆ وارثوں کے لیے وصیت کا حکم اب منسوخ ہے 333
☆ خیر کا لفظ مال کے لیے 334
☆ معروف اور شریعت میں نسبت 334

تراجم آیات ۱۸۳ تا ۱۸۷ 335
تفاسیر آیات ۱۸۳ تا ۱۸۷ 339
☆ صوم 339
☆ کتب علیکم الصیام 339
☆ تدریج 339

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ كما كتب على الذين من قبلكم 339
☆ كما 339
☆ رسول اللہ کی صداقت کی گواہی 339
☆ روزے کا مقصد 340
☆ ایاما معدودات 340
☆ تالیف قلب 340
☆ ایام معدودات سے مراد، ماہ رمضان کے روزے 340
☆ فدیے کی اجازت سب کے لیے تھی 340
☆ 'یطیقونه' میں ضمیر مفعول کا مرجع صوم ہے 340
☆ 'یطیقونه' میں ضمیر مفعول کا مرجع صوم نہیں طعام ہے 341
☆ قضا شدہ روزے کا فدیہ، یہ اجازت صرف
مسافر اور مریض کے لیے تھی 341
☆ شهر رمضان الذی انزل... 341
☆ روزوں کے لیے رمضان کے مہینے کے انتخاب کی حکمت 341
☆ فمن شهد منکم الشهر فلیصمه... 342
☆ یرید الله بکم الیسر... 342
☆ سفر کی حالت میں روزہ 342
☆ بیماری کی حالت میں روزہ 342
☆ واذا سالک عبادی... 343
☆ فانی قریب 343
☆ خدا اور بندے کا تعلق 343
☆ اجیب دعوة الداع... 343
☆ احل لکم لیلة الصیام... 344
☆ روزے سے متعلق سوالات کا جواب 344
☆ احل لکم لیلة الصیام الرفث... 344
☆ اس معاملے میں پہلے کوئی واضح ہدایت موجود نہ تھی 344
☆ پہلے روزے کی راتوں میں کھانا اور جماع حرام تھا 344
☆ قول رسول بھی بحکم قرآن ہے 344
☆ رفث 345
☆ هن لباس لکم وانتم لباس لهن 345
☆ وابتغوا ما کتب الله لکم 345
☆ کلوا واشربوا حتی یتبین لکم... 345
☆ سحری کھانے کا آخری وقت 346
☆ بے جا تشدد مناسب نہیں 346
☆ اعتکاف 346
☆ تلک حدود الله فلا تقربوها 346

تراجم آیات ۱۸۸ تا ۱۹۴ 347
تفاسیر آیات ۱۸۸ تا ۱۹۴ 350
☆ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل... 350
☆ 'اکل اموال بالباطل' کا مطلب 350
☆ اموالکم 350
☆ وتدلوا بها الی الحکام... 350
☆ ادلا کا مفہوم 350
☆ وانتم تعلمون 351
☆ رشوت 351
☆ اہلہ سے مراد چند مخصوص مہینے 351
☆ سوال اشہر حرم سے متعلق تھا 351
☆ اہلہ سے مراد چاند 352
☆ سوال چاند گھٹنے بڑھنے کے بارے میں تھا 352
☆ قل هی مواقیت للناس والحج... 352
☆ ولیس البر بان تاتوا البیوت... 352

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ایک بدعت کی اصلاح 352
☆ نیکی اللہ سے ڈرنے کا نام ہے 353
☆ والفتنة اشد من القتل... 353
☆ کفار قریش اور مسلمانوں کی اصل نزاع 353
☆ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم... 354
☆ جہاد 354
☆ اللہ کا خوف 354
☆ واقتلوھم حیث ثقفتموھم... 354
☆ ولا تعتدوا 354
☆ واقتلوھم حتی لا تکون فتنة... 354
☆ فان انتھوا فلا عدوان... 355
☆ رسولوں کے باب میں سنت الٰہی 355

تراجم آیات ۱۹۵ تا ۲۰۳ 356
تفاسیر آیات ۱۹۵ تا ۲۰۳ 361
☆ وانفقوا فی سبیل اللہ... 361
☆ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکة... 361
☆ انفاق اور احسان 361
☆ واتموا الحج والعمرة للہ.. 362
☆ عمرہ کی نوعیت 362
☆ للہ 362
☆ فمن کان منکم مریضا او بہ اذی... 362
☆ فمن تمتع بالعمرة الی الحج... 363
☆ واتقوا اللہ... 363
☆ رفث، فسوق اور جدال 363
☆ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی 363

☆ تقویٰ کا زادراہ 363
☆ مادی زادراہ 364
☆ فضلا من ربکم 364
☆ واذکروہ کما ھداکم 364
☆ جاہلی رسوم کی مخالفت 364
☆ ثم افیضوا من حیث افاض الناس... 365
☆ فمن الناس من یقول ربنا... 365
☆ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة... 365
☆ واللہ سریع الحساب 365
☆ واعلموا انکم الیہ تحشرون 365
☆ حج کا اجتماع روز حشر کی یاد دہانی 365

تراجم آیات ۲۰۴ تا ۲۱۴ 366
تفاسیر آیات ۲۰۴ تا ۲۱۴ 371
☆ ومن الناس من یعجبک.. 371
☆ ویشھد اللہ علی ما... 371
☆ الد الخصام 371
☆ واذا تولی سعی فی الارض... 371
☆ اسلام کی مخالفت، فساد فی الارض ہے 371
☆ واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزة... 372
☆ دینداری کے جھوٹے مدعیوں کا غرور 372
☆ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغا... 372
☆ یایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة... 372
☆ عزیز اور حکیم 373
☆ ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی... 374
☆ معتبر ایمان 374

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ومن يبدل نعمة الله 374
☆ زين للذين كفروا الحيوة... 375
☆ اہل باطل کا فریب نظر 375
☆ حق وباطل دونوں کے لیے مہلت کا قانون 375
☆ كان الناس امة واحدة... 375
☆ اختلاف 375
☆ ام حسبتم ان تدخلوا الجنة... 376
☆ حاملین حق کے لیے امتحان کی سنت 376
☆ متى نصر الله 376

تراجم آیات ۲۱۵ تا ۲۲۱ 377
تفاسیر آیات ۲۱۵ تا ۲۲۱ 382
☆ يسئلونك ماذا ينفقون... 382
☆ سوال کرنے والوں کی ذہنیت 382
☆ ایک ہی سوال، دو مختلف جواب 382
☆ اللہ کے راستے میں خرچ 382
☆ قل ما انفقتم من خير فللوالدين... 383
☆ كتب عليكم القتال وهو كره لكم... 383
☆ 'اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے' اس کا مطلب 383
☆ اشہر حرم 383
☆ ارتداد اور حبط اعمال 384
☆ اسلامی ریاست میں مرتد شہری حقوق سے محروم ہو جاتا ہے 384
☆ ان الذين امنوا والذين هاجروا يرجون رحمت الله 384
☆ اللہ کی رحمت کے امیدوار کون ہو سکتے ہیں 384
☆ يسئلونك عن الخمر والميسر... 385
☆ مضر چیزوں کے بارے میں اسلامی شریعت کا مزاج 385
☆ حرمت قمار 385
☆ ایک غلط فہمی 386
☆ اخلاقیات اور اسلامی شریعت 386
☆ ناگزیر حالات میں انفاق کی آخری حد 386
☆ لفظ 'عفو' اور اشتراکی نظریات 387
☆ كذلك يبين الله لكم الأيت لعلكم تتفكرون في الدنيا والأخرة... 387
☆ يسئلونك عن اليتمى... 387
☆ ولا تنكحوا المشركت... 387
☆ مشرکین اور مشرکات کا استعمال بطور اصطلاح 387
☆ پسند اور ناپسند کے لیے اسلامی معیار 388
☆ مسلم و کافر کا باہمی ازدواج 388

تراجم آیات ۲۲۲ تا ۲۲۹ 389
تفاسیر آیات ۲۲۲ تا ۲۲۹ 394
☆ ويسئلونك عن المحيض... 394
☆ ایام حیض کے احکام 394
☆ شان نزول 394
☆ علیحدگی کا حکم 394
☆ طہر اور تطہر 394
☆ فاتوهن من حيث امركم الله 395
☆ محل مباشرت بدیہات فطرت میں سے ہے 395
☆ ان الله يحب التوابين و يحب المطهرين 395
☆ توبہ اور تطہر کی حقیقت 395
☆ نساؤكم حرث لكم 395
☆ فاتوا حرثكم انى شئتم 395

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ آزادی اور پابندی کے حدود 395
☆ بے بنیاد خیالات 396
☆ خاندانی منصوبہ بندی کے نظریے کی لغویت 396
☆ وقدموا لانفسکم 396
☆ ولا تجعلوا اللّٰہ عرضۃ لایمانکم... 397
☆ قسم کی قسمیں 397
☆ بر، تقویٰ اور اصلاح 398
☆ ارادی اور غیر ارادی قسمیں 398
☆ للذین یولون من نسائھم... 398
☆ ایلا 398
☆ چار ماہ کی مدت 398
☆ والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء 399
☆ 'قروء' کا مفہوم 399
☆ طلاق کی عدت کی حکمت 399
☆ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف 399
☆ وللرجال علیھن درجۃ 399
☆ گھر کا قوام مرد ہے 399
☆ فضیلت کی بنیاد وصف رجولیت ہے 400
☆ مرد وعورت میں تفوق دنیوی معاملات میں ہے،
آخرت کی فضیلت الگ ہے 400
☆ الطلاق مرتٰن... 400
☆ طلاق کا صحیح طریقہ 401
☆ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ... 401
☆ خلع 401
☆ نکاح 402
☆ اسلام میں نکاح کی حیثیت 402
☆ تین طلاق کا مسئلہ 402
☆ بیک وقت دو یا تین طلاقیں دینا یا انھیں نافذ
کر دینا حکمت الٰہیہ کے خلاف ہے 404

تراجم آیات ۲۳۰ تا ۲۳۷ 405

تفاسیر آیات ۲۳۰ تا ۲۳۷ 411

☆ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح 411
☆ ایک پرحکمت پابندی 411
☆ لفظ نکاح عقد نکاح کے مفہوم میں ہے 411
☆ نکاح وطی کے مفہوم میں ہے 412
☆ حلالہ 412
☆ متعہ اور حلالہ کا فرق 412
☆ فامسکوھن بالمعروف... 412
☆ رجعت 412
☆ او سرحوھن بالمعروف 413
☆ ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ 413
☆ قرآن مجید کا اسلوب 413
☆ ولا تتخذوا ایات اللّٰہ ھزوًا 413
☆ نکاح وطلاق کو کھیل نہ بناؤ 413
☆ طلاق یافتہ عورتیں 413
☆ واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم وما انزل
☆ علیکم من الکتب والحکمۃ... 414
☆ فلا تعضلوھن ان ینکحن 414
☆ کفو 414
☆ اذا تراضوا بینھم بالمعروف 414
☆ والوالدت یرضعن اولادھن... 415

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ رضاعت سے متعلق مسائل 415
☆ رضاعت کے مسائل 415
☆ مدت رضاعت 416
☆ والذین یتوفون منکم... 416
☆ بیوہ کی عدت 416
☆ یتربصن بانفسھن 416
☆ عدت کے بعض احکام 416
☆ بیوہ ہونے کی صورت میں مہر 416
☆ بیوہ کی عدت 417
☆ الذی بیدہ عقدۃ النکاح 417
☆ واعلموا ان اللّٰہ یعلم ما فی انفسکم 417
☆ لا جناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبۃ النساء 417
☆ اسلامی معاشرے میں جذبات کا احترام 417
☆ الا ان یعفون او یعفو الذی بیدہ عقدۃ النکاح 417
☆ ولا تنسوا الفضل بینکم 418

تراجم آیات ۲۳۸ تا ۲۵۲ 419

تفاسیر آیات ۲۳۸ تا ۲۵۲ 426

☆ حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطی 426
☆ نماز کی محافظت 426
☆ 'الصلوٰۃ الوسطیٰ' سے مراد، عصر کی نماز 427
☆ پورے خشوع والی نماز 427
☆ وقوموا للّٰہ قانتین 428
☆ نماز میں باتیں کرنے کی ممانعت 428
☆ فان خفتم فرجالا او رکبانا... 428
☆ صلوٰۃ الخوف سے مراد 428
☆ فاذکروا اللّٰہ... 428
☆ ذکر اللہ سے مراد 428
☆ پیغمبر کی تعلیم عین اللہ کی تعلیم ہے 428
☆ والذین یتوفون منکم... 429
☆ بیوہ کے لیے وصیت کا عارضی حکم 429
☆ تقسیم وراثت سے اس کا کوئی تعلق نہیں 429
☆ آیات ۲۴۳ تا ۲۵۲ 429
☆ سلسلۂ کلام 429
☆ بنی اسرائیل کی سرگزشت بیان کرنے کی وجہ 429
☆ 'الم تر' کا خطاب 430
☆ فقال لھم اللّٰہ موتوا ثم احیاھم 430
☆ موت وحیات کا مفہوم 430
☆ موت ایمانی واخلاقی موت اور زندگی اخلاقی وایمانی زندگی 430
☆ ذلت ونامرادی کی تعبیر 431
☆ غلبہ حیات اور مغلوبیت موت 431
☆ موت وحیات سے مراد، اصل موت وحیات 431
☆ قوم کا تعین مقصود قرآن نہیں 432
☆ من ذا الذی یقرض اللّٰہ قرضا حسنا... 432
☆ انفاق کے لیے قرض کی تعبیر 432
☆ قرض حسن 432
☆ قرض کا مفہوم 432
☆ الم تر الی الملا... 432
☆ لفظ 'ملا' کا مطلب 433
☆ ملک کا مفہوم اور سیاسی نظام 433
☆ اسلام میں بادشاہت؟ 433
☆ بادشاہت کا جواز 433

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اذ قالوا لنبی لهم ابعث لنا ملکا نقاتل 433
☆ آیت ۲۴۶ کی تعلیم 433
☆ طالوت اور ساؤل 434
☆ تابوت کی حقیقت 434
☆ تبرکات 435
☆ 'سکینة' کا مفہوم 435
☆ تابوت کی بنی اسرائیل کو واپسی 435
☆ فلما فصل طالوت بالجنود... 435
☆ جنگ بدر کی تصویر قدیم صحیفوں میں 435
☆ ان اللّٰه مبتلیکم بنهر... 436
☆ فوج کی اطاعت کا امتحان 436
☆ امتحان کا مقصد 436
☆ جالوت 436
☆ حضرت داؤد علیہ السلام کی زندگی کا آغاز 436
☆ فهزموهم باذن اللّٰه... 436
☆ ولو لا دفع اللّٰه الناس... 437
☆ جہاد کی ضرورت اور اس کی حکمت 437
☆ تلک آیات اللّٰه نتلوها... 437
☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف التفات اور آپ کی رسالت کا اثبات 437

تراجم آیات ۲۵۳ تا ۲۵۶ 438
تفاسیر آیات ۲۵۳ تا ۲۵۶ 441
☆ تلک الرسل فضلنا 441
☆ نبیؐ کے لیے تسلی 441
☆ انبیا کی فضیلت 441
☆ فمنهم من آمن ومنهم من کفر... 442
☆ ربط مضمون 442
☆ انفقوا مما رزقنکم... 442
☆ انفاق کی دلیل اور اس کی تسہیل 442
☆ والکفرون هم الظلمون 442
☆ آیت الکرسی کے فضائل 442
☆ قیوم 443
☆ سِنة 443
☆ ما بین ایدهم وما خلفهم 443
☆ وسع کرسیه السموات والارض 443
☆ من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه 443
☆ شفاعت کی حقیقت 443
☆ شفاعت دعا کی ایک صورت 444
☆ آیت الکرسی میں اللّٰہ کی صفات 444
☆ لا اکراه فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت... 444
☆ طاغوت کا مفہوم 444
☆ طاغوت کے درجے اور قسمیں 444
☆ 'لا اکراه فی الدین' کا مفہوم 445
☆ کفر اور جہاد 445
☆ آیات جہاد و قتال اور 'لا اکراه فی الدین' 445
☆ قد تبین الرشد من الغی 446
☆ عروة الوثقیٰ 446

تراجم آیات ۲۵۷ تا ۲۶۰ 447
تفاسیر آیات ۲۵۷ تا ۲۶۰ 450

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اللہ ولی الذین امنوا... 450
☆ ایمان سب سے بڑی نعمت 450
☆ ولی کا مفہوم 450
☆ نور اور ظلمت 451
☆ ہدایت اور ضلالت کے باب میں اصل نکتہ 451
☆ الم تر الی الذی حاج ابراھیم... 451
☆ 'الذی' سے مراد 451
☆ ضلالت کا سب سے بڑا سبب استکبار ہے 451
☆ حضرات انبیا کا طریق بحث 451
☆ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں بخشتا 451
☆ نمرود کی خدائی کی حیثیت 452
☆ او کالذی مر علی قریة... 452
☆ 'او' کا استعمال 452
☆ 'الذی' سے مراد حزقی ایل 452
☆ ایک بندہ مومن جو طالب یقین تھا 452
☆ حزقی ایل نبی کی معراج کی طرح سیر ملکوت 452
☆ وہ شخص عزیر پیغمبر تھے 452
☆ غیر ضروری بحث 453
☆ کم لبثت قال لبثت یوما او ... 453
☆ ولنجعلک آیة للناس 454
☆ گدھے کا گلنا سڑنا اور کھانے میں تغیر نہ ہونا 454
☆ واذ قال ابراھیم... 454
☆ لفظ اطمینان کی حقیقت 454
☆ فصرھن 454
☆ حضرت ابراہیم کی درخواست شرح صدر کے لیے تھی 455
☆ چار پرندے 455
☆ فصرھن الیک 455
☆ موت کے بعد کی زندگی میں یادداشت واپس آ جائے گی 455
☆ منھن جزءا 455
☆ مشاہدۂ خاص 455
☆ مشاہدہ انبیا کے لیے خاص 456

تراجم آیات ۲۶۱ تا ۲۷۴ 457
تفاسیر آیات ۲۶۱ تا ۲۷۴ 464
☆ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ 464
☆ 'فی سبیل اللہ' کا مفہوم 464
☆ انفاق، صدقہ، زکوة 464
☆ کمثل حبة انبتت سبع سنابل 464
☆ اجر کا فرق 464
☆ قبول صدقات کی مثبت شرائط 465
☆ انفاق کے اجر کے اصلی حق دار 465
☆ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون 465
☆ قول معروف ومغفرة... 465
☆ غنا اور حلم 466
☆ احسان جتانے والے کی تمثیل 466
☆ قبولیت صدقات کی منفی شرائط 466
☆ واللہ لا یھدی القوم الکفرین 466
☆ ہدایت کی مختلف صورتیں 466
☆ تثبیت 466
☆ رضائے الٰہی کے لیے انفاق کی تمثیل 467
☆ اعصار 467
☆ طیبات 467

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ولا تیمموا الخبیث 468
☆ الشیطن یعدکم الفقر .. 468
☆ انفاق کی راہ میں مزاحمتیں 468
☆ الفحشاء 468
☆ منت ماننا 468
☆ نیکی 468
☆ ومن یوتی الحمکۃ... 468
☆ حکمت کا مطلب 468
☆ ان تبدوا الصدقت فنعما ھی وان تخفوھا 469
☆ علانیہ اور پوشیدہ انفاق 469
☆ ویکفر عنکم من سیاتکم 469
☆ لیس علیک ھداھم... 469
☆ ہدایت وضلالت کے بارے میں سنت اللہ 469
☆ صدقہ مومن کافر سب کے لیے 469
☆ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ 470
☆ یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف 470
☆ تعرفھم بسیمھم 470
☆ لا یسئلون الناس الحافا 470
☆ الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا 470

تراجم آیات ۲۷۵ تا ۲۸۳ 471
تفاسیر آیات ۲۷۵ تا ۲۸۳ 477

☆ الذین یاکلون الربا... 477
☆ وان کان ذو عسرۃ ... 477
☆ ربا کا مفہوم 477
☆ ربا کیا ہے 478
☆ ربا کا مطلب 479
☆ اسلام کا احسان 479
☆ 'مس' کا مفہوم 479
☆ صاحب انفاق اور سود خور 480
☆ عمل اور جزا کی مشابہت 480
☆ جرم وسزا کی مناسبت 480
☆ تاجر اور سود خور 480
☆ کاروبار اور سود 481
☆ تجارت اور سود کا فرق 481
☆ اصل کرنسی سونا اور چاندی ہے 481
☆ ومن عاد فاولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون 482
☆ سود خور کے لیے دائمی دوزخ 482
☆ یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقت... 482
☆ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ 483
☆ سود خوروں کو الٹی میٹم 483
☆ واتقوا یوما ترجعون الی اللہ ثم توفی
☆ کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون 483
☆ یایھا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین... 483
☆ قرض کے بارے میں ہدایات 483
☆ تداینتم بدین 484
☆ شہادت 484
☆ وان کان علی سفر ولم تجدوا کاتبا
فرھن مقبوضۃ... 485
☆ رہان مقبوضہ کا مفہوم 485
☆ رہن کے احکام 485
☆ مرہونہ شے سے فائدہ اٹھانا ناجائز ہے 485

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ 'آثم قلبه' کی حقیقت 486

تراجم آیات ۲۸۴ تا ۲۸۶ 486

تفاسیر آیات ۲۸۴ تا ۲۸۶ 488

☆ ربط کلام 488

☆ لله ما فی السموات وما فی الارض 489

☆ او تخفوه یحاسبکم به الله 489

☆ فیغفر لمن یشاء 490

☆ خدا کی مشیت اس کی حکمت کے ساتھ ہے 490

☆ آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمومنون 490

☆ ان آیات کے فضائل 490

☆ قانون کی فرمانبرداری 491

☆ لا نفرق بین احد من رسله 491

☆ سمعنا واطعنا 491

☆ غفرانک ربنا والیک المصیر 491

☆ لا یکلف الله نفسا... 491

☆ دعا کے بیچ میں جملۂ معترضہ 491

☆ اللہ کے ہاں انسان کی ذمہ داری کا بیان 492

☆ لها ما کسبت وعلیها ما اکتسبت 492

☆ ایصال ثواب 492

☆ ربنا لا تواخذنا ان نسینا 492

☆ خطا اور نسیان کا فرق 492

☆ ربنا ولا تحمل علینا اصرا... 493

☆ ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به 493

☆ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا... 493

☆ آخرت کا سہارا 493

☆ انت مولنا فانصرنا... 493

☆ مسلمانوں کی تربیت 494

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نورالقرآن

"نورالقرآن کا مقصد معاشرے میں دوسروں کی بات سننے، پڑھنے اور اس پر غور کرنے کی روایت کو فروغ دینا ہے تاکہ وسعت اور برداشت کی روایت جنم لے، مسالک اور مکاتب فکر کے درمیان فاصلے کم ہوں، نفرت کی دیواریں کمزور ہونا شروع ہوں اور شخصیات کے بجائے دلیل کی حکمرانی قائم ہو۔"

مترجمین: شاہ عبدالقادرؒ، مولانا اشرف علیؒ تھانوی، مولانا احمد رضا خانؒ، مولانا محمدؒ جونا گڑھی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، مولانا امین احسنؒ اصلاحی، محترم جاوید احمد غامدی

مفسرین: مولانا شبیر احمدؒ عثمانی (تفسیر عثمانی)، مفتی محمد شفیعؒ (معارف القرآن)، مولانا محمد نعیم الدینؒ مراد آبادی (خزائن العرفان)، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (تفہیم القرآن)، محترم صلاح الدین یوسف (احسن البیان)، پیر محمد کرم شاہؒ الازہری (ضیاء القرآن)، مولانا عبدالماجدؒ دریابادی (تفسیر ماجدی)، مولانا امین احسنؒ اصلاحی (تدبر قرآن)، محترم جاوید احمد غامدی (البیان)

سوئے حرم پبلیکیشنز، لاہور